العطایا النبویۃ فی الفتاوی الرضویۃ
فتاوی رضویۃ
۱۵
امام اہلسنت مجدد دین و ملت اعلیٰ حضرت
امام احمد رضا خان قادری رضی اللہ تعالیٰ عنہ
رضا فاؤنڈیشن
لاہور، پاکستان

اور خانوادۂ اعلیٰ حضرت کے دیگر علمائے کرام کی تصنیفات اور
حیات و خدمات کے مطالعہ کے لئے وزٹ کریں

Waris e Uloom e Alahazrat, Nabirah e Hujjat ul Islam, Janasheen e Mufti e Azam Hind, Jigar Gosha e Mufassir e Azam Hind, Shaikh ul Islam Wal Muslimeen, Qazi ul Quzzat, Taj ush Shariah Mufti

Muhammad Akhtar Raza Khan

Qadiri Azhari Rahmatullahi Alihi

Or Khaanwada e Alahazrat k Deegar Ulama e Kiram Ki Tasneefat Or Hayaat o Khidmaat k Mutaluah k Liyae Visit Karen.

To discover about writings, services and relical life of the sacred heir of Imam Ahmed Raza, the grandson of Hujut-ul-Islam, the successor of Grand Mufti of India, his Holiness, Tajush-Shariah, Mufti

Muhammd Akhter Raza Khan

Qadri Azhari Rahmatullahi Alihi

the Chief Islamic Justice of India, and other Scholars and Imams of golden Razavi ancestry, visit

www.muftiakhtarrazakhan.com

0092 303 2886671 /makhtarraza1011

Contents

فتاوٰی رِضویّہ

مع تخریج وترجمہ عربی عبارات

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ

رضا فاؤنڈیشن

جامعہ نظامیہ رضویہ

اندرون لوہاری دروازہ لاہور نمبر ۸

پاکستان (۵۴۰۰۰)

مَنۡ یُّرِدِ اللّٰہُ بِہٖ خَیۡرًا یُّفَقِّھۡہُ فِی الدِّیۡنِ (الحدیث)

اَلۡعَطَایَا النَّبَوِیَّۃ فِی الۡفَتَاوی الرِّضۡوِیَّۃِ

مع تخریج وترجمہ عربی عبارات

جلد پانزدہم (۱۵)

تحقیقات نادرہ پر مشتمل چودھویں صدی کا عظیم الشان

فقہی انسائیکلوپیڈیا

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ العزیز

۱۲۷۲ھ ________ ۱۳۴۰ھ

۱۸۵۶ء ________ ۱۹۲۱ء

رضا فاؤنڈیشن، جامعہ نظامیہ رضویہ

اندرون لوہاری دروازہ، لاہور (۸)، پاکستان (۵۴۰۰۰)

فون: ۷۶۵۷۳۱۴

نام کتاب________________فتاوی رضویہ جلد پانز دہم

تصنیف________________شیخ الاسلام امام احمد رضا قادری بریلوی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ

ترجمہ عربی عبارات__________حافظ عبد الستار سعیدی، ناظم تعلیمات جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور

پیش لفظ________________حافظ عبد الستار سعیدی، ناظم تعلیمات جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور

ترتیبِ فہرست____________حافظ عبد الستار سعیدی، ناظم تعلیمات جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور

مقدمہ________________حضرت علامہ عبد الحکیم شرف قادری

تخریج و تصحیح____________مولانا نذیر احمد سعیدی، مولانا محمد اکرم اللہ بٹ

باہتمام وسرپرستی__________مولانا مفتی محمد عبد القیوم ہزاروی ناظم اعلٰی تنظیم المدارس اہلسنّت، پاکستان

کتابت________________محمد شریف گل، کڑیال کلاں (گوجرانوالا)

پیسٹنگ________________مولانا محمد منشا تابش قصوری معلم شعبۂ فارسی جامعہ نظامیہ لاہور

صفحات________________۷۴۴

اشاعت________________محرم الحرام ۱۴۲۰ھ / اپریل ۱۹۹۹ء

مطبع________________

ناشر________________رضا فاؤنڈیشن جامعہ نظامیہ رضویہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

قیمت________________

ملنے کے پتے

*مکتبہ قادریہ، جامعہ نظامیہ رضویہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

* مکتبہ تنظیم المدارس، جامعہ نظامیہ رضویہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

*مکتبہ ضیائیہ، بوہڑ بازار، راولپنڈی

*ضیاء القرآن پبلیکیشنز، گنج بخش روڈ، لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش لفظ

الحمدُللہ! اعلحضرت امام المسلمین مولانا الشاہ احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے خزائن علمیہ اور ذخائر فقہیہ کو جدید انداز میں عصر حاضر کے تقاضوں کے عین مطابق منظر عام پر لانے کے لئے دارالعلوم جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور میں رضا فاؤنڈیشن کے نام سے جو ادارہ مارچ ۱۹۸۸ء میں قائم ہوا تھا وہ انتہائی کامیابی اور برق رفتاری سے مجوزہ منصوبہ کے ارتقائی مراحل کو طے کرتے ہوئے اپنے ہدف کی طرف بڑھ رہا ہے۔ اب تک یہ ادارہ امام احمد رضا کی متعدد تصانیف شائع کرچکا ہے مگر اس ادارے کا عظیم ترین کارنامہ "**العطایا النبویہ فی الفتاوی الرضویہ المعروف بہ فتاوٰی رضویہ**" کی ترجمہ وتخریج کے ساتھ عمدہ وخوبصورت انداز میں اشاعت ہے۔ فتاوٰی مذکورہ کی اشاعت کا آغاز شعبان المعظم ۱۴۱۰ھ مارچ ۱۹۹۰ء میں ہوا تھا اور بفضلہٖ تعالٰی جل مجدہ، بعنایت رسول الکریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم تقریبا نو سال کے مختصر عرصہ میں یہ پندرھویں جلد آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ اس سے قبل کتاب الطہارۃ، کتاب الصلوٰۃ، کتاب الجنائز، کتاب الزکوٰۃ، کتاب الصوم، کتاب الحج، کتاب النکاح، کتاب الطلاق، کتاب الایمان، کتاب الحدود والتعزیر اور کتاب السیر کے بعض حصے پر مشتمل چودہ جلدیں شائع ہوچکی ہیں جن کی تفصیل سنین، مشمولات، مجموعی صفحات اور ان میں شامل رسائل کی تعداد کے اعتبار سے حسب ذیل ہے۔

جلد	عنوان	جواباتِ اسئلہ	تعدادِ رسائل	سنینِ اشاعت	صفحات
۱	کتاب الطہارۃ	۲۲	۱۱	شعبان المعظم ۱۴۱۰ھ ــــــ مارچ ۱۹۹۰ء	۸۳۸
۲	کتاب الطہارۃ	۳۳	۷	ربیع الثانی ۱۴۱۲ ــــــ نومبر ۱۹۹۱ء	۷۱۰
۳	کتاب الطہارۃ	۵۹	۶	شعبان المعظم ۱۴۱۲ ــــــ فروری ۱۹۹۲	۷۵۶
۴	کتاب الطہارۃ	۱۳۲	۵	رجب المرجب ۱۴۱۳ ــــــ جنوری ۱۹۹۳	۷۶۰
۵	کتاب الصلوٰۃ	۱۴۰	۶	ربیع الاوّل ۱۴۱۴ ــــــ ستمبر ۱۹۹۳	۶۹۲
۶	کتاب الصلوٰۃ	۴۵۷	۴	ربیع الاوّل ۱۴۱۵ ــــــ اگست ۱۹۹۴	۷۳۶
۷	کتاب الصلوٰۃ	۲۶۹	۷	رجب المرجب ۱۴۱۵ ــــــ دسمبر ۱۹۹۴	۷۲۰
۸	کتاب الصلوٰۃ	۳۳۷	۶	محرم الحرام ۱۴۱۶ ــــــ جون ۱۹۹۵	۶۶۴
۹	کتاب الجنائز	۲۷۳	۱۳	ذیقعدہ ۱۴۱۶ ــــــ اپریل ۱۹۹۶	۹۴۶
۱۰	کتاب زکوٰۃ، صوم، حج	۳۱۶	۱۶	ربیع الاوّل ۱۴۱۷ ــــــ اگست ۱۹۹۶	۸۳۲
۱۱	کتاب النکاح	۴۵۹	۶	محرم الحرام ۱۴۱۸ ــــــ مئی ۱۹۹۷	۷۳۶
۱۲	کتاب نکاح، طلاق	۳۲۸	۳	رجب المرجب ۱۴۱۸ ــــــ نومبر ۱۹۹۷	۶۸۸
۱۳	کتاب طلاق، ایمان اور حدود و تعزیر	۲۹۳	۲	ذیقعدہ ۱۴۱۸ ــــــ مارچ ۱۹۹۸	۶۸۸
۱۴	کتاب السیر (ا)	۳۳۹	۷	جمادی الاخرٰی ۱۴۱۹ ــــــ ستمبر ۱۹۹۸	۷۱۲

پندرھویں جلد

یہ جلد فتاوٰی رضویہ قدیم جلد ششم مطبوعہ سنی دارالاشاعت مبارکپور اعظم گڈھ بھارت کے صفحہ ۱۶۹ سے ۳۱۴ تک ۸۱ سوالوں کے جوابات پر مشتمل ہے۔ نئے شامل کردہ رسائل کے علاوہ اسی جلد کی عربی و فارسی عبارات کا ترجمہ فاضل شہیر مصنف کتب کثیرہ حضرت علامہ مفتی محمد خاں قادری مہتمم جامعہ اسلامیہ لاہور نے کیا ہے۔ اس سے قبل چھٹی، ساتویں، آٹھویں، دسویں اور چودھویں جلد بھی علامہ موصوف کے ترجمہ کے ساتھ شائع ہوچکی ہیں۔ پیش نظر جلد بنیادی طور پر کتاب السیر کے مباحث جلیلہ پر مشتمل ہے تاہم متعدد ابواب فقہیہ وکلامیہ وغیرہ کے مسائل ضمناً زیر بحث آئے ہیں، مسائل ورسائل کی مفصل فہرست کے علاوہ مسائل ضمنیہ کی الگ فہرست بھی قارئین کرام کی سہولت کے لئے تیار کردی گئی ہے، انتہائی وقیع اور گرانقدر تحقیقات وتدقیقات پر مشتمل مندرجہ ذیل پندرہ رسائل بھی اس جلد کی

زینت ہیں:

(۱) الجبل الثانوی علی کلیۃ التھانوی (۱۳۳۷ھ)

کلمہ طیبہ اور درود شریف میں نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے اسم گرامی کی جگہ اشر فعلی کہنے والے کا حکم شرعی۔

(۲) سبحٰن السبوح عن عیب کذب مقبوح (۱۳۰۷ھ)

اس بات کا بیان کہ کذب باری تعالٰی محال ہے اور اللہ تعالٰی کو محال پر قادر ماننا اس کو عیب لگانا ہے بلکہ اس کی الوہیت کا انکار ہے۔

(۳) دامان باغ سبحن السبوح (۱۳۰۷ھ)

نظریہ امکان کذب کا رد بلیغ

(۴) القمع المبین لآمال المکذبین (۱۳۲۹ھ)

مسائرہ، شرح مواقف اور حاشیہ عبد الحکیم سیالکوٹی کی عبارت سے قائلین امکان کذب کے استدلال کا رد۔

(۵) السوء والعقاب علی المسیح الکذاب (۱۳۲۰ھ)

مرزا غلام احمد قادیانی کی عبارات کفریہ کا رد۔

(۶) حجب العوار عن مخدوم بہار (۱۳۳۹ھ)

غیر مقلدوں کی طرف سے مخدوم بہار شرف الدین احمد یحیٰی منیری رحمۃ اللہ علیہ کی طرف ایک غلط بات منسوب کرنے کا رد اور آپ کی ایک عبارت سے دفع شبہات۔

(۷) ابحاث اخیرہ (۱۳۲۸ھ)

علماء دیوبند اور مولوی اشر فعلی تھانوی پر اتمام حجت

(۸) الدلائل القاھرہ علی الکفر النیاشرہ (۱۳۳۵ھ)

نیچری کافروں کے خلاف زبردست دلائل

(۹) قھر الدیان علی مرتد بقادیان (۱۳۲۳ھ)

قادیانی مرتد پر قہر خداوندی

(۱۰) الجراز الدیانی علی المرتد القادیانی (۱۳۴۰ھ)

قادیانی مرتد پر اللہ تعالٰی کی شمشیر برآں

(۱۱) جزاء اللہ وعدوہ بابائہ ختم النبوۃ (۱۳۱۶ھ)

ختم نبوت کا انکار کرنے کی وجہ سے دشمن خدا پر جزائے خداوندی۔

(۱۲) الکوکبۃ الشہابیۃ فی کفریات ابی الوھابیۃ (۱۳۱۲ھ)

امام الوہابیہ کے کفریات کے بارے میں چمکدار ستارہ

(۱۳) سل السیوف الھندیۃ علی کفریات بابآء النجدیہ (۱۳۱۲ھ)

نجدی پیشواؤں کے کفریات پر لٹکتی ہوئی تلوار

(۱۴) تدبیر فلاح ونجات واصلاح (۱۳۳۱ھ)

ترکی مسلمانوں کی حالت زار کا بیان اور مسلمانوں کی اصلاح کامیابی اور نجات کی عمدہ تدبیریں۔

(۱۵) باب العقائد والکلام (۱۳۳۵ھ)

اس بات کا بیان کہ کوئی کافر اللہ تعالٰی کو نہیں پہچانتا۔

پندرہ رسائل مذکورہ میں سے مقدم الذکر چھ رسائل تو پہلے سے فتاوٰی رضویہ قدیم جلد ششم کتاب السیر میں موجود تھے اگرچہ ان میں سے رسالہ "**حجب العوار**" کو سابق کی جگہ سے تبدیل کردیا گیاہے تاکہ رد مرزایت اور رد منکرین ختم نبوت سے متعلق رسائل یکجا ہوجائیں جبکہ **آخر الذکر** رسالہ یعنی "**تدبر فلاح ونجات واصلاح**" فتاوٰی رضویہ قدیم جلد دوازدہم میں شامل تھا، مگر اس کے مباحث جلیلہ **کتاب السیر** سے زیادہ مطابقت رکھتے ہیں لہٰذا اس کو جلد ہذا میں شامل کردیا گیا، اور رسالہ **باب العقائد والکلام** فتاوٰی رضویہ قدیم جلد اول **کتاب الطہارۃ باب التیمم** میں تھا وہاں سے خارج کیا گیا تھا اور وعدہ تھا کہ کسی مناسب مقام پر شامل کیا جائے گا، چنانچہ مضمون کے پیش نظر اسے بھی جلد ہذا میں شامل کردیا ہے، باقی سات رسائل اسی سے قبل فتاوٰی رضویہ میں شامل نہ تھے، موضوع کی مناسبت کے پیش نظر ان کو بھی اس جلد کی زینت بنانے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ جلد ہذا میں مسئلہ نمبر ۷۵ دراصل فتاوٰی رضویہ قدیم جلد نہم مطبوعہ کراچی کے صفحہ ۸۹ تا ۹۷ مسائل کلامیہ سے منتقل کیا گیا ہے کیونکہ اس کا مضمون **کتاب السیر** سے مطابقت رکھتاہے، یاد رہے کہ **کتاب السیر** کے بعد فتاوٰی رضویہ قدیم جلد ششم میں "**کتاب المفقود**" تھی جس کو کتاب الطلاق کے ساتھ منسلک کرکے تیرھویں جلد (جدید) میں شامل کیا جا چکا ہے۔ لہٰذا اب اگلی جلد یعنی جلد ۱۶ "**کتاب المفقود**" کی بجائے "**کتاب الشرکۃ**" سے شروع ہوگی۔ مندرجہ ذیل رسائل دستیاب نہ ہونے کی وجہ سے اس جلد میں شامل ہونے سے رہ گئے۔

(۱) **المجل المسدد ان سب المصطفٰی مرتد**۔ (۲) **البارقۃ اللمعا علی ساعد من نطق بالکفر طوعا**۔

(۳) **المقال الباھر منکر الفقہ کافر**۔

ذوالحجہ ۱۴۱۹ھ اپریل ۱۹۹۹ء

○ حافظ محمد عبدالستار سعیدی — جامعہ نظامیہ رضویہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

اجمالی فہرست

فہرست رسائل

فہرست مضامین

مولوی اشرفعلی نے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے علم کو جانوروں، پاگلوں، بچوں کے علم سے تشبیہ دی جس پر علمائے حرمین شریفین نے انھیں کافر کہا۔	۸۴	جعلی اور وہابیوں کی طرف سے من گھڑت کتابوں کا جدول جو انھوں نے اعلیٰحضرت اور ان کے والد ماجد اور جد امجد قدست اسرار ہم اور سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کی طرف منسوب کیں۔	۹۰
○ رسالہ **ابحاث اخیرہ** (اس مبارک رسالہ نے ان وہابیوں، دیو بندیوں کی مناظرہ کی رَٹ اور تعلیوں کو خاک میں ملا دیا جو دعوتِ مناظرہ دے بیٹھے تھے اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ نے یہ مضمون حقائق مشحون بصیغہ رجسٹری ارسال فرمادیا جس کا تاریخی نام "ابحاثِ اخیرہ ہے"، اس کے پہنچتے ہی تھانوی، اجودھیاباشی اور چاند پوری وغیرہ کو سانپ سُونگ گیا، آج تک اس کی تابشوں سے دیابنہ ملاعنہ کی آنکھیں خیسر ہیں اور قیامت تک اس کا جواب ان سے ممکن نہیں)	۸۶	جدول میں مذکور کتابوں اور انکے جعلی مطابع کا جہاں بھر میں کہیں وجود نہیں۔	۹۱
حضور اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی طرف سے مصنف علیہ الرحمۃ کی ڈیوٹی۔	۸۷	تھانوی صاحب سے مصنف علیہ الرحمۃ کی طرف سے دس ۱۰ استفسارات۔	۹۳
امر دین کے علاوہ مصنف علیہ الرحمہ پر جتنے ذاتی حملے ہوتے رہے انھوں نے کبھی اس کی پرواہ نہیں کی۔	۸۸	کاش یہ بات اُسی وقت طے ہو جاتی۔	۹۷
مولوی ثناء اللہ امر تسری ممکن و موجود میں فرق نہ جان سکے۔ مقدوراتِ الٰھیہ کو موجودات میں منحصر ٹھہرایا اور علم الٰہی کے نامحدود ہونے میں اپنے آپ کو متامل بتایا۔	۸۸	اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ کی طرف سے مولوی اشرفعلی تھانوی کو ۱۳۲۹ھ میں تحریر کردہ تاریخ خط جس میں آپ نے اتمام حجت کرتے ہوئے گستاخانہ عقائد وعبادات پر مناظرہ کی آخری دعوت دی۔	۹۷
مصنف علیہ الرحمۃ کا فرمان کہ سرکار سے مجھے یہ خدمت سپرد ہے کہ عزتِ سرکار کی حمایت کروں نہ کہ اپنی۔	۸۸	رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا نامِ اقدس تعظیم سے لینا فرض ہے۔	۹۹
مصنف علیہ الرحمہ کا اس پر اظہار مسرت کہ گستاخانِ رسول جتنی دیر مجھے گالیاں دیتے اور بُرا کہتے ہیں اتنی دیر محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی بدگوئی اور منقصت جوئی سے غافل رہتے ہیں۔	۸۸	ترک تعظیم کے طور پر خالی رسول رسول کہنا کفر ہے اور بلا ضرورت ہو تو برکات سے محرومی۔	۹۹
تذکارات۔	۸۹	جو جلوس کسی غیر مسلم کے استقبال کے لئے ترتیب دیا جائے چند یا زیادہ مسلمانوں کی شرکت اس کو جائز نہ کردے گی۔ کفر کی محفلوں میں جو برضا ورغبت شریک ہو کافر ہو گیا اور باکراہ شرعی ہو تو معزور ہے۔	۱۰۰
		تعظیمِ مشرک کا جلوس حرام، اور فعلِ حرام کا تماشہ دیکھنا بھی حرام۔	۱۰۰

حرام کام میں چندہ دینا بھی حرام ہے۔	۱۰۱	سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما نے بدمذہب کے سلام کا جواب نہ دیا۔	۱۰۶
مشرک کو واعظِ مسلمین بنانا حرام ہے۔	۱۰۱	سعید ابن جبیر نے بدمذہب کی بات سننے سے انکار کردیا۔	۱۰۶
مسلم وکافر کا فرق اٹھانے والا مولوی یا مولانا نہیں ہوسکتا۔	۱۰۱	امام محمد ابن سیرین نے بدمذہبوں سے قرآن و حدیث سُننا گوارانہ کیا۔	۱۰۶
فاسق کو سیّد کہنے سے اللہ تعالٰی ناراض ہوتا ہے۔	۱۰۱	تصدیقاتِ علمائے کرام و مفتیانِ عظام۔	۱۰۹
٥رسالہ **الدلائل القاهرة على الكفرة النيا شرة** (کاٹھیا وار میں "کاٹھیا وار مسلم ایجوکیشن کانفرنس" کے نام سے بننے والی مجلس کے بارے میں سوال کہ اس مجلس کا ممبر بلا رعیت سنّی ہر کلمہ گو رافضی، وہابی، مرزائی، نیچری، چکڑالوی اور قادیانی وغیرہ ہوسکتا ہے اور بانیانِ مجلس کا کہنا ہے کہ یہ دینی کانفرنس نہیں بلکہ دنیاوی ترقی کے لئے قائم کی گئی ہے سنیوں کو ایسی کانفرنس کا قائم کرنا اور جان و مال سے اس کی مدد کرنا، اس کے جلسہ میں شریک ہونا، بدترین مرتدوں کو مسلمان سمجھنا، ان سے میل جول پیدا کرنا اور ان سے ترقی کی امید رکھنا شرع شریف میں کیا حکم رکھتا ہے)	۱۰۳	تصدیقات علمائے کلکتہ۔	۱۰۹
مجلس مذکور جیسی مجلس مقرر کرنا گمراہی، اس میں شرکت حرام، اور بدمذہبوں سے میل جول آگ ہے۔	۱۰۴	تصدیقات علماء جبل پور۔	۱۱۳
از روئے قرآن مجید مسلمانوں کو کسی کافر، مبتدع اور فاسق کے پاس بیٹھنے کی اجازت نہیں۔	۱۰۴	تصدیقات علماء بہار۔	۱۱۵
مسلمان کا ایمان ہے کہ اللہ ورسول سے زیادہ کوئی ہماری بھائی چاہنے والا نہیں۔	۱۰۵	تصدیقات علماء کانپور۔	۱۱۷
جو مسلمان کی صورت میں ظاہر ہو کر اللہ ورسول کے حکم کے خلاف کی طرف بلائے وُہ یقیناً ڈاکو ہے۔	۱۰۵	تصدیقات علماء سندھ حیدر آباد۔	۱۱۸
حضور اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم مسلمانوں کی جان سے بڑھ کر ان کے خیر خواہ اور ماں سے زیادہ ان پر مہربان ہیں۔	۱۰۵	تصدیقات علماء محمود آباد ضلع سیتاپور۔	۱۱۸
بدمذہبوں نے دینوں سے بائیکاٹ کا حکم۔	۱۰۵	تصدیق حامیِ سنت ماحیِ بدعت جناب مولانا مولوی عبدالرحیم صاحب احمد آبادی زیدت مکارمہم۔	۱۱۹
جناب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے بے دینی ظاہر ہونے پر مہمان کے آگے سے کھانا اٹھوا کر اس کو نکال دیا۔	۱۰۶	تصدیق ناصرِ قامع بدعت مولانا مولوی ابو المساکین محمد ضیاء الدین صاحب زید مجد ہم۔	۱۱۹

احکام شرعیہ کی معرفت انبیاء کی وساکت کے بغیر ممکن نہیں۔	۱۹۳	جو لوگ اللہ ورسول کو ایذادیں اُن پر دنیا وآخرت میں اللہ جبار و قہار کی لعنت، ان کے لئے سختی کا عذاب اور شدت کی عقوبت ہے۔	۲۰۱
یہ بات جھوٹ ہے کہ فاطمہ بنت اسد کو وحی آئی کہ تُو خانہ کعبہ میں داخل ہو جااور وہاں بچہ جَن۔	۱۹۳	جو کلمات غلیظہ امام الوہابیہ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے بارے میں بطور تشبیہ کہے کیا وہابیہ ایسے کلمات اپنے باپ دادا کے بارے میں برداشت کریں گے۔	۲۰۲
اپنے پیرجی کا عیب چُھپانے کے لئے امام الوہابیہ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی وعلیہ وسلم کے ساتھ گستاخانہ تشبیہ دی۔	۱۹۵	حضور علیہ الصلٰوۃ والسلام کے گستاخ وہابیوں کے دلوں میں عظمت وعزتِ رسول نہیں ہے۔	۲۰۳
نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا اُمّی ہونا حضور کے لئے معجزہ ہے۔	۱۹۵	محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی عظمت تو رفیع الدرجات ذوالعرش جل وعلا کی بنائی ہوئی ہے، کسی کافر یا کافر منش کے مٹائے سے نہ مٹے گی۔	۲۰۵
کفریہ نمبر ۲۵: امام الوہابیہ کا رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر کُھلا افتراء۔	۱۹۶	شریعت رب العرش الکریم میں نماز حضور علیہ الصلٰوۃ والسلام کے خیالِ باعظمت وجلال کے بغیر ناقص ہے۔	۲۰۵
زیادت جلیلہ۔ (حاشیہ)	۱۹۷	حضرت شیخ مجدد علیہ الرحمۃ کا قول کہ تصور صورتِ شیخ سے غافل نہ ہو۔	۲۰۵
حجاج بن یوسف کی تکفیر کی ایک وجہ۔	۱۹۸	حضور علیہ الصلٰوۃ والسلام کا خیال مسلمان کو جب بھی آئے گا عظمت وجلال کے ساتھ ہی آئے گا۔	۲۰۶
کفریہ نمبر ۲۶: امام الوہابیہ کے نزدیک انبیاء علیہم الصلٰوۃ والسلام ناکرے لوگ ہیں۔	۱۹۹	حضور کی عظمت کا تصور ان کے پاک مبارک تصور کو لازم بین بالمعنی الاخص ہے۔	۲۰۶
کفریہ نمبر ۲۷: وہابیہ کو انبیائے کرام سے کچھ کام نہیں اور انھیں پکارنا شرک ہے۔	۲۰۰	خاص نماز میں حضور انور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے ذکر و تکریم کا حکم صریح ہے۔	۲۰۶
کفریہ نمبر ۲۸و۲۹: امام الوہابیہ کا قولِ خبیث کہ نماز میں اپنی توجہ کو رسالت مآب صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی طرف منذول کرنا اپنے گائے اور گدھے کی صورت میں مستغرق ہونے سے کئی گنا بدتر ہے۔	۲۰۰	التحیات میں نمازی حضور علیہ الصلٰوۃ والسلام کو اپنے دل میں حاضر جان کر سلام عرض کرے۔	۲۰۶
اسمٰعیل دہلوی نے جو کلمات حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے بارے میں کہے اس کی نظیر کُھلے کافروں کی کتابوں میں بھی نہیں ملتی۔	۲۰۱		

افعال باری سے صرف انھیں صفات کمال پر استدلال ممکن جن کو خلق و تکوین سے علاقہ ہے بقیہ صفات ثبوتیہ اور سلبیہ پر استدلال نہیں۔	۳۷۱	اسمٰعیل دہلوی کے نزدیک اللہ تعالٰی کو عیب سے پاک اور منزہ ماننا، اور اس کو بے اختیار جاننا دونوں ہی ایک قسم کی گمراہی ہے (معاذاللہ)	۳۷۶
تمام صفاتِ الٰہی کا ثبوت دلیل سمعیہ سے نہیں۔	۳۷۱	دہلوی صدق کو اللہ تعالٰی کی صفتِ کمال بھی مانتا ہے اور اس کو اللہ کی قدرت و اختیار میں بھی مانتا ہے جبکہ تمام کتب کلامیہ میں تشریح ہے کہ تمام صفات کمالیہ بے توسط قدرتُ اختیار ہیں۔	۳۷۷
ان صفات کی وضاحت جو دلائل سمعیہ سے ثابت نہیں۔	۳۷۱	صفاتِ کمالیہ کا اختیاری نہ ہونا اجماعی مسئلہ ہے۔	۳۷۷
اللہ تعالٰی کے عیب سے پاک ہونے پر اہل اسلام کا اجماع ہے۔ اگر عیب سے ملوث مان لیا جائے تو یہ اجماع مقدوح ہوگا۔	۳۷۲	تنبیہ نبیہ۔	۳۷۸
وہابیہ اللہ تعالٰی کو حق سبحانہ بھی کہتے ہیں اور اس میں دُنیا بھر کے عیب بھی مانتے ہیں۔	۳۷۳	دہلوی علم الٰہی کو بھی اختیاری مانتا ہے۔	۳۷۸
الوہیت اور عیوب میں تناقض ہے۔	۳۷۳	امام اعظم کا ارشاد کہ صفاتہ تعالٰی فی الازل غیر محدثۃ۔ صدق کو اختیاری ماننے کا وبال یہ ہے کہ قرآن کو مخلوق ماننا پڑے گا۔	۳۷۹
اللہ تعالٰی کے لئے ظلم ممکن ماننے کا مطلب ہے اس کی خدائی کا زوال۔	۳۷۴	قرآن عظیم کے غیر مخلوق ہونے پر ائمہ اسلام کے ۳۲ ارشادات۔	۳۸۰
یہ بات کوئی سمجھدار کافر بھی نہیں کہہ سکتا ہے کہ خداعیت تو کر سکتا ہے لیکن ترفعًا اور مصلحتًا اس سے بچتا ہے۔	۳۷۴	۹ صحابہ کا قول کہ قرآن کو مخلوق کہنے والا کافر ہے۔	۳۸۰
وہابیہ کا یہ خیال کہ اگر خدا جُھوٹ نہ بولے تو عاجز ہوگا احمقانہ ہے کیونکہ جب بقول تمھارے سارے عیب اس میں ہو سکتے ہیں تو معاذاللہ ایک یہ عجز بھی سہی۔	۳۷۴	امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کا قول کہ قرآن کو مخلوق کہنے والا قتل کیا جائے۔	۳۸۱
مُلائے دہلوی اللہ تعالٰی کو بالفعل نقائص سے ملوث مانتا ہے۔	۳۷۵	"قرآن کو مخلوق کہنے والا کافر ہے" علی ابن مدینی و امام مالک، یحیٰی ابن ابی طالب، امام احمد بن حنبل۔	۳۸۲
تنبیہ نبیہ۔	۳۷۶	"جو قرآن کو مخلوق کہے زندیق ہے" عبداللہ ابن ادریس	۳۸۲
اسماعیل دہلوی نے لکھا کہ "اللہ تعالٰی کو زمان و مکان سے پاک ماننا بدعتِ حقیقی ہے۔"	۳۷۶	"قرآن کو مخلوق کہنے والا کافر ہے"۔ وکیع ابن الجراح یحیٰی ابن معین، ابن ابی مریم، شبابہ ابن سوادو عبدالعزیز ابن امان۔	۳۸۲

فہرست ضمنی مسائل

جعلی اور وہابیوں کی طرف سے من گھڑت کتابوں کا جدول جو انھوں نے اعلٰحضرت اور ان کے والد ماجد قدست اسرار ہم اور سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کی طرف منسوب کیں۔	۹۰	مجنوں نبی عامر اولیاء اللہ سے تھا، لیلٰی جنون سے اس نے اپنے آپ کو چھپا رکھا تھا۔	۳۰۶
جدول میں مذکور کتابوں اور ان کے جعلی مطابع کا جہان بھر میں کہیں وجود نہیں۔	۹۱	حجرت شبی سے کسی نے پُوچھا سلمٰی کی خبر دینے والا کوئی ہے، انھوں نے فرمایا دارین میں اس کی خبر دینے والا کوئی نہیں ہے۔	۳۰۶
اعلٰحضرت علیہ الرحمۃ کی طرف سے مولوی اشرفعلی تھانوی کو ۱۳۲۹ھ میں تحریر کردہ تاریخ خط جس میں آپ نے اتمام حجت کرتے ہوئے گستاخانہ عقائد و عبادات پر مناظرہ کی آخری دعوت دی۔	۹۷	ترک تقلید کا بیج ہندوستان میں اسمٰعیل دہلوی نے بویا۔	۵۲۱
موجودہ ساری دنیا حضرت نوح علیہ السلام کی اولاد سے ہے۔	۱۵۶	قادیانیوں نے روہیل کھنڈ گزٹ میں اشتہار چھپوایا جس میں علمائے حق کو گالیاں دینے کے بعد مناظرہ کا چلینج کیا گیا جس کے جواب میں رسالہ "ہدایت نوری بجواب اطلاع ضروری" کا اجرا ہوا جو دو عددوں پر مشتمل ہے۔	۵۹۶
روضہ انور کے پاس اونچی آواز سے بولنے والے کو فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کی ڈانٹ۔	۱۶۹	حضرت عزیر علیہ السلام کو بعد موت اللہ تعالٰی نے زندہ فرمایا۔	۶۱۳
یہ بات جھوٹ ہے کہ فاطمہ بنت اسد کو وحی آئی کہ تُو خانہ کعبہ میں داخل ہو جا اور وہاں بچہ جَن۔	۱۹۳	چاروں طائر انِ خلیل علیہ السلام مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہوئے۔	۶۱۳
شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ اور اُن کے بارہ اساتذہ حدیث "ناد علی" کی سندیں لیتے، اجازتیں دیتے اور وظیفہ کرتے تھے۔	۲۱۷	مقوقس شاہ مصر کی تصدیق ولادت۔	۶۴۴
حاکم مکہ کے حکم سے علماء حرمین شریفین اور وہابی مولویوں کے درمیان مناظرہ کی کیفیت۔	۲۳۳	فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ نے گستاخ رسول کو طمانچہ مارا۔	۶۶۱
حضور کے وصال کے بعد بعض نام کے صحابہ مرتد ہو گئے تھے۔	۲۶۸	حضرت ابراہیم صاحبزادہ رسول کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا وصال بچپن میں ہوا۔	۶۷۱
مذاہب کی کثرت اور گمراہیوں کے شیوع نے موجودہ علم کلام کی پناہ ڈالی۔	۴۷۰	مسیلمہ خبیث کے قاتل وحشی رضی اللہ تعالٰی عنہ ہیں جنھوں نے زمانہ کفر میں سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کو شہید کیا، وہ فرمایا کرتے "قتلت خیر الناس و شر الناس" میں نے بہتر شخص کو شہید کیا پھر سب سے بدتر کو مار۔	۶۷۵

بسم اللہ الرحمن الرحیم ط

کتاب السِّیَر

(حصّہ دوم)

مسئلہ ۱: از شہر مسئولہ محمد خلیل الدین احمد صاحب ۱۶ محرم ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید نے کہا کہ ایک ہندی مہاجر مدنی کی اہلیہ افغانی النسل مدنی بی بی صاحبہ ہندوستان تشریف لائی ہیں، وہ تعزیوں وغیرہ کے حالات سن کر فرماتی ہیں کہ ہندیوں نے یہ اسلامی بت بنائے ہیں، اس کو سن کر خالد نے نہایت غضبناک ہو کر کہا تعزیوں کو بت کہنے والا خود کافر ہے اگرچہ عالم ہو۔

الجواب:

تعزئے ناجائز ضرور ہیں مگر ان کو بت کہنا زیادت وغلو ہے، مسلمان ان کی پرستش نہیں کرتے، اور جس نے وہ کلمہ کہا کہ "بت کہنے والا خود کافر ہے اگرچہ عالم ہو" اس نے اس سے بھی ہزار درجے بدتر کہی سخت سزا کا مستحق ہے بلکہ توہین علماء کے سبب اس پر تجدید اسلام و نکاح لازم ہے۔ **واللہ تعالٰی اعلم۔**

مسئلہ ۲: از شہر مسئولہ محمد خلیل الدین احمد صاحب ۱۶ محرم ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے اسلام اس مسئلہ میں کہ عمرو نے کہا تفضیلیہ کے پیچھے ہم نماز نہیں پڑھیں گے، بکر یہ سن طیش میں آگیا اور کہا ہم تو تفضیلیہ ہیں ہم کو دوسروں (غیر تفضیلیہ) سے کیا مطلب اگر وہ دوخدا کہیں تو ہم نہیں مانتے اگر وہ گوہ کھائیں تو ہم نہیں کھا سکتے، اسطرح عالم اہل سنت وجماعت پر کنایۃً تبرا کہا اور یہ بھی کہا کہ ہم خارجی کو نماز نہیں پڑھانے دیں گے، (مسجد کا امام ایک سید اہلسنت وجماعت ہے) اس طرح اہلسنت وجماعت کو خارجی کہا،

الجواب:

تفضیلیہ گمراہ ہیں اور علماء کی توہین راہ جہنم ہے اور اہلسنت کو خارجی کہنا رافضیوں کا شعار ہے، **واللہ تعالٰی اعلم۔**

مسئلہ ۳تا۷: از شہر کہنہ محلّہ کوٹ مسئولہ عنایت اللہ خاں یکم صفر ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ [۱] جو شخص کہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو علم غیب نہ تھا اور [۲] معراج جسمانی نہ ہوئی اور [۳] جملہ شہداء واولیاء اللہ وبزرگان دین کی نیاز ونذر کرنا حرام

اور [۴] ان سے بذریعہ دعاامداد طلب کرنا شرک ہے، پس وہ (۵) شخص ونیز اس کے پیرو قابل امام ہیں یا نہیں؟ اور وہ کس فرقہ سے ہیں؟ اور مسئلہ مندرجہ بالا کون سی بات جائز وناجائز ہے؟ اور حضرت کو علم غیب تھا یانہ؟ اور معراج جسمانی ہوئی یانہ؟

الجواب:

[۱] اللہ عزوجل نے روز اول سے روز اخر تک جو کچھ ہوا اور جو کچھ ہے اور جو کچھ ہونے ولا ہے ایک ایک ذرہ کا تفصیل علم اپنے حبیب اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو عطافرمایا، ہزار تاریکیوں میں جو ذرہ یا ریگ کا دانہ پڑا ہے حضور کا علم اس کو محیط ہے، اور فقط علم ہی نہیں بلکہ تمام دنیا بھر اور جو کچھ اس میں تا قیامت تک ہونے والا ہے سب کو ایسا دیکھ رہے ہیں جیسا اپنی اس ہتھیلی کو۔ آسمانوں اور زمینوں میں کوئی ذرہ ان کی نگاہ سے مخفی نہیں بلکہ یہ جو کچھ مذکور ہے ان کے علم کے سمندروں میں سے ایک چھوٹی سی نہر ہے، اپنی تمام امت کو اس سے زیادہ پہچانتے ہیں جیسا آدمی اپنے پاس بیٹھنے والوں کو، اور فقط پہچانتے ہی نہیں بلکہ ان کے ایک ایک عمل ایک ایک حرکت کو دیکھ رہے ہیں۔ دلوں میں جو خطرہ گزرتا ہے اس سے آگاہ ہیں، اور پھر ان کے علم کے وہ تمام سمندر اور جمیع علوم اولین وآخرین مل کر ہم علم الٰہی سے وہ نسبت نہیں رکھتے جو ایک ذرا سے قطرہ کو کروڑ سمندروں سے، "وَمَاقَدَرُوااللّٰہَ حَقَّ قَدۡرِہٖۤ"[1] ظالموں نے اللہ ہی کی قدر نہ پہچانی کہ جو کچھ ہو گزرا اور قیامت تک ہونے والا ہے اس کا علم اس کی عطا سے اس کے محبوب کے لئے مانا اور کہہ دیا کہ یہ تو خدا سے برابری ہو گئی مشرک ہو گیا۔ بے ادبو! کیا خدا کا علم اتنا ہی ذرا سا ہے کہ دو حدوں میں محدود ہے، یہ تو نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اپنے صدقہ میں اپنے غلاموں کو عطا فرماتے ہیں، یہ سب آیات کریمہ واحادیث صحیحہ واقوال ائمہ وعلماء واولیاء سے ثابت جن کی تفصیل ہماری کتابوں "**الدولۃ المکیہ وانباء المصطفی وخالص الاعتقاد**" وغیرہ میں ہے، [۲] معراج شریف یقینا قطعاً اسی جسم مبارک کے ساتھ ہوا نہ کہ فقط روحانی جو ان کے عطا سے ان کے غلاموں کو بھی ہوتا ہے، اللہ عزوجل فرماتا ہے: "سُبۡحٰنَ الَّذِیۡۤ اَسۡرٰی بِعَبۡدِہٖ"[2] پاکی ہے اسے جو رات میں لے گیا اپنے بندہ کو، یہ نہ فرمایا کہ لے گیا اپنے بندہ کی روح کو۔ [۳] نیاز نذر کرنا جائز ہے، [۴] اور اولیاء سے طلب دعا مستحب ہے۔ اور [۵] یہاں ان مسائل میں کلام کرنے والے نہیں مگر وہابی، اور وہابی مرتد ہیں اور مرتد کے پیچھے نماز باطل

---

[1] القرآن الکریم ۶/ ۹۱

[2] القرآن الکریم ۱۷/ ۱

محض جیسے گنگاپرشاد کے پیچھے، واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ ۸: از ایم، اے، او، کالج علی گڈھ نمبر ۷ مارلیس کورٹ مسئولہ مقصود علی صاحب ۲۰ صفر ۱۳۳۹ھ

کیافرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ۱۱ اکتوبر کو مولانا شوکت علی و محمد علی صاحب علی گڑھ تشریف لائے اور انھوں نے ہم طالب علموں کو یہ سمجھایا کہ گورنمنٹ مسلمانوں کی دشمن ہے اور چاہتی ہے کہ جزیرۃ العرب ومقامات مقدسہ پر اگر اپنی حکومت نہیں تو کم سے کم اثر رکھیں، تو اس حالت میں ہم لوگوں کو کیا کرنا چاہئے، انھوں نے یہ بتایا کہ خلافت کمیٹی نے یہ طریقہ بتایا ہے کہ اس وقت گورنمنٹ سے ہم مسلمانان قطع تعلق کرلیں اور کالج کے طاطب علموں کو یہ بتایا کہ چونکہ کالج میں گورنمنٹ روپیہ دیتی ہے اور اس سے کالج کا تعلق ہے تو ہم طالب علم کالج چھوڑ دیں، تو کیا یہ اس قت ہم لوگوں کا مذہبی فرض ہے کیا اس کی عدول حکمی سے کفر عائد ہوتا ہے یا نہیں؟ **بیینوا توجروا**

الجواب:

کالج اور اس کی تعلیم میں جس قدر بات خلاف شریعت ہے اس سے بچنا ہمیشہ فرض تھا اور ہے جہاں تک مخالفت شرع نہ ہو اس سے بچنا کبھی بھی فرض نہیں۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۹: از خیر وپور ٹامے والی ریاست بہاولپوری مسئولہ مولوی عبدالرحیم خانقاہی ۲ صفر ۱۳۳۹ھ

کیافرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید بیانی ہے کہ مجھے فیصلہ شرح محمدی کا منظور وقبول نہیں ہے بلکہ رواج وقانون منظور ہے، یہ سخن بالادریغ عوام الناس میں کہہ دیا ہے عندالشریعۃ اس کے ساتھ یعنی زید کے ساتھ شریعت مبارک کا کیا ارشاد ہے؟ صاف خوشخط استفتاء پر جواب فرماویں، اُجرت جواب پر دی جائے گی۔

الجواب:

یہاں فتوٰی پر کوئی اجرت نہیں لی جاتی نہ پہلے نہ بعد، نہ اپنے لئے نہ اسے روا رکھا جاتا ہے، بیان مذکورہ سوال اگر واقعی ہے تو زید پر تجدید اسلام واجب ہے توبہ کرے، اور از سرنو کلمہ اسلام پڑھے، اس کے بعد اپنی عورت سے نکاح جدید کرے۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

رسالہ

الجبل الثانوی علٰی کلیة التھانوی ۱۳۳۷ھ

(تھانوی کے گُردے پر دوسرا پہاڑ)

مسئلہ ۱۰:

ماقولکم دام طولکم فی رجل یسمی اشرف علی کتب	تمھاری (اللہ تعالٰی تمھیں طویل عمر عطا فرمائے) اشرف علی نامی شخص کے بارے میں کیا رائے ہے

الیه بعض مجبیه انه رأی فی المنام انه یقرأ الکلمة الطیبة لکن یذکر فیها اسمکم)ای اسم اشرف علی)مکان محمد(صلی الله تعالٰی علیه وسلم)ثم تذکرانه اخطأ فاعاد فلم یخرج من لسانه الا "اشرف علی"رسول الله مکان محمد رسول الله (صلی الله تعالٰی علیه وسلم)هو دار ان هذا غیر صحیح لکن لاینطلق اللسان الابهذا من غیر اختیار قال فلما تکرر هذا رأیتکم تجاهی فخررت علی الارض وصحت صیاحا شدید اوخلت ان لم یبق فی باطنی قوة ثم استیقظت بیدان الغیبة عن الحس واثر عدم الطاقت کما هو،لکن لم یکن فی المنام ولافی الیقظة الاتصورکم تأملت فی الیقظة ماوقع من الغلط فی الکلمة الطیبة فاردت ان ادفع هذا الخیال عن القلب فجلست ثم اضطجعت علی الجنب الاخر لتدارك الغلط الواقع فی الکملة الشریفة اردت الصلٰوة علی النبی صلی الله تعالٰی علیه وسلم فلا اقول الا اللهم صلی علی سیدنا ونبینا ومولانا اشرف علی،مع انی الاٰن یقظان غیر وسنان ولکن خارج عن الاختیار لیس لی علی اللسان اقتدار حتی بقیت هکذا طول النهار وبکیت من الغد بالاکثار وسوی هذه وجوه کثیرة

جس کی طرف اس کے کسی چاہنے والے نے لکھا کہ اس نے خواب میں کلمہ طیبہ پڑھا لیکن حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے اسم گرامی محمد کی جگہ تیرا نام (اشرف علی) پڑھا تو زبان اس کے بعد خیال آیا یہ تو غلط ہے دوبارہ کلمہ پڑھا تو زبان سے محمد رسول اللہ (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) کی جگہ "اشرف علی رسول اللہ" نکلتا ہے میں نے غور کیا یہ تو صحیح نہیں لیکن زبان سے بے اختیار یہی نکلتا ہے جب بار بار ایسا ہوا تو میں نے تمھیں سامنے دیکھا میں زمین پر گر پڑا اور سخت چیخ وپکار کی، اور مجھے خیال آتا ہے کہ میرے اندر باطنی قوت ختم ہو گئی ہے پھر میں جاگا مگر حس کا غائب ہونا اور ناطاقتی پہلے کی طرح ہی تھی مگر نیند اور بیداری میں صرف تمھارا ہی تصور تھا، بیداری کی حالت میں میں نے غور کیا کہ کلمہ طیبہ غلطی ہو گئی تو میں نے اس خیال کو دل سے نکالنے کی کوشش کی میں بیٹھ گیا پھر میں دوسری کروٹ لیٹ گیا، کلمہ طیبہ میں واقعی غلطی کے تدارک کے لئے میں حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی ذات اقدس پر درود شریف پڑھتا ہوں لیکن پھر بھی یہ کہتا ہوں ____"اللھم صلی علی سیدنا ونبینا ومولانا اشرف علی" حالانکہ میں اب بیداری میں تھا نہ کہ حالت غفلت میں ونیند میں، لیکن یہ معاملہ بے اختیاری میں تھا، زبان پر میرا کنٹرول ختم ہو چکا تھا حتی کہ یہی عمل سارا دن رہا، دوسرے روز بہت رویا ہوں۔ ان وجوہ کے علاوہ دیگر کئی وجوہ نے بھی مجھے آپ

اوجیت لی محبتکم (اھ ما کتب الرجل) فکتبت الیه اشر علی ان فی ھذہ الواقعة تسلیةً لکم ان الذی ترجعون الیه ھو متبع السنة اھ، وقد طبع ھذا کله واشاعه اشرف علی نفسه فی جریدة شھریة تسمی الامداد مبتھجابه علی رؤس الاشھاد بل داعیاً مریدیه الٰی مثله من الغالات فی تعظیمه وایثار فضله فان ھذا ھو مقصد الجریدة یحسبوھا فی ارشادھم رشدیة فما حکم الشریعة الغراء فیھما واشرف علی ھذا ھوالذی کتب فی رسیلة له لاتزید علی ثلاث وریقات فی ابطال نسبة علم الغیب الی محمد صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم انه ان ارید به کل العلوم بحیث لایشذ منھا شیئ فبطلانه ظاھر عقلا ونقلا وان ارید البعض فای خصوصیة فیه له فان مثل ھذا حاصل لزید وعمر وبل لکل صبی و مجنون بل لکل بھیمة وحیوان وقد حکم علیه بقوله ھذا اکابر علماء الحرمین المکرمین انه کفر وارتد ومن شك فی کفرہ فقد کفر [1] کما ھوا مفصل فی حسام الحرمین افیدونا اجزل اللہ تعالٰی ثوابکم اٰمین!

کی محبت عطا کی ہے کہاں تک عرض کرو، اس شخص کا مکتوب ختم ہوا، اشر فعلی نے اسکے جواب میں لکھا اس واقعہ میں تمھارے لئے اس بات کی تسلی ہے کہ جس کی طرف تم رجوع کررہے ہو وہ سنت کا متبع ہے اھ اور یہ تمام واقعہ اشرف علی نے خود اپنے ماہنامہ رسالہ الامداد میں اعلانیہ شائع کیا خوشیاں مناتے ہوئے بلکہ مریدین کو اپنی تعلیم اور بزرگی کی ترجیح میں غلو کی طرف بلاتے ہوئے، اس لئے کہ رسالہ کا مقصود ہی یہ ہے کہ مریدین سے انہی کی ہدایت میں راہ راست پر جائیں تو شریعت مبارکہ کا ان دونوں اشخاص کے بارے میں کیا حکم ہے؟ اور یہ وہی اشرف علی ہے جس نے اپنے ایک رسالہ (جو تین چھوٹے چھوٹے اوراق پر مشتمل ہے) میں نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی طرف علم غیب کی نسبت کو باطل قرار دیتے ہوئے کہا ہے اگر اس علم غیب سے مراد اس طرح کے تمام علوم ہیں کہ اس سے کوئی شیئ خارج نہیں تو اس کا باطل ہونا عقلاً ونقلاً باطل ہے۔ اور اگر مراد بعض علوم غیبیہ ہیں تو اس میں آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی کیا خصوصیت ہے کیونکہ یہ تو زید، عمرو بلکہ ہر بچے، پاگل بلکہ ہر چوپائے اور حیوان کو حاصل ہے۔ اس کی اس عبارت پر علماء حرمین شریفین نے یہ حکم جاری کیا کہ یہ شخص کافر مرتد ہے اور جو اس کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔ جیسا کہ حسام الحرمین میں تفصیلاً موجود ہے ہمیں اس کے جواب میں سے مطلع فرمائیں اللہ تعالٰی آپ کو اجر جزیل عطا فرمائیں، آمین!

[1] حسام الحرمین المقدمه مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ لاہور ص ۱۳

الجواب:

اللھم لك الحمد صلی علی نبیك نبی الحمد واٰله وصحبه العمد، رب انی اعوذبك من ھمزات الشیطٰین واعو ذبك رب ان یحضرون، ائمة الدین لم یقبلوا زلل اللسان فی الکفر والاجتراء کل خبیث القلب ان یجاھر بسب اللہ وسب رسوله صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم ویقول زلت لسانی قال الامام القاضی عیاض فی الشفاء الشریف "لایعذر احد فی الکفر بدعوی زلل اللسان [1] "اھ، وفیه ایضا "عن ابی محمد بن ابی زید لایعذر احد بدعوی زلل اللسان فی مثل ھذا [2] اھ" وفیه ایضا "افتی ابوالحسن القابسی فیمن شتم النبی صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم فی سکرہ یقتل لانه یظن به انه یعتقد ھذا ویفعله فی صحوہ [3] "اھ ثم الزلل ان کان انما یکون بحرف او حرفین	اے اللہ! حمد تیرے لئے ہے۔ اپنے نبی محمد پر، ان کی آل واصحاب جودین کی ستون ہیں پر رحمتوں کا نزول فرما، اے میرے رب! میں شیطان کے حملوں سے تیری پناہ میں آتا ہوں اور میں تیری پناہ لیتاہوں اس سے کہ مجھ پر وہ حملہ آور ہو۔ ائمہ دین کسی کفو میں زبان کا پھسل جانا قبول نہیں کرتے، ورنہ یہ ہوتا کہ جو خبیث القلب ہو وہ اعلانیہ اللہ تعالٰی اور اس کے حبیب صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو سب وشتم کرکے کہہ دے میری زبان پھسل گئی، امام قاضی عیاض شفاء شریف میں فرماتے ہیں کسی آدمی کے کفر کے ارتکاب پر اس کا یہ عذر مقبول نہ ہوگا کہ میری زبان پھسل گئی اھ، اس میں یہ بھی ہے امام ابو محمد بن ابی زید نے فرمایا ایسی صورت میں کسی کا یہ عذر قبول نہیں کہ زبان قابوں میں نہ رہی اھ، اس میں یہ بھی ہے امام ابوالحسن القابسی نے اس شخص کے قتل کا فتوٰی جاری فرمایا جس نے نشہ کی حالت میں رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو سب وشتم کیا، کیونکہ اس سے متعلق خیال یہی ہے کہ وہ یہ اعتقاد رکھتا ہے اور وہ حالت ہوش میں بھی ایسا کہا کرتا ہے اھ، پھر زبان کا پھسلنا ہو تو ایک یا دو حرفوں میں ہو، یہ

[1] شفا بتعریف حقوق المصطفی فصل قال القاضی تقدم لکلام المطبعة الشرکة الصحافیه ترکی ۲ /۲۲۳

[2] شفا بتعریف حقوق المصطفی فصل قال القاضی تقدم لکلام المطبعة الشرکة الصحافیه ترکی ۲ /۲۲۳

[3] شفا بتعریف حقوق المصطفی فصل قال القاضی تقدم لکلام المطبعة الشرکة الصحافیه ترکی ۲ /۲۲۳

لا ان تزل اللسان طول النھار وھذا غیر مقبول ومعقول، قال فی جامع الفصولین الفصل لثامن والثلثین "ابتلی بمصیبات متنوعۃ فقال اخذت مالی وولدی واخذت کذا وکذا فماذا تفعل ایضا وماذا بقی لم تفعلہ وما اشبھہ من الالفاظ کفر کذا حکی عن عبدالکریم فقیل لہ ارأیت لوان المریض قالہ وجری علی لسانہ بلا قصد شدۃ مرضہ، قال الحرف الواحد یجری ونحوہ قد یجری علی اللسان بلا قصد اشارہ الی انہ یحکم بکفرہ ولایصدق[1]"اھ فاذا لم یصدق فی نصف سطر کیف یصدق فیما کررہ مناما ویقظۃ طول النھار بل ھو قطعا مسرف کذاب الم تران اللہ تعالٰی جعل الجسد تحت ارادۃ القلب قال نبینا الحق المبین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم "الا ان فی الجسد مضغۃ اذاصلحت صلح الجسد کلہ واذا فسدت فسد الجسد کلہ الا وھی	تو نہیں ہوگا کہ سارا دن زبان کنٹرول میں نہ رہے، ایسا ہونا غیر مقبول وغیر معقول ہے، جامع الفصولین کی اڑتیسویں فصل میں ہے ایک شخص مختلف مصائب میں مبتلا ہوا اور وہ کہتا ہے (اے اللہ!) تو نے میرا مال، میری اولاد اور یہ یہ چھین لیا اس کے بعد اور کیا کرے گا، اور باقی رہ ہی کیا گیا جو تو نے نہیں کیا، اور اس کی مثال دیگر الفاظ کہے تو یہ کفر ہے۔ اسی طرح شیخ عبدالکریم سے منقول ہے کہ ان سے سوال ہوا کہ ایک مریض کی زبان سے شدت مرض کی وجہ سے بلاقصد ایسا کوئی کلمہ جاری ہو جائے تو اس کا کیا حکم ہے؟ فرمایا ایسا اگر کوئی حرف بھی جاری ہو جائے خواہ بلاقصد ہو تو اس پر کفر کا حکم ہی جاری کیا جائے گا اور زبان بہکنے کا عذر سچا نہ سمجھا جائے گا اھ جب نصف سطر میں اس کی بات نہیں مانی جائے گی تو وہاں کیسے تصدیق جائز ہوگی جب جواب میں اور سارا دن بیداری میں ایسا بکتا رہا بلکہ یہ شخص تو یقینا ظالم، زیادتی کرنے والا اور کذاب وجھوٹا ہے، کیا تمھارے علم میں نہیں اللہ تعالٰی نے جسم کو ارادہ بدل کے تابع بنا رکھا ہے حق واضح فرمانے والے ہمارے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: سنو جسم میں ایک گوشت کا ٹکڑا ہے جب وہ درست رہے تو تمام جس درست رہتا ہے اگر وہ بگڑ جائے تو تمام

[1] جامع الفصولین فصل ۳۸ فی مسائل کلمات الکفر اسلامی کتب خانہ کراچی ۲/ ۳۱۰

القلب[1] "فمافسد قوله ولسانه والا وقد فسد قبله قلبه وجنانه وهذا يدعى ان لسانه فى فيه حيوان مستقل بارادته غيرتابع للقلب كفرس جموح شديدة الجموح تحت راكب ضعيف قوى الضعف يريد اليمين والفرس لاتنعطف الاللشمال حتى كلما اراد ردهاللیمین لم تاخذ الا ذات الشمال حتى تنازع القلب واللسان طول النهار فلم يك الغلبة الاللسان هذا غير معقول ولا مسموع فلا شك انه محكوم عليه بالكفر حكماغير مدفوع وهل سمعتم باحد يدعى الاسلام ويقول طول النهار فلان رسول الله مكان محمد رسول الله اويقول لابيه ياكلب ابن الكلب ياخنزيرا بن الخنزير ويكرره من الصباح الى المساء ثم يقول انما كنت اقول يا ابت يا سيدى فينازعنى اللسان ويذهب من الاب السيد الى الكلب والخنزير حاش لله ماكان هذا ولايكون ولن يقبله احد الا مجنون هذا حكم ذلك القائل	جسم بگڑ جاتا ہے سن لو وہ دل ہے۔زبان کا قول اس وقت ہی فاسد ہوگا جب اس سے پہلے دل فاسد ہوگا،مذکور شخص کادعوی یہ ہے کہ اس کے منہ میں زبان ایسا حیوان ہے جو اپنے ارادہ میں مستقل ہے دل کے تابع نہیں جیسے کوئی سخت سرکش گھوڑا نہایت ہی کمزور سوار کے تحت ہو وہ اس گھوڑے کو دائیں طرف لے جانا چاہے مگر وہ بے پروا ہو کر بائیں طرف چل پڑے جب بھی اسے وہ دائیں جانب لانے کی کوشش کرے وہ بائیں ہی کو جائے۔حتی کہ سارا دن دل اور زبان میں جھگڑا رہا اور زبان کو غلبہ حاصل ہوگیا یہ بات و دعوی نہایت غیر معقول ہے اور ہر گز قابل سماعت و توجہ نہیں،اس پر بلاشبہ کفر کا ایسا حکم ہی صادر ہوگا جو ٹل نہیں سکتا کیا تم نے کبھی یہ سنا کوئی شخص اسلام کا دعوی کرتا ہے اور سارا دن محمد رسول اللہ کی بجائے فلاں رسول اللہ کہتا رہے یا اپنے والد کو اے کتے،کتے کے بیٹے یا خنزیر بن خنزیر کہتا رہے اور صبح تا شام اسکی زبان پر یہی جاری رہے پھر کہے میں تو یہ کہنا چاہتا تھا اے میرے اباجان،اے میرے سرادر،مجھ سے میری زبان جھگڑ پڑی اور اس نے اب اور سردار کی جگہ کلب اور خنزیر کہہ دیا،اللہ کی قسم یہ بات ہی غلط ہے،ایسی بات کو دیوانے کے علاوہ کوئی قبول نہیں کرے گا۔یہ تو اس قائل کا

[1] صحیح البخاری کتاب الایمان باب فضل من استبرائہ الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۱۳

اما ما کتب الیہ اشرفعلی فی الجواب، فاستحسان منہ لذلك الکفر واستحسان الکفر کفر بلا ارتیاب وما ھوا الالما رأی فیہ من تعظیم نفسہ ووصفہ بانہ رسول اللہ ذی القوۃ والصلوۃ علیہ استقلالا بدل النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم ومدحہ بالنبوۃ فابتھج واجاز کل ذلك وجعلہ تسلیۃ لذلك الھالك ارأیت لوسبہ وامہ اواباہ احد طول النھا ثم قال انما کنت ارید مدحك فلم یطع اللسان فی الخطاب وبقیت تسبك واباك وامك من الصباح حتی توارت بالحجاب ھل کان اشرف علی او حد من اراذل الناس ولو خصافا او زبالا، اوارذل منھم یقبل ھذہ المعاذیر، ویقول لہ ان فی ھذہ تسلیۃ لکم ان الذی تحبونہ وتسبونہ انہ لمن ضئضئ الخنازیر کلابل یحرق غیظا ویموت غنظا او یفعل بہ ماقدر علیہ حتی القتل ان وجد سبیلا الیہ فالتسلیۃ ھٰھنا لیس الا لاستخفافہ بمحمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم و بمرتبۃ النبوۃ والرسالۃ

حکم ہے۔ رہا معاملہ اشرفعلی کا جو اس نے جواب میں لکھا تو اس میں اس کے کفر کی تعریف کی ہے اور بلاشبہہ کفر کو اچھا کہنا اور سمجھنا بھی کفر ہوتا ہے کیونکہ مجیب نے اس میں اپنی ذات کی تعظیم ووصف کو سمجھا ہے کہ وہ اللہ کا رسول صاحب قوت ہے اور حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے بجائے ان پر درود وسلام اور نبوت کے ساتھ مدح کی گئی ہے وہ اس پر خوش ہوا ہے اور ہر یاک کو اس نے اس کی اجازت دی ہے اور اس تباہ و برباد ہونے والے کے لئے اسے تسلی قرار دیا، تم ہی بتاؤ اگر اس تھانوی کو یا اس کی ماں کو یا اس کے والد کو سارا دن گالی دیتا اور پھر کہتا میں تو تمھاری مدح وتعریف کرنا چاہ رہا تھا لیکن زبان نہ مانی وہ صبح سے تجھے، تیرے والد اور تیری ماں کو گالی دیتی رہی تھی حتی کہ شام ہوگئی، کیا اشرف علی یا کوئی سب سے کمینہ اگرچہ وہ موچی، ماشکی یا کوئی اور گھٹیا آدمی ہو ان عذروں کو قبول کرلے گا اور اسے کہے گا تمھارے لئے اس میں تسلی ہے کہ جس سے محبت کرتے ہو اور تم اسے گالی دیتے ہو وہ اصل خنزیر ہے وہ ہرگز نہیں قبول کرے گا بلکہ وہ غیظ میں جل جائے گا غیرت سے مرجائے گا وہ کچھ کر گزرے گا جو اس کے بس میں ہو حتی کہ اگر اسے طاقت ہو تو وہ اسے قتل کردے گا تو یہاں تسلی دینا فقط رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی توہین اور مرتبہ نبوت ورسالت

وختم النبوۃ الاعظم واستحسان نسبتھا الی نفسہ الامارۃ بالسوء کثیرا "لَقَدِ اسْتَكْبَرُوْا فِیْٓ اَنْفُسِهِمْ وَعَتَوْ عُتُوًّا كَبِیْرًا ﴿۲۱﴾ "[1] فلا ریب ان اشرف علی ومریدہ المذکور کلاھما کافر بالرب الغیور غرتھما الامانی وغرھما باللہ الغرور، بل اشرف علی اشد کفرا واعظم وزرا فان المرید زعم ان ما یقول غلط صریح وباطل قبیح، وھذا لم یقبح القول ولاوبخ قائلہ بل استحسنہ وجعلہ تسلیۃ لہ ولکن لاغروفان من سب رسول اللہ محمدا صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بتلک السبۃ الفاحشۃ الماثورۃ فی السوال عنہ المحکوم علیہ لاجلھا بالکفر والارتداد من اسیادنا علماء الحرمین الکریمین فبأی کفر یتعجب منہ واذاکان عندہ مثل علم محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بالغیب حاصل لکل صبی ومجنون وبھیمۃ، ولاشك انہ اعلم عنہ من ھؤلاء الاخساء الذمیمۃ فکان بزعمہ اعلم واکرام من محمد

اور خاتم الانبیاء صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی بے ادبی اور تحقیر پر ہے اور اپنے نفس امارہ جو بکثرت اسے برائی کا حکم دیتا ہے کی طرف نبوت ورسالت کی نسبت کرنے کو پسند کیا ___ بیشك ان لوگوں نے تکبر کیا اور اللہ کے بہت بڑے باغی قرار پائے، بلاشبہہ اشرف علی اور اس کا مذکور مرید دونوں رب غیور کے ساتھ کفر کرنیوالے ہیں انھیں ان کی خواہشات نے فریب دیا اور شیطان ان کی خواہشات نے فریب دیا اور شیطان دھوکہ باز نے انھیں اللہ سے دھوکے میں ڈالا، بلکہ اشر فعلی کفر اور جھوٹ کے اعتبار سے اشد واعظم ہے کیونکہ مرید نے خیال کیا جو کچھ وہ کہہ رہاہے وہ واضح طور پر غلط اور نہایت ہی قبیح وبدتر ہے لیکن یہ اشر فعلی نہ تو اس قول کو برا کہہ رہاہے اور نہ اس کے قائل کو جھڑک رہاہے بلکہ اسے اچھا جان رہاہے اور اس کو اس کے لئے تسلی قرار دے رہاہے مگر اس پر کچھ تعجب نہیں جس نے واضح طور پر نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کہ وہ سب وشتم کیا ہے جس کا تذکرہ سوال میں ہے جس پر علماء حرمین کریمین نے اسے کافر اور مرتد قرار دیا تو اس سے کس کفر کا تعجب کیا جائے جبکہ اس کے نزدیک تو حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی طرح علمِ غیب ہر بچے، مجنون اور چارپائے کو حاصل ہے حالانکہ بلاشبہ اس کا اپنا علم ان برے خسیسوں سے زیادہ ہوا، توگویا اس کا گمان یہ ہے کہ وہ حضرت محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم

[1] القرآن الکریم ۲۵/ ۲۱

صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فحق لہ ان یدعی النبوۃ والرسالۃ لنفسہ لا لمحمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کذٰلك یطبع اللہ علٰی کل قلب متکبر جبار ولکن واللہ ان رب محمد لبالمر صادر لمن شاقہ عذاب النار واللہ اعلم بمایوعون ○ وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون۔واللہ تعالٰی اعلم۔	سے اعلم واکرم ہے لہٰذا اس نے حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے بجائے اپنے لئے نبوت ورسالت کا دعوی حق جانا،اللہ تعالٰی ایسے متکبر سرکش لوگوں کے دلوں پر مہر لگادیتاہے،اللہ کی قسم رب محمد بھی ان کی گھات میں ہے اور جس نے آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی مخالفت کی اس کے لئے دوزخ کا عذاب ہے،اللہ تعالٰی جانتاہے جو یہ ذہن میں رکھتے ہیں ، عنقریب جان لیں گے ظالم یہ کہاں پہنچ جانے والے ہیں۔ واللہ تعالٰی اعلم (ت)

ابحاث اخیرہ ۱۳۲۸ھ

(یہ مبارک رسالہ وہ ہے کہ جس نے وہابیوں، دیوبندیوں کی مناظرہ کی رٹ اور تعلیوں کو خاک ملادیا ہے، خورجہ کے دیوبندیوں نے دعوت مناظرہ دی تھی، بیچارے اپنی طواغید کی چالبازیوں سے ناواقف تھے دعوت مناظرہ دے بیٹھے، اعلیحضرت قبلہ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے یہ مضمون حقائق مشحون وصیغہ رجسٹری ارسال فرمادیا جس کا تاریخی نام "**ابحاث اخیرہ**" ہے، اس کے پہنچتے ہی تھانوی واجودھیاباشی وچاندپوری وغیرہ کو سانپ سونگھ گیا اور آج تک اس کی تابشون سے دیابنہ ملاعنہ کی آنکھیں خیرہ ہیں اور قیامت تک اس کا جواب ان سے ممکن نہیں)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسول الکریم

جناب مولوی اشرف علی صاحب تھانوی!

الحمدللہ! اس فقیر بارگاہ غالب قدیر عزجلالہ، کے دل میں کسی شخص سے نہ ذاتی مخالفت نہ دنیوی خصومت، مجھے میرے سرکار ابد قرار حضور پرنور سید الابرار صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے محض اپنے کرم سے اس خدمت پر مامور فرمایا ہے کہ اپنے مسلمان بھائیوں کو ایسوں کے حال سے خبردار رکھوں جو مسلمان کہلاکر اللہ واحد قہار جل جلالہ اور محمد رسول اللہ ماذون مختار صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی شان اقدس پر حملہ کریں تاکہ میرے عوام بھائی مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم کی بھولی بھالی بھیڑیں ان "ذیاب فی ثیاب"

کے جبوں، عماموں، مولویت، مشیخیت کے مقدس ناموں قال اللہ وقال الرسول کے روغنی کلاموں سے دھوکے میں آکر شکار گرگاں خونخوار ہوکر معاذاللہ سقر میں نہ گریں، یہ مبارک کام بحمد المنعام اس عاجز کی طاقت سے بدرجہا خوب تر وفزوں تر ہوا، اور ہوتا ہے، اور جب تک وہ چاہے گا ہوگا۔ ذلک من فضل اللہ علینا وعلی الناس، والحمدللہ رب العالمین (ہم پر اور لوگوں پر یہ اللہ تعالٰی کا فضل ہے اور سب تعریفیں اللہ رب العالمین کے لئے ہیں۔ت) اس سے زیادہ نہ کچھ مقصود نہ کسی کی سب وشتم وبہتان وافتراء کی پروا، میرے سرکار نے مجھے پہلے ہی سنادیا تھا:

"وَ لَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَ مِنَ الَّذِیْنَ اَشْرَكُوْۤا اَذًى كَثِیْرًا ؕ وَ اِنْ تَصْبِرُوْا وَ تَتَّقُوْا فَاِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ﴿۱۸۶﴾ "[1]۔	بے شک ضرور تم مخالفوں کی طرف سے بہت کچھ برا سنوگے اور اگر صبر وتقوٰی کروتو وہ بڑی ہمت کا کام ہے۔

الحمدللہ! یہ زبانی ادعا نہیں۔ میری تمام کاروائیاں اس پر شاہد عدل ہیں، موافق اور مخالف سب دیکھ رہے ہیں کہ امر دین کے علاوہ جتنے ذاتی حملے مجھ پر ہوئے کسی کی اصلاً پروانہ کی، اصحاب فقیر نے آپ کی طرف سے ہر قابل جواب اشتہار کے لاجواب جواب دئے جو بحمدہٖ تعالٰی لاجواب رہے مگر جناب کے مہذب عالم مقدس متکلم مولوی مرتضی حسن صاحب دیوبندی چاند پوری کے کمال شستہ وشائستہ دشنام نامے (بریلی چپ شاہ گرفتار) کی نسبت قطعی ممانعت کردی، جس کا آج تک ادھر والوں کو افتخار ہے کہ ہمارا گالی نامہ لاجواب رہا، گرامی منش مولانا ثناء اللہ امرتسری ممکن وموجود میں فرق نہ جان سکے، مقدورات الٰہیہ کو موجودات میں منحصر ٹھہرایا، علم الٰہی کے نامحدود ہونے میں اپنے آپ کو متامل بتایا اور جاتے ہی رمضان جیسے مبارک مہینہ میں برعکس چھاپ دیا، میں ہرا آیا، ادھر اس پر بھی التفات نہ ہوا، عاقلاں نیکوں میدانند پر اکتفا کیا، یہاں تک وقائع مکہ معظمہ میں کیسے کیسے معکوس اور مصنوع اکاذیب فاجرہ اخباروں میں کس آب وتاب سے چھپاکئے، ہرچند احباب کا اصرار ہوا، فقیر اتنا ہی شائع کرتا ہے کہ "یہ جھوٹ ہے" اتنا بھی نہ کیا، پھر جب چند ہی روز میں حضرات کے جھوٹ کھل گئے اور واحد قہار کے زبردست ہاتھوں نے ان کے منہ میں پتھر دے دئے، اسی پر بھی میں نے اتنا نہ کہا کہ "کیسا آپ صاحبوں کا جھوٹ کھلا" ایسے وقائع بکثرت ہیں، اور اب جو صاحب چاہیں امتحان لیں، ان شاء اللہ العزیز ذاتی حملوں پر کبھی التفات نہ ہوگا۔ سرکار سے مجھے یہ خدمت سپرد ہے کہ عزت سرکار کی حمایت کروں نہ کہ اپنی۔

میں تو خوش ہوں کہ جتنی دیر مجھے گالیاں دیتے، افتراء کرتے، برا کہتے ہیں اتنی دیر محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی بدگوئی، منقصت جوئی سے غافل رہتے ہیں، میں چھاپ چکا، اور پھر لکھتا ہوں میری آنکھ کی ٹھنڈک

---

[1] القرآن الکریم ۳/ ۱۸۶

اس میں ہے کہ میری اور میرے آباء کرام کی آبروئیں عزت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے لئے سپر رہیں، اللھم اٰمین!

تذکارات

(۱) آپ جانتے ہیں اور زمانہ پر روشن ہے کہ بفضلہٖ سالہا سال سے کس قدر رسائل کثیرہ عزیزہ آپ اور آپ کے اکابر جناب مولوی گنگوہی صاحب وغیرہ کے رد میں ادھر سے شائع ہوئے اور **بحمدہٖ تعالٰی** ہمیشہ لاجواب رہے۔

(۲) وہ اور آپ صراحۃً مناظرہ سے استعفاء دے چکے

(۳) سوالات گئے جواب نہ ملے، رسائل بھیجے داخل دفتر ہوئے، رجسٹریاں پہنچیں منکر ہو کر واپس فرمادیں،

(۴) اخیر تدبیر کو دیوبند جلسہ میں ان رئیسوں کے ذریعہ سے جن کا جناب پر بار ہے تحریک کی، اس پر بھی آپ ساکت ہی رہے۔

(۵) رئیسوں کا دباؤ تھا، ناچار دفعہ وقتی کو وہی چاندپوری صاحب آپ کے وکیل بنے، فقیر نے اپنے خط و قلم سے جناب کو رجسٹری شدہ کارڈ بھیجا۔ پھر کیا آپ مناظرہ معلومہ پر آمادہ ہوئے، کیا آپ نے چاندپوری صاحب کو اپنا وکیل مطلق کیا؟ سات ۷ مہینے سے زائد گزر گئے آپ نے اس کا بھی جواب نہ دیا۔ ظاہر ہے کہ اگر آپ واقعی آمادہ ہوئے ہوتے۔ واقعی آپ نے وکیل کیا ہوتا تو "ہاں" لکھ دینا دشوار نہ ہوتا۔ مردانہ وار اقرار سے فرار نہ ہوتا۔ یہ ہے وہ فرضی، لایعنی، غیر واقع، بے بہیقی معاہدہ جس سے عدول کا ادھر الزام لگایا جاتا ہے۔ سبحان اللہ! اپنے وکیل بالادعا کی وکالت آپ نہ مانیں اور عدول جانب خصم سے جانیں۔ ہاں جناب تو نہ بولے، سولہ ۱۶ دن بعد انھیں آپ کے موکل صاحب نے لب کھولے کہ ہم جو رؤسا کے سامنے اپنے منہ آپ ہی دعوی وکالت کرچکے ہیں۔ اب جناب تھانوی صاحب سے دریافت کرنا ذلت اور رسوائی، گردن کا طوق، ناپاک چالیں، بے شرمی کے حیلے ہیں (ملاحظہ ہو ان کا شریفانہ مہذب خط مورخہ ۳۰ ربیع الآخر شریف ۱۳۲۹ھ) جو ان کی اعلٰی تہذیبوں سے نمونہ خروارے ہے۔ یہ خطاب محض اس جرم پر ہیں کہ تھانوی صاحب سے ہماری وکالت کا کیوں استفسار کیا، ان کے قبول وعدوں پر کیوں موقوف رکھا، ہمارا زبانی ادعا کیوں نہ مان لیا، جناب تھانوی صاحب لاکھ نہ مانیں ہم جو ان کے وکیل بن بیٹھے ہیں، اب نہ ماننا بے شرمی کا حیلہ ہے، ناپاک چال ہے، ذلت ہے، رسوائی ہے، طوق وبال ہے، جناب تھانوی صاحب! آپ اپنے موکل یعنی خودساختہ وکیل صاحب کی بابت خود ہی فیصلہ فرماسکتے ہیں، آج تک ایسی وکالت کسی

غیر مجنون کے نزدیک قابل قبول ہوئی یا کوئی عاقل ایسے حضرات سے خطار وار کھے گا۔

(۶) جلسہ دیوبند کے بعد جناب مولوی گنگوہی صاحب کے ایک شاگرد رشید مولوی علی رضا مودی نے آپ حضرات سے مناظرہ کرلینے کی تحریک کی، انھیں فورًا لکھا گیا، یہاں تو برسوں سے یہی درخواست ہے، جناب گنگوہی صاحب اپنی راہ گئے، جناب تھانوی صاحب بھی انھیں کی راہ پر مہر برلب ہیں۔ آپ ہی ہمت کیجئے اور تھانوی صاحب سے جواب لادیجئے، اس کے پہنچنے پر ان صاحب نے بھی ہمت ہاردی۔

(۷) اذناب جناب کے افتراء اعظم پر مسلمانوں نے پانچ سو روپے نقد کا اشتہار دیا اور آپ کو رجسٹری بھیجا، آپ نے نہ جواب دے سکے نہ ثبوت،

(۸) دوسرے اشد افتراء نامہ پر تین ہزار روپے کا اشتہار آپ کو دیا اور رجسٹری بھیجا، اگر تمام جماعت سے کچھ بن پڑتی تو اپنے مدرسہ دیوبند کے لئے اتنی بڑی رقم نہ چھوڑی جاتی مگر نہ جواب ہی ممکن ہوا نہ ثبوت ناچار چارہ کار وہی سکوت۔

(۹) یہ مانا کہ جب جواب بن ہی نہ پڑے تو کیا کیجئے، کہاں سے لایئے، کس گھر سے دیجئے، مگر جناب والا! ایسی صورتوں میں انصاف یہ تھا کہ اپنے اتباع کا منہ بند کرتے، معاملہ دین میں ایسی ناگفتنی حرکات پر انھیں لجاتے شرماتے، اگر جناب کی طرف سے ترغیب نہ تھی تو کم از کم آپ کے سکوت نے انھیں شہ دی یہاں تک کہ انھوں نے "سیف النقی" جیسی تحریر شائع کی جس کی نظیر آج تک کسی آریہ یا پادری سے بن نہ پڑی یعنی میرے رسائل قاہرہ کے قرض اتارنے کا یہ ذریعہ شنیعہ ایجاد کیا کہ میرے والد ماجد وجد امجد وپیر ومرشد قُدِّسَتْ اَسْرَارُھُمْ وخود حضور پرنور سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کے اسمائے طیبہ سے کتابیں گھڑلیں، ان کے نام نہاد مطبع تراش لئے، فرضی صفحوں کے نشان سے عبارتیں تصنیف کرلیں جس کی مختصر جدول یہ ہے:

نام کتاب	اسمائے طیبہ مفتری علیہم	مطبع تراشیدہ	صفحہ تراشیدہ	خلاصہ عبارت تراشیدہ	صفحہ افتراء
ہدایۃ البریۃ	والد ماجد قدس سرہٗ	لاہور	۱۳	مسئلہ علم غیب	۱۱
"	"	"	۴۱	مسئلہ تبدیل گورستان بحمایت گنگوہی صاحب	۲۰
تحفۃ المقلدین	حضرت خاتم المحققین	صبح صادق سیتاپور	۱۵	تعریف جناب گنگوہی صاحب	۳
ہدایۃ الاسلام	حضرت قدوۃ السالکین جد امجد قدس سرہٗ	"	۳۰	مسئلہ علم غیب خاص بحمایت تھانوی صاحب	۱۱
تحفۃ المقلدین	جد امجد قدس سرہٗ	لکھنؤ	۱۲	تبدیل گورستان بحمایت گنگوہی صاحب	۲۰
خزینۃ الاولیاء	اعلٰحضرت سیدنا حمزہ قدس سرہٗ	کانپور	۱۵	مسئلہ علم غیب بحمایت تھانوی صاحب	۱۱
ملفوظات	" " " "	مصطفائی	۱۷	تبدیل گورستان بحمایت گنگوہی صاحب	۲۱
مراۃ الحقیقۃ	حضور پرنور غوث اعظم رضی اللہ عنہ	مصر	۱۸	مسئلہ علم غیب	۱۴

اور بے دھڑک لکھ دیا کہ تم یہ کہتے ہو اور تمھارے اکابر اپنی ان کتابوں میں ان مطابع کی مطبوعات میں ان صفحوں پر یہ فرماتے ہیں، حالانکہ ان کتابوں کا جہاں میں وجود، نہ ان مطابع کا کسی مطبع میں چھپی، نہ ان حضرات نے تصنیف فرمائی، نہ حوالہ دہندہ کے فرض وتراش کے باہر آئیں، جرأت پر جرأت یہ کہ صفحہ ۲۰ پر جو فرضی مطبع لاہور کی خیالی ہدایۃ البریہ سے ایک فتوی گھڑا اس کے آخر میں حضرت خاتم المحققین قدس سرہ، کی مہر بھی دل سے تراش لی جس میں ۱۳۰۱ھ لکھے حالانکہ حضرت والا کا وصال شریف ۱۲۹۷ھ میں ہوچکا، حضرات کی حیا! یہ سخت گندہ افترائی رسالہ جناب کے مدرسہ دیوبند سے شائع ہوا، صاحب مطبع کا بیان ہے کہ آپ کے ایک متکلم مصنف مولوی صغیر حسین صاحب دیوبندی نے چھپوایا، آپ کے وکیل مولوی مرتضی حسن دیوبندی نے اپنے ایک خط میں اسے افتخارًا پیش کیا کہ تحریر میں بھی اب آپ کی حقیقت دیکھنی ہے سیف النقی طبع ہوچکا ہے ملاحظہ سے گزرا ہوگا (ملاحظہ ہو خط ۳۰ ربیع الآخر ۱۳۲۸ھ) جب حیاء ودین وغیرت ودیانت وعقل وانسانیت کی نوبت یہاں تک مشاہدہ ہوئی ہر ذی فہم نے جان لیا کہ بحث کا خاتمہ ہوگیا، حضرات سے مخاطبہ کسی عاقل کا کام نہ رہا، **الحمدﷲ** کتب ورسائل فقیر تو چھتیس سال سے لاجواب ہیں، اصحاب واحباب فقیر کے رسائل بھی بعونہ عزجلالہ، لاجواب ہی ہے۔ ادھر کے تازہ رسائل [1]ظفر الدین الطیب و [2]کین کش پنجہ پیچ و [3]بارش سنگی و [4]پیکان جانگداز و [5]العذاب البئس اور [6]ضروری نوٹس و [7]نیاز مانہ و [8]کشف راز و [9]اشتہار چہارم وپنجم وہفتم وہشتم ہی ملاحظہ فرمائے، کس سے جواب ہوسکا؟ ان کے اعتراضوں مواخذون اور مطالبوں کا کس نے قرض ادا کیا؟ بات بدل کر ادھر اُدھر کی مہمل لچر اگر ایک آدھ پرچے میں کسی صاحب نے کچھ فرمائی اس کا جواب فورًا شائع ہوا کہ پھر ادھر مہر سکوت لگ گئی **والحمدﷲ رب العلمین**، مگر آپ کی یہ تدبیر حضرات کو ایسی سوجھی جس کا جواب ایک میں اور میرے اصحاب کیا تمام جہاں میں کسی عاقل سے نہ ہوسکے، غریب مسلمان اتنی حیاء وغیرت ایسی بے تکان جرأت اتنی بیباک طبیعت کہاں سے لائیں کہ کتابوں کی کتابیں دل سے گھڑلیں، ان کے مطبع تراش لئے، ان کی عبارتیں ڈھال لیں اور آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر سربازار چھاپ دیں کہ فلاں چھاپے کی فلاں کتاب فلاں صفحہ پر جناب مولوی گنگوہی صاحب

نے لکھا ہے کہ تھانوی صاحب کافر ہیں، فلاں مطبع کے فلاں رسالے فلاں سطر میں جناب مولوی تھانوی صاحب نے فرمایا ہے کہ گنگوہی صاحب مرتد ہیں، جو اتنا ہولے وہ حضرات سے مخاطبہ کا نام لے کر اور واقعی سوااس طریقے کے اور کر ہی کیا سکتے تھے کہ حضرات چھتیس سال کے کتب ورسائل کے بار سے سبکدوش ہوتے۔

وقت ضرورت گر نماز گریز دست بگیر وسر شمشیر تیز

(مصیبت کے وقت جب انسان کو بھاگنے کی بھی طاقت نہیں رہتی تو وہ لڑائی کے لئے کمر بستہ ہو جاتا ہے۔ت)

(۱۰) الحمد للہ! حق تمام جہان پر واضح ہولیا اور ہر عاقل اگرچہ مخالف ہو خوب سمجھ گیا کہ کس نے مناظرہ سے برسوں فرار کیا۔ کس نے ہر بار مقابلہ جواب سے انکار کیا، کون اتنا عاجز آیا کہ حیاوانسانیت کا یکسر پردہ اٹھایا، اور مرتا کیا نہ کرتا کہ اس طرف چال برابا آیا جو آج تک کسی منکر اسلام کو بھی اسلام کے مقابل نہ سوجھی، مسلیمہ ملعون نے جواب قرآن عظیم کے نام سے وہ کچھ ناپاک خباثتیں ہزل فحش لغو جہالتیں بکیں مگر یہ اسے بھی نہ بن پڑی تھی کہ کچھ آیتیں سورتیں گھڑ کر قرآن عظیم ہی کی طرف منسوب کردیتا کہ مسلمانو! تم تو یوں کہتے ہو اور تمھارے قرآن میں یہ لکھا ہے، یہ خاتمہ کا بند اس اخیر دور میں "مدرسہ عالیہ دیوبند" اور اس کے ہوا خواہوں ہی کا حصہ تھا۔ بایں ہمہ آپ کے بعض بیچارے نافہم عوام یہ امید کئے جاتے ہیں کہ آپ مناظرہ فرمائیں گے، اسی کے متعلق اب تازہ شگوفہ نے خورجہ سے خروج کیا ہے جو آپ کے کسی خلیفہ کلن صاحب کا کہلایا ہوا ہے۔ اگرچہ یہاں صدہا بار کا تجربہ ہے کہ آپ نہ بولے نہ بولیں، محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو گالیاں لکھ کر چھاپنی تھیں وہ چھاپ چکے اور بار بار چھاپی جارہی ہے۔ اس پر مسلمانان عرب وعجم مطالبہ کریں، آپ کو کیا عرض پڑی ہے کہ جواب دیں، کتنی بار خود آپ سے مطالبے ہوئے جواب غائب، جلسہ دیوبند میں خط بھیجا جواب غائب، تصدیق وکالت کے لئے رجسٹری گئی، جواب غائب، آپ کے یہاں کے شاگرد مودی ہمکے ان کو متوسط کیا، جواب غائب، جناب شیخ بشیر الدین وغیرہ رؤسائے میرٹھ کو متوسط کیا، جواب غائب، جب آپ کے آقایان نعمت کی وساطت پر بھی آپ نے جواب نہ دیا تو اب خورجہ والے آپ کو بلوائیں۔ یہ امید موہوم، بہت اچھا ہزار بار گنا بھول گئے ایک بار پھر سہی، آپ کے معتقدین خورجہ نے آپ حضرات کے اقوال سے ناتجربہ کاری یا اپنی سادگی سے لکھ دیا کہ جو صورت یہ فقیر بارگاہ مصطفوی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پسند کرے منظور ہے۔ بہت خوب ادھر سے کتنی بار اصول اور اہم شرائط مناظرہ کی تصریح ہوچکی اور تعین مباحث کی گنتی ہی نہیں، فقیر نے جو خط جلسہ دیوبند میں بھیجا اس میں بھی ان کی یاددہانی تھی، ظفر الدین الطیب وضروری نوٹس ملاحظہ ہوں اور ان کے سوالوں کا جواب صاف صاف

خاص اپنے قلم و مہر و دستخط سے عطا ہو۔ تمام اشتہاروں، تمام مطالبوں میں اگرچہ آپ کو کافی ووافی مہلتیں دیں اور ہمیشہ بیکار گئیں کہ آپ تو اپنے ارادوں جیتے جی تک مہلت لئے ہوئے ہیں۔ پھر بھی ربط ضبط کے لئے تعین مدت لازم ہے۔ یہ سوالات کچھ غور طلب نہیں۔ تھوڑی عقل والا بھی ان فوراً ہاں یا نہ کہہ سکتا ہے، مگر بہ لحاظ استعداد جناب شرعی مہلت کہ ابلاغ اعذار کے لئے معین ہے پیشکش اور وصول خط سے تین دن کے اندر ہر سوال کا معقول جواب صاف صریح مہری عنایت ہو، یہ آخری بار ہے اس دفعہ بھی پہلو تہی فرمائی تو جن کو آپ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے علم اقدس میں ملایا انہی میں آپ کو ملادینے کی ہمارے لئے اجازت ہو۔

استفسارات

(۱) توہین اور تکذیب خدا ورسول جل وعلا و صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے الزامات قطعیہ جو مدتوں سے آپ اور آپ کے اکابر جناب مولوی گنگوہی و نانوتوی صاحبان پر ہیں۔ کیا آپ ان میں اس فقیر سے مناظرہ پر آمادہ ہیں یا ہونا چاہتے ہیں؟

(۲) کیا آپ بحالت صحت نفس وثبات عقل بطوع ورغبت بلاجبر واکراہ اقرار فرماتے ہیں کہ حسام الحرمین و تمہید ایمان وبطش غیب وغیرہ کے سوالات واعتراضات کا جواب بالمواجہ مہری ودستخطی دیتے ہیں گئے یونہی ان جوابات پر جو سوالات وردپیدا ہوں ان کا یہاں تک کہ مناظرہ انجام کو پہنچے اور بفضلہ تعالٰی حق ظاہر ہوں۔

(۳) کیا آپ اسی پر اکتفا فرمائیں گے یا حسب ترتیب مذکور ظفرالدین الطیب اس کے بعد سبحان السبوح و کوکبہ شہابیہ وسل السیوف وغیرہا میرے رسائل کے مطالبات سے اپنے اکابر گنگوہی صاحب واسمٰعیل دہلوی صاحب کو سبکدوش کریں گے۔

(۴) اگر آپ اپنے ہی اقوال کے ذمہ دار ہوں اور اپنے اکابر جناب گنگوہی و نانوتوی دہلوی صاحبان پر سے دفع کفر وضلال کی ہمت نہ فرمائیں، تو اتنا ارشاد ہو کہ یہاں دو فریق ہیں: اول مسلمانان اہلسنت عرب وعجم، دوم صاحبان مذکور گنگوہی و نانوتہ ودہلی مع الاتباع والاذناب ومن بلی۔ جناب اگر فریق اول سے ہیں تو الحمد للہ ذلك ما کنا نبغ (الحمدللہ ہی ہم چاہتے ہیں۔ ت) تحریر فرمادیجئے کہ جنابان گنگوہی و نانوتوی ودہلوی سے بری ہوں وہ اپنے اقوال وکفر ضلال وتوہین وتکذیب رب ذوالجلال ومحبوب ذی الجمال صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے باعث ویسے ہی ہیں جیسا ان کو علماء حرمین شریفین

لکھتے آئے اور جیسا ان کی نسبت حسام الحرمین و فتاوٰی الحرمین وغیرہما میں لکھا ہے، اس وقت بلاشبہہ ان کے اقوال کا مطالبہ آپ ہی سے نہیں ہو سکتا بلکہ آپ خود بھی ان کے اتباع واذناب سے مطالبہ و مواخذہ میں شریک ہوں گے، اور اگر جناب فریق دوم سے ہیں تو ان کے اقوال خود آپ کے اقوال ہیں پھر جواب مطالبات سے پہلوں تہی کیا معنی؟ اور ظاہر اس کا مظنہ نہیں کہ جناب فریقین سے جدا ہو کر کسی تیسرے طائفہ مثلاً رافضی، خارجی، قادیانی، نیچری وغیرہ میں اپنے آپ کو گنیں اور بالفرض ایسا ہو تو اس کی تصریح فرمادیجئے، یوں بھی اس مطالبہ سے آپ کو برأت ہے۔

(۵) واقعی آپ نے اپنے یہاں کے متکلم اکبر چاندپوری صاحب کو جلسہ دیوبند میں مناظرہ مذکورہ کے لئے اپنا وکیل مطلق و مختار عام کیا تھا یا انھوں نے محض جھوٹ مشہور کر دیا؟ بر تقدیر اول کیا سبب کو اسی کی تصدیق کے لئے جو کارڈ رجسٹر شدہ گیا آج جناب کو آٹھواں مہینہ ہے کہ جواب نہ دیا۔

(۶) وہ آپ نے وکیل کیا یا چاندپوری خود بن بیٹھے؟ بہر حال آپ سے اس کی تصدیق چاہنا ویسا ہی جرم اور انھیں مہذب خطابوں کا مستحق ہے جو چاندپوری صاحب نے تحریر فرمائے یا ان کا وہ زعم محض ہذیان و مکابرہ و بے عقلی و جنون و زبان درازی و دریدہ دہنی ہے۔ بر تقدیر اول شرع، عقل، عرف کس کا قانون ہے کہ زید جو محض اپنی زبان سے وکیل عمرو ہونے کا مدعی ہوا، اسی قدر سے اس کی وکالت ثابت ہو جائے اور تصرفات وہ جو عمرو کے مال واہل میں کرے نافذ و تام قرار پائیں اگرچہ عمرو ہرگز اس کی توکیل کا اقرار نہ دے، بر تقدیر ثانی کیا ایسا شخص کسی عاقل کے نزدیک قابل خطاب علوم خصوصاً مسائل اصول دینیہ ہو سکتا ہے یا مردود و مطرود نالائق مخاطبہ ہے؟

(۷) سیف النقی کی نسبت بھی ارشاد ہو، آخر میں آپ بھی اللہ واحد قہار کا نام تو لیتے ہیں اسی واحد قہار جبار کی شہادت سے بتائے کہ یہ حرکات جو آپ کے یہاں کے علماء مناظرین کر رہے ہیں صاف و صریح ان کے عجز کامل اور نہایت گندی حملہ بزدل کی دلیل روشن ہیں یا نہیں؟

(۸) جو حضرات ایسی حرکات اور اتنی بے تکلف اختیار کریں، جو ان کو چھپوائیں، بیچیں، بانٹیں، شائع اور آشکارا کریں، جو اُن کو پیش کریں، حوالہ دیں، ان پر افتخار کریں، جو امور مذکورہ کو روا رکھیں، ترک انسداد وانکار کریں، کسی عاقل کے نزدیک لائق خطاب ٹھہر سکتے ہیں؟ یا صاف ظاہر ہو گیا کہ مناظرہ آخر ہو گیا، مناظرہ مناظرہ کا جھوٹا نام لینے والے بے روح پھڑکتے بے جان سسکتے ہیں، "قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى ﴿١٤﴾ "[1] (اس میں نہ وہ مرے نہ زندہ رہے۔ت)

(۹) اس واحد قہار جلیل وجبار کی شہادت سے یہ بھی بتادیجئے کہ وہ رسالہ ملعونہ جو خاص جناب کے

---

[1] القرآن الکریم ۸۷/۱۴

مدرسہ دیوبند سے اشاعت ہورہا ہے اور جس کے آخر میں آپ کے دیوبند مولوی کا اعلان لکھا ہے کہ بندہ کی معرفت رسالہ "سیف النقی علٰی راس الشقی" بھی مل سکتا ہے قیمت ۲ آنہ۔اور مولٰنا محمد اشرف علی صاحب وغیرہ بزرگان دین کی جملہ تصانیف بھی مل سکتی ہیں۔راقم بندہ سید اصغر حسین عفی عنہ مدرس مدرسہ اسلامیہ دیوبند ضلع سہانپور۔

اس اشاعت کی آپ کو اطلاع تو ظاہر مگر اس میں اس میں آپ کا شورٰی نہیں۔آپ کی شرکت ہے یا نہیں؟ نہیں تو آپ کی رضا ورغبت ہے یا نہیں؟ نہیں تو آپ کو سکوت اور سکوت کا محصل اجازت ہے یا نہیں؟ نہیں تو آپ نے کیا انسداد کیا؟ اور اس میں اپنی پوری قدرت صرف کی یا بے پروائی برتی؟ برتقدیر اول اثر کیوں نہیں ہوتا؟ برتقدیر ثانی یہ بھی نیم اجازت ہے یا نہیں؟

(۱۰) اسی عزیز، مقتدر، منتقم، متکبر عزجلالہ کی شہادت سے یہ بھی حسبۃً اللہ فرمادیجئے کہ حالات ومقالات جو ظفر الدین الجید تا اشتہار ہشتم از نامہ حاضرہ مسمّٰی بہ ابحاث اخیرہ میں مذکور ہوئی سب حق وصواب ہیں یا ان میں سے کون سا خلاف واقع ہے؟ اور جب سب حق ہیں تو مناظرہ کا طالب کون رہا اور برابر فرار برفرار، گریز بر گریز پر کس نے قرار کیا؟ بَیِّنُوْا تُوْجَرُوْا (بیان کیجئے اجر پائیے۔ت)

"رَبِّ احْكُمْ بِالْحَقِّ ؕ وَ رَبُّنَا الرَّحْمٰنُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ۠ (۱۱۲)" [1]	اے میرے رب! حق فیصلہ فرمادے۔اور ہمارے رب رحمان ہی کی مدد درکار ہے ان باتوں پر جو تم بناتے ہو (ت)

جناب مولوی تھانوی صاحب! یہ دس سوال ہیں صرف واقعات یا آپ کے ارادہ وہمت سے استفسار یا صاف واضحات جن کا جواب ہر ذی عقل پر اشکار، بایں ہمہ جواب میں جناب کو تین دن کی مہلت دی گئی اگر جناب کے نزدیک یہ بھی کم ہے تو بے تکلف فرمادیجئے آپ جس قدر چاہیں فقیر توسیع کرنے کو حاضر ہے مگر جواب خود دیجئے،اب وکالت کا زمانہ گیا،وکلاء کا حال کھل گیا۔مدتوں جناب کو اختیار توکیل دیا کہ آپ گھبراتے ہیں تو جسے چاہیں اپنے مہر ودستخط سے اپنا وکیل بنائے، بار بار سائل واشتہارات میں اس کی تکرار کی مگر آپ نے خاموشی ہی اختیار کی،اور بالآخر چاندپوری صاحب محض بروز زبان خود بخود آپ کے وکیل بنے جس کا انجام وہ ہوا،کیا آپ عالم نہیں۔کیا آپ وضوح حق نہیں چاہتے؟ کیا آپ ان کلمات کے قائل نہیں؟ کیا آپ پر خود اپنا تبریہ لازم نہیں؟ آپ دوسروں کا سہارا چھوڑئے اور اللہ کو مان کر تحقیق حق سے منہ نہ موڑئے، حیرانی وپریشانی میں عوام متقدین کا دم نہ توڑئے،ہاں ہاں آپ سے مطالبہ ہے۔آپ پر مواخذہ ہے۔اور آپ جواب

[1] القرآن الکریم ۲۱/ ۱۱۲

دیجئے، اپنے قلم وخط سے دیجئے، اپنے مہر ودستخط سے دیجئے، ورنہ صاف انکار کردیجئے کہ عوام کی چپقلش تو جائے، حق اہل فہم پر ظاہر ہوچکا ہے۔ آپ کے ان معتقدین پر بھی وضوح پائے پھر ان میں سے جسے توفیق ہو ضلالت چھوڑ کر ہدٰی پر آئے۔ واللہ یھدی من یشآء الٰی صراط مستقیم، وحسبنا اللہ ونعم الوکیل، ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم، وصلی اللہ تعالٰی علٰی سیدنا ومولٰنا وناصرنا وماوٰنا محمد واٰلہ وصحبہ اجمعین، والحمد للہ رب العالمینo

o

دستخط

فقیر احمد رضا خاں قادری عفی عنہ

آج بستم ذی القعدہ ۱۳۲۸ھ روز چہار شنبہ کو فقیر نے خود لکھا

اور میری مہر ودستخط سے امضا ہوا۔

کاش یہ بات اسی وقت طے ہو جاتی!

ایک تاریخی خط

(بافاضہ حضرۃ علامہ مولانا حسنین رضا خاں بریلوی مدظلہ العالی)

علمائے دیوبند کی وہ دین سوز عبارتیں جن پر سارا عرب وعجم چیخ اٹھا تھا، دنیا کے بڑے بڑے علماء کرام ومفتیان عظام ومشائخ ذوی الاحترام وعوام لرز گئے تھے۔ ہر درد مند مخلص تڑپ رہا تھا کہ کسی صورت یہ فتنہ ختم ہو اور ملت اسلامیہ سکون واطمینان کا سانس لے۔
دین اور ملت اسلامیہ میں فتنہ اور افتراق کی یہ ہولناک آگ ایسی نہ تھی جس پر مجدد اعظم امام احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ، خاموش تماشائی رہتے، اسلام کا انتہائی درد، مسلمانوں کی دنیا وآخرت کی تباہی کا خوف اور آپ کے منصب کی ذمہ داری نے آپ کو مضطرب اور بے چین کر دیا، علماء دیوبند کو دعوت پر دعوت دی، بہت سے مطبوعہ و غیر مطبوعہ خطوط لکھے، رجسٹریاں بھیجیں کہ اے اللہ کے بندو! تمھاری ان عبارتوں سے اسلام کی بنیادوں پر ضربیں لگی ہیں، مسلمان سخت مشکلات میں پھنس گیا ہے، دنیا کے ساتھ اس کی آخرت بھی برباد ہو رہی ہے۔ آؤ، ہم تم بیٹھ کر اس معاملہ کو صاف کرلیں اور اس راہ کو اختیار کریں جو اسلام کا عین منشاء اور مسلمانوں کے لئے صراط مستقیم ہو، مگر افسوس کہ اکابر دیوبند نے یا تو اس سے اجتناب کیا یا اگر وعدے بھی کئے تو ایفانہ کرسکے، خجالت اور شرمندگی دامنگیر رہی۔
علماء دیوبند کی اس روش کا نتیجہ یہ نکلا کہ اس وقت کے اندیشوں کے مطابق یہ فتنہ آج اپنے عروج پر پہنچ گیا جس سے نہ صرف مسلمانوں کی دنیا کو شدید نقصان پہنچ رہا ہے بلکہ ایک بہت بڑی جماعت اور اس کی مختلف شاخوں کی آخرت بھی برباد ی ہو رہی ہے۔

ہم ذیل میں مجدد اعظم امام بریلوی قدس سرہ، کے ایک تاریخی خط کی نقل پیش کررہے جو آپ نے آج سے تقریبًا ستاسٹھ ۶۷ [1] سال قبل ۱۳۲۹ھ میں مولوی اشرف علی تھانوی کو لکھا تھا اور جو رسالہ "دافع الفساد عن مراد آباد" میں چھپ چکا تھا۔

معاوضہ عالیہ امام بریلوی قدس سرہ،

نقل

بنام

مولوی اشرف علی صاحب تھانوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم O نحمدہ، ونصلی علی رسولہ الکریم O

السلام علی من اتبع الھدٰی، فقیر بارگاہ عزیز قدیر عزجلالہ، تو مدتوں سے آپ کو دعوت دے رہا ہے اب حسب معاہدہ قرار داد مراد آباد پھر محرک ہے کہ آپ سوالات و مواخذ حسام الحرمین کی جواب دہی کو آمادہ ہوں، میں اور آپ جو کچھ کہیں لکھ کر کہیں اور سنادیں اور وہی دستخطی پرچہ اسی وقت فریقین مقابل کو دیتے جائیں کے فریقین میں سے کسی کو کہہ کے بدلنے کی گنجائش نہ رہے۔ معاہدہ میں ۲۷ صفر ۱۳۱۹ھ) مناظرہ کے لئے مقرر ہوئی ہے، آج پندرہ کو اس کی خبر مجھ کو ملی، گیارہ روز کی مہلت کافی ہے۔ وہاں بات ہی کتنی ہے، اسی قدر کہ یہ کلمات شان اقدس حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم میں توہین ہیں یا نہیں؟ یہ بعونہٖ تعالٰی دو منٹ میں اہل ایمان پر ظاہر ہوسکتا ہے، لہٰذا فقیر اس عظیم ذوالعرش کی قدرت ورحمت پر توکل کرکے یہی ۲۷ صفر روز جان افروز دوشنبہ اس کے لئے مقرر کرتا ہے آپ فورًا قبول کی تحریر اپنی مہری دستخطی روانہ کریں اور ۲۷ صفر کی صبح مراد آباد میں ہوں۔ اور آپ بالذات اس امر اہم واعظم دین کو طے کرلیں اپنے دل کی آپ جیسی بتاسکیں گے وکیل کیا بتائے گا، عاقل بالغ مستطیع غیر مخدرہ کی توکیل کیوں منظور ہو؟ مع ہذا یہ معاملہ کفر واسلام کا ہے، کفر واسلام میں وکالت کیسی؟ اگر آپ خود کسی طرح سامنے نہیں آسکتے اور وکیل کا سہارا ڈھونڈلے تو یہی لکھ دیجئے، اتنا تو حسب معاہدہ آپ کو لکھنا ہی ہوگا کہ وہ آپ کا وکیل مطلق ہے اس کا تمام ساختہ وپرداختہ، قبول، سکوت، نکول، عدول سب آپ کا ہے، اور اس قدر اور بھی ضرور لکھنا ہوگا کہ اگر بعون العزیز المقتدر عزوجلالہ، آپ کا وکیل مغلوب یا معترف یا ساقط یا فار ہوا تو کفر سے توبہ علی الاعلان آپ کو کرنی اور چھاپنی ہوگی کہ توبہ میں وکالت ناممکن ہے اور اعلانیہ کفر کی توبہ اعلانیہ لازم، میں عرض کرتا ہوں کہ آخر بار آپ ہی کے سر رہتا ہے کہ توبہ کرنی ہوئی تو آپ ہی پوچھے جائیں گے پھر آپ خود ہی دفع اختلاف کی ہمت کیوں نہ کریں؟ کیا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی شان اقدس میں

[1] موجودہ ۱۴۱۹ھ کے مطابق اب سے تقریبًا نوے ۹۰ سال قبل

گستاخی کرنے کو آپ تھے اور بات بنانے دوسرا آئے، **ولاحول ولاقوۃ الاباللہ العلی العظیم**۔ آپ برسوں سے ساکت اور آپ کے حواری رفع خجلت کی سعی بے حاصل کرتے ہیں۔ ہر بار ایک ہی طرح کے جواب ہوتے ہیں، آخر تابہ کے، یہ اخیر دعوت ہے اس پر بھی آپ سامنے نہ آئے تو الحمدللہ میں فرض ہدایت ادا کرچکا، آئندہ کسی کے غوغہ پر التفات نہ ہوگا۔ منوادینا میرا کام نہیں اللہ عزوجل کی قدرت میں ہے **واللہ یھدی من یشاء الٰی صراط مستقیم**۔

وصلی اللہ تعالٰی علٰی سیدنا و مولانا محمد واٰلہ وصحبہ اجمعین، والحمدللہ رب العلمین۔

فقیر احمد رضا قادری عفی عنہ ۱۵ صفر المظفر روز چہار شنبہ ۱۳۲۹ھ

(مآل یہی ہوا کہ اکابر دیوبند گھبراتے رہے، خجالت وشرمندگی نبھاتے رہے، رجوع واتحاد سے گریز کیا اور ایک بہت بڑا فتنہ باقی رہ گیا۔)

مسئلہ ۱۱: ازلائن مین بکسر اسٹیشن ڈاکخانہ گجادھر گنج مسئولہ حاجی عبداللہ خاں صاحب ۲ صفر ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ رسول مقبول صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا ذکر ہو تو صرف یہ کہنا کہ رسول نے ایسا کیا رسول نے ایسا کہا، کیا مناسب ہے؟

الجواب:

نام اقدس تعظیم کے ساتھ لینا فرض ہے، خالی رسول رسول کہنا اگر بقصد ترک تعظیم ہے تو کفر ہے ورنہ بلاضرورت ہو تو برکات سے محرومی، **واللہ تعالٰی اعلم**۔

مسئلہ ۱۲: از شہر محلا ملوکپور مسئولہ محمود الرحمٰن صاحب ۲ صفر ۱۳۳۹ھ

فتوٰی حضور والا کا دربارہ شرکت جلوس مسٹر شوکت علی وغیرہم فدویان نے مطالعہ کیا اور دوسرے لوگوں کو ہدایت کی مگر بعض آدمی جواب کے الفاظ پر یوں شبہ پیش کرتے ہیں ایسے جلوس میں شرکت مولانا شوکت علی و محمد علی صاحبان دومسلمان ہیں اور مقاصد حال بھی مسلمانوں ہی کے ہیں پس تعظیم ہندو کے جلوس کی کیونکر ہوئی نیز لفظ **فھو منھم** (پس وہ انہی میں سے ہے۔ ت) بتلاتا ہے کہ شریک ہونے والے کافر ہوجائیں گے، کیا یہ الفاظ حقیقت پر محمول ہیں؟ مہربانی فرماکر ان دونوں شبہوں کا اور جواب عنایت فرمادیجئے تاکہ حیلہ گروں کو حیلہ کا موقع نہ رہے۔

الجواب:

اس میں جو لوگ مسلمان کہلاتے ہیں گاندھی کے تابع ہو کر آرہے ہیں، اشتہار کی سرخی میں صرف اس کی آمد ہے اور اس کی خدمات اور قربانیوں کا ذکر کرکے اس کے استقبال کو شاندار بنانے کا شد ومد ہے، باقی مسلم یا نامسلم اس کے ساتھی یا تابع رکھے گئے ہیں اور پیغام بھی اسی کا سنانا لکھا ہے، پھر یہ جلوس دوسرے کا کیونکر ہو سکتا ہے، حدیث کے ارشاد پر نکتہ چینی مسلمان کا کام نہیں، فعل کفر میں جو دل سے شریک ہو وہ ظاہرًا باطنًا کافر ہے، اور جو اکراہ واضطرار ومجبوری محض سے بظاہر شریک ہوا سے معافی ہے۔ مگر اکراہ صحیح شرعی درکار ہے، کسی کی خاطر وغیرہ سے مجبور ہونا شرعی مجبوری نہیں اور بلااکراہ شرعی شرکت کفر پر بھی شریعت مطہرہ لزوم کفر وتجدید اسلام وتجدید نکاح کا حکم دے گی۔ **واللہ تعالٰی اعلم۔**

مسئلہ ۱۳: از شہر محلّہ لوکپور چھوٹا دروازہ مسئولہ سید رونق علی صاحب ۳ صفر ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ خلافت اسلامیہ عرب کی کمیٹی کا جلسہ بریلی میں ہوگا، مولانا محمد علی و شوکت علی اور مہاتما گاندھی وغیرہ آئیں گے، بازار سجایا گیا ہے، ان سب کا جلوس دھوم دھام سے نکلے گا اور جلسہ میں مسلمان، ہندو، نیچری، وہابی، شیعہ سب شریک ہوں گے۔ ایسی حالت میں مسلمان اہلسنت وجماعت اس جلسہ میں شرکت کریں یا جلوس دیکھیں یا نہیں؟ اور اس جلسہ میں شرکت جائز ہے یا گناہ؟ کیسا گناہ؟ خدا کے واسطے حکم شریعت اس جلسہ میں چندہ دینے اور بیان سننے وغیرہ کا صاف صاف قرآن وحدیث سے بیان فرمایا جائے۔

الجواب:

تعظیم مشرک کے جلوس میں شرکت حرام ہے، اور حرام فعل کا تماشا دیکھنا بھی حرام ہے۔ طحطاوی علی الدرالمختار میں ہے:

التفرج علی المحرم حرام [1] (حرام پر خوشی بھی حرام ہے۔ت) ایسے جلسوں میں شرکت گناہ کبیرہ ہے،

قال اللہ تعالٰی "فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّکْرٰی مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ۝۶۸" [2]۔	اللہ تعالٰی کا ارشاد گرامی ہے: پس نصیحت ویاد دہانی کے بعد ظالموں کے پاس مت بیٹھو(ت)

نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: **من سود مع قوم فھو منھم** [3] (جس نے جس

---

[1] حاشیہ الطحطاوی علی الدرالمختار مقدمۃ الکتاب دارالمعرفۃ بیروت ۱/ ۳۱

[2] القرآن الکریم ۶/ ۶۸

[3] تاریخ بغداد حدیث ۵۱۶۷ عبداللہ بن عتاب دارالکتاب العربی بیروت ۱۰/ ۴۱

قوم کی کثرت بنائی وہ انہی میں سے ہے۔ت) حرام کاری میں چندہ دینا بھی حرام ہے۔

قال اللہ تعالٰی: وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ "[1]۔	اللہ تعالٰی کا فرمان مبارک ہے: گناہ اور زیادتی پر ایک دوسرے کی مدد نہ کرو۔ (ت)

اور نا مسلم کو واعظ مسلمین بنا کر اس کا بیان سننا اشد سے اشد کبیرہ وبد خواہی اسلام ہے،

قال اللہ تعالٰی "یُرِیْدُوْنَ اَنْ یَّتَحَاكَمُوْۤا اِلَى الطَّاغُوْتِ وَقَدْ اُمِرُوْۤا اَنْ یَّكْفُرُوْا بِهٖ ؕ وَیُرِیْدُ الشَّیْطٰنُ اَنْ یُّضِلَّهُمْ ضَلٰلًۢا بَعِیْدًا ۟" [2]۔	اللہ تعالٰی کا مقدس فرمان ہے: پھر چاہتے ہیں کہ شیطان کو اپنا پنچ بنائیں اور ان کو تو حکم یہ تھا کہ اسے اصلًا نہ مانیں اور ابلیس یہ چاہتا ہے کہ انھیں دور بہکادے۔ (ت)

سائل نے مہاتما لکھا یہ حرام ہے۔ مہاتما بمعنی روح اعظم ہے کہ خالص لقب افضل الملائکہ ہے علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والسلام، یوہیں جو لوگ ایسا مذہب نکالنا چاہیں کہ مسلم وکافر کا فرق اٹھادے، سنگم وپریاگ کو مقدس علامت ٹھہرادے جو لوگ کہیں کہ آج تم نے اپنے ہندو بھائیوں کو راضی کرلیا تو اپنے خدا کو راضی کرلیا، جو لوگ کہیں کہ خدا کی رسی مضبوط تھامنے سے اگرچہ دین ہاتھ سے جاتا رہے مگر دنیا تو ضرور ملے گی ایسوں کو مولانا کہنا حرام ہے، حدیث میں فرمایا:

لاتقولوا للمنافق یاسیدنا فانہ ان یکن سیدکم فقد اسخطتم ربکم [3]۔ واللہ تعالٰی اعلم۔	منافق کو یاسیدنا (اے ہمارے سردار) نہ کہو کیونکہ اگر وہ تمھارا سردار ہے تو تم نے اپنے رب کو یقینا اپنے سے ناراض کرلیا، واللہ تعالٰی اعلم۔ (ت)

[1] القرآن الکریم ۵/ ۲

[2] القرآن الکریم ۴/ ۶۰

[3] مسند امام احمد بن حنبل حدیث بریدہ الاسلمی دار الفکر بیروت ۵/ ۷-۳۴۶

رسالہ

الدلائل القاھرۃ علی الکفرۃ النیاشرۃ ۱۳۳۵ھ

(نیچری کافروں کے خلاف دلائل قاہرہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مسئلہ ۱۴: کیا فرماتے ہیں علمائے دین پرور و فقہائے نامور (کثرھم اللہ تعالٰی ونصرہم) اس سوال میں کہ اس ملک کاٹھیاوار میں ایک مجلس بنام "کاٹھیاوار مسلم ایجوکیشنل کانفرنس" اعنی کاٹھیاوار کے مسلمانوں کی تعلیمی مجلس قائم ہوئی ہے جن کے محرک ومختار متبعین ومتعلقین علیگڑھ کالج ہیں، ۱۲ اکتوبر ۱۹۱۶ء کو ان کا پہلا جلسہ، جوناگڈھ (کاٹھیاوار) مقام پر ہوا جن کا صدر ڈاکٹر ضیاء الدین احمد پروفیسر علیگڑھ کالج وسکرٹری منشی غلام محمد بیریسٹر ایٹ لاء کاٹھیاواری ایجنٹ علیگڑھ کالج ومؤید آل انڈیا محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس اور واعظ مولوی سلیمان پھلواروی جان جانان ندوہ مخذولہ قرار پائے، اس کانفرنس کا مقصد بھی آل انڈیا محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس کا ہے جن میں بلارعایت سنی ہر کلمہ گو رافضی، وہابی، نیچری، قادیانی، چکڑالوی وغیرہم رکن (ممبر) ہوسکتے ہیں۔ ایسی مجلس (کانفرنس) کو بعض مسلمان اپنی دینی ودینوی ترقی کا سبب جان کر جان ومال سے امداد کرتے ہیں، اور دینی مفسدہ ومضرت سے آگاہ نہیں۔ اور بلا تفریق ورعایت اہل سنت تمام بے دینوں مرتدوں، مدعیان اسلام کو مسلمان سمجھ کر رکن (ممبر) بنائیں، بلکہ ان کے صدر اور سیکرٹری اور واعظ بنائے میں بھی خوف خدا نہ لائیں، اور کوئی نصیحت کرے کہ ایسی پچرنگی مسلم کانفرنس خلاف شرع شریف ہے تو یہ بہانا بتائیں

کہ یہ دینی کانفرنس کہاں ہے یہ تو دینوی ترقی کے لئے قائم کی گئی ہے جو ہمارا ملک تعلیم میں سب سے پیچھے ہے، آیا سنیوں کو ایسی کانفرنس کا قائم کرنا اور جان ومال سے اس کی مدد کرنا، اس کے جلسہ میں شریک ہونا بددین مرتدوں کو مسلمان سمجھنا اور ان سے میل جول پیدا کرنا اور ان سے ترقی کی امید رکھنا شرع شریف میں کیا حکم رکھتا ہے؟ یہ ہمارے ائمہ دین (رحمہم اللہ تعالٰی) وضاحت سے بیان کرکے ان سیدھے سادے مسلمانوں کو گمراہی کے گڑھے اور بیدینوں کے ہتھکنڈوں سے بچا کر نعمائے دارین حاصل کریں، جواب آنے پر ان شاء اللہ تعالٰی اس استفتاء کو چھپوا کر اس ملک کاٹھیاوار و گجرات وبرما وغیرہا جگہ پر بغرض اشاعت مسلمانوں میں عام طور سے تقسیم کیا جائے گا۔ فقط

تاریخ ۱۲ محرم الحرام ۱۳۳۵ ہجریہ مقدسہ پنجشنبہ۔ راقم آثم خادم قاسم میاں عفی عنہ از مقام گونڈل علاقہ کاٹھیاوار

الجواب:

(۱) ایسی مجلس مقرر کرنا گمراہی ہے اور اس میں شرکت حرام، اور بدمذہبوں سے میل جول آگ ہے اور اس بڑی آگ کی طرف کھینچ کرلے جانے والا، اللہ عزوجل فرماتا ہے:

"وَ اِمَّا یُنْسِیَنَّكَ الشَّیْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۶۸﴾ "[1]	اور اگر تجھے شیطان بھلادے تو یاد آنے پر پاس نہ بیٹھ ظالموں کے۔

تفسیرات احمدیہ میں ہے:

دخل فیه الکافر والمبتدع والفاسق والقعود مع کلهم ممتنع[2]۔	اس آیت کے حکم میں ہر کافر ومبتدع اور فاسق داخل ہیں اور ان میں سے کسی کے پاس بیٹھنے کی اجازت نہیں۔

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

"وَ لَا تَرْكَنُوْۤا اِلَى الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ ۙ"[3]۔	ظالموں کی طرف میل نہ کرو کہ تمھیں آگ چھوئے گی۔

صحیح مسلم شریف کی حدیث میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ایاکم وایاھم لایضلونکم	ان سے دور رہو اور انھیں اپنے سے دور کرو

---

[1] القرآن الکریم ۶/ ۶۸

[2] التفسیرات لاحمدیه تحت آیة ۶/ ۶۸ مطبع کریمی بمبئی، انڈیا ص ۳۸۸

[3] القرآن الکریم ۱۱/ ۱۱۳

ولایفتننونکم [1]۔	کہیں وہ تمھیں گمراہ نہ کردیں کہیں وہ تمھیں فتنہ میں نہ ڈال دیں۔

مسلمان کا ایمان ہے کہ اللہ ورسول سے زیادہ کوئی ہماری بھلائی چاہنے والا نہیں جل وعلا وصلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم جس بات کی طرف بلائیں یقینا ہمارے دونوں جہان کا اس میں بھلا ہے، اور جس بات سے منع فرمائیں بلاشبہ سراسر ضرر وبلا ہے۔ مسلمان صورت میں ظاہر ہو کر جو ان کے حکم کے خلاف کی طرف بلائے یقین ضرور چکنی چکنی باتیں کرے گا اور جب یہ دھوکے میں آیا اور ساتھ ہولیا تو گردن مارے گا مال لوٹے گا شامت اس بکری کی کہ اپنے راعی کا ارشاد نہ سنے اور بھیڑیا جو کسی بھیڑ کی اون پہن کر آیا اس کے ساتھ ہولے، ارے! مصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم تمھیں منع فرماتے ہیں وہ تمھاری جان سے بڑھ کر تمھارے خیر خواہ ہیں "حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ" [2] تمھارا مشقت میں پڑنا ان کے قلب اقدس پر گراں ہے "عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ" [3] واللہ وہ تم پر اس سے زیادہ مہربان ہیں جیسے نہایت چہیتی ماں اکلوتے بیٹے پر "بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۲۸﴾" [4]۔ ارے! ان کی سنو، ان کا دامن تھام لو، ان کے قدموں سے لپٹ جاؤ، وہ فرماتے ہیں:

ایاکم وایاھم لایضلونکم ولایفتنونکم [5]۔	ان سے دور رہو اور انھیں اپنے سے دور کرو کہیں وہ تمھیں گمراہ نہ کردیں کہیں وہ تمھیں فتنہ میں نہ ڈال دیں۔

ابن حبان وطبرانی وعقیلی کی حدیث میں ہے کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

لا تؤاکلوھم ولا تشاربوھم ولا تجالسوھم ولا تناکحوھم واذا مرضوا فلاتعودوھم واذا ماتوا فلا تشھدوھم	ان کے ساتھ کھانا نہ کھاؤ ان کے ساتھ پانی نہ پیو، ان کے پاس نہ بیٹھو، ان سے رشتہ نہ کرو۔ وہ بیمار پڑیں تو پوچھنے نہ جاؤ، مر جائیں تو جنازہ پر نہ جاؤ،

[1] صحیح مسلم باب النھی عن الروایۃ عن الضعفاء قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۱۰
[2] القرآن الکریم ۹/ ۱۲۱
[3] القرآن الکریم ۹/ ۱۲۸
[4] القرآن الکریم ۹/ ۱۲۸
[5] صحیح مسلم باب النھی عن الروایۃ عن الضعفاء قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۱۰

ولا تصلوا علیھم ولا تصلوا معھم[1]۔	نہ ان کی نماز پڑھو نہ ان کے ساتھ نماز پڑھو۔

امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ نے مسجد اقدس نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم میں نماز مغرب کے بعد کسی مسافر کو بھوکا پایا اپنے ساتھ کاشانہ خلافت میں لے آئے اس کے لئے کھانا منگایا، جب وہ کھانے بیٹھا کوئی بات بدمذہبی کی اس سے ظاہر ہوئی فورًا حکم ہوا کہ کھانا اٹھالیا جائے اور اسے نکال دیا جائے، سامنے سے کھانا اٹھوالیا اور اسے نکلوادیا۔ سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے کسی نے آکر عرض کی: فلاں شخص نے آپ کو سلام کہا ہے، فرمایا: **لاتقرأہ منی السلام فانی سمعت انہ احدث** میری طرف سے اسے سلام نہ کہنا کہ میں نے سنا ہے کہ میں نے کچھ بدمذہبی نکالی۔ سیدنا سعید بن جبیر شاگرد عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہم کو راستہ میں ایک بدمذہب ملا، کہا کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں، فرمایا سننا نہیں چاہتا۔ عرض کی ایک کلمہ اپنا انگوٹھا چھنگلیا کے سرے پر رکھ کر فرمایا **ولا نصف کلمۃ** آدھا لفظ بھی نہیں۔ لوگوں نے عرض کی اس کا کیا سبب ہے، فرمایا از یشان منہم ہے، امام محمد بن سیرین شاگرد انس رضی اللہ تعالٰی عنہ نے کے پاس دو بدمذہب آئے عرض کی کچھ آیات کلام اللہ آپ کو سنائیں، فرمایا میں سننا نہیں چاہتا، عرض کی کچھ احادیث نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سنائیں، فرمایا میں سننا نہیں چاہتا، انھوں نے اصرار کیا، فرمایا تم دونوں اٹھ جاؤ یا میں اٹھا جاتا ہوں، آخر وہ خائب وخاسر چلے گئے، لوگوں نے عرض کی اے امام! آپ کا کیا حرج تھا اگر ہو کچھ آئتیں یا حدیثیں سناتے، فرمایا میں نے خوف کیا کہ وہ آیات واحادیث کے ساتھ اپنی کچھ تاویل لگائیں اور وہ میرے دل میں رہ جائے تو ہلاک ہو جاؤں۔ ائمہ کو یہ خوف تھا اور اب عوام کو یہ جرات ہے **ولا حول ولا قوۃ الا باللہ**۔ اور ایسی جگہ مال دنیاوی پسند کرے گا جو دین نہیں رکھتا س جو عقل سے بہرہ نہیں۔ یکے نقصان مایہ دگر شماتت ہمسایہ (ایک تو مال نقصان اور دوسرے ہمسایہ کی خوشی۔ت) ہمسایہ کون؟ وہ بئس القرین شیطان لعین کیسا خوش ہوگا کہ ایک ہی کرشمے میں دونوں جہان کا نقصان پہنچایا، مال بھی گیا اور اخرت میں عذاب کا بھی مستحق ہوا،

"خَسِرَ الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَةَ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِیْنُ ﴿۱۱﴾"[2]	دینا اور آخرت دونوں کا گھاٹا، یہی ہے صریح نقصان (ت)

[1] کنز العمال حدیث ۳۲۴۶۸، ۳۲۵۲۸، ۳۲۵۲۹، ۳۲۵۴۲ موسسۃ الرسالہ بیروت ۱۱/ ۵۲۹ و ۵۴۰ و ۵۴۲، الضعفاء الکبیر حدیث ۱۵۳ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱/ ۱۲۶، العلل المتناہیۃ حدیث ۲۶۰ دار نشر الکتب الاسلامیہ لاہور ۱/ ۱۶۲

[2] القرآن الکریم ۲۲ /۱۱

دیکھو امان کی راہ وہی ہے جو تمھیں تمھارے پیارے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے بتائی:

ایاکم وایاھم لایضلونکم ولایفتنونکم [1]۔	ان سے دور رہو اور انھیں اپنے سے دور کرو کہیں وہ تمھیں گمراہ نہ کردیں وہ تمھیں فتنہ میں نہ ڈال دیں۔

دیکھو نجات کی راہ وہی ہے جو تمھارے رب عزوجل نے بتائی:

"فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۶۸﴾" [2]۔	یاد آئے پر پاس نہ بیٹھو ظالموں کے۔(ت)

بھولے سے ان میں سے کسی کے پاس بیٹھ گئے ہو تو یاد آنے پر فورًا کھڑے ہو جاؤ، ان مضامین کی تفصیل میں تمام اکابر علمائے حرمین شریفین کا فتوٰی مسمی بہ فتاوٰی الحرمین برجف ندوۃ المین اور عامہ علمائے ہند کا فتوٰی مسمی بہ فتاوٰی السنۃ لالجام اھل الفتنۃ اور فتاوی القدوۃ اور النذیر الاحمد اور النذیر المبین وغیرہا پچاس سے زائد کتابیں چھپ کر شائع ہو چکیں، اور ہدایت اللہ عزوجل کے ہاتھ،

"وَاللّٰهُ يَقُوْلُ الْحَقَّ وَهُوَ يَهْدِي السَّبِيْلَ ﴿۴﴾" [3]۔ "حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ ﴿۱۷۳﴾" [4]۔	اور اللہ حق فرماتا ہے اور وہی راہ دکھاتا ہے، اللہ ہم کو بس ہے اور کیا اچھا کارساز (ت)

وصلی اللہ تعالٰی علٰی سیدنا ومولٰنا محمد وآلہ وصحبہ بالتبجیل، واللہ تعالٰی اعلم۔

فقیر احمد رضا قادری

(۲) صح الجواب واللہ تعالٰی اعلم بالصواب
کتبہ محمد حامد رضا القادری البریلوی

[1] صحیح مسلم باب النہی عن الروایۃ عن الضعفاء قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۱۰
[2] القرآن الکریم ۶/ ۶۸
[3] القرآن الکریم ۳۳/ ۴
[4] القرآن الکریم ۳/ ۱۷۳

(۸) الجواب صحیح محمد نعیم الدین عفاعنہ المعاصی	(۷) الجواب صحیح فقیر حمد اللہ کمال الدین القادری الپشاوری عفی عنہ
(۱۰) الجواب صحیح محمد عبدالرشید مظفر پوری	(۹) الجواب صحیح ابو نصر محمد یعقوب عفی عنہ حنفی قادری بلاسپوری
(۱۲) الجواب صحیح رحم الٰہی مدرس مدرسہ اہلسنت	(۱۱) الجواب صحیح فقیر عزیز الحسن القادری الرضوی عفااللہ عن ذنبہ الخفی والجلی
(۱۴) الجواب صحیح والمخالف قبیح محمد اکرام الدین بخاری واعظ الاسلام خطیب وامام مسجد وزیر خاں مرحوم لاہور	(۱۳) الجواب صحیح احمد حسین رامپوری عفی عنہ
(۱۶) الجواب صحیح محمد رحیم بخش مظفر پوری	(۱۵) الجواب صحیح واللہ تعالٰی اعلم عبدالسلام غفرلہ قادری اعظم گڑھی
(۱۸) الجواب صحیح سردار علی خاں بریلی	(۱۷) الجواب صحیح فقیر محمد حامد علی عفی عنہ فاروقی الآبادی

(۱۹) اصاب من اجاب محمد حسنین رضا البریلوی مدرسہ پنجم مدرسہ اہل سنت وجماعت بریلوی	(۲۰) اصاب من اجاب فقیر ابوالظفر محمد ایوب غفرلہ اللہ الذنوب دربنگوی
(۲۱) اصاب من اجاب وھو مرشدی الفاضل البریلوی محمد خلیل الرحمٰن بہاری صدیقی رضوی مدرس منظر الاسلام	(۲۲) الجواب قد کتب الحق وھکذا مذھب اھلسنتۃ والجماعۃ وانا اسلمہ ایضا ومن خالف ھذا فھو من الوھابیۃ سید عبداللہ الرضوی البہاری ثم البریلوی
(۲۳) الجواب صحیح عمر النعیمی المرادآبادی	

تصدیقات علمائے کلکتہ

(۲۴) الحمد للہ موفق اھل السنۃ للاھتداء بھدی الائمۃ المجتھدین مصابیح الظلم وھداۃ الامۃ والصلٰوۃ والسلام علی خاتم النبیین، سیدنا محمد بن عبداللہ قامع الکفرۃ والمبتدعین، وعلی اٰلہ الطیبین الطاھرین، واصحابہ البرزۃ الکرام المتقین، امابعد فقد اطلعت علی ماتضمنہ ھذا الجواب المستطاب من الادلۃ الواضحۃ والبراھین الساطعۃ التی لاعذر لاحد بجھلھا کیف لا والکتاب و السنتۃ یحرمان صریحا وتلویحا الاشتراک مع اھل البدع فی امر مادینیا کان اودنیویا ونقل ماوردفی ھذا المعنی یطول شرحہ والموفق یکفیہ	سب خوبیاں اللہ تعالٰی کو جس نے اہلسنت کو توفیق بخشی کہ ائمہ مجتہدین کی پیروی کریں کہ وہ تاریکیوں کے چراغ اور امت کے راہنما ہیں اور درود وسلام سب نبیوں کے ختم کرنیوالے ہمارے سردار محمد بن عبداللہ پر کہ کافروں اور بد مذہبوں کی بیخ کنی کرنے والے ہیں اوران کی آل طیب وطاہر اور ان کے اصحاب نیک وبزرگ وپرہیزگاروں پر، بعد حمد و نعت میں مطلع ہوا ان دلائل ظاہرہ اور براہین روشن پر جن پر یہ جواب مشتمل ہے کہ وہ ایسے نہیں کہ کوئی ان کے نہ جاننے میں معذور رہ سکے کیوں نہ ہو قرآن وحدیث صراحۃً واشارۃً بد مذہب کی شراکت کو حرام بتاتے ہیں کسی معاملہ میں ہو دینی ہو خواہ دینوی اور جو اس بارہ میں وارد ہوا اس نقل کرنا طویل شرح چاہتاہے اور جسے توفیق ملی اسے وہ کافی ہے

مانقله مولانه الامام الهمام فی الجواب ولامخذول لایکفیه نقل الف کتاب منزلة من رب الارباب. قال الجلال فی تفسیر الایة التی نقلها مولانا حفظه الله وهی (لاترکنوا) تمیلوا (الی الذین ظلموا) بموادة اومداهنة اورضا باعمالهم (فتمسکم) تصیبکم (النار ومالکم من دون الله) ای غیره (من) زائدة (اولیاء) یحفظونکم منه (ثم لاتنصرون) تمنعون من عذابه[1] انتهی قال العلامة الصاوی فی حاشیة علی الجلالین (قوله الی الذین ظلموا) ای بالکفر اوالمعاصی (قوله بموادة) مصدر وادد کقاتل ای محبة (قوله او مداهنة) ای مصانعة فالمداهنة بذل الذین لاصلاح الدنیا (قول او رضا باعمالهم) ای تزیینا لهم ولاعذر والاحتجاج بضرورة الدنیا فان الله هو الرزاق ذو القوة المین (قوله فتمسکم النار) ای لان المرء یحشر مع من احب (قول یحفظونکم منه) ای من عذاب النار[2] انتهت عبارته رضی الله عنه. **اقول:** قدتبین جلیا ان الأیة الشریفة صریحا فی النهی عن محبة المبتدعین ومعاونتهم وتکثیر سوادهم و مشارکتهم فی امور الدین والدنیا

جسے ہمارے مولٰی امام عالی ہمت نے نقل کیا اور جسے خدا نے بے مدد چھوڑا اس کے لئے خدا کی اتاری ہوئی ہزار کتاب کا نقل کردینا بھی کافی نہیں، جس آیت کو مولانا نے نقل فرمایا اس کی تفسیر میں امام جلال الدین فرماتے ہیں ظالموں کی طرف نہ جھکو کہ ان سے دوستی یا چکنی چپڑیں بات کرو یا ان کے اعمال پر راضی ہو کہ تمھیں آگ پہنچے گی اور خدا کے سوا تمھارا کوئی مددگار نہیں کہ اس سے تمھیں بچائے پھر تمھاری مدد نہ ہوگی کہ اس کے عذاب سے روک دئے جاؤ انتہی، علامہ صاوی جلالین کے حاشیہ میں لکھتے ہیں کہ ظالم سے مراد عام ہے کافر ہوں یا فاسق، مداہنت کے معنی کارستانی اور دین دے کر دینا سنوارنی ان کے اعمال پر راضی ہونا یعنی ان کے زینت بڑھانا اور ضرورت دینا کے ساتھ حجت لانا یہ عذر مسموع نہیں کہ اللہ ہی روزی دینے والا مضبوط وقت والا ہے، تمھیں آگ چھوئے گی، اس لئے کہ آدمی اسی کے ساتھ ہے جس سے محبت رکھے، **میں کہتاہوں** کہ بدمذہبوں کی محبت اور ان کی اعانت اور ان کی جماعت بڑھانے اور ان کی دینی ودنیوی شرکت سے ممانعت میں یہ آیت شریفہ صریح ہے خواہ ان کی بدمذہبی کفر کی حد کو پہنچی ہو یا معصیت کو، علاوہ اس کے ان میں وہ ہیں جن کی بدمذہبی کفر تک پہنچی ہوئی ہے جیسے نیچری وغیرہم اور وہ ہیں جن کی

[1] تفسیر جلالین تحت آیۃ ۱۱/ ۱۱۳ مطبع مجتبائی دہلی نصف اول ص ۱۷۸

[2] حاشیہ الصاوی علی الجلالین تحت آیۃ ۱۱/ ۱۱۳ المشھد الحسینی قم ایران ۲/ ۲۳۰

معا سواء کانت بدعھم بدع کفر اوعصیان علی ان فیھم من بدعتہ مکفرۃ کالنیشریۃ ونحوھم ومن بدعتہ مفسقۃ کالوھابیہ فیما یتعلق بغیر اصول الدین فالمسئول عنھم جامعون لبدع الکفر والفسق وعلٰی کل ھم من الذین ظلموا انفسھم وقد قال صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم من مشٰی مع ظالم فقد اجرم[1] رواہ الدیلمی وقال علیہ الصلوۃ والسلام من مشی مع ظالم لیعینہ وھو یعلم انہ ظالم فقد خرج من الاسلام[2] رواہ الطبرانی وبالجملۃ فالاٰیات والاحادیث و اقوال ائمۃ الدین وفقھاء المذھب الاربعۃ فی ھذا لمعنی یعسر حصرھا، وفیما اجاب بہ مولانا المجیب کفایۃ لمن القی السمع وھو شھید واللہ وحدہ المستعان بہ علی المبتدعۃ اولیاء الشیطان۔

قال بفمہ ونقلہ بقلمہ عبدہ المذنب احمد موسی مصری المنونی امام وخطیب المسجد الجامع بکلکتہ۔

بدمذہبی میں فسق ہے جیسے وہ وہابیہ جن کی وہابیہ ؏ کا تعلق اصول دین کے ساتھ نہ ہو۔ تو جن کے بارے میں سوال ہے وہ جامع بدعت کفر وفسق ہیں اور ہر تقدیر پر وہ ان لوگوں میں ہیں جنھوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اور بے شک نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جو ظالم کے ساتھ چلا اس نے جرم کیا اس حدیث کو دیلمی نے روایت کیا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جو ظالم کے ساتھ چلا کہ اس کی اعانت کرے اور جانتا ہو کہ وہ ظالم ہے تو وہ السلام سے نکل گیا اس حدیث کو طبرانی نے روایت کیا، حاصل کلام آیات واحادیث اور ائمہ دین اور چاروں مذہبوں کے فقہاء کے اقوال اس بارے میں اتنے ہیں کہ ان کا شمار مشکل ہے اور مولانا مجیب کے جواب میں کفایت ہے اس کے لئے جو کان لگائے اور دل سے حاضر ہو اور ایک اللہ سے مدد چاہی جاتی ہے بدمذہبوں پر کہ شیطان کے دوست ہیں، اسے اپنے منہ سے کہا اور اپنے قلم سے لکھا اس کے بندہ گنہگار احمد موسٰی مصری منونی نے کہ مسجد جامع کلکتہ کا امام وخطیب ہے۔

؏: رہے وہابیہ زمانہ کہ ضروریات دین کے منکر اور اللہ ورسول جل وعلا وصلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی جناب توہین کرنے والے ہیں وہ قطعاً کافر ہیں جن کے بارے میں علماء حرمین شریفین نے بالاتفاق فرمایا:

من شك فی کفرہ وعذابہ فقد کفر[3]۔ ۱۲ مصحح۔

جس نے اس کے کفر وعذاب میں شک بھی کیا وہ کافر ہے ۱۲ مصحح (ت)

---

[1] کنز العمال بحوالہ الدیلمی عن معاذ حدیث ۱۴۹۵۳ موسستہ الرسالۃ بیروت ۶/ ۸۵

[2] المعجم الکبیر حدیث ۶۱۹ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۱/ ۲۲۷

[3] حسام الحرمین علی منحر الکفر والمین مکتبہ نبویہ لاہور ص ۱۳

(۲۵) الجواب صحیح	(۲۶) الجواب موافق بالصواب
محمد لعل خاں عفی عنہ نائب صدر انجمن اصلاح عقائد ومدرسہ عثمانیہ اہلسنت وجماعت نمبر ۲۲ زکریا اسٹیٹ کلکتہ (محمد لعل خاں منشی)	ابوابراہیم محمد اسمٰعیل بہاری مدرس اول مدرسہ فیض عام اہلسنت وجماعت سیالدہ کلکتہ (مدرسہ فیض عام اہلسنت وجماعت)

| (۲۷) **اقول** وباللّٰہ التوفیق ماتقرر ھکذا المجالس بین یدی سیدالانبیاء والمرسلین واصحابہ واولیائہ الکاملین والعلماء المحققین والمدققین فی حین من الان والاوان الحسرۃ فیہ ان الرجال فھموا ان فیہ اتساع الاسلام والامر لیس ھکذا وکلہ من فتور عقلھم و نقص ایمانھم واللّٰہ الموفق بالصواب والیہ المرجع والماٰب۔
حررہ سید علی حسن بھاری غفرلہ الباری | میں کہتا ہوں اور خدا ہی سے توفیق ہے کہ ایسی مجلس کا تقرر نہ حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے زمانہ میں ہوانہ صحابہ واولیاء علماء محققین ومدققین کے زمانوں میں، افسوس کی بات یہ ہے کہ لوگوں سمجھ رکھا ہے کہ اسلام کی اس میں اشاعت ہے حالانکہ یہ بات نہیں، یہ سب ان کی عقلوں کا فتور اور ایمان کا نقصان ہے اور اللہ صواب کی توفیق دینے والا ہے اور اسی کی طرف مرجع وباز گشت ہے۔
حررہ سید علی حسن بہاری غفرلہ الباری |
| (۲۸) الفتاوی التی صدرت من العلماء الکرام لاریب فیہ الشرکۃ فی ھذا المجلس بون من طرق رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم لان لیس فیہ رائحۃ الاسلام ولوکان فی بادی النظر فارجون من اللّٰہ تعالٰی ان یبعدنا من الشین الفطن ویحفظنا من البلاء والمحن ویثبتنا ویمیتنا علی ملۃ رسولہ الکریم واٰلہ واصحابہ العظیم۔ فقط
کتبــــــــــــــــــــــــــــــــــہ
الراجی الطریان فیضان الباری
حکیم سید محمد راحت حسین بہاری عفی عنہ مہتمم مدرسہ فیض عام اہلسنت وجماعت سیالدہ کلکتہ | جو فتوے علمائے کرام کی جانب سے صادر ہوئے ان میں کچھ شبہ نہیں۔ اس مجلس میں شرکت رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے طریقہ سے دوری ہے کہ اس میں السلام کی بوتک نہیں اگرچہ بظاہر ہو، میں اللہ تعالٰی سے امید کرتا ہوں کہ ہم کو برائیوں اور فتنوں سے دور رکھے اور بلا اور محنتوں سے محفوظ رکھے اور اپنے رسول کریم اور ان کی آل واصحاب بزرگ کی ملت پر ہمیں ثابت رکھے اور اسی پر ہمیں موت دے۔
 |

(۲۹) بسم اللہ الرحمن الرحیم* حامدا ومصلیا* "قُلۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ تُحِبُّوۡنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوۡنِیۡ یُحۡبِبۡکُمُ اللّٰهُ"[1] (اے محبوب! تم فرمادو کہ اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہوجاؤ اللہ تمہیں دوست رکھے گا۔ت) خلاصہ کلام اگر محبوب بننا ہو تو اتباع شریعت سے کام لو اور ایسے خلاف مجالس سے پرہیز کرو کہ جس میں شرکت بھی منع ہے تو کجا امداد مالی اللہ الہادی، ان لوگوں کی باتوں اور لسانی سے دام فریب میں مت آؤ جیسا کہ فتوے میں تحریر ہے وہی درست ہے مولٰی تعالٰی عمل کی توفیق دے، اس فتوے پر م کچھ اور حوالہ دینا اپنی کم لیاقتی کا ثبوت ہے۔ ذلك كذلك انی مصدق لذلك

حررہ مورضعیف فخر الحسن قادری غفرلہ مدرس عربی مدرسہ عثمانیہ کلکتہ

(۳۰) التائیدو والشرکتہ فی مثل ھذہ المجالس بل المیلان الیھا مالیا کان اوبدنیا بدلیل الکتاب واسنة وفقد امام الاماۃ ممتنع ۱۲۔ الراقم فقیر ابو نعیم محمد ابراہیم عفی عنہ سلہٹی مدرس اول مدرسہ عثمانیہ کلکتہ۔ **(۳۱)** قد اصاب ما اجاب مولٰنا العلام مجدد مائۃ الحاضرۃ مصباح الدین احمد عفاعنہ۔ مٹیابرج کلکتہ۔	ایسی مجلسوں کی تائید وشرکت بلکہ میلان خواہ مالی ہو یا بدنی بدلیل قرآن وحدیث وفقہ امام اعظم حرام ہے ۱۲ الراقم فقیر ابو نعیم محمد ابراہیم عفی عنہ سلہٹی مدرس اول مدرسہ عثمانیہ کلکتہ **(۳۲)** الجواب صحیح والمجیب میب محمد فضل الرحمٰن غفرلہ المنان، مٹیابرج کلکتہ **(۳۳)** البتہ بدعقیدے کے لوگوں سے پرہیز واجب ہے۔ محمد اسمٰعیل عفنی عنہ مدرس مدرسہ عالیہ کلکتہ

تصدیقات علمائے جبل پور

(۳۴) بسمہ سبحٰنہ وتعالٰی عزوجل، اعلیحضرت امام اہل سنت مجدد امائۃ حاضرہ بحر العلوم علامہ محقق بریلوی سلمہ اللہ القوی کا یہ مبارک فتوی جو گونڈل کاٹھیاوار سے ہمارے پاس بغرض تصدیق بھیجا گیا ہے اور اس وقت ہمارے پیش نظر ہے مسئلہ مستفسرہ میں یہ مقدس فتوی اعلٰی نصوص شریعت وفصوص حقیقت کا جامع سراپا حجت قاہرہ، اس کا ہر جملہ ہر فقرہ روشن دلیل وبرہان، حق وصداقت کا مہر درخشان، ہم ایسوں کی طرف مراجعات اور ہمارے مزید افادات سے مستغنی ہے، اور اس کے قبول وتسلیم میں وہی شخص تامل کرسکے گا

---

[1] القرآن الکریم ۳/ ۳۲

جو دین وایمان سے بے سروکار، حق وہدایت و سبیل مومنین سے بیزار، ندوہ مخذولہ کا فضلہ خوار، وہابیت ونیچریت سے ہمکنار، اشرار اہل بدع سے ہو، میرے نزدیک اس نورانی فتوے سے ہم ایسوں سے اضافہ چاہنا، یا بضمن تصدیق، تحریر کلمات توثیق وتائید کا خواستگار ہونا نصف النہار کے چمکتے ہوئے آفتاب کے آگے چراغ رکھوانا ہے، ہم اس وقت اپنے بعض محبان حضرات اہل سنت کی مخلصانہ استدعا پر مجبور ہو کر تعمیلاً للحکم، اس محترم فتوے کی تصدیق میں صرف اس قدر عرض کردینا کافی سمجھتے ہیں۔

ان ھذا الجواب ھو الصراط المستقیم وسبیل الشرع القویم والحمد اللہ الرب الرحیم وعلی حبیبہ ونبیہ الکریم والہ وصحبہ افضل الصلوۃ والتسلیم واللہ سبحنہ وتعالٰی اعلم وعلمہ عزمجدہ اتم واحکم۔ کتبـــــــــــــــــــــــــــــــہ الفقیر عبدالباقی محمـــــــــــــــــــــــــــــــد برھان الحق الرضوی الجبلفوری غفرلہ	کہ یہ جواب ہی سیدھا راستہ اور شریعت کا مضبوط راستہ ہے۔(ت) محمد عبدالباقی برہان الحق
(۳۵) ان ھذا لھو الحق المبین، ومن اعتصم بہ فقد ھدی الی الصراط المستقیم المستبین، قلما یوصل الیہ، فضلا عن المزید علیہ، فنسئل اللہ تعالٰی ان یثبتنا علی الکتاب والسنۃ وان یمیتنا علی الایمان ویدخلنا بہ الجنۃ، اٰمین، والحمد للہ رب العالمین وصلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سید المرسلین محمد والہ واصحابہ اجمعین۔ کتبہ الراجی عفو ربہ عبدالسلام السنی الحنفی القادری الرضوی الجبلفوری غفرلہ 	بیشک یہی حق مبین ہے اور جس نے اس کے ساتھ تمسک کیا اسے سیدھے راستہ ظاہر کی طرف ہدایت ہوئی اس تک پہنچنا ہی کم ہے اس پر زیادتی تو کجا، اللہ تعالٰی سے ہم سوال کرتے ہیں کہ کتاب وسنت پر ہمیں ثابت قدم رکھے، اور ایمان پر موت دے اور جنت میں داخل کرے آمین، سب خوبیاں خدا کے لئے جو پروردگار عالم ہے اور اللہ تعالٰی درود بھیجے اپنے حبیب رسولوں کے سردار محمد اور ان کی آل واصحاب سب پر۔

تصدیقات علمائے بہار

(۳۶) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، اللہ رب محمد صلی علیہ وسلما، فقیر بارگارہ رضوی عبید المصطفیٰ محمد ظفرالدین بہاری میجروی غفرلہ وحقق املہ مدرس اول مدرسہ عالیہ سہسرام ناصر الحکام اس مبارک سراپا ہدایت فتوے کی تائید و تصدیق کرتے ہوئے (نہ معاذاللہ اس خیال سے کہ اپنی تصدیق سے اس فتوے کو زینت دوں بلکہ حسب ارشاد احبااس نیت سے کہ اپنی تصدیق کی اس فتوے سے عزت افزائی کروں) عرض گزار ہے کہ بلاشبہ اس قسم کی انجمنیں جس طرح دینی مضرتوں کی جالب گناہ کی موجب ہیں، یونہی دینوی حیثیت سے بھی اصلاً مفید نہیں سوااس کے کہ غریب مسلمانوں کا بہت سے روپیہ صرف ہونے پر تین دن کی دل لگی رہے نئی نئی صورتیں دیکھنے میں آئیں، کچھ لکچر اور تقریر کا لطف رہے اللہ اللہ خیر صلا، بہت بڑاکار نمایہ اس قسم کی انجمنوں کا ریزولیوشن (RESOLUTION) پاس کرنا ہے، جب روداد دیکھئے یہی لکھا ہے یہ پاس ہوا وہ پاس ہوامگران عقلمندوں کواس کی خبر نہیں کہ اس زمانہ میں آدمی پاس ہو کر تو کچھ کر نہیں سکتا، ریزولیوشن پاس ہو کر کیا کرلے گا۔کہنے سے کام نہیں چلتا کرنے کی ضرورت ہے، سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں:

الطیور تصحیح ولاتفعل، والبازی یفعل ولایصیح [1]	چڑیاں چیں چیں کرتی ہیں اور کچھ کرتی نہیں، اور باز کرتا ہے چیں چیں نہیں کرتا ہے،

اگر واقعی قومی ترقی مقصود ہے تو یہ تقریرات اور ریزولیوشن ہرگز کچھ فائدہ نہیں پہنچاسکتے کام کرنے کی ضرورت ہے اور اس کاآسان طریقہ یہ ہے کہ اس وقت زیادہ نہیں تو مسلمان صرف انھیں چار باتوں پر کاربند ہوجائیں جو رسالہ مبارکہ "تدبیر صلاح ونجات وفلاح" میں مذکور ہیں پھر دیکھئے قوم کی کیسی ترقی ہوتی ہے اور ان کاآفتاب کس طرح بالائے افق ترقی بکمال اوج تاباں ہوتاہے، اور اگر غور کیاجائے تو ان تمام ریزولیوشنوں میں بیکار امور اور رونا دھونا فلاں کے مرنے پر رنج، فلاں کی موت پر سوگ، اور فلاں کے انتقال پر ملال، اور فلاں کے عطیہ پر واہ واہ، اور فلاں کو فلاں خطاب ملنے پر اظہار مسرت سے قطع نظر کرکے سب کالب لباب شاہراہ پر چلنے والوں کے لئے دن میں چراغ جلانا اور روز روشن میں روشنی کرنے کی ہدایت کرنا ہوتاہے یعنی قوم ترقی میں سب سے پیچھے ہے اس لئے آگے بڑھو یعنی انگریزی پڑھو حالانکہ زمانہ کی گردش سے انگریزی کی طرف لوگوں کا میلان طبعی و عملی اس حدتک پہنچاہوا ہے کہ اگران کو دھکے دے کر بھی باہرت کیاجائے توہرگ ٹلنے والے نہیں، پڑھنے والوں کے لئے باوجودیکہ عربی مذہبی تعلیم

1

میں ہر طرح کی آسانیاں اور کار آمد نتائج ہیں مگر پھر بھی سیکڑے میں پندرہ کو اس کی طرف توجہ نہیں اور باوجود سیکڑوں موانعات ہزارہا وقت وزحمت کے انگریزی پر لوگ گرے پڑے ہیں، پھر ایسی حالت میں خاص اس غرض کے لئے انجمن قائم کرنا دینوی حیثیت سے بھی تحصیل حاصل اور تضییع اموال و محاصل کے سوا اصلاً مفید نہیں۔

اللھم وفقنا لما تحب وترضی وصلی اللہ تعالٰی علی المصطفی المرتضی وعلی الہ وصحبہ رضی اللہ تعالٰی عنھم باحمد رضا۔	یااللہ احمد رضا کے طفیل ہمیں اپنی پسندیدہ رضا والی چیز کی توفیق عطافرما، اور درود ہو مصطفٰی مرتضی اور آپ کی آل و اصحاب رضی اللہ تعالٰی عنہم سب پر (ت)

کتبہ عبدہ العاصی ظفر الدین البہاری عفی عنہ بمحمد المصطفٰی النبی الامی

سنی حنفی قادری رضوی عبد المصطفٰی ظفر الدین احمد

(۳۷) لاریب فیہ فلیتنافس المتنافسون وانا عبدہ محمد ابوالحسن السھسرامی مدرس دوم مدرسہ عالیہ المرقوم ۷ فروری ۱۹۱۷ء	اس میں شک نہیں کہ رغبت کرنیوالوں کو اس کی رغبت کرنا چاہئے، عبدہ محمد ابوالحسن سہسرامی

(۳۸) ابوصالح ظہیرالدین احمد فریدی، مورخہ ۷ فروری ۱۹۱۷ء روز چہار شنبہ (انچارج مدرس دوم مدرسہ عالیہ) (۴۰) قداصاب من اجاب کمترین فہیم الدین عفی عنہ مدرس پنجم عربی (۴۲) الجواب صحیح سید عبدالرشید مدرس مدرسہ شمس الہدی بانکی پور (۴۳) قد اصاب فی ما اجاب مولی العلماء امام الفقہاء مجدد المائۃ الحاضرۃ الفاضل البریلوی متع اللہ المسلمین بطول بقائہ فی ھذہ المسئلۃ بان التائید والشرکۃ و	(۳۹) المجیب مصیب فرخندہ علی عفی عنہ مدرس چہارم مدرسہ سہسرام (۴۱) لقد اجاب المجیب واللہ تعالٰی اعلم بالصواب محمد یحیٰی مدرس مدرسہ عالیہ سہسرام، المرقوم، فروری ۱۹۱۷ء سنی حنفی قادری عبدالعظیم رشید آباد عالموں کے پیشوا فقہاء کے امام اس صدی کے مجدد فاضل بریلوی نے اللہ تعالٰی ان کو بقائے دراز سے مسلمانوں کو بہرہ یاب کرے اس مسئلہ میں جو جواب دیا ٹھیک دیا کہ اس جیسی بری مجلس کی تائید اور شرکت اور اس میں

الحضور فی مثل ھذا المجلس القبیحۃ حرام و المعاونۃ اثم والمقاربۃ فیھا سم قاتل للایمان فلیتنا فس المتنافسون وفقنا اللہ تعالٰی ایانا وجمیع المومنین للمفارقہ والاجتناب عن مثل ھذا المجلس والتائید والشرکۃ فیہ۔ حررۃ فقیر الی سید المرسلین ذی المنن المدعو بہ سید محمد غیاث الدین حسن الحنفی السنی الرجھتی البھاری عفی عنہ الباری	حاضری حرام ہے اور اس کی اعانت گناہ اور اس میں قریب ہونا ایمان کے لئے زہر قاتل، رغبت کرنے والوں کو چاہئے کہ اس کی رغبت کریں، اللہ تعالٰی ہمیں اور سب مسلمانوں کو توفیق دے کہ اس سے جدا رہیں اور ایسی مجلس سے اور اس کی تائید وشرکت سے بچیں۔

(۴۴) اصاب من اجاب فقیر محمد رحیم بخش حنفی قادری رضوی مدرس اول مدرسہ فیض الغرباء آگرہ

تصدیقات علمائے کان پور

(۴۵) الجواب صحیح وصواب والمجیب نجیح ومثاب نمقہ الفقیر الی اللہ تعالٰی عبیداللہ عفا عنہ ماجناہ المدرس بالمدرسۃ فیض احمدی فی الکانفور۔

(۴۶) اصاب من اجاب واللہ سبحنہ اعلم بالصواب حقیق بان یکتب بالذھب علی القرطاس۔ نمقہ محمد عبدالرزاق عفی عنہ المدرس مدرسہ امداد العلوم فی الکانفور	جواب دینے والے نے درست فرمایا واللہ تعالٰی اعلم بالصواب، یہ جواب اس قابل ہے کہ اس کو کاغذ پر سونے سے لکھا جائے (ت)

(۴۷) الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ حررہ الفقیر الی اللہ المنان المدعو محمد سلیمان الحنفی السنی النقشبندی المجددی الافاقی فضل رحمانی المدرس بالمدرسۃ دار العلوم فی الکانفور غفرلہ والمشائخہ الغفور بحرمۃ صاحب التاج والمعراج واللواء العقود فی المقام المحمود علیہ وآلہ واصحابہ الصلوۃ والسلام من ملك المعبود۔

تصدیقات علمائے سندھ حیدر آباد

(۴۹) فاضل مجیب نے جو تحریر فرمایا ہے وہ صحیح اور حق ہے واقعی اس قسم کی مجالس اور جو لوگ اہل بدعت وہوا سے ہیں ان سے دور رہنا ضرور چاہئے اس واسطے کہ ان کی ملاقات اور ان کی مجالس میں جانا علامت ضعف ایمان اور آئندہ کو منجر طرف الحاد کے ہے۔ **نعوذ باللہ من ذلک، اللھم احفظنا منھم بجاہ نبیك المصطفی ورسولك المرتضی، اٰمین یارب العالمین۔**

تصدیقات علمائے محمود آباد ضلع سیتاپور

(۵۰) **بسم اللہ الرحمن الرحیم، الحمد للہ وحدہ والصلٰوۃ والسلام علی من لانبی بعدہ، امابعد** بیشک ایسی مجلس مقرر کرنا جہنم خریدنا اور سخت حرام وناروا ہے۔ مسلمان کی ترقی ہرگز اس میں نہیں، ایک صحیح واقعہ پیش کرتا ہوں وہ یہ کہ امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ نے حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو دیکھا کہ حضور چٹائی پر آرام فرماتے ہیں کہ اس کے نشان بدن اقدس پر ظاہر ہو رہے ہیں امیر المومنین کو بے اختیار رونا آگیا عرض کی: یارسول اللہ! قیصر وکسرٰی کافران مجوس ونصارٰی اس ناز ونعمت میں اور حضور اللہ کے رسول اس تکلیف ومحنت میں، فرمایا: اے عمر! کیا تو راضی نہیں کہ ان کے لئے دنیا ہو اور ہمارے لے آخرت، خود امیر المومنین فاروق اعظم باوصف فتوحات عظیم کے جب بیت المقدس تشریف لے گئے ہیں کہ وہاں کے پادریوں نے آپ کو دیکھنے کے لئے بلایا تھا، حالت یہ ہے کہ پیش دشمنان اونٹ پر اور غلام سوار، اور جناب کے دست اقدس میں اونٹ کا مہار، بدن مبارک پر چمڑے کا کرتا جس میں متعدد سترہ پیوند، اگر ایسی مجلس کے لوگ جو درج سوال ہیں اور جان ومال سے انجمن ظلم میں شرکت کو تیار ہیں حضرات صحابہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو دیکھتے کس کس طرح ہنستے اور احمق سمجھتے بلکہ دل میں تو اب بھی کہتے ہوں گے کہ وہ ریگستانی جفاکش ناز ونعمت کے مزے کیا جانیں، یہ لطف عجیب اور نظم وترتیب وآراستگی وتہذیب کچھ دانایان یورپ ہی کو نصیب، ان خیالات فاسدہ کے دل میں نہ آنے کے لئے تو ہمارے سلطان ہفت کشور شافع روز محشر صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا ہے، **لاتجالسوھم** [1] **الخ** ان کے پاس نہ بیٹھو، ان سے دور بھاگو، انھیں اپنے سے دور رکھو کہیں وہ تمھیں

---

[1] کنز العمال حدیث ۳۲۴۶۸ و ۳۲۵۲۸ و ۳۲۵۲۹ و ۳۲۵۴۲ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۱/ ۵۲۹، ۵۴۰، ۵۴۲

فتنہ میں نہ ڈال دیں[1]۔معاذاللہ کہیں حضور کے خیال مقدس میں یہ بات نہ آئی تھی کہ ہمارے میل جول سے بدمذہب ہدایت پائیں گے راہ راست پر آئیں گے نہیں۔یہ منع فرمانا حضور کا از راہ شفقت تھا، جس طرح شفیق باپ از راہ مہربانی اپنی پیاری اولاد کو آوارہ مزاجوں اور بد معاشوں کی صحبت و میل جول سے روکے، یہ چند حروف فقیر نے محض زبدہ ارباب سنت وعمدہ اصحاب جماعت اخی فی الدین قاسم میاں صاحب کے فرمانے سے لکھے ورنہ امام اہلسنت مجدد مائتہ حاضرہ مؤید ملت طاہرہ حماہ اللہ تعالٰی عن الشرو الاعداء (اللہ تعالٰی ہر شر اور دشمنوں پر ان کی مدد فرمائے، ت) کے نورانی کلمات عوام تو عوام خواص کے لئے کافی ہیں، مسلمانوں کو اس پر عمل کرنا چاہئے اور فقیر ضعیف کو بھی دعائے خیر سے یاد کرنا چاہئے،

ختم اللہ لنا ولکم بالخیر والحسنی ووفقنا لما یجب ویرضی وحشرنا فی ظلال حمایات الاولیاء امقربین وتحت لواء سید المرسلین وصلی اللہ تعالٰی وسلامہ علی خاتم النبیین محمد واٰلہ واصحابہ اجمعین برحمتك یا ارحم الراحمین۔	اللہ تعالٰی ہمارا خاتمہ خیر اور بھلائی میں فرمائے اور ہمیں اپنی پسند و رضا کی توفیق دے اور حشر کے روز اولیاء مقربین کی حمایت اور حضور علیہ الصلٰوۃ والسلام کے جھنڈے کا سایہ عطا فرمائے۔(ت)

محمد اسمٰعیل سنی حنفی قادری محمود آبادی الحال پیش امام رسالہ نمبر ۴ دہلی

(۵۱)ذلك کذلك رجب علی مدرس مدرسہ اسلامیہ محمود آباد

(۵۲)ذلك کذلک

خادم طلبہ محمد عبداللطیف مدرس مدرسہ اسلامیہ محمود آباد وپیش امام جامع مسجد محمود آباد۔

تصدیق حامی سنت ماحی بدعت جناب مولانا مولوی عبدالرحیم صاحب احمد آبادی زیدت مکارمھم

(۵۳)الجواب صحیح

کتبہ عبدالرحیم بن پیر بخش السنی الحنفی القادری النقشبندی الاحمد آبادی المدرس الاول فی المدرسۃ القادریۃ

تصدیق ناصر سنت قامع بدعت مولانا مولوی ابوالمساکین محمد ضیاء الدین صاحب زید مجدہم

(۵۴)بسم اللہ الرحمن الرحیم۔الحمد اللہ العزیز الکریم والصلٰوۃ والسلام علی حبیبہ الرؤف الرحیم۔

---

[1] صحیح مسلم باب النهی عن الروایۃ عن الضعفاء قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۱۰

فتوائے مبارکہ فرستادہ ناصر ملت حقہ، ناشر سنت سنیہ، قاطع اعناق بدعات شنیعہ، قامع بیخ محدثات قبیحہ، سرشکن فرق باطلہ من الندوۃ والوہابیۃ والنیاچرہ، ماحی وطغیان، حامی ودین وایمان جناب قاضی قاسم میاں امام جامع شہر گونڈل متعلق کاٹھیاوار صانہ المولی الستار عن شرور الاشرار (خدائے ستار انھیں اشرار کے شر سے محفوظ فرمائے۔ت) فقیر کی نظر سے گزرا خلعت صدق وثواب سے اراستہ زیور شدہ ہدایت سے پیراستہ پایا۔

جو کچھ لکھا ہے اس میں سراسر صواب ہے | اثبات مدعا پہ حدیث وکتاب ہے
ہر لفظ اس کا گوہر کان رشاد ہے | ہر سطر اس کی راہ حصول مراد ہے

کیونکر نہ ہو، یہ تحریر فرمایا ہوا اس بے نظیر کا ہے جس کی مثیل آج دنیا میں ملنا مشکل، جو فاضلوں کا فعل، جس کا فتوی تمام روئے زمین پر جاری، جس کے فیوض وبرکات ہر گوشہ عالم میں ساری، جو استاذوں کا استاذ مسلم، ہر عالم سے اعلم، مفتیوں کا سرتاج اکرم، سنیوں کا امام معظم، گلزار سنت کو شاداب فرمانے والا، داغ بد مذہبی و بدعت کا مٹانے والا، درخت کفر وشرک کا قاطع، شریعت وطریقت کا جامع جس کا تمام ہندوستان مدح خوان، جس کی توصیف میں علمائے حرمین شریفین رطب للسان، گمراہوں ا راہنما، ہمارا آقا، ہمارا مولیٰ ہمارا سردار، متقی، پرہیزگار، حکیم اُمت، اعلحضرت مولوی مفتی احمد رضاخان صاحب ادام فیضہ اللہ الواہب، یہ مسئلہ کیا ہے بہت بڑی کسوٹی حق وباطل کے پرکھنے، سنی وبدعتی کے جانچنے کی ہے، جو صاحب اس کو پڑھ کر یا سن کر بخندہ پیشانی تصدیق فرمائیں حق جانیں، حق مانیں ان کا ضرور اہل سنت میں شمار، ورنہ اہل بدعت وکلاب اہل النار میں معدود ہوں گے۔ ہمارے سنی بھائیوں پر لازم ہے کہ ایسی مجلس ایسی صحبت سے بچیں، ایسے لوگوں سے خلط ملط ہرگز پیدا نہ کریں، یہ بڑے شاطر وعیار ہوتے ہیں، وہ سبز باغ دکھاتے ہیں کہ خواہ نخواہ آدمی ان کا کلمہ پڑھنے لگتا ہے، جب اس کا دل اپنی طرف لبھایا اور اپنا مطیع و مسخر بنالیا پھر اس کا ایمان، دھن، دولت سب کچھ چھین لیا، دونوں جہان کے ٹوٹے میں ڈال دیا، وباللہ التوفیق وھویھدی من یشاء الی صراط مستقیم والصلٰوۃ والسلام علی حبیبه الکریم وعلی اله وصحبه اجمعین آمین!

حررہ محمد ضیاء الدین المکنی بابی المساکین عفی عنہ

تصدیق عالم جلیل فاضل نبیل جناب مولانا مولوی سید دیدار علی صاحب الوری مفتی آگرہ

(۵۵) بسم اللہ الرحمن الرحیم، بلاشبہہ اس نازک وقت میں بہت سے علماء درویش طلب دنیائے دنی میں اتباع سنت ترک کرکے اتنے دیندار بن گئے کہ کوٹ پتلون والوں میں ان کی سی کہہ کران سے دنیا

حاصل کرتے ہیں اہل سنت میں لباس سنت پہن کر بزرگان دین مثل حاجی امداد اللہ صاحب قدس سرہ مولٰنا فضل الرحمٰن صاحب قدس سرہ کی طرف اپنے آپ کو منسوب کرتے ہیں، ان میں مل کر ان کو گمراہ کرتے ہیں جن کا سبق ہمہ تن دنیا ہی دنیا ہے گو اہل دین اور بانی شریعت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے مشابہ مسلمانوں کی صورت بھی نہ رہے سارے طریق سنت چھوٹ جائیں فقط برائے نام مسلمان رہ جائیں مگر تحصیل دنیا میں غیر قوموں سے پیچھے نہ رہیں، ایسی اغراض سے جو انجمنیں قائم کی گئی ہیں ایسی انجمنوں کے جو ممبر و سرگروہ ہیں ضرور ان سے مسلمانوں کو بچنا فرض ہے، ان کی میٹھی باتوں پر کبھی مسلمانوں کو فریفتہ نہ ہونا چاہئے، خواہ وہ قرآن پڑھیں خواہ خوش لحنی سے مثنوی شریف، ان کی مجالس سے بچنا ہر مسلمان کا فرض ہے، مسلمانوں! ان کے شہد میں زہر ملا ہوا ہے، مسلمانوں! کبھی تم کو بذریعہ شہد ہلاک نہ کردیں، ان احادیث صحیحہ سے ان کی حالتوں کو مطابق کرکے دیکھ لو، اگر ان علامتوں مذکورہ احادیث سے ان میں کچھ بھی شائبہ پاؤ ان سے کوسوں جدا رہو، منتخب کنزالعمال میں ہے:

عن[1] ابن عباس رضی اللّٰه تعالٰی عنهما عن النبی صلی الله تعالٰی علیه وسلم قال یأتی علی الناس زمان وجوههم وجوه الادمیین وقلوبهم قلوبهم الشیاطین سفاکین للدماء لایرعون عن قبیح ان تابعتهم اربوك وان ائتمنتهم خانوك صبیهم عارم وشابهیم شاطر وشیخهم لایامرو بالمعروف ولای نهی عن المنکر، السنة فیهم بدعة والبدعة فیهم سنة، وذوالامرء منهم غاو فعندذلك یسلط الله علیهم شرارهم فیدعو خیار هم فلایستجاب لهم، رواه الخطیب[1]۔	ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے، فرماتے ہیں کہ فرمایا نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے کہ ایسا زمانہ آئے گا کہ منہ تو اس وقت کے آدمیوں کے سے منہ ہونگے اور ہوں گے دل ان کے شیطانوں کے سے خونریز، لوگ نہ بچیں گے اور نہ بچائیں گے بری بات سے، اگر پیروی کرے تو ان کی، تباہ کردیں وہ تجھ کو، اور اگر امانت رکھے تو ان کے پاس خیانت کریں، بچے ان کے شوخ ہوں اور جوان ان کے چالاک اور بیباک، بڈھے ان کے نہ بھلی بات کا حکم کریں نہ بری بات سے منع کریں، سنت ان میں بدعت ہو اور بدعت ان میں سنت۔ اور جو ان میں سے صاحب حکم ہوں خواہ وہ عالم ہوں یا حاکم گمراہ ہوں، پس ایسے وقت میں غلبہ دے گا ان پر اللہ شریروں کو اور مقرر کرے گا ان پر شریر حاکموں کو، پس نیک لوگ جو ان میں ہوں پکاریں گے مگر کوئی ان کی نہ سنے گا۔

[1] منتخب کنزالعمال علی ہامش مسند احمد بن حنبل بحوالہ الخطیب عن ابن عباس کتاب الفتن الباب الثانی دارالفکر بیروت ۵/ ۴۰۶

عن [2] عابس الغفاری عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بادر وابالاعمال ستا امارۃ السفہا وکثرۃ الشرط وبیع الحکم واستخفافابالدم وقطیعۃ الرحم ونشواء یتخذون القرآن مزامیر یقدمون احدھم یغنیھم وان کان اقلھم فقہا [1] رواہ الطبرانی فی الکبیر۔

عابس رضی اللہ تعالٰی عنہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ چھ باتوں کے ظہور سے پہلے عمل کرلو یعنی پھر نیک عمل کرنا دشوار ہو جائے گا، حکومت اور امارت بے عقلوں کی ہو، زیادتی چپراسیوں کی ہو، اور حکم حاکم بکے یعنی جس نے رشوت دے دی اپنے موافق حکم حاکم سے حاصل کرلیا، اور بیع الحکم بالکسر اگر پڑھا جائے یہ معنی ہوں گے کہ حکمت کی بات کو اہل حکمت بیچیں اور دین دنیا کے عوض بکے، خون کرنے کو ہلکی بات سمجھیں، خویش اور اقرباء سے قطع اور جدائی ہو، ایسی پیدائش پیدا ہو کہ قرآن کو بانسری کی آواز سمجھ کر، ایسے شخص کو اپنا پیشوا بنائیں کہ وہ گانے کے طور سے ان کو سنائے، خواہ سمجھ قرآن کی یعنی اسے نماز و روزہ حج زکوۃ بیع وشراء حلال وحرام میراث وغیرہ مسائل کے بیان کرنے پر ان سب میں سے بہت ہی کم سمجھ رکھتا ہو، اس سے سنیں گے اور جاننے والے عالم سے پرہیز کریں گے۔

عن [3] عمر وعن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اتانی جبرئل انفا فقال انا للہ و انا الیہ رٰجعون قلت اجل انا للہ و انا الیہ رٰجعون فمم ذلک جبرئیل فقال ان امتک مفتتنۃ بعدک بقلیل من الدھو غیر کثیر قلت فتنۃ کفر اوفتنۃ ضلالۃ قال کل ذلک سیکون قلت ومن این ذاک وانا تارک فیھم کتاب اللہ قال بکتاب اللہ یضلون واول ذٰلک من قبل قرائھم و

حضرت عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابھی میرے پاس جبریل علیہ السلام نے آکر کہا انا للہ وانا الیہ رٰجعون یعنی تحقیق ہم واسطے اللہ کے ہیں اور اس کی طرف رجوع کرنے والے ہیں یہ ایک کلمہ ہے جس کو تکلیف اور مصیبت کے وقت کہنا موجب دفع بلا اور ترقی حسنات ہے لہٰذا میں نے بھی کہا ہاں انا للہ وانا الیہ رٰجعون مگر اس وقت اس کے کہنے کی کیا وجہ ہے اے جبریل۔ کہا آپ کی امت آپ کے تھوڑے ہی زمانہ بعد فتنہ میں مبتلا ہو گی، میں نے کہا فتنہ کفر کا یا گمراہی کا، کہا سبھی کچھ ہوگا یعنی بعض مرتد بھی ہو جائیں گے اور بعض گمراہ بھی، آنحضرت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم

---

[1] منتخب کنز العمال علی ہامش مسند احمد بن حنبل بحوالہ طب عن عابس الغفاری کتاب الفتن الباب الثانی دار الفکر بیروت ۵/ ۳۹۴ و ۳۹۵

امرائهم یمنع الامراء الناس حقوقهم فلا یطعونها فیقتتلوا ویتبع القراء اهواء الامراء فیمدون فی الغی ثم لایقصرون، قلت یاجبرئیل فبم سلم منهم قال بالکف والصبر ان اعطم الذی لهم اخذوہ وان منعوا ترکوه[1] رواه الحاکم۔	فرماتے ہیں کہ میں نے کہا کہ یہ دونوں فتنے کیونکر ہونگے میں تو ان میں اللہ کے کلام کو چھوڑ جاؤں گا، کہا کلام اللہ ہی سے گمراہ ہوں گے یعنی اس کے معنی من گھڑے جوڑ کر جماعت اہل اسلام میں توڑ پھوڑ کرینگے اور اول یہ فتنہ قاریوں سے یعنی قرآن کے جاننے والوں دنیادار مولویوں سے اور امیروں سے شروع ہوگا، امیر لوگوں کے حق نہ دیں گے اور بند کرینگے، مولوی بھی انھیں کی سی کہیں گے، حلال حرام کے بیان میں کرنے میں ان سے ڈرینگے اور ان کے پیچھے لگیں گے، پس گمراہی میں بڑھتے چلے جائیں گے پھر کمی نہیں کریں گے، میں نے کہاں اے جبریل! اس وقت ان سے بچاؤں کی کیاصورت ہے۔ کہا صبر، جو کچھ وہ دیں لے لیں اور نہ دیں تو چپ چاپ صبر کر بیٹھیں۔

اور اس سے زیادہ تصریح اس مضمون کی مشکوٰۃ شریف کی اس حدیث میں ہے:

عن ؏ ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم ان اناسا من امتی سیفقهون فی الدین ویقرءون القراٰن ویقولون نأتی الامراء فنصیب من دینا هم ونعتزلهم بدیننا ولایکون ذلك کما لا یجتنی من القتاد الاالشوك کذلك لا یجتنی من قربهم الایعنی الخطایا[2]۔ رواہ ابن ماجه۔	حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے بیشک بہت لوگ امت میری سے سمجھ حاصل کریں گے دین اور پڑھیں گے قرآن کو، اور مولوی بن کر کہیں گے کہ امیروں کے پاس آکر ان کی دنیا سے کچھ لیں اور اپنے دین کو ان سے بچالیں اور یہ ہو نہیں سکتا جس طرح کانٹے دار درخت سے نہیں چنے جاتے مگر کانٹے، ان کے قرب سے بھی نہیں حاصل ہوسکتا مگر یعنی خطائیں۔
عن ؎ علی کرم اللہ وجهه عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم یأتی علی الناس زمان همتهم بطونهم وشرفهم متاعهم	حضرت علی رضی اللہ تعالٰی عنہ نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا آپ نے، ایسازمانہ آئے گا کہ لوگوں کی تمام ہمت اپنے پیٹ بھرنے کی ہوگی جس کے

[1] منتخب کنزالعمال علی ہامش مسند احمد بن حنبل بحوالہ الحکیم عن عمرو کتاب الفتن الباب الثانی دارالفکر بیروت ۵/ ۳۹۹

[2] منتخب کنزالعمال علی ہامش مسند احمد بن حنبل بحوالہ ابن ماجہ عن ابن عباس کتاب العلم الباب الثانی دارالفکر بیروت ۴/ ۴۱

قبلتھم نسائھم ودینھم دراھمھم ودینارھم اولئك شرر الخلق لاخلاق لھم عنداللہ[1]۔ راوہ الدیلمی	پاس مال ومتاع دنیا زیادہ وہی سب میں بزرگ ہے، جورویں ان کا قبلہ اور درہم ودینار ان کا دین، یہ لوگ بری مخلوقات کے ہیں، ان کے واسطے اللہ تعالٰی کے پاس آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہے۔

اور اگر اس سے زیادہ تصریح منظور ہو، میرا رسالہ مختصر المیزان جس میں تقریبًا چالیس حدیثیں مضمون کی ہیں کہ حضور نے فرمایا بڑی جماعت کی پیروی کرنا اور جو بڑی جماعت سے جدا ہو جہنم میں پڑے گا۔ اور چالیس کے قریب اس مضمون کی حدیثیں ہیں کہ میری سنت اور میرے اصحاب کی سنت پر عمل کرنے والا ناجی فرقہ وہی ہوگا جو سواد اعظم مومنین کا پیرو ہوگا، او جو بڑی جماعت سے جدا ہوا، جہنمی ہوگا، اور چند حدیثیں اس مضمون کی ہیں کہ ہر اخیر زمانہ میں ایسے لوگ ہوں گے کہ نماز تمھاری نماز سے اچھی پڑھیں گے اور قرآن بہت پڑھیں گے مگر دین سے بالکل خارج ہوں گے۔ پھر حدیثیں بدمذہب مولویوں کی علامات میں نقل کی گئی ہیں جن کو اگر ملاحظہ فرمائیں اور لوگوں کو دکھلائیں ان شاء اللہ تعالٰی مفید ہوگا۔

حررہ العبد الراجی رحمۃ ربہ ابو محمد دیدار علی الرضوی الحنفی المفتی فی جامع الاکبر آباد۔

تصدیقات علمائے کاٹھیاوار

(۵۶) الجواب صحیح والمجیب مصیب للہ درہ حیث اجاب مااجاب الامن کتاب اللہ تعالٰی عزوجل وحدیث المجیب صلی اللہ علیہ وسلم ولہ بذلك عند اللہ الجلیل الاجر الکثیر والثواب الجزیل، حررہ محمد اسمعیل عفی عنہ القریشی سنی حنفی ثم الفشاوری حالانزیل الجام جودھفور ملك کاتھیاوار۔	جواب صحیح، مجیب حق گو، اللہ تعالٰی بھلا کرے جس نے یہ جواب دیا یہ جواب قرآن وحدیث سے ماخوذ ہے، اللہ تعالٰی کے ہاں اس کے لئے اجر کثیر اور ثواب بھاری ہے، اسے سنی حنفی محمد اسمٰعیل عفی عنہ نے لکھا

(۵۷) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الحمد للہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ وعلی الہ الکرام واصحابہ العظام۔ امابعد بے شبہہ ایسی مجلس مقرر کرنا اور اس میں دامے درمے قدمے معاونت کرنا اپنے ہاتھوں دروازہ دوزخ کھولنا اور عذاب خدا کو اپنی طرف بلانا ہے، پیارے سنی بھائیوں!

---

[1] منتخب کنز العمال علٰی ہامش مسند احمد بن حنبل بحوالہ الدیلمی کتاب الفتن الباب الثانی دارالکفر بیروت ۵/ ۴۰۷

اگر انکھوں میں نور ایمان ہے تو یہ محترم فتوی دیکھو مقدس ومقبول فتوی علامہ دوران امام اہل ایمان جناب مولانا مفتی حاجی قاری حضرت شاہ احمد رضاخاں صاحب قبلہ بریلوی ادام اللہ تعالٰی فیوضاتہ ومتع المسلمین بطول حیاتہ کا تحریر شدہ ہے، یہ وہ رکن اعظم ہے اسلام ہے کہ ہمیشہ نصرت واحیائے دین متین میں فرید اوامانت وازالہ بدعت وضلالت کفروشرک میں وحید ہے، آپ کے علم وفضل کی نہریں علاوہ ہندوستان کے اور ممالک میں بھی جاری ہیں، آپ کے فیوض جلیلہ کا آفتاب تمام عالم میں چمکتا ہے، کشتی دین واسلام کے آپ ناخدا ہیں، اہل سنت وجماعت کے پشت وپناہ میں، آپ نے اپنی عمر شریف کا اتنا حصہ حمایت مذہبی میں صرف کیا، خدمت دینی کے سواء ایک ساعت بھی کسی اور کام کی طرف توجہ نہیں فرماتے، اسلام ومسلمین کو فائدہ کثیرہ پہنچاتے ہیں، ہر مہینے دور دور سے سیکڑوں استفتاء آتے اور جواب باصواب سے مزین کرکے روانہ فرماتے ہیں، نامور علمائے مکہ معظّمہ ومدینہ منورہ آپ کے فتاوے سے موافقت کرتے اور آپ کی جلالت وتبحر علمی کو مانتے ہیں، علامہ وحید فاضل فرید آپ کی جناب میں تحریر فرماتے ہیں اور موجودہ صدی کا مجدد مانتے ہیں، القاب جلیلہ سے ملقب کرتے، طرح طرح دعائیں دیتے، اور آپ کے مدائح سے جلیل القدر فضلائے عرب رطب اللسان رہتے ہیں، مولانا شیخ عبدالرحمٰن دہان مدرس حرم مکہ مکرمہ بعد بیان مدائح کثیرہ فرماتے ہیں:

الذی شھد لہ علماء البلد الحرام، بانہ السید الفرد الامام، سیدی وملاذی الشیخ احمد رضاخاں البریلوی [1]۔	جس کے لئے علمائے مکہ مکرمہ گواہی دے رہے ہیں کہ وہ سردار ہے بے نظیر ہے امام ہے میرے سردار اور میرے جائے پناہ حضرت احمد رضاخاں بریلوی (ت)

مولانا سید اسمٰعیل بن خلیل آفندی حافظ کتب حرم مکہ معظّمہ بعد بہت سے مدائح وذکراسم گرامی اعلحضرت عظیم البرکت فرماتے ہیں:

وقد شھد لہ عالم مکۃ بذلك ولولم یکن بالمحل الارجع لما وقع منھم وذلك بل اقول لوقیل فی حقہ انہ مجدد ھذا القرن لکان حقا وصدقا [2]۔	علمائے مکہ اس کے لئے ان فضائل کی گواہیاں دے رہے ہیں اور اگر وہ سب سے بلند مقام پر نہ ہوتا تو علمائے مکہ ان کی نسبت یہ گواہی نہ دیتے بلکہ میں کہتا ہوں کہ اگر ان کے حق میں یہ کہا جائے کہ وہ اس صدی کا مجدد ہے تو البتہ حق وصحیح ہو۔ (ت)

[1] حسام الحرمین تصدیقات علماء مکہ مکرمہ مکتبہ نبویہ لاہور ص ۸۳

[2] حسام الحرمین تصدیقات علماء مکہ مکرمہ مکتبہ نبویہ۔لاہور ص ۵۱

اسی طرح علمائے مدینہ منورہ بھی آپ کے مداح ہیں اور کئی جلیل القدر فاضلوں نے اہل حرمین سے کتنے ہی علوم میں آپ سے سندیں لیں اور کئی حضرات نے بیعت بھی فرمائی "ذٰلك فضل الله یوتیه من یشاء والله ذوالفضل العظیم "۔ یہ مسئلہ کیا ہے بڑا امتحان خدا ہے جو سنی ہوگا وہ اس فتوے پر عامل رہ کر قہر مولی سے بچے گا۔ اور اگر نفس امارہ کی شامت یا انجان پنے سے کانفرنس میں شامل ہوا ہو اور فتوے دیکھنے کے بعد کانفرنس کی شرکت سے تائب ہوا تو ماشاء اللہ جیسا کہ اپنے ہاتھوں سے دروازہ دوزخ کھولا تھا، لاجرم امید قوی ہے کہ اس کی توبہ کو مولیٰ تعالیٰ جل جلالہ مفتاح درجنت بنادے کہ یہ حدیث شریف میں وارد ہے:

التائب من الذنب کمن لا ذنب له [1]۔	گناہوں سے توبہ کرنے والا ایسا ہے جیسے اس نے کوئی گناہ کیا ہی نہیں۔ (ت)

بلکہ بمصداق اس آیت شریفہ کے:

" اِلَّا مَنْ تَابَ وَ اٰمَنَ وَ عَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓىٕكَ یُبَدِّلُ اللّٰهُ سَیِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍؕ وَ كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا۝ " [2]۔	مگر جو توبہ کرے اور ایمان لائے اور اچھا کام کرے تو ایسوں کی برائیوں کو اللہ تعالیٰ بھلائیوں سے بدل دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ (ت)

خداوندا ! تو توفیق رفیق گردان غربائے امت خصوصًا اہل سنت کے تئیں اس طوفان بے پایا سے بجاہ سید الشافعین آمین یارب العالمین!

آج میری زہے قسمت کہ یہ مقدس فتوٰی شہر گونڈل کاٹھیاوار سے برادر دینی ومحب یقینی، اخی فی اللہ حامی سنت، ماحی فتن، نیچری فگن، ندوی شکن، دافع شکن، دافع الفتن مولانا محمد قاسم صاحب دام بالعزوالرفعۃ والجاہ ومن کل سوء وشر حماہ ووقاہ نے بغرض تصدیق وتصویب اس ناسزا سگ بارگاہ احمد رضا کے پاس بھیجا اور اپنے نامہ نامی وصحیفہ سامی میں تحریر فرمایا کہ ماقل ودل، اور اپنے مہر ود ستخط کرکے سیدھا کلکتہ نزد محب سنت عدو بدعت، سرتاج اہل سنت، حامی دین متین، قاطع جیوش المبتدعین، جناب معلی القاب، حضرت منشی حاجی حکیم محمد لعل خاں صاحب کے رجسٹر کرکے بھیج دینا کہ وہاں طبع ہوجائے، واللہ فقیر اس پرانوار خورشید سے مقبول وچمکدار فتوے کی تحسین وتصویب کے کب لائق وحقدار، مگر مکرمی قاضی صاحب والا مناقب اعلیٰ مناصب دا سم بالمواہب کی تعمیل کے لئے اتنے پر کفایت کرتا ہوں۔

---

[1] سنن ابن ماجہ کتاب الزھد باب ذکر التوبہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۳۲۳

[2] القرآن الکریم ۲۵ /۷۰

ماأجاب المجیب المصیب العالم العلامۃ الدراکۃ الفھامۃ ذوالتحقیق الباھرۃ مجدد المائۃ الحاضرۃ مولانا احمد رضا خان فھو حق وصواب وذلك حکم السنۃ والکتاب جزاہ اللہ تعالٰی عنا وعن جمیع المسلمین خیر الجزاء، ونفعنا وجمیع اھل السنۃ بعلومہ الٰی یوم الجزاء، واللہ تعالٰی اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔	باصواب جواب دینے والے عالم نہایت فہم ودرک والے علامہ وسیع تحقیق والے، موجودہ صدی کے مجدد مولانا احمد رضاخاں نے جو جواب دیا رہ حق و صواب ہے، کتاب وسنت کا یہی حکم ہے، اللہ تعالٰی ہماری اور تمام مسلمانوں کی طرف سے جزائے خیر عطافرمائے اور تمام ہم اہلسنت کو ان کے علم سے قیامت تک بہرور فرمائے، واللہ تعالٰی اعلم اس کا علم اتم واحکم ہے۔ (ت)

عبدہ المذنب محمود جان سنی حنفی قادری البرکاتی الرضوی

البیشاوری ثم الجامر جودھپوری کاٹھیاواری عفی عنہ کتبہ

بمحمدن المصطفی النبی الامی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

(۵۸) ماکتب العلماء المحققون والفضلاء المدققون فی ھذا الاستفتاء قد اجابوا بالحجج القویۃ وبالدلائل الصحیحۃ من عبارات الکتاب والسنۃ فاثابھم اللہ تعالٰی ثواب کثیرًا واجرًا وفیرًا فی یوم القیمۃ وقلع اللہ تعالٰی اساس المبتدعین ومحافل المنکرین المطرودین وسود اللہ وجوھھم فی الدنیا والدین بحرمۃ سیدنا ومولانا سیدالمرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فالحق احق عندالحق۔	علمائے محققین اور فضلائے مدققین نے اس فتوے میں جو کچھ تحریرفرمایا وہ قوی حجتیں اور صحیح دلائل عبارات قرآن و حدیث سے جواب دیا اللہ تعالٰی بروز قیامت ثواب کثیر اور اجر وافر عطافرمائے اور بدمذہبوں اور منکرین مردودوں کی محفل کی بنیاد قطع کرے اور ان کے منہ دنیا ودین میں سیاہ کرے بحرمت ہمارے سردار مولٰی سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے، تو حق خدا کے نزدیک زیادہ سزاوار ہے۔

حررہ الاثیم عبدالکریم ابن المولوی حامد صاحب مرحوم المغفور متوطن فی بلد دھوراجی

(۵۹) الحمد للہ علٰی کل حال والشکر للہ علی کل نوالہ والصلوۃ والسلام علی رسولہ سیدنا ومولانا وسندنا محمد وعلٰی الہ واصحابہ اجمعین اٰمین وبہ نستعین، امابعد **اقول:** کیاخوب جواب ان سوالوں کا عالم محقق وفاضل مدقق اعلحضرت مولانا حاجی الحرمین الشریفین احمد رضاخاں صاحب البریلوی نے

دئے ہیں جن کی تحریریں دیکھنے سے معلوم ہوا جو کچھ حق جواب کا تھا وہ لکھے۔اللہ پاک ایسے علمائے دین کو قائم وترقی درجات میں رکھے،**آمین ثم آمین!** چونکہ بمصداق **لولا العلماء لهلك الجهلاء** (اگر علماء نہ ہوتے تو جاہل ہلاک ہوجاتے۔ت) سچ تو یہ ہے کہ آج کل بد مذہب والوں کا اظہار ہورہا ہے، یہ چوہے ہیں دین السلام کی کترنی کررہے ہیں، ایسے چوہوں کے سرکوب بلکہ نابود کرنے والے علمائے دین اہل سنت وجماعت جیسے یہ ہمارے اعلحضرت وغیرہم کہ ان کانفرنس کے توڑنے والے ہیں نے بدلائل قرآن شریف وباحادیث صحیح وباقول فقہائے فصیح کے چندیا اڑادی، ہاں ذرا غور کرکے دیکھو صاف کلام پاک صاحب لولاک شافع محشر کا ہمیں راہ راست بتلارہا ہے، حدیث **افضل الاعمال الحب فی الله والبغض فی الله** [1] (بہترین عمل محبت اور بغض اللہ تعالٰی کی رضا کے لئے ہونا ہے۔ت) اللہ پاک جمیع مسلمانوں کو نیک ہدایت بخشے اور راہ راست جماعت پر مستقیم رکھے،**آمین ثم آمین!**

کتبہ خادم العلماء والفقراء احقر العباد عبدالحکیم خلف مولوی عبدالکریم ساکن دھوراجی بآباء واجداد۔

(۶۰) بسم الله الرحمن الرحیم ،الحمد لله علی ماهدی والصلوة علی رسوله المصطفی واله المجتبٰی وعلمائه الذین احکموا بنیان الحق والتقی،وقلعوا اساس البدع والهوی،اما بعد اس عاجز واحقر خادم العلماء نے تحقیق انیق مشفقان محبیان کی از ابتداء تا انتہاء دیکھی، خداوند کریم ان سب کو اجر عظیم نصیب کرے اور جناب قاضی وحاجی قاسم میاں کو جو خیر خواہ اور سچے عاشق اسلام اور اہل السلام ہیں جنھوں نے بڑی جانفشانی کی ہے اور ان کے ہوا خواہوں کو بھی ثواب جمیل عطا کرے۔ **المجیب مصیب وله فی الاخرة نصیب**

حررہ احقر العباد محمد طاہر ولد مولوی ایوب عفی عنہا کاٹھیاوار دھوراجی

تصدیق جناب مولانا مولوی غلام محی الدین عرف فقیر صاحب ساکن راندیر ضلع سورت

(۶۱) بسم الله الرحمن الرحیم .الحمد الله وکفی والصلٰوة علی سیدنا محمد المصطفی وعلی اله واهل بیته واصحابه الذین اجتبٰی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی.اما بعد حمد وصلٰوہ کے واضح ولائح کہ فقیر نے یہ تحقیق انیق محبیان ومصحان شفیق کی ابتداء سے انتہاء تک دیکھی سو حق حقیق ہے اللہ جل شانہ وعم نوالہ ان سب کو اور خاص کرکے جناب برادر بلکہ از جان بہتر دین کے عاشق، اہل اسلام کے خیر خواہ، محب صادق جناب قاضی وحاجی قاسم میاں اور ان کے معاونوں سب کو جزائے خیر عطا فرمائے حالًا ومالًا بیشک اس زمانہ

[1] سنن ابو داؤد کتاب السنة باب مجانبة اهل الاهواء وبغضهم آفتاب عالم پریس لاہور ۲/ ۲۷۶

پر فتن میں اظہار کرنا اور حق کو حق کر دکھانا اور اپنے دینی برادروں کو بچانا، یہ ہر مسلمان باایمان کا فرض ہے اور یہ قرآنی حکم محکم ہے جو اس کو نہ مانے اور اصرار کرے وہ قابل جہنم ہے، دیکھو سورہ نساء پارہ پنجم:

"وَمَنۡ يُّشَاقِقِ الرَّسُوۡلَ مِنۡۢ بَعۡدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الۡهُدٰى وَيَتَّبِعۡ غَيۡرَ سَبِيۡلِ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصۡلِهٖ جَهَنَّمَ‌ؕ وَسَآءَتۡ مَصِيۡرًا" [1]۔	اور جو رسول کا خلاف کرے بعد اس کے کہ حق راستہ اس پر کھل چکا اور مسلمانوں کی راہ سے جدا راہ چلے ہم اسے اس کے حال پر چھوڑ دیں گے اور اسے دوزخ میں داخل کریں گے اور کیا ہی بری جگہ ہے پلٹنے کی۔ (ت)

پس یہ ندوہ اور کانفرنس اور ایسی ویسی خلاف شرع مجلسیں سم قاتل ہے، اس میں شریک ہونا مدد دینا گناہ کبیرہ ہے، خدا سب مسلمانوں کو بچائے اور توفیق نیک رفیق عطا فرمائے، آمین!

الراقم الحروف خادم خلق اللہ فقیر صاحب سید غلام محی الدین بن مولانہ مولوی سید رحمت اللہ عفی عنہما بدست خود۔

(۶۲) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الحمد للہ العلیم العلام وعلی نبیہ والہ وصحبہ الصلوۃ والسلام، اما بعد

میں ناچیز اس لائق نہیں ہوں کہ ایسے علماء کے فتووں پر تصحیح لکھوں اور میری تحریر سے فتوٰی کچھ زیادہ معتبر ہو مگر دو باتوں نے مجھے لکھنے پر ابھارا اور جرأت دلوائی ایک تو برادر ایمانی کے اصرار نے اور دوسرے اس امید نے کہ علمائے راسخین کی متابعت اور مشابہت سے مجھ گناہ گار کا حشر بھی ان کے ساتھ ہو جائے اور ؎

ان کے پیچھے پیچھے جنت الماوٰی کروں

لہٰذا لکھواتا ہوں کہ:

ما افتی العلماء والعظام والفقہاء الکرام فھو حق و صحیح وانا اضعف عبد اللہ الجلیل المحمود ابن الحافظ الاسمعیل المغفور المرحوم تابع لاقوالھم و فتوٰھم فی ھذا المرام و الصلوۃ علی نبیہ والہ وصحبہ والسلام وکان ذلک فی ۲۵ من شھر ذی القعدۃ الحرام من السنۃ الھجریۃ۔	علماء وفقہاء کرام نے جو فتوٰی دیا وہ صریح حق ہے اور میں اللہ تعالٰی جلیل کا نہایت ضعیف بندہ محمود بن حافظ اسمٰعیل مرحوم، صلوٰۃ وسلام ہو اللہ تعالٰی کے نبی، ان کی آل واصحاب پر، ۲۵ ذی قعدہ سن ہجری میں تحریر کیا گا۔ (ت)

[1] القرآن الکریم ۴/ ۱۱۵

تقریظ جناب مولانا مولوی غلام رسول صاحب ملتانی

(۶۳)قد اصاب ما جا مولانا العلام وحید العصر فرید الدھر امام الفقھاء راس الانقیاء مجدد المائة الحاضرة الفاضل البریلوی متع الله المسلمین والمومنین بطول بقائه فی ھذه المسئلة بان التائید والشرکة فی مثل ھذا المجالس الشیعة ممنوع کما قال الله تعالٰی "لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُونَ الْكٰفِرِينَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللّٰهِ فِيْ شَيْءٍ "[1]۔وفقنا الله تعالٰی ایانا ولسائر المسلمین و المومنین للمفارقة والشرکة من ھذه المجالس و الیه التوفیق وھو احسن رفیق۔	درست ہے جو اس مسئلہ میں جواب دیا مولٰنا علام یکتائے زمانہ، تنہائے روزگار، فقہاء کے امام پرہیزگاروں کے سردار، اس صدی کے مجدد فاضل بریلوی نے اللہ تعالٰی مسلمین ومومنین کو ان کی درازی عمر سے متمتع کرے کہ اس جیسی بری مجلس کی تائید و شرکت ممنوع ہے چنانچہ اللہ تعالٰی فرماتا ہے کہ مسلمان مسلمان کے سواکافروں کو درست نہ بنائی اور جو ایسا کرے وہ رحمت خدا سے کسی شیئ میں نہیں۔ اللہ تعالٰی ہمیں اور تمام مسلمین و مومنین کو توفیق دے کہ ان مجلسوں کی شرکت سے جدا رہیں اور اسی کی طرف توفیق ہے اور وہ اچھا ساتھی۔

حررہ العبد الجانی ابوالقبول غلام رسول الملتانی عفی عنہ

تقریظ علمائے مرادآباد

(۶۴)الحمد لله علی الخبیر سقطت والی العلیم ظفرت بیشک بلاارتیاب جواب صحیح و صواب، ایسے مجالس کا انعقاد بلانزاع حرام، جو دنیا کو دین پر ترجیح دیتے ہیں یہ ایسوں ہی کا کام، اس میں بذل جاہ ومال تو کجا نفس شرکت ہی ناروا، تو ہب تنجیر، تشیع کی معجون مرکب کہیں اپنے زہریلے اثر سے تجھے ہلاک نہ کردے، اپنے ایمان کی خبر لے، فرق مبتدعہ وہابیہ، نیاچرہ، مرزائیہ وغیرہ ضالہ کے ساتھ مجالست و موانست ہر گز ہر گز جائز نہیں۔ جسے وہ ترقی سمجھے وہ عین تنزل ہے، دار فانی کے عیش وتفاخر کو پیش نظر رکھ کر نعیم آخرت کو بھلادیں، بیشک مسلمانوں کے لئے دنیاوآخرت میں وہی اصلح وانفع ہے جو ان کے لئے ان کے رب تبارک وتعالٰی اور حضور پر نور شافع یوم النشور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا جیسا کہ مجیب معظم و مفخم ومصیب مدظلہم الاقدس نے

[1] القرآن الکریم ۳/ ۲۸

مبر ہن فرمایا، مفتی صاحب موصوف کا علم و فضل ظاہر واشکار، جس سے ہدایت کے چشمے اکناف عالم میں نمودار، اصل تو یہ ہے کہ حضرت والا کی ذات بابرکت ہر گز کسی واصف کے وصف اور مادح کے مدح کی محتاج نہیں جبکہ اللہ ورسول جل وعلا وصلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے مبارک شہر مدینہ طیبہ اور مکہ مکرمہ کے علمائے عظام وفضلائے کرام نے ایسا گہرا احترام فرمایا کہ جس کا بیان حیطہ تحریر سے باہر، میں یہ بھی کیوں کہوں یہ اکرام علمائے بلدامین نے فرمایا، نہیں نہیں بلکہ یقینا یہ مجد وشرف اسی آقائے نامدار سرکار ابد قرار فداہ روحی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے وقار سے ہے جن کے صدقہ میں ہر ذی عزت ذی عزت بنا، جس کو جو ملا ان سے ملا، وہ وہی آفتاب رسالت ہیں جنھوں نے بعض مقربان درگاہ علیہ متع اللہ المسلمین بقائہم کو عالم رؤیا میں اپنے نور بار جلو کی جھلک دکھا کر زبان فیض ترجمان سے ارشاد فرمایا کہ "احمد رضا کی خدمتیں قبول ہیں"۔ والحمد اللہ علی ذلک، ارباب سنت پر لازم کہ حضرت ممدوح کے فتوے کے موافق عمل فرمائیں اور بدعقیدہ بدمذہبوں کی صحبت سے اجتناب رکھیں، اللہ تبارک وتعالٰی ہم سب کو ہدایت پر قائم رکھے آمین ثم آمین! واخر دعوٰنا ان الحمد اللہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام الاتمان الاکملان علی سید المرسلین شفیع المذنبین راحۃ العاشقین والہ وصحبہ الطیبین الطاہرین کلھم اجمعین الٰی یوم الدین۔

حررہ العبد المذنب ابو المکارم محمد عماد الدین عفی عنہ

(۶۵)الجواب صحیح والمجیب المعظم المکرم مصیب ومثاب فقیر ابوالبرکات عبید المصطفٰی سید احمد غفر اللہ الصمد

(۶۶)الجواب صحیح حقیر سید اولاد علی عفی عنہ

تصدیقات علمائے پیلی بھیت

(۶۷)جو کچھ حضرت شیخ الاسلام والمسلمین عون الاحناف والدین، امام علمائے اہل سنت، عالم کتاب وملت، عارف باللہ، نائب رسول اللہ، مجدد مائۃ حاضرہ، صاحب حجۃ قاہرہ، مؤید ملت طاہرہ، سیدنا ومولانا الحاج اعلٰحضرت مولوی احمد رضا خاں صاحب دامت برکاتہم ومتع اللہ المسلمین بطول بقائہ نے دربارہ مسئلہ ہذا تحریر فرمایا ہے وہ سب حق وصواب ہے اور احق بالاتباع ہے، مسلمانوں کو اس پر عمل لازمی ضروری ہے۔ اور خلاف اس کا ضلالت وموجب ہلاکت، واللہ تعالٰی اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم وھو الھادی بحرمۃ النبی الامی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم، فقیر قادری حکیم عبدالاحد الشہیر بسلطان الواعظین خادم ومدرس مدرسۃ الحدیث

پیلی بھیت ابن علامہ اوحد ارشد فقیہ امجد حضرت مولانا وصی احمد صاحب قبلہ محدث سورتی قدس سرہ العلی۔

(۶۸) حضرت عظیم البرکت عالم اہل سنت قامع بدعت و محی سنت مولانا و بالفضل المولوی احمد رضاخاں صاحب متع اللہ المسلمین ببقائہ کا جواب صحیح ہے۔

حررہ العبد الحقیر ابو سراج عبد الحق رضوی عفی عنہ

(۶۹) الجواب صحیح والمجیب الفاضل نجیح۔

فقیر قادری حبیب الرحمٰن مدرس مدرسۃ الحدیث پیلی بھیت۔

تصدیقات علمائے شاہجہان پور

(۷۰) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الحمد اللہ الاعلی والصلوۃ والسلام علی رسول المجتبٰی وعلی الہ واصحابہ الذین ھم اسانید الھدی۔ امابعد یہ فتوے عالم اکمل، فاضل اجل، حامی دین غراحضرت مولٰنا مولوی احمد رضاخاں صاحب بریلوی کا دیکھنے میں آیا، نہایت صحیح اور درست پایا، بلاشبہہ یہ مجلس منحوس، مکر اور فریب سے دین اور دینا دونوں برباد کرنے والی، اگر مسلمان ان کی صحت اور معاونت اور شرکت سے باز نہ آئیں گے تو بالیقین اپنے دین ودنیا دونوں خراب کریں گے، چنانچہ فرمایا حق سبحانہ وتعالٰی نے:

"لَاتَجِدُ قَوْمًا یُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ یُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ"[1]۔ قالا فی تفسیر روح البیان تحت ھذہ الایۃ الکریمۃ والمراد بمن حاد اللہ ورسول المنافقون والیھود والفساق والظلمۃ والمبتدعۃ والمراد بنفی الوجدان نفی الموادۃ علی معنی انہ لاینبغی ان یتحق ذلک، وحقہ ان یمتنع ولایجود بحال[2] انتھی، وایضا فیہ	تم ایسی قوم نہ پاؤ گے جو اللہ تعالٰی اور آخرت پر ایمان لائے ہیں وہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے مخالفوں سے محبت کریں، روح البیان میں اس آیہ کریمہ کے تحت فرمایا: اللہ ورسول کے مخالف، منافق، یہود، فساق، ظالم، بدعتی لوگ ہیں، اور "نہ پائیں" سے مراد محبت و تعلق کی نفی ہے یعنی ایسا نہیں ہونا چاہئے اور اس سے بچنا لازم ہے، بہر حال اس سے باز رہے، ختم ہوا، اور اس میں ہے

[1] القرآن الکریم ۵۸/ ۲۲

[2] روح البیان (التفسیر) تحت آیۃ ۵۸/ ۲۲ المکتبۃ الاسلامیۃ لصاحبہا الحاج الریاض ۹/ ۴۱۲

عن سھل بن عبداللہ التستری قدس سرہ من صحح ایمانه واخلص توحیدہ فانه لایانس الی مبتدع والایجالسه ولایواکله ولایشاربه ولایصاحبه ویظھر من نفسه العداوہ والبغضاء[1] انتھی،	سہل بن عبداللہ تستری قدس سرہ، سے منقول ہے کہ صحیح الایمان والاخلاص توحید والا شخص نہ بدعتی لوگوں کی رغبت رکھے، نہ ان کے پاس بیٹھے، نہ ان کے ساتھ کھائے، نہ ان کی صحبت میں جائے اور ان سے عداوت وبغض کا مظاہرہ کرے، انتہی (ت)

اور یہ ان کا کہنا کہ یہ دینی کانفرنس کہاں ہے یہ تو دنیوی کے لئے قائم کی ہے بالکل فریب اور دھوکا دہی اور رہزنی ہے، کیونکہ اگر عزت اور ترقی دنیا کی پیدا کرنے کے واسطے ہے تب بھی ان سے اختلاط عـــہ، اور مداہنت ممنوع ہے، چنانچہ تفسیر روح البیان میں ہے:

ومن داھن مبتدعا سلبه اللہ حلاوۃ السنن ومن تحبب الی مبتدع لطب عزفی الدنیا اوعرض منھا اذله اللہ بتلك العزۃ وافقراللہ بذلك الغنی[2] انتھی، و ایضا قال سبحنه تعالٰی وتقدس "وَلَا تَرْكَنُوْٓا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ ۙ"[3]۔ قال فی جواہر التنزیل تحت ھذہ الایة الکریمة وھی نار جھنم والرکون ھو المیل	جو بدعتی کے معاملہ میں کمزوری دکھائے اللہ تعالٰی اس سے سنت کی حلاوت کو سلب فرماتا ہے اور جو شخص بدعتی کی دعوت کو دنیاوی عزت یاسامان کی خاطر قبول کرتا ہے تواللہ تعالٰی اس کو اس غناء کے باوجود ذلیل وفقیر کردیتاہے، اللہ تعالٰی نے یہ بھی فرمایا ہے ظالموں کی طرف میلان نہ کروکہ آگ تمھیں چھوئے، جواہر التنزیل میں اس آیہ کریمہ کے تحت فرمایا یہ جہنم کی آگ ہے اور "رکون" تھوڑی میل ہے توجو ان کے ساتھ مکمل میلان رکھے اور ان کے

عـــہ: یعنی فرقہ باطلہ سے ۱۲۔

---

[1] روح البیان للحقی (التفسیر) تحت آیة ۲۲/۵۸ المکتبة الاسلامیه لصاحبھا الحاج الریاض ۹/ ۴۱۲

[2] روح البیان للحق (التفسیر) تحت آیة ۵۸ /۲۲ المکتبة الاسلامیه لصاحبھا الحاج الریاض ۹/ ۴۱۲

[3] القرآن الکریم ۱۱/ ۱۱۳

اليسير فماظنك بمن يميل اليهم كل الميل ويتهالك على مصاحبتهم ويتعب قلبه وقالبه فى ادخال السرور عليهم ويستنهض الرجل والخيل فى جلب المنافع اليهم ويبتهج بالتزى بزيهم والمشاركة فى غيهم ويمد عينيه الى ماتمتعوا به من زهرة الدنيا الفانية ويغبطهم بما اوتوامن القطوف الدانية غافلا عن حقيقة ذلك ذاهلا عن منتهى ماهنالك وينبغى ان يعد مثل ذلك من الذين ظلموا [1] انتهى۔	ساتھی ہونے پر والہانہ انداز اپنائے اور ان میں شامل ہونے پر روحانی وجسمانی خوشی ظاہر کرے اور منافع حاصل کرنے کے لئے اس ٹولے کی طرف دوڑے اور ان کی شکل وصورت پر فخر کرے، ان کی گمراہی میں شرکت کرے، اور دنیاوی امیرانہ سہولیات پر امید لگائے اور ان کے موج میلے پر رشک کرتے ہوئے اس کی حقیقت نہ سمجھے اور نتائج سے بے فکر ہوجائے تو ایسے لوگوں کو ظالموں میں شمار کرنا مناسب ہے۔ (ت)

اس شاہجہان پور میں عرصہ چودہ پندرہ سال کا ہوا ہوگا کہ اس ندویہ نے مجلس قائم کی تھی مکروفریب دے کر ساٹھ ہزار روپیہ نقد اور زیورات اور جائیداد دیہات وغیرہ حاصل کیا کہ اتنا کسی شہر سے حاصل کرنے کا سنا نہیں گیا۔ اور سب خورد برد کر ڈالا یہاں تک کہ طلاب جو مدرسہ ندویہ میں پڑھنے جاتے تھے تو ان سے خوراک کی تنخواہ لے لیتے تب داخل کرتے، اسی وجہ سے مولوی مسیح الزمان خاں صاحب اور اعزاز حسین صاحب وغیرہ ان سے علیحدہ ہوگئے اور فقیر سے اور اہل ندویہ سے کئی گھنٹے مباحثہ رہا انھوں نے تسلیم کیا اور وعدہ کیا کہ ہم غیر مقلدوں اور وہابیوں اور رافضیوں اور نیچریوں کو اپنا شریک نہ کرینگے، اور پھر بھی انھوں نے شرکت ان فرقہ باطلہ کی قائم رکھی، اس سے بڑھ کر کیا فریب ہوگا، اب ان شہروں میں ان کا داؤں چلتا نہیں انجان شہروں میں جاکر فریب دہی دنیا اور دین کی اختیار کی، ان شاء اللہ تعالٰی سچے مسلمان تو بعد علم کے ان کے فریب میں ہرگز نہ آئیں گے۔

حررہ الخاطی محمد ریاست علی شاہجہان پوری عفی عنہ۔

(۷۱) اصاب من اجاب۔ العبد نور احمد عفی عنہ

[1] جواھر التنزیل

(۷۲) الجواب صحیح۔ محمد فراست اللہ عفی عنہ

(۷۳) الجواب صحیح۔ ظہور احمد شاہجہان پوری عفی عنہ

تصدیقات علمائے رامپور

(۷۴) الجواب صحیح۔

محمد نور الحسین الرامفوری المدرس الاول للمدرسۃ العثمانیہ الواقعۃ بلدۃ کلکتہ ۲۸ جمادی الاولٰی ۱۳۳۶ الہجریۃ المقدسۃ

(۷۵) بسم اللہ الرحمن الرحیم، الحمد للہ علی الھدایۃ والرشاد ونعوذ باللہ من البغی والعناد، والصلٰوۃ والسلام علی نبییہ المصطفٰی والہ وصحبہ الذین اجتباہم واصطفٰی، اما بعد فقیر حضرت مجدد دین وملت، قامع شرکت وبدعت، مجدد مائۃ حاضرہ، مؤید ملت طاہرہ، امام اہلسنت حضرت فاضل بریلوی ادام اللہ وابقاہ کے حرف حرف سے متفق ہے، نیچری ایجو کیشنل کانفرنسیں یا ان کے فضلے ندوۃ مخذولہ کی شرکت بدنی ہو یا مالی قطعی حرام، اور اس کو حلال اور دینی خدمت سمجھنے والا کافر وبے دین ہے، ملعون نیچریوں نے خوشنودی نصارٰی کے لئے حب جاہ میں گرفتار ہو کر انگریزی تعلیم کا جال پھیلایا رکھا ہے جس سے اس گروہ نابکار بندہ کفار کی غرض فاسد یہ ہے کہ جوہر ایمان مسلمان نادان بچوں کے سینے سے مٹ جائے مگر ان اشرار ناہنجار کو اس رہزنی کے صلے میں کوئی منصب یا جہنمی خطاب مل جائے، ہنوز ایک ماہ نہیں گزرا کہ آل انڈیا مسلم ایجو کیشنل کانفرنس مدارس میں منعقد ہوئی جس کے صدر آنریبل خان بہادر عزیزالدین احمد سی، آئی، اے، کلکٹر آف ویلور نے خطبہ صدارت فرماتے ہوئے کہا کہ مسلمان بچوں کو ابتداء میں قرآن خوانی سے جو نقصانات پیدا ہو جاتے ہیں آگے چل کر وہ انگریزی تعلیم میں حارج ہوتے ہیں، اگے چل کر فرماتے ہیں کہ جو مادر وطن کے فرزند، ایم۔اے، یا بی۔اے کی ڈگریاں حاصل کرنے کے لئے کوشش کر رہے ہوں تو ان کو ایام رمضان میں روزہ بالکل نہ رکھنا چاہئے کیونکہ بوجہ صوم طالبعلموں کے قوائے عقلی وحسی کمزور پڑ جاتے ہیں، انا للہ وانا الیہ راجعون۔ (ملاحظہ ہو مزید کیفیت کے لئے اخبار وکیل)

جن خبیث کانفرنس ونیچری جلسوں میں ان کے معین ومددگار بیٹھ کر خلاف نصوص قرآنی واحادیث محبوب ربانی ریزولیوشن پاس کرتے ہوں ان کانفرنسوں کی شرکت مسلمانوں کو قطعی حرام ہے ایسی کفریہ کانفرنسوں میں اس گروہ شقاوت پژدہ کی شرکت کرنا یا مالی مدد کرنا اسلامی بنیاد کو ڈھانا اور آتش کفر کا بھڑکانا ہے جس کا انجام جہنم ہے،

(۱) رب العزت ارشاد فرماتا ہیں:

"یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْۤا اٰبَآءَكُمْ	اے ایمان والو! اپنے باپ اور اپنے بھائیوں کو

"وَ اِخْوَانَكُمْ اَوْلِيَآءَ اِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْاِيْمَانِ ؕ وَ مَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ "[1]	دوست نہ سمجھو اگر وہ ایمان پر کفر پسند کریں اور تم میں جو کوئی ان سے دوستی کرے گا تو وہی ظالم ہیں۔(ت)
(۲) "مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰى مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتّٰى يَمِيْزَ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ ؕ "[2]۔	اللہ مسلمانوں کو اس حال پر چھوڑنے کا نہیں جس پر تم ہو جب تک جدا نہ کردے گا گندے کو ستھرے سے(ت)

حدیث صحیح میں ارشاد ہوتا ہے:

اباھریرۃ یقول:قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم یکون فی اٰخر الزمان دجالون کذابون یاتونکم من الاحادیث بمالم تسمعوا انتم واٰباؤکم ایاکم وایاھم لایضلونکم ولایفتنونکم[3]۔	حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا کہ آخری زمانہ میں (ایک گروہ) فریب دینے والوں اور جھوٹ بولنے والوں کا ہوگا وہ تمھارے سامنے ایسی باتیں لائیں گے جن کو نہ تم نے کبھی سنا ہوگا نہ تمھارے باپ دادا نے، تو ایسے لوگوں سے بچو اور انھیں اپنے قریب نہ آنے دو تاکہ وہ تمھیں گمراہ نہ کریں اور فتنہ میں نہ ڈالیں۔(ت)
(۲)من اعرض عن صاحب بدعة بغضا له فی اللہ ملا اللہ قبله امنا وایمانا[4]۔	جس نے بغض کی بنا پر بدمذہب سے اعراض کیا تو اللہ تعالٰی اس کا دل امن وایمان سے بھر دے گا۔(ت)
(۳)من مشی الی صاحب بدعة لیوقرھم فقد اعان علی ھدم الاسلام[5]۔	جو کسی بدعتی کی تعظیم کے لئے گیا اس نے اسلام کے ڈھانے پر مدد کی۔(ت)

غرض آیات واحادیث اس بارے میں مالا مال ہیں، خداوند کریم برادران اہل سنت کو ان خبیث جلسوں کی شرکت سے محفوظ رکھے اور گروہ نیاچرہ سے ہم مسلمانان اہل سنت کو بچائے، آمین ثم آمین بجاہ سید المرسلین علیہ افضل الصلٰوۃ واکمل التسلیم۔ فیقر محمد شفاعت الرسول سنی حنفی قادری رضوی برکاتی کان اللہ رامپوری

---

[1] القرآن الکریم ۹/ ۲۳

[2] القرآن الکریم ۳/ ۱۷۹

[3] صحیح مسلم باب النہی عن الروایة عن الضعفاء قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۱۰

[4] تاریخ بغداد ترجمہ ۵۳۷۸ عبدالرحمن بن نافع دارالکتاب العربی بیروت ۱۰/ ۲۶۴

[5] کنزالعمال حدیث ۱۱۲۳ موسستہ الرسالة بیروت ۱/ ۲۲۲

ابن شیر بشیہ سنت عمدۃ المتکلمین سیف المسلول حضرت ابوالوقت مولٰنا شاہ محمد ہدایت الرسول مرحوم مغفور رامپوری

(۷۶) تصدیق جناب مولانا مولوی محمد علیم صاحب میر ٹھی زید مجدہ

مبسملًا وحامدًا محمدًا (جلا وعلا) ومصليًا ومسلمًا محمدًا (سلم اللہ علیہ وصلی) امابعد کاٹھیاوار مسلم ایجوکیشنل کانفرنس کے نام سے ظاہر ہوتا ہے کہ مسلمانوں کاٹھیاوار کی ایک تعلیمی انجمن ہے، مسلمانوں میں علوم کی روشنی پھیلانا اور ان کو جہالت کے قعر مذلت سے نکالنا ایک ایسا ضروری واہم امر ہے جس کے متعلق قرآن عظیم میں یوں وارد ہوتا ہے۔

"وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ؕ" [1]۔	اور تم میں ایک گروہ ایسا ہونا چاہئے کہ بھلائی کی طرف بلائیں اور اچھی بات کا حکم دیں اور بری سے منع کریں۔(ت)

نیز ارشاد ہوتا ہے:

"يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ ۙ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ ؕ" [2]۔	اللہ تمھارے ایمان والوں کے اور ان کے جن کو علم دیا گیا درجے بلند فرمائے گا (ت)

طلب علم کے متعلق فرمان حضور عالم ماکان ومایکون صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ہوتا ہے کہ:

طلب العلم فریضة علی کل مسلم ومسلمة [3]۔	علم طلب کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے (ت)

نیز: اطلبوا العلم ولو بالصین [4] (علم حاصل کرو چاہئے چین جانا پڑے۔ت) لیکن سب سے اہم سوال یہ ہے کہ یہاں علم سے مراد کون سا علم ہے کیونکہ مدینۃ العلم حضرت سیدنا مولٰی علی کرم اللہ وجہہ کا ارشاد ہے کہ:

العلوم خمسة الفقة للادیان والطب للابدان و الهندسة للبنیان والنحو للسان والنجوم للزمان [5] کذافی مدینة	علوم پانچ ہیں: فقہ، دین کے لئے، طب، بدن کے لئے۔ ہندسہ عمارت کے لئے، نحو زبان کے لئے، نجوم زمانہ کے لئے۔ جیسا کہ مدینۃ العلوم

---

[1] القرآن الکریم ۳/ ۱۰۴

[2] القرآن الکریم ۵۸/ ۱۱

[3] فواتح الرحموت بذیل المستصفٰی مسئلہ الواجب علی الکفایۃ واجب علی الکل منشورات الرضی قم ایران ۱/ ۶۳

[4] کنزالعمال حدیث ۲۸۶۹۸،۲۸۶۹۸ موسسۃ الرسالہ بیروت ۱۰/ ۱۳۸

[5] مدینۃ العلوم

العلوم، وقال الامام الشافعی رحمہ الله تعالٰی علیہ العلم علمان علم الطب للابدان وعلم الفقۃ للادیان[1]۔	میں مذکور ہے، امام شافعی رحمہ اللہ تعالٰی نے فرمایا: علم دو ہیں؛ علم طب، بدن کے لئے، اور علم فقہ، دین کے لئے (ت)

سوال مذکورۃ الصدر کا جواب آیات کلام عظیم واحادیث نبی کریم علیہ الصلٰوۃ والتسلیم کے مضامین کو ترتیب دینے سے بادنٰی توجہ معلوم ہوجاتا ہے کہ یہاں اس علم سے مراد دین ہی ہے، چنانچہ اسی پر مفسرین و محدثین کا اجماع، اور اگر جیسا کہ بعض مأولین معانی آیات واحادیث کہتے ہیں کہ علوم ابدان بھی اسی میں داخل ہیں تو بھی یہ امر یقینی ہے کہ علوم دینی کو بہر نوع علوم ابدان پر اولیت ان مأولین کے نزدیک بھی مسلم ہوگی، اس لئے معاملات تعلیم و تعلم علوم پر غور کرنے والوں کے لئے منکم ہونا ہی نہیں بلکہ بفحوائے:

"فَسْـَٔلُوْۤا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝۴۳"[2]	تو اے لوگو! علم والوں سے پوچھو اگر تمھیں علم نہیں (ت)

اہل ذکر ہونا اور شان رفع کا مورد بننے کے لئے "الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا"[3] (جو ایمان لائے۔ت) کا ہونا نیز طلب علم کی فرضیت کا حکم پانے والوں کے لئے مسلم و مسلمہ کا ہونا لابد ہے، پس جہاں مسائل تعلم و تعلیم پر غور کرنے کے لئے امت مرحومہ کے وہ افراد جمع ہوں جو یَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَیْرِ وَ یَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ یَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِؕ"[4] اور "اَهْلَ الذِّكْرِ"[5] کے مصداق کہلائے جاسکیں اور تعلیمی مشورے میں "یَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْۙ"[6] کی آیت کو ملحوظ رکھ کر تحفظ ایمان واسلام واشاعت علوم دین کے فرض اہم واولین کو محسوس کرتے ہوئے ضمناً ضرورت زمانہ کے لئے تجارت وزراعت، صنعت وحرفت نیز ایسی السنہ وکتب کے تعلم و تعلیم کے متعلق بھی مشورہ کریں جن کے حصول سے دین میں نقصان آنے کا احتمال اضعف بھی نہ ہو تو ان کی انجمن محمود اور اس انجمن کی شرکت مسعود کہی جائے گی، البتہ اگر ارکان انجمن معراعن الدین والایمان ہوں، اور مبحث مشورہ تعلیم و تعلم علوم مخرب دین وایمان تو وہ انجمن یقیناً مردود اس کی شرکت سے اہل ایمان کے لئے بہر نوع گریز واجب، جیسا کہ اکابر علماء کے فتاوے سے بوضاحت ثابت ہوچکا، واللہ تعالٰی اعلم وعلمہ جل مجدہ اکمل واتم۔ فقیر محمد علیم رضا القادری غفرلہ

---

[1]

[2] القرآن الکریم ۱۶/ ۴۳ و ۲۱/ ۷

[3] القرآن الکریم ۵۸/ ۱۱

[4] القرآن الکریم ۳/ ۱۰۴

[5] القرآن الکریم ۱۶/ ۴۳ و ۲۱/ ۷

[6] القرآن الکریم ۵۸/ ۱۸

(۷۷) تصدیقات علمائے پنجاب

عنایت فرمائے من جناب قاسم میاں صاحب سلمہ اللہ تعالٰی ! وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ۔یہاں پر استفسارات کے اجوبہ علمائے کرام مقیمان زیارت شریف لکھتے ہیں۔آپ کا دعاگو عرصہ ممتدہ سے بوجہ کم فرصتی علیحدہ ہے۔آپ کے استفسار کے متعلق جواباً گزارش ہے کہ اہل السنۃ کو اہل ہوا وبدعت کے لئے اشاعتِ امور ہوائیہ وبدعیہ میں امداد دینی نہ چاہئے،میں چونکہ مفتی نہیں ہوں لہٰذا مہر بھی نہیں رکھتا۔

العبد الملتجی والمشتکی الی اللہ المدعو بمہر علیشاہ بقلم خود از گولڑہ

(۷۸) الجواب صحیح والمجیب مصیب۔

حررہ الراجی الٰی لطف ربہ القوی عبدالنبی الامی السید حیدر شاہ القادری الحنفی المتوطن کچھ بھوج المعروف بہ پیر پھڑوالہ النزیل فی الکلکتۃ المرقوم ۲۷ جمادی الاول ۱۳۳۶ھ

(۷۹) فرمان ہادی السبیل سید الانبیاء والملائکۃ والرسل رسول الکل عزیز از جان ودل حبیب لبیب پیارے نبی محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بعد ما ھو المکتوب فی اللوح والقلم فی کل یوم ولیلۃ ولمحۃ وساعۃ ونفس الف الف مائۃ الف مرۃ الی یوم العلم،جز اہل السنت والجماعت کلہم فی النار ہو،پس ایسے مجمع میں شریک ہونا حرام ہے،ہاں ہاں جسے جہنمی رقعہ خرید کرنا ہو اسے جائز ہے کہ اپنا حال رائیگاں کرکے دنیا میں ناموری پائے اور گروہ ماانا علیہ واصحابی وسواد اعظم سے خارج ہو کر گروہ اہل البدعۃ والنار میں اپنا نام لکھوائے۔

"مَاۤ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُۗ وَ مَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْاۚ"[1] الایۃ۔"وَ مَنْ كَانَ فِیْ هٰذِهٖۤ اَعْمٰى فَهُوَ فِی الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى"[2]۔	جو کچھ تمھیں رسول عطا فرمائیں وہ لو اور جس سے منع فرمائیں باز رہو الآیۃ۔اور جو اس زندگی میں اندھا ہو وہ آخرت میں بھی اندھا ہے۔(ت)

کتبہ خاکپائے سیدنا رسول الرب الغفور احقر عبدالشکور گیسو دراز ابن المرحوم المغفوری مولوی دادامیاں محمدی سنی حنفی چشتی صابری اویسی دھوراجوی عفا اللہ عنہ۔

---

[1] القرآن الکریم ۵۹/ ۷

[2] القرآن الکریم ۱۷/ ۷۲

رسالہ

تدبیر فلاح ونجات واصلاح ۱۳۳۱ھ

(نجات، اصلاح معاشرہ اور کامیابی کی بہترین تدبیریں)

بسم اللہ الرحمن الرحیم ط

نحمدہ ونصلی علی رسول الکریم ط

مسئلہ ۱۵: از کلکتہ کولوٹولہ اسٹریٹ نمبر ۶۵ مسئولہ جناب حاجی منشی لعل خاں صاحب ۱۹ ربیع الاول ۱۳۳۱ھ

قبلہ وکعبہ حضرت مرشدی ومولائی دام ظلکم العالی، تمنائے قدمبوسی کے بعد مؤدبانہ گزارش، المؤید کے پرچے برائے ملاحظہ مرسل ہیں۔ ارشاد ہو کہ آج کل مسلمانوں کو کیا کرنا چاہئے اور امداد ترک کا کیا طریقہ ہے؟

الجواب:

بملاحظہ مکرمی حامی سنت ماحی بدعت برادر طریقت حاجی لعل خاں صاحب دام مجدہم وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، المویدکے چھ پرچے آئے انھیں بالاستیعاب دیکھا گمان یہ تھا کہ شاید کوئی خبر خوشی کی ہو مگر اس کے برعکس اس میں رنج وملال کی خبریں تھیں، بے گناہ مسلمانوں پر جو مظالم گزر رہے ہیں اور سلطنت ان کی حمایت نہیں کرسکتی صدمہ کے لئے کیا کم تھے کہ اس سے بھی بڑھ کر ترکوں کی اس تازہ تبدیل روشن کا ذکر تھا جس نے میرے خیال کی تصدیق کردی۔

"اِنَّ اللّٰهَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ "[1]۔	بیشک اللہ تعالٰی کسی قوم کو گردش میں نہیں ڈالتا جب تک وہ اپنی حالت خود نہ بدل ڈالیں۔

اللہ اکرم الاکرمین اپنے حبیب کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے طفیل سے ہماری اور ہمارے اسلامی بھائیوں کی آنکھیں کھولے، اصلاح قلوب واحوال فرمائے، خطاؤں سے در گزر کرے، غیب سے اپنی مدد اتارے، اسلام و مسلمین کو غلبہ قاہرہ دے، آمین الٰہ الحق آمین، وحسبنا اللہ ونعم الوکیل، ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ مگر بے دل نہ چاہئے،

"لَا تَایْــٴَـسُوْا مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِؕ اِنَّهٗ لَا یَایْــٴَـسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ(۸۷)"[2]	اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو، بیشک اللہ کی رحمت سے ناامید نہیں ہوتے مگر کافر لوگ۔(ت)

اللہ واحد قہار غالب علی کل اس دین کا حافظ وناصر ہے،

"وَ كَانَ حَقًّا عَلَیْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ(۴۷)"[3] "وَ اَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ(۱۳۹)"[4]	اور ہمارے ذمہ کرم پر ہے مسلمانوں کی مدد فرمانا، تمھیں غالب آؤ گے اگر ایمان رکھتے ہو۔(ت)

حضور سید نا سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لاتزال طائفۃ من امتی ظاھرین علی الحق لایضرھم من خذلھم ولا من خالفھم حتی یاتی امر اللہ وھم علی ذلك غالبًا[5]۔	میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ حق پر غالب رہے گا ان کی مخالفت اور رسوائی کرنے والا ان کو ضرر نہ پہنچا سکے گا کہ وہ گروہ اس کا حکم آنے تک اس پر غالب رہے گا۔(ت)

یہاں امر اللہ وہ وعدہ صادقہ ہے جس میں سلطان شہید ہوں گے اور روئے زمین پر اسلامی

---

[1] القرآن الکریم ۱۳/۱۱

[2] القرآن الکریم ۱۲/ ۸۷

[3] القرآن الکریم ۳۰/ ۴۷

[4] القرآن الکریم ۳/ ۱۳۹

[5] صحیح البخاری کتاب المناقب قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۵۱۴، صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب قولہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لا تزال امتی الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۱۴۳، سنن ابو داؤد کتاب الفتن آفتاب عالم پریس لاہور ۲/ ۲۲۸

سلطنت کا نام نہ رہے گا۔ تمام دنیا میں نصارٰی کی سلطنت ہوگی، اگر **معاذاللہ** وہ وقت آگیا ہے جب تو کوئی چارہ کار نہیں۔ شدنی ہو کر رہے گی، مگر وہ چند ہی روز کے واسطے ہے، اس کے متصل ہی حضرت امام کا ظہور ہوگا۔ پھر سیدنا روح اللہ عیسٰی مسیح علیہ الصلٰوۃ والسلام نزول اجلال فرمائیں گے اور کفر تمام دینا سے کافور ہوگا۔ تمام روئے زمین پر ملت ایک ملت اسلامی ہوگی، اور مذہب ایک مذہب اہلسنت، غیب کا علم اللہ عزوجل کو ہے، پھر اس کی عطا سے اس کے حبیب صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو، مگر فقیر جہاں تک نظر کرتا ہے ابھی ان شاء اللہ وہ وقت نہیں آیا اگر ایسا ہے تو ضرور نصرت الٰہیہ نزول فرمائے گی اور کفار ملاعنہ اپنے کیفر کردار کو پہنچیں گے، بہر حال بندگی بیچارگی دعا کے سوا کیا چارہ ہے، وہی جو ہمارا رب ہے ہماری حالت زار پر رحم فرمائے گا اور اپنی نصرت اتارے یعنی جھٹکے جو پہنچ گئے ہیں انھیں پر "زُلْزِلُوْا زِلْزَالًا شَدِیْدًا ﴿۱۱﴾ "[1] (خوب سختی سے جھنجھوڑے گئے۔ت) کو ختم فرمادے اور "اَلَاۤ اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِیْبٌ ﴿۲۱۴﴾ "[2] (سن لو بیشک اللہ کی مدد قریب ہے۔ت) کی بشارت سنادے، **حسبنا اللہ ونعم الوکیل۔**

آپ پوچھتے ہیں مسلمانوں کو کیا کرنا چاہئے، اس کا جواب میں کیا دے سکتا ہوں، اللہ عزوجل نے تو مسلمانوں کے جان ومال جنت کے عوض خریدے ہیں،

" اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَهُمْ وَ اَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ ؕ "[3]	بیشک اللہ نے مسلمانوں کے جان ومال خرید لئے ہیں اس بدلے پر کہ ان کے لئے جنت ہے۔(ت)

مگر ہم ہیں کہ مبیع دینے سے انکار اور ثمن کے خواستگار ہندی مسلمانوں میں یہ طاقت کہاں کہ وطن ومال واہل وعیال چھوڑ کر ہزاروں کوس دور جائیں اور میدان جنگ میں مسلمانوں کا ساتھ دیں مگر مال تو دے سکتے ہیں، اس کی حالت بھی سب آنکھوں دیکھ رہے ہیں وہاں مسلمانوں پر یہ کچھ گزر رہی ہے یہاں وہی جلسے وہی وہی رنگ، وہی تھیٹر وہی امنگ، وہی تماشے وہ بازیاں، وہی غفلتیں وہی فضول خرچیاں، ایک بات کی بھی کمی نہیں، ابھی ایک شخص نے ایک دنیاوی خوشی کے نام سے پچاس ہزار دئے ایک عورت نے ایک چین وچنان جر گہ کو پچاس ہزار دئے، ایک رئیس نے ایک کالج کو ڈیڑھ لاکھ دئے، اور یونیورسٹی کے لئے تو تیس لاکھ سے زائد جمع ہوگیا، ایک رات میں ہمارے اس مفلس شہر سے اس کے لئے چھبیس ہزار کا چندہ ہوا، بمبئی میں ایک کم درجے

---
[1] القرآن الکریم ۳۳/ ۱۱

[2] القرآن الکریم ۲/ ۲۱۴

[3] القرآن الکریم ۹/ ۱۱۱

کے شخص نے صرف ایک کوٹھری چھبیس ہزار روپے کو خریدی فقط اس لئے کہ اس کے وسیع مکان سکونت سے ملحق تھی، جسے میں بھی دیکھ آیا ہوں، اور مظلوم اسلام کی مدد کے لئے جو کچھ جوش دکھائے جارہے ہیں آسمان سے بھی اونچے ہیں، اور جو اصلی کاروائی ہورہی ہے زمین کی تہہ میں ہے پھر کس بات کی امید کی جائے۔ بڑی ہمدردی یہ نکالی ہے کہ یورپ کے مال کا بائیکاٹ ہو، میں اسے پسند نہیں کرتا۔ ہرگز مسلمانوں کے حق میں کچھ نافع پاتا ہوں، اول تو یہ بھی کہنے کے الفاظ ہیں نہ اس پر اتفاق کریں گے نہ ہرگز اس کو نباہیں گے، اس عہد کے پہلے توڑنے والے جنٹل مین حضرات ہی ہوں گے جن کی گزر بغیر یورپین اشیاء کے نہیں۔ تو سارا یورپ ہے پہلے صرف اٹلی کا بائیکاٹ ہوا تھا، اس پر کتنوں نے عمل کیا اور کتنے دن نباہا، پھر اس سے یورپ کو ضرر بھی کتنا، اور ہو بھی تو کیا فائدہ کہ وہ ہو سو ترکیوں سے اس سے دہ گنا ضرر پہنچا سکتے ہیں، لہٰذا ضرر رسانی کا ارادہ صرف وہی مثل ہے کہ کمزور اور پٹنے کی نشانی، بہتر ہے کہ مسلمان اپنی سلامت روی پر قائم رہیں، کسی شریر قوم کی چال نہ سیکھیں، اپنے اوپر مفت کی بدگمانی کا موقع نہ دیں، ہاں اپنی حالت سنبھالنا چاہتے ہیں تو ان لڑائیوں ہی پر کیا موقوف تھا، ویسے ہی چاہئے تھا کہ:

اولاً: باستثناء ان معدود باتوں کے جن میں حکومت کی دست اندازی ہو اپنے تمام معاملات اپنے ہاتھ میں لیتے، اپنے سب مقامات اپنے آپ فیصل کرتے، یہ کروڑوں روپے جو اسٹامپ ووکالت میں گھسے جاتے ہیں گھر کے گھر تباہ ہوگئے اور ہوئے جاتے ہیں محفوظ رہتے۔

ثانیاً: اپنی قوم کے سوا کسی سے کچھ نہ خریدتے کہ گھر کا نفع ہی میں رہتا، اپنی حرفت و تجارت کو ترقی دیتے کہ کسی چیز میں کسی دوسری قوم کے محتاج نہ رہتے، یہ نہ ہوتا کہ یورپ وامریکہ والے چھٹانک بھر تانبا کچھ صناعی کی گھڑنت کرکے گھڑی وغیرہ نام رکھ کر کہ آپ کو دے جائیں اور اس کے بدلے پاؤ بھر چاندی آپ سے لے جائیں۔

ثالثاً: بمبئی، کلکتہ، رنگون، مدراس، حیدرآباد وغیرہ کے تونگر مسلمان اپنے بھائی مسلمانوں کیلئے بنک کھولتے، سود شرع نے قطعی حرام فرمایا ہے، مگر اور سو طریقے نفع لینے کے حلال فرمائے ہیں جن کا بیان کتب فقہ میں مفصل ہے اور اس کا ایک نہایت آسان طریقہ "کتاب کفل افتیہ الفاhم" میں چھپ چکا ہے، ان جائز طریقوں پر بھی نفع لینے کہ انھیں بھی فائدہ پہنچتا اور ان کے بھائیوں کی بھی حاجت بر آتی اور آئے دن جو مسلمانوں کی جائدادیں بنیوں کی نذر کو ہوئی چلی جاتی ہے ان سے بھی محفوظ رہتے، اگر بنیوں کی جائداد ہی لی جاتی مسلمان ہی کے پاس رہتی یہ تو نہ ہوتا کہ مسلمان ننگے اور بنئے تنگے۔

رابعاً: سب سے زیادہ اہم، سب کی جان، سب کی اصل اعظم وہ دین متین تھا جس کی رسی مضبوط تھامنے نے اگلوں کو ان مدارج عالیہ پر پہنچایا، چار دانگ عالم میں انکی ہیبت کا سکہ بٹھایا، نان شبینہ کے محتاجوں کو

بلند تاجوں کا مالک بنایا۔اور اسی کے چھوڑنے نے پچھلوں کویوں چاہ ذلت میں گرایا فانا للہ وانا الیہ راجعون، ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

دین متین علم دین کے دامن سے وابستہ ہے، علم دین سیکھنا پھر اسی پر عمل کرنا اپنی دونوں جہاں کی زندگی چاہتے وہ انھیں بتادیتا، اندھو! جسے ترقی سمجھ رہے ہو سخت تنزل ہے، جسے عزت جانتے ہو اشد ذلت ہے،

مسلمان اگر یہ چار باتیں اختیار کریں توان شاء اللہ العزیز آج کی حالت سنبھل جاتی ہے،آپ کے سوال کا جواب تو یہ ہے، مگر یہ تو فرمائے کہ سوال وجواب سے حاصل کیاجب کوئی اس پر عمل کرنے والانہ ہو، عمل کی حالت ملاحظہ ہو:

اول: پر یہ عمل ہے کہ گھر کے فیصلہ میں اپنے دعوے سے کچھ بھی کمی ہو تو منظور نہیں۔اور کچہری جاکر اگرچہ گھر کی بھی جائے ٹھنڈے دل سے پسند گرہ گرہ بھر زمین پر طرفین سے دو دو ہزار بگڑ جاتے ہیں کیا آپ ان حالتوں کو بدل سکتے ہیں، "**فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ**۝" [1] (تو کیا تم باز آئے۔ت)

دوم: کی یہ کیفیت کہ اول تو خاندانی لوگ حرفت وتجارت کو عیب سمجھتے ہیں اور ذلت کی نوکریاں کرنے، ٹھوکریں کھانے، حرام کام کرنے، حرام مال کھانے کو فخر وعزت، اور جو تجارت کریں بھی تو خریدار کو اتنا حس نہیں کہ اپنی ہی قوم سے خریدیں اگرچہ پیسہ زائد سہی کہ نفع ہے تو اپنی بھائی کا ہے،اہل یورپ کو دیکھا ہے کہ دیسی مال اگرچہ ولایتی کی مثل اور اس سے ارزاں بھی ہو ہرگز لیں گے اور ولایتی گراں خریدلیں گے۔ادھر بیچنے والوں کی یہ حالت کہ ہندو آنہ روپیہ نفع لے، مسلمان صاحب چونی سے کم پر راضی نہیں اور پھر لطف یہ کہ مال بھی اس سے ہبلکہ بلکہ خراب، ہندو تجارت کے اصول جانتا ہے کہ جتنا تھوڑا نفع رکھے اتنا ہی زیادہ ملتا ہے اور مسلمان صاحب چاہتے ہیں کہ سارا نفع ایک ہی خریدار سے وصول کرلیں۔ناچار خریدنے والے مجبور ہوکر ہندو سے خریدتے ہیں۔کیا تم یہ عادتیں چھوڑ سکتے ہو "**فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ**۝" [2] (تو کیا تم باز آئے۔ت)

سوم: کی یہ حالت کہ اکثر امراء کو اپنے ناجائز عیش سے کام ہے، ناچ رنگ وغیرہ بے حیائی یا بیہودگی کے کاموں میں ہزاروں لاکھوں اڑادیں وہ ناموری ہے ریاست ہے،اور مرتے بھائی کی جان بچانے کو ایک خفیف رقم دینا ناگوار، جنھوں نے بنیوں سے سیکھ کرلین دین شروع کیا وہ جائز نفع کی طرف توجہ کیوں کریں، دین سے کیاکام، اللہ ورسول کے احکام سے کیا غرض، ختنہ نے انھیں مسلمان کیا اور گائے کے گوشت نے مسلمانی قائم رکھی اس سے زائد کیا ضرورت ہے، نہ انھیں مرنا ہے، نہ اللہ وحدہ قہار کے حضور جانا، نہ اعمال کا

---

[1] القرآن الکریم ۵/ ۹۱

[2] القرآن الکریم ۵/ ۹۱

حساب دینا، انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔ پھر سود بھی لیں تو نبیا اگر بارہ آنے مانگے یہ ڈیڑھ دو سے کم پر راضی نہ ہوں، ناچار حاجتمند بنیوں کے ہتھے چڑھتے ہیں اور جائدادیں ان کی نذر کر بیٹھتے ہیں۔

چہارم: کاحال ناگفتہ بہ ہے کہ انٹر پاس کو رزاق مطلق سمجھا ہے وہاں نوکری میں عمر کی شرط، پاس کی شرط، پھر پڑھائی وہ مفید کہ عمر بھر کام نہ آئے، نہ اس کی نوکری میں اس کی حاجت پڑے، اپنی ابتدائی عمر کہ وہی تعلیم کازمانہ ہے یوں گنوائی، اب پاس ہونے میں جھگڑا ہے، تین تین بار فیل ہوتے ہیں اور پھر پلٹے چلے جاتے ہیں، اور قسمت کی خوبی کہ مسلمان ہی اکثر فیل کئے جاتے ہیں، پھر تقدیر سے پاس بھی مل گیا تواب نوکری کا پتا نہیں اور ملی بھی تو صریح ذلت کی، اور رفتہ رفتہ دنیوی عزت کی بھی پائی تو وہ کہ عندالشرع ہزار ذلت، کہئے پھر علم دین سکھنے اور دین حاصل کرنے اور نیک وبد میں تمیز کرنے کا کون سا وقت آئے گا۔ لاجرم نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ دین کو مضحکہ سمجھتے ہیں، اپنے باپ دادا کو جنگلی، وحشی، بے تمیز، گنوار، نالائق، بیہودہ، احمق، بے خرد جاننے لگتے ہیں، بفرض غلط اگر یہ ترقی بھی ہوئی تو نہ ہونے سے کروڑ درجے بدتر ہوئی، کیا تم علم دین کی برکتیں ترک کرو گے، "فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ ۞ "[1] (توکیا تم باز آئے۔ت)

یہ وجوہ ہیں یہ اسباب ہیں، مرض کاعلاج چاہنا اور سبب کا قائم رکھنا حماقت نہیں تو کیا ہے، اس نے تمھیں ذلیل کردیا اس نے غیر قوموں کو تم پر ہنسوایا، اس نے اس نے جو کچھ کیا وہ اس نے، اور آنکھوں کے اندھے اب تک اس اوندھی ترقی کا رونا روئے جاتے ہیں، "ہائے قوم وائے قوم یعنی ہم تواسلام کی رسی گردن سے نکال کر آزاد ہوگئے، تم کیوں قلی بنے ہو" حالانکہ حقیقۃً یہ آزادی ہی سخت ذلت کی قید ہے جس کی زندہ مثال یہ ترکوں کا تازہ واقعہ ولا حول ولا قوۃ الا باللّٰہ العلی العظیم۔

اہل الرائے ان وجوہ پر نظر فرمائیں، اگر میرا خیال صحیح ہو تو ہر شہر وقصبہ میں جلسے کریں اور مسلمانوں کو ان چار باتوں پر قائم کردیں پھر آپ کی حالت خوبی کی طرف نہ بدلے تو شکایت کیجئے، یہ خیال نہ کیجئے کہ ایک ہمارے کئے کیا ہوتا ہے ہر ایک نے یونہی سمجھا تو کوئی کچھ نہ کرے گا، بلکہ ہر شخص یہی تصور کرے کہ مجھی کو کرنا ہے، یوں ان شاء اللّٰہ تعالٰی سب کرلیں گے، چند جگہ جاری تو کیجئے پھر خربوزہ کو دیکھ کر خربوزہ رنگ پکڑتا ہے، خدانے چاہا تو عام بھی ہوجائے گا، اس وقت آپ کو اس کی برکات نظر آئیں گی، وہی آیہ کریمہ کہ ابتداء سخن میں تلاوت ہوئی "اِنَّ اللّٰهَ لَا یُغَیِّرُ"[2] الایۃ جس طرح برے رویہ کی طرف اپنی حالت بدلنے پر تازیانے ہے یوں ہی نیک روش کی طرف

---

[1] القرآن الکریم ۵/ ۹۱

[2] القرآن الکریم ۱۳/ ۱۱

تبدیلی پر بشارت ہے کہ اپنے کرتب چھوڑو گے تو ہم تمھاری اس ردی حالت کو بدل دیں گے، ذلت کے بدلے عزت دینگے، اے رب ہمارے! ہماری انکھیں کھول اور اپنے پسندیدہ راستہ پر چلا صدقہ رسولوں کے سورج مدینہ کے چاند کا، صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وعلٰی آلہ وصحبہ وبارک وکرم آمین!

خیر یہ مرتبہ تو عمر کا ہے، مسلمانوں چار باتوں میں سے ایک کو بھی اختیار کرتے نہیں معلوم ہوتے، مگر ضروریات امداد ترک کی نسبت کہئے مرثیے ہزاروں پڑھے گئے مگر سوابعض غرباء کے امراء ورؤسا بلکہ دنیا بھر کے والیان ملک نے بھی کوئی قابل قادر حصہ لیا وہ جو فوجی مدد دے سکتے تھے وہ جو لاکھ پونڈ بھیج سکتے تھے وہ ہیں اور بے پروائی، گویا انھوں نے کچھ سنا ہی نہیں۔ انھیں جانے دیجئے، وہ جانیں اور ان کی مصلحت، آپ بیتی کہئے، کتنا چندہ ہوا ہے جس پر ہمدردی اسلام کا دعوی ہے، مصارف جنگ کچھ ایسے ہلکے ہیں، جتنا چندہ جاچکا ہے ایک دن کی لڑائی میں اس سے زیادہ اڑ جاتا ہے، اب بھی اگر تمام ہندوستان کے جملہ مسلمان امیر فقیر غریب رئیس اپنے سچے ایمان سے ہر شخص اپنے ایک مہینہ کی آمدنی دے دے تو گیارہ مہینہ کی آمدنی میں بارہ مہینہ گزر کرلینا کچھ دشوار نہ ہو۔ اور اللہ عزوجل چاہے تو لاکھوں پونڈ جمع ہو جائیں، یونیورسٹی کے لئے جو غریبوں کے پیٹ کاٹ کر تیس لاکھ سے زیادہ جوڑ لیا اور اس پر سود مل رہا ہے کہ اس کی مقدار بھی چالیس ہزار سے زائد سے زائد ہو چکی ہے، اور وہ بنی بھی نہیں یہ روپے تو گھر سے دینا نہیں اس کو اللہ وحدہ قہار کی راہ بھیج دیجئے، اسلام باقی ہے تو یونیورسٹی نہ بننا ضرر نہ دے گا۔ اور اسلام نہ رہا تو یونیورسٹی کیا بخشوالے گا، بلکہ ہم کہہ دیتے ہیں کہ وہ اس وقت ہرگز ہرگز بن بھی نہ سکے گی اس وقت جو گت ہوگی اس کا بیان پیش از وقت ہے اور بالفرض تنگ دل اور بخیل ہاتھ پرایا مال بھی یوں دینے کو نہ ہو تو یہ تمام وکمال روپے سلطنت اسلام کو بقائے اسلام کے لئے بطور قرض حسن ہی دیجئے، اور زیادہ کیا کہوں، وحسبنا اللہ ونعم الوکیل ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم، واللہ تعالٰی اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

کتب عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی عفی عنہ بمحمدن النبی الامی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم

مہر دارالافتاء مدرسہ اہلسنت وجماعت بریلی

تصحیح کردہ اعجاز الرضوی

ازکاظمی مقیم دربار داتا صاحب

صح الجواب واللہ تعالٰی اعلم۔

محمد رضا خان قادری عفی عنہ

الجواب صحیح

فقیر حسین احمد العاشق النھواری عفی عنہ المولی القوی

اصاب المجیب جزاہ اللہ جزاء ویثیب (مجیب نے جواب درست دیا ہے اللہ تعالٰی مجیب کو جزا وثواب عطا فرمائے۔ت)
فقیر مصطفٰی رضا القادری النوری غفرلہ ولوالدیہ

صح الجواب واللہ تعالٰی اعلم بالصواب (جواب صحیح ہے اور اللہ تعالٰی بہتر جاننے والا ہے۔ت)
فقیر امجد علی الاعظمی الرضوی عفی عنہ

وانا علی ذلك من الشاھدین (اور میں اس حوالے کے صحیح ہونے پر گواہ ہوں۔ت)
فقیر نواب مرزا رضوی بریلوی عفی عنہ المولی القوی

مسئلہ ۱۶: مسئولہ اختر حسین طالب علم مدرسہ منظر الاسلام محلّہ سوداگران بریلی ۲۲صفر ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص سامنے سے گزرا دوسرے سے کہا صلٰوۃ ہوگئی اور جماعت تیار ہے، اس نے کہا نماز پڑھنے والے پر لعنت بھیجتا ہوں، جب یہ ذکر ایک تیسرے شخص کے سامنے ہوا اور لوگوں نے کہا یہ کلمہ کفر ہے، تو اس نے کہا ایسی باتوں سے کفر نہیں عائد ہوا کرتا حالانکہ یہ شخص عاقل بالغ ہے اس شخص کا کیا حکم ہے؟ **بینوا توجروا**

الجواب:

اس کہنے سے وہ شخص کافر ہوگیا، اس کی عورت نکاح سے نکل گئی، اور یہ تیسرا بھی نئے سرے سے کلمہ اسلام پڑھے اور اپنی عورت سے اس کے بعد نکاح کرے۔ **واللہ تعالٰی اعلم۔**

مسئلہ ۱۷: از شہر محلّہ سوداگران مسئولہ سید عزیز احمد صاحب ۷ ربیع الاول ۱۳۳۹ھ

کیافرماتے ہیں علمائے دین وحامی شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید نے ایک مکان در حقیقت دو سو روپیہ کو بیع کیا مگر بیعنامہ ڈھائی سو روپیہ کالکھااور رجسٹری کے وقت حاکم کے سامنے دو سو روپیہ وصول پائے، باقی پچاس روپیہ اس سے قبل وصول پانے کا جھوٹااقبال کیااور اس بارے میں عمرو کی شہادت پیش کی، عمرو نے باوجود اس کے کہ اس کو اس امر کا اچھی طرح علم تھا کہ مکان حقیقت میں دو سو روپیہ کو بیع کیا گیا ہے اور کوئی رقم پچاس روپے کی اس سے قبل زید کو وصول نہیں ہوئی ہے اس امر کی شہادت دی کہ مکان واقعی ڈھائی سو روپے کو بیع کیا گیا ہے اور پچاس روپے زید کو اس سے قبل وصول ہو چکے ہیں، جب لوگوں نے عمرو سے کہا کہ تم نے جھوٹی شہادت دی، عمرو نے اس کا جواب دیا کہ کچہری میں کون سا سچ کہا کرتا ہے جتنے جاتے ہیں سب جھوٹ ہی کہا کرتے ہیں اگر میں نے جھوٹ کہا تو کیا برا کیا، اب سوال یہ ہے کہ عمرو اکثر اوقات نماز میں امامت بھی کرتا ہے تو ایسی حالت میں عمرو کی امامت نماز میں جائز ہے یا ناجائز؟

الجواب:

صورت مستفسرہ میں اس کی امامت ناجائز ہے، ایک تو اس نے جھوٹی گواہی دی اور حدیث میں فرمایا:

"سن لو سن لو جھوٹی گواہی بتوں کے پوجنے کے برابر رکھی گئی، سن لو سن لو جھوٹی گواہی بتوں کے پوجنے کے برابر رکھی گئی، سن لو سن لو جھوٹی گواہی بتوں کے پوجنے کے برابر رکھی گئی[1]۔" دوسری حدیث میں فرمایا:

لن تزول قدما شاھد الزور حتی یوجب اللہ لہ النار[2]۔	جھوٹی گواہی دینے والا وہاں سے قدم ہٹانے نہیں پاتا کہ اللہ تعالٰی اس کے لئے نار جہنم واجب فرماتا ہے۔

[1] سنن ابوداؤد کتاب القضاء باب فی شہادت الزور آفتاب عالم پریس لاہور ۲/ ۱۵۰، سنن ابن ماجہ ابواب الشہادات باب شہادت الزور ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۷۳

[2] سنن ابن ماجہ ابواب الشہادات باب شہادۃ الزور ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۷۳

یہاں تک تو گناہ کبیرہ ہی تھا جو آدمی کی ہلاکت وبربادی کو بس ہے آگے اس کا کہنا کہ "میں نے جھوٹ بولا تو کیا برا کیا" صریح کلمہ کفر ہے، اس پر لازم ہے کہ تجدید اسلام کرے اور اگر عورت رکھتا ہے تو از سر نو اسلام لانے کے بعد اس سے تجدید نکاح ضرور ہے۔ **واللہ تعالٰی اعلم۔**

مسئلہ ۱۸: از موضع شمس آباد ضلع کیمل پور پنجاب مسئولہ مولوی غلام ربانی صاحب ۱۰ جمادی الآخر ۱۳۳۹ھ

ایک عالم سنی حنفی المذہب نے اپنے وعظ میں کہا کہ اللہ عزوجل نے ایک سو چار "۱۰۴" کتاب نازل فرمائی، اس کی تفصیل یہ ہے کہ سب میں پروردگار نے فرمایا: "**اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ**"[1] الخ (اور اطاعت کرو اللہ تعالٰی کی اور اطاعت کرو رسول کی۔ت)

اے مسلمانو! آپ لوگوں کو سمجھانے کے لئے ایک مثال دیتا ہوں اس کے بعد آپ لوگ خیال کریں کہ قوت ایمانی میں کہاں تک ضعف ہوگیا ہے، دیکھو کسی حاکم کا چپراسی سمن لے کر آتا ہے تو اس کا کس قدر خوف ہوتا ہے حالانکہ حاکم ایک بندہ مثل ماو شما، سمن پیسہ آدھے پیسہ کا کاغذ جس میں معمولی مضمون ہوتا ہے، چپراسی پانچ چھ روپے کا ملازم ہوتا ہے، مگر یہ حالت ہوتی ہے کہ اس کے خوف کے مارے لوگ روپوش ہوجاتے ہیں، لاچاری سے لینا ہی پڑتا ہے بعدہ وکیل کی تلاش اور روپے کا صرف کرنا وکذا وکذا، اور اللہ تعالٰی احکم الحاکمین کہ دم بھر میں تہہ وبالا کرسکتا ہے اس کا حکمنامہ یعنی قرآن پاک ومقدس کہ جس کے ایک ایک حرف پر دس بیس تیس نیکی کا وعدہ ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لائے کہ جن کی خاطر زمین وآسمان پیدا ہوا، اب بتاؤ کہ اس احکم الحاکمین اور اس قرآن مجید اور اس کے رسول کا فرمان ہم سب مسلمان لوگ کہاں تک بجالاتے ہیں ہمیشہ وعظ سنتے ہیں عمل نہیں کرتے الخ، اس پر دوسرے ایک عالم نے کہا کہ حضرت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو چپراسی کہنا دین کا، یا اس سے مثال دینا، یا اس سے تشبیہ، تینوں صورتوں میں کفر ہے، اور کہنے والا سابی ہے اس کی توبہ قبول نہ ہوگی اب عرض ہے کہ یہ تشبیہ ہے یا تمثیل، اور مثال کا فرق پورے طور سے بیان فرمائیے یہ سوال اگرچہ کوتاہ ہے مگر بڑا اہم اور ضروری ہے جس کے سبب سے ایک بڑا فتنہ وفساد برپا ہورہا ہے، **بینوا توجروا**

الجواب:

حاش للہ اس میں نہ تشبیہ ہے نہ تمثیل، نہ اصلا **معاذ اللہ** توہین کی بو، یہ تو لوگوں کی زجر وتوبیخ ہے

[1] القرآن الکریم ۴/ ۵۹

کہ ایک ذلیل حاکم کا ذلیل فرمان ذلیل چپر اسی لائے اس پر تو تمھاری یہ حالت ہوتی ہے اور ملک الملوک واحد قہار جل وعلا کا عزیز وعظیم و جلیل و کریم فرمان اعزا لمسلمین اکرم المحبوبین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لے کر تشریف لائے اس کی پروانہیں کرتے، اس سے اپنی قوت ایمانی کے حال کا اندازہ کر سکتے ہو، اس کی نظیر حضور بشیر و نذیر صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ صحیح بخاری میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے:

والذی نفسی بیدہ لویعلم احد هم انه یجد عرقا سمینا اومرماتین حسنتین لشهد العشاء [1]۔	قسم ہے اس کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر ان میں کسی کو یہ معلوم ہوتا کہ کوئی فربہ ہڈی جس پر گوشت کا خفیف حصہ لپٹا رہ گیا ہو یا بکری کے اچھے دو کھُر ملیں گے (جن کے شگاف میں گوشت کا لگاؤ ہوتا ہے) تو ضرور نماز عشاء میں حاضر ہوتا۔

اور طبرانی نے معجم اوسط میں بسند صحیح انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا:

لوان رجلا دعا الناس الی عرق اومرماتین لاجابوہ وهم یدعون الٰی هذہ الصلوۃ فی جماعة فلا یاتونها [2]۔	اگر کوئی شخص لوگوں کو پتلا گوشت لپٹی ہوئی ہڈی یا دو کھروں کی دعوت دے تو ضرور جائیں گے اور اس نماز کی جماعت کو بلائے جاتے ہیں تو نہیں آتے۔

کیا معاذاللہ یہ ثواب و رضائے الٰہی کو دو کوڑی کی ہڈی یا دو کھروں سے تشبیہ ہے، حاشا بلکہ ان کے حال کی تقبیح اور ان پر زجر و توبیخ ہے کہ ایسی حقیر چیز کے لئے تو دوڑتے ہیں اور ایسی عظیم شیئ کی پروانہیں کرتے، امام بدرالدین محمود عینی عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری میں اسی حدیث کے نیچے فرماتے ہیں:

المعنی لو علم انه لو حضر صلوۃ العشاء لوجد نفعا دنیویا وان کان خسیسا حقیرا لحضرها لقصور همته و لا یحضرها لما لها من الاجوراو المثوبات (ای العقبی ونعیمها [3])	مفہوم یہ ہے کہ اگر انھیں یہ علم ہو کہ نماز پر آنے سے دنیوی نفع ہو اگرچہ وہ حقیر و خسیس ہو وہ تب بھی آئیں کیونکہ ان کی منزل دنیا ہے اور اس کے لئے نہ حاضر ہوں گے جس میں ان کے لئے عقبٰی اور اس کے انعامات ہیں۔ (ت)

[1] صحیح البخاری کتاب الاحکام باب اخراج الخصوم واہل الریب قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۱۰۷۲

[2] المعجم الاوسط للطبرانی حدیث انس بن مالک ۲۷۸۴ مکتبۃ المعارف الریاض ۳/ ۳۶۶

[3] عمدۃ القاری شرح البخاری کتاب الاحکام باب اخراج الخصوم الخ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ بیروت ۲۴/ ۲۸۳

اور اگر یوں ہوتا کہ خدا ناترسو! اللہ ورسول سے اتنا ڈرو جتنا دنیوی حاکم اور اس کے سمن اور چپراسی سے ڈرتے ہو جب بھی اسے تمثیل و تشبیہ وتوہین سے علاقہ نہیں تو اب اس کی نظیر یہ حدیث ہوتی کہ ابن عدی نے ابوامامہ باہلی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا:

استحیی اللہ استحیائك من رجلین من صالحی عشیرتك[1]۔	اللہ تعالٰی سے ایسی شرم کر جیسی اپنے کنبے کے دو نیک مردوں سے کرتا ہے۔

یہاں **معاذاللہ**، اللہ تعالٰی کو کنبے کے دو مردوں سے تشبیہ نہیں، نہ یہ کہ اللہ تعالٰی سے اتنی ہی حیا چاہئے جتنی دو مردوں سے بلکہ اس مقدار حیا کی طرف ہدایت ہے کہ اللہ سے کرے تو معاصی سے روکنے کو کافی ہو، یوہیں نہ یہاں **معاذاللہ** دنیوی حاکم اور سمن اور چپراسی سے تشبیہ ہے نہ یہ کہ اللہ ورسول وقرآن سے اتناہی ڈرو جتنا ان سے بلکہ اس مقدار خوف کی طرف ہدایت ہے کہ اللہ ورسول وقرآن سے ہو تو اتقاواجتناب معاصی کے لئے بس ہو، ہمارے ائمہ مذہب رضی اللہ تعالٰی عنہم کے نزدیک ساب مرتد ہے اور اس کے سب احکام مثل مرتد، مرتد اگر توبہ کرے **تقبل ولا یقتل** (قبول کریں گے اور قتل نہ کریں گے) **کما حققناہ بتوفیق اللہ تعالٰی فی فتاوٰنا** (جیسا کہ ہم نے اللہ تعالٰی کی توفیق سے اپنے فتاوٰی میں اس کی تحقیق کی ہے۔ت) تشبیہ میں اگر وجہ شبہ امور متعددہ سے منتزع ہو تمثیل ہے جیسے کریمہ "**کَمَثَلِ الْحِمَارِ یَحْمِلُ اَسْفَارًا**"[2] (گدھے کی مثال ہے جو پیٹھ پر کتابیں اٹھائے۔ت) ورنہ نہیں، اور کبھی تشبیہ مرکب کو تمثیل کہتے ہیں جس کے معنی میں مفرد کی مفرد سے تشبیہ ملحوظ نہیں بلکہ ہیأت مجموعی سے کریمہ "**وَهِیَ تَجْرِیْ بِهِمْ فِیْ مَوْجٍ كَالْجِبَالِ**"[3] (اور وہی انھیں لئے جارہی ہے ایسی موجوں میں جیسے پہاڑ۔ت) میں تشبیہ ہے۔ اور کریمہ "**مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الَّذِی اسْتَوْقَدَ نَارًا**"[4]۔**الایۃ** (ان کی کہاوت اس کی طرح ہے جس نے آگ روشن کی، الایۃ۔ت) میں تمثیل ہے۔ **واللہ تعالٰی اعلم۔**

مسئلہ ۱۹: ۲ جمادی الآخرہ ۱۳۳۹ھ

وقایہ اہل السنہ میں موذن کو مثل چپراسی دربار حاکم کے کہا ہے، اور ترمذی میں ہے کہ

---

[1] الکامل فی ضعفاء الرجال ترجمہ جعفر بن زبیر الشامی دمشق دارالفکر بیروت ۲/ ۵۶۰

[2] القرآن الکریم ۶۲/ ۵

[3] القرآن الکریم ۱۱/ ۴۲

[4] القرآن الکریم ۲/ ۱۷

رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے بھی مباشرت اذان فرمائی ہے، غرض کہ حضور بھی علمی تقریر سے ثابت فرمائیں کہ تمثیلاً اس لفظ سے کوئی خرابی نہیں ہوتی۔

الجواب:

وقایہ اہل السنہ میں حاضری پکارنے کا ذکر ہے جو مسجد میں مؤذن کا کام ہے اور شاہی دربار میں چوبدار اور کچہریوں میں چپراسی کا، اس سے مؤذن چپراسی یا چوبدار کے مثل نہیں ہوسکتا، جس عالی شان کا دربار ویسا ہی اس کا خادم، نہ دربار عزت سے کسی دربار کو نسبت ہوسکتی ہے نہ مؤذن سے چوبدار و چپراسی کو، وقایہ میں مؤذن کو چپراسی نہ کہا اور کہا بھی جائے تو اسے یہاں سے علاقہ نہیں، اس خیال کو فوراً فوراً سر سے نکال دیجئے تعظیم شان اقدس کے تصور میں ڈوب جائیے آیہ مبارکہ "تَحْسَبُوْنَهٗ هَیِّنًا ۖ وَّ هُوَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِیْمٌ ﴿۱۵﴾"[1] (تم اسے سہل سمجھتے تھے، اور وہ اللہ کے نزدیک بڑی بات ہے۔ت) چپراسی تو اسی حاضری پکارنے پر نوکر ہوتا ہے یونہی موذن اس پر مقرر ہوتا ہے اتفاقاً اگر کسی گواہ یا فریق کو ایک بار حاکم خود آواز دے لے چپراسی نہ ہوجائے گا اور اسے چپراسی کہنا ضرور اس کی توہین ہوگا ___ "وَ لَا یَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ﴿۳۳﴾"[2] (اور ہرگز تمھیں اللہ کے حکم پر فریب نہ دے وہ بڑا فریبی۔ت) واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۲۰: از ڈاک خانہ جہت لور تحصیل مکودر ضلع جالندھر مسئولہ مولوی چراغ علی شاہ صاحب قادری ۱۳ جمادی الآخر ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص بلا اعتقاد فاعلیۃ بالذات حضرات صوفیہ کرام ومشائخ عظام سے استمداد طلب کرتا ہے مثلاً یا شیخ عبدالقادر شیئاً للہ اور یا علی مدد یا اغثنی یارسول اللہ اور سماع بالمزامیر سنتا ہے اور پیر کو تعظیماً سجدہ کرتا ہے، ایسے شخص نے اپنی عورت کو تین طلاقیں دے دیں، ایک مولوی وہابی نجدی نے اس کا نکاح بغیر حلالہ درست کرکے نکاح کردیا، کہتا ہے کہ وہ شخص کافر اور مرتد ہوگیا ہے تین طلاقیں اس پر نہیں پڑتیں، اب آیا اس کا نکاح بغیر حلالہ درست ہے یا نہیں اس کا کیا حکم ہے؟ اس کی امامت وغیرہ جائز ہے یا نہیں؟ **بینوا توجروا**

[1] القرآن الکریم ۲۴/ ۱۵
[2] القرآن الکریم ۳۱/ ۳۳ و ۳۵/ ۵

الجواب:

انبیاء واولیاء علیہم الصلوٰۃ والثناء سے استمداد جائز ہے اور مزامیر سننا گناہ، اور سجدہ تعظیمی حرام مگر کفر نہیں جب تک نیت عبادت نہ ہو، عالمگیری میں ہے:

من سجد للسلطان علی وجه التحية لايكفر ولكن يأثم لارتكابه الكبيرة، وان سجد بنية العبادة فقد كفر كذا فی جواهر الاخلاطی[1] ـ ملخصاً۔	جس نے کسی حاکم کو بطور تعظیم سجدہ کیا وہ کافر نہ ہوگا ہاں گناہگار ہے کیونکہ اس نے کبیرہ گناہ کا ارتکاب کیا ہے، اگر اس نے سجدہ بطور عبادت کیا تو کافر ہوگا۔ جیسا کہ جواہر الاخلاطی میں ہے ملخصًا (ت)

تین طلاقیں بیشک ہو گئیں اور بغیر حلالہ نکاح ہر گز نہیں کر سکتا اگر کرے گا زنا ہوگا، وہابی کا فتوی جنون ہے، اگر وہ شخص کافر نہیں تو تین طلاقوں میں کیا شک اور بے حلالہ نکاح کیونکر حلال۔ اور اگر کافر ہے تو مسلمان عورت کا اس سے نکاح کیونکر جائز، نہ بے حلالہ ہوسکے گا نہ بعد حلالہ، مگر ہے یہ کہ وہ کافر نہیں۔ وہابیہ خود کفار ہیں، جیسا کہ حسام الحرمین فتاوائے علمائے کرام حرمین شریفین سے ظاہر۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۲۱: از شہر محلّہ ذخیرہ مسئولہ سید مشتاق علی صاحب ۱۹ جمادی الآخر ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک پرہیز گار متقی اہلسنت سے کہ اس کی وہابی سے مذہبا کچھ حجت ہوئی وہابی نے کچھ اعتراض کیا اہل سنت نے جواب دیا کہ تمھارا جنازہ کے ساتھ کلمہ پڑھتے جانا بہتر نہیں ہے اس سے تو ڈھولکی اگر ہو تو بہتر ہے؟ اس می اہل سنت مرتکب گناہ تو نہیں؟

الجواب:

بہت برا کیا، بہت بیجا کہا، توبہ لازم ہے، وہابی کا کلمہ پڑھنا اگرچہ بیکار ہے جب تک اسلام نہ لائے مگر ڈھولکی کلمہ سے بہتر نہیں ہوسکتی پھر بھی یہ تاویل ہے کہ ڈھولکی بجانے والا فاسق ہے اور وہابی مرتد، اور مرتد مورد لعنت، جنازہ کے ساتھ فاسق کے ہونے سے مرتد کا ہونا لاکھ بدتر ہے، واللہ تعالٰی اعلم۔

[1] فتاوٰی ہندیہ کتاب الکراہیۃ الباب الثامن والعشرون نورانی کتب خانہ پشاور ۵/ ۳۶۸-۶۹

مسئلہ ۲۲: از پور بندر کھاری مسجد مسئولہ محمد اسمٰعیل خاں ابن محمد اکبر خاں معرفت مولوی غلام محی الدین صاحب راندیری ۲۷ شعبان ۱۳۳۹ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کہ زید کہتا ہے کہ حضرت سیدنا محمد ن المصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو احتلام ہوا ہے اور عمرو کہتا ہے کہ یہ کلمہ کہنا بہت ہی بڑی بے ادبی ہے اور نہیں ہوا ہے تو اس بات کو چھوڑ دے، لیکن زید ہر وعظ میں اور ہر جلسہ میں بیٹھ کر اس بات کو دہراتا ہے اور اس میں فتنہ وفساد بڑھتا چلا جاتا ہے، اس درمیان ایک دین دار سخی بہت ہی بھولا اور بہت عالم دوست لیکن بالکل ہی بے علم وبے عقل بلا خلل ایک نامی واعظ بکر کو اور جگہ سے بلالاتا ہے وہ آکر زید سے مل جاتا ہے اور رات کو وعظ میں سارے عوام کے آگے حضرت کے احتلام ہوا ہے ہاں ہوا ہے احتلام ہی ہوا ہے حضرت کو احتلام ہوا ہے، اور زید کی تائید کرتا ہے اور صحیح مسلم شریف اور شرح نووی کو دکھلاتا ہے۔ اور زید حق گو اور عمرو کو ناحق جتلاتا ہے لہٰذا اس مسئلہ کا جواب للہ حق عزوجل وعلا وحق الرسول صلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلم حق حق لکھ جتاویں اور فریقین کے فساد کو مٹاویں اور عنداللہ اجر عظیم پاویں۔

الجواب:

فی الواقع حضور پرنور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اور تمام انبیائے کرام علیہم الصلٰوۃ والسلام احتلام سے پاک ومنزہ ہیں۔

قال اللہ تعالٰی: "اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ عَلَیْہِمْ سُلْطٰنٌ ؕ وَ کَفٰی بِرَبِّکَ وَکِیْلًا ﴿۶۵﴾ "[1]۔	اللہ تعالٰی نے فرمایا: بیشک جو میرے بندے ہیں ان پر تیرا کچھ قابو نہیں اور تیرا رب کافی ہے کام بنانے کو۔ (ت)

طبرانی معجم کبیر میں بطریق عکرمہ اور دینوری مجالس میں بطریق مجاہد حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی کہ فرمایا:

مااحتلم نبی قط وانما الاحتلام من الشیطان[2]۔	کبھی کسی نبی کو احتلام نہ ہوا، احتلام تو نہیں مگر شیطان کی طرف سے۔

[1] القرآن الکریم ۱۷/ ۶۵

[2] المعجم الکبیر حدیث ۱۱۵۶۴ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۱۱/ ۲۲۵

کعب احبار رحمۃاللہ تعالٰی علیہ سے جو مروی ہوا کہ یاجوج وماجوج نطفہ احتلام سیدنا آدم علیہ السلام سے بنے ہیں،اول کعب ہی سے اس کا ثبوت صحت کو نہ پہنچا اس کا ناقل ثعلبی حاطب لیل ہے کما فی عمدۃ القاری،نووی نے حسب عادت ان کا اتباع کیا۔پھر کعب صاحب اسرائیلیات ہیں ان کی روایت کہ مقررات دین کے خلاف ہو مقبول نہیں۔ہاں امام نووی وحافظ عسقلانی نے شروح صحیح مسلم و صحیح بخاری میں اس کی یہ تاویل نقل کی کہ انبیاء علیہم الصلٰوۃ والسلام پر فیضان زیادت فضلہ بسبب ابتلائے ادعیہ منع نہیں اور اسے مقرر رکھا **اقول:** مگر لفظ شنیع ومکروہ ہے اور حدیث ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما کے حصر کے خلاف کہ احتلام نہیں مگر شیطان کی طرف سے،ولہٰذا عامہ علمائے کرام نے اسے مقبول نہ رکھا،فتح الباری بدء الخلق میں ہے:

ھو قول منکر جدا لا اصل له الا من بعض اهل الکتاب [1]۔	وہ سخت واجب الانکار بات ہے اس کی اصل نہیں مگر بعض اہل کتاب سے۔

امام علامہ بدر الدین محمود عینی عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری میں فرماتے ہیں:

حکاه الثعلبی عن کعب الاحبار وحکاه النووی ایضا فی شرح مسلم وغیره ولکن العلماء ضعفوه وقال ابن کثیر وھو جدیر بذلك اذلا دلیل علیه بل ھو مخالف لما ذکر وامن ان جمیع الناس الیوم من ذریة نوح علیه الصلوة والسلام بنص القراٰن (قلت) جاء فی الحدیث ایضا امتناع الاحتلام علی الانبیاء علیهم الصلٰوة والسلام [2]۔	یعنی اسے ثعلبی نے کعب احبار سے حکایت کیا نیز نووی نے شرح مسلم وغیرہ میں،مگر علماء نے اسے ضعیف بتایا،اور امام ابن کثیر نے کہا وہ تضعیف ہی کے لائق ہے کہ بے دلیل محض ہے بلکہ اس ارشاد علماء کے مخالف ہے کہ آج بنص قطعی قرآن مجید تمام آدمی ذریت نوح علیہ الصلٰوۃ والسلام سے ہیں،امام عینی نے فرمایا میں کہتا ہوں نیز حدیث وارد ہے کہ انبیاء علیہم الصلٰوۃ والسلام پر احتلام محال ہے۔
قال اللہ تعالٰی "وَجَعَلْنَا ذُرِّیَّتَهٗ	اللہ تعالٰی کا مبارک فرمان ہے:ہم نے نوح ہی

[1] فتح الباری شرح صحیح البخاری باب بدء الخلق مصطفی البابی مصر ۷/ ۱۹۵

[2] عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری باب بدء الخلق ادارۃ الطباعۃ المنیریہ بیروت ۱۵/ ۲۳۲

هُمُ الْبٰقِيْنَ ﴿۷۷﴾ "[1]	کی اولاد باقی رکھی۔

فتح الباری کتاب الفتن میں ہے:

الاول المعتمد والا فاین کانوا حین الطوفان[2]۔ **اقول** وقد اجبنا عن ھذا بجوابین فی کتابنا الفیوضات الملکیۃ احدھما مایدرینا لعل اللّٰہ خمرھا مددا متطاولۃ حتی خلقھم منھا بعد الطوفان[3]۔	یاجوج وماجوج کا ذریت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی سے ہونا معتمد ہے ورنہ طوفان کے وقت وہ کہاں رہے۔ ہم نے اپنی کتاب "**الفیوضات الملکیۃ**" میں اس کے دو جواب دئے ایک یہ ہے ہمیں کیا علم شاید اللہ تعالٰی نے اس نطفہ کو طویل مدت تک محفوظ رکھا ہو اور پھر اس سے ان کی تخلیق طوفان کے بعد فرمائی ہو (ت)

ارشاد الساری شرح صحیح بخاری دونوں محل میں ہے:

وھذا لفظہ فی بدء الخلق قال ابن کثیر وھذا القول غریب جد اثم لادلیل علیہ لامن عقل ولامن نقل، ولایجوز الاعتماد ھٰھنا علی مایحکیہ بعض اھل الکتاب لما عندھم من الاحادیث المفتعلۃ[4]۔ اماما عزاہ الامام النووی فی فتاواہ لجماھیر العلماء انھم من ماء آدم لا من حواء، **فاقول** لا یثبت الاحتلام، **فاولا** قد تحصل النطفۃ بنحو التبطین	کتاب بدء الخلق میں ہے ان کے الفاظ یہ ہیں امام عماد نے فرمایا یہ قول سخت غریب ہے، پھر اس پر نہ عقل سے دلیل نہ نقل سے، اور یہاں بعض اہل کتاب کی حکایت پر اعتماد حلال نہیں کہ ان کے پاس بہتیری باتیں گھڑی ہوئی ہیں۔ امام نووی نے فتاوٰی میں جماہیر علماء کی طرف منسوب کیا کہ یہ نطفہ حضرت آدم کا تھا نہ کہ حضرت حواء کا، تو **میں کہتا ہوں** اس سے احتلام کہاں ثابت ہوتا ہے **اولاً** کبھی کبھی نطفہ حالت حیض میں شرمگاہ سے باہر

[1] القرآن الکریم ۳۷ /۷۷

[2] فتح الباری شرح صحیح بخاری کتاب الفتن باب یاجوج وماجوج مصطفی البابی مصر ۱۶/ ۲۲۱

[3] الفیوضات الملکیۃ حاشیہ الدولۃ المکیۃ مطبع اہل السنۃ والجماعۃ بریلی ص ۷۸

[4] ارشاد الساری شرح صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب قصہ یاجوج وماجوج دار الکتاب العربی بیروت ۵ /۳۳۶

فی المحیض وثانیا ماکل نطفة تقبلها الرحم وثالثا ماکل النطفة تقبلها الرحم بل اذا قبلت ربما قبلت جزء منها ورمت بالباقی وقد ثبت الجواب عن حدیث الطوفان وقد یکون جوابا ایضا عن الذی ذکر ابن کثیر فان الکلام فی الموجودین اذذٰلك لان البقاء فرع الوجود علی ان الکلام فی ولدآدم قطعا،وھم لیسوا من ولدہ علی الاطلاق وان کانوا من ولدہ لانھم من مائه وذلك لان الولد ما عن صاحبته قال تعالٰی "اَنّٰی یَکُوْنُ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَمْ تَکُنْ لَّهٗ صَاحِبَةٌ ؕ"[1]۔	پیٹ وغیرہ پر استعمال سے حاصل ہوتا ہے **ثانیا** ہر نطفہ کو رحم قبول نہیں کرتا **ثالثاً** رحم ہر نطفہ کے تمام کو قبول نہیں کرتا بلکہ جزء کو قبول کرکے بقیہ کو پھینک دیتا ہے،اور یہ تین جواب حدیث طوفان سے ہیں اور یہ اس کا جواب بھی ہے جو حافظ ابن کثیر نے نقل کیا کیونکہ کلام ان میں ہے جو وہاں موجود تھے کیونکہ بقا وجود کی فرع ہے،علاوہ ازیں گفتگو ان میں ہے جو یقینی طور پر حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد ہوں، اور یہ کامل طور پر ان کی اولاد نہیں اگرچہ ایک لحاظ سے اولاد ہیں کیونکہ ان کے نطفہ سے ہیں اور وہ اس لئے کہ ولد کے لئے بیوی کا ہونا ضروری ہے،اللہ تعالٰی کا فرمان ہے کہاں ہے اس کے لئے اولاد حالانکہ اس کے لئے بیوی ہی نہیں۔(ت)

بالجملہ انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام پر احتلام منع ہے اور خود حضور اقدس انور اطیب اطہر صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی طرف اس کی نسبت اور اس کی تکرار اور اس پر اصرار کہ ہاں ہوا ہاں ہوا،یقینا حضور پرنور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر صریح افتراء ہے،اور رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر افتراء جہنم کا سیدھا راستہ،رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی متواتر حدیث میں ہے:

من کذب علی متعمدا فلیتبوأ مقعدہ من النار[2]۔	جو مجھ پر دانستہ جھوٹ باندھے وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے،

اہل سنت کسی کبیرہ کا ارتکاب کو کفر نہیں کہتے جب تک استحلال وغیرہ مکفرات کے ساتھ نہ ہو،مگر رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر افتراء کو امام ابو محمد جوینی والد امام الحرمین نے کفر بتایا____

---

[1] القرآن الکریم ۶ /۱۰۱

[2] صحیح مسلم باب تغلیظ الکذب علی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۷

خصائص کبرٰی میں ہے:

قال النووی وغیرہ الکذب علیہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم من الکبائر ولایکفر فاعلہ علی الصحیح وقول الجمہور وقال الجوینی ھو کفر [1]۔	امام نووی وغیرہ نے فرمایا: حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی نسبت جھوٹ بولنا کبیرہ گناہ ہے البتہ کفر نہیں صحیح اور جمہور کے قول پر، اور امام جوینی نے کہا کہ یہ کفر ہے۔(ت)

اور درمختار وغیرہ میں ہے:

مایکون کفرا اتفاقا یبطل العمل والنکاح واولادہ اولاد زنا ومافیہ خلاف یؤمر بالاستغفار والتوبۃ (ای تجدید الاسلام اھ شامی) وتجدید النکاح [2]۔	جہاں باتفاق کفر ہو وہاں عمل ونکاح باطل اور اولاد اولاد زنا قرار پائے گی، اور جس میں اختلاف ہو وہاں توبہ استغفار کا حکم کیا جائے گا (یعنی تجدید اسلام کرنا ہوگی اھ شامی) اور تجدید نکاح بھی۔(ت)

زید وبکر پر فرض ہے کہ توبہ کریں مناسب ہے کہ تجدید اسلام کریں پھر اپنی عورتوں سے نکاح تازہ کریں خصوصا اس کلمہ خبیثہ میں کہ معاذاللہ پہلوئے توہین وتنقیص شان رکھتا ہے، والعیاذباللہ تعالٰی۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۲۳: از کانپور فیل خانہ قدیم مکان مولوی سید محمد اشرف صاحب وکیل مسئولہ مولانا سید محمد آصف صاحب ۴ رمضان ۱۳۳۹ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم، نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

یاحبیب محبوب اللہ روحی فداک، قبلہ کونین وکعبہ دارین محی الملۃ والدین دامت فیوضہم، بعد تسلیمات فدویانہ تمنائے حصول سعادت آستانہ بوسی، التماس اینکہ بفضلہٖ تعالٰی فدوی بخریت ہے ملازمان سامی کی صحتواری مدام بارگاہ احدیت سے مطلوب، حضور نے جو کارڈ تحریر فرمایا تھا وہ بصد ادب ملازمان حضور کی خدمت میں حاضر کیا جاتا ہے اس صحیفہ میں تحریر ہے (کیا یہ مسلمان ہیں یا وہ ان میں کون مسلمان ہے) والسلام مع الکرام۔

[1] خصائص الکبرٰی باب اختصاصہ بان الکذب علیہ لیس کالکذب علی غیرہ دار الکتب الحدیثیہ مصر ۳/ ۳۲۶

[2] درمختار باب المرتد مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۳۵۹، ردالمحتار باب المرتد دار احیاء التراث العربی بیروت ۳/ ۲۹۹

الجواب:

بسم اللہ الرحمن الرحیم، نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم،

والا حضرت مولانا المکرم ذوالمجد والکرم مولانا مولوی سید محمد آصف صاحب دامت فضائلکم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، کارڈ میں بعض اعمال گاندھویہ کہ فقہًا کفر ہیں جیسے قشقہ لگانا، کافر کی جے پکارنا، کافر کی تعظیم گنا کر ان کے فاعلوں کو کہا ہے کہ یہ مسلمان یا وہ، ان میں کون مسلمان ہے، بلاشبہ جس طرح کفر فقہی میں مبتلا ہوئے اور استحلال کریں تو کفر کلامی میں بعینہٖ یہی حالت فقہًا وکلامًا ان افعال واقوال کے مرتکبین کی ہے۔ والسلام۔

مسئلہ ۲۴: از شہر ۵ رمضان ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید وبکر حدیث کی تکرار کررہے تھے، تکرار کرتے ہوئے اس حدیث تک پہنچے جس میں یہ حکم دیا جو شخص لڑکے لڑکی بالغ کی شادی نہیں کرتا ہے اور لڑکے لڑکی سے کوئی فعل قبیح واقع ہو تو دونوں کے والدین ماخوذ گرفتار عذاب الیم ہوں گے لڑکے لڑکی نہیں، اتفاقا اس حدیث کے بین السطور میں "زجر" کا لفظ لکھا ہوا تھا جس کے معنی جھڑکنے کے ہیں، زید نے بکر سے کہا کہ والدین ماخوذ نہیں ہوسکتے خود لڑکی لڑکا ہوں گے، دیکھو بین السطور میں زجر کا لفظ لکھا ہوا ہے جس سے مفہوم ہوتا ہے کہ لڑکی لڑکا ماخوذ ہوگا والدین نہیں۔ بکر نے کہا کہ بین السطور حاشیہ ہے اس حدیث میں اور حدیث کا حاشیہ سب صحیح نہیں ہوتا ہے، زید نے بکر سے بطور سوال کے پوچھا کہ کیا قرآن کی سب باتیں صحیح ہیں، زید کہنا چاہتا تھا کہ کیا تفسیر کی سب باتیں صحیح ہیں، مگر سہوا یہ الفاظ اثنائے تقریر میں نکل پڑے حالانکہ یہ نہ مقصود ہے زید کا، نہ زید اس بات کا مقر ہے کہ **معاذ اللہ** قرآن مجید فرقان حمید کی سب باتیں صحیح نہیں، ایک قابل مفتی صاحب نے زید پر فتوی دیا کہ زید کافر ہوگیا اور اس کو کافر سمجھ کر توبہ کرائی اور کلمہ شریف پڑھوایا، دونوں کے لئے شرع مطہر سے کیا حکم نافذ کیا جائے گا؟ **بینوا توجروا**

الجواب:

اول: تو ذکر حدیث میں غلطیاں ہیں، یہ حدیث دو طور پر آئی ایک کلام الٰہی اور دوسری کلام نبوی سے، کلام الٰہی میں تو والدین کا ذکر نہیں بلکہ صرف باپ کا، اور ولدین کا ذکر نہیں بلکہ صرف دختر کا، اور بلوغ کا ذکر نہیں بلکہ بارہ برس کی عمر کا۔ اور لڑکی پر گناہ نہ ہونے کا ذکر نہیں بلکہ باپ پر ہونے کا، اور کلام نبوی میں نہ ماں کا ذکر ہے نہ اولاد پر گناہ ہونے کا، حدیث اول کے الفاظ یہ ہیں جسے بیہقی نے شعب الایمان میں امیر المومنین عمر وانس بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کیا کہ نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ

وسلم نے فرمایا:

مکتوب فی التوراۃ من بلغت لہ ابنۃ اثنتی عشرۃ سنۃ فلم یزوجھا فاصابت اثما فاثم ذلك علیہ[1]۔	توریت میں مرقوم ہے کہ جس کی لڑکی بارہ برس کی عمر کو پہنچ جائے اور وہ اس کا نکاح نہ کرے اور لڑکی سے کچھ گناہ صادر ہو تو اس کا گناہ باپ پر ہے۔ حدیث کی سند صحیح ہے۔

اور حدیث دوم کے الفاظ یہ ہیں جسے انھیں بیہقی نے شعب الایمان میں ابوسعید وابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہم سے روایت کیا کہ نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا:

من ولد لہ ولد فلیحسن اسمہ وادبہ فاذا بلغ فلیزوجہ فان بلغ ولم یزوجہ فاصاب اثما فانما اثمہ علی ابیہ[2]۔	جس کے کوئی بچہ پیدا ہو وہ اس کا نام اچھا رکھے اور اسے اچھا ادب دے، پھر جب وہ بالغ ہو اس کا نکاح کردے، اور اگر وہ بالغ ہو اور یہ اس کا نکاح نہ کرے اور اس سے کوئی گناہ صادر ہو تو بات یونہی ہے کہ اس کا گناہ اس کے باپ پر ہے۔

اور باپ پر گناہ ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ اولاد پر نہ ہو جب کہ وہ مکلّف ہو، خود حدیثوں میں موجود ہے، **فاصابت اثما** اور **فاصاب اثما**، اس کی نظیر دوسری حدیث صحیح ہے:

من سن فی الاسلام سنۃ سیئۃ فعلیہ وزرھا ووزر من عمل بھا الی یوم القٰیمۃ ولاینقص ذلك من اوزارھم شیئا[3]۔	جو اسلام میں کوئی بری راہ نکالے اس پر اس کا وبال ہے اور قیامت تک جو اس راہ پر چلیں گے سب کا وبال ہے بغیر اس کے کہ ان کے وبالوں میں سے کچھ کم کرے۔

[1] شعب الایمان حدیث ۸۶۶۹ دارالکتب العلمیہ بیروت ۶/ ۴۰۲، کنز العمال ترجمہ ۴۵۴۱۲ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت ۱۶/ ۵۷-۴۵۶

[2] شعب الایمان حدیث ۸۶۶۶ دارالکتاب العلمیہ بیروت ۶/ ۴۰۱

[3] صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ باب الحث علی الصدقۃ الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۳۲۷، صحیح مسلم کتاب العلم قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۳۴۱، مسند امام احمد حدیث جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ دارالفکر بیروت ۴/ ۳۵۷ تا ۳۶۱

زید کی زبان سے جو لفظ نکلا بلا شبہ کلمہ کفر ہے اور اس پر تجدید اسلام لازم، اور مفتی کا حکم صحیح ہے **المفتی انما یفتی بالظاھر واللہ یعلم السرائر** (فتوٰی دینے والا ظاہر کا پابند ہوتا ہے دلوں کے رازوں سے تو اللہ تعالٰی ہی آگاہ ہے۔ت) واقع میں اگر اس کی زبان بہکی تو عنداللہ کفر نہ ہوا، مگر مفتی بلا دلیل اس دعوٰی کو قبول نہ کرے گا۔ شفا شریف میں ہے:

لایعذر بدعوی زلل اللسان[1]**، واللہ تعالٰی اعلم۔**	زبان کے بہکنے کا دعوٰی عذر نہیں قرار دیا جاتا۔ واللہ تعالٰی اعلم۔ (ت)

مسئلہ ۲۵ تا ۲۶: از ریاست فرید کوٹ مسئولہ علیم الدین فراش کوٹھی بلبیسر گنج ۷ رمضان ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ:

(۱) حنفی نماز مدلل ص ۷ اور حواشی اور فتاوی بدیع الدین میں لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص کسی عالم باعمل سے بدزبانی اور فحش کلامی کرے تو کافر ہو جاتا ہے اور اس کی عورت نزدیک امام محمد کے مطلقہ بطلاق بائن ہو جاتی ہے، تو ایسے شخص کو پھر اپنی عورت سے کس طرح نکاح کرنا چاہئے؟

(۲) حدیث میں ہے کہ "بڑھاؤ داڑھی کو اور کترواؤ مونچھوں کو" روایت کیا اس کو بخاری نے، حضور نے صیغہ امر سے دونوں حکم فرمائے اور امر حقیقۃً وجوب کے لئے ہوتا ہے، پس معلوم ہوا کہ یہ دونوں حکم واجب ہیں، اور واجب کا ترک کرنا حرام، پس داڑھی کٹانا اور مونچھیں بڑھانا دونوں حرام فعل ہیں، اس سے زیادہ دوسری حدیث میں ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے: "جو شخص لبیں نہ لے وہ ہم سے نہیں" روایت کیا اس کو احمد و ترمذی و نسائی نے۔ جب اس کا گناہ ہونا ثابت ہوگیا تو جو لوگ اس پر اصرار کرتے ہیں اور اس کو پسند کرتے ہیں اور داڑھی بڑھانے کو عیب مانتے ہیں بلکہ داڑھی والوں پر ہنستے ہیں اور اس کی ہجو کرتے ہیں، ان سب مجموع امور سے ایمان کا سالم رہنا دشوار ہے، ان لوگوں کو واجب ہے کہ اپنی اس حرکت سے توبہ کریں اور ایمان و نکاح کی تجدید کریں اور اپنی صورت موافق حکم اللہ و رسول بنائیں، ایک کتاب میں یہ مضمون دیکھا گیا کہ یہ واقعی درست ہے کہ ایسے شخص کو دوبارہ تجدید نکاح کا حکم دیا جائے۔ **بینوا توجروا**

---

[1] الشفاء بتعریف حقوق المصطفی فصل قال القاضی تقدم الکلام المطبعۃ الشرکۃ الصحافیۃ ترکی ۲/ ۲۲۳

الجواب:

(۱) عالم کی توہین اگر بوجہ علم دین ہے بلا شبہ کفر ہے **کما فی مجمع الانھر** (جیسا کہ مجمع الانہر میں ہے۔ت) ورنہ اگر بے سبب ظاہر کے ہے تو اس پر خوف کفر ہے **کما فی الخلاصۃ ومنح الروض** (جیسا کہ خلاصہ اور منح الروض میں ہے۔ت) ورنہ اشد کبیرہ ہونے میں شک نہیں۔

حدیث میں ہے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ثلاثۃ لایستخف بحقھم الامنافق بین النفاق ذوالشیبۃ فی الاسلام وذوالعلم والامام المقسط[1]۔ رواہ ابوالشیخ فی کتاب التوبیخ عن جابر بن عبد اللہ والطبرانی فی الکبیر عن ابی امامۃ رضی اللہ تعالٰی عنھم۔	تین آدمیوں کی توہین منافق ہی کرے گا: مسلمان بوڑھا، صاحب علم اور عادل حاکم۔ اسے امام ابوالشیخ نے کتاب التوبیخ میں جابر بن عبداللہ سے اور امام طبرانی نے المعجم الکبیر میں حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالٰی عنہم سے روایت کیا ہے۔ (ت)

جس سے صدور کفر ہو وہ توبہ کرے از سر نو اسلام لائے، اس کے بعد اگر عورت راضی ہو اس سے نکاح جدید بمہر جدید کرے۔

(۲) بلا شبہ داڑھی ایک قبضہ تک رکھنا ہے اور منڈوانا حرام، اور لبیں اتنی ترشوانا کہ لب بالا سے آگے نہ بڑھیں یہ بھی خصال فطرت و سنن موکدہ سے ہے۔ اور داڑھی پر ہنسنا ضرور کفر ہے کہ توہین سنت متوارثہ جمیع انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام ہے **وتفصیل المسئلۃ فی کتابنا لمعۃ الضحی فی اعفاء اللحٰی** (اور اس مسئلہ کی تفصیل ہماری کتاب لمعۃ الضحٰی فی اعفاء اللحی میں ہے۔ت) بلا شبہ استہزا کرنیوالے پر تجدید اسلام لازم ہے اور اس کے بعد اگر عورت کو رکھنا چاہے تو تجدید نکاح ضرور۔ **واللہ تعالٰی اعلم۔**

مسئلہ ۲۷: از فیروز پور محلّہ پیراں والا مسئولہ عنایت اللہ شاہ دبیر انجمن تعلیم الدین والقرآن ۷ رمضان ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی نبیوں میں شمار ہیں یا نہیں، بصورت اول قسم کی توہین کی یا کلمہ بے ادبانہ ان کے حق میں کہنا ناجائز اور بصورت ثانیہ جب ان کی خطا معاف کی جاچکی ہے تو ان کی نسبت کلمات بے ادبانہ اور ناشائستہ زبان پر لانا درست ہے یا نہیں؟ **بینوا توجروا**

[1] المعجم الکبیر حدیث ۷۸۱۹ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۸/ ۲۳۸

الجواب:

ان کی نسبت کلمات ناشائستہ لانا بہر حال حرام ہے، ایک قول ان کی نبوت کا ہے کما فی شرح الھمزیۃ للامام ابن حجر المکی رحمہ اللہ تعالٰی (جیسا کہ امام ابن حجر مکی کی شرح ہمزیہ میں ہے۔ت) اور ظاہر قرآن عظیم سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے:

قال تعالٰی "اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْنَا وَ مَاۤ اُنْزِلَ اِلٰۤى اِبْرٰهٖمَ وَ اِسْمٰعِیْلَ وَ اِسْحٰقَ وَ یَعْقُوْبَ وَ الْاَسْبَاطِ وَ مَاۤ اُوْتِیَ مُوْسٰى وَ عِیْسٰى وَ مَاۤ اُوْتِیَ النَّبِیُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْۚ لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ٘ وَ نَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ(۱۳۶) "[1]۔	اللہ تعالٰی کا ارشاد گرامی ہے: یوں کہو کہ ہم ایمان لائے اللہ پر جو ہماری طرف اترا اور جو اتارا گیا ابراہیم واسمٰعیل واسحٰق ویعقوب اور ان کی اولاد پر، اور جو عطا کئے گئے موسٰی وعیسٰی اور جو عطا کئے گئے باقی انبیاء اپنے رب کے پاس ہم ان میں کسی پر ایمان میں فرق نہیں کرتے اور ہم اللہ کے حضور گردن رکھے ہیں۔(ت)

اسباط یہی ابنائے یعقوب علیہ الصلٰوۃ والسلام ہیں۔ اس تقدیر پر تو ان کی توہین کفر ہوگی ورنہ اس قدر میں شک نہیں کہ وہ اولیائے کرام سے ہیں اور جو کچھ ان سے واقع ہوا اپنے باپ نبی اللہ کے ساتھ محبت شدیدہ کی غیرت سے تھا پھر وہ بھی رب العزت نے معاف کردیا۔ اور یوسف علیہ الصلٰوۃ والسلام نے خود عفو فرمایا:

"قَالَ لَا تَثْرِیْبَ عَلَیْكُمُ الْیَوْمَؕ یَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ٘ وَ هُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ(۹۲) "[2]۔	کہا آج تم پر کچھ ملامت نہیں اللہ تمھیں معاف کرے اور وہ سب مہربانوں سے بڑھ کر مہربان ہے۔(ت)

اور یعقوب علیہ الصلٰوۃ والسلام نے فرمایا:

"سَوْفَ اَسْتَغْفِرُ لَكُمْ رَبِّیْؕ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ(۹۸) "[3]	جلد میں تمھاری بخشش اپنے رب سے چاہوں گا بیشک وہی بخشنے والا مہربان ہے۔(ت)

بہر حال ان کی توہین سخت حرام ہے اور باعث غضب ذوالجلال والاکرام ہے، رب عزوجل نے کوئی کلمہ ان کی مذمت کا نہ فرمایا دوسرے کو کیا حق ہے، مناسب ہے کہ توہین کرنے والا تجدید اسلام و تجدید نکاح

---

[1] القرآن الکریم ۲/ ۱۳۶

[2] القرآن الکریم ۱۲/ ۹۲

[3] القرآن الکریم ۱۲/ ۹۸

کرے کہ جب ان کی نبوت میں اختلاف ہے اس کے کفر میں اختلاف ہوگا اور کفر اختلافی کا یہی حکم ہے، **کما فی الدر المختار و رد المحتار وغیرھما** (جیسا کہ در مختار اور ردالمحتار وغیرہ میں ہے۔ت) **واللہ تعالٰی اعلم۔**

مسئلہ ۲۸: از بغداد شریف ۶ آمرڈ کاٹینگ کور نمبر ۱۹۳۰ مسئولہ علی رضا خاں فٹر مستری ۸ رمضان ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ "**تقویۃ الایمان**" کا پڑھنا بعض لوگ برا بتاتے ہیں اور بعض اچھا کہتے ہیں، برا بتانے والے حضور کا حوالہ دیتے ہیں، ہم مشکوک ہیں جواب سے مطلع فرمائے، **بینوا توجروا**

الجواب:

یہ ناپاک کتاب سخت ضلالت وبے دینی اور کلمات کفر پر مشتمل ہے اس کا پڑھنا زنا اور شراب خوری سے بدتر حرام ہے کہ ان سے ایمان نہیں جاتا۔ اور یہ ایمان زائل کرنے والی ہے **والعیاذ باللہ تعالٰی**، وہ جو اس کا پڑھنا اچھا بتاتے ہیں گمراہ بددین بلکہ کفار مرتدین ہیں۔ اس کی تفصیل دیکھنی ہو تو فقیر کی کتاب **سل السیوف الھندیۃ** اور **الکوکبۃ الشھابیۃ** اور **الاستمداد علی اجیال الارتداد** اور **کشف ضلال دیوبند** وغیرہا انصاف وایمان کی نگاہ سے دیکھی جائیں مسلمان کا ایمان خود گواہی دے گا کہ وہ مردود کتاب تقویۃ الایمان نہیں تفویت الایمان ہے یعنی ایمان فوت کرنے والی، **والعیاذ باللہ تعالٰی۔ واللہ تعالٰی اعلم۔**

رسالہ
الکوکبۃ الشھابیۃ فی کفریات ابی الوھابیۃ ۱۳۱۲ھ
(امام الوہابیہ کے کفریات کے بارے میں چمکدار ستارہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مسئلہ ۲۹: از بدایوں مرسلہ مولٰنا مولوی محمد فضل المجید صاحب قادری فاروقی سلمہم اللہ تعالٰی ۲۲ جمادی الاول ۱۳۱۲ھ

بخدمت بابرکت مولٰنا مرجع الفتاوٰی والمفتین ملاذ العلماء المحققین جناب مولوی احمد رضاخاں صاحب **اللھم ادم افاضاتھم وافاداتھم** (یااللہ! ان کے فیوض وافادات کو دائمی بنا۔ت) السلام علیکم!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ وہابیہ غیر مقلدین جو تقلید اربعہ کو شرک کہتے ہیں، جس مسلمان کو مقلد دیکھیں اسے مشرک بتاتے ہیں، دہلی والے اسمٰعیل مصنف تقویۃ الایمان وصراط مستقیم وایضاح الحق ویک روزی وتنویر العینین کو اپنا امام وپیشوا بتاتے، اس کے اقوال کو حق وہدایت جانتے اور اس کے مطابق اعتقاد رکھتے ہیں، ہمارے فقہائے کرام وپیشوایان مذہب کے نزدیک ان پر اور ان کے پیشوا پر حکم کفر ہے یا نہیں؟ **بینوا توجروا** (بیان کیجئے اجر پایئے۔ت)

الجواب:

بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ الذی ارسل عـــہ۱ رسولہ شاھدا ومبشرا ونذیرا لتومنوا عـــہ۲ باللہ

عـــہ۱: یہ خطبہ قرآنی آیتوں اور ایمانی ہدایتوں پر مشتمل ہے، تعمیم فائدہ کے لئے ان آیات اور زبان اردو میں ان ہدایات کی طرف اشارہ مناسب،

آیت۱: " اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِیْرًا ۟ "[1]	بیشک ہم نے تمھیں بھیجا گواہ اور خوشی اور ڈر سناتا۔

کہ جو تمھاری تعظیم کرے اسے فضل عظیم کی بشارت دو اور جو معاذاللہ بے تعظیمی سے پیش آئے اسے عذاب الیم کا ڈر سناؤ، اور جب وہ شاہد و گواہ ہوئے اور شاہد کو مشاہدہ درکار، تو بہت مناسب ہوا کہ امت کے تمام افعال واقوال واعمال واحوال ان کے سامنے ہوں، طبرانی کی حدیث میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ان اللہ رفع لی الدنیا فانا انظر الیھا والٰی ماھو کائن فیھا الی یوم القیٰمۃ کانما انظر الی کفی ھٰذہٖ[2]۔	بیشک اللہ تعالٰی نے میرے سامنے دنیا اٹھالی تو میں دیکھ رہا ہوں اسے اور جو اس میں قیامت تک ہونے والا ہے جیسے اپنی اس ہتھیلی کو دیکھ رہا ہوں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ۱۲منہ مدظلہ۔
عـــہ۲: آیت۲: " لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ تُعَزِّرُوْهُ وَ تُوَقِّرُوْهُ ؕ " عـــہ[3]۔	(یہ رسول کا بھیجنا کس لئے ہے خود فرماتا ہے اس لئے کہ) تم اللہ ورسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم وتوقیر کرو۔

معلوم ہوا کہ دین وایمان محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی تعظیم کا نام جو ان کی تعظیم میں کلام کرے اصل رسالت کو باطل وبیکار کیا چاہتا ہے والعیاذ باللہ تعالٰی ۱۲۔

عـــہ: قرئ تعززوہ بزائین معجمین ۱۲منہ۔(م)	آیہ کی تعززوہ دوزاء کے ساتھ بھی قرأت ہے ۱۲منہ (ت)

---

[1] القرآن الکریم ۳۳/ ۴۵ و ۴۸/ ۸

[2] کنز العمال بحوالہ عن ابن عمر حدیث ۳۱۹۸۱ موسسۃ الرسالہ بیروت ۱۱/ ۴۲۰

[3] القرآن الکریم ۴۸/ ۹

ورسولہ و تعزروہ وتوقروہ بجنانکم ولسانکم *فجعل تعظیمہ وتوقیرہ وتعزیرہ ھو الرکن الرکین لدینکم الحق وایمانکم *وحرم عـــہ۱ علیکم ان ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی اوتجھر والہ بالقول کجھر بعضکم لبعض فتحبط اعمالکم وانتم لاتشعرون بخسرانکم *وجعل عـــہ۲ طاعتہ طاعتہ وبیعتہ عـــہ۳ بیعتہ فان بایعتم نبیکم فانما فوق ایدیکم یدرحمانکم *وقرن عـــہ۴ اسمہ الکریم باسمہ العظیم فی الاغناء عـــہ۵۔

عـــہ۱: آیت:

"یٰۤاَیُّهَاالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَ لَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَ اَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ۝۲" [1]

اے ایمان والو! نہ بلند کرو اپنی آوازیں نبی کی آواز پر اور اس کے حضور چلّا کر نہ بولو جیسے آپس میں ایک دوسرے کے سامنے چلاتے ہو کہیں تمھارے عمل اکارت نہ ہو جائیں اور تمھیں خبر نہ ہو۔

امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ نے روضہ انور کے پاس کسی کو اونچی آواز سے بولتے دیکھا، فرمایا کیا اپنی آواز نبی کی آواز پر بلند کرتا ہے، اور یہی آیت تلاوت کی ۱۲۔

عـــہ۲: آیت ۴: "مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۚ" [2]۔

جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے خدا کی اطاعت کی ۱۲۔

عـــہ۳: آیت ۵: "اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَكَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰهَ ؕ یَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَیْدِیْهِمْ ۚ" [3]۔

بیشک جو لوگ تجھ سے بیعت کرتے ہیں وہ تو اللہ ہی سے بیعت کررہے ہیں۔ اللہ کا ہاتھ ہے ان کے ہاتھوں پر ۱۲۔

عـــہ۴: اللہ عزوجل نے بے شمار امور میں اپنے محبوب صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا نام پاک اپنے نام اقدس سے ملایا کہیں اصل شان اپنی تھی اس میں حبیب صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا ذکر بھی شامل فرمایا، کہیں اصل معاملہ حبیب صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا تھا ان کے ساتھ اپنے ذکر والا سے اعزاز بڑھایا، آئندہ کی آٹھ آیتیں اسی کے بیان میں ہیں ۱۲منہ مدظلہ۔

عـــہ۵: آیت ۶: "اَغْنٰىهُمُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ" [4]۔

انھیں دولتمند کردیا اللہ اور اللہ کے رسول نے اپنے فضل سے ۱۲

[1] القرآن الکریم ۴۹/ ۲
[2] القرآن الکریم ۴/ ۸۰
[3] القرآن الکریم ۴۸/ ۱۰
[4] القرآن الکریم ۹/ ۷۴

والایتاء عہ۱ ورجاء العطاء والتقدیم عہ۲ والقضاء عہ۳ والمحادۃ عہ۴ والارضاء عہ۵

عہ۱: آیت ۷:

"وَلَوْ اَنَّهُمْ رَضُوْا مَاۤ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗۙ وَ قَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ سَیُؤْتِیْنَا اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَ رَسُوْلُهٗۤ"[1]۔

اور کیا خوب تھا اگر وہ راضی ہوتے اس پر جو انھیں دیا اللہ اور اللہ کے رسول نے اور کہتے ہمیں اللہ کافی ہے، اب دیتا ہے ہمیں اللہ اپنے فضل سے اور اس کا رسول ۱۲۔

عہ۲: آیت ۸:

"یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیِ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ"[2]۔

اے ایمان والو! اللہ و رسول سے آگے نہ بڑھو ۱۲۔

عہ۳: آیت ۹:

مَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّ لَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗۤ اَمْرًا اَنْ یَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِیَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْؕ وَ مَنْ یَّعْصِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِیْنًاؕ(۳۶)"[3]

نہیں پہنچتا کسی مسلمان مرد نہ عورت کو جب اللہ و رسول کوئی بات ان کے معاملہ میں ٹھہرادیں تو انھیں اپنے کام کا کچھ اختیار باقی رہے اور جو حکم نہ مانے اللہ و رسول کا وہ صریح گمراہ ہوا بہک کر ۱۲۔

عہ۴: آیت ۱۰:

"لَا تَجِدُ قَوْمًا یُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ یُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ لَوْ كَانُوْۤا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِیْرَتَهُمْؕ"[4]۔

تو نہ پائے گا انھیں جو ایمان لاتے ہیں اللہ اور پچھلے دن پر کہ دوستی کریں اللہ و رسول کے مخالف سے چاہے وہ اپنے باپ یا بیٹے یا بھائی یا عزیز ہی ہوں ۱۳۔

عہ ۵: آیت ۱۱: "وَ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗۤ اَحَقُّ اَنْ یُّرْضُوْهُ اِنْ كَانُوْا مُؤْمِنِیْنَ(۶۲) اَلَمْ یَعْلَمُوْۤا اَنَّهٗ مَنْ یُّحَادِدِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَاَنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدًا فِیْهَاؕ ذٰلِكَ الْخِزْیُ الْعَظِیْمُ(۶۳)"[5]

اللہ و رسول زیادہ مستحق ہیں اس کے کہ یہ لوگ انھیں راضی کریں اگر ایمان رکھتے ہیں کیا انھیں خبر نہیں کہ جو مقابلہ کرے اللہ و رسول سے تو اس کے لئے دوزخ کی آگ ہے جس میں ہمیشہ رہے گا اور وہی بڑی رسوائی ہے ۱۲۔

---

[1] القرآن الکریم ۹/ ۵۹

[2] القرآن الکریم ۴۹/ ۱

[3] القرآن الکریم ۳۳/ ۳۶

[4] القرآن الکریم ۵۸/ ۲۲

[5] القرآن الکریم ۹/ ۶۲و۶۳

والنصح عـــہ۱ والایذآء عـــہ۲ فی قراٰنکم *ورفع شانہ مکانہ فمیز امرہ عن امور من عداہ فما کان لیوزن بمیزانکم *اتجعلون الحصی عـــہ۳ کالدر او الدم کالمسك ام تجعلون العصف کریحانکم *فقد ھدا کم ربکم ان لَا تَجْعَلُوْا عـــہ۴ "دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَیْنَکُمْ کَدُعَآءِ بَعْضِکُمْ بَعْضًا" [1] من اب اومولی اوسلطانکم *وقال الذین ارسلوا السنتھم فی شانہ العظیم

عـــہ۱: آیت ۱۲: "اِذَا نَصَحُوْا لِلّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ" [2]

جب خلوص رکھیں اللہ ورسول کے ساتھ۔

عـــہ۲: آیت ۱۳: "اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ لَعَنَہُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ وَاَعَدَّ لَہُمْ عَذَابًا مُّہِیْنًا﴿۵۷﴾" [3]

بیشک جو لوگ ایذا دیتے ہیں اللہ ورسول کو اللہ نے ان پر لعنت کی دنیا وآخرت میں، اور ان کے لئے تیار کر رکھی ذلت کی مار۔

یہ معاملہ خاص حبیب کا ہے، اللہ کو کون ایذا دے سکتا ہے، مگر وہاں تو جو معاملہ رسول کے ساتھ برتا جائے اپنے ہی ساتھ قرار پایا ہے۔

عـــہ۳: یعنی جب تم خود کنکر کو موتی، خون کو مشک، بھس کو پھول کی طرح سمجھتے تو رسول کے معاملہ کا اوروں پر کیا قیاس کرتے ہو، یہاں تو کوئی نسبت ہی نہیں ہو سکتی جب ان کے ابن مکرم حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں:

لاتقیسونی باحد ولا تقیسوا علی احدا [4]۔

مجھے کسی پر قیاس نہ کرو نہ کسی کو مجھ سے نسبت دو۔

توخود حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا ذکر کیا ہے واللہ اکبر ۱۲۔

عـــہ۴: یہ آیت ۱۴ ہے کہ رسول کا پکارنا اپنے میں ایسا نہ ٹھہرالو جیسے ایک دوسرے کو پکارتے ہو، اب ایک دوسرے میں باپ اور مولا اور بادشاہ سب آگئے، اسی لئے علماء فرماتے ہیں نام پاک لے کر ندا کرنا حرام ہے، اگر روایت میں مثلا یا محمد آیا ہو تو اس کی جگہ بھی یا رسول اللہ کہے، اس مسئلہ کا بیان عظیم الشان فقیر کے رسالہ تجلی الیقین بان نبینا سید المرسلین میں دیکھئے ۱۲منہ

[1] القرآن الکریم ۹/ ۹۱

[2] القرآن الکریم ۳۳/ ۵۷

[3] القرآن الکریم ۲۴/ ۶۳

[4] زبدۃ الآثار تلخیص بھجہ الاسرار (اردو) مکتبہ نبویہ لاہور ص ۷۷

اَبِاللّٰهِ عـــه وَاٰیٰتِهٖ وَرَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ۝۶۵ "[1] "لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِیْمَانِكُمْ ؕ"[2] *

عـــه: یہ **آیت ۱۵** ہے غزوہ تبوک کو جاتے وقت منافقوں نے تخلیہ میں نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے خلاف شان کچھ کہا، جب سوال ہوا تو عذر کرنے لگے اور بولے ہم تو یونہی آپس میں ہنستے تھے، اللہ تعالٰی نے فرمایا: "**قُلْ اَبِاللّٰهِ وَاٰیٰتِهٖ وَرَسُوْلِهٖ**"[3] **الاٰیۃ** اے نبی! ان سے فرمادے کیا اللہ تعالٰی اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول کے معاملہ میں ٹھٹھا کرتے تھے بہانے نہ بناؤ تم کافر ہوچکے ایمان لاکر۔

اقول: اس آیت کے تین فائدے حاصل ہوئے:

اول: یہ کہ جو رسول کی شان میں گستاخی کرے وہ کافر ہوجاتا ہے اگرچہ کیسا ہی کلمہ پڑھتا اور ایمان کا دعوی رکھتا ہو، کلمہ گوئی اسے ہرگز کفر سے نہ بچائے گی۔

دوم: یہ جو بعض جاہل کہنے لگتے ہیں کہ کفر کا تو دل سے تعلق ہے نہ کہ زبان سے، جب وہ کلمہ پڑھتا ہے اور اس کے دل میں کفر ہونا معلوم نہیں تو ہم کسی بات کے سبب اسے کیونکر کافر کہیں، محض خبط اور نری جھوٹی بات ہے، جس طرح کفر دل سے متعلق ہے یونہی ایمان بھی، زبان سے کلمہ پڑھنے پر مسلمان کیسے کہا یونہی زبان سے گستاخی کرنے پر کافر کہا جائے گا، اور جب بغیر اکراہ شرعی کے ہے تو اللہ کے نزدیک بھی کافر ہوجائے گا اگرچہ دل میں اس گستاخی کا معتقد نہ ہو کہ بے اعتقاد کہنا ہزل وسخریہ ہے، اور اسی پر رب العزت فرماچکا کہ تم کافر ہوگئے اپنے ایمان کے بعد، اس کی تحقیق ہمارے رسالہ **البارقۃ اللمعا علی سامد نطق بالکفر طوعا** (۱۳۰۴ھ) میں ہے۔

سوم کھلے ہوئے لفظوں میں عذر تاویل مسموع نہیں، آیت فرماچکی کہ حیلہ نہ گھڑو تم کافر ہوگئے۔

تنبیہ: یہاں اللہ عزوجل نے انھیں کلمات گستاخی کو وجہ کفر بتایا اور ان کے مقابل کلمہ گوئی وعذر جوئی کو مردود ٹھہرایا یہاں ان کے کفر سابق مخفی کی بحث نہیں کہ "**قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِیْمَانِكُمْ ؕ**" فرمایا ہے تم مسلمان ہو کر کافر ہوگئے۔ نہ کہ "**قد کنتم کافرین**" تم پہلے سے کافر تھے، یہ فائدے خوب یاد رکھنے کے ہیں **وباللہ التوفیق** ۱۲ منہ مدظلہ

---

[1] القرآن الکریم ۹ /۶۵

[2] القرآن الکریم ۹/ ۶۶

[3] القرآن الکریم ۶/ ۶۵

فیاایھا المنافقون عـــہ۱ المردۃ الفاسقون الزاعم کبیرکم ان مدح عـــہ۲ الرسول کمدح بعضکم بعضا بل اقل منہ فی حسبانکم قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَآءُ عـــہ۳ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ ۚ وَمَا تُخْفِیْ صُدُوْرُهُمْ اَكْبَرُ ؕ واللہ مخرج اضغانکم *

عـــہ۱: نفاق دو قسم ہے: عقدی و عملی، نفاق عملی کے بیان میں فقیر نے ایک رسالہ حافلہ مسمّٰی بہ ابناء الحذاق بمسالک النفاق (۱۳۰۹ھ) لکھااور آیات واحادیث کثیرہ وغیرہ سے اس کے وجوہ وصور کو ظاہر کیاجو اس رسالہ کے غیر میں مجموعانہ ملیں گی وہاں سے ان حضرات کے نفاق کا ثبوت لیجئے ۱۲منہ

عـــہ۲: اللہ توفرمائے رسول کے حضور چلّا کرنہ بولو جیسے ایک دوسرے کے سامنے چلاتے ہو، اللہ فرمائے رسول کا پکارنا ایک دوسرے کا سا پکارنانہ ٹھہرالو، تقویۃ الایمان والا کہے رسول کی ایسی ہی تعریف کرو جیسی باھم ایک دوسرے کی کرتے ہو بلکہ اس میں بھی کمی کرو، انا للہ وانا الیہ راجعونo

عـــہ۳: قال اللہ تعالٰی:

"قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَآءُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ ۚ وَمَا تُخْفِیْ صُدُوْرُهُمْ اَكْبَرُ ؕ قَدْ بَیَّنَّا لَكُمُ الْاٰیٰتِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۱۸﴾ [1] هٰۤاَنْتُمْ اُولَآءِ تُحِبُّوْنَهُمْ وَلَا یُحِبُّوْنَكُمْ وَتُؤْمِنُوْنَ بِالْكِتٰبِ كُلِّهٖ ۚ وَاِذَا لَقُوْكُمْ قَالُوْۤا اٰمَنَّا ۚ وَاِذَا خَلَوْا عَضُّوْا عَلَیْكُمُ الْاَنَامِلَ مِنَ الْغَیْظِ ؕ قُلْ مُوْتُوْا بِغَیْظِكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۱۱۹﴾" [2]

ظاہر ہوچکی ہے دشمنی ان کی باتوں سے اور وہ جو ان کے دلوں میں دبی ہے اس سے بھی زیادہ ہے ہم نے صاف بیان فرمادیں تمھارے لئے نشانیاں اگر تمھیں سمجھ ہو، دیکھو یہ جو تم ہو تم تو انھیں چاہتے ہو اور وہ تمھیں نہیں چاہتے اور تم پوری کتاب پر ایمان لاتے ہو اور جب وہ تم سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں ہم مسلمان ہیں اور جب تنہا ہوتے ہیں تو تم پر غضب میں اپنی انگلیاں چباتے ہیں تو فرمادے مر جاؤ گھٹ گھٹ کر خدا خوب جانتا ہے دلوں کی بات۔

اقول: اس آیت سے بھی دو ۲ فائدے ملے:

ایک: یہ کہ دل کے بخار کے ساتھ زبانی اقرار کلمہ گوئی کی پکار کوئی چیز نہیں۔

دوسرے: یہ کہ دل کا بخار زبانی باتوں سے ظاہر ہو جاتا ہے ۱۲منہ۔

[1] القرآن الکریم ۳/ ۱۱۸

[2] القرآن الکریم ۳/ ۱۱۹

استحوذ عــــہ۱ علیکم الشیطن فانسا کم ذکر اللہ وتعظیم الرسول وقد نطق القراٰن بخذلانکم * زادفاء کم الشیطن نقطا من شینہ وتاء کم التدویر دائرۃ نونہ فاراکم تقویۃ الایمان فی تفویت ایمانکم * "مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰى مَاۤ اَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتّٰى يَمِيْزَ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ" [1] وما اللہ بغافل عن کفرانکم * فلاورب محمد لاتؤمنون عــــہ۲ حتی یکون احب الیکم من والدکم وولدکم والناس اجمعین والروح بین جسمانکم * صلی اللہ تعالٰی وبارك وسلم علیہ والہ الکرام وصحبہ العظام وخادمی سنۃ القیام بردزیغکم و طغیانکم * ورزقنا حبہ الصادق فی غایۃ الاعظام وادامۃ ذکرہ الی یوم القیام، وان کان فیہ رغم انوفکم واسخان اعیانکم * اٰمین یا ارحم الراحمین * والحمد للہ رب العلمین وصلی اللہ تعالٰی علی سیدنا ومولٰنا محمد والہٖ واصحابہ اجمعین۔

عــــہ۱: قال اللہ تعالٰی: "اِسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطٰنُ فَاَنْسٰهُمْ ذِكْرَ اللّٰهِ ؕ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ الشَّيْطٰنِ ؕ اَلَاۤ اِنَّ حِزْبَ الشَّيْطٰنِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۱۹﴾" [2]

غالب آگیا ان پر شیطان سو بھلادی ان کو خدا کی یاد وہ شیطان کے گروہ ہیں، سن لو شیطان ہی کے گروہ نقصان میں ہیں۔
علمائے مدینہ طیبہ نے وہابیہ کے حق میں یہی آیت لکھی اور خود حدیث صحیح بخاری سے ان کا قرن شیطان ہونا ثابت ہے ۱۲منہ

عــــہ۲: صحیح بخاری و صحیح مسلم و مسند امام احمد و سنن نسائی وابن ماجہ میں حضرت انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لایومن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین۔ [3]

تم میں کوئی مسلمان نہیں ہوتا جب تک میں اسے اس کے ماں باپ اور سارے جہان سے زیادہ پیارا نہ ہوں۔

اللھم بحبہ لك وحبك اجعل حب احب الینا من حب الظمآن للماء البارد ومن حبنا انفسنا یا ارحم الراحمین۔ اٰمین ۱۲منہ

---

[1] القرآن الکریم ۳/ ۱۷۹

[2] القرآن الکریم ۵۸/ ۱۹

[3] صحیح البخاری کتاب الایمان باب من الایمان ان یحب لاخیہ الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۶، صحیح مسلم کتاب الایمان باب وجوب محبۃ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۴۹

ترجمہ خطبہ

تمام تعریفیں اللہ تعالٰی کے لئے جس نے اپنا رسول بھیجا گواہ اور خوشی اور ڈر سناتا ہوا، تاکہ تم ایمان لاؤ اللہ تعالٰی پر اور اس کے رسول صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر اور تم اس کی تعظیم اور توقیر اپنے دل اور زبان سے بجالاؤ، تو اللہ تعالٰی نے ان کی تعظیم وتوقیر اور اعزاز کو تمھارے ایمان اور دین حق کا مضبوط رکن بنایا۔ اور تم پر حرام کیا ہے کہ تم اپنی آوازوں کو نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی آواز پر بلند کرو یا تم ان کے حضور اس طرح چلا کر بولو جس طرح تم آپس میں ایک دوسرے کے سامنے چلاتے ہو، کہیں تمھارے اعمال اکارت نہ ہو جائیں اور تمھیں اپنے خسارے کی خبر نہ ہو، اور اللہ تعالٰی نے ان کی اطاعت کو اپنی اطاعت اور ان کی بیعت کو اپنی بیعت بنایا تو اگر تم اپنے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی بیعت کرو تو تمھارے ہاتھ پر رحمان کا ہاتھ ہے اور اللہ تعالٰی نے اپنے اسم کریم کے ساتھ ان کا اسم پاک ملایا غنی کرنے، عطا کرنے، عطا کی امید کرنے، آگے ہونے، فیصلہ کرنے، مخالف ہونے، راضی ہونے اور خلوص وایذا میں تمھارے قرآن پاک میں، اور اللہ تعالٰی نے ان کی شان بلند فرمائی اور ان کی عظمت مکانی فرمائی، تو یوں اللہ تعالٰی نے ان کے معاملہ کو ان کے ماسوا سے ممتاز فرمایا۔ تو ان کی شان تمھارے ترازو سے ماوراء ہے، کیا تم کنکر کو موتی یا خون کو مشک یا بھس کو پھول قرار دوگے، تو بیشک تمھارے رب نے تمھیں راہنمائی دی ہے کہ تم رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو پکارنا ایسا نہ ٹھہراؤ جیسا تم آپس میں ایک دوسرے کو پکارتے ہو خواہ تمھارا باپ ہو یا آقا ہو یا بادشاہ ہو، اور اللہ تعالٰی نے ان لوگوں کے بارے میں جو زبان درازی ان کی شان میں کرتے ہیں فرمایا کیا تم اللہ تعالٰی اور اس کی آیات اور اس کے رسول کے معاملہ میں ٹھٹھا کرتے ہو، بہانے نہ بناؤ تم کافر ہوچکے ہو اپنے ایمان کے بعد، اے سرکش منافقو، فاسقو، تمھارے بڑے نے خیال ظاہر کیا کہ رسول اللہ کی مدح تمھاری آپس میں ایک دوسرے کی مدح کے مساوی بلکہ اس سے بھی کم ہے یہ تو تمھارے خیال میں ہے جبکہ بغض تمھارے منہ سے ظاہر ہوگیا ہے جو تمھارے دلوں میں ہے وہ اس سے بھی خطرناک ہے اور اللہ تعالٰی تمھارے حسد کو ظاہر فرمانے والا ہے، تم پر شیطان غالب آگیا ہے اس نے تم کو اللہ تعالٰی کی یاد اور رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی تعظیم بھلادی ہے اور بلاشک قرآن نے تمھاری رسوائی بیان فرمادی پس شیطان نے تمھاری فاء پر اپنے شین کے نقطوں میں ایک نقطہ بڑھادیا اور تمھاری تاء کا دائرہ اپنے نون کے دائرہ سے بڑھادیا تو شیطان نے تمھیں ایمان کے ضائع کرنے میں، ایمان کی تقویت دکھائی، مومنوں کو اللہ تعالٰی اس حال پر نہ چھوڑے گا جس پر تم اب ہو جب تک خبیث کو طیب سے جدا نہ کردے اور اللہ تعالٰی تمھارے کفر سے غافل نہیں، محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے رب کی قسم تم مومن نہیں ہوسکتے جب تک وہ تمھارے والد۔ اولاد، تمام لوگوں اور تمھارے روحوں سے زیادہ محبوب نہ ہوں۔ صلی اللہ تعالٰی وبارک وسلم علیہ

وعلیٰ آلہ الکرام وصحابتہ العظام اور ساتھ ہی تمھاری سرکشی اور غلط روی کے رد کرنے کی سنت پر قائم خدام پر سلام و برکات ہوں، اور اللہ تعالٰی ہمیں انتہائی تعظیم کے ساتھ آپ کی سچی محبت اور قیامت تک آپ کا دائمی ذکر عطا فرمائے اگرچہ اس میں تمھاری ناکیں آلود اور تمھاری آنکھیں بیمار ہوں، **آمین یا ارحم الراحمین والحمد للہ رب العالمین وصلی اللہ تعالٰی علی سیدنا ومولانا محمد وآلہ واصحابہ اجمعین**۔ (ترجمہ خطبہ ختم ہوا، یہاں سے جواب شروع ہے)

بلا شبہہ وہابیہ مذکورین اور ان کے پیشوائے مسطور پر بوجوہ کثیر قطعاً یقینا کفر لازم اور حسب تصریحات جماہیر فقہائے کرام اصحاب فتاوٰی اکابر واعلام رحمہم اللہ الملک المنعام ان پر حکم کفر ثابت و قائم اور بظاہر ان کا کلمہ پڑھنا اس حکم کا نافی اور ان کو نافع نہیں ہو سکتا آدمی فقط زبان سے کلمہ پڑھے یا اپنے آپ کو مسلمان کہنے سے مسلمان نہیں ہوتا جبکہ اس کا قول یا فعل اس کے دعوے کا مکذب ہو گیا، اگر کوئی شخص اپنے آپ کو مسلمان کہے کلمہ پ-ڑھے بلکہ نماز وروزہ حج زکوۃ بھی ادا کرے باینہمہ خدا اور رسول کی باتیں جھٹلائے یا خدا اور رسول وقرآن کی جناب میں گستاخیاں کرے یا زنار باندھے، بت کے لئے سجدے میں گرے تو وہ مسلمان قرار پاسکتا یا عادت کے طور پر وہ کلمہ پڑھنا اس کے کام آسکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ ہم ابھی حاشیہ خطبہ میں یہ مضمون آیات قرآنیہ سے ثابت کر چکے۔ درمختار مطبع ہاشمی ص ۳۱۸:

لواتی بھما علی وجہ العادۃ لم ینفعہ مالم یتبرأ[1]۔	اگر عادت کے طور پر کلمہ پڑھا تو نفع نہ دے گا جب تک اپنی اس کفری بات سے توبہ نہ کرے۔

امام الوہابیہ کا خود اپنے اقرار سے کافر ہونا نیز سب وہابیہ کا اپنے امام کی تصریح سے کافر ٹھہرنا

ان کے مذہبی عقیدوں اور ان کے پیشوائے مذہب کی کتابوں میں بکثرت کلمات کفریہ ہیں جن کی تفصیل کو دفتر درکار، اور ان کے پیشوا نے اپنی کتاب تقویۃ الایمان میں (جسے یہ لوگ **معاذاللہ** کتاب آسمانی کی مثل جانتے اور اپنے مذہب کی مقدس کتاب مانتے ہیں) اپنے اور اپنے سب پیروؤں کے کھلم کھلا کافر ہونے کا صاف اقرار کیا ہے، میں پہلے ان کا وہ اقراری کفر نقل کروں پھر بطور نمونہ صرف ستر کفریات ان کے اور لکھوں، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ایک حدیث میں ختم دنیا کا حال ارشاد فرمایا ہے کہ زمانہ فنانہ ہوگا جب تک لات وعزی کی پھر پرستش نہ ہو اور وہ یوں ہوگی کہ اللہ تعالٰی ایک پاکیزہ ہوا بھیجے گا جو ساری دنیا سے مسلمانوں کو اٹھالے گی جس کے دل میں رائی برابر بھی ایمان ہوگا وہ اٹھالیا جائے گا جب زمین میں نرے کافر رہ جائیں گے پھر بتوں کی پوجا بدستور ہو جائے گی[2]۔

تقویۃ الایمان مطبع فاروقی دہلی ۱۲۹۳ھ ص ۴۴ پر یہ حدیث بحوالہ مشکوٰۃ نقل کی اور خود اس کا

[1] درمختار باب المرتد مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۳۵۶

[2] مشکوٰۃ المصابیح باب لاتقوم الساعۃ الا علی شرار الناس مطبع مجتبائی دہلی نصف ثانی ص ۴۸۱

ترجمہ کیا کہ:

''پھر بھیجے گا اللہ ایک باؤ اچھی، سو جان نکال لے گی جن کے دل میں ہوگا ایک رائی کے دانہ بھر ایمان، سو رہ جائیں گے وہی لوگ جن میں کچھ بھلائی نہیں۔ سو پھر جائیں گے اپنے باپ دادوں کے دین پر۔''[1]

حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے یہ بھی صراحۃً ارشاد فرمایا تھا کہ ''وہ ہوا خروج دجال لعین ونزول عیسٰی مسیح علیہ الصلٰوۃ والسلام کے بعد آئے گی[2]۔

تقویۃ الایمان میں حدیث کے یہ الفاظ بھی خود ہی نقل کئے اور اس کا ترجمہ کیا ص ۴۵: ''نکلے گا دجال سو بھیجے گا اللہ عیسٰی بیٹے مریم کو، سو وہ ڈھونڈے گا اس کو، پھر تباہ کردے گا اس کو، پھر بھیجے گا اللہ ایک باؤ ٹھنڈی شام کی طرف سے، سو نہ باقی رہے گا زمین پر کوئی کہ اس کے دل میں ذرہ بھر ایمان ہو مگر مار ڈالے گی اس کو۔''[3]

بااینہمہ حدیث مذکور لکھ کر اسی صفحہ پر صاف لکھ دیا: ''سو پیغمبر خدا کے فرمانے کے موافق ہوا۔''[4]

اب نہ خروج دجال کی حاجت رہی نہ نزول عیسٰی کی ضرورت بلکہ ان کے نصیبوں کے لئے وہ ہوا بھی چل گئی، تمام مسلمانوں کے کافر مشرک بنانے کے لئے ختم دنیا کی حدیث صاف صاف اپنے زمانہ موجودہ پر جمادی، اور کچھ پروا نہ کی کہ جب یہ وہی زمانہ ہے جس کی اس حدیث نے خبر دی اور وہ ہوا چل چکی اور جس کے دل میں رائی برابر بھی ایمان تھا مر گیا اب تمام دنیا میں نرے کافر ہی کافر رہ گئے ہیں تو یہ شخص خود اور اس کے سارے پیرو کیا دنیا کے پردے سے کہیں الگ بستے ہیں، یہ خود اپنے اقرار سے ٹھیٹ کافر پکے بت پرست ہیں، یہ خود ان کا اقراری کفر تھا، اب گنئے کہ علمائے کرام فقہائے عظام کی صریح تصریحوں سے ان پر کتنی وجہ سے کفر لازم:

کفریہ ۱: یہی اقرار کفر کہ جو اپنے کفر کا اقرار کرے وہ سچ کافر ہے، نوازل فقیہ ابواللیث، پھر خلاصہ، پھر تکملہ لسان الحکام مطبوعہ مصر ص ۵۷: رجل قال انا ملحد یکفر[5] جو اپنے الحاد کا اقرار کرے وہ کافر ہے۔

---

[1] تقویۃ الایمان الفصل الرابع فی ذکر رد الاشراك فی العبادۃ مطبع علیمی لوہاری گیٹ لاہور ص ۳۰

[2] مشکوٰۃ المصابیح باب لاتقوم الساعۃ الاعلی شرار الناس مطبع مجتبائی دہلی نصف ثانی ص ۴۸۱

[3] تقویۃ الایمان الفصل الرابع فی ذکر رد الاشراك فی العبادۃ مطبع علیمی لوہاری گیٹ لاہور ص ۳۱

[4] تقویۃ الایمان الفصل الرابع فی ذکر رد الاشراك فی العبادۃ مطبع علیمی لوہاری گیٹ لاہور ص ۳۰

[5] خلاصۃ الفتاوٰی کتاب الفاظ الکفر فصل ثانی جنس خامس مکتبۃ حبیبیہ کوئٹہ ۴/ ۳۸۷

اشباہ فن ثانی کتاب السیر باب الردۃ:

قیل لھا انت کافرۃ فقالت انا کافرۃ کفرت[1]۔	کسی نے کہا تو کافرہ ہے، کہا میں کافرہ ہوں، وہ کافرہ ہو گئی۔

فتاوٰی عالمگیری مطبع مصر ۱۳۱۰ھ جلد ۲ ص ۲۷۹:

مسلم قال انا ملحد یکفر ولو قال ماعلمت انه کفر لایعذر بھذا[2]۔	ایک مسلمان اپنے ملحد ہونے کا اقرار کرے کافر ہو جائے گا اور اگر کہے کہ میں نہ جانتا تھا کہ اس میں مجھ پر کفر عائد ہوگا تو یہ عذر نہ سنا جائے۔

کفریہ ۲: اسی قول میں تمام امت کو کافر مانا، یہ خود کفر ہے، شفاء شریف امام قاضی عیاض ص ۳۶۲ و ص ۳۶۳:

نقطع بتکفیر کل قائل قال قولا یتوصل به الی تضلیل الامة[3]۔	جو کوئی ایسی بات کہے جس سے تمام امت کو گمراہ ٹھہرانے کی طرف راہ نکلے وہ یقینا کافر ہے۔

کفریہ ۳: تقویۃ الایمان ص ۲۰: "غیب کا دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہو کہ جب چاہے کر لیجئے، یہ اللہ صاحب کی ہی شان ہے۔"[4]۔ یہاں اللہ سبحنہ کے علم کو لازم وضروری نہ جانا اور معاذاللہ اس کا جہل ممکن مانا کہ غیب کا دریافت کرنا اسی کے اختیار میں ہے چاہے دریافت کرلے چاہے جاہل رہے۔ یہ صریح کلمہ کفر ہے، عالمگیری ج ۲ ص ۲۵۸:

یکفر اذا وصف الله تعالٰی بما لایلیق به اونسبه الی الجھل اوالعجز اوالنقص[5] اھ	جو شخص اللہ تعالٰی کی ایسی شان بیان کرے جو اس کے لائق نہیں یا اسے جہل یا عجز یا کسی ناقص بات کی طرف نسبت کرے وہ کافر ہے۔

بحر الرائق مطبع مصر ج ۵ ص ۱۲۹، بزازیہ مطبع مصر ج ۳ ص ۳۲۳، جامع الفصولین

---

[1] الاشباہ والنظائر کتاب السیر باب الردۃ ادارۃ القرآن کراچی ۱/ ۲۴۹

[2] فتاوٰی ہندیہ الباب التاسع فی احکام المرتدین نورانی کتب خانہ پشاور ۲/ ۲۷۹

[3] الشفاء بتعریف حقوق المصطفی فصل فی بیان ماھو من المقالات المطبعۃ الشرکۃ الصحافیۃ فی البلاد العثمانیہ ۲/ ۲۷۱

[4] تقویۃ الایمان الفصل الثانی فی رد الاشراك فی العلم مطبع علیمی اندرون لوہاری گیٹ لاہور ص ۱۴

[5] فتاوٰی ہندیہ الباب التاسع فی احکام المرتدین نورانی کتب خانہ پشاور ۲/ ۲۵۸

مطبع مصر ج ۲ص ۲۹۸:

لو وصف الله تعالٰی بما لا یلیق بہ کفر [1]۔	اگر اللہ تعالٰی کی شان میں ایسی بات کہی جو اس کے لائق نہیں کافر ہو گیا۔

کفریہ ۴: "جب چاہے دریافت کرنے" کا صاف یہ مطلب کہ ابھی تک دریافت ہوا نہیں ہاں اختیار عـــہ ہے کہ جب چاہے دریافت کرلے تو علم الٰہی قدیم نہ ہوا اور یہ کھلا کفر ہے۔ عالمگیری ج ۲ص ۲۶۲:

لو قال علم خدائے قدیم نیست یکفر کذا فی التتار خانیۃ [2] اھ ملخصا۔	جو علم خدا کو قدیم نہ مانے وہ کافر ہے ایسا ہی تار تارخانیہ میں ہے اھ ملخصا۔

کفریہ ۵: ایضاح الحق مطبع فاروقی دہلی ۱۲۹۷ھ ص ۳۵ و ۳۶:

تنزیہ او تعالٰی از زمان ومکان وجہت واثبات رؤیت بلاجہت ومحاذات (الٰی قولہ) ہمہ از قبیل بدعات حقیقیہ است اگر صاحب آں اعتقادات مذکورہ را از جنس عقائد دینیہ مے شمارد [3] اھ ملخصا۔	اللہ تعالٰی کو زمان ومکان اور جہت سے پاک قرار دینا اور اس کا دیدار بلاجہت وکیف ثابت کرنا (آگے یوں کہا) یہ تمام امور از قبیل بدعت حقیقیہ ہیں اگر کوئی شخص ان مذکورہ اعتقادات کو دینی اعتقاد شمار کرے اھ ملخصا (ت)

اس میں صاف تصریح کی ہے کہ اللہ تعالٰی کو زمان ومکان وجہت سے پاک جاننا اور اس کا دیدار بلاکیف ماننا بدعت وضلالت ہے اس میں اس نے تمام ائمہ کرام وپیشوایان مذہب اسلام کو بدعتی وگمراہ بتایا۔ شاہ عبدالعزیز صاحب تحفہ اثناء عشریہ مطبوعہ کلکتہ ۱۲۴۳ھ ص ۲۵۵ میں فرماتے ہیں:

عقیدہ سیز دہم آنکہ حق تعالٰی را مکان نیست واُورا جہتے از فوق وتحت متصور نیست وہمینست مذہب اہل سنت وجماعت [4]۔	تیرھواں عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تعالٰی کے لئے مکان اور فوق وتحت کی جہت متصور نہیں ہے اور یہی اہل سنت وجماعت کا مذہب ہے (ت)

عـــہ: اس کے متعلق شرح عقائد وفقہ اکبر وشرح فقہ اکبر کی عبارات کفریہ ۱۰ کے رد میں دیکھئے ۱۲منہ

---

[1] جامع الفصولین الفصل الثامن والثلاثون فی مسائل کلمات الکفر اسلامی کتب خانہ بنوری ٹاؤن کراچی ۲/ ۲۹۸

[2] فتاوٰی ہندیہ الباب التاسع فی احکام المرتدین نورانی کتب خانہ پشاور ۲/ ۲۶۲

[3] ایضاح الحق (مترجم اردو) فائدہ اول پہلا مسئلہ قدیمی کتب خانہ کراچی ص ۷۷ و ۷۸

[4] تحفہ اثنا عشریہ باب پنجم در الٰہیات سہیل اکیڈمی لاہور ص ۱۴۱

بحر الرائق ج ۵ ص ۱۲۹، عالمگیری ج ۲ ص ۲۵۹:

یکفر باثبات المکان للّٰہ تعالٰی [1]۔	اللہ تعالٰی کے لئے مکان ثابت کرنے سے آدمی کافر ہوجاتا ہے۔

فتاوی قاضی خاں فخر المطابع ج ۴ ص ۴۳:

رجل قال خدائے بر آسمان میداند کہ من چیزے ندارم یکون کفرا لان اللّٰہ تعالٰی منزہ عن المکان [2]۔	کسی نے کہا کہ خدا آسمان پر جانتا ہے کہ میرے پاس کچھ نہیں۔کافر ہوگیا۔اس لئے کہ اللہ تعالٰی مکان سے پاک ہے۔

خلاصہ کتاب الفاظ الکفر فصل ۲ جنس ۲:

لو قال نردبان بنہ وبرآسمان برآئے وباخدائے جنگ کن یکفر لانہ اثبت المکان للّٰہ تعالٰی [3]۔	اگر کوئی یوں کہے کہ سیڑھی لگاؤ اور آسمان پر جاکر خدا سے جنگ کرو،توکافر ہوجائے گااس لئے کہ اس نے اللہ تعالٰی کے لئے مکان مانا۔(ت)

کفریہ ۶: رسالہ یکروزی فاروقی ص ۱۵۵:

بعد اخبار ممکن ست کہ ایشان رافراموش گردانیدہ شود پس قول بامکان وجود مثل اصلا منجر بتکذیب نصی از نصوص نگرددوسلب قرآن مجید بعد انزال ممکن ست [4]۔	خبر دینے کے بعد ممکن ہے کہ اللہ تعالٰی اسے بھلادے پس حضور علیہ الصلٰوۃ والسلام کی ہم مثل ثابت کرنا ہرگز نصوص میں سے کسی نص کی تکذیب نہیں اور قرآن پاک کے نازل کرنے کے بعد اس کا سلب ہوجانا ممکن ہے۔(ت)

اہل حق نے کہا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا مثل یعنی تمام صفات کمالیہ میں حضور کا شریک وہمسر محال ہے،اور بعض علماء اس پر دلیل لائے تھے کہ اللہ عزوجل نے حضور اقدس صلی اللہ

---

[1] بحر الرائق باب احکام ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۵/ ۱۲۰، فتاوٰی ہندیہ الباب التاسع فی احکام المرتدین نورانی کتب خانہ پشاور ۲/ ۲۵۹

[2] فتاوٰی قاضی خاں کتاب السیر باب مایکون کفرا من المسلم الخ نولکشور لکھنؤ ۴/ ۸۸۴

[3] خلاصۃ الفتاوٰی کتاب الفاظ الکفر فصل ۲ جنس ۲ مکتبۃ حبیبیہ کوئٹہ ۴/ ۳۸۴

[4] رسالہ یکروزی (فارسی) فاروقی کتب خانہ ملتان ص ۱۷

تعالٰی علیہ وسلم کو خاتم النبیین فرمایا اگر حضور کا مثل بمعنی مذکور ممکن ہو تو **معاذاللہ** کذب الٰہی لازم آئے، اس کے جواب میں شخص مذکور نے وہ کفری بول بولا کہ اگر اللہ تعالٰی قرآن مجید دلوں سے بھلا کر ایسا کرے تو کس نص کی تکذیب ہو گی، یہاں صاف اقرار کر دیا کہ اللہ عزوجل کی بات واقع میں جھوٹی ہو جانے میں تو حرج نہیں حرج اس میں ہے کہ بندے اس کے جھوٹ پر مطلع ہوں اگر انھیں بھلا کر اپنی بات جھوٹی کر دے تو تکذیب کہاں سے آئیگی کہ اب کسی کو وہ نص یاد ہی نہیں جو جھوٹ ہو جانا بتائے غرض سارا ڈر بندوں کا ہے جب ان کی مت ماردی پھر پروا کیا **تعالی اللہ عما یقول الظلمون علوا کبیرا**۔ ظالموں کی باتوں سے اللہ تعالٰی بہت بلند ہے۔ ت) شفاء شریف ص ۳۶۱:

من دان بالو حدانیة وصحة النبوة و نبوة نبینا صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ولکن جوز علی الانبیاء الکذب فیما اتوابہ ادعی فی ذٰلك المصلحة بزعمہ اولم یدعھا فھوکافر باجماع[1]۔	جو اللہ تعالٰی کی وحدانیت نبوت کی حقانیت ہمارے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی نبوت کا اعتقاد رکھتا ہو باینہمہ انبیاء علیہم الصلٰوۃ والسلام پر ان باتوں میں کہ وہ اپنے رب کے پاس سے لائے کذب جائز مانے خواہ بزعم خود اس میں کسی مصلحت کا ادعا کرے یا نہ کرے ہر طرح بالاتفاق کافر ہے۔

حضرات انبیاء علیہم افضل الصلٰوۃ والثناء کا کذب جائز ماننے والا بالاتفاق کافر ہوا اللہ عزوجل کا کذب جائز ماننے والا کیونکر بالاجماع کافر مرتد نہ ہوگا، اس مسئلے میں شخص مذکور اور اس کا کاسہ لیسوں کے اقوال سخت ہولناک وبیباک و ناپاک ہیں جن کی تفصیل و تشریح اور ان کے رد بلیغ کی تنقیح ہماری کتاب **سبحن السبوح عن عیب کذب مقبوح** (۱۳۰۷ھ) سے روشن۔

کفریہ ۷: یکروزی ص ۱۴۵:

لا نسلم کہ کذب مذکور محال بمعنی مسطور باشد چہ مقدمہ قضیہ غیر مطابقہ للواقع والقائے آں بر ملٰئک وانبیاء خارج از قدرت الٰہیہ نیست والالازم آید کہ قدرت انسانی ازید از قدرت ربانی باشد[2]۔	اللہ تعالٰی کے لئے مذکور کذب کو ہم محال نہیں مانتے کیونکہ واقع کے خلاف کوئی قضیہ وخبر بنانا اور اس کو فرشتوں اور انبیاء پر القاء کرنا اللہ تعالٰی کی قدرت سے خارج نہیں ورنہ لازم آئیگا کہ انسانی قدرت اللہ تعالٰی کی قدرت سے زاید ہو جائے۔ (ت)

---

[1] الشفاء بتعریف حقوق المصطفٰی فصل فی بیان ماھو من المقالات المطبعة الشرکة الصحافیہ فی البلاد العثمانیہ ۲/ ۲۶۹

[2] رسالہ یکروزی (فارسی) فارقی کتب خانہ ملتان ص ۱۷

اس میں صاف تصریح ہے کہ جو کچھ آدمی اپنے لئے کرسکتا ہے وہ سب خدائے پاک کی ذات پر بھی روا ہے جس میں کھانا پینا، سونا، پاخانا پھرنا، پیشاب کرنا، چلنا، ڈوبنا، مرنا، سب کچھ داخل۔ لہٰذا اس قول خبیث کے کفریات حد شمار سے خارج۔

کفریہ ۸: یکروزی ص ۱۴۵:

عدم کذب را از کمالات حضرت حق سبحنہ میشمارند واورا جل شانہ بآں مدح می کنند برخلاف اخرس و جماد وصفت کمال ہمیں ست کہ شخصے قدرت بر تکلم بکلام کاذب دارد وبنا بر رعایت مصلحت ومقتضائے حکمت بتنزہ از شوب کذب تکلم بکلام کاذب ننماید ہما شخص ممدوح می گردد بخلاف کسے کہ لسان او ماؤف شدہ یا ہر گاہ ارادہ تکلم بکلام کاذب نماید آواز بند گردد یا کسے دہن اورا بند نماید ایں اشخاص نزد عقلا قابل مدح نیستند، بالجملہ عدم تکلم کلام کاذب ترفعا عن عیب الکذب وتنزہا عن التلوث بہ از صفات مدح ست[1] اھ ملخصا۔	عدم کذب کو اللہ تعالٰی کے لئے کمالات میں سے شمار کرتے ہیں اور عدم کذب کو گونگے اور جماد کے مقابلہ میں اللہ تعالٰی کی مدح بتاتے ہیں، اور جبکہ صفت کمال یہ ہے کہ کسی شخص کو جھوٹ بولنے پر قدرت ہو تو وہ مصلحت اور حکمت کی بنا پر جھوٹی بات کہنے سے گریز کرے تو ایسا شخص مدح کا مستحق ہوتا ہے، اس کے برخلاف کوئی ایسا شخص کہ اس کی زبان ناکارہ ہو یا جب وہ جھوٹی بات کہنے کا ارادہ کرے تو اس کی آواز بند ہوجائے یا دوسرا کوئی اس وقت تک اس کا منہ بند کردے تو ایسے لوگ عقلاء کے ہاں مدح کے قابل نہیں ہوتے غرضیکہ جھوٹ کے عیب سے بچنا اور اپنے آپ کو جھوٹ میں ملوث نہ کرنا مدح کی صفات میں سے ہے اھ ملخصا (ت)

اس میں صاف اقرار ہے کہ اللہ عزوجل کا جھوٹ بولنا ممتنع بالغیر بلکہ محال عادی بھی نہیں کہ گونگے کا بولنا ہرگز نہ محال بالذات نہ ممتنع بالغیر، نہ ممتنع عقلی، نہ محال شرعی، صرف محال عادی ہے، اور وہ تصریح کرتا ہے کہ اللہ تعالٰی کا جھوٹ بولنا ایسا بھی نہیں جیسے گونگے کا بولنا کہ اللہ تعالٰی کی تو اس سے مدح کرتے ہیں اور گونگے کی نہیں، تو ضرور ہوا کہ کذب الٰہی محال عادی بھی نہ ہو یہ صریح کفر ہے اور اس میں ایمان ودین وشرائع سب کا ابطال کہ جب خدا پر جھوٹ ہر طرح روا ہے تو اس کی کسی بات پر اطمینان کیا ہے۔

کفریہ ۹: اسی قول میں صراحۃً مان لیا کہ اللہ تعالٰی میں عیب والائش کا آنا جائز ہے مگر مصلحۃً ترفع کے لئے

[1] رسالہ یکروزی (فارسی) فارقی کتب خانہ ملتان ص ۱۸۔۱۷

اس سے بچتا ہے یہ صراحۃً اللہ عزوجل کو قابل ہر گونہ نقص وعیب وآلودگی ماننا ہے کہ یہ بھی مثل کفریہ ہفتم ہزاروں کفریات کا خمیرہ ہے۔ عالمگیری قول مذکورہ در کفریہ ۳، اعلام بقواطع الاسلام مطبع مصر ۱۲۹۲ھ ص ۱۵:

من نفی او اثبت ماھو صریح فی النقص کفر [1]۔	جو اللہ تعالٰی کی شان میں کوئی ایسی بات نہ یا ہاں کہے جس میں کھلی منقصت ہو کافر ہو جائے۔

کفریہ ۱۰: اس قول میں صدق الٰہی بلکہ اس کی سب صفات کمال کو اختیاری مانا کہ مصلحت عیب وآلائش سے بچنے کو اختیار کیا ہے جس طرح کفریہ ۳ میں صفت علم غیب کو صراحۃً اختیاری کہا تھا اور جو چیز اختیاری ہو ضرور حادث ونوپیدا ہوگی، شرح عقائد النسفی طبع قدیم ص ۲۲:

الصادر عن الشیئ بالقصد والاختیار یکون حادثا بالضرورۃ [2]۔	جو کسی سے اس کے قصد واختیار سے صادر ہو وہ بالبداہت حادث ہوگا۔ اور صفات الٰہی کو حادث ٹھہرانا کلمہ کفر ہے۔

فقہ اکبر حضرت امام اعظم ابو حنیفہ وشرح فقہ اکبر ملا علی قاری طبع حنفی ۱۲۶۹ھ ص ۲۹:

صفاتہ فی الازل غیر محدثۃ ولامخلوقہ فمن قال انہا مخلوقۃ او محدثۃ اووقف فیہا اوشك فیہا فھو کافر باللہ تعالٰی [3]	اللہ تعالٰی کی سب صفتیں ازلی ہیں، نہ وہ نوپیدا ہیں نہ مخلوق، تو جو انھیں مخلوق یا حادث بتائے یا اس میں توقف یا شک کرے وہ کافر ہے۔

کفر ۱۱ تا ۱۹: اسی قول میں صاف بتایا کہ جن چیزوں کی نفی سے اللہ تعالٰی کی مدح کی جاتی ہے وہ سب باتیں اللہ عزوجل کے لئے ہو سکتی ہیں ورنہ تعریف نہ ہوتی، تو اللہ تعالٰی کے لئے "سونا، ۱۲ اونگھنا، ۱۳ بہکنا، ۱۴ بھولنا، ۱۵ جورو، ۱۶ بیٹا، ۱۷ بندوں سے ڈرنا، ۱۸ کسی کو اپنی بادشاہی کا شریک کرلینا، ۱۹ ذلت وخواری کے باعث دوسرے کو اپنا بازو بنانا وغیرہ سب کچھ روا ٹھہرا کہ ان سب باتوں کی نفی سے اللہ تعالٰی کی مدح کی جاتی ہے **آیت** "لَا تَأْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّ لَا نَوْمٌ ؕ" [4] نہ اسے اونگھ آتی ہے نہ نیند۔ **آیت** "لَا یَضِلُّ رَبِّیْ

---

[1] فتاوٰی ہندیہ الباب التاسع فی احکام المرتدین نورانی کتب خانہ پشاور ۲/ ۲۵۸، اعلام بقواطع الاسلام مع سبل النجاۃ مکتبۃ دار الشفقت استنبول ترکی ص ۳۵۱

[2] شرح العقائد النسفیہ دار الاشاعۃ العربیہ قندھار افغانستان ص ۲۳

[3] الروض الازھر شرح الفقہ الاکبر الباری جل شانہ موصوف فی الازل الخ مصطفی البابی مصر ص ۲۵

[4] القرآن الکریم ۲/ ۲۵۵

وَلَا یَنۡسَی ۝۵۲ "[1] نہ میرا رب بہکے نہ بھولے۔ **آیت** "مَا اتَّخَذَ صَاحِبَۃً وَّلَا وَلَدًا ۝۳" [2] اللہ نے کسی کو اپنی جورو بنایا نہ بیٹا۔ **آیت** "وَلَا یَخَافُ عُقۡبٰہَا ۝۱۵" [3] اللہ کو ثمود کے پیچھے کا خوف نہیں۔ **آیت** "وَلَمۡ یَکُنۡ لَّہٗ شَرِیۡکٌ فِی الۡمُلۡکِ وَلَمۡ یَکُنۡ لَّہٗ وَلِیٌّ مِّنَ الذُّلِّ" [4] نہ کوئی بادشاہی میں اس کا ساجھی نہ کوئی دباؤ کے سبب اس کا حمایتی۔ یہ سب صریح کفر ہیں۔

کفریہ ۲۰ و ۲۱: صراط مستقیم مطبع ضیائی ۱۲۸۵ھ ص ۱۷۵:

نسبت پیر خود تا اینکہ روزے حضرت جل وعلا دست راست ایشاں رابدست قدرت خاص خود گرفتہ و چیزے رااز امور قدسیہ کہ بس رفیع بدیع بود پیش روے حضرت ایشاں کردہ فرمود کہ تراایں چنیں دادہ ام و چیزہائے دیگر خواہم داد [5]۔	اپنے پیر کی نسبت یہاں تک کہ ایک روز ان کا دایاں ہاتھ اللہ نے اپنے خاص دست قدرت میں پکڑا اور امور قدسیہ کی بلند و بالا چیز کو ان کے سامنے پیش کرکے فرمایا کہ تجھے میں نے یہ چیز دے دی اور مزید چیزیں دوں گا۔ (ت)

ص ۱۳: مکالمہ و مسامرہ بدست مے آید [6] (مکالمہ اور گفتگو حاصل ہوگی۔ ت)

ص ۱۵۴: گاہے کلام حقیقی ہم مے شود [7] عــــہ (اور کبھی کلام حقیقی بھی ہوتی ہے۔ ت) شفاء شریف ص ۳۶۰:

من اعترف بالٰهية الله تعالٰی ووحدانيته ولكنه ادعى له ولد اوصاحبته فذلك كفر باجماع المسلمين وكذلك من ادعى مجالسة	جو اللہ تعالٰی کی الوہیت و توحید کا تو قائل ہو مگر اس کے لئے جورو یا بچہ ٹھہرائے وہ باجماع مسلمین کافر ہے اسی طرح جو اللہ تعالٰی کے ساتھ ہمنشینی

عــــہ: یہ صراحۃً اپنے پیر وغیرہ کو نبی بتاناہے ۱۲ سل السیوف۔

[1] القرآن الکریم ۲۰/ ۵۲
[2] القرآن الکریم ۷۲/ ۳
[3] القرآن الکریم ۹۱/ ۱۵
[4] القرآن الکریم ۱۷/ ۱۱۱
[5] صراط مستقیم باب چہارم خاتمہ دربیان پارہ از واردات الخ المکتبۃ السلفیہ لاہور ص ۱۶۴
[6] صراط مستقیم ہدایت رابعہ دربیان ثمرات حب عشقی المکتبۃ السلفیہ لاہور ص ۱۲
[7] صراط مستقیم باب سوم فصل چہارم تکملہ دربیان سلوک المکتبۃ السلفیہ لاہور ص ۱۴۳

اللہ تعالٰی والعروج الیہ ومکالمتہ[1] اھ ملخصاً۔	اس تک صعود اس سے باتیں کرنے کا مدعی ہو۔

ص ۳۶۲:

وکذلك من ادعی منھم انہ یوحی الیہ وان لم یدع النبوۃ اوانہ یصعد الی السماء ویدخل الجنۃ ویاکل من ثمارھا ویعانق الحور العین فھؤلاء کلھم کفار مکذبون للنبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم[2]۔	اسی طرح جھوٹا متصوف دعوی کرے کہ اللہ تعالٰی اسے وحی کرتا ہے اگرچہ نبوت کا مدعی نہ ہو، یا یہ کہ وہ آسمان تک چڑھتا ہے جنت میں جاتا اس کے پھل کھاتا حوروں کو گلے لگاتا ہے یہ سب کافر ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی تکذیب کرنے والے۔

حوروں سے اس معانقہ کے دعوے پر تو یہ حکم ہے خود رب العزت سے ہاتھ ملا کر مصافحہ پر کیا حکم ہوگا۔ تحفہ اثناعشریہ ص ۲۹۹:

در حین بعثت بلکہ در حین مناجات ومکالمہ کہ اعلائے مراتب قرب بشری باجناب خداوندی ست[3]۔	نبی کی بعثت کے وقت بلکہ مکالمہ اور مناجات کے وقت جو کہ اللہ تعالٰی کے ہاں بشری قرب کا اعلٰی مرتبہ ہے۔(ت)

اس ترقی سے صاف ظاہر کہ مکالمہ کا مرتبہ نفس نبوت سے خاص تر ہے تو دنیا میں کسی کے لئے اللہ عزوجل سے کلام حقیقی کا دعوی صراحۃً اس کی نبوت کا دعوی ہے، تفسیر عزیزی سورہ بقرہ مطبع کلکتہ ۱۲۴۹ھ ص ۴۲۳ زیر قولہ تعالٰی "وَقَالَ الَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ لَوْ لَا یُکَلِّمُنَا اللّٰہُ":

منشائے ایں گفتگوے ایشاں جہل ست زیرا کہ نمی فہمند کہ رتبہ ہمکلامی باخدائے عزوجل بس بلند ست ہنوز بہ پایۂ اولین آں کہ ایمان ست نرسیدہ اند وآں رتبہ مختص ست بملائکہ وانبیاء علیہم الصلٰوۃ والسلام وغیرہ ایشاں راہر گز میسر نمی شود پس فرمائش ہمکلامی باخدا گویا فرمائش آنست کہ تاہمہ راپیغمبراں	ان کی اس گفتگو کا منشاء جہالت ہے کیونکہ وہ یہ نہ سمجھے کہ اللہ تعالٰی کے ساتھ ہم کلامی کا رتبہ بہت بلند ہے یہ لوگ ابھی ایمان کی ابتداء کو نہیں پہنچے حالانکہ وہ رتبہ ہمکلامی فرشتوں اور انبیاء کو ہی حاصل ہے کسی دوسرے کو ہر گز میسر نہیں ہے، تو اللہ تعالٰی سے ہمکلامی کی فرمائش کرنا گویا یہ فرمائش ہے کہ وہ

[1] الشفاء بتعریف حقوق المصطفی فصل فی بیان ماھو من المقالات المطبعۃ الشرکہ الصحافیۃ فی البلاد العثمانیہ ۲/ ۲۶۸

[2] الشفاء بتعریف حقوق المصطفی فصل فی بیان ماھو من المقالات المطبعۃ الشرکہ الصحافیۃ فی البلاد العثمانیہ ۲/ ۷۱-۲۷۰

[3] تحفہ اثنائے عشریہ باب ششم در بحث نبوت سہیل اکیڈمی لاہور ص ۱۶۴

یا فرشتہا سازد[1]۔	سب کو پیغمبر یا فرشتے بنادے(ت)

شرح عقائد جلالی مطبع مصر ص ۱۰۶ اس مسئلہ کی دلیل میں کہ جو شخص دنیا میں اللہ عزوجل سے کلام حقیقی کا مدعی ہو کافر ہے۔ فرمایا:

المکالمة شفاھا منصب النبوة بل اعلی مراتبھا وفیه مخالفة لما ھو من ضروریات الدین وھوانه صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم خاتم النبیین علیه افضل صلٰوة المصلین[2]۔	اللہ عزوجل سے کلام حقیقی منصب نبوت بلکہ اس کے مراتب میں اعلٰی مرتبہ ہے تو اس کے دعوے کرنے میں بعض ضروریات دین یعنی نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کا انکار ہے۔

کفریہ ۲۲: صراط مستقیم ص ۱۲:

از جملہ آں شدت تعلق قلب ست بمرشد خود استقلالًا یعنی نہ بآں ملاحظہ کہ ایں شخص کہ ناوداں فیض حضرت حق وواسطہ ہدایت اوست بلکہ بحیثیت یہ کہ متعلق عشق ہماں می گردد چنانکہ یکے از اکابر ایں طریق فرمود کہ اگر حق جل وعلا در غیر کسوت مرشد من تجلی فرماید ہر آئینہ مرا با اوالتفات درکار نیست[3]۔	ان میں سے ایک یہ کہ اپنے مرشد سے شدید قلبی مستقل تعلق یعنی یہ لحاظ نہ ہو کہ یہ مرشد اللہ تعالٰی کے فیض کا ذریعہ اور اس کی ہدایت کے لئے واسطہ ہے بلکہ اس حیثیت سے کہ عشق کا تعلق کے لئے واسطہ ہو چنانچہ اس طریقت کے ایک بڑے نے فرمایا کہ اگر اللہ تعالٰی مجھ پر میرے مرشد کے لباس وشکل کے بغیر تجلی فرمائے تو مجھے اس کی طرف التفات درکار نہیں ہے۔(ت)

شخص مذکورہ کے پیروؤں سے استفسار ہے کہ اپنے اصول پر اس کلمہ کا حکم بتائیں یا خود اسی سے پوچھیں کہ وہ ہمیشہ ایک جگہ ایک بات کہنے دوسری جگہ آپ ہی اس کو کفر وضلالت بنادینے کا عادی ہے، تقویۃ الایمان ص ۱۵۶: "اشرف المخلوقات محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی تو اس کے دربار میں یہ حالت ہے کہ ایک گنوار کے منہ سے اتنی بات سنتے ہی مارے دہشت کے بیحواس ہوگئے پھر کیا کہئے

---

[1] فتح العزیزی (تفسیر عزیزی) سورہ بقرہ تحت آیۃ ۲/ ۱۱۸ مطبع مجتبائی دہلی ص ۴۲۷

[2] الدوانی علی العقائد العضدیۃ بحث توبہ سے قبل مطبع مجتبائی دہلی ص ۱۰۶

[3] صراط مستقیم ہدایت ثالثہ افادہ ۲ المکتبۃ السلفیۃ لاہور ص ۱۱

ان لوگوں کو کہ اس مالک الملک سے ایک بھائی بندی کا رشتہ یا دوستی آشنائی کا سا علاقہ سمجھ کر کیا بڑھ بڑھ کر باتیں مارتے ہیں کوئی کہتا ہے کہ اگر میرا رب میرے پیر کے سوا کسی اور صورت میں ظاہر ہوں تو ہر گز اس کو نہ دیکھوں، الله پناہ میں رکھے ایسی ایسی باتوں سے ع

بے ادب محروم گشت از فضل رب[1]" ملخصًا

میں کہتا ہوں ہاتھ میں ہاتھ ملا کر باتیں ہو نا تو بھائی بندی یا آشنائی کا سا علاقہ نہیں ع

بے ادب محروم ماند از فضل رب

کفریہ ۲۳: تقویۃ الایمان ص ۱۴:

"جتنے پیغمبر آئے سو وہ الله کی طرف سے یہی حکم لائے ہیں کہ الله کو مانے اس کے سوا کسی کو نہ مانے"[2]

ص ۱۶ و ۱۷: "الله صاحب نے فرمایا کسی کو میرے سوا نہ مانیو"[3]

ص ۱۸: "الله کے سوا کسی کو نہ مان۔"[4]

ص ۷: "اوروں کو ماننا محض خبط ہے۔"[5]

یہاں انبیاء وملائکہ وقیامت وجنت ونار وغیرہا تمام ایمانیات کے ماننے سے صاف انکار کیا اور اس کا افتراء الله تعالٰی اور اس کے رسولوں پر رکھ دیا، یہ کفریہ بھی صدہا کفریات کا مجموعہ ہے، مسلمانوں کے مذہب میں جس طرح الله عزوجل کا ماننا ضرور ہے یونہی ان سب کا ماننا جزء ایمان ہے ان میں جسے نہ مانے گا کافر ہے۔ ہر اردو زبان والا جانتا ہے کہ ماننا تسلیم وقبول واعتقاد کو کہتے ہیں ولہذا اہل زبان ایمان کا ترجمہ "ماننا" اور کفر کا ترجمہ "نہ ماننا" کرتے ہیں۔

آیت (بقرۃ): "ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝"[6]	موضح قرآن ترجمہ شاہ عبدالقادر: تو ڈراوے یا نہ ڈراوے وے نہ مانیں گے۔[7]

[1] تقویۃ الایمان الفصل الخامس فی رد الاشراك فی العادات مطبع علیمی اندرون لوہاری گیٹ لاہور ص ۳۸
[2] تقویۃ الایمان الفصل الاول فی الاجتناب عن الاشراك مطبع علیمی اندرون لوہاری گیٹ لاہور ص ۱۰
[3] تقویۃ الایمان الفصل الاول فی الاجتناب عن الاشراك مطبع علیمی اندرون لوہاری گیٹ لاہور ص ۱۲
[4] تقویۃ الایمان الفصل الاول فی الاجتناب عن الاشراك مطبع علیمی اندرون لوہاری گیٹ لاہور ص ۱۲
[5] تقویۃ الایمان پہلا باب توحید وشرک کے بیان میں مطبع علیمی اندرون لوہاری گیٹ لاہور ص ۵
[6] القرآن الکریم ۲/ ۶
[7] موضح القرآن ترجمہ شاہ عبدالقادر تاج کمپنی کراچی ص ۴

آیت	موضح القرآن
آیت (یٰس) "لَقَدْ حَقَّ الْقَوْلُ عَلٰۤى اَكْثَرِهِمْ فَهُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ۝" [1]	موضح القرآن: ثابت ہوچکی بات ان بہتوں پر سو وے نہ مانیں گے۔[6]
آیت (نساء) "یُؤْمِنُوْنَ بِمَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْكَ" [2]	موضح القرآن: سومانتے ہیں جو اترا تجھ پر۔[7]
آیت (اعراف) "وَ قَطَعْنَا دَابِرَ الَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا وَ مَا كَانُوْا مُؤْمِنِیْنَ۝" [3]	موضح القرآن: اور پچھاڑی کاٹی ان کی جو جھٹلاتے تھے ہماری آیتیں اور نہ تھے ماننے والے۔[8]
آیت (انعام) "وَ اِذَا جَآءَكَ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِاٰیٰتِنَا فَقُلْ سَلٰمٌ عَلَیْكُمْ"۔[4]	موضح القرآن: اور جب آویں تیرے پاس ہماری آیتیں ماننے والے تو کہہ سلام ہے تم پر۔[9]
آیت (بقرہ) "اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَ الْمُؤْمِنُوْنَ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ مَلٰٓىٕكَتِهٖ وَ كُتُبِهٖ وَ رُسُلِهٖ"۔[5]	موضح القرآن: مانا رسول نے جو کچھ اترا اس کے رب کی طرف سے اور مسلمانوں نے سب مانا اللہ کو اور اس کے فرشتوں کو اور کتابوں کو اور رسولوں کو۔[10]

دیکھو اللہ تعالٰی تو یہ فرماتا ہے کہ ایمان والوں نے اللہ اور اس کے فرشتوں، کتابوں، رسولوں سب کو مانا، یہ شخص کہتا ہے اللہ نے فرمایا میرے سوا کسی کو نہ مانو۔

آیت	موضح القرآن
آیت (اعراف) "قَالَ الَّذِیْنَ اسْتَكْبَرُوْۤا اِنَّا بِالَّذِیْۤ اٰمَنْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ۝" [11]	موضح القرآن: کہنے لگے بڑائی والے جو تم نے یقین کیا سو ہم نہیں مانتے۔[12]

[1] القرآن الکریم ۳۶/ ۷
[2] موضح القرآن ترجمہ وتفسیر شاہ عبدالقادر تاج کمپنی لاہور ص ۵۳۰
[3] القرآن الکریم ۴/ ۱۶۲
[4] موضح القرآن ترجمہ وتفسیر شاہ عبدالقادر تاج کمپنی لاہور ص ۱۲۶
[5] القرآن الکریم ۷/ ۷۲
[6] موضح القرآن ترجمہ وتفسیر شاہ عبدالقادر تاج کمپنی لاہور ص ۱۹۳
[7] القرآن الکریم ۶/ ۵۴
[8] موضح القرآن ترجمہ وتفسیر شاہ عبدالقادر تاج کمپنی لاہور ص ۱۶۲
[9] القرآن الکریم ۲/ ۲۸۵
[10] موضح القرآن ترجمہ وتفسیر شاہ عبدالقادر تاج کمپنی لاہور ص ۶۱
[11] القرآن الکریم ۷/ ۷۶
[12] موضح القرآن ترجمہ وتفسیر شاہ عبدالقادر تاج کمپنی لاہور ص ۱۹۴

تو اقوال مذکور کے صاف یہ معنی عـــہ ہوئے کہ اللہ تعالٰی کے سوا انبیاء ملائکہ کسی پر ایمان نہ لائے سب کے ساتھ کفر کرے اس سے بڑھ کر کفر کیا ہوگا۔

لطف یہ ہے کہ اسی تقویۃ الایمان کے دوسرے حصے تذکیر الاخوان مترجمہ سلطان خاں مطبع فاروقی ص ۳۷ میں ہے: "اصحاب رضی اللہ تعالٰی عنہم سے محبت رکھنا ایمان کی نشانی ہے جو ان کو نہ مانے اس کا ٹھکانا دوزخ ہے۔"[1]

سبحن اللہ! دوسرے حصے والا کہتا ہے جو صحابہ کو نہ مانے وہ بدعتی ہے جہنمی، پہلے والا کہتا ہے صحابہ تو صحابہ جو انبیاء کو مانے وہ مشرک دوزخی، **کفی اللہ المومنین القتال** (مومنوں کو اللہ کافی ہے لڑائی میں۔ت)

کفریہ ۲۴: صراط مستقیم ص ۳۸:

صدیقی من وجہ مقلد انبیاء می باشد و من وجہ محقق در شرائع پس اگر صدیق زکی القلب ست رضا و کراہیت حضرت حق درافعال و	صدیق من وجہ انبیاء کا مقلد ہوتا ہے اور من وجہ احکام شریعت میں محقق ہوتا ہے۔ اگر صدیق زکی القلب ہو تو اللہ تعالٰی کی رضا اور عدم رضا کو افعال و

عـــہ: اگر اس کے کلام کے کچھ نئے معنی اپنے جی سے گھڑیئے بھی تو **اولا** تو صریح لفظ میں تاویل کیا معنی، شفا شریف صفحہ ۳۲۲:

والتاویل فی لفظ صراح لایقبل[2]۔ صریح لفظ میں تاویل کا دعوی مقبول نہیں۔

ثانیا: وہ آپ سب تاویلوں کا دروازہ بند کرچکا تو اس کے کلام میں بناوٹ نہ رہی گھڑت ہے جو اسے خود قبول نہیں، تقویۃ الایمان ص ۵۸: "یہ بات محض بے جا ہے کہ ظاہر میں لفظ بے ادبی کا بولئے اور اس سے کچھ اور معنی مراد لیجئے معما اور پہیلی بولنے کی اور جگہ ہیں کوئی شخص اپنے باپ یا بادشاہ سے جگت نہیں بولتا اس کے واسطے دوست آشنا ہیں نہ کہ باپ اور بادشاہ۔"[3]

یہ نفیس فائدہ ہر جگہ ملحوظ خاطر رہے کہ اکثر حرکات مذبوحی کا جواب شافی ہے ۱۲ سل السیوف

---

[1] تذکیر الاخوان حصہ دوم تقویۃ الایمان الفصل الرابع فی ذکر الصحابہ علیمی کتب خانہ اندرون لوہاری گیٹ لاہور ص ۱۰۵

[2] الشفاء بتعریف حقوق المصطفی القسم الرابع الباب الاول المطبعۃ الشرکۃ الصحافیۃ فی البلاد العثمانی ۲/ ۱۰۔۲۰۹

[3] تقویۃ الایمان الفصل الخامس علیمی کتب خانہ اندرون لوہاری گیٹ لاہور ص ۳۹

اقوال مخصوصہ وصحت وبطلان در عقائد خاصہ و محمودیت ومذمومیت در اخلاق وملکان شخصیہ بنور جبلی خود دریافت می نماید[1]۔	اقوال مخصوصہ میں اور صحت وبطلان کو عقائد خاصہ، پسندیدہ وناپسندیدہ کو اخلاق وعادات شخصیہ میں اپنے فطری نور سے جان لیتا ہے۔(ت)

ص ۳۹:

پس احکام ایں امور مذکورہ اورابدو وجہ معلوم میشود یکے بشادت قلب خود خصوصا ودیگر بسبب اندراج او در کلیات شرع عموما وعلم کہ بوجہ اول حاصل شدہ تحقیقی ست وثانی تقلیدی واگر زکی العقل ست نور جبلی او بسوئے کلیات اورا راہنمونی می فرماید پس علوم کلیہ شرعیہ اورا بدوواسطہ می رسد بوساطت نور جبلی و بوساطت انبیاء علیہم الصلٰوۃ والسلام در کلیات شریعت وحکم احکام ملت اوراشاگرد انبیاہم میتواں گفت وہم استاذ انبیاہم ونیز طریق اخذ آنہم شعبہ ایست از شعب وحی کہ انرا در عرف شرح بنفث فی الروع تعبیر میفرمایند وبعضے اہل کمال آں را بوحی باطنی مے نامند[2]۔	پس مذکور احکام اس کو دو طرح معلوم ہوتے ہیں، ایک خصوصی طور پر اپنے قلب کی گواہی سے اور دوسرا عموما شرعی کلیات میں داخل ہونے کی وجہ سے، اور پہلے طریقہ سے حاصل شدہ علم تحقیقی ہے اور دوسرا تقلیدی ہے، اور اگر ذکی العقل ہو تو اس کا فطری نور کلیات کی طرف اس کی رہنمائی کرتا ہے، پس امور کلیہ شرعیہ اس کو دو طرح سے پہنچتے ہیں، ایک فطری نور کے ذریعہ سے، دوسرا انبیاء علیہم الصلٰوۃ والسلام کے واسطہ سے، پس شرعی کلیات کااور حکم واحکام ملت میں اس کو انبیاء کا شاگرد کہہ سکتے ہیں، اور ان کا ہم استاذ بھی کہہ سکتے ہیں، نیز ان کے اخذ کا طریقہ وحی کے اقسام میں سے ایک قسم ہے جس کو عرف شرع میں نفث فی الروع سے تعبیر کرتے ہیں، اور بعض اہل کمال اس کو باطنی وحی کا نام دیتے ہیں۔(ت)

ص ۴۰:

ہمیں معنی رابامامت ووصایت تعبیرمی کنند وعلم ایشاں راکہ بعینہٖ علم انبیاست لیکن بوحی ظاہری متلقی نشدہ بہ حکمت مے نامند[3]۔	اس معنی کو امامت اور وصایت سے تعبیر کرتے ہیں اور ان کے علم کو جو کہ بعینہٖ انبیاء کو علم ہے لیکن ظاہری وحی سے حاصل نہیں ہوتا، اسکو حکمت کا نام دیتے ہیں۔(ت)

[1] صراط مستقیم ہدایت رابعہ دربیان ثمرات حب ایمانی المکتبۃ السلفیہ لاہور ص ۳۳و۳۴

[2] صراط مستقیم ہدایت رابعہ دربیان ثمرات حب ایمانی المکتبۃ السلفیہ لاہور ص ۳۴

[3] صراط مستقیم ہدایت رابعہ دربیان ثمرات حب ایمانی المکتبۃ السلفیہ لاہور ص ۳۵

ص ۴۱:

لابد اورا بمحافظتے مثل محافظت انبیاکہ مسمّٰی بہ عصمت ست فائز مے کنند [1]	ضروری ہے کہ اس کو محفوظ قرار دیا جائے جس طرح انبیاء کا محفوظ ہونا جس کو عصمت کہتے ہیں۔(ت)

ص ۴۲:

ندانی کہ اثبات وحی باطن وحکمت ووجاہت وعصمت مرغیر انبیاء رامخالف سنت واز جنس اختراع بدعت ست وندانی کہ ارباب ایں کمال از عالم منقطع شدہ اند [2] اھ ملخصا۔	یہ نہ سمجھنا کہ باطنی وحی، حکمت، وجاہت اور عصمت کو غیر انبیاء کے لئے ثابت کرنا خلاف سنت اور از قبیل اختراع بدعت ہے اور یہ بھی نہ سمجھنا کہ اس کمال کے لوگ دنیا سے ختم ہو چکے ہیں اھ ملخصا(ت)

اس قول ناپاک میں اس قائل بیباک نے بے پردہ وحجاب صاف صاف تصریحیں کیں کہ ۱بعض لوگوں کو احکام شرعیہ جزئیہ وکلیہ بے وساطت انبیاء اپنے نور قلب سے بھی پہنچتے ہیں، ۲خاص احکام شرعیہ عـــہ۱ میں انھیں وحی آتی ہے ایک طرح وہ انبیا کے مقلد ہیں اور ایک طرح ۳تقلید انبیاء سے آزاد احکام شرعیہ میں خود محقق، ۴وہ انبیاء کے شاگرد بھی ہیں اور ہم استاد بھی، ۵تحقیقی علم وہی ہے جو انھیں بے توسط انبیاء خود اپنی قلبی وحی سے حاصل ہوتا ہے، انبیاء کے ذریعے سے جو ملتا ہے وہ تقلیدی بات ہے، ۶وہ علم میں انبیاء کے برابر وہمسر ہوتے ہیں فرق اتنا ہے کہ انبیاء کو ظاہری وحی آتی ہے انھیں باطنی، ۷وہ انبیاء کے مانند معصوم ہوتے ہیں اسی مرتبہ کا نام حکمت ہے یہ کھلم کھلا غیر نبی کو نبی عـــہ۲ بنانا ہے۔ جب ایک معصوم کو اعمال وعقائد وغیرہا امور شرعیہ میں احکام الٰہیہ

عـــہ۱: **اقول** اور احکام شریعت میں بھی کلیہ کی تصریح کر دی ہے کہ کوئی ناواقف یہ دھوکا نہ کھائے کہ یہ لوگ مجتہدین امت سے ہیں۔ اگر بے وساطت انبیا حکم پہنچنا ہی اخراج مجتہدین کو بس تھا، مگر زیادت فرق وکمال صراحت کے لئے احکام کلیہ کا اونچا طرہ چمکتا پھندنا لٹکا دیا کہ احکام کلیہ شرعیہ تو نبی ارشاد فرماتا ہے کہ مجتہدین کی اتنی شان کہ ان سے احکام جزئیہ استنباط کرتا ہے، یہاں ایسا نہیں بلکہ انھیں خود احکام کلیہ شریعت بے وساطت نبی بذریعہ وحی پہنچتے ہیں، مسلمانو! خدا کے واسطے اور نبی کسے کہتے ہیں ۱۲ سل السیوف۔

عـــہ۲: اور نبی بھی کیسا صاحب شریعت ۱۲ سل السیوف۔

[1] صراط مستقیم ہدایت رابعہ در بیان ثمرات حب ایمانی المکتبۃ السلفیہ لاہور ص ۳۵

[2] صراط مستقیم ہدایت رابعہ در بیان ثمرات حب ایمانی المکتبۃ السلفیہ لاہور ص ۳۶

بے توسط انبیا خود بذریعہ وحی آئے پھر نبوت اور کس شے کا نام ہے فقط وحی باطنی ہونا کچھ منافی نبوت نہیں، بہت انبیاء علیہم الصلٰوۃ والسلام کو وحی الٰہی باطنی طور پر آتی، کہا جاتا ہے کہ سیدنا داؤد علیہ الصلوۃ والسلام کی وحی اس طرح کی تھی **کما نقلہ الامام البدر محمود فی عمدۃ القاری** (جیساکہ امام بدر محمود نے عمدۃ القاری میں اسے نقل کیا۔ت) خود حضور اقدس سید الانبیاء صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو بہت احکام اسی وحی باطنی سے آئے، جسے نفث فی الروع کہتے ہیں، علماء نے جو انبیاء علیہم الصلٰوۃ والسلام پر وحی آنے کی سات ۷ صورتیں لکھیں ان میں یہ بھی ذکر فرمائی **کما فی العمدۃ والارشاد وغیرہما**، تو حقیقت نبوت مع لازم عصمت پوری پوری صادق آکر صرف وحی باطنی کی بناپر نفی نبوت ممکن نہیں۔ مشکوٰۃ شریف مطبع انصاری ۱۳۰۲ھ ص ۴۴۴:

عن ابن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم (فذکر الحدیث الی ان قال) وان روح القدس نفث فی روعی ان نفسالن تموت حتی تستکمل رزقہا[1] ۔الحدیث رواہ البغوی فی شرح السنۃ[2] **قلت** وبنحوہ رواہ الحاکم عنہ البزار فی مسندہ عن حذیفۃ والطبرانی فی الکبیر عن الحسن بن علی غیرانہ لم یذکر جبرئیل کالبیہقی فی شعب الایمان عن ابن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہم اجمعین۔	ابن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: بیشک روح القدس نے میرے باطن میں وحی کی کہ کوئی جاندار نہ مرے گا جب تک اپنا رزق پورا نہ کرے۔الحدیث۔(اس کو بغوی نے شرح السنۃ میں روایت کیا **قلت** (میں کہتا ہوں اور ایسی روایت امام حاکم نے ان سے کی اور بزار نے اپنی مسند میں حضرت حذیفہ سے اور طبرانی نے کبیر میں حسن بن علی سے لیکن انھوں نے جبریل کا ذکر نہ کیا جس طرح بیہقی نے ابن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہم اجمعین سے ذکر کیا ہے۔(ت)

شفاء شریف سے زیر کفر ۱۲ گزرا کہ صرف وحی کا مدعی کافر ہے، اگرچہ نبوت دعوی نہ کرے[3] تفسیر عزیزی عـــہ

عـــہ: زیادت جلیلہ علامہ عبدالغنی نابلسی قدس سرہ القدسی حدیقہ ندیہ ص ۲۱۱ میں فرماتے ہیں:

ھذا القول کفر لامحالۃ بالاجماع من	یہ قول یقینا باجماع امت بہت وجہ سے کفر ہے (باقی اگلے صفحہ پر)

---

[1] مشکوٰۃ المصابیح باب التوکل والصبر الفصل الثانی مطبع مجتبائی دہلی ص ۴۵۲

[2] مشکوٰۃ المصابیح باب التوکل والصبر الفصل الثانی مطبع مجتبائی دہلی ص ۴۵۲

[3] الشفاء بتعریف حقوق المصطفی فصل فی بیان ماھو من المقالات المطبعۃ الشرکۃ الصحافیۃ فی البلاد العثمانیہ ۲/ ۲۷۰

ص ۴۴۲:

معرفت احکام شرعیہ بدون توسیط نبی ممکن نیست[1]۔	شرعی احکام کی معرفت انبیاء کی وساطت کے بغیر ممکن نہیں۔ (ت)

تحفہ اثناعشریہ ص ۱۴۰:

آنچہ گفتہ است کہ فاطمہ بنت اسد را وحی آمد کہ در خانہ کعبہ برود و وضع حمل نماید دروغیست پر بمیزہ زیرا کہ کسے از فرق اسلامیہ وغیر اسلامیہ قائل بہ نبوت فاطمہ بنت اسد نہ شدہ حجاج چہ قسم ایں را مسلم مے داشت[2]۔	جو کہا جاتا ہے کہ فاطمہ بنت اسد کو وحی آئی کہ تو خانہ کعبہ میں جا اور وہاں بچے کی پیدائش کر، یہ سب جھوٹ اور بے پر بات ہے کیونکہ کوئی بھی اسلامی اور غیر اسلامی فرقہ فاطمہ بنت اسد کی نبوت کا قائل نہیں ہے، حجاج اس کو کس طرح تسلیم کرسکتا ہے۔ (ت)

غرض اس ناپاک کلمے کے کلمہ کفر ہونے میں اصلا شک نہیں اور اس میں اور جو خباثتیں ہیں مثلاً غیر نبی کو تقلید انبیاء سے من وجہ آزاد اور احکام شرعیہ میں خود محقق اور علوم انبیاء کا ہمسر وہم استاد اور بتقلید روافض مثل انبیاء معصوم ماننا ان کی شناعتیں ہر سچے مسلمان پر ظاہر ہیں۔ یہاں صرف ایک عبارت شاہ ولی اللہ پر اختصار کروں الدرالثمین شاہ صاحب مطبوع مطبع احمدی ص ۴ و ۵:

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) وجوہ منھا دعوی تلقی الاحکام الشرعیۃ من اللہ تعالٰی بلاواسطۃ نبی وذلك دعوی نبوۃ[3] اھ مختصرًا۔	از انجملہ یہ کہ اس میں اللہ تعالٰی سے بیوساطت نبی احکام شرعیہ لینے کا ادعا ہے اور یہ نبوت کا دعوی ہے اھ مختصرًا (ت)

امام الوہابیہ کے کفر اجماعی کا یہ خاص جزئیہ ہے والعیاذ باللہ رب العالمین ۱۲ منہ مدظلہ

---

[1] فتح العزیز (تفسیر عزیزی) بیان افراط فرقہ امامیہ پ الٓم مطبع مجتبائی دہلی ص ۴۴۹

[2] الحدیقۃ الندیہ

[3] تحفہ اثنا عشریہ کید ہشتادو ۲ ہفتم سہیل اکیڈمی لاہور ص ۷۹

سألت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سوالا روحانیا عن الشیعۃ فاومی الی ان مذھبھم باطل وبطلان مذھبھم یعرف من لفظ الامام ولما افقت عرفت ان الامام عندھم ھو المعصوم المفترض طاعۃ الموحی الیہ وحیا باطنیا وھذا ھو معنی النبی فمذھبھم یستلزم انکار ختم النبوۃ قبحھم اللہ تعالٰی[1]۔	میں نے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے رافضیوں کے بارے میں روحانی سوال کیا حضور نے ارشاد فرمایا کہ ان کا مذہب باطل ہے اور اس کا بطلان لفظ امام سے ظاہر ہے جب مجھے ہوش آیا میں نے پہچانا کہ ان کے نزدیک امام وہ ہے جو معصوم ہو اور اس کی اطاعت فرض اور اس کی طرف وحی باطنی آتی ہو، اور یہی معنی نبی کے ہیں تو ان کے مذہب سے ختم نبوت کا انکار لازم آتا ہے، اللہ ان کا بُرا کرے۔(ت)

دیکھو یہ وہی امامت وہی عصمت اور وہی وحی باطنی ہے جسے شاہ صاحب ختم نبوت کے انکار کو مستلزم بتاتے ہیں، کیوں صاحب ان رافضیوں کو تو کہا گیا کہ اللہ ان کا بُرا کرے کیا اسے نہ کہا جائے گا کہ انکی طرح اس کا بھی بُرا کرے اور اسے ان کے ساتھ ایک زنجیر میں باندھے، آمین! غالبا اصل مقصود اپنے پیر رائے بریلی سید احمد کو کہ نواب امیر خاں کے یہاں سواروں میں نوکر اور بیچارے نرے جاہل سادہ لوح تھے نبی بنایا تھا اس کی یہ تمہیدیں اٹھائی گئی تھیں کہ بعض اولیاء اس طرح کے بھی ہوتے ہیں ادھر یہ وحی عصمت وغیرہ سب کچھ بگھار نبوت کا پورا خاکہ اتارا اخیر میں یہ بھی جمادی کہ اس مرتبہ کے لوگوں کو دنیا سے معدوم نہ جانیو قیامت تک ہوتے رہیں گے، پھر یہاں تو یہ بتادیا کہ اس مرتبہ کو حکمت کہتے ہیں ادھر ختم نبوت کتاب میں اپنے پیر کا خدا سے مکالمہ ومصافحہ اور بے تکلفی کی گفتگوئیں لکھ کر بچھلا نتیجہ دکھادیا کہ:

امثال ایں وقائع واشباہ ایں معاملات صدہا پیش آمد تا اینکہ کمالات طریق نبوت بذروہ علیائے خود رسید والہام وکشف بعلوم حکمت آنجامیدانست[2]۔	ان واقعات جیسے اور ان معاملات کے مشابہ سینکڑوں پیش آئے تاکہ نبوت کے راستے کے کمالات اپنے اعلٰی مقام تک پہنچ جائے اور علم حکمت کا الہام وکشف انجام پذیر ہو۔(ت)

بس کھل گیا کہ اس زمانے کے وہ وحی والے معصوم انبیاکے ہم استاد تقلید انبیا سے آزاد بیواسطہ انبیا احکام شریعت خدا سے پانے والے یہ پیر جی ہیں میں تو اس عیاری کا قائل ہوں کہ ابتداءً یوں نہ کہہ دیا

[1] الدر الثمین شاہ ولی اللہ

[2] صراط مستقیم خاتمہ دربیان پارہ از واردت ومعاملات المکتبۃ السلفیہ لاہور ص ۱۶۵

پیر جی معصوم ہیں پیر جی پر وحی اترتی ہے بلکہ یوں پانی پاندھا کہ صدر کتاب میں بے غرضانہ بعض اولیاء کے لئے ان منصوبوں کا ثبوت مانا اور بنام حکمت مسمّٰی کیا پھر جمادیا کہ خبردار یہ نہ جاننا کہ اس زمانے میں ایسے کہیں نہیں بلکہ ہمیشہ رہیں گے پھر آخر کتاب میں پیر جی کے لئے درجہ حکمت ثابت کردیا یعنی بس سمجھ جاؤ یہ وہی منصب ہے جس کا ہم نام وحال سب کچھ اوپر بتاآئے ہیں غرض نیوتوں ساری جم گئی مگر تین کھٹکے رہ گئے تھے ایک سب سے بڑا یہ کہ آیہ کریمہ **خاتم النبیین** کا کیا جواب ہوگا۔اس کی فکر کو وہ مسئلہ گھڑا کہ اللہ تعالٰی کا جھوٹ بولنا کچھ دشوار نہیں۔ظاہر ہے کہ جب کلام الٰہی کا واجب الصدق ہونا قلوب عوام سے نکل جائے اس کی بات جھوٹی ہونی جائز وروا سمجھنے لگیں گے تو پھر آیت سے اعتراض کا محل نہ رہے گا۔دوسرا خدشہ پیر جی الف کے نام بے نہیں جانتے،اس پر کوئی طعن کر بیٹھا کہ نبی اور بے علم،یہ کیسا خبط بے ربط۔تو اس کا یہ سامان کرلیا کہ پیر جی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے کمال مشابہت پر پیدا ہوئے ہیں اس لئے نرے امی رہے ص ۴:

از بسکہ نفس عالی حضرت ایشاں بر کمال مشابہت جناب رسالت مآب علیہ افضل الصلٰوۃ والتسلیمات دربدء فطرت مخلوق شدہ بناء علیہ لوح فطرت ایشاں از نقوش علوم رسمیہ وراہ دانشمندان کلام وتحریر وتقریر مصفے ماندہ بود [1]۔	چنانچہ ان حضرات کی عالی ذات کو جناب رسالتمآب علیہ افضل الصلٰوۃ والتسلیمات کے ساتھ ابتداء فطرت میں کامل مشابہت دے کر پیدا کیا گیا اسی بناپر ان حضرات کی لوح فطرت رسمی علوم اور علماء کی راہ کلام وتحریر وتقریر سے مصفی رہی تھی۔ (ت)

افسوس پیر جی کا عیب چھپانے کو رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے ساتھ ایسی تشبیہ شفاء شریف میں ایسی تشبیہ دینے والے کی نسبت فرمایا ص ۳۳۶:

ماوقر النبوۃ ولا عظم الرسالۃ ولاعزر حرمۃ المصطفی (الی قولہ) فحق ھذا ان درئ عنہ القتل الادب والسجن [2] الخ۔	اس نے نہ نبوت کی توقیر کی نہ رسالت کی تعظیم نہ حرمت مصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی عزت کی اگر اس سے قتل دفع کریں تو اس کی سزا تعزیر وقید ہے الخ (ت)

ص ۳۳۷:

کون النبی اُمّیًا آیۃ لہ وکون ھذا امیا نقیصۃ فیہ وجہالۃ [3]۔	نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا امی ہونا حضور کے لئے معجزہ ہے اور اس شخص کا امی ہونا اس میں عیب جہالت (ت)

[1] صراط مستقیم خطبہ کتاب المکتبۃ السلفیہ لاہور ص ۴

[2] الشفاء بتعریف حقوق المصطفی فصل الوجہ الخامس المطبعۃ الشرکۃ الصحافیہ فی البلاد العثمانیہ ۲/ ۲۳۰

[3] الشفاء بتعریف حقوق المصطفی فصل الوجہ الخامس المطبعۃ الشرکۃ الصحافیہ فی البلاد العثمانیہ ۲/ ۲۳۳

تیسرا بڑا اندیشہ یہ تھا کہ جاہل لوگ یہ سب کچھ گوارا کرکے براہ جہالت کوئی معجزہ مانگ بیٹھے یا کسی ذی علم ہی نے بقصد تفضیح وتعجیز فرمائش کردی تو کیسی بنے گی اس کی یوں بھاری پیش بندی کرلی گئی۔ تقویۃ الایمان حصہ دوم ترجمہ سلطان خان ص ۱۶ و ۱۷: "جس شخص سے کوئی معجزہ نہ ہو اس کو پیغمبر نہ سمجھنا یہ عادتیں یہود اور نصارٰی اور مجوس اور منافقوں اور مکہ والے اگلے مشرکوں کی ہیں پیغمبر خدا ایسی ہی باتوں کو مٹانے کے واسطے آئے پھر جو شخص ایسی عادتیں اختیار کرے اور مسلمانوں میں جاری کرے وہ اللہ تعالٰی کی طرف سے مغضوب ہے راندا گیا خدا کے غضب میں گرفتار اور خدا کے دشمنوں میں شمار[1] اھ ملخصاً۔"

ظاہر ہے کہ عوام بیچارے اتنے بھاری بھاری ڈراوے موٹے موٹے لغت سن کر کانپ جائیں گے پھر کوئی معجزہ، طلبی کا نام بھی زبان پر نہ لائے گا پیش خویش ان سب کارستانیوں سے کام پورا کرلیا تھا، پیر جی کی مہر کا کندہ اسمہ احمد قرار پایا تھا، خطبوں میں پیر جی کے نام صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کہنا شروع ہوگیا تھا مگر قہر الٰہی سے مجبور ہیں غیبی کوڑے نے سب بنے کھیل بگاڑ دئے پٹھانوں کے خنجر موذی کش نے چنے سورما پچھاڑ دئے،

؎ جی کی جی ہی میں رہی بات نہ ہونے پائی
وحی عصمت کی کرامات نہ ہونے پائی

"فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا ؕ وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝۴۵" [2] (تو ظالم لوگوں کی جڑ کاٹ دی گئی۔ اور سب خوبیوں سراہا اللہ رب سارے جہاں کا۔ت)

کفریہ ۲۵: تقویۃ الایمان ص ۶۰، حدیث تو یہ لکھی:

أرأیت لومررت بقبری اکنت تسجدله (بتاؤ اگر میری قبر پر گزر ہو تو تم اس کو سجدہ کروگے۔ت) خود ہی اس کا ترجمہ یوں کیا کہ: "بھلا خیال تو کر جو تو گزرے میری قبر پر کیا سجدہ کرے تو اس کو۔"

آگے جو گستاخی کی رگ اچھلے جھٹ آفت کی، (ف) لکھ کر فائدہ یہ جڑ دیا:

"یعنی میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں" [3]

اس کے حامی اور اس کے پیرو ایمان سے بتائیں یہ حدیث کے کس لفظ کا مطلب ہے، کہاں تو وہ

---

[1] تقویۃ الایمان مع تذکیر الاخوان الفصل الاول مطبع علیمی اندرون لوہاری گیٹ لاہور ص ۵۷

[2] القرآن الکریم ۶/ ۴۵

[3] تقویۃ الایمان مع تذکیر الاخوان الفصل الخامس مطبع علیمی اندرون لوہاری گیٹ لاہور ص ۴۲

لفظ حدیث کہ اگر تو میری قبر سے گزرے، کہاں یہ فائدہ خبیث کہ مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں۔ کیوں یہ کیسا کھلا افترا ہے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من کذب علی متعمدا فلیتبوا مقعدہ من النار [1]۔	جو دانستہ مجھ پر جھوٹ باندھے وہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنالے۔

وہابی صاحبو! ہمارے نبی محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے ارشاد پر اپنے پیشوا کا ٹھکانا بتاؤ، ہمارے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ان اللہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء [2]۔	بیشک اللہ تعالٰی نے زمین پر حرام کیا ہے کہ پیغمبروں کے بدن کھائے۔

فائدہ: یہ حدیث ۱ ابوداؤد و ۲ نسائی و ۳ ابن ماجہ و ۴ امام احمد و ۵ ابن خزیمہ و ۶ ابن حبان و ۷ دارقطنی و ۸ حاکم وابونعیم ۹ وغیرہم ائمہ حدیث نے حضرت اوس بن اوس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی امام الائمہ ۱ ابن خزیمہ و ۲ ابن حبان و ۳ دارقطنی نے اس کی تصحیح اور امام عبدالغنی وامام عبدالعظیم منذری نے تحسین کی حاکم نے کہا بر شرط بخاری صحیح ہے، ابن دحیہ نے کہا صحیح ہے محفوظ ہے ثقات عدول کے سلسلے سے آئی ہے

وہابی صاحبو! تمھارے پیشوا نے یہ ہمارے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی جناب میں کیسی عـــہ صریح گستاخی کی۔

عـــہ: **زیادت جلیلہ:** سبحان اللہ! رب العالمین جل مجدہ ان کے غلاموں یعنی شہدائے کرام کی نسبت ارشاد فرمائے:

"وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ؕ بَلْ اَحْیَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ۝" [3]۔	جو خدا کی راہ میں مارے جائیں انھیں مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن تمھیں خبر نہیں۔ (باقی اگلے صفحہ پر)

[1] صحیح البخاری کتاب العلم باب اثم من کذب علی النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۲۱، صحیح مسلم تغلیظ الکذب علی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قدیمی کتب خانہ ۱/ ۷

[2] سنن ابو داؤد باب تفریع ابواب الجمعۃ آفتاب عالم پریس لاہور ۱/ ۱۵۰، سنن النسائی کتاب الجمعۃ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ۱/ ۲۰۴، سنن ابن ماجہ باب ماجاء فی فضل الجمعۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۷۷

[3] القرآن الکریم ۲/ ۱۵۴

زرقانی شرح مواہب مطبع مصر جلد اص ۱۰۶:

فی الکامل للمبرد مماکفربه الفقهاء الحجاج انه رأی الناس یطوفون حول حجرته صلی الله تعالٰی علیه وسلم فقال انما یطوفون باعواد ورمة قال الدمیری کفروہ بھذا لانه تکذیب لقوله صلی الله تعالٰی علیه وسلم	ابوالعباس مبرد نے الکامل میں لکھا کہ ان باتوں میں جن کے سبب علماء کرام نے حجاج ظالم کو کافر کہا ایک یہ ہے کہ اس نے لوگوں کو روضہ اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا طواف کرتے دیکھا بولا کچھ لکڑیوں اور گلے ہوئے جسم کا طواف کررہے ہیں۔علامہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) اور فرماتے:

"لَا تَحۡسَبَنَّ الَّذِیۡنَ قُتِلُوۡا فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰهِ اَمۡوَاتًا ؕ بَلۡ اَحۡیَآءٌ عِنۡدَ رَبِّهِمۡ یُرۡزَقُوۡنَ ﴿۱۶۹﴾ فَرِحِیۡنَ"[1]۔ خبردار شہیدوں کو مردہ نہ جانیو بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں روزی دئے جاتے ہیں شاد شاد۔

اور ایک سفیہ مغرور محبوبان خدا سے نفور خود حضور پرنور اکرم المحبوبین صلوات اللہ تعالٰی وسلامہ علیہ وعلیہم اجمعین کی نسبت وہ ناپاک لفظ کہے اور وہ بھی یوں کہ معاذاللہ حضور ہی کی حدیث کا یہ مطلب ٹھہرائے یعنی میں بھی ایک دن مرکر مٹی میں ملنے والا ہوں، قیامت میں ان شاء اللہ تعالٰی مرکر مٹی میں ملنے کا مزہ الگ کھلے گا اور یہ جدا پوچھا جائے گا کہ حدیث کے کون سے لفظ میں اس ناپاک معنی کی بو تھی جو تو نے "یعنی" کہہ کر محبوب اعظم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر افتراء کردیا حضور پر افتراء خدا پر افتراء ہے اور خدا پر افتراء جہنم کی راہ کا بر اسرار۔

"اِنَّ الَّذِیۡنَ یَفۡتَرُوۡنَ عَلَی اللّٰهِ الۡکَذِبَ لَا یُفۡلِحُوۡنَ ﴿۱۱۶﴾"[2] "مَتَاعٌ قَلِیۡلٌ ۪ وَّ لَهُمۡ عَذَابٌ اَلِیۡمٌ ﴿۱۱۷﴾"[3] بیشک جو لوگ اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں ان کا بھلا نہ ہوگا تھوڑا برتنا ہے اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔

(النهی الاکید عن الصلٰوة من وراء عدی التقلید من تصانیف المصنف العلامة قدس سره)

---

[1] القرآن الکریم ۳ /۱۶۹

[2] القرآن الکریم ۱۶ /۱۱۶

[3] القرآن الکریم ۱۶ /۱۱۷

ان اللّٰه حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء[1] ۔رواہ ابوداؤد۔	کمال الدین دمیری نے فرمایا علماء نے اس قول پر اس وجہ سے تکفیر کی کہ اس میں ارشاد حضور اقدس صلی اللّٰه تعالٰی علیہ وسلم کی تکذیب ہے کہ بیشک اللّٰه عزوجل نے زمین پر انبیاء کا جسم کھانا حرام کیا ہے۔(اسے ابوداؤد نے روایت کیا۔ت)

فائدہ: یہ روضہ اقدس کا طواف کرنے والے تابعین یا اقل درجہ تبع تابعین تو ضرور تھے۔

کفریہ ۲۶: تقویۃ الایمان کی ابتداء میں شرک کی کچھ قسمیں اور ان کا اجمالی بیان گھڑا کہ یہ باتیں فلاں قسم سے شرک ہیں اس بیان کے بعد اسی اجمال کی تفصیل کی پانچ فصلیں مقرر کیں ان فصلوں میں جو کچھ ہے وہ اسی اجمالی بیان کی شرح ہے ص ۱۰ پر اسی بیان اجمالی میں لکھا:

"حاجتیں برلانی اللّٰه ہی کی شان ہے کسی انبیاء واولیاء کی یہ شان نہیں جو کسی کو مصیبت کے وقت پکارے وہ مشرک ہو جاتا ہے[2]۔"

اسی میں لکھا ص ۱۲: "جو کوئی انبیاء واولیاء کی اس قسم کی تعظیم کرے مشکل کے وقت ان کو پکارے ان باتوں سے شرک ثابت ہوتا ہے ان چاروں طرح کے شرک کا صریح قرآن وحدیث میں ذکر ہے اس لئے اس باب میں پانچ فصلیں کیں[3] اھ ملخصًا۔

غرض یہ اجمالی بیان ایک دعوی ہے اور آگے ساری کتاب اس دعوے کا بیان و ثبوت، اب یہ دعوی تو یاد رکھئے کہ "جو کوئی انبیاء اولیاء کو پکارے وہ مشرک ہے" آگے ثبوت کی فصلوں میں اس کا بیان سنئے صفحہ ۲۹:

"اللّٰه سے زبردست کے ہوتے ایسے عاجز لوگوں کو پکارنا کہ کچھ فائدہ اور نقصان نہیں پہنچا سکتے محض بے انصافی ہے کہ ایسے شخص کا مرتبہ ایسے ناکارہ لوگوں کو ثابت کیجئے۔"[4]

یہ حضرات اولیاء وانبیاء علیہم افضل الصلٰوۃ والثناء کو "ناکارے لوگ" کہا، کیا یہ ان کی جناب میں کھلی گستاخی نہیں، کیا انبیاء علیہم الصلٰوۃ والسلام کی شان میں گستاخی کفر خالص نہیں جس کی تفصیل شفاء شریف اور اسی کی

[1] شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیہ المقصد الاول قصۃ الفیل دار المعرفۃ بیروت ۱/ ۹۰

[2] تقویۃ الایمان مقدمہ کتاب مطبع علیمی اندرون لوہاری گیٹ لاہور ص ۷

[3] تقویۃ الایمان مقدمہ کتاب مطبع علیمی اندرون لوہاری گیٹ لاہور ص ۹

[4] تقویۃ الایمان الفصل الثالث مطبع علیمی اندرون لوہاری گیٹ لاہور ص ۲۰

شرح وغیرہا کتب ائمہ میں ہے۔

کفریہ ۲۷: تقویۃ الایمان پہلی فصل میں اس دعوے کا کہ "انبیاء واولیا کو پکارنا شرک ہے" ثبوت سنئے ص ۱۹:

"ہمارا جب خالق اللہ ہے اور اس نے ہم کو پیدا کیا تو ہم کو بھی چاہئے کہ اپنے ہر کاموں پر اسی کو پکاریں اور کسی سے ہم کو کیا کام جیسے جو کوئی ایک بادشاہ کا غلام ہو چکا تو وہ اپنے ہر کام کا علاقہ اسی سے رکھتا ہے، دوسرے بادشاہ سے بھی نہیں رکھتا اور کسی چوہڑ ے چمار کا تو کیا ذکر ہے۔" [1]

مسلمانو! ایمان سے کہنا حضرات انبیاء واولیاء علیہم الصلٰوۃ والسلام کی نسبت ایسے ناپاک ملعون الفاظ کسی ایسے کی زبان سے نکل سکتے ہیں جس کے دل میں رائی برابر ایمان ہو، شاید اسی شخص نے اور طائفے کی نسبت سچ ہی کہا تھا کہ پیغمبر خدا کے فرمانے کے موافق ہوا کہ ان میں کوئی ایسا بھی نہ رہا جس کے دل میں دانہ خردل کے برابر ایمان ہو، اور حضرات انبیاء سے اسے کچھ کام نہ ہونا بہت ٹھیک ہے کہ جب اس کے میلے گندے مذہب میں ان کا ماننا ہی روا نہیں بلکہ کفر ہے تو دین تو یوں گیا، اور دنیا جو ایسوں کی غایت مرام و مبلغ علم ہے اس میں کسی نبی کی سرکار سے ٹکا مہینہ جمعہ کی روٹی ملنے کی بھی امید نہیں تو زال دنیا کے ایسے کمانے والے پوتوں کو انبیاء علیہم الصلٰوۃ والسلام سے کام ہونے کا کیا باعث۔

کفریہ ۲۸و۲۹: یہ کفریہ اٹھائیس سب سے بدتر خبیث، صراط مستقیم ص ۹۵:

بمقتضائے ظلمت بعضہا فوق بعض از وسوسہ زنا خیال مجامع زوجہ خود بہتر ست وصرف ہمت بسوئے شیخ وامثال آں از معظمین گو جناب رسالتمآب باشند بچندیں مرتبہ بدتر از استغراق درصورت گاؤ خر خود ست خیال آں باتعظیم واجلال بسوید اے دل انسان مے چسپد بخیال گاؤ و خر کہ نہ آں قدر چسپیدگی میبود ونہ تعظیم بلکہ مہان و محقر میبود واین تعظیم و اجلال غیر کہ در نماز	ظلمات بعضہا فوق بعض کی بناپر زنا کے وسوسہ سے اپنی بیوی سے مجامعت کا خیال بہتر ہے اور اپنی ہمت کو شیخ اور ان جیسے معظم لوگوں خواہ جناب رسالت مآب ہی ہوں، کی طرف مبذول کرنا اپنے گائے اور گدھے کی صورت میں مستغرق ہونے سے کئی گنا بدتر ہے کیونکہ ان کا خیال تعظیم اور اجلال کے ساتھ انسان کے دل کی گہرائی میں چپک جاتا ہے۔ بخلاف گدھے اور گائے کے خیال میں نہ تو اس قدر چسپیدگی ہوتی ہے اور

[1] تقویۃ الایمان الفصل الاول مطبع علیمی اندرون لوہاری گیٹ لاہور ص ۱۳

ملحوظ ومقصود می شود بشرک میکشد[1]۔	نہ ہی تعظیم بلکہ ان کا خیال بے تعظیم اور حقیر ہوتا ہے اور یہ غیر کی تعظیم واجلال نماز میں ملحوظ ومقصود ہو تو شرک کی طرف کھینچ لیتی ہے۔

مسلمانو، مسلمانو! خدارا ان ناپاک ملعون شیطانی کلموں کو غور کرو محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی طرف نماز میں خیال لے جانا ظلمت بالائے ظلمت ہے کسی فاحشہ رنڈی کے تصور اور اس کے ساتھ زنا کا خیال کرنے سے بھی برا ہے، اپنے بیل یا گدھے کے تصور میں ہمہ تن ڈوب جانے سے بدرجہا بدتر ہے، ہاں واقعی رنڈی نے تو دل نہ دکھایا گدھے نے تو کوئی اندرونی صدمہ نہ پہنچایا، بیچا تو محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دکھایا کہ قرآن عظیم میں وخاتم النبیین پڑھ کر تازی نبوتوں کا دربار جلایا ان کا خیال آنا کیوں نہ قہر ہو ان کی طرف سے دل میں کیوں نہ زہر ہو۔

مسلمانو! للہ انصاف، کیا ایسا کلمہ کسی اسلامی زبان وقلم سے نکلنے کا ہے! حاش للہ! پادریوں پنڈتوں وغیرہم کھلے کافروں مشرکوں کی کتابیں دیکھو جو انھوں نے بزعم خود اسلام جیسے روشن چاند پر خاک ڈالنے کو لکھی ہیں۔ شاید ان میں بھی اس کی نظیر نہ پاؤگے کہ ایسے کھلے ناپاک لفظ تمھارے پیارے نبی سچے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نسبت لکھے ہوں کہ انھیں مواخذہ دنیا کا اندیشہ ہے مگر اس مدعی اسلام بلکہ مدعی امامت کا کلیجہ چیر کر دیکھئے کہ اس نے کس جگرے سے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نسبت بے دھڑک یہ صریح عـــہ سب ودشنام کے لفظ لکھ دئے اور روز آخر اللہ عزیز غالب قہار کے غضب عظیم وعذاب الیم کا اصلا اندیشہ نہ کیا۔

مسلمانو! کیا ان گالیوں کی محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اطلاع نہ ہوئی یا مطلع ہو کر ان سے انھیں ایذا نہ پہنچی، ہاں ہاں، واللہ واللہ انھیں اطلاع ہوئی، واللہ واللہ انھیں ایذا پہنچی، واللہ واللہ جو انھیں ایذا دے اس پر دنیا وآخرت میں اللہ جبار وقہار کی لعنت، اس کے لئے سختی کا عذاب شدت کی عقوبت۔ **آیت:**

"اِنَّ الَّذِیۡنَ یُؤۡذُوۡنَ اللّٰہَ وَ رَسُوۡلَہٗ لَعَنَہُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنۡیَا وَ الۡاٰخِرَۃِ وَ اَعَدَّ لَہُمۡ	بیشک جو لوگ ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو ان پر اللہ نے لعنت فرمائی دنیا وآخرت

عـــہ: اور ان کی شان میں ادنٰی گستاخی کفر جس کی مبارک مقدس منور تفصیل شفا شریف اور اس کی شرح میں ہے ۱۲ سل السیوف۔

[1] صراط مستقیم ہدایت ثانیہ در ذکر مخلات عبادات الخ افادہ نمبر ۱ المکتبۃ السلفیہ لاہور ص ۸۶

عَذَابًا مُّهِيْنًا ۝ "[1]	میں اور ان کے لئے بنار کھا ہے ذلت والا عذاب۔
آیت: "وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝" [2]۔	جو ایذا دیتے ہیں اللہ کے رسول کو ان کے لئے دکھ کی مار ہے۔

مسلمانو! پھر ان مقتدیوں کا ایمان دیکھئے، ایمان کی آنکھ پر ٹھیکری رکھ کر اسلام کے کان میں انگلیاں دے کر یہ کچھ دیکھتے یہ کچھ سنتے ہیں اور پھر وہ ویسا ہی امام کا امام، یہ اس کے چیلے بیدام کے غلام، سبحان اللہ! یہ حرکات اور اسلام کا نام، مسلمان وہ ہیں جنھیں قرآن عظیم فرماتا ہے،

آیت: لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْۤا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ ؕ اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَاَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ ؕ[3]۔	تو نہ پائے گا ان لوگوں کو جو مانتے ہیں اللہ اور پچھلے دن کو کہ محبت رکھیں اس سے جس نے ضد باندھی اللہ اور اس کے رسول سے اگرچہ وہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا کنبے والے ہوں یہ لوگ ہیں کہ نقش کردیا اللہ نے ان کے دلوں میں ایمان اور مدد فرمائی ان کی اپنی طرف کی روح سے۔

وہابی صحابو! مسلمان بننا چاہتے ہو تو حضور پر نور محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی عظمت سویدائے دل کے اندر جماؤ جو ان کی جناب عالم مآب میں گستاخی کرے اگر تمھارا باپ بھی ہو الگ ہو جاؤ جگر کا ٹکڑا ہو دشمن بناؤ، بہزار زبان وصد ہزار دل اس سے تبری کرو تحاشی کرو اس کے سایہ سے نفرت کرو اس کے نام محبت پر لعنت کرو، ورنہ اگر دوسرا تمھیں اللہ ورسول سے زیادہ عزیز ہے تو اسلام کا نام لیے جاؤ حقیقت اور چیز ہے، وائے بے انصافی اگر کوئی تمھارے باپ کو گالی دے تو اس کے خون کے پیاسے رہو صورت دیکھنے کے روادار نہ ہو۔ بس پاؤ تو کچا نگل جاؤ۔ وہاں نہ تاویلیں نکالو نہ سیدھی بات ہیر پھیر میں ڈالو، اور محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی نسبت وہ کچھ سنو اور آنکھ میلی نہ کرو۔ بلکہ اس کی امامت وپیشوائی کا دم بھرو، ولی جانو، جو اسے برا کہے الٹی اس سے دشمنی ٹھانو، بدلگام کی بات میں سو سو طرح کے پیچ نکالو، رنگ رنگ کی تاویلیں ڈھالو، جیسے بنے کی بگڑی سنبھالو، اسی کی حمایت میں عظمت مصطفٰی

---

[1] القرآن الکریم ۳۳/ ۵۷

[2] القرآن الکریم ۹/ ۶۱

[3] القرآن الکریم ۵۸/ ۲۲

صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو پس پشت ڈالو، یہ کیا ایمان ہے، کیسا اسلام ہے، کیا اسلام اسی کا نام ہے۔

اے راہ روپشت بمنزل ہشدار

(اے منزل کی طرف پشت کرکے چلنے والے! ہوش کر۔ت)

مزہ یہ ہے کہ وہ خود تمھاری ساری بناوٹوں کا در با جلا گیا۔ تقویۃ الایمان:

"یہ بات محض بے جا ہے کہ ظاہر میں لفظ بے ادبی کا بولئے اور اس سے کچھ اور معنی لیجئے معما اور پہیلی بولنے کی اور جگہ ہیں۔ کوئی شخص اپنے باپ یا بادشاہ سے جگت نہیں بولتا، اس کے واسطے دوست آشنا ہیں نہ باپ اور بادشاہ۔"

اور انصاف کیجئے تو اس کھلی گستاخی میں کوئی تاویل کی جگہ نہیں میں جانتا ہوں تم یوں نہیں سمجھوگے ذرا اپنے کلیجہ پر ہاتھ رکھ کر دیکھو اور آنکھیں بند کرکے بہ نگاہ انصاف غور کرو، اگر کوئی وہابی اپنے باپ کی نسبت کہے کہ تیرے کان گدھے کے سے ہیں تیری ناک بجو کی سی ہے، تو کیا اس نے اپنے باپ کو گالی نہ دی، یا کوئی سعادت مند نجدی اٹھ کر اپنے بدلگام مصنوعی امام کی نسبت کہے کہ ان کی آواز لطیف کتے کے بھونکنے سے مشابہ تھی، ان کا دہن شریف سور کی تھوتھنی سے ملتا تھا، تو تم اسے کیسا سمجھوگے۔ کیا اپنے طائفے میں رکھوگے یا بسبب گستاخی پیشواذات سے باہر کردوگے۔ اب تمھیں ظاہر ہوگا کہ اس خبیث بددین نے جو ہمارے عزت والے رسول دوجہان بادشاہ عرش عالم پناہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی نسبت یہ لعنتی کلمات [عہ] لکھے۔ انھوں نے ہمارے اسلامی دلوں پر تیر و خنجر سے زیادہ کام کیا، پھر ہم اسے

عہ: یہاں اس کے پیرووں کی غایت معذرت وسخن سازی جو کچھ ہے یہ ہے کہ کلام اس نے بقصد توہین نہ لکھا سوق سخن تاکید اخلاص کے لئے ہے مگر یہ بناوٹ اسی قبیل سے ہے کہ ؎

لن یصلح العطاء ما افسدہ الدھر

(زمانے کے فساد کو یہ عطیہ ہر گز درست نہیں کرسکتا۔ت)

قصد قلب کلمات لسان سے ظاہر نہ ہوگا تو کیا وحی اترے گی کہ فلاں کے دل کا یہ ارادہ تھا اور صریح لفظ شنیع وقبیح میں سوق کلام خاص بغرض توہین ہونا کس نے لازم کیا، کیا اللہ ورسول کو برا کہنا اس وقت کلمہ کفر ہے جب بالخصوص اسی امر میں گفتگو ہو ورنہ باتوں باتوں میں جتنا چاہے برا کہہ جائے کفر وکلمہ کفر نہیں علت وہی ہے کہ ان حضرات کے دلوں میں حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی عزت عظمت نہیں ان کی بدگوئی کو ہلکا جانتے ہیں اس میں طرح طرح کی شاخیں نکالتے ہیں جیسے بنے اپنے امام کے کفریات سنبھالتے ہیں، شفاء شریف ص ۳۳۰ (باقی اگلے صفحہ پر)

اپنے سچے پکے اسلامی گروہ میں کیونکر داخل کرسکتے ہیں، ذرا یہ فرق بھی دیکھتے جاؤ کہ ہم نے جو نظیریں دیں ان میں صرف تشبیہ پر قناعت کی، تم جانو جب نری تشبیہ ایسی ہو تو بدر جہا بدتر بتانے میں مسلمانوں کا کیا حال ہوا ہوگا الا لعنۃ اللہ علی اعداء رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علٰی رسولہ واٰلہ وبارك وسلم۔

مسلمانو! اور ذرا اس ناپاک وجہ کو تو خیال کرو (خاکش بدہن) یہ "بدر جہا بدتر ہونا" اس لئے ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا خیال آیا تو عظمت کے ساتھ آئیگا اور گدھے کا حقارت سے تو نماز عـــہ میں

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) تقدم الکلام فی قتل القاصد لسبہ الوجہ الثانی لاحق بہ فی الجلاء ان یکون القائل غیر قاصد للسب والازراء لامعتقد لہ ولکن تکلم فی جھتہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بکلمۃ الکفر ماھو فی حقہ صلی اللہ علیہ وسلم نقیصۃ مثل ان یاتی بسفہ من القول اوقبیح من الکلام و نوع من السب فی جھتہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وان ظھر بدلیل حال انہ لم یقصد سبہ امالجھالۃ او ضجر او سکر اوقلۃ ضبط لسانہ، او تھور فی کلامہ فحکم ھذا حکم الوجہ الاول قتل من دون تلعثم[1] اھ مختصرا۔	یعنی اس کا حال تو اوپر معلوم ہوچکا جو بالقصد تنقیص شان اقدس کرے، دوسری صورت اسی کی طرح روشن وظاہر یہ ہے کہ قائل نہ تنقیص وتحقیر کا قصد کرے نہ اس کا معتقد ہو مگر حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے معاملہ میں کلمہ کفر بول اٹھے جو حضور کے حق میں تنقیص شان ہو مثلا کوئی بے ادبی کا لفظ یا بری بات اور ایک طرح کی تنقیص بولے اگرچہ اس کے اس کے حال سے ظاہر ہو کہ اس نے مذمت وتوہین کا ارادہ نہ کیا بلکہ جہالت یا جھنجھلاہٹ یا نشہ میں بک دیا یا بات کہنے میں زبان روکنے کی کمی یا بیباکی سے صادر ہوا، اس صورت کا حکم بعینہٖ وہی پہلی صورت کا حکم ہے فورا قتل کیا جائے بلاتوقف ۱۲ منہ۔

عـــہ: مکتوبات شیخ مجدد صاحب مطبوعہ لکھنؤ جلد ۲ مکتوب ۳ صفحہ ۴۶ خواجہ محمد اشرف ورزش نسبت رابطہ نوشتہ بودند[2] الخ (پوری عبارت زیر کفر ۵۳ ص ۲۱۸ میں آتی ہے)

سبحان اللہ! کہاں تو اس شخص کا وہ کفری بول کہ نماز میں محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا خیال آیا اور خاکش بدہن شرک نے منہ پھیلایا یا فقط نماز بر باد کہ ایمان ہی ابتر تف بروئے (باقی اگلے صفحہ پر)

---

[1] الشفاء بتعریف حقوق المصطفی فصل قال القاضی تقدم الکلام المطبعۃ الشرکۃ الصحافیۃ فی البلاد العثمانیہ ۲/ ۲۲۲

[2] مکتوبات امام ربانی مکتوب ۳۰ بخواجہ محمد اشرف وحاجی محمد نولکشور لکھنؤ ۲/ ۴۶

نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا تصور آنا اس شرک پسند کے نزدیک شرک تک پہنچائے گا۔

اقول: الحمدللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی عظمت تو رفیع الدرجات ذوالعرش جل وعلا کی بنائی ہوئی ہے۔ کسی کافر یا کافر منش کے مٹائے نہ مٹے گی، چودھویں رات کے چاند کا چمکتا نور کہیں کتوں کے بھونکنے سے کم ہوا ہے ؎

مہ فشاند نور وسگ عو عو کند ہر کسے بر خلقت خود مے تند

(چاند نور پھیلا رہا ہے اور کتا عو عو کرتا ہے، ہر ایک اپنی اپنی فطرت ظاہر کرتا ہے۔ت)

اس شخص کے نزدیک نماز میں محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا خیال آنا موجب شرک کہ جب وہ آئے گا عظمت کے ساتھ آئے گا، مگر واللہ العظیم کہ شریعت رب العرش الکریم نے نماز بے ان کے خیال با عظمت وجلال کے ناقص ہے، اس سے کہو کہ اپنے شریکوں کو جمع کرے اور قہر والے عرش کے مالک سے لڑائی لے کہ تو نے کیوں

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

کافروشی و کفر منشی ان کے (بدگویوں) کی طرف خیال لے جانا اپنے بیل اور گدھے کے نہ صرف تصور بلکہ ہمہ تن اس میں ڈوب جانے سے بدرجہا بدتر، اور کہاں شیخ طریقت وآقائے نعمت وخداوند دولت خاندان دہلی شیخ مجدد کا یہ واشگاف قول کہ تصور صورت شیخ سے غافل نہ ہو۔ نمازوں، عبادتوں، سب وقتوں حالتوں میں اسی کی طرف متوجہ رہو اگرچہ عین نماز میں اسی صورت کو سجدہ محسوس ہو وہ قبلہ عبادت ہے، نہ مسجود لہ جو اس قبلہ سے پھرا وہ بیدولت تباہ ہوا اس کا کام برباد ہوگیا، تصور شیخ کی ایسی دولت سعادت مندوں کو ملتی ہے طالبان خدا کو اس کی بہت تمنا رہتی ہے، غرض وہ بول یہ قول باہم لڑے ہیں کفر وشرک کے عقاب پر تولے کھڑے ہیں، دیکھئے وہابی صاحب کدھر ڈھالتے ہیں ادھر جھکاتے یا ادھر ڈالتے ہیں ؎

یا دامن یار رفت از دست یا ایں دل زار رفت از دست

(یار دامن ہاتھ سے جائے گا یا یہ آزردہ دل ہاتھ سے جائیگا۔ت)

كَذٰلِكَ الْعَذَابُ ؕ وَ لَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۠[1] ۔۱۲ سل السیوف الهندیة علی کفریات باباالنجدیة	مار ایسی ہوتی ہے اور بیشک آخرت کی مار سب سے بڑی ہے، کیا اچھا تھا کہ وہ جانتے۔۱۲ سل السیوف الهندیة علی کفریات باباالنجدیة

[1] القرآن الکریم ۶۸/ ۳۳

ایسی شریعت بھیجی جس نے نماز کی ہر دو رکعت پر التحیات واجب کی اور اس میں السلام علیک ایھاالنبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اشھد ان محمداً عبدہ ورسولہ پڑھنا عرض کرنا لازم کیا۔

مسلمانو! کیا ان کے پڑھنے کا حکم محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی طرف خیال کرنے کا حکم نہ ہوا، بیشک ہوا، اور واقعی ان کا خیال مسلمان کے دل میں جب آئے گا عظمت وجلال ہی کے ساتھ آئے گا کہ اس کا تصور ان کے پاک مبارک تصور کو لازم بین بالمعنی الاخص ہے اور عرض سلام تو خاص بغرض ذکر واکرام ہی ہے تو یہاں نہ صرف ان کے خیال بلکہ خاص نماز میں ان کے ذکر وتکریم کا حکم صریح ولکن المنفقین لایعلمون (لیکن منافقین نہیں جانتے۔ت) احیاء العلوم مطبع لکھنؤج ا ص ۹۹:

احضر فی قلبك النبی صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم وشخصه الکریم وقل سلام علیك ایھا النبی ورحمة اللہ وبرکاته[1]۔	التحیات میں نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو اپنے دل میں حاضر کر اور حضور کی صورت پاک کا تصور باندھ اور عرض کر السلام علیک ایھاالنبی ورحمہ اللہ وبرکاتہ۔

میزان امام شعرانی مطبوعہ مصر جلد ا صفحہ ۱۳۹و۱۴۰:

سمعت سیدی علیاً الخواص رحمه اللہ تعالٰی یقول انما امر الشارع المصلی بالصلٰوۃ والسلام علی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم فی التشھد لینبه الغافلین فی جلوسھم بین یدی اللہ عزوجل علی شھود نبیھم فی تلك الحضرۃ فانه لایفارق حضرۃ اللہ تعالٰی ابدا فیخاطبونه بالسلام مشافیة[2]۔	میں نے اپنے سردار علی خواص رحمۃ اللہ تعالٰی کو فرماتے سنا کہ شارع نے نمازی کو تشہد میں نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر درود وسلام عرض کرنے کا اس لئے حکم دیا جو لوگ اللہ عزوجل کے دربار میں غفلت کے ساتھ بیٹھتے ہیں انھیں آگاہ فرمادے کہ اس حاضری میں اپنے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو دیکھیں اس لئے کہ حضور کبھی اللہ تعالٰی کے دربار سے جدا نہیں ہوتے پس بالمشافہہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر سلام عرض کریں۔

[1] احیاء العلوم کتاب اسرار الصلٰوۃ بیان تفصیل ماینبغی ان یحضر القلب الخ مطبعۃ المشھد الحسینی قاہرہ ۱/۱۲۹

[2] المیزان الکبرٰی للشعرانی باب صفۃ الصلٰوۃ مصطفی البابی مصر ۱/ ۱۶۷

حجۃ اللہ البالغہ شاہ ولی اللہ صاحب صدیقی ص ۲۱۰:

ثم اختار بعدہ السلام علی النبی صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم تنویها بذکرہ واثباتا للاقرار برسالته واداء لبعض حقوقه [1]۔	پھر اس کے بعد التحیات میں نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر سلام اختیار کیا ان کا ذکر پاک بلند کرنے کو اور ان کی رسالت کا اقرار ثابت اور ان کے حقوق سے ایک ذرہ ادا کرنے کے لئے۔

اولیائے عظام وعلمائے کرام نے اس عرض سے سلام کی جو حکمت ارشاد فرمائی ہے میں اسے مواہب لدنیہ وغیرہا ائمہ کتب سے نقل کروں اس سے بہتر کہ ان غیر مقلدوں کے امام آخر الزمان نواب صدیق حسن خان بھوپالی کی کتاب سے سناؤں کہ یہ ان پر اشد وسخت تر ہے۔ مسک الختام نواب بھوپال مقام ص ۲۴۴:

نیز آں حضرت ہمیشہ نصب العین مومنان وقرۃ العین عابدان ست درجمیع احوال واوقات خصوصا درحالت عبادات ونورانیت وانکشاف دریں محل بیشتر و قوی ترست وبعضے از عرفاء قدس سرہم گفتہ اند ایں کہ خطاب بجہت سریاں حقیقت محمدیہ است علیہ الصلٰوۃ والسلام در ذرائر موجودات وافراد ممکنات پس آنحضرت در ذوات مصلیاں موجود حاضر ست پس مصلی باید کہ ازیں معنی آگاہ باشد وازیں شہود غافل نبود تا بانوار قرب واسرار معرفت منور وفائز گردد آرے۔ درراہ عشق مرحلہ قرب وبعد نیست می بینمت عیاں دعا می فرستم [2]	تمام احوال واوقات خصوصا عبادات کی حالتوں میں حضور علیہ الصلٰوۃ والسلام مومنین کا نصب العین اور عابدین کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہوتے ہیں، عبادات کے مواقع میں نورانیت اور انکشاف زیادہ قوی ہوتا ہے، بعض عارفین قدس اسرارہم نے فرمایا کہ نماز میں (السلام علیک کا) خطاب حقیقت محمدیہ علیہ الصلٰوۃ والسلام کو ہوتا ہے جو موجودات کے تمام ذرات اور ممکنات کے تمام افراد میں سرایت کئے ہوئے ہے لہٰذا حضور علیہ الصلٰوۃ والسلام نمازیوں کی ذات میں موجود اور حاضر ہوتے ہیں اس لیے نمازی کو اس حقیقت سے آگاہ رہنا چاہئے اور حضور علیہ الصلٰوۃ والسلام کی اس موجودگی سے غافل نہ ہوتا کہ قرب کے انوار اور معرفت کے اسرار سے منور اور فائز ہوجائے، ہاں (شعر) عشق کی راہ میں قرب وبعد کا مرحلہ نہیں ہے۔ میں آپ کو واضح طور پر دیکھ رہا ہوں اور دعا پیش کرتا ہوں۔ (ت)

[1] حجۃ البالغہ الامور التی لابدمنها فی الصلٰوۃ المکتبۃ السلفیۃ لاہور ۲/ ۶

[2] مسك الختام شرح ببلوغ المرام کتاب الصلٰوۃ باب ۷ صفۃ الصلٰوۃ مطبع نظامی کانپور ۱/ ۲۴۴

اس عبارت میں نواب بہادر فرمائشی شرکوں کے انبار لگا گئے، نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ہر عبادت میں مسلمانوں کے پیش نظر ہیں ؎ایک شرک، نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ہر نمازی کی ذات بلکہ ہر ہر ذرہ ممکنات میں موجود وحاضر ہیں ؎دو شرک، نمازی نماز میں نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے مشاہدے سے ہرگز غافل نہ ہوتا ہے کہ قرب الٰہی پائے، ؎تین شرک، مگر یہ کہے کہ اگلی پچھلی سلطنتوں میں بڑے لوگوں کو تین خون معاف ہوتے تھے گورنمنٹ وہابیت سے نواب بہادر کو تین شرک معاف ہیں ولا حول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ اسی طرح وعلی عباداللہ الصلحین کیا شرک سے بچے رہے گا کہ امثال آں از معظمین سب کو شامل۔

مسلمانو! کیا ہر نماز کے ختم پر درود شریف پڑھنا سنت نہیں، اور حضرت امام شافعی وامام احمد عـــہ رضی اللہ تعالٰی عنہما کے نزدیک تو فرض ہے۔ پھر درود محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی یاد وتکریم نہیں تو کیا ہے۔ درود کو محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے خیال باعظمت وجلال سے انفکاک کیونکر ممکن! مسلمانو! ہر رکعت میں الحمد شریف پڑھنا ہمارے نزدیک امام ومنفرد پر واجب اور ان غیر مقلدوں وہابیوں کے یہاں سب پر فرض ہے ان سے کہو اس میں "صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡہِمۡ ۬ۙ"[1] نکال ڈالیں یعنی راہ ان کی جن پر تو نے انعام کیا۔ جانتے ہو وہ کون ہیں؟ ہاں قرآن سے پوچھو وہ کون ہیں:

"فَاُولٰٓئِکَ مَعَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمَ اللہُ عَلَیۡہِمۡ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَ الصِّدِّیۡقِیۡنَ وَ الشُّہَدَآءِ وَ الصّٰلِحِیۡنَ ۚ"[2]	جن پر خدا نے انعام کیا وہ انبیاء اور صدیق اور شہداء اور نیک لوگ ہیں

جب "صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡہِمۡ ۬ۙ"[3] پڑھ کر ان کی راہ مانی جائے گی ضرور عظمت کے ساتھ ان کا خیال آئے گا اور وہ اس کے نزدیک شرک ہے تو الحمد میں سے اس شرک کے دور کرنے کی کوشش کریں صرف "غَیۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَیۡہِمۡ وَ لَا الضَّآلِّیۡنَ ٪"[4] رکھیں کہ انبیاء وصدیقین کی جگہ نماز میں یہود نصارٰی کی یادگاری رہے، بلکہ "اِہۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ ۙ"[5] بھی رکھنے کے قابل نہیں کہ حدیث میں اس سے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وصدیق اکبر وفاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہما مراد لئے گئے ہیں، فتح الخبیر شاہ ولی اللہ دہلوی مصر ۹۵ھ ص ۳:

عـــہ: فی اشھر الروایتین اھ میزان الشعرانی ورحمۃ الامۃ ۱۲ منہ۔ (م)	دونوں روایتوں میں سے مشہور روایت میں میزان الشعرانی ورحمۃ الامۃ ۱۲ منہ (ت)

---

[1] القرآن الکریم ۱/۶

[2] القرآن الکریم ۴/۶۹

[3] القرآن الکریم ۱/۶

[4] القرآن الکریم ۱/۷

[5] القرآن الکریم ۱/۵

الصراط المستقیم کتاب اللہ وقیل رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وصاحباہ[1]۔	صراط مستقیم سے مراد قرآن ہے اور بعض نے کہا رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اور ابوبکر صدیق و عمر فاروق رضی اللہ تعالٰی عنہما مراد ہیں (ت)

مسلمانو! میں فقط الحمد کو کہتا ہوں۔ نہیں نہیں شاید دو ایک کے سوا قرآن عظیم کی کسی سورت کا نماز میں تلاوت کرنا اس وہابی شرک سے نہ بچے گا۔ جن سورتوں میں حضور پر نور محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یا دیگر انبیائے کرام یا ملائکہ عظام یا صحابہ کبار یا مہاجرین وانصار یا متقین ومحسنین وعباداللہ الصالحین کی صریح تعریفیں ہیں ان کا تو کہنا ہی کیا ہے، یونہی وہ بھی جن میں حضرات انبیاء علیہم الصلٰوۃ والثناء کے قصص مذکور ہیں کہ ان کا تصور جب آئے گا عظمت ہی سے آئے گا جس کا اس شخص کو خود اقرار ہے ان کے سوا گنتی ہی کی سورتیں حضور اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے ذکر صریح سے خالی ہوں گی اور کچھ نہ ہو تو کم سے کم حضور سے خطاب ہوں گے جب چاروں قل، "تبت" میں کھلا ہوا حضور قدس صلی کا ذکر لگا ہوا ہے کہ اس کی تلاوت میں ضرور خیال جائے گا کہ یہ بھاری انتقام اللہ عزوجل کس کی طرف سے لے رہا ہے، یہ سخت غضب الٰہی کس کی جناب میں گستاخی کرنے پر اتر رہا ہے "لایلف" شریف میں اگر حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا صراحۃً ذکر نہیں تو کعبہ معظّمہ کا ذکر ہے اور وہ بھی کمال تعظیم کے ساتھ کہ اپنی ربوبیت کو اس کی طرف اضافت فرمایا اس کا تصور کب بے عظمت آئے گا بنظر ظاہر صرف سورہ تکاثر اس عالمگیر وبا سے بچے گی باقی تمام وکمال ہر سورۃ کی تلاوت شرک عـــہ میں ڈالے گی پھر تکاثر بھی

عـــہ: اور شریعت محمدیہ علی صاحبہا افضل الصلٰوۃ والتحیۃ عیاذًا باللہ ان شرکیات کی واجب وسنت وجائز کرنیوالی ہوئی، صحابہ سے آج تک تمام مسلمان کہ ان امور پر اجماع کیے ہوئے ہیں سب شرک میں گرفتار ٹھہرے اس سے بڑھ کر اور کیا کلمہ ہوگا، شفاء شریف ص ۳۶۲ و ۳۶۳:

نقطع بتکفیر کل قائل قال قولا یتوصل بہ الی تضلیل الامۃ[2]۔ ۱۲ سل السیوف الھندیۃ علی کفریات بابا النجدیۃ للمصنف العلامۃ مدظلہ	جو شخص ایسی بات کہے جس سے تمام امت کے گمراہ ٹھہرنے کی راہ نکلتی ہو ہم بالیقین اسے کافر کہتے ہیں ۱۲ سل السیوف الہندیۃ علی کفریات بابا النجدیۃ للمصنف العلامۃ مدظلہ۔

---

[1] فتح الخبیر مع الفوز الکبیر الباب الخامس تکملہ الفوز الکبیر نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ص ۸۷

[2] الشفاء بتعریف حقوق المصطفٰی فصل فی بیان ماھو من المقالات المطبعۃ الشرکۃ الصحافیۃ فی البلاد العثمانیہ ۲/ ۲۷۱

بچی تو صرف شرک سے معصیت یا کراہت سے اسے بھی نجات نہیں کہ مقابر و حجیم واموال و نعیم کا خیال اس میں بھی رکھا ہوا ہے یہ عظمت کے ساتھ نہ آکر خیال انبیاء واولیاء کے شرک میں نہ ملا تو خیال گاؤخر کی قباحت میں تو شریک ہوگا۔ تف ہزار تف ایسے ناپاک اختراع پر۔

مسلمانو! میں صرف نماز ہی میں گفتگو کرتا ہوں، نہیں نہیں۔ اس کے نزدیک بیرونی نماز بھی قرآن عظیم کی تلاوت شرک ہے کیا فقط نماز ہی عبادت ہے نفس تلاوت نہیں کیا اس عبادت میں شرک روا ہے، حاشا کسی عبادت میں روا نہیں۔ اور قرآن کی سورتیں محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی نعت، ان کی ذکر، ان کی یاد، ان کی تعظیم، ان کی تکریم سے گونج رہی ہیں تو عبادت تلاوت بے تصور عظمت سید نا عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کیونکر متصور، تو اس چوپائی شرک سے کدھر مفر، غرض اس دشنام صریح سے قطع نظر یہ وجہ قبیح خود افتح القبائح و مجموعہ صدہا کفریات و فضائح ہے۔

مسلمانو! تم نے دیکھا کیسی خبیث و ناپاک وجہ کے حیلے سے اس شخص نے تمھارے پیارے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو گالی دی اور ہنوز دعوی اسلام باقی ہے۔ سبحان اللہ! یہ منہ اور یہ دعوی!

"رَّبِّ اَعُوْذُبِكَ مِنْ هَمَزٰتِ الشَّيٰطِيْنِ ۙ﴿۹۷﴾ وَاَعُوْذُبِكَ رَبِّ اَنْ يَّحْضُرُوْنِ ﴿۹۸﴾ "[1]	اے میرے رب تیری پناہ شیاطین کے وسوسوں سے، اور اے میرے رب تیری پناہ کہ وہ میرے پاس آئیں (ت)

تنبیہ: میں نے اس کفریہ ملعونہ کی تفضیح و تقبیح میں ذرا اپنے قلم کو وسعت دی کہ یہ مقام اس شخص کی اشد شقاوت کا تھا اور میں نے نہ دیکھا کہ ہمارے علماء نے یہاں کلام کو کامل رنگ تفصیل دیا ہو، اب اس قول خبیث اخبث الاقوال بلکہ ارجس الابوال کے بعد مجھے اس کے کفریات جزئیہ زیادہ گنانے کی حاجت نہیں کہ طول وجہ ملال ہے مگر اجمالاً اتنا اور سن لیجئے کہ اس کے حصہ میں جزئیات کثیرہ کے علاوہ بعدد ابواب جہنم سات کلیات کفریاتکے ہیں:

دہلوی ملاکے یہاں کفریات کے سات کلیے

(۱) جابجا قرآن عظیم ایک بات فرمائے اور یہ صاف اسے غلط و باطل کہہ جائے۔ شفاء شریف میں ص ۳۷ ۳، معین الحکام امام علاء الدین علی طرابلسی حنفی مطبع مصر ص ۲۲۹:

من استخف بالقراٰن اوبشیئ منه او جحده اوکذب بشیئ منه او اثبت مانفاه اونفی	جو شخص قرآن مجید یا اس کے کسی حرف کی گستاخی یا اس کا انکار یا اس کی کسی بات کی تکذیب یا جس

[1] القرآن الکریم ۹۸/۲۳

ما اثبته علی علم منه بذلك اوشك فی شیئ من ذٰلك فهو کافر عند اهل العلم بالاجماع [1]۔(ملخصا)	بات کی قرآن نے نفی فرمائی اس کا اثبات یا جس کا اثبات فرمایا اس کی نفی کرے دانستہ یا اس میں کسی طرح کا شک لائے وہ باجماع تمام علماء کے کافر ہے۔(ملخصا)

(۲) اس کے طور پر قرآن عظیم میں جابجا شرک موجود۔

(۳) اس کے نزدیک انبیاء کرام علیہم الصلٰوۃ سے شرک صادر ہوئے۔

(۴) یونہی حضرات ملائکہ عظام علیہم الصلٰوۃ والسلام سے۔

(۵) یہی خیال خبیث حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی نسبت۔

(۶) جن باتوں کو یہ صاف صاف شرک بتاتا ہے وہ اس کے اکابر مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی اور ان کے والد ماجد شاہ ولی اللہ اور ان کے والد شاہ عبدالرحیم اور ان سب کے پیر سلسلہ جناب شیخ مجدد صاحب کی تصنیفات تحریرات میں اہلی گہلی پھر رہی ہیں تو اس کے نزدیک معاذاللہ وہ سب مشرک تھے پھر یہ انھیں امام وپیشوا وولی خدا کہتا ہے اور بڑی لمبی چوڑی تعریفوں سے یاد کرتا ہے اور جو مشرکوں کو ایسا جانے خود کافر ہے تو یہ اس کا نیم اقراری کفریہ ہوا۔

(۷) کھلے شرکوں کے بھاری تودے خود اس کے کلام میں برساتی حشرات الارض کی طرح پھیلے ہیں ایک بات اس کتاب میں کفر دوسری میں ایمان، یہاں شرک وہاں عرفان، تو یہ پورا اقرار کفریہ ہے، میں ان سب کی پوری تفصیل کروں تو بلا مبالغہ ایک مجلد ضخیم لکھوں دوسرے سے پانچویں تک چار کلیے کے لئے بکثرت جزئیات فقیر نے اپنے رسالہ **اکمال الطامة علی شرك سوی بالامور العامة** (۱۳۱۱ھ) میں جمع کئے ثلثہ باقیہ کے جزئیات پر ہمارے بہت رسائل میں کلام ملے گا اور خود اسی رسالہ کی تقریرات سابقہ سے بعض کا پتا چلے گا یہاں بطور نمونہ ساتوں کلیے کی صرف ایک مثال لکھوں۔

کفریہ ۳۰: اللہ عزوجل فرماتا ہے:

"تِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ ۚ وَمَا یَعْقِلُهَاۤ اِلَّا الْعٰلِمُوْنَ ﴿۴۳﴾" [2]۔	ہم یہ کہاوتیں بیان کرتے ہیں لوگوں کے لئے اور ان کی سمجھ نہیں مگر عالموں کو۔

[1] الشفاء بتعریف حقوق المصطفی فصل واعلم ان من استخف بالقرآن الخ المطبعة الشرکة الصحافیة فی البلاد العثمانیه ۲/ ۲۸۷و ۲۸۸

[2] القرآن الکریم ۲۹/ ۴۳

یہ شخص غیر مقلدی اور دین الٰہی میں ہر گونہ آزادی کا پھاٹک کھولنے کے لئے کہتا ہے کہ یہ بالکل غلط ہے قرآن سمجھنے کو علم ہر گزدرکار نہیں۔

تقویۃ الایمان ص ۳: "عوام الناس میں مشہور ہے کہ اللہ ورسول کا کلام سمجھنا بہت مشکل ہے اس کو بڑا علم چاہئے سو یہ بات بہت غلط ہے [1] اھ ملخصا۔

لطف یہ کہ اپنے اس گھڑے مطلب پر دلیل لایا آیہ کریمہ:

"هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَ یُزَكِّیْهِمْ وَ یُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَۗ" [2]۔سے، اور خود ہی اس کا ترجمہ کیا کہ: "وہ اللہ ایسا ہے کہ جس نے کھڑا کیا نادانوں میں ایک رسول ان میں سے کہ پڑھتا ہے ان پر آیتیں اس کی اور پاک کرتا ہے ان کو اور سکھاتا ہے ان کو کتاب اور عقل کی باتیں۔" [3] کیوں حضرت! جب قرآن کے سمجھنے کو علم درکار نہیں ہر جاہل نادان سمجھ سکتا ہے تو نبی کے سکھانے کی کیا حاجت تھی، سبحان اللہ! ردواسد وا تو خود سمجھ لیں اور صحابہ کرام سکھانے کے محتاج۔

کفریہ ۳۱ و ۳۲: تقویۃ الایمان ص ۱۰: "روزی کی کشائش اور تنگی کرنی اور تندرست اور بیمار کردینا اقبال واد بار دینا، حاجتیں برلانی، بلائیں ٹالنی، مشکل میں دستگیری کرنی یہ سب اللہ ہی کی شان ہے اور کسی انبیاء اولیاء بھوت پری کی یہ شان نہیں جو کسی کو ایسا تصرف ثابت کرے اور اس سے مرادیں مانگے اور مصیبت کے وقت اس کو پکارے سو وہ مشرک ہو جاتا ہے پھر خواہ یوں سمجھے کہ ان کاموں کی طاقت ان کو خود بخود ہے خواہ یوں سمجھے کہ اللہ تعالٰی نے ان کو قدرت بخشی ہے ہر طرح شرک ہے [4] اھ ملخصًا۔

کاش یہ ظالم صرف اس قدر کہتا کہ جو کسی کو قادر بالذات و متصرف بالاستقلال سمجھے مشرک ہے تو بیشک حق تھا مگر یوں مطلب کیا نکلتا کہ یہ معنی تو کسی کی نسبت کسی مسلمان کے خیال میں ہرگز نہیں تو تمام مسلمانوں کو

---

[1] تقویۃ الایمان مقدمہ کتاب مطبع علیمی اندرون لوہاری گیٹ لاہور ص ۲

[2] القرآن الکریم ۶۲ /۲

[3] تقویۃ الایمان مقدمہ کتاب مطبع علیمی اندرون لوہاری گیٹ لاہور ص ۳

[4] تقویۃ الایمان پہلا باب مطبع علیمی اندرون لوہاری گیٹ لاہور ص ۷

کیونکر مشرک بنایا جاتا اور وہ کیونکر صادق آتا کہ ص ۵:

"شرک لوگوں میں بہت پھیل رہا ہے اور اصل توحید نایاب [1]۔"

صفحہ ۴۵: "سو پیغمبر خدا کے فرمانے کے موافق ہوا [2]" کہ تمام دنیا میں کوئی مسلمان نہ رہا لہٰذا یہ عام جبروتی حکم لگایا کہ "پھر خواہ یوں سمجھے کہ اللہ نے ان کو ایسی قدرت بخشی ہے ہر طرح شرک ہے [3]۔"

اب غور کیجئے کہ اس ناپاک وملعون قول پر انبیاء وملائکہ سے لے کر اللہ ورسول تک اور اس کے پیشواؤں سے لے کر خود اس ظلوم وجہول تک کوئی بھی حکم شرک سے نہ بچا۔

آیت: "اَغْنٰهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ" [4]۔ **آیت:** "وَتُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ بِاِذْنِیْ ۚ" [5]۔	انھیں دولتمند کردیا اللہ اور اس کے رسول نے اپنے فضل سے۔ اے عیسٰی تو تندرست کرتا ہے مادر زاد اندھے اور سفید داغ والے کو میرے حکم سے۔

یہ معاذاللہ قرآن عظیم کے شرک ہیں اور "میرے حکم سے" کالفظ بڑھا دینا شرک سے نجات نہ دے گا کہ تندرست کردینے کی قدرت اللہ ہی کے حکم سے سمجھے جب بھی تو اس شرک پسند کے نزدیک شرک ہے۔ **کفریہ ۳۳:**

آیت: "اُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْیِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ" [6]۔	(عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا) میں مادرزاد اندھے اور کوڑھی کو تندرست کرتا ہوں اور میں مُردے جِلاتا ہوں اللہ کے حکم سے۔

یہ معاذاللہ عیسٰی مسیح کلمۃ اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا شرک ہوا۔ **کفریہ ۳۴تا۳۸:**

"وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِیْسَ ؕ" [7]۔	اور جب ہم نے فرشتوں سے فرمایا آدم کو سجدہ کرو سب سجدے میں گرے سوا ابلیس کے۔

[1] تقویۃ الایمان پہلا باب مطبع علیمی اندرون لوہاری گیٹ لاہور ص ۴
[2] تقویۃ الایمان الفصل الرابع مطبع علیمی اندرون لوہاری گیٹ لاہور ص ۳۰
[3] تقویۃ الایمان پہلا باب مطبع علیمی اندرون لوہاری گیٹ لاہور ص ۷
[4] القرآن الکریم ۹/ ۷۴
[5] القرآن الکریم ۵/ ۱۱۰
[6] القرآن الکریم ۳/ ۴۹
[7] القرآن الکریم ۲/ ۳۴

آیت: "وَرَفَعَ اَبَوَیۡهِ عَلَى الۡعَرۡشِ وَخَرُّوۡا لَهٗ سُجَّدًا"[1]۔	یوسف نے اپنے ماں باپ کو تخت پر بلند کیا اور وہ سب یوسف کے لئے سجدے میں گرے۔

یہ (خاک بدہن گستاخان) ۳۴اللہ تعالٰی اور ۳۵ملائکہ و ۳۶آدم و ۳۷یعقوب و ۳۸یوسف علیہم الصلٰوۃ والسلام سب کا شرک ہوا، اللہ نے حکم دیا ملٰئکہ نے سجدہ کیا آدم راضی ہوئے یعقوب ساجد، یوسف رضامند۔

تقویۃ الایمان ص ۱۱: "جو کوئی کسی پیغمبر کو سجدہ کرے اس پر شرک ثابت ہے، خواہ یوں سمجھے کہ یہ آپ ہی اس تعظیم کے لائق ہیں یا یوں سمجھے کہ ان کی اس طرح کی تعظیم کرنے سے اللہ خوش ہوتا ہے ہر طرح کا شرک ہے [2]اھ ملخصا"۔

صفحہ ۸:

"شرک جیسے سجدہ کرنا گو کہ پھر اس کو اللہ سے چھوٹا ہی سمجھے اور اسی کا مخلوق اور بندہ اور اس بات میں انبیاء اور شیطان اور بھوت میں کچھ فرق نہیں [3]اھ ملخصا۔"

یوں تو اس گمراہ کا استاد شفیق شیطان لعین ہی اچھا رہا کہ خود کو بہتر فرمایا وہ شرک کے پاس نہ گیا اور یہاں فسخ کا جھگڑا پیش کرنا جہالت، شرک کسی شریعت میں حلال نہیں ہوسکتا، کبھی ممکن نہیں کہ اللہ تعالٰی شرک کا حکم دے اگرچہ اسے پھر کبھی منسوخ بھی فرمادے۔

کفریہ ۳۹ و ۴۰: حدیث: حضور پر نور سید المرسلین صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

انه کان فقیرا فاغناه الله ورسوله[4]۔	ابن جمیل فقیر تھا اسے اللہ اور اس کے رسول نے غنی کردیا۔

یہ حدیث صحیح بخاری مطبع احمدی قدیم ج ۱ ص ۱۹۸ میں ابوھریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے۔

حدیث: رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اپنے رب جل وعلا سے عرض کرتے ہیں:

اللهم انی احرم مابین جبلیها مثل ماحرم به ابراهیم علیه الصلوة والسلام	الٰہی! میں دونوں کوہ مدینہ کے درمیان کو حرم بناتا ہوں مثل اس کے جیسے ابراہیم علیہ الصلٰوۃ والسلام

[1] القرآن الکریم ۱۲/ ۱۰۰

[2] تقویۃ الایمان پہلا باب مطبع علیمی اندرون لوہاری گیٹ لاہور ص ۸

[3] تقویۃ الایمان پہلا باب مطبع علیمی اندرون لوہاری گیٹ لاہور ص ۶

[4] صحیح البخاری کتاب الزکوٰۃ باب قول اللہ تعالٰی وفی الرقاب الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۱۹۸

مکۃ [1]۔	نے مکہ کو حرم بنایا۔

صحیح بخاری ج ۱ص ۲۵۱، صحیح مسلم ج ۱ص ۴۴۱: واللفظ لہ عن انس رضی اللہ تعالٰی عنہ (حدیث کے یہ لفظ صحیح مسلم کے ہیں۔ت)

حدیث: حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ان ابراھیم حرم مکۃ وانی حرمت المدینۃ مابین لابتیھا لایقطع عظاھھا ولایصاد صیدھا [2]۔	بیشک ابراہیم نے مکہ کو حرم بنایا اور میں نے مدینہ کو حرم کیا، نہ کاٹی جائیں اس کی ببولیں اور نہ پکڑا جائے اس کا شکار۔

صحیح مسلم ج ۱ص ۴۴۰ عن جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہما۔

اس مطلب کی حدیثیں صحاح وسنن ومسانید وغیرہا میں بکثرت ہیں جن میں حضور سید العالمین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے صاف وصریح حکم فرمایا کہ مدینہ طیبہ اور اس کے گرد وپیش کے جنگل کا وہی ادب کیا جائے جو مکہ معظّمہ اور اس کے جنگل کا ہے۔یہی مذہب ائمہ مالکیہ وشافعیہ وحنبلیہ اور بکثرت ائمہ صحابہ وتابعین رضی اللہ تعالٰی عنہم اجمعین کا ہے،ائمہ حنفیّہ اگرچہ اس باب میں اور احادیث پر عمل فرماتے ہیں جو شرح معانی الآثار امام طحاوی وغیرہ میں مع نظر مذکور مگر ترجیح یا تطبیق یا نسخ دوسری چیز ہے،کلام اس میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے تو صراحۃً مدینہ طیبہ کے جنگل کا ادب ارشاد فرمایا،اب اس شخص کی سنئے تقویۃ الایمان ص ۱۱: "گرد وپیش کے جنگل کا ادب کرنا یعنی وہاں شکار نہ کرنا،درخت نہ کاٹنا یہ کام اللہ نے اپنی عبادت کے لئے بتائے ہیں پھر جو کوئی کسی پیغمبر یا بھوت کے مکانوں کے گرد پیش کے جنگل کا ادب کرے اس پر شرک ثابت ہے پھر خواہ یوں سمجھے کہ یہ آپ ہی اس تعظیم کے لائق ہیں یا یوں کہ ان کی اس تعظیم سے اللہ خوش ہوتا ہے ہر طرح شرک [3]اھ ملخصًا۔

جان برادر! تو نے دیکھا کہ اس شخص کی ساری کوشش اسی میں تھی کہ اللہ اور رسول کو بھی مشرک کہنے سے نہ چھوڑے،تف ہزار تف بروئے بے دیناں۔

کفریہ ۴۱تا۴۶: تفسیر عزیزی پارہ عم شاہ عبدالعزیز صاحب مطبوعہ بمبئی ص ۱۴۰:

---

[1] صحیح مسلم باب فضائل مدینہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۴۴۱

[2] صحیح مسلم باب فضائل مدینہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۴۴۰

[3] تقویۃ الایمان پہلا باب مطبع علیمی اندرون لوہاری گیٹ لاہور ص ۸

"بعضے از اولیاء اللہ راکہ آلہ جارحہ تکمیل وارشاد بنی نوع خود کردانیدہ اند دریں حالت ہم تصرف دردنیا دادہ اند واستغراق آنہا بجہت کمال وسعت مدارک آنہا مانع توجہ باین سمت نمیگردد،اویسیاں تحصیل کمالات باطنی از انہامی نمایند وارباب حاجات ومطالب حل مشکلات خود از انہامی طلبند ومے یابند زبان حال آنہادرآن قوت ہم مترنم بایں مقال است ؎ من آیم بجان گر توآئی بہ تن[1]"	بعض اولیاء کرام جنھوں نے اپنے آپ کو بنی نوع انسان کی رہنمائی اور تکمیل کے لئے متصرف کررکھا ہے وہ (وفات کے بعد کی) حالت میں بھی دنیامیں تصرف کرتے ہیں اور کمال وسعت ادراک کی بناء پر ان کا استغراق اس طرف توجہ سے مانع نہیں بنتا اور اویسی خاندان باطنی کمالات کی تحصیل انہی اولیاء سے کرتے ہیں اور اہل حاجات ومشکلات انہی سے اپنی حاجات کا حل طلب کرتے ہیں اور مراد پاتے ہیں اور یہ اولیاء کرام زبان حال سے اس وقت یہ فرماتے ہیں: اگر تو جسمانی طور پر آیا ہے تو میں جان سے حاضر ہوں۔ (ت)

یہ عبارت سراپا بشارت اس شخص کے مذہب ہمہ تن شرارت پر معاذاللہ سرتاپا شرک جلی سے ملوث ہے،اولیائے کرام دنیا میں تصرف،بعد انتقال بھی ان کا تعلق باقی رہنا،ان کے علوم کی وسعت کہ ادھر بھی مستغرق ہیں ادھر بھی خبر رکھیں،اولیاء کا بعد وصال بھی فیض دینا،مریدوں کو مناصب عالیہ تک پہنچانا،حاجتمندوں کا اپنی حاجتیں ان کی پاک روحوں سے طلب کرنا ان کا حل مشکل فرمانا،نواب بہادر کی عبارت میں تو تین ہی شرک تھے حضرت شاہ صاحب کے کلام میں المضاعف ہیں،ہاں ہونا ہی چاہیے کہ وہ نواب تھے یہ شاہ ہیں کلام الملک ملک الکلام۔

کفریہ ۴۷ تا ۴۹: تحفہ اثناء عشریہ حضرت ممدوح ص ۳۹۶ و ۳۹۷:

حضرت امیر و ذریہ طاہرہ اورا تمام امت بر مثال مریدان ومرشدان می پرستند وامور تکوینہ رابایشاں وابستہ میدانند وفاتحہ ودرود وصدقات ونذربنام ایشاں رائج ومعمول گردیدہ چنانچہ باجمیع اولیاء اللہ ہمیں معاملہ است[2]۔	تمام امت مریدوں کی طرح حضرت امیر (علی مرتضی رضی اللہ تعالٰی عنہ اور ان کی اولاد پاک کو مرشد تسلیم کرتی ہے اور تکوینی امور کو ان سے وابستہ مانتی ہے،اور فاتحہ،درود اور صدقات ونذرونیاز ان کے نام رائج اور معمول ہے جس طرح کہ تمام اولیاء اللہ کے ساتھ یہ معاملہ رائج ہے۔(ت)

---

[1] فتح العزیز(تفسیری عزیزی)پ عم س انشقاق مطبع مسلم بک ڈپو لال کنواں دہلی ۳/ ۲۰۶

[2] تحفہ اثناء عشریہ باب ہفتم در امامت سہیل اکیڈمی لاہور ص ۲۱۴

وہابی صاحبو! یہ بھی اکٹھے تین ۳ شرک ہیں، ہر ایک ڈھائی من پختہ کا، شاہ صاحب کو دیکھئے کتنے بڑے شرک پسند، مشرک دوست، علی پرست، پیر پرست، اولیاء پرست ہیں کہ کاروبار عالم کو دامن ہمت حضرت مولی مشکل کشا واہلبیت کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم سے وابستہ مانتے اور پیروں کی طرح ان سب کی پرستش اور ان کے اور تمام اولیاء کے نام کی نذر منت جائز مانتے، اور نہ آپ ہی تنہا بلکہ تمام امت مرحومہ کو **استغفر اللہ** انھیں بلاؤں میں سانتے ہیں، اب تو عجب نہیں کہ روافض کی طرح امت مرحومہ کو **معاذاللہ** امت ملعونہ لقب دیجئے،

تقویۃ الایمان ص ۸: "پیغمبر خدا کے وقت میں کافر بھی اپنے بتوں کو اللہ کے برابر نہیں جانتے تھے بلکہ اسی کا مخلوق اور اس کا بندہ سمجھتے تھے اور ان کو اس کے مقابل کی طاقت ثابت نہیں کرتے تھے مگر یہی پکارنا اور منتیں ماننی اور نذر ونیاز کرنی اور ان کو اپنا وکیل وسفارشی سمجھنا یہی ان کا کفر وشرک تھا سوجو کوئی کسی سے یہ معاملہ کرے گو کہ اس کو اللہ کا بندہ ومخلوق سمجھے سوابوجہل اور وہ شرک میں برابر ہے [1]۔"

پانچویں فصل شرک فی العادۃ کی برائی کے بیان میں لکھا ص ۶۱:

"پیر پرست اپنے تئیں کہلوانا محض بے جاہے اور نہایت بے ادبی [2]۔"

کفریہ ۵۰ تا ۵۲: شاہ ولی اللہ صاحب کی کتاب انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ سے ظاہر کہ وہ خود اور ان کے بارہ اساتذہ حدیث وپیران سلسلہ

ناد علیا مظهر العجائب*تجده عونا لك فی النوائب *کل هم وغم سینجلی*بولایتك یاعلی یاعلی یاعلی [3]*	پکار علی کو جن کی ذات پاک سے وہ خوارق وفیوض ظاہر ہوتے ہیں جنھیں دیکھ کر عقلیں اچنبھے میں ہیں جب توانھیں ندا کرے گا تو انھیں مصائب وآفات میں اپنا مدد گار پائیگا ہر پریشانی ورنج اب دور ہوتا ہے آپ کی ولایت سے یا علی یا علی یا علی (ت)

[1] تقویۃ الایمان پہلا باب مطبع علیمی اندرون لوہاری گیٹ لاہور ص ۶

[2] تقویۃ الایمان الفصل الخامس فی ردالاشراك فی العادات مطبع علیمی اندرون لوہاری گیٹ لاہور ص ۴۳

[3] الانتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ

کی سندیں لیتے، اجازتیں دیتے، وظیفہ کرتے۔

الحمدللہ۔ ان شاہ صاحب اور ان کی پیروں استاذوں نے تو شرک کا پانی سر سے تیر کر دیا یہاں بھی مثل سابق تین[۳] پہاڑ شرک کے ہیں: [۱]مصیبت میں مولا علی کے پکارنے کا حکم ایک شرک، [۲]انھیں مصیبتوں میں مددگار ماننا دو شرک، [۳]یاعلی یاعلی یاعلی کی لے باندھنا تین شرک۔ جسے ان نفیس وجانفزا کلام کی تفصیل دیکھنی ہو فقیر کے رسائل **انہار الانوار من یم صلٰوۃ الاسرار** (۱۳۰۵ھ) و**حیات الموات فی بیان سماع الاموات** (۱۳۰۵ھ) و **انوار الانتباہ فی حل نداء یا رسول اللہ** (۱۳۰۴ھ) و**الا من والعلی لناعتی المصطفٰی بدافع البلاء** (۱۳۱۱ھ) وغیرہا مطالعہ کرے۔

کفریہ ۵۳ تا ۵۵: تمام خاندان دہلی کے آقائے نعمت وخداوند دولت ومرجع ومنتہی ومفرع وملجاوسید ومولٰی جناب شیخ مجدد صاحب کے مکتوبات مطبوعہ لکھنؤ جلد دوم مکتوب سیم ۳۰ ص ۴۶:

خواجہ محمد اشرف ورزش نسبت رابطہ رانوشتہ بودند کہ بحدے استیلا یافتہ است کہ در صلوات آنرا مسجود خودمی داندومی بیند واگر فرضا نفی کند منتفی نمیگردد محبت اطوار این دولت متمنائے طلاب ست از ہزاراں یکے رامگر بدہند صاحب ایں معاملہ مستعد تام المناسبۃ ست یحتمل کہ باندک صحبت شیخ مقتدا جمیع کمالات اور اجذب نماید رابطہ را چرا نفی کنند کہ او مسجود الیہ است نہ مسجودلہ چرا محاریب ومساجد را نفی نہ کنند ظہور ایں قسم دولت سعاد تمنداں رامیسر است تادر جمیع احوال صاحب رابطہ رامتوسط خود دانند ودر جمیع اوقات متوجہ او باشند نہ دررنگ جماعہ بیدولت کہ خود را مستغنی دانند وقبلہ توجہ راازشیخ خود منحرف سازند ومعاملہ خود رابرہم زنند[1]۔	خواجہ محمد اشرف ورزش نے رابطہ (تصور شیخ) کی نسبت لکھا ہے کہ اس کا اس حد تک غلبہ ہے کہ نمازوں میں اپنا مسجود جانتے اور دیکھتے ہیں اگر اس رابطہ کو ختم کرنے کی کوشش کریں تو بھی ختم نہیں ہوتا (تو اس پر آپ نے فرمایا) اس دولت کے حصول کی خواہش ہزاروں طالبوں کی تمنا ہے مگر کسی ایک کو عطاہوتی ہے، اس کیفیت والا شیخ سے مکمل مناسبت کے لئے مستعد ہوتا ہے وہ امید کرتا ہے کہ اپنے مقتداء شیخ کی صحبت کی کمی اس کے تمام کمالات کو جذب کردے گی، لوگ رابطہ (تصور شیخ) کی نفی کیوں کرتے ہیں حالانکہ وہ مسجود الیہ ہے مسجودلہ نہیں ہے یہ لوگ محرابوں اور مسجدوں کی نفی کیوں نہیں کرتے (حالانکہ وہ مسجودالیہ ہیں) اس قسم کی دولت کا ظہور سعادت مندوں کو نصیب ہوتا ہے حتی کہ تمام احوال میں وہ صاحب رابطہ (شیخ) کو اپنا وسیلہ جانتے ہیں اور ہمہ وقت اس کی طرف متوجہ رہتے ہیں اس بے دولت جماعت کی طرح نہیں ہوتے جو اپنے آپ کو شیخ سے مستغنی جانتے ہیں، اور اپنی توجہ کا قبلہ شیخ سے پھیر کر خود سر ہوجاتے ہیں۔ (ت)

[1] مکتوبات امام ربانی مکتوب ۳۰ بخواجہ محمد اشرف وحاجی محمد نولکشور لکھنؤ ۲/ ۴۶

یہاں بھی تین ڈبل شرک ہیں، ہر ایک اگلے باٹوں سے ہزار من کا، مرید نے لکھا کہ تصور شیخ اس قدر غالب ہے کہ نمازوں میں اس کو اپنا مسجود جانتا ہے صورت شیخ ہی کو سجدہ نظر آتا ہے، جناب شیخ مجدد نے فرمایا کہ یہ دولت سعادتمندوں کو ملتی ہے طالبان حق کو اس دولت کی تمنا ہوتی ہے، ایک شرک، اور کتنا بھاری شرک، تمام احوال میں شیخ کو اپنا متوسط جانو^{عــہ} دو شرک، نماز وغیرہ ہر حال وہر وقت میں پیر کی طرف متوجہ ہو تین شرک، اب یاد کر اپنا وہ کفری بول کہ نماز میں پیر وغیرہ یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی طرف خیال لے جانا چنیں وچناں ہے اور منجر بشرک، ناظرین! آپ نے جانا کہ وہ بے سعادت کون ہے جسے جناب مجدد صاحب بے دولت و تباہ کار بتارہے ہیں، ہاں وہ یہی بے دولت ہے، صراط مستقیم میں کہتا ہے ص ۱۳۰: از جملہ اشغال مبتدعہ شغل برزخ ست[1]۔

بدعت والے اشغال میں سے برزخ کا شغل بھی ہے (ت)

اسی میں ہے ص ۱۱: "صاحب صورت پرستی ست[2]" (یہ صاف صورت پرستی ہے۔ت)

فقیر غفراللہ تعالٰی لہ نے خاص اس مسئلہ میں ایک نفیس رسالہ مسمّٰی **الیاقوتۃ الواسطۃ فی قلب عقد الرابطۃ** (۱۳۰۹ھ) لکھا، اس میں جناب شاہ عبدالعزیز صاحب وشاہ ولی اللہ صاحب وشاہ عبدالرحیم صاحب وغیرہم کے بہت کلمات اور ائمہ کرام وعلمائے عظام کے تیس ۳۰ ارشادات سے اس شغل کا جواز ثابت کیا، اس بیدولت کے نزدیک وہ سب **معاذاللہ** بدعتی تصویر پرست ہیں جب تو جناب شیخ مجدد نے تباہ کار ومنحرف بتایا۔

کفریہ ۵۶: مکتوبات جناب موصوف ج ۱ مکتوب ۳۱۲ ص ۴۴۸:

مخدوما احادیث نبوی علی مصدرہا الصلوٰۃ والسلام	میرے مخدوم، نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی احادیث

عــہ: تقویۃ الایمان ص ۷: جو بات سچی ہے کہ اللہ بندہ کی طرف سب سے زیادہ نزدیک ہے سو اس کو چھوڑ کر جھوٹی بات بنائی کہ اوروں کو حمایتی ٹھہرایا اور یہ جو اللہ کی نعمت تھی کہ وہ محض اپنے فضل سے بغیر واسطے کے کسی کے سب مرادیں پوری کرتا ہے سب بلائیں ٹال دیتا ہے سو اس کا حق نہ پہچانا اور اس کا شکر ادا نہ کیا یہ بات اوروں سے چاہنے لگے پھر اس الٹی راہ میں اللہ کی نزدیکی ڈھونڈتے ہیں سو اللہ ہرگز ان کو راہ نہیں دے گا ۱۲ منہ[3]

[1] صراط مستقیم باب سوم فصل سوم المکتبۃ السلفیہ لاہور ص ۱۱۸

[2] صراط مستقیم باب سوم فصل سوم المکتبۃ السلفیہ لاہور ص ۱۱۹

[3] تقویۃ الایمان پہلا باب مطبع علیمی اندرون لوہاری گیٹ لاہور ص ۵

در باب جواز اشارت بسبابہ بسیار وارد شدہ اند وبعضے از روایات فقہیہ حنفیّہ دریں باب آمدہ [1]۔	شہادت کی انگلی سے اشارہ کی بابت بہت وادر ہیں اور فقہ حنفی کی بعض روایات بھی اس سلسلہ میں آئی ہیں۔(ت)

صفحہ ۴۴۹:

وغیر ظاہر مذہب ست وآنچہ امام محمد شیبانی گفتہ کان رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یشیرو یصنع کما یصنع النبی علیہ وعلی الہ الصلوۃ والسلام ثم قال ھذا قولی و قول ابی حنیفۃ رضی اللہ تعالٰی عنہما از روایات نوادر ست نہ روایات اصول وفی المحیط اختلف المشائخ فیہ منہم من قال لایشیر ومنہم من قال یشیر وقد قیل سنۃ وقیل مستحب و الصحیح حرام، ہر گاہ درروایات معتبر حرمت اشارت واقع شدہ باشد بر کراہت اشارت فتوٰی دادہ باشند مامقلدان رانمیر سد کہ بمقتضائے احادیث عمل نمودہ جرات در اشارت نمائیم مرتکب ایں امراز حنفیّہ یا علمائے مجتہدین راعلم احادیث معروفہ جواز اشارت اثبات نمی نماید یاانگارد کہ اینہا بمقتضائے ارائے خود برخلاف احادیث حکم کردہ اند ہر دوشق فاسد ست تجویز نکند آنرا مگر سفیہ یا معاند،ظاہر اصول اصحاب ما عدم اشارت ست سنت علمائے ماتقدم شدہ [2]۔	اور وہ ظاہر مذہب پر نہیں ہیں اور امام محمد شیبانی رحمہ اللہ تعالٰی سے جو منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اشارہ کیا کرتے تھے،اور امام محمد رحمہ اللہ تعالٰی بھی اسی طرح کرتے جس طرح حضور علیہ الصلٰوۃ والسلام کیا کرتے تھے،اور پھر انھوں نے فرمایا یہی میرا اور امام ابوحنیفہ (رضی اللہ تعالٰی عنہ) کا قول ہے،یہ نقل نادر روایات میں سے ہے کہ اس میں مشائخ کا اختلاف ہے،بعض نے فرمایا اشارہ نہ کرے،اور بعض نے فرمایا اشارہ کرے اور اس کو سنت بھی کہا ہے بعض نے مستحب کہا ہے،اور صحیح یہ ہے کہ حرام ہے،ہر گاہ کہ معتبر روایات میں اشارہ کی حرمت واقع ہوئی ہے اور اشارہ کی کراہت پر فتوٰی دیا گیا ہے ہم مقلدین حضرات کو یہ حق نہیں کہ احادیث کے مقتضٰی پر عمل کریں اور اشارہ کرنے کی جرات کریں،اس چیز کے مرتکب کو چاہئے کہ احناف یا مجتہدین کو معروف احادیث سے اشارہ کے جواز کا اثبات کرے یا پھر واضح کرے کہ وہ اپنی رائے سے احادیث کے خلاف حکم کررہے ہیں جبکہ دونوں شقیں فاسد ہیں ان کو بیوقوف یا معاند کے بغیر کوئی بھی جائز نہیں کریگا،ہمارے

[1] مکتوبات امام ربانی مکتوب ۳۱۲ بمیر محمد نعمان نولکشور لکھنؤ ۱/ ۴۴۸

[2] مکتوبات امام ربانی مکتوب ۳۱۲ بمیر محمد نعمان نولکشور لکھنؤ ۱/ ۴۴۹

	اصحاب کا ظاہر اصول اشارہ کرنا ہے پس عدم اشارہ ہی ہمارے متقدمین علماء کی سنت ہے۔ (ت)

صفحہ ۴۵۰:

احادیث راایں اکابر بیشتر از ما،می شناختند البتہ وجہ موجہ داشتہ باشند درترک عمل بمتقضائے ایں احادیث علٰی صاحبہا الصلٰوۃ والسلام[1]۔	احادیث کو ہماری نسبت یہ اکابر زیادہ بہتر سمجھتے ہیں،یقینا وہ ان احادیث کے مقتضا کے ترک پر کوئی موثر وجہ پیش نظر رکھتے ہیں۔(ت)

ص ۴۵۱:

اگر گویند کہ علمائے حنفیّہ برجواز اشارت نیز فتوٰی دادہ اند گویم ترجیح عدم جواز راست[2] اھ ملخصا۔	اگریوں کہیں کہ علمائے احناف اشارہ کے جواز کافتوی دیتے ہیں توہم جواب میں کہیں گے کہ ترجیح عدم جواز کو ہے اھ ملخصا(ت)

اب ذراحضرات غیر مقلدین کانوں سے ٹینٹ،آنکھوں سے جالے ہٹاکر یہ دھوم دھامی عبارت سنیں اوراسکے تیور دیکھیں جناب شیخ سلسلہ کو صاف اقرار ہے کہ دربارہ اشارہ میں احادیث حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بکثرت آئی ہیں اور وہ حدیثیں معروف مشہور ہیں مگر ہمارے یہاں اصول مذہب میں اشارہ کاذکر نہیں اور ہمارے علماء کی سنت عدم اشارہ ہے ہماری فقہ میں مکروہ ٹھہرا ہے لہٰذا ہمیں احادیث کے مطابق عمل کرنا جائز نہیں۔معاذاللہ اس بھاری شرک تقلید کو کچھ کہئے کہ مذہب کے مقابل احادیث صحیحہ مشہورہ کو نہیں مانتے اور سنت رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے جواب میں اپنے مولویوں کی سنت پیش کرتے ہیں اور جو حنفی مذہب حنفی کے خلاف کسی حدیث پر عمل کرے اسے بے عقل ہٹ دھرم بتاتے ہیں،مزہ یہ کہ یہ مسئلہ خود مذہب حنفی میں متفق علیہا نہیں،آپ ہی اقرار فرماتے ہیں کہ مشائخ کو اختلاف ہے جواز واستحباب وسنیت اشارہ کے بھی قائل ہوئے یہاں تک کہ ائمہ کافتوی بھی حدیثوں کے موافق موجود حتی کہ خود امام مذہب امام محمد نے تصریح فرمائی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اشارہ فرمایا کرتے اور ہم وہی کریں گے جو رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کرتے تھے،اور فرماتے ہیں یہی مذہب میرا اور امام ابو حنیفہ کا ہے مگر ازانجاکہ یہ روایت نوادر کی ہے اس پر بھی نظر نہ ہوگی،نہ اختلاف مشائخ وفتوٰی پر لحاظ ہوگا۔صرف اس لئے کہ ظاہر روایۃ میں ذکر نہ آیا حرمت مرجح اور اس کے خلاف صحیح ومشہور حدیثوں پر ہمیں عمل نہیں پہنچتا،ایمان سے کہنا ایمان ترک تقلید کا

---

[1] مکتوبات امام ربانی مکتوب ۳۱۲ بمیر محمد نعمان نولکشور لکھنؤ ۱/ ۴۵۰

[2] مکتوبات امام ربانی مکتوب ۳۱۲ بمیر محمد نعمان نولکشور لکھنؤ ۱/ ۴۵۱

کہیں تسمہ بھی لگا رہا، اب شخص مذکور کے جبروتی احکام سنئے کہ خاص اپنے پیر سلسلہ حضرت شیخ مجدد کو بمقابلہ مذہب احادیث چھوڑنے اور سنت نبوی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے مقابل سنت علماء کی سند پکڑنے پر کیا کیا جلی کٹی بے نقط سناتا ہے۔ تقویۃ الایمان ص ۴۲: "جو کوئی کسی امام یا مجتہد کی بات کو رسول کے فرمانے سے مقدم سمجھے حدیث کے مقابل قول کی سند پکڑے، سوایسی باتوں سے شرک ثابت ہوتا ہے[1]۔"

ص ۲ و ۳: "اس زمانہ میں دین کی بات میں لوگ کتنی راہیں چلتے ہیں، کوئی پہلوں کی رسموں کو کوئی مولویوں کی باتوں کو جو انھوں نے اپنے ذہن کی تیزی سے نکالیں سند پکڑتے ہیں[2]۔"

صفحہ ۴: "رسولوں کو رسول سمجھنا اس طرح ہوتا ہے کہ اس کے سوا کسی کی راہ نہ پکڑے[3]۔"

صفحہ ۶: "اسی طرح کی خرافاتیں بکتے ہیں، سبب یہ کہ خدا اور سول کے کلام کو چھوڑ کر غلط سلط رسموں کی سند پکڑی، پیغمبر خدا کے سامنے بھی کافر لوگ ایسی ہی باتیں کرتے تھے[4]۔" تنویر العینین:

لیت شعری کیف یجوز التزام تقلید شخص معین مع تمکن الرجوع الی الروایات المنقولۃ عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم الصریحۃ الدالۃ علی خلاف قول امام المقلد فان لم یترك قول امامہ ففیہ شائبۃ من الشرك[5]۔	میں کیسے جانوں کہ ایک شخص کی تقلید کو لئے رہنا کیونکر حلال ہوگا جبکہ اپنے امام کے خلاف مذہب پر صریح حدیثیں پاسکے اس پر بھی امام کا قول نہ چھوڑے تو اس میں شرک کا میل ہے۔

[1] تقویۃ الایمان الفصل الرابع فی ذکر ردالاشراك فی العبادۃ مطبع علیمی اندرون لوہاری گیٹ لاہور ص ۲۸ و ۲۹
[2] تقویۃ الایمان مقدمہ کتاب مطبع علیمی اندرون لوہاری گیٹ لاہور ص ۲
[3] تقویۃ الایمان مقدمہ کتاب مطبع علیمی اندرون لوہاری گیٹ لاہور ص ۳
[4] تقویۃ الایمان پہلا باب توحید وشکر کے بیان میں مطبع علیمی اندرون لوہاری گیٹ لاہور ص ۴
[5] تنویر العینین

تنویر العینین:

اتباع شخص معین بحیث یتمسك بقوله وان ثبت علی خلافه دلائل من السنة والکتاب و یاول الی قوله شوب من النصرانیة وحظ من الشرك والعجب من القوم لایخافون من مثل هذا الاتباع یخیفون تارکه فما احق هذه الاٰیة فی جوابهم وکیف اخاف مااشرکتم ولایخافون انکم اشرکتم بالله [1]۔	ایک امام کی پیروی کہ اس کی بات کی سند پکڑے اگرچہ اس کے خلاف حدیث وکتاب سے دلیلیں ثابت ہوں اور انھیں اس قول کی طرف پھیرے یہ نصرانی ہونے کا میل ہے اور شرک میں کا حصہ اور تعجب یہ کہ لوگ آپ تو اس تقلید سے ڈرتے نہیں بلکہ اس کے چھوڑنے والے کو ڈارتے ہیں تو کتنی ٹھیک ہے یہ آیت ان کے جواب میں کہ میں کیونکر ڈروں اس سے جسے تم نے اللہ کا شریک بنایا حالانکہ تم نہیں ڈرتے کہ تم نے اوروں کو اللہ کا شریک ٹھہرایا۔

افسوس حضرت شیخ مجدد صاحب کو کیا خبر تھی کہ ہمارے سلسلہ میں ایسے فرزند دلبند سعادت مند پیدا ہونے والے ہیں جو ہماری معرفت وولایت بالائے طاق سرے سے اصل ایمان میں خلل بتائیں گے معاذاللہ کافر مشرک نصرانی بتائیں گے شاہ ولی اللہ وشاہ عبدالعزیز صاحب کیا جانتے تھے کہ ہماری نسل میں وہ ہونہار سپوت اٹھنے کو ہیں جو ہماری پیر پدری استادی درکنار عیاذاباللہ کفر وشرک سے قبر پاٹیں گے ہمیں سے پیدا ہو کر ہماری ہی مسلمانی کی جڑ کاٹیں گے از ماست کہ بر ماست (ہم سے ہی ہمارے خلاف ہے۔ت) اللہ تعالٰی گندہ کرنے والی مچھلی سے بچائے ع

بدنام کنندہ نکونامے چند

(بہت سے نیک ناموں کو تونے بدنام کیا۔ت)

زنان باردر گرمار زانید بہ از طفلے کہ ناہنجار زانید

(حاملہ عورتیں اگر سانپ جنیں تو ناہنجار بچہ جننے سے وہ بہتر ہے۔ت)

غرض کہاں تک گنئے انبیاء ومرسلین وملائکہ وصحابہ وائمہ وسائر مسلمین وتمام جہان وخود رب العالمین تک جو شرک کے چھینٹے پہنچے تھے خاندان دہلی کا ایک ایک بزرگ، عالم، صوفی پیشوا بوڑھا سب اسی ہولی کی پچکاریوں میں رنگا ہوا ہے، حضرات وہابیہ سے استفسار کہ اپنے امام کا ساتھ دے کر شاہ عبدالعزیز صاحب شاہ ولی اللہ صاحب

[1] تنویر العینین

جناب شیخ مجدد صاحب سب کو کھلم کھلا مشرک مان لوگے۔ یا کچھ ایمان دھرم کا خیال کرکے اس مصنوعی امام کو گمراہ بددین ومکفر مسلمین ومورد لزوم ہزاراں کفر جانوگے، میں عبث تشقیق کرتا ہوں بلکہ شق ثانی ہر طرح لازم، اگر اسی کو اختیار کیجئے اور خدا ایسا ہی کرے، جب تو ظاہر ورنہ شق اول پر جب وہ حضرات **معاذاللہ** مشرک ٹھہرے اور یہ ان کا مداح، ان کا معتقد ان کا مرید، ان کا مقلد، انھیں امام سمجھے، پیشوا مانے، ولی کہے، مقبول خدا جانے، تو آپ لزوم کفر سے کب محفوظ رہ سکتا ہے کہ جو شخص مشرکین کو ایسا سمجھے خود کافر ہے، اس شخص پر کفر ہر طرح لازم رہا کہ کردکہ نیافت یہ اس کی جزا ہے کہ مسلمانوں کو محض بے وجہ ناروا بات بات پر مشرک کہا تھا۔

دیدی کہ خون ناحق پروانہ شمع را چنداں اماں ندارد کہ شب را سحر کند

(شمع کے پروانے کا ناحق خون تو نے دیکھا، کچھ امن نہ دیا کہ شب کو سحر بنادیتا۔ت)

کفریہ ۵۷تا۶۱: صراط مستقیم ص ۳۶[1]:

ائمہ ایں طریق واکابرایں فریق در زمرہ ملئکہ مدبرات الامر کہ در تدبیر امور از جانب ملاء اعلٰی ملہم شدہ دراجرائے آں می کوشند معدود ند پس احوال ایں کرام بر احوال ملائکہ عظام قیاس باید کرد[1]۔	اس طریقہ کے ائمہ وراس گروہ کے اکابر حضرات کا شمار مدبرات الامر فرشتوں کے گروہ میں ہوتا ہے یہ فرشتے ملاء اعلٰی کی طرف سے تدابیر امور کے لئے الہام پاتے ہیں اور پھر ان کے اجراء میں کوشاں ہوتے ہیں، پس ان بزرگوں کے احوال کو معظم فرشتوں کے احول پر قیاس کرنا چاہئے (ت)

ص[2] ۶۶:

قطبیت وغوثیت وابدالیت وغیرہا ہمہ از عہد کرامت مہد حضرت مرتضٰی تا انقراض دنیا ہمہ بواسطہ ایشاں ست در سلطنت سلاطین وامارت امراہم ہمت ایشاں رادخلے ہست کہ برسیاحین عالم ملکوت مخفی نیست[2]۔	قطبیت وغوثیت وابدالیت وغیرہا یہ تمام مراتب حضرت علی مرتضٰی کے زمانہ باکرامت سے دنیا کے اختتام تک بواسطہ علی مرتضٰی حاصل ہوتے ہیں اور ان حضرات کو بادشاہوں کی سلطنت اور امراء کی امارت میں اہم دخل ہوتا ہے جو عالم ملکوت کی سیر کرنے والوں پر مخفی نہیں ہے۔(ت)

---

[1] صراط مستقیم باب اول ہدایت رابعہ افادہ ا المکتبۃ السلفیہ لاہور ص ۳۲

[2] صراط مستقیم باب دوم ہدایت ثانیہ افادہ ا المکتبہ السلفیہ لاہور ص ۵۸

صفحہ[3] ۱۱۲:

ارباب ایں مناصب رفیعہ ماذون مطلق در تصرف عالم مثال وشہادت مے باشند وایں کبار اولی الایدی والابصار رامے رسد کہ تمامی کلیات رابسوئے خود نیست نمایند مثلا ایشاں رامی رسد کہ بگویند کہ از عرش تافرش سلطنت ماست[1]۔	ان بلند منصب والے حضرات عالم والے حضرات علم امثال وشہادت میں تصرف کرنے میں مجاز مطلق ہوتے ہیں، ان طاقتوں اور بصیرت والے اکابرین کو اختیار ہے کہ تمام امور کلیہ اپنی طرف منسوب کرلیں، مثلا ان کو اختیار ہے کہ وہ عرش تافرش اپنی سلطنت ہونے کا دعوی کریں۔ (ت)

صفحہ[4] ۵۴:

دریں مقام بعضے خلیفۃ اللہ مے باشند خلیفۃ اللہ ان کسے ست کہ برائے انصرام جمیع مہام اورامقرر کردہ مانند نائب سازند[2]۔	اسی مقام پر بعض حضرات خلیفۃ اللہ ہوتے ہیں خلیفۃ اللہ وہ شخص ہوتا ہے جو تمام مہمات کے انتظام پر مقرر ہوتا ہے اور نائب کی طرح ہوتا ہے۔ (ت)

صفحہ[5] ۳۴:

او رادر کیف ولایت خود گرفتہ وزیر سایہ کفالت تربیت خود آوردہ جارحہ تدبیر تکوینی تشریعی خود مے سازد[3]۔	اس کو اپنی ولایت کے پہلو میں لے کر اس کی تربیت کی کفالت خود کرتے ہیں اور تکوینی وتشریعی امور میں خود تصرف والا بناتے ہیں۔ (ت)

ان پانچ شرکیات میں صاف صاف تصریحیں ہیں کہ ملائکہ واولیاء کاروبار عالم کے مدبر ہیں، اولیاء عالم کے کام جاری کرتے ہیں، اولیاء کو تمام عالم میں تصرف کا اختیار کلی دیا جاتا ہے، تمام کام ان کے ہاتھ سے انصرام پاتے ہیں، بادشاہوں کے بادشاہ بننے، امیروں کے امیری پانے میں مولا علی کی ہمت کو دخل ہے،

اب تقویۃ الایمان کی سنئے، اس کی ایک عبارت شروع کفریہ ۲۲ میں سن چکے بعض اور لیجئے ص ۷:

"اللہ صاحب نے کسی کو عالم میں تصرف کرنے کی قدرت نہیں دی[4]۔"

---

[1] صراط مستقیم باب دوم فصل چہارم افادہ ۲ المکتبۃ السلفیہ لاہور ص ۱۰۱

[2] صراط مستقیم باب سوم تکملہ دربیان سلوک المکتبۃ السلفیہ لاہور ص ۱۴۳

[3] صراط مستقیم باب اول ہدایت رابعہ افادہ ۱ المکتبۃ السلفیہ لاہور ص ۲۹

[4] تقویۃ الایمان پہلا باب مطبع علیمی اندرون لوہاری گیٹ لاہور ص ۵

صفحہ ۴۲: "جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں[1]۔"

صفحہ ۲۹: "کسی کام میں نہ بالفعل ان کو دخل ہے نہ اس کی طاقت رکھتے ہیں[2]۔"

صفحہ ۲۸: "جو کوئی کسی مخلوق کو عالم میں تصرف ثابت کرے اور اپنا وکیل ہی سمجھ کر اس کو مانے سو اس پر شرک ثابت ہوتا ہے گو کہ اللہ کے برابر نہ سمجھے اور اس کے مقابلہ کی طاقت اس کو نہ ثابت کرے[3]۔"

کفریہ ۶۲ تا ۶۸: صراط مستقیم ص ۱۲۱:

دریں حالت اطلاع بر امکنہ افلاک وسیر بعضے مقامات زمین کہ دور ودراز از جائے وے بود بطور کشف حاصل مے آید وآں کشفش مطابق واقع می باشد[4]۔	اس حالت میں وہ آسمانوں کے مقامات اور اپنے سے دور دراز تک زمین کے بعض مقامات کی سیر بطور کشف کرتے ہیں، اور ان کا کشف واقع کے مطابق ہوتا ہے۔ (ت)

صفحہ ۱۲۴:

برائے انکشاف حالات سمٰوٰت وملاقات ارواح و ملائکہ وسیر جنت ونار واطلاع بر حقائق آن مقام ودریافت امکنہ آنجا و انکشاف امرے از لوح محفوظ ذکر یاحی یاقیوم ست (الی قولہ) و در سیر مختار ست بالائے عرش نماید یا زیر آں و در مواضع آسماں نماید یا بقاع زمین[5] الخ"	آسمانوں کے حالات پر آگاہی اور فرشتوں اور روحوں کی ملاقات، جنت ودوزخ کی سیر اور ان مقامات کے حقائق پر اطلاع اور وہاں کے مقامات کی دریافت اور لوح محفوظ کے امور پر آگاہی کے لئے یا حی یا قیوم کا ذکر ہے، (آگے یہاں تک) اور اس سیر میں وہ مختار ہے کہ عرش سے بالا یا زیر عرش یا آسمانوں میں کسی مقام پر یا زمین کے کسی خطے کو ملاحظہ کرے۔ (ت)

[1] تقویۃ الایمان الفصل الرابع مطبع علیمی اندرون لوہاری گیٹ لاہور ص ۲۸

[2] تقویۃ الایمان الفصل الثالث مطبع علیمی اندرون لوہاری گیٹ لاہور ص ۲۰

[3] تقویۃ الایمان الفصل الثالث مطبع علیمی اندرون لوہاری گیٹ لاہور ص ۱۹

[4] صراط مستقیم باب سوم فصل اول افادہ ۶ المکتبۃ السلفیہ لاہور ص ۱۰۹۔۱۱۰

[5] صراط مستقیم فصل دوم افادہ ۱ المکتبۃ السلفیہ لاہور ص ۱۱۳

صفحہ[8] ۱۲۵:

برائے کشف قبور سبوح قدوس رب الملئکۃ والروح مقرر است[1]۔	کشف قبر کے لئے "سبوح قدوس رب الملئکۃ والروح" مقرر ہے۔(ت)

صفحہ[9] ۱۲۸:

برائے کشف ارواح وملائکہ ومقامات آنہا وسیر امکنہ زمین وآسمان وجنت ونار واطلاع بر لوح محفوظ شغل دورہ کند و باستعانت ہماں شغل بہر مقامیکہ از زمین وآسمان وبہشت ودوزخ خواہد متوجہ شدہ سیر آن مقام واحوال آنجا دریافت کند وبا اہل آں مقام ملاقات سازد[2]۔	ارواح، ملائکہ اور ان کے مقامات اور زمین وآسمان، جنت، دوزخ اور لوح محفوظ پر دورہ کا شغل کرے اور اس شغل کی مدد سے زمین وآسمان، بہشت ودوزخ جس مقام کی طرف چاہے متوجہ ہوتاہے اور اس مقام کی سیر سے وہاں کے احوال دریافت کرتاہے اور وہاں کے رہنے والوں سے ملاقات کرتا ہے۔(ت)

صفحہ[10] ۱۲۹:

برائے کشف وقائع آئندہ اکابرایں طریقہ طرق متعدد نوشتہ اند[3]۔	مستقبل کے واقعات کے کشف کے لئے اس طریقہ کے اکابر نے متعدد طرق لکھے ہیں۔(ت)

صفحہ[11] ۱۵۸:

آں عزیز باوجود وجاہت عنداللہ کامل النفس قوی التاثیر صاحب کشف صحیح باشد[4]۔	وہ اللہ تعالٰی کے ہاں باوجاہت ہوتے ہوئے کامل النفس، قوی التاثیر اور صحیح کشف والا ہوتاہے۔(ت)

صفحہ[12] ۱۷۶، اپنے پیر کو لکھا:

کشف بعلوم حکمت آنجا میدانست[5]۔	علوم حکمت کے ذریعہ کشف ہوتاہے۔(ت)

ان سات شرکیات میں صاف صاف کشف کی صحت کا اقرار ہے وہ بھی ایسا کہ اولیاء کو زمین کے دور ودراز

[1] صراط مستقیم باب سوم فصل دوم ہدایت ثانیہ افادہ ۲ المکتبۃ السلفیہ لاہور ص ۱۱۳
[2] صراط مستقیم باب سوم فصل دوم ہدایت ثانیہ افادہ ۱ المکتبۃ السلفیہ لاہور ص ۱۱۷
[3] صراط مستقیم باب سوم فصل دوم ہدایت ثانیہ افادہ ۲ المکتبۃ السلفیہ لاہور ص ۱۱۷
[4] صراط مستقیم باب چہارم دربیان طریق سلوک راہ نبوت المکتبۃ السلفیہ لاہور ص ۱۴۷
[5] صراط مستقیم خاتمہ دربیان پارہ از واردات ومعاملات الخ المکتبۃ السلفیہ لاہور ص ۱۶۵

مقامات ظاہر ہوتے ہیں بلکہ زمین کیاآسمانوں کے مکانات اور ملائکہ وارواح اور ان کے مقامات اور جنت و دوزخ اور قبروں کے اندر کاحال اور آنے والے واقعات کھل جاتے ہیں یہاں تک کہ عرش فرش سب میں ان کی رسائی ہوتی ہے حتی کہ لوح محفوظ پر اطلاع پاتے ہیں وہ اپنے اختیار سے زمین وآسمان میں جہاں کا حال چاہیں دریافت کرلیں، اوران سب باتوں کے حاصل کرنے کے طریقے خود ہی اس شخص نے بتائے کہ یوں کرو تو یہ رتبے مل جائیں گے یہ کشف یہ اختیار ہاتھ آئیں گے، اب تقویۃ الایمان کی پوچھئے ص ۲۷:

"جوکچھ کہ اللہ اپنے بندوں سے معاملہ کرے گاخواہ دنیامیں خواہ قبر میں خواہ آخرت میں سو ان کی حقیقت کسی کو معلوم نہیں نہ نبی کو نہ ولی کو نہ اپنا حال نہ دوسرے کا[1]۔"

صفحہ ۲۵: "ان باتوں میں سب بندے بڑے ہوں یا چھوٹے یکساں بیخبر ہیں اور نادان[2]۔"

صفحہ ۵۷و۵۸: "جو کہ اللہ کی شان ہے اور اس میں کسی مخلوق کو دخل نہیں سو اس میں اللہ کے ساتھ کسی کو نہ ملادے مثلا کوئی شخص فلانے درخت میں کتنے پتے ہیں یاآسمان میں کتنے تارے ہیں تو اس کے جواب میں یہ نہ کہے کہ اللہ ورسول جانے کیونکر غیب کی

بات اللہ ہی جانتا رسول کو کیا خبر[3]"۔

سبحان اللہ! وہاں تو پیر جی کے ایک ایک مرید کو زمین وآسمان، جنت و دوزخ حتی کہ قبر کے حالات آئندہ کے واقعات لوح محفوظ وعرش اعظم غرض تن تلوک روشن تھے، عرش وفرش میں ہر جگہ کے حالات کا جان لینا اپنے اختیار میں تھا، خود ان پیر جی کو وہ طریقے معلوم تھے کہ یوں کرو تو یہ سب باتیں روشن ہوجائیں گی مگر **معاذاللہ** محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی انجانی یہاں تک ہے کہ آسمان کے تارے تو درکنار، کیا دخل کہ ایک پیڑ کے پتے جان لیں، اگر انھیں کوئی کہے کہ وہ کسی درخت کے پتوں کی گنتی جانتے ہیں تو اس نے انھیں اللہ کی شان میں ملادیا، وہاں تو بندگی کو وسعت تھی یہاں آکر خدائی اتنی تنگ ہوئی کہ ایک پیڑ کے پتے جاننے پر رہ گئی، حق فرمایا اللہ عزوجل نے: "مَاقَدَرُوااللّٰہَ حَقَّ قَدْرِہٖٓ"[4] اللہ ہی کی قدر نہ کی جیسی چاہئے تھی،

---

[1] تقویۃ الایمان الفصل الثانی مطبع علیمی اندرون لوہاری گیٹ لاہور ص ۱۸

[2] تقویۃ الایمان الفصل الثانی مطبع علیمی اندرون لوہاری گیٹ لاہور ص ۱۷

[3] تقویۃ الایمان الفصل الخامس مطبع علیمی اندرون لوہاری گیٹ لاہور ص ۴۰

[4] القرآن الکریم ۶/ ۹۱و۳۹/ ۶۷

تقویۃ الایمان صفحہ ۵۲: "شرک سب عبادت کا نور کھودیتا ہے کشف کا دعوی کرنے والے اس میں داخل ہیں[1]۔"
یعنی جیسے یہ شخص اور اس کے پیر کہ وہ اپنے اور یہ ان کے لئے کشف کا دعوی کرکے شرک میں ڈوبے۔

" کَذٰلِكَ الْعَذَابُ ؕ وَ لَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۳﴾ "[2]۔	مار ایسی ہوتی ہے اور بیشک آخرت کی مار سب سے بڑی، کیا اچھا تھا اگر وہ جانتے۔ (ت)

کفریہ ۶۹: یہ نمونہ کفریات امام الطائفہ تھا، اتباع واذناب کہ اس کے عقائد کو صحیح وحق جانتے اور اسے امام وپیشوا مانتے ہیں لزوم کفر سے کیونکر محفوظ رہ سکتے ہیں، شرح فقہ اکبر صفحہ ۲۰۱ مجمع الفتاوی سے:

من تکلم بکلمة الکفر وضحك به غیرہ کفرا ولو وقبل القوم ذلك کفروا[3] الخ۔	جو کلمہ کفر کہے اور دوسرا اس پر ہنسے (یعنی راضی ہو اور انکار نہ کرے) دونوں کافر ہوجائیں اور اگر کوئی واعظ کلمہ کفر بولے اور لوگ اسے قبول کریں تو سب کافر ہوں۔

اعلام میں ہمارے علمائے اعلام سے کفر متفق علیہ کی فصل میں منقول، ص ۳۱:

من تلفظ بلفظ الکفر یکفر (الی قوله) وکذا کل من ضحك علیه او استحسنه اورضی به یکفر[4]۔	جو کفر کا لفظ بولے کافر ہو اسی طرح جو اس پر ہنسے یا اسے اچھا سمجھے یا اس پر راضی ہو کافر ہوجائے۔

بحر الرائق ج ۵ ص ۱۲۴:

من حسن کلام اھل الاھواء اوقال معنوی اوکلام له معنی صحیح ان کان ذلك کفرا من القائل کفر المحسن[5]۔	جو بدمذہبوں کے کلام کو اچھا جانے یا کہے بامعنی ہے یا یہ کلام کوئی معنی صحیح رکھتا ہے اگر وہ اس قائل سے کلمہ کفر تھا تو یہ اچھا بتانے والا کافر ہوگیا۔

---
[1] تقویہ الایمان الفصل الخامس مطبع علیمی اندرون لوہاری گیٹ لاہور ص ۳۶
[2] القرآن الکریم ۶۸/ ۳۳
[3] منح الروض الازھر شرح الفقہ الاکبر مطلب فی ایراد الفاظ المکفرۃ الخ مصطفی البابی مصر ص ۱۶۵
[4] الاعلام بقوطع الاسلام مع سبل النجاۃ مکتبہ دا الشفقۃ استنبول ترکی ص ۳۶۶
[5] بحر الرائق باب احکام المرتدین ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۵/ ۱۲۵

کفریہ ۷۰: ان صاحبوں کی قدیمی عادت دائمی خصلت کہ جس مسلمان کو کسی امام کا مقلد پائیں بے دھڑک اسے مشرک بتائیں بحکم ظواہر احادیث کثیرہ وصحیحہ وروایات فقہیہ مصححہ رجیحہ ان پر حکم کفر عائد ہونے کو بس ہے، طرفہ یہ کہ اس کو فرقہ ظاہر احادیث پر عمل بڑا دعوی ہے، صحیح بخاری ج ۲ ص ۹۰۱، صحیح مسلم ج ۱ ص ۵۷ عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما کی روایت حضور پرنور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا ارشاد:

ایما امری قال لاخیہ کافر فقد باء بھا احدھما ان کان کما قال والا رجعت الیہ [1]۔	یعنی کسی کلمہ گو کو کافر کہے ان دونوں میں ایک پر یہ بلاضرور پڑے اگر جسے کہا وہ سچ کافر تھا جب تو خیر، ورنہ یہ لفظ اسی کہنے والے پر پلٹ آئے گا،

صحیح بخاری ص ۸۹۳، صحیح مسلم ص ۵۷ ابوذر رضی اللہ تعالٰی عنہ کی تحدیث حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی حدیث:

لیس من دعا رجلا بالکفر اوقال عدواللہ ولیس کذلک الاحار علیہ [2]۔	جو کسی کو کفر پر پکارے یا خدا کا دشمن کہے اور وہ حقیقت میں ایسا نہ ہو تو اس کا یہ کہنا اسی پر پلٹ آئے۔

حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ مطبوعہ مصر ۱۲۷۶ھ ج ۲ ص ۱۵۶: کذلک یا مشرک ونحوہ [3] اسی طرح کسی کو مشرک یا اس کی مثل کوئی لفظ کہنا کہ وہ مشرک نہ تھا تو کہنے والا خود مشرک ہوگیا۔ میں کہتا ہوں یہ معنی خود انھیں حدیثوں سے ثابت کہ ہر مشرک دشمن خدا ہے، تقویۃ الایمان ص ۴۴: "مشرک ہیں اللہ سے پھرے ہوئے رسول کے دشمن [4] تو مشرک کہنا خدا کا دشمن کہنا ہوا اور اس کا پلٹنا خود حدیث میں فرمایا بلکہ اسی حدیث میں فرمایا کہ فاسق کہنا بھی پلٹتا ہے تو مشرک تو کہیں بدتر ہے۔ شرح الدرر الغرر للعلامۃ اسمٰعیل النابلسی پھر حدیقہ ندیہ ج ۲ ص ۱۴۰ و ۱۵۶:

لو قال للمسلم کافر کان الفقیہ ابو بکر الاعمش یقول کفر وقال غیرہ من مشائخ بلخ لایکفر	جو کسی مسلمان کو کافر کہے امام ابوبکر اعمش فرماتے تھے کافر ہوگیا، اور دیگر مشائخ بلخ فرماتے کافر نہ ہوا،

---

[1] صحیح مسلم کتاب الایمان باب بیان حال من قال لاخیہ المسلم یا کافر قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۵۷

[2] صحیح مسلم کتاب الایمان باب بیان حال من قال لاخیہ المسلم یا کافر قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۵۷

[3] الحدیقۃ الندیۃ شرح الطریقۃ المحمدیہ النوع العاشر مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ۲/ ۲۳۶

[4] تقویۃ الایمان الفصل الرابع مطبع علیمی اندرون لوہاری گیٹ لاہور ص ۲۹

واتفقت هذا المسئلة ببخارا فاجاب بعض ائمة بخارا انه يكفر فرجع الجواب الى بلخ انه يكفر فمن افتى بخلاف قول الفقيه ابی بکر رجع الی قوله[1] اھ ملخصاً۔	پھر یہ مسئلہ بخارا میں واقع ہوا بعض ائمہ بخارا شریف نے حکم کفر دیا یہ جواب پلٹ کر بلخ میں آیا تو جو پہلے امام ابوبکر کے خلاف فتوے دیتے تھے انھوں نے بھی اسی طرف رجوع فرمائی۔

شرح فقہ اکبر صفحہ ۲۲۰:

رجع الکل الی فتوٰی ابی بکر البلخی وقالوا کفر الشاتم[2]۔	سب ائمہ اسی فتوے ابوبکر کی طرف پلٹ آئے اور فرمایا مسلمان کو ایسی گالی دینے والا خود کافر ہے۔

عالمگیری ج ۲ ص ۲۷۸ ذخیرہ سے، برجندی شرح نقایہ مطبع لکھنؤ ج ۴ ص ۶۸ فصولی عمادی سے، حدیقہ ندیہ ص ۱۴۰ و ۱۵۶ احکام حاشیہ درر سے، خزانۃ المفتین ج ا کتاب السیر آخر فصل الفاظ الکفر، جامع الفصولین ج ۲ ص ۳۱۱ قاضی خاں سے، بزازیہ ج ۳ ص ۳۳۱، ردالمحتار مطبع استنبول ج ۳ ص ۲۸۳ نہر الفائق وغیرہ سے:

المختار للفتوی فی جنس هذه المسائل ان القائل بمثل هذه المقلات ان کان اراد الشتم ولایعتقده کافرا لایکفر وان کان یعتقده کافرا فخاطبه بهذا بناء علی اعتقاده انه کافر یکفر[3]۔	اسی قسم کے مسائل میں فتوے کے لئے مختار یہ ہے کہ مسلمان کو اس طرح کا کوئی لفظ کہنے والا اگر صرف دشنام ہی کا ارادہ کرے اور دل میں کافر نہ جانے تو کافر نہ ہوگا اگر اپنے مذہب کی رو سے اسے کافر سمجھتا ہے اس بناء پر یوں کہا تو کافر ہو جائے گا۔

[1] الحدیقة الندیة شرح الطریقة المحمدیه النوع الرابع مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ۲/ ۲۱۲، الحدیقة الندیة شرح الطریقة المحمدیه النوع العاشر مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ۲/ ۲۳۷

[2] منح الروض الازہر شرح الفقه الاکبر فصل فی الکفر صریحا وکنایه مصطفی البابی مصر ص ۱۸۱

[3] حدیقه ندیه شرح طریقه محمدیه النوع الرابع مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ۲/ ۲۱۲، فتاوٰی ہندیه الباب التاسع نورانی کتب خانہ پشاور ۲/ ۲۷۸، شرح النقایة للبرجندی کتاب الحدود نولکشور لکھنؤ ۴/ ۶۸، ردالمحتار باب التعزیر مطبع مجتبائی دہلی ۳/ ۱۸۳

در مختار ص ۲۹۳ شرح وہبانیہ سے:

یکفر ان اعتقد المسلم کافرا بہ یفتی [1]۔	مسلمان کو کافر سمجھے تو خود کافر ہے اسی پر فتوٰی ہے۔

جامع الرموز عــہ۱ مطبع کلکتہ ۱۲۷۴ھ ج ۴ ص ۶۵۱:

المختار انہ لو اعتقد المخاطب کافرا کفر [2]۔	مختار یہ ہے کہ اسے اپنے مذہب میں کافر جان کر کافر کہا تو کافر ہوگیا۔

مجمع الانہر مطبع استنبول ج ۱ ص ۵۶۶:

لو اعتقد المخاطب کافرا کفر [3]۔	اپنے عقیدے میں ایسا سمجھ کر کہے تو کافر ہے۔

اس مذہب مختار وماخوذ للفتوٰی ومفتی بہ پر بھی اس طائفہ تالفہ پر صراحۃً کفر لازم کہ وہ قطعاً یقیناً اپنے اعتقاد سے مسلمانوں کو مشرک کہتے ہیں ان کا یہ عقیدہ ان کی کتب عــہ۲ مذہب میں صاف مصرح ہے تو باتفاق مذاہب مذکورہ فقہائے کرام انھیں لزوم کفر سے مفر نہیں۔ عــہ۳

عــہ۱: فصول عمادی سے ۱۲ سل السیوف

عــہ۲: مثل تقویۃ الایمان وتنویر العینین وتصانیف بھوپالی وغیرہا جابجا مصرح ۱۲ سل السیوف

عــہ۳: باقی تفصیل وتحقیق ہمارے رسائل النہی الاکید، الکوکبۃ الشہابیۃ حصہ اول مجلد ششم العطایا النبویۃ فی الفتاوی الرضویۃ میں ہے، لاجرم علمائے مکہ معظّمہ کے سردار بقیۃ السلف عمدۃ الابرار خاتم المحققین شیخ الاسلام والمسلمین زبدۃ کبراء البلد الامین شیخنا وبرکتنا وقدوتنا علامہ سید شریف احمد زینی دحلان مکی رضی اللہ تعالٰی عنہ وعنابہ وقدسنا بسرہ الملکی نے کتاب مستطاب الدرر السنیہ فی الرد علی الوہابیہ کہ خاص اسی طائفے کے رد میں تالیف فرمائی اور مطبع بہیہ مصر میں طبع ہوئی ان گمراہوں کی نسبت تصریحاً ارشاد فرمایا صفحہ ۲۶: ھٰؤلاء الملحدۃ المکفرۃ للمسلمین [4] یہ ملحد کافر بے دین لوگ مسلمانوں کو کہنے والے۔

(باقی بر صفحہ آیندہ)

---

[1] درمختار باب التعزیر مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۳۲۷

[2] جامع الرموز کتاب الحدود فصل القذف مکتبۃ الاسلامیہ گنبد قاموس ایران ۴/ ۵۳۵

[3] مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر کتاب الحدود فصل فی التعزیر دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۶۱۰

[4] الدرر السنیۃ فی الرد علی الوہابیۃ مکتبۃ دار الشفقۃ ترکی ص ۳۸

مار ایسی ہوتی ہے اور بیشک آخرت کی مار سب سے بڑی، کیا اچھا تھا کہ وہ جانتے۔(ت)	" کَذٰلِكَ الۡعَذَابُ ؕ وَلَعَذَابُ الۡاٰخِرَةِ اَكۡبَرُ ۘ لَوۡ كَانُوۡا يَعۡلَمُوۡنَ ۝ "[1]

تذییل جلیل: یہ بطور نمونہ طائفہ حائفہ اور اس کے کفری اقوال اور ان پر کتب ائمہ دین سے احکام کفر واشد الضلال تھے جن کا شمار بظاہر ستر کفریات تک پہنچا اور حقیقۃً تو بے شمار ہیں کہ ساتھ سے گیارہ تک پانچ کفریات کے کلمات میں ہر کلمہ صدہزار کفریہ کا خمیرہ ہے۔ یونہی کفریہ ۲۳و۲۹ بھی مجمع کفریات کثیرہ، یہ ستر کیا ان

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

ظاہر ہے کہ ملحد ایک فرقہ کفار ہے بلکہ جمیع فرق کفر کو شامل، ردالمحتار جلد ۳ صفحہ ۴۵۷ رسالہ علامہ ابن کمال پاشا ہے: **الملحد اوسع فرق الکفر حدا**[2] ملحد تمام فرق کفار سے وسعت معنی میں زیادہ ہے۔ نیز علامہ سید شریف ممدوح نے فرمایا ص ۳۰:

مکہ معظمہ کے حاکم حضرت مسعود رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے علمائے حرمین شریفین کو حکم دیا کہ وہابیوں کے مولویوں سے جو ان کے امام شیخ نجدی نے بھیجے ہیں مناظرہ کریں، علماء کرام نے ان ملوں سے مناظرہ فرمایا تو انھیں پایا کہ نرے مسخرے ہنسنے کے قابل ہیں جیسے بھڑکے ہوئے گدھے کہ شیر سے بھاگ ہوں اور ان کے عقائد کو غور فرمایا تو ان میں بہت باتیں وہ پائیں جن کا قائل کافر ہے۔	امر الشریف مسعود ان یناظر علماء الحرمین العلماء الذین بعثوھم فناظروھم فوجدوھم ضحکۃ وسخرۃ کحمر مستفرۃ فرت من قسورۃ ونظروا الی عقائدھم فاذا ھی مشتملۃ علی کثیر من الکفریات[3]۔

اسی رسالہ مبارکہ میں ص ۳۳ سے ۳۵ تک حدیثیں نقل فرمائی جن میں اس فرقہ وہابیہ کے خروج کی خبر آئی ہے ان میں بھی جابجا ان کے کافر اور دین اسلام سے یکسر خارج ہونے کی تصریح ہے اسی میں ان کے معلم اول شیخ نجدی کی نسبت فرمایا ص ۲۷:
" فَبُهِتَ الَّذِیۡ كَفَرَ ؕ "[4] مدہوش ہوگیا کافر ۱۲ سل السیوف تصنیف العلامۃ مدظلہ العالی۔

---

[1] القرآن الکریم ۶۸/ ۳۳

[2] ردالمحتار باب المرتد داراحیاء التراث العربی بیروت ۳ /۲۹۶

[3] الدرالسنیۃ فی الرد علی الوہابیۃ مکتبۃ دارالشفقۃ ترکی ص ۴۳و۴۴

[4] الدرالسنۃ فی الرد علی الوہابیۃ مکتبۃ دارالشفقۃ ترکی ص ۴۰

میں سے جس ایک کو چاہئے ستر ۷۰ کر دکھائے تو اب کفریات کو خواہ ستر کہے خواہ ستر ہزار کفریات ٹھہرائے اور کیوں نہ ہوں کہ وہاں عمر بھر یہی کمایا تھا پڑھا لکھا سب اسی میں گنوایا تھا مشقیں چڑھی تھیں مہارتیں بڑھی تھیں ایک ایک قول میں ہزار ہزار کفر بے بول جانا وہاں کیا بات تھی، یہاں قصد استیعاب آب دریا پیمودن ودانہائے ریگ شمرون کے تمثیل سے ہے لہٰذا اس طرف سے عطف عنان کیجئے اور ان کے اقوال خاصہ پر خاک ذلت ڈال کر بہت مشائخ کرام کے نزدیک اس سارے فرقہ متفرقہ اور اس کے تمام طوائف سابقہ ولاحقہ اکا ایک کفریہ عامہ قدیمہ سن لیجئے کہ انھیں کافر کہنا فقہاً واجب ہے، واضح ہو کہ وہابیہ منسوب بہ عبدالوہاب نجدی ہیں، ابن عبدالوہاب ان کا معلم اول تھا، اس نے کتاب التوحید لکھی جس میں اپنے فرقہ خبیثہ کے سوا تمام اہل اسلام کو کھلم کھلا مشرک بنایا اور حرمین طیبین زادہما اللہ شرفاً وتکریماً پر چڑھائی کرکے کوئی دقیقہ گستاخی وبے ادبی وشرارت وظلم وقتل غارت کا اٹھا نہ رکھا۔ تقویۃ الایمان اسی کتاب التوحید کا ترجمہ ہے۔ اس کا حال کتاب مستطاب سیف الجبار کے مطالعہ سے کھلتا ہے، یہ فرقہ حادثہ گروہ خوارج کی ایک شاخ ہے جنھوں نے سب میں پہلے حضرت امیر المومنین مولی المسلمین سیدنا مولی علی کرم اللہ وجہہ الکریم پر خروج کیا اور اسد اللہ القہار کافر شکار سے دارالبوار کا رستہ لیا جن کی نسبت حدیث میں آیا کہ وہ قیامت تک منقطع نہ ہوں گے۔ جب ان کا ایک گروہ ہلاک ہوگا دوسرا سر اٹھائے گا یہاں تک کہ ان کا پچھلا طائفہ دجال لعین کے ساتھ نکلے گا بموجب اس وعدہ صادقہ کے یہ قوم مغضوب ہمیشہ فتنے اٹھایا کی تیرہ صدی کے شروع میں اس نے دیار نجد سے خروج کیا اور بنام نجدیہ مشہور ہوئی جن کا پیشوا نجدی تھا اسی کا مذہب میاں اسمٰعیل دہلوی نے قبول کیا اور اس کی کتاب کا ترجمہ بنام تویۃ الایمان کہ حقیقۃً تفویت الایمان ہے ان دیار میں پھیلایا اور بلحاظ معلم اول وہابیہ وبنظر معلم ثانی اسمعیلیہ لقب پایا اس طائفہ کا ہمیشہ سے یہی مذہب رہا ہے کہ دنیا میں وہی موحد ومسلم ہیں باقی سب **معاذ اللہ** کافر۔ ردالمحتار جلد ۳ ص ۴۷۸:

ویکفرون اصحاب نبینا صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم علمت ان ھذا غیر شرط فی مسمی الخوارج بل ھو بیان لمن خرجوا علی سیدنا علی رضی اللہ تعالٰی عنہ والا فیکفی فیھم اعتقادھم کفر من خرجوا علیہ کما وقع فی زماننا فی اتباع عبدالوھاب الذین خرجوا من نجد وتغلبوا علی الحرمین وکانوا	اصحاب رسول صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو معاذ اللہ کافر کہنا کچھ خارجیوں کے لئے ضروری نہیں بلکہ خاص یہ ان خارجیوں کا بیان حال ہے جنھوں نے ہمارے آقا مولٰی علی کرم اللہ وجہہ الکریم پر خروج کیا تھا خارجی ہونے کو اتنا کافی ہے کہ جن پر خروج کریں انھیں اپنے عقیدے میں کافر جانیں جیسا ہمارے زمانے میں عبدلوہاب کے پیرووں سے واقع ہوا جنھوں نے نجد سے نکل کر حرمین شریفین پر ظلماً قبضہ کیا اپنے آپ کو

يتحلون مذهب الحنابلة لكنهم اعتقدوا انهم هم المسلمون وان من خالف اعتقادهم مشركون واستباحوا بذلك قتل اهل السنة وقتل علمائهم حتى كثرالله تعالٰى شوكتهم وخرب بلادهم وظفر بهم عساكر المسلمين عام ثلث وثلثين ومائتين والف [1]۔	حنبلی بتاتے تھے مگر ان کا مذہب یہ کہ صرف وہی مسلمان ہیں اور جو ان کے خلاف مذہب میں مشرک ہیں اسی بناء پر انھوں نے اہل سنت وعلماء اہل سنت کا شہید کرنا حلال ٹھہرالیا یہاں تک کہ اللہ عزوجل نے ان کی شوکت توڑی ان کے شہر ویران کئے مسلمان کے لشکر کو ان پر فتح دی ۱۲۳۳ھ بارہ سو تینتیس ہجری میں،

یہاں سے تو ان کی اصل نسل مذہب مشرب معلوم ہولئے، اب علمائے کرام سے ان کا حکم سنئے، بزازیہ جلد ۳ ص ۳۱۸:

يجب اكفار الخوارج فى الكفار هم جميع الامة سواهم [2]۔	خارجیوں کو کافر کہنا واجب ہے اس بناء پر ک وہ اپنے سوا تمام امت کو کافر کہتے ہیں۔

ظاہر ہوا کہ یہ خصلت خبیثہ ان میں آج کی نہیں بلکہ ہمیشہ سے ان کے اگلے پچھلے سب اسی مرضی میں گرفتار تھے جس پر مشائخ مذہب رحمہم اللہ تعالٰی نے انھیں کافر جانا، اور ان کی تکفیر کو فرض واجب مانا۔ لطف یہ کہ جناب شاہ عبدالعزیز صاحب بھی انھیں مشائخ کرام کی موافق فرماتے بلکہ تکفیر خوارج کو مجمع علیہ بتاتے ہیں۔ تحفہ اثنا عشریہ ص ۴۳۲:

محارب حضرت مرتضٰی اگر از راہ عداوت وبغض ست نزد اہل سنت کافر ست بالاجماع وہمیں ست مذہب ایشاں در حق خوارج [3]۔	حضرت علی مرتضٰی سے جنگ کرنیوالا اگر ان سے عداوت وبغض کی وجہ سے کرتا ہے تو اہل سنت کے نزدیک بالاجماع وہ کافر ہے۔ اور خوارج کے متعلق ان کا یہی مذہب ہے (ت)

بالجملہ [عہ] ماہ نیم ماہ ومہر نیمروز کی طرح ظاہر وزاہر کی اس فرقہ متفرقہ یعنی وہابیہ اسمعیلیہ اور اس کے امام نافرجام

عہ: اس میں شک نہیں کہ اس گروہ ناحق پژدہ پر ہزاروں وجہ سے کفر لازم اور جماہیر فقہائے کرام کی تصریحیں ان کے صریح کفر پر حاکم، نسأل الله تعالٰى العفو والعافية فى الدنيا والاخرة (ہم اللہ سے دنیا وآخرت میں عفو وعافیت کا سوال کرتے ہیں۔ت)

(باقی اگلے صفحہ پر)

---

[1] ردالمحتار باب البغاۃ داراحیاء التراث العربی بیروت ۳/ ۳۰۹

[2] فتاوٰی بزازیہ علی ہامش فتاوٰی ہندیہ الباب الرابع فی المرتد نورانی کتب خانہ پشاور ۶/ ۳۱۸

[3] تحفہ اثنا عشریہ باب دوازدہم در تولا وتبرا سہیل اکیڈمی لاہور ص ۳۹۴

پر جزما قطعاً یقینا اجماعا بوجوہ کفر لازم، اور بلاشبہ جماہیر فقہائے کرام واصحاب فتوٰی اکابر واعلام کی تصریحات واضحہ پر یہ سب کے سب مرتد کافر باجماع ائمہ ان سب پر اپنے کفریات ملعونہ سے بالتصریح توبہ و رجوع اور از سر نو کلمہ اسلام پڑھنا فرض وواجب اگرچہ ہمارے نزدیک مقام احتیاط میں اکفار سے کف لسان ماخوذ مختار و مرضی و مناسب **واللہ سبحنہ وتعالٰی اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔**

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

تنبیہ نبیہ: یہ حکم فقہیہ متعلق بکلمات سفہی تھا مگر اللہ تعالٰی کی بے شمار رحمتیں بیحد برکتیں ہمارے علمائے کرام عظمائے اسلام معظمین کلمہ خیر الانام علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والسلام پر کہ یہ کچھ دیکھتے وہ کچھ سخت وشدید ایذائیں نہ پاتے ہیں اس طائفہ تالفہ کاکے پیر وپیر سے ناحق ناروا بات بات پر سچے مسلمان خاص سنیوں کی نسبت حکم کو کفر وشرک سنتے، ایسی ناپاک وغلیظ گالیاں کھاتے ہیں، باایہمہ نہ شدت غضب دامن احتیاط ان کے ہاتھ سے چھڑائی نہ ان نالائق ولایعنی خباثتوں پر قوت انتقام حرکت میں آتی ہے، وہ اب تک یہی تحقیق فرمارہے ہیں کہ لزوم والتزام میں فرق ہے اقوال کا کلمہ کفر ہونا اور بات، اور قائل کو کافر لینا اور بات، ہم احتیاط برتیں گے سکوت کریں گے، جب تک ضعیف ساضعیف احتمال ملے گا حکم کفر جاری کرتے ڈریں گے، فقیر غفرلہ تعالٰی نے اس مبحث کا قدرے بیان آخر رسالہ **سبحٰن السبوح عن عیب کذب مقبوح** ۱۳۰۷ھ میں کیا اور وہاں بھی باآنکہ اس امام وطائفہ پر صرف ایک مسئلہ امکان کذب میں اٹھتر [۷۸] وجہ سے لزوم کفر کا ثبوت دیا کفر سے کف لسان ہی کیا، بالجملہ اس طائفہ حائفہ خصوصاان کے پیشوا کا حال مثل یزید پلید علیہ ماعلیہ ہے کہ محتاطین نے اس کی تکفیر سے سکوت پسند کیا، ہاں یزید مرید اور انکے امام عنید میں اتنا فرق ہے کہ اس خبیث سے ظلم وفسق وفجور متواتر مگر کفر متواتر نہیں۔ اور ان حضرت سے یہ سب کلمات کفر اعلٰی درجے تواتر پر ہیں پھر اگرچہ براہ احتیاط سے زبان روکے ان کے خسار وبوار کو یہ کیا کم ہے کہ جماہیر ائمہ کرام فقہائے اسلام کے نزدیک ان پر بوجوہ کثیرہ کفر لازم، **والعیاذ باللہ القیوم الدائم**، امام ابن حجر مکی قواطع میں فرماتے ہیں:

انہ یصیر مرتدا علی جماعتہ وکفی بھذا خسارا وتفریطا[1]۔	ایک جماعت کے قول پر وہ کافر ہے اسی کے خسارے وذلت کو یہی کافی ہے۔ (ت)

اللہ عزوجل پناہ دے اور دین حق پر دینا سے اٹھائے آمین، **والحمد للہ رب العالمین واللہ سبحنہ وتعالٰی اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم** ۱۲ سل السیوف تصنیف العلامۃ المصنف مدظلہ العالی۔

---

[1] الاعلام بقواطع الاسلام مع سبل النجاۃ مکتبۃ الشفقۃ استنبول ترکی ص ۳۶۲

الحمد للہ کہ یہ اجمالی اجلالی جواب باصواب غرہ جمادی الآخرہ روز مبارک جمعہ فاخرہ ۱۳۱۲ ہجریہ طاہرہ کو بدر سمائے ختام اور بلحاظ تاریخ الکوکبۃ الشہابیہ فی کفریات ابی الوہابیۃ ۱۳۱۲ھ نام ہو۔

نسأل اللہ تعالٰی ان یدینا علی الایمان والسنۃ ویختم لنا علی دینہ الحق بعظیم المنۃ ویدخلنا بجاہ حبیبہ الکریم علیہ افضل الصلٰوۃ والتسلیم فرادیس الجنۃ، وصلی اللہ تعالٰی علی سیدنا ومولٰنا محمد سید الانس والجنۃ وعلی اٰلہ وصحبہ واھلہ وحزبہ اجمعین و الحمد للہ رب العالمین۔	ہم اللہ تعالٰی سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمیں ایمان وسنت پر دوام بخشے اور اپنے دین حق پر ہمارا خاتمہ فرمائے اپنے بڑے احسان سے اور حضور علیہ الصلٰوۃ والسلام اپنے حبیب کریم کے وسیلہ سے ہمیں جنت الفردوس عطا فرمائے، وصلی اللہ تعالٰی علیہ ومولانہ محمد سید الانس والجنتہ وعلی الہ وصحبہ واہلہ وحزبہ اجمعین والحمد اللہ رب العالمین۔ (ت)

کتبـــــــــــــــــــــہ

عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی عفی عنہ بمحمدن المصطفی النبی الامی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم

رسالہ

سل السیوف الھندیۃ علٰی کفریات بابا النجدیۃ ۱۳۱۲ھ

(نجدی پیشواؤں کے کفریات پر لٹکتی ہوئی ہندی تلواریں)

بسم اللہ الرحمن الرحیم ط

مسئلہ ۳۰: از بدایوں مرسلہ مولٰینا مولوی محمد فضل المجید صاحب قادری ۲۲ جمادی الاولٰی ۱۳۱۲ھ

بخدمت بابرکت مولٰینا مرجع الفتاوٰی والمفتین ملاذ العلماء المحققین جناب مولوی احمد رضا خاں صاحب!

اللھم ادم افاضاتھم وافاداتھم. السلام علیکم!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ وہابیہ غیر مقلدین جو تقلید ائمہ اربعہ کو شرک کہتے ہیں، اور جس مسلمان کو مقلد دیکھیں مشرک بتاتے ہیں، دہلی والے اسمٰعیل مصنف تقویۃ الایمان و صراط مستقیم و ایضاح الحق و یکروزی و تنویر العینین کو اپنا امام و پیشوا بتاتے ہیں اور اس کے اقوال کو حق و ہدایت جانتے ہیں اور اس کے مطابق اعتقاد رکھتے ہیں ہمارے فقہاء کرم پیشوایان مذہب کے نزدیک ان پر اور ان کے پیشوا پر حکم کفر لازم ہے یا نہیں؟ **بینوا توجروا** (بیان کرو اجر حاصل کرو۔ت)

الجواب:

الحمد للہ علی دین الاسلام والسلام علی نبی السلام سلام المسلمین بعون السلام و علٰی

الہٖ وصحبہ فی دار السلام ۔ایھا المسلمون ! پیش از جواب اتنا عرض کروں کہ اس تحریر سے مقصود دو امر محمود:

اولا: عامہ مسلمین وبرداران دین پر اظہار مبین کہ مذہب وہابیہ ایسی ضلالتوں پر مشتمل، اور ان کا امام وطائفہ ایسی شناعتوں کو موجد و قائل،

ثانیًا: کبرائے وہابیہ پر عرض ہدٰی وخوف خدا کہ دیکھوں کیسے کو امام بناتے ہو، اندھیری رات میں کس مضل مبین کے پیچھے جاتے ہو، تھوڑی دیر کا اندھیرا ہے، دم کے دم میں سویرا ہے ۔

بروز حشر شود ہمچو صبح معلومت کہ باکہ باختہ عشق در شب دیجور

(صبح کی حشر میں تجھے معلوم ہوجائے گا کہ اندھیری رات میں کس سے لڑاتے رہے۔ت)

غصے سے کام نہیں چلتا، بگڑنے سے مذہب نہیں سنبھلتا "اِنَّمَاۤ اَعِظُكُمْ بِوَاحِدَةٍ ۚ"[1] (میں صرف ایک نصیحت کرتا ہوں۔ت) ایک ذرا تعصب ونفسانیت وحمایت امام وحمیت جاہلیت سے جدا ہو کر للہ فی اللہ اس تحریر پر نظر کیجئے سب کتابوں کے نشان صفحات بتادئے ہیں جس میں شبہہ ہو تطبیق کرلیجئے، پھر اگر نگاہ انصاف میں تمھارے مذہب وامام مذہب پر یہ الزامات قائم ہوں تو خدا سے ڈرو، کفریات وضلالت پر اصرار نہ کرو، بد دین کی پیروی کا دم نہ بھرو۔ اور اگر اطاقت جواب ہے تو کیوں پیچ وتاب ہے، ہمیں گو وہمیں میدان، اظہار حق سے کیوں خائف وترساں آدمی بن کر اور کی سنی اپنی کہی، ایک مکابرہ عناد کی نہیں سہی، یہ ایک نمونہ ہے اس سے فارغ ہو تو اور سننا ہے اس سے بھی سلامت نکلے تو اور آگے چلئے یہاں تک کہ حق ایک طرف کھل جائے جید وردی میزان عمل میں تل جائے، اے رب میرے! ہدایت فرما انك انت السمیع القریب وما توفیق الا باللہ الیہ توکلت والیہ انیب (تو قریب وسمیع ہے، مجھے صرف اللہ سے توفیق حاصل ہے اور اسی کی طرف لوٹتا ہے۔ت) بلاشبہہ گروہ مذکور اور اس کے پیشوائے مسطور پر بوجوہ کثیرہ قطعاً یقینا کفر لازم اور حسب تصریحات جماہیر فقہائے کرام اصحاب فتاوٰی اکابر واعلام ان پر حکم کفر ثابت وقائم، ان کے عقیدوں مکیدوں مذہبی رسالوں میں بکثرت کلمات کفریہ ہیں جن کی تفصیل کو ذخیرہ درکار، خود ان کے پیشوا نے اپنی کتاب تقویۃ الایمان میں (جسے یہ لوگ معاذاللہ کتاب آسمانی کی مثل جانتے اور اپنے مذہب کی مقدس معصوم کتاب مانتے ہیں) اپنے اور اپنے سب پیرووں کے صریح کافر بت پرست ہونے کا صاف اقرار کیا، ہم نے اس سوال کے رد پر خاص اس باب میں ایک مفصل رسالہ مسمّٰی بنام تاریخی الکوکبۃ الشھابیۃ فی کفریات ابی الوہابیۃ لکھا اور اس میں بطور نمونہ ان کے ستر کفریات کا شمار کیا کہ بحوالہ کتاب وصفحہ ان کے پیشوا کی کتابوں سے اقوال نقل کئے، پھر ائمہ کرام وعلمائے عظام کی تصانیف سے اسی طرح بہ نشان صفحات ان باتوں پر حکم کفر مع ترجمہ لکھے، بحمداللہ تعالٰی اس رسالہ نے اپنے ناظر کو اس امر کی تحقیق میں کوئی دقت باقی نہ رکھی، صرف اتنا کام رہا کہ جو اپنی انکھوں دیکھا چاہے اس کی کتابوں سے صفحہ کے

[1] القرآن الکریم ۳۴/ ۴۶

نشانوں سے وہ عبارتیں نکالے پھر ایسے ہی نشان سے کتب ائمہ وعلماء میں ان کی نسبت حکم کفر دیکھے دکھالے، وہ کتابیں جن سے ہم نے ان کے اقوال کا کلمات کفر ہونا ثابت کیا یہ ہیں:

(۱) قرآن عظیم (۲) صحیح بخاری شریف (۳) صحیح مسلم شریف (۴) فقہ اکبر تصنیف حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ (۵) درمختار (۶) عالمگیری (۷) فتاوٰیقاضیخاں (۸) بحر الرائق (۹) نہر الفائق (۱۰) اشباہ والنظائر (۱۱) جامع الرموز (۱۲) برجندی شرح نقایہ (۱۳) مجمع الانہر (۱۴) شرح وہبانیہ (۱۵) ردالمحتار (۱۶) شرح الدرر والغرر للعلامۃ اسمٰعیل النابلسی (۱۷) حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ للعلامہ عبدالغنی النابلسی (۱۸) نوازل امام فقیہ ابواللیث (۱۹) فتاوٰی ذخیرہ امام برہان محمود (۲۰) فتاوٰی خلاصہ (۲۱) فتاوٰی بزازیہ (۲۲) فتاوی تاتار خانیہ (۲۳) مجمع الفتاوٰی (۲۴) معین الحکام علامہ طرابلسی (۲۵) فصول عمادی (۲۶) خزانۃ المفتین (۲۷) جامع الفصولین (۲۸) جواہر الاخلاطی (۲۹) تکملہ لسان الحکام (۳۰) الاعلام بقواطع الاسلام للامام ابن حجر المکی الشافعی (۳۱) شفاء شریف للامام القاضی عیاض المالکی (۳۲) شرح الشفا للملا علی قاری (۳۳) نسیم الریاض للعلامۃ الشہاب الخفاجی (۳۴) شرح المواہب للعلامہ الزرقانی المالکی (۳۵) شرح فقہ اکبر للعلامۃ القاری (۳۶) شرح العقائد العضدیہ للمحقق الدوانی الشافعی (۳۸) الدرر السنیہ للعلامۃ السید الشریف مولانا احمد زینی دحلان المکی الشافعی (۳۸) الدر الثمین للشاہ ولی اللہ دہلوی (۳۹) تحفہ اثنا عشریہ شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی (۴۰) تفسیر عزیزی شاہ صاحب موصوف (۴۱) موضح القرآن شاہ عبدالقادر صاحب دہلوی برادر شاہ صاحب ممدوح (۴۲) یہاں تک کہ خود تقویۃ الامان اور (۴۳) اس کا دوسرا حصہ تذکیرالاخوان وغیرہا، اور (۴۴) نیز اس میں مدد لی گئی احیاء العلوم امام حجۃ الاسلام غزالی وشرح (۴۵) عقائد النسفی علامہ سعد تفتازانی و (۴۶) میزان الشریعۃ الکبرٰی امام عبدالوہاب شعرانی ومکتوبات (۴۷) جناب شیخ مجدد الف ثانی و (۴۸) حجۃ اللہ البالغہ و (۴۹) انتباہ فی سلاسل اولیاء ہر دو تصنیف شاہ ولی اللہ صاحب، یہاں تک کہ (۵۰) مسک الختام شرح بلوغ المرام تصنیف نواب صدیق حسن بھوپالی ظاہری آنجہانی وغیرہا سے، یہاں صرف سات (کفریہ) قول پر اکتفا کروں:

کفریہ اول: تقویۃ الایمان مطبع فاروقی دہلی ص ۲۰:

"غیب کا دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہو کہ جب چاہے کر لیجئے یہ اللہ صاحب ہی کی شان ہے[1]۔"

اس کا صاف یہ مطلب کہ اللہ تعالٰی کو اختیار ہے جب چاہے غیب کی بات دریافت کرلے تو صراحۃً لازم کہ اسے بالفعل علم غیب حاصل نہیں۔ ہاں حاصل کرلینے کا اختیار رکھتا ہے، یہاں صراحۃً اللہ تعالٰی کی طرف

[1] تقویۃ الایمان الفصل الثانی فی رد الشراك فی العلم مطبع علیمی اندرون لوہاری دروازہ لاہور ص ۱۴

جہل نسبت کیا اور اس کے علم قدیم کو ازلی نہ مانااور اس کی صفت کو اختیاری جانا، یہ تینوں باتیں صریح کفر ہیں، عالمگیری مطبع مصر جلد ۲ ص ۲۹۸، بحرالرائق مطبع مصر ج ۵ ص ۱۲۹، بزازیہ طبع مصر ج ۳ ص ۳۲۳ جامع الفصولین مطبوعہ مصر ج ۲ ص ۲۹۸:

یکفر اذاوصف اللہ تعالٰی بمالایلیق بہ او نسبہ الی الجہل اوالعجز اوالنقص [1]۔	جو اللہ تعالٰی کی شان میں ایسی بات کہے جو اس کے لائق نہیں یا اسے جہل یا عجز یا کسی ناقص بات کی طرف نسبت کرے وہ کافر ہے۔

عالمگیری ج ۲ ص ۱۶۲:

لوقال علم خدائے قدیم نیست یکفر [2]۔	جو علم خدا کو قدیم نہ مانے وہ کافر ہے۔

شرح عقائد نسفی طبع قدیم ص ۲۱:

الصادر عن الشیئ بالقصد والاختیار یکون حادثا بالضرورۃ [3]۔	جو کسی سے اس کے قصد واختیار سے صادر ہو وہ ضرور حادث ونو پیدا ہوگا۔

فقہ اکبر امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ وشرح فقہ اکبر مطبع حنفی ۱۲۹۶ھ ص ۲۹:

صفاتہ فی الازل غیر محدثۃ ولامخلوقۃ فمن قال انہا محدثۃ او وقف فیہا اوشك فیہا فھو کافر باللہ تعالٰی [4]۔	اللہ تعالٰی کی سب صفتیں ازلی ہے نہ وہ نو پیدا ہیں نہ مخلوق، تو جو انھیں مخلوق یا حادث بتائے یا اس میں توقف یا شک کرے وہ کافر ہے۔

کفریہ دوم: بعض علماء دلیل لائے تھے کہ سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا مثل تمام صفات کمالیہ میں شریک وہمسر اگر ممکن ہو تو معاذاللہ آیہ کریمہ وخاتم النبیین کی تکذیب لازم آئے، اس کے جواب میں شخص مذکور کا کلام سنئے، یکروزی مطبع فاروقی ص ۱۴۴:

بعد اخبار است کہ ایشان رافراموش گردانیدہ شود، پس قول بامکان وجود مثل اصلا منجر	خبر دینے کے بعد ممکن ہے کہ اللہ تعالٰی ان کی خبروں کو بھول جائے پس حضور علیہ السلام کی مثل کا وجود ممکن ہونا ہر کسی نص

[1] فتاوٰی ہندیہ الباب التاسع فی احکام المرتدین نورانی کتب خانہ پشاور ۲/ ۲۵۸

[2] فتاوٰی ہندیہ الباب التاسع فی احکام المرتدین نورانی کتب خانہ پشاور ۲/ ۲۶۲

[3] شرح العقائد النسفیہ دارالاشاعۃ العربیۃ قندھار افغانستان ص ۲۳

[4] منح الروض الازہر شرح الفقہ الاکبر الباری جل شانہ موصوف فی الازل بصفات الخ مصطفی البابی مصر ص ۲۵

تکذیب نصی از نصوص نگردد وسلب قرآن مجید بعد انزال ممکن است [1]۔	کی تکذیب کا سبب نہیں ہوسکتا جبکہ نزول قرآن کے بعد قرآن کا سلب ہوجانا ممکن ہے۔(ت)

یہاں صاف بے پردہ اقرار کردیا کہ اللہ عزوجل کی بات واقع میں جھوٹی ہوجائے تو کچھ حرج نہیں حرج اس میں ہے کہ بندے اس کے جھوٹ پر مطلع ہوں اگر انھیں بھلا کر اپنی بات جھوٹی کردے تو تکذیب کہاں سے آئے گی اب کسی کو وہ نص یاد ہی نہیں کہ جھوٹ پر اطلاع پائے۔ شفا شریف مطبع صدیقی ص ۳۶۱:

من دان بالوحدانیة وصحة النبوة ونبوة نبینا صلی اللہ تعالٰی علیه وعلی اله وسلم ولکن جوز علی الانبیاء الکذب فیما اتوا به ادعی فی ذلك المصلحة بزعمه اولم یدعها فهو کافر باجماع [2]۔	جو اللہ تعالٰی کی وحدانیت، نبوت کی حقانیت، ہمارے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی نبوت کا اعتقاد رکھتا ہو اینہمہ انبیاء علیہم الصلٰوۃ والسلام پر ان باتوں میں کہ وہ اپنے رب کے پاس سے لائے کذب جائز مانے خواہ بزعم خود اس میں کیسی مصلحت کا ادعاء کرے یا نہ کرے ہر طرح بالاتفاق کافر ہے۔(ت)

حضرات انبیاء علیہم افضل الصلٰوۃ والثناء کا کذب جائز جاننے والا بالاتفاق کافر ہوا اللہ عزوجل کا کذب جائز ماننے والا کیونکر بالاجماع کافر و مرتد نہ ہوگا!

کفریہ سوم: صراط مستقیم مطبع ضیائی ۱۲۸۵ھ ص ۱۷۵ اپنے پیر کی نسبت لکھا:

روزے حضرت جل وعلا دست راست ایشاں رابدست قدرت خاص خود گرفتہ وچیزے را از امور قدسیہ کہ بس رفیع وبدیع بود پیش روئے حضرت ایشاں کردہ فرمودہ کہ ترا ایں چنیں دادہ ام وچیزہائے دیگر خواہم داد [3]۔	ایک روزہ اللہ تعالٰی نے اس حضرت کا دایاں ہاتھ اپنے دست قدرت میں پکڑا اور امور قدسیہ کی ایک بلند و بالا عجیب چیز کو پیش کرکے فرمایا تجھے یہ دیا اور اس کے علاوہ اور چیزیں بھی دیں گے۔(ت)

ص ۱۳: مکالمہ ومسامرہ بدست می آید [4] (ہم کلامی اور باتیں حاصل ہوئیں۔ت)

---

[1] رسالہ ایک روزہ (فارسی) فاروقی کتب خانہ ملتان ص ۱۷

[2] الشفاء بتعریف حقوق المصطفی فصل فی بیان ماھو من المقالات المطبعة الشرکة الصحافیة ۲/ ۲۶۹

[3] صراط مستقیم خاتمہ دربیان پارہ المکتبۃ السلفیہ لاہور ص ۱۶۴

[4] صراط مستقیم ہدایت اربعہ دربیان ثمرات حب المکتبۃ السلفیہ لاہور ص ۱۲

ص ۱۵۴: گاہے کلام حقیقی ہم می شود[1] (کبھی حقیقی گفتگو بھی حاصل ہوتی ہے۔ت) یہ صراحۃً اپنے پیر وغیرہ کو نبی بنانا ہے۔ تفسیر عزیزی سورہ بقرہ شاہ عبدالعزی صاحب مطبع کلکتہ ۱۲۴۹ھ ص ۴۲۳:

همکلامی باخدائے عزوجل مختص است بملائکہ وانبیاء علیہم الصلٰوۃ والسلام وغیر ایشاں راہر گز میسر نمی شود، پس فرمائش همکلامی باخدا گویا فرمائش آن ست کہ ماہمہ راپیغمبراں یا فرشتہا سازد[2]۔	اللہ تعالٰی سے ہم کلامی صرف انبیاء اور فرشتوں کے لئے خاص ہے، علیہم الصلٰوۃ والسلام ان کے علاوہ کسی دوسرے کو ہر گز میسر نہیں ہوتی۔ پس اللہ تعالٰی سے ہم کلامی کی فرمائش کرنا گویا کہ اپنے کو پیغمبروں اور فرشتوں میں شمار کرنا ہے۔(ت)

شرح عقائد جلالی طبع مصر ص ۱۰۶، اس مسئلہ کی دلیل میں کہ دنیا میں اللہ تعالٰی سے ہمکلامی کا مدعی کافر ہے فرمایا:

المکالمۃ شفاھا منصب النبوۃ بل اعلی مراتبھا وفیہ مخالفۃ لماھو من ضروریات الدین وھو انہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وعلی آلہ وسلم خاتم النبیین علیہ افضل صلٰوۃ المصلین[3]۔	اللہ عزوجل سے کلام حقیقی منصب نبوت بلکہ اس کے مراتب میں اعلی مرتبہ ہے تو اس کے دعوے میں بعض ضروریات دین یعنی نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کا انکار ہے۔

اسی طرح شفاء شریف میں مدعی مکالمہ کو بالاجماع کافر بتایا ص ۳۶۰، اسی میں ہے ص ۳۶۲:

وکذالك من ادعی منھم انہ یوحی الیہ وان لم یدعی النبوۃ وانہ یصعد الی السماء ویدخل الجنۃ ویاکل من ثمارھا ویعانق الحور العین فھٰؤلاء کلھم کفار مکذبون للنبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم[4]۔	اسی طرح جو جھوٹا متصوف دعوی کرے کہ اللہ تعالٰی اسے وحی کرتا ہے اگرچہ مدعی نبوت نہ ہو یا کہ وہ آسمان تک چڑھتا جنت میں جاتا اس کے پھل کھاتا حوروں کو گلے لگاتا ہے، یہ سب کافر ہیں اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی تکذیب کرنے والے۔

[1] صراط مستقیم باب سوم تکملہ دربیان سلوك ثانی المکتبۃ السلفیہ لاہور ص ۱۴۳
[2] فتح العزیزی (تفسیر عزیزی) آیہ ۲/ ۱۱۸ کے تحت مطبع مجتبائی دہلی ص ۴۲۷
[3] الدوانی علی العقائد العضدیہ بحث توبہ سے قبل مطبع مجتبائی دہلی ص ۱۰۶
[4] الشفاء بتعریف حقوق المصطفی فصل فی بیان ماھو من المقالات المطبعۃ الشرکۃ الصحافیہ ۲/ ۲۷۱-۲۷۰

حوروں سے اس معانقہ کے دعوی پر تو یہ حکم ہے رب العزۃ سے ہاتھ ملا کر مصافحہ پر کیا حکم ہوگا!

کفریہ چہارم: تقویۃ الایمان ص ۱۴:

"جتنے پیغمبر آئے وہ اللہ کی طرف سے یہی حکم لائے ہیں کہ اللہ کو مانے اور اس کے سوا کسی کو نہ مانے[1]۔"

ص ۱۶ و ۱۷: "اللہ صاحب نے فرمایا میرے سوا کسی کو نہ مانیو[2]۔"

ص ۱۸: "اللہ کے سوا کسی کو نہ مان[3]۔"

ص ۷: "اوروں کو ماننا محض خبط ہے[4]۔"

مسلمانوں کے مذہب میں جس طرح اللہ تعالٰی عزوجل کا ماننا رکن ایمان ہے یونہی اس کے انبیاء وملائکہ، کتابوں، جنت، نار وغیرہا ایمانیات کا ماننا ان میں سے ہے جسے نہ مانے گا کافر ہوگا۔ ماننا ترجمہ ایمان کا ہے اور نہ ماننا کفر کا تو یہ صراحۃً انبیاء وغیرہم کے ساتھ کفر کا حکم ہوا کہ خود کفر ہے اور اللہ تعالٰی ورسول پر اس کے حکم کا افتراء دوسرا کفر۔ **آیت** بقرۃ:

"ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ"[5]	موضح قرآن: تو ڈراوے یا نہ ڈراوے وے نہ مانیں گے۔[6]

آیت اعراف:

"قَالَ الَّذِیْنَ اسْتَكْبَرُوْۤا اِنَّا بِالَّذِیْۤ اٰمَنْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ﴿۷۶﴾"[7]	موضح قرآن: کہنے لگے بڑائی والے جو تم نے یقین کیا سو ہم نہیں مانتے۔[8]

آیت آخر بقرۃ:

ا "اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَ الْمُؤْمِنُوْنَ ؕ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ مَلٰٓىٕكَتِهٖ	موضح قرآن: مانا رسول نے جو کچھ اترا اس کو اس کے رب کی طرف سے اور مسلمانوں نے سب نے مانا اللہ کو

[1] تقویۃ الایمان الفصل الاولی فی الاجتناب عن الاشراک مطبع علیمی اندرون لوہاری دوازہ لاہور ص ۱۰
[2] تقویۃ الایمان الفصل الاولی فی الاجتناب عن الاشراک مطبع علیمی اندرون لوہاری دوازہ لاہور ص ۱۲
[3] تقویۃ الایمان الفصل الاولی فی الاجتناب عن الاشراک مطبع علیمی اندرون لوہاری دوازہ لاہور ص ۱۲
[4] تقویۃ الایمان مقدمۃ الکتاب مطبع علیمی اندرون لوہاری دوازہ لاہور ص ۵
[5] القرآن الکریم ۲ /۶
[6] موضح القرآن ترجمہ وتفسیر شاہ عبدالقادر تاج کمپنی لاہور ص ۴
[7] القرآن الکریم ۷ /۷۶
[8] موضح القرآن ترجمہ وتفسیری شاہ عبدالقادر تاج کمپنی لاہور ص ۱۹۴

وَ كُتُبِهٖ وَ رُسُلِهٖ ۣ "[1]	اور اس کے فرشتوں کو اور کتابوں کو اور رسولوں کو۔[2]

دیکھو اللہ عزوجل تو فرماتا ہے کہ ایمان والوں نے اللہ اور اس کے فرشتوں، کتابوں، نبیوں سب کو مانا، یہ کہتا ہے "اللہ نے فرمایا میرے سوا کسی کو نہ مانیو" اگر اس کے کلام کے کچھ نئے معنی اپنی جی سے گھڑے بھی تو **اول:** تو صریح لفظ میں تاویل کیا معنی! شفاء شریف ص ۳۲۳:

ادعاء التاویل فی لفظ صراح لایقبل[3]۔	صریح لفظ میں تاویل کا دعوی مقبول نہیں۔

ثانیا: وہ آپ سب تاویلوں کا دروازہ بند کرچکا تو اس کے کلام میں بناوٹ نری گھڑت جو اسے خود قبول نہیں۔ تقویۃ الایمان ص ۵۵:

"یہ محض بے جا ہے کہ ظاہر میں لفظ بے ادبی کا بولئے اور اس سے کچھ اور معنی مراد لیجئے، معما اور پہیلی بولنے کی اور جگہ ہیں، کوئی شخص اپنے باپ یا بادشاہ سے جگت نہیں بولتا اس کے واسطے دوست آشنا ہیں نہ باپ اور بادشاہ[4] " یہ نفیس فائدہ ہے ہر جگہ ملحوظ خاطر رہے کہ اکثر حرکات مذبوحہ کا جواب شافی رہے۔

تذکیر الاخوان حصہ دوم تقویۃ الایمان مترجمہ سلطان خاں مطبع فاروقی ص ۷۳:

"اصحاب رضی اللہ تعالٰی عنہم سے محبت رکھنا ایمان کی نشانی ہے جو ان کو نہ مانے اس کا ٹھکانا دوزخ ہے[5]۔"

سبحن اللہ! دوسرے حصے والا کہتا ہے جو صحابہ کو نہ مانے وہ بدعتی جہنمی، پہلے والا کہتا ہے صحابہ تو صحابہ جو انبیاء کو مانے وہ بھی کافر دوزخی " كَفَى اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ الْقِتَالَ ؕ "[6] (اور اللہ نے مسلمانوں کو لڑائی کی کفایت فرمادی۔ت)

---

[1] القرآن الکریم ۲/ ۲۸۵

[2] موضح القرآن ترجمہ و تفسیر شاہ عبدالقادر تاج کمپنی لاہور ص ۶۱

[3] الشفاء بتعریف حقوق المصطفی الباب الاولی فی بیان ماھو حقہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم المطبعۃ الشرکۃ الصحافیہ ۲/ ۲۱۰

[4] تقویۃ الایمان الفصل الخامس مطبع علیمی اندرون لوہاری دروازہ لاہور ص ۳۹

[5] تذکیر الاخوان حصہ دوم تقویۃ الایمان الفصل الرابع مطبع علیمی اندرون لوہاری دروازہ لاہور ص ۱۰۵

[6] القرآن الکریم ۳۳/ ۲۵

کفریہ پنجم: صراط مستقیم بعض اولیاء کی نسبت لکھا، ص ۳۷:

صدیق من وجہ مقلد انبیاء می باشد و من وجہ محقق در شرائع[1]۔	صدیق من وجہ انبیاء کا مقلد ہوتاہے اور من وجہ احکام شریعت میں محقق ہوتاہے۔(ت)

ص ۳۹:

علوم کلیہ شرعیہ اور ابد و واسطہ می رسد بوساطت نور جبلی وبوساطت انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام پس در کلیات شریعت وحکم واحکام ملت او راشاگرد انبیاء ہم می تواں گفتم استاذ انبیاء ہم ونیز طریق اخذ آنھم شعبہ ایست از شعب وحی کہ آں رادر عرف شرح بہ نفث فی الروع تعبیر می فرمایند وبعضے اہل کمال آن را بوحی باطنی می نامند[2]۔	امور کلیہ شرعیہ اس کو دو طرح سے پہنچتے ہیں، ایک فطری نور کے ذریعہ سے، دوسرا انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے واسطہ سے، پس شرعیہ کلیات اور حکم واحکام ملت میں اس کو انبیاء کا شاگرد کہہ سکتے ہیں اور انبیاء کا استاذ بھی کہہ سکتے نیز ان کے اخذ کا طریقہ وحی کے اقسام میں سے ایک قسم ہے جس کو عرف شرع میں نفث فی الروع سے تعبیر کرتے ہیں اور بعض اہل کمال اس کو باطنی وحی کا نام دیتے ہیں۔(ت)

ص ۴۰:

ہمیں معنی را بامامت ووصایت تعبیر میکنند[3]۔	اس معنی کو امامت اور وصی سے تعبیر کرتے ہیں۔(ت)

ص ۴۱:

لابد او رابحا فظتے مثل محافظت انبیاء کہ مسمّٰی بہ عصمت ست فائز مے کنند[4]۔	ضروری ہے کہ اس کو محفوظ قرار دیا جائے جس طرح انبیاء کا محفوظ ہونا جس کو عصمت کہتے ہیں۔(ت)

ص ۴۲:

ندانی کہ اثبات وحی باطنی وعصمت مر غیر انبیاء را مخالفت سنت واز جنس اختراع بدعت	یہ نہ سمجھنا کہ باطنی وحی اور عصمت کو غیر انبیاء کے لئے ثابت کرنا خلاف سنت اور

[1] صراط مستقیم فصل ثانی المکتبۃ السلفیہ لاہور ص ۳۳
[2] صراط مستقیم فصل ثانی المکتبۃ السلفیہ لاہور ص ۳۴
[3] صراط مستقیم فصل ثانی المکتبۃ السلفیہ لاہور ص ۳۵
[4] صراط مستقیم فصل ثانی المکتبۃ السلفیہ لاہور ص ۳۵

است وندانی کہ ارباب ایں کمال از عالم منقطع شدہ اند[1]۔	از قبیل اختراع بدعت ہے اور یہ بھی نہ سمجھنا کہ اس کمال کے لوگ دنیا سے ختم ہوچکے ہیں۔(ت)

یہاں صاف تصریحیں ہیں کہ ان کے بعض خیال اولیاء کو احکام شریعت بے وساطت انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام وحی باطنی سے پہنچتے ہیں وہ احکام شریعت میں ایک وجہ سے خود محقق اور پیروی انبیاء سے مستغنی ہوتے ہیں وہ مثل انبیاء معصوم ہوتے ہیں۔

اقول: اور احکام شریعت میں بھی کلیہ کی تصریح کردی کہ کوئی ناواقف دھوکا نہ کھائے کہ یہ لوگ مجتہدین امت سے ہیں اگرچہ بے وساطت انبیاء حکم پہنچنا ہی اخراج مجتہد کو بس تھا مگر زیادت فرق وکمال صراحت کے لئے احکام کلیہ کا اونچا طرہ چمکتا پھندنا لٹکا دیا کہ احکام کلیہ شرعیہ تو نبی ارشاد فرماتا ہے مجتہد کی اتنی شان کہ ان سے احکام جزئیہ استنباط کرتا ہے، یہاں ایسا نہیں بلکہ انھیں خود احکام کلیہ شریعت بے وساطت نبی بذریعہ وحی پہنچتے ہیں مسلمانو! خدا کے واسطے اور نبی کسے کہتے ہیں یہ صراحۃً غیر نبی کو نبی بنایا کہ صریح کفر ہے اور نبی بھی کیسا صاحب شریعت۔ تفسیر عزیزی شاہ عبدالعزیز صاحب سورہ بقرہ ص ۴۴۳:

معرفت احکام شرعیہ بدون توسیط نبی ممکن نیست[2]۔	شرعی احکام کی معرفت انبیاء کی وساطت کے بغیر ممکن نہیں۔ (ت)

تحفہ اثناعشریہ شاہ صاحب موصوف مطبع کلکتہ ۱۲۴۳ھ ص ۱۴۰:

انچہ گفتہ است کہ فاطمہ بنت اسد را وحی آمد کہ درخانہ کعبہ برود ووضع حمل نماید در وغیست پر بیمزہ زیرا کہ کسے از فرق اسلامیہ وغیر اسلامیہ قائل بہ نبوت فاطمہ بنت اسد نشدہ[3]۔	جو کہا جاتا ہے کہ فاطمہ بنت اسد کو وحی آئی کہ تو خانہ کعبہ میں جا اور وہاں بچے کی پیدائش کر یہ سب جھوٹ اور بے پر بات ہے کیونکہ کوئی بھی اسلامی اور غیر اسلامی فرقہ فاطمہ بنت اسد کی نبوت کا قائل نہیں ہے۔(ت)

الدر الثمین شاہ ولی اللہ صاحب مطبع احمدی ص ۵:

الامام عندھم ھو المعصوم المفترض	رافضیوں کے نزدیک امام وہ ہے کہ معصوم اور اس کی

[1] صراط مستقیم ہدایت رابعہ در بیان ثمرات حب ایمانی المکتبۃ السلفیہ لاہور ص ۳۶

[2] فتح العزیز (تفسیر عزیزی) بیان افراط فرقہ امامیہ مطبع مجتبائی دہلی ص ۴۴۹

[3] تحفہ اثناء عشریہ کید ہشتادوہفتم سہیل اکیڈمی لاہور ص ۷۹

طاعته الموحی الیه وحیا باطنیا وھذا ھو معنی النبی فمذھبھم یستلزم انکار ختم نبوۃ قبحھم الله تعالٰی ۔[1]	اطاعت فرض اور اس کی طرف وحی باطنی آتی ہو اور یہی معنی نبی کے ہیں تو ان کے مذہب سے ختم نبوت کا انکار لازم آتا ہے اللہ ان کا بُرا کرے

دیکھو یہ وہی امامت وہی عصمت، وہی وحی باطنی ہے جسے شاہ ولی اللہ صاحب ختم نبوت کے انکار کو مستلزم بتاتے ہیں، شفاء شریف کا قول گزرا کہ صرف وحی کا دعوٰی کفر ہے اگرچہ نبوت کا مدعی نہ ہو۔

کفریہ ششم: صراط مستقیم ص ۹۵:

صرف ہمت بسوئے شیخ وامثال آں از معظمین گو جناب رسالت مآب باشند بچندیں مرتبہ بدتر از استغراق در صورت گاؤ خرخود است کہ خیال آن با تعظیم واجلال بسویدائے دل انسان می چسپد وایں تعظیم واجلال غیر کہ در نماز ملحوظ ومقصود می شود بشرک می کشد[2] ۔	اپنی ہمت کو شیخ اور ان جیسے معظم لوگوں خواہ جناب رسالتمآب ہوں کی طرف مبذول کرنا اپنے گائے اور گدھے کی صورت میں مستغرق ہونے سے بھی کئی گنا بدتر ہے کیونکہ ان کا خیال تعظیم اور اجلال کے ساتھ انسان کے دل کی گہرائی میں چپک جاتا ہے اور یہ غیر کی تعظیم واجلال نماز میں ملحوظ ومقصود ہو تو شرک کی طرف کھینچ لیتی ہے۔ (ت)

یہ صراحۃً حضور اقدس سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو فحش گالی دینا ہے اور ان کی شان میں ادنٰی گستاخی کفر، جس کی مبارک مقدس منور تفصیل شفا شریف اور اس کی شرح میں ہے۔ للہ انصاف! بدرجہاں بدتر گناہ درکنار اگر تمہارا بیٹا یا نوکر یا غلام تمہاری کسی شے کو گدھے یا کتے سے صرف تشبیہ ہی دے کہ تمہاری فلاں بات گدھے کی سی ہے فلاں چیز کتے سے ملتی ہے تو کیا اس نے تمہیں گالی نہ دی؟ کیا تمہارے ساتھ شدید گستاخی نہ کی؟ ذرا اپنے کلیجہ پر ہاتھ رکھ کر دیکھو تو جانو کہ اس ملعون قول نے مسلمانوں کے سچے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو کھلی دشنام دے کر ان کے دلوں پر کیسا زخم عظیم پہنچایا "وَسَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْۤا اَیَّ مُنْقَلَبٍ یَّنْقَلِبُوْنَ ﴿۲۲۷﴾ "[3] (اب جان جائیں گے ظالم کہ کس کروٹ پر پلٹا کھائیں گے۔ ت)

" اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ	بیشک جو ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو ان پر

[1] الدر الثمین شاہ ولی اللہ

[2] صراط مستقیم باب دوم فصل سوم المکتبۃ السلفیہ لاہور ص ۸۶

[3] القرآن الکریم ۲۶/ ۲۲۷

"فِي الدُّنۡيَا وَالۡاٰخِرَةِ وَاَعَدَّ لَهُمۡ عَذَابًا مُّهِيۡنًا ۝" [1]	اللہ کی لعنت ہے دنیا اور آخرت میں، اور اللہ نے ان کے لئے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔(ت)

اور یہ وجہ خبیث خود بھی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا خیال آئے گا تو عظمت کے ساتھ اور ان کی نوبت شرک تک پہنچے گی اس قائل کو لزوم کفر تک پہنچانے کے لئے بوجہ کافی کہ اس بناء پر التحیات میں السلام علیك ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، اور اشھد ان محمدًا عبدہ ورسولہ، پچھلے قعدہ میں اللھم صلی علی محمد وال محمد، ہر رکعت میں صراط الذین انعمت علیھم یوں ہی نمازوں میں وہ سورۃ وآیت جس میں حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یا کسی نبی یا ملک یا کسی نیک بندے یا کعبہ وغیرہ معظمات دینیہ کا ذکر یا خطاب رہے، خلاصہ ی کہ الھکم التکاثر کے سوا الحمد وغیرہ کسی سورت کا پڑھنا سب معاذاللہ شرک کی راہ ہوا اور شریعت محمدیہ علی صاحبھا افضل الصلوٰۃ والتحیۃ عیاذًا باللہ ان شرکیات کی واجب وسنت وجائز کرنے والی ہوئی، صحابہ سے آج تک تمام مسلمان کہ ان امور پر اجماع کئے ہوئے ہیں سب شرک میں گرفتار ٹھہرے، اس سے بڑھ کر اور کیا کلمہ کفر ہوگا۔ شفاء شریف ص ۳۶۲ و ۳۶۳:

نقطع بتکفیر کل قائل قال قولا یتوصل بہ الی تضلیل الامۃ [2]۔	جو شخص ایسی بات کہے جس سے تمام امت کے گمراہ ٹھہرنے کی راہ نکلتی ہو ہم بالیقین اسے کافر کہتے ہیں۔

حجۃ اللہ البالغہ شاہ ولی اللہ دہلوی مطبع صدیقی ص ۲۱۰:

ثم اختار بعدہ السلام علی النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلم تنویھا بذکرہ و اثباتا للاقرار برسالتہ واداءً لبعض حقوقہ [3]۔	پھر اس کے بعد التحیات میں نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر سلام اختیار کیا ان کا ذکر پاک بلند اور ان کی وساطت کا اقرار ثابت اور ان کے حقوق کا ایک پارہ ادا کرنے کے لئے۔

مکتوبات جناب شیخ مجدد صاحب مطبو لکھنوج ۲ مکتوب ۳۰ ص ۴۶:

خواجہ محمد اشرف ورزش نسبت رابطہ نوشتہ بودند کہ سجدے استیلا یافتہ است کہ در صلوٰۃ آنرا	خواجہ محمد اشرف ورزش نے رابطہ (تصویر شیخ) کی نسبت لکھا ہے کہ اس کا اس حد تک غلبہ ہے کہ نمازوں

[1] القرآن الکریم ۳۳/ ۵۷

[2] الشفاء بتعریف حقوق المصطفی فصل فی بیان ماھو من المقالات المطبعۃ الشرکہ الصحافیہ ۲/ ۲۷۱

[3] حجۃ اللہ البالغہ الامور التی لابد منھا فی الصلوٰۃ المکتبہ السلفیہ لاہور ۲/ ۶

مسجود خود میداند وبیند واگر فرضا نفی کند منتفی نمیگردد محبت اطواراایں دولت متمنائے طلاب ست از ہزاران یکے رامگر بد ہند صاحب ایں معاملہ مستعد تام المناسبۃ ست یحتمل کہ باندک صحبت شیخ متقدا جمیع کمالات او راجذب نماید رابطہ راچرا نفی کنند کہ او مسجود الیہ است نہ مسجود لہ چرامحاریب و مساجد رانفی نہ کنند وظہورایں قسم دولت سعاد تمندان رامیسر است تادر جمیع احوال صاحب رابطہ رامتوسط خود دانند ودر جمیع اوقات متوجہ او باشند نہ درنگ جماعہ بیدولت کہ خود رامستغنی دانند وقبلہ توجہ را از شیخ خود منحرف سازند و معاملہ خود رابرہم زنند[1]۔	میں اپنا مسجود جانتے اور دیکھتے ہیں اور اگر اس رابطہ کو ختم کرنے کی کوشش کریں تو بھی ختم نہیں ہوتا(تواس پرآپ نے فرمایا)اس دولت کے حصول کی خواہش ہزاروں طالبوں کی تمنا ہے مگر کسی ایک کو عطا ہوتی ہے،اس کیفیت والا شیخ سے مکمل مناسبت کے لئے مستعد ہوتا ہے وہ امید کرتا ہے کہ اپنے مقتدا شیخ کی صحبت کی کمی اسکے تمام کمالات کو جذب کردے گی لوگ رابطہ (تصور شیخ) کی نفی کیوں کرتے حالانکہ وہ مسجود الیہ ہے مسجود لہ نہیں ہے یہ لوگ محرابوں اور مسجودوں کی نفی کیوں نہیں کرتے (حالانکہ وہ مسجود الیہ ہیں)اس قسم کی دولت کا ظہور سعاتمندوں کو نصیب ہوتا ہے حتی کہ تمام احوال میں وہ صاحب رابطہ (شیخ) کواپنا وسیلہ جانتے ہیں اور ہمہ وقت اس کی طرف متوجہ رہتے ہیں اس بے دولت جماعت کی طرح نہیں ہوتے جواپنے آپ کو شیخ سے مستغنی جانتے ہیں اور اپنی توجہ کا قبلہ شیخ سے پھیر کر خود سر ہوجاتے ہیں۔(ت)

سبحان اللہ! کہاں تواس شخص کا وہ کفری بول کہ نماز میں محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا خیال آیا اور خاکش بدہن شرک نے منہ پھیلایا،نہ فقط نماز بر باد کہ ایمان ہی ابتر،تف بر روئے کافروش وکفران کے (بدگویوں کی) طرف خیال لے جانا اپنے بیل اور گدھے کے نہ صرف تصور بلکہ ہمہ تن اس میں ڈوب جانے سے بدر جہانج بدتر اور کہاں شیخ طریقت وآقائے نعمت وخداوند دولت خاندان دہلی حضرت شیخ مجدد کا یہ واشگاف قول کہ تصور صورت شیخ سے غافل نہ ہو نمازوں عبادتوں سب وقتوں حالتوں میں اسی کی طرف متوجہ رہو اگرچہ عین نماز میں اسی صورت کو سجدہ محسوس ہو کہ وہ قبلہ عبادت ہے،نہ مسجودلہ،جو اس قبلہ سے پھرا وہ بے دولت تباہ ہوا اس کا کام بر باد ہوگیا تصویر شیخ کی ایسی دولت سعادت مندوں کو ملتی ہے طالبان خدا اس کو اس کی بہت تمنا رہتی ہے غرض وہ بول یہ قول باہم لڑے ہیں کفر وشرک کے عقاب پر تولے کھڑے ہیں،دیکھئے وہابی صاحب کدھر ڈھالتے ہیں ادھر جھکاتے ہیں یا ادھر ڈالتے ہیں۔

---

[1] مکتوبات امام ربانی مکتوب ۳۰ خواجہ محمد اشرف وحاجی محمد نولشکور لکھنؤ ۲/ ۴۶

یادامن یار رفت از دست یا ایں دل زار رفت از دست

(یار کادامن ہاتھ سے گیا یا یہ آزردہ دل سے ہاتھ گیا۔ت)

" كَذٰلِكَ الْعَذَابُ ؕ وَ لَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۳﴾ "[1]	مار ایسی ہوتی ہے اور بیشک آخرت کی مار سب سے بڑی، کیا اچھا تھا اگر وہ جانتے (ت)

کفریہ ہفتم: رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ایک حدیث میں ختم دنیا کا حال ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالٰی ایک پاکیزہ ہوا بھیجے گا جو ساری دنیا سے مسلمانوں کو اٹھالے گی جس کے دل میں رائی برابر بھی ایمان ہوگا وفات پائے گا زمین میں نرے کافر رہ جائیں گے پھر بتوں کی پوجا بدستور جاری ہوجائے گی، تقویۃ الایمان ص ۴۴ پر حدیث بحوالہ مشکوٰۃ نقل کی اور خود اس کا ترجمہ کیا:

"پھر بھیجے گا اللہ ایک باد اچھی سو جان نکالے گی جس کے دل میں ہوگا رائی کے دانے بھر ایمان سو رہ جائیں گے وہی لوگ جن میں کچھ بھلائی نہیں سو پھر جاویں گے اپنے دادوں کے دین پر[2]"۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے یہ بھی صراحۃً ارشاد فرمادیا تھا کہ وہ ہوا خروج دجال لعین ونزول حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد آئے گی، تقویۃ الایمان میں حدیث کے یہ لفظ بھی نقل کئے اور ان کا ترجمہ لکھا ص ۴۵: "نکلے کا دجال سو بھیجے گا اللہ عیسٰی بیٹے مریم کو، سو وہ ڈھونڈھے گا اس کو، پھر بھیجے گا اللہ ایک باد ٹھنڈی شام کی طرف سے، سو نہ باقی رہے گا زمین پر کوئی کہ اس دل میں ذرہ بھر ایمان ہو مگر کہ مار ڈالے گی اس کو[3]۔"

باایںہمہ حدیث مذکور لکھ کر اسی صفحہ پر صاف لکھ دیا: "سو پیغمبر خدا کے فرمان کے موافق ہوا[4]۔"

اب نہ خروج دجال کا انتظار نہ نزول مسیح درکار، ان کے نصیبوں وہ ہوا ابھی چلی گئی تمام مسلمانوں کے کافر بت پرست بنانے کو ختم دنیا کی حدیث صاف صاف اپنے زمانہ موجودہ پر جمادی، یہ کھلم کھلا اپنے اور اپنے تمام پیرووں کے کفر شرک کا اقرار ہوا کہ جب یہ وہی زمانہ ہے جس کی اس حدیث نے خبر دی تو دنیا کے پردے پر کوئی مسلمان نہیں سب

---

[1] القرآن الکریم ۶۸ /۳۳

[2] تقویۃ الایمان الفصل الرابع فی ذکر ردالاشراك فی العبادہ مطبع علیمی اندرون لوہاری دروازہ لاہور ص ۳۱

[3] تقویۃ الایمان الفصل الرابع فی ذکر ردالاشراك فی العبادہ مطبع علیمی اندرون لوہاری دروازہ لاہور ص ۳۱

[4] تقویۃ الایمان الفصل الرابع فی ذکر ردالاشراك فی العبادہ مطبع علیمی اندرون لوہاری دروازہ لاہور ص ۳۰

کافر بت پرست ہیں جن میں یہ خود اور اس کے پیرو بھی داخل، اور جو کفر کا اقرار کرے آپ کافر ہے۔

خلاصہ و تکملہ لسان الحکام للعلامۃ ابراہیم الحلبی مطبوعہ مصر ۱۲۹۹ھ ص ۵۷:

فی النوازل رجل قال انا ملحد یکفر [1]۔	نوازل میں ہے جو اپنے کفر کا اقرار کرے کافر ہے۔

عالمگیری ج ۲ ص ۲۷۹:

مسلم قال انا ملحد یکفر ولوقال ما علمت انه کفر لایعذر بهذا [2]۔	جو مسلمان اپنے ملحد ہونے کا اقرار کرے کافر ہو جائے گا اور اگر کہے میں نہ جانتا تھا کہ اس میں مجھ پر کفر عائد ہوگا تو یہ عذر نہ سنا جائے گا۔

پھر اس میں تمام امت کو کافر بنایا، یہ دوسرا کفر ہے، شفاء شریف کی عبارت ابھی سن چکے، غرض اس کی کتابوں میں ایسے کفریات بکثرت ہیں جن پر بلا مبالغہ صدہا نہیں ہزارہاں وجہ سے کفر لازم، جسے یقین نہ آئے ہمارا رسالہ الکوکبۃ الشھابیہ یا دیگر تحریرات رائقہ البارقۃ الشارقۃ علی مارقۃ المشارقۃ وغیرہا مطالعہ کرے۔ یہ طائفہ وہابیہ کہ اس کے پیرو، اس کے ہم مذہب اس کے کلمات کی تصحیح و تحسین کرتے اسے امام و پیشوا مقتدا مانتے ہیں، وہ سب کفریات ان پر بھی عائد، اعلام بقواطع الاسلام میں ہمارے علمائے کرام سے کفر متفق علیہ کی فصل میں منقول، مطبع مصر ص ۳۱:

من تلفظ بلفظ کفر یکفر وکذا کل من ضحك علیه اواستحسنه اورضی به یکفر [3]۔	جو کفر کا لفظ بولے کافر ہوا اسی طرح جو اس پر ہنسے یا اچھا سمجھے یا راضی ہو کافر ہو جائے۔

بحر الرائق ج ۵ ص ۱۲۴:

من حسن کلام اھل الاھواء وقال معنوی او کلام له معنی صحیح ان کان ذلك کفرا من القائل کفر المحسن [4]۔	جو بدمذہبوں کے کلام کو اچھا جانے یا کہے بامعنی ہے یا یہ کلام کوئی معنی صحیح رکھتا ہے اگر وہ اس قائل سے کلمہ کفر تھا تو یہ اچھا بتانے والا کافر ہو گیا۔

پھر ان کی عبادت دائمی کہ جس مسلمان کو مقلد پائے شرک بتائیں بحکم احادیث صحیحہ و روایات مصححہ فقہیہ ان پر لزوم کفر کے لئے بس ہے، صحیح بخاری مطبع احمدی قدیم ج ۲ ص ۹۰۱، صحیح مسلم افضل المطابع ج ۱ ص ۵۷:

ایما رجل اوقال الاخیه کافر فقد باء بها احدهما	حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ

[1] خلاصۃ الفتاوٰی کتاب الفاظ الکفر فصل ثانی جنس خامس مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۴/ ۳۸۷
[2] فتاوٰی ہندیہ الباب التاسع فی احکام المرتدین نورانی کتب خانہ پشاور ۲/ ۲۷۹
[3] الاعلام بقواطع الاسلام مع سبل الجناۃ مکتبہ دار الشفقت استنبول ترکی ص ۳۶۶
[4] بحر الرائق باب احکام المرتدین ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۵/ ۱۲۴

(زاد مسلم) ان کان کما قال والارجعت علیہ[1]۔	وسلم نے فرمایا جو شخص کسی کلمہ گو کو کافر کہے ان میں ایک پر یہ بلاضرور پڑے اگر جسے کہا سچ کافر تھا، تو خیر ورنہ یہ لفظ کہنے والا پر پلٹ آئے گا۔

حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ مطبع مصر ۱۲۷۶ھ ج ۲ ص ۱۵۶:

کذلك یا مشرك ونحوہ[2]۔	اسی طرح کسی کو مشرک یا اس کے مثل کوئی لفظ کہنا کہ جسے کہا وہ مشرک نہ تھا تو کہنے والا خود مشرک ہوگیا۔

ہم نے الکوکبۃ الشھابیہ اور نیز النھی الاکید عن الصلٰوۃ وراء عدی التقلید میں ثابت کیا کہ یہ معنی خود احادیث سے ثابت اور تقویۃ الایمان اس دعوی کی مؤید، [1]عالمگیری ج ۲ ص ۲۷۸: [2]ذخیرہ سے [3]برجندی شرح نقایہ مع لکھنوج ۲ ص ۶۸، [4]جامع الرموز مطبع کلکتہ ۱۲۷۴ھ ج ۲ ص ۶۵۱ دونوں [5]فصول عمادی سے، [6]حدیقہ ندیہ ص ۱۴۰ و ۱۵۶ [7]احکام حاشیہ درر و غرر سے، [8]جامع الفصولین ج ۲ ص ۳۱۱ [9]قاضی خاں سے، [10]ردالمحتار مطبع استنبول ج ۳ ص ۲۸۳ [11]نہر الفائق سے [12]درمختار ص ۲۹۳، [13]شرح وہبانیہ سے [14]خزانۃ المفتین قلمی ج ۱ کتاب السیر آخر فصل الفاظ الکفر [15]بزازیہ ج ۳ ص ۳۳۱:

المختار للفتوی فی جنس ھذہ المسائل ان القائل بمثل ھذہ المقالات ان کان ارادالشتم و لایعتقدہ کافر ا لایکفر وان کان یعتقدہ کافرا فخاطبہ بھذا بناء علی اعتقادہ انہ کافر یکفر[3]۔	اسی قسم کے مسائل میں فتوے کے لئے مختار یہ ہے کہ مسلمان کو اس طرح کا کوئی لفظ کہنے والا اگر صرف دشنام دہی کا ارادہ کرے اور دل میں کافر نہ جانے تو کافر نہ ہوگا اور اگر اپنے مذہب کی رو سے اسے کافر سمجھتا ہے اس بنا پر یوں کہا تو کافر ہو جائے گا۔

درمختار: بہ یفتی[4] اسی تفصیل پر فتوی ہے۔ پر ظاہر کہ یہ لوگ اپنے مذہب واعتقاد کی رو سے مسلمانوں کو

---

[1] صحیح مسلم کتاب الایمان قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۵۷

[2] الحدیقہ الندیہ شرح الطریقۃ المحمدیہ النوع الرابع مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ۲/ ۲۳۶

[3] فتاوٰی ہندیہ الباب التاسع فی احکام المرتدین نورانی کتب خانہ پشاور ۲/ ۲۷۸، الحدیقہ الندیہ النوع الرابع من الانواع الستین السب الخ مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ۲/ ۲۳۶، شرح النقیایہ للبرجندی کتاب الحدود نولکشور لکھنو ۴/ ۶۸، ردالمحتار باب التعزیر داراحیاء التراث العربی بیروت ۳/ ۱۸۳

[4] درمختار باب التعزیر مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۳۲۷

مشرک کہتے ہیں ان کا یہ عقیدہ ان کی کتب مثل تقویۃ الایمان وتنویر العینین وتصانیف بھوپالی وغیرہا میں جابجا مصرح تو حسب تصریحات مذکورہ فقہائے کرام ان پر لزوم کفر میں اصلا کلام نہیں، باقی تفصیل ہمارے رسائل **النہی الاکید والکوکبۃ الشہابیہ** وحصہ اول مجلد ششم **العطایا النبویہ فی الفتاوٰی الرضویہ میں** ہے، لاجرم علمائے مکہ معظّمہ کے سردار بقیۃ السلف عمدۃ الابرار خاتمۃ المحققین شیخ الاسلام والمسلمین زبدۃ الکبراء البلد الامین شیخنا وبرکتنا وسیدنا وقدوتنا علامہ سید شریف احمد زینی دحلان مکی رضی اللہ تعالٰی عنہ وعنابہ وقدسنا بسرہ المکی نے کتاب مستطاب الدرر السنیہ فی الرد علی الوہابیہ میں کہ خاص اسی طائفہ کے رد میں تالیف فرمائی اور مطبع بہیہ مصر میں طبع ہوئی، ان گمراہوں کی نسبت تصریحا ارشاد فرمایا ص ۲۶:

ھٰؤلاء الملحدۃ المکفرۃ للمسلمین[1]۔	یہ ملحد کافر بے دین لوگ مسلمانوں کو کافر کہنے والے۔

ظاہر ہے کہ ملحد ایک فرقہ کفار ہے بلکہ جمیع فرق کفر کو شامل، ردالمحتار ج ۳ ص ۴۵۷ رسالہ علامہ ابن کمال پاشا سے:

الملحد اوسع فرق الکفر جدا[2]۔	ملحد تمام فرق کفار سے وسعت معنی میں زیادہ ہے۔

نیز علامہ سید شریف ممدوح نے فرمایا ص ۳۰:

امر الشریف مسعود ان یناظر علماء الحرمین العلماء الذین بعثوھم فناظروھم فوجدوھم ضحکۃ ومسخرۃ کحمر مستنفرۃ فرت من قسورۃ ونظروا الی عقائدھم فاذا ھی مشتملۃ علی کثیر من المکفرات[3]۔	مکہ معظّمہ کے حاکم حضرت مسعود رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے علماء حرمین شریفین کو حکم دیا کہ وہابیوں کے مولویوں سے جو ان کے امام شیخ نجدی نے بھیجے ہیں مناظرہ کریں، علمائے کرام نے ان ملوں سے مناظرہ فرمایا تو انھیں پایا کہ نرے مسخرے ہنسنے کے قابل ہیں جیسے بھڑکے ہوئے گدھے کہ شیر سے بھاگے ہوں، اور ان کے عقائد کو غور فرمایا تو ان میں بہت باتیں وہ پائیں جن کا قائل کافر ہے۔

اسی رسالہ مبارکہ میں ص ۳۲ سے ۳۵ تک بہت حدیثیں نقل فرمائیں جن میں اسی فرقہ وہابیہ کے خروج کی خبر آئی ہے ان میں بھی جابجا ان کے کافر اور دین اسلام سے یکسر خارج ہونے کی تصریح ہے اس میں ان کے

---

[1] الدرر السنیہ فی الرد علی الوہابیہ مکتبۃ دار الشفقت ترکی ص ۳۸

[2] ردالمحتار باب المرتد دار احیاء التراث العربی بیروت ۳/۲۹۶

[3] الدرر السنیہ فی الرد علی الوہابیہ مکتبۃ دار لشفقت ترکی ص ۴۳ و ۴۴

معلم اول شیخ نجدی کی نسبت فرمایا ص ۲۷: "فَبُهِتَ الَّذِیۡ کَفَرَ ؕ"[1] مدہوش ہوگیا کافر۔
بالجملہ اس میں شک نہیں کہ اس گروہ ناحق پژدہ ہزاروں وجہ سے کفر لازم، اور جماہیر فقہائے کرام کی تصریحیں ان کے صریح کفر پر حکم۔

نسأل الله تعالٰی العفو والعافیه فی الدین والدنیا والاخرۃ۔	ہم اللہ تعالٰی سے دین اور آخرت میں عفو و عافیت کا سوال کرتے ہیں۔(ت)

تنبیہ نبیہ: یہ حکم فقہی متعلق بکلمات سفہی تھا مگر اللہ تعالٰی کے بے شمار رحمتیں بے حد برکتیں ہمارے علمائے کرام عظمائے اسلام معظمین کلمہ خیر الانام علیہ وعلیہم والسلام پر کہ یہ کچھ دیکھتے وہ کچھ سخت وشدید ایذائیں پاتے اس طائفہ کے پیر وپیرو سے ناحق ناروا بات پر سچے دل سے مسلمانوں خالص سنیوں کی نسبت حکم کفر وشرک سنتے، ایسی ناپاک وغلیظ گالیاں کھاتے ہیں باایںہمہ نہ شدت غضب دامن احتیاط ان کے ہاتھ سے چھڑاتی، نہ ان نالائق ولایعنی خباثتوں پر قوت انتقام حرکت میں آتی ہے، وہ اب تک یہی تحقیق فرمارہے ہیں کہ لزوم والتزام میں فرق ہے، اقوال کا کلمہ کفر ہونا اور بات، اور قائل کو کافر مان لینا اور بات، ہم احتیاط برتیں گے سکوت کریں گے جب تک ضعیف سا ضعیف احتمال ملے گا حکم کفر جاری کرتے ڈریں گے، فقیر غفر اللہ تعالٰی لہ، نے اس مبحث کا قدرے بیان آخر رسالہ **سبحٰن السبوح عن عیب کذب مقبوح** ۱۳۰۷ھ میں کیا اور وہاں بھی باآنکہ اس امام وطائفہ پر صرف ایک مسئلہ امکان کذب میں اٹھتر ۷۸ وجہ سے لزوم کفر کا ثبوت دیا، حکم کفر سے کف لسان ہی لیا۔
بالجملہ اس طائفہ حائفہ خصوصا ان کے پیشوا کا حال مثل یزید پلید علیہ ماعلیہ ہے کے محتاطین نے اس کی تکفیر سے سکوت پسند کیا، ہاں یزید مرید اور ان کے امام عنید میں اتنا فرق ہے کہ اس خبیث سے ظلم وفسق وفجور متواتر مگر کفر متواتر نہیں اور ان حضرات سے یہ سب کلمات کفر اعلٰی درجہ تواتر پر ہیں، پھر اگرچہ ہم براہ احتیاط تکفیر سے زبان روکیں ان کے رخسارو بوار یہ کو یہ کیا کم ہے کہ جماہیر ائمہ کرام فقہائے السلام کے نزدیک ان پر بوجوہ کثیرہ کفر لازم، **والعیاذ باللہ القیوم الدائم**، امام ابن حجر مکی قواطع میں فرماتے ہیں:

انه یصیر مرتدا قول جماعۃ وکفی بھٰذا خسارا و تفریطا[2]۔	وہ ایک جماعت کے قول پر مرتد ہوجائیگا اور یہ اس کے خسارہ اور سرکشی کو کافی ہے۔(ت)

[1] القرآن الکریم ۲/ ۲۵۸
[2] الاعلام بقواطع الاسلام مع سبل النجاۃ مکتبۃ دار الشفقۃ استنبول ترکی ص ۳۶۲

اللہ عزوجل پناہ دے اور دین حق پر دنیا سے اٹھائے، آمین! والحمد اللہ رب العالمین، واللہ سبحنہ وتعالٰی اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

الحمدللہ جواب مفصل سے یہ چند سطور کا التقاط مع بعض نفائس زیادات کہ غرہ جمادی الآخرہ روز جمعہ مبارکہ ۱۳۱۲ھ کو آغاز و انجام ہوا، بجائے خود بھی اس باب میں کافی ووافی کلام ہوا، لہٰذا بلحاظ تاریخ سل السیوف الھندیۃ علی الکفریات بابا النجدیۃ عـــہ نام ہوا،

صلی اللہ تعالٰی علی سیدنا ومولٰینا محمد والہ وصحبہ اجمعین والحمد اللہ رب العالمین۔

کتبـــــــــــــــــــــــــــــــــہ

عبدہ المذنب احمد رضا بریلوی عفی عنہ بمحمدن المصطفی الامی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم عبد المصطفٰی

حنفی قادری برکاتی بریلوی
۱۳۰۱ھ
عبدالمصطفٰے احمد رضا خاں سُنّی

مسئلہ ۱۳۱: از جی آئی پی ریلوے اسٹیشن بھوساول مسئولہ عبدالباسط ۱۳رمضان ۱۳۳۹ھ

مسلمانوں نے اتفاق کیا کہ جو مسلمان نماز نہ پڑھے گا وہ برادری سے خارج سمجھا جائے گا اس پر چند افراد جو نماز وروزہ وحج وزکوۃ کے پابند نہ ہوں عالم کے سمجھانے پر بھی نہ مانیں اور کہیں کہ پہلے شرابیوں اور زانیوں کو برادری سے خارج کرنا یہ ضرور اور فرض ہے سوا اس کے نصیحت کرنے والے عالم کو کہیں کہ تم جھوٹے ہو اور تم پر خدا کی لعنت ہے حالانکہ وہ عالم ان کا امام ہے تو ایسے بے نمازیوں کو ابھارنے اور جرات دینے والے اور باوجود تاکید عالم کو جھوٹا اور لعنتی بنانے والے مسلمان (بے نمازیوں) کو شرع شریف کے موافق کیا تنبیہ ہونی چاہئے؟ ایسا کہنے والے ایمان سے خارج ہوچکے اور انھیں تجدید ایمان اور تجدید نکاح کرانا ضرور ہے یا نہیں؟ اگر ایسے اشخاص اپنی بات رکھنے کے لئے نادانی سے یا مغروری سے استفتاء

عـــہ: قال الصاحب جمال الدین بن مطروح: ان کان باباکم بذار اضیاء فرب غش قداتی من تصیح وقال غیرہ: ورام باباھم ماموراً فاخلفت ظنہ المقادر نقلھما فی حرف الباء من فوات الوفیات ۱۲ منہ رضی اللہ تعالٰی عنہ (م)	الصاحب (جمال الدین بن مطروحی نے کہا: اگر تمھارا بابا اس پر راضی ہے تو بسا اوقات کھوٹا بھی کھری آواز دیتاہے۔ اور کسی دوسرے نے کہا: تمھارے بابا نے کسی مامور کا قصد کیا تو پیمانوں نے اس کا اندازہ غلط کیا۔ دونوں شعر فوات الوفیات کے حرف باء میں اس نے نقل کئے ۱۲ منہ رضی اللہ تعالٰی عنہ (ت)

نہ پڑھیں نہ تجدید نکاح شرم سے کریں اور مرجائیں تو مسلمان ایسوں کی میت میں جائیں اور قبرستان میں دفن کریں یا نہیں؟ **بینوا توجروا**

الجواب:

وہ لوگ سخت اشد کبیرہ کے مرتکب ہوئے، مورد غضب جبار ہیں، مستحق نار ہیں، مستحق لعنت پروردگار ہیں، مگر اتنی بات پر صاف حکم کفر ان پر نہیں ہوسکتا، اگر مرجائیں تو ان کے ساتھ اسلامی برتاؤ فرض ہوگا ہاں اگر کوئی خاص مکالمہ ایسا تھا جس پر یہ جواب دینا موجب کفر ہو تو اس کا ذکر سائل نے نہ کیا۔ **واللہ تعالٰی اعلم**

مسئلہ ۳۲: از درنگر دایا مسانہ گجرات گاڑیکے دروازہ بنجارہ چاندا رسول کے پاس والا مکان مسئولہ عبدالرحیم احمد آبادی ۲۲ رمضان المبارک ۱۳۳۹ھ

کیافرماتے ہیں علمائے دین کہ سیدالاولین والآخرین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر الزام لگانا اور ان کو اپنے جیسا جاننا کفر ہے یا نہیں؟ تفصیل اس کی یہ ہے کہ جو وقت زید و عمر میں جھگڑا ہوا، عمرو نے زید کے پاس ایک رقعہ بھیجا جس کی نقل یہ ہے، قولک مجھ کو اس کا مطلق رنج نہیں، اقوال یہ بات تو سراسر غلط ہے کیونکہ سب و شتم اور برا کہنے سے مانند مقناطیس کے جس طرح لوہے میں اثر پیدا کرتا ہے اسی طرح دل پر اثر ہوجاتا ہے، خواص ہوں یا عوام، نبی ہو یا ولی سب کے دل پر غم تو ضرور سرایت کرتا ہے، دیکھئے ہمارے پیشوا فخر عالم محمد مصطفٰی صلی اللہ تعالٰی تعالٰی علیہ وسلم کو کفار قریش کی ایذا دہی و طعن زنی کی وجہ سے دل پر غم وحزن کا صدمہ از حد پہنچا تھا ہر وقت غم کی تسلی کے لیئے اللہ جل شانہ نے وقتا فوقتا جبریل علیہ السلام کی معرفت نازل فرمایا، جیسے قرآن مجید میں فرماتا ہے:

"وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ اِلَّا بِاللّٰهِ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُ فِيْ ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُوْنَ ۝" [1]۔	اور اے محبوب تم صبر کرو اور تمھارا صبر اللہ ہی کی توفیق سے ہے اور ان کا غم نہ کھاؤ اور ان کے فریبوں سے دل تنگ نہ ہو۔ (ت)

اب فرمائیے یہ الفاظ کفریہ ہے یا نہیں؟ **بینوا توجروا** (بیان فرمائے اجر پائے۔ت)

الجواب:

سوال کی تفصیل سائل نے تحریر کی اس کے دیکھنے سے یہ الزام ثابت نہیں ہوتے کہ اس نے **معاذ اللہ** حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر الزام رکھنا چاہا، یا **عیاذًا باللہ** حضور کو اپنے جیسا جانا، **واللہ تعالٰی اعلم**۔

---

[1] القرآن الکریم ۱۶/ ۱۲۷

مسئلہ ۳۲۳: از مدراس بتوسط جناب سید شاہ مخدوم محی الدین صاحب قاری نائب متولی مسجد والا جاہی ترملکھیڑی مسئولہ جناب شاہ محمد حسین صاحب قادری نائب قاضی اہلسنت مدراس ۲۲ رمضان ۱۳۳۹ھ

حضرت مولانا المحترم دام فیضکم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، مزاج گرامی، ایک استفتاء بغرض جواب مرسل خدمت گرامی ہے، امید کہ جلد جواب باصواب مرحمت فرمائیں گے کیونکہ مدراس میں ایک شخص جو اپنے آپ کو قومی لیڈر کہلواتا ہے اور اپنے اخبار میں ہمیشہ بزرگان دین کی توہین کرتا ہے جس کے سبب قوم میں تفرقہ پڑرہا ہے اس کی تنبیہ اور خلق اللہ کی ہدایت کے لئے آپ کو تکلیف دی جاتی ہے امید کہ جواب سے سرفراز فرما کر عنداللہ ماجور رہوں گے

استفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین متین کہ ایک مدراسی پرچہ نویس فاتحہ دلانے والوں پر شر انگیزی کرتا ہے جس کے خیالات یہ ہیں: "فاتحہ بدعت اور زیارت تربتہائے مطہرہ قبر پرستیاں اور اس کی تحریر سے حضرت غوث اعظم محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالٰی عنہ کے فاتحہ دلانے والوں اور متبرک طعام کھانے والوں کو نام کی پوجا قبر کی پرستش کرنے والوں، خلافت کا خون پینے والے اور حضرت غوث الاعظم کی پاک ہڈیوں کو چبانے والے سنایا جارہا ہے، ۱۱ ربیع الآخر کے اخبار میں لکھا ہے: "آج اس کے مریدوں اور متعقدوں کو یہ حال ہے کہ نام کی پوجا اور قبر کی پرستش کررہے ہیں مگر خلافت کا خون پی رہے ہیں، حضرت غوث اعظم کی پاک ہڈیوں کو چبا رہے ہیں، الخ" ۲ ربیع الاول کے پرچہ میں لکھا کہ: ان بدمعاشوں کو اس پر رونا نہیں آتا کہ حضرت شاہ بغداد کی روح کو کافروں نے ذلیل کیا ہے" اور ۱۴ ربیع الاول ۱۳۳۹ھ کے پرچے میں لکھا ہے جس کا عنوان یہ ہے: " جادو وہ جو سر پر چڑھ کے بولے کہ اجل کا فرشتہ بندر بن کر شاہ یونان کو کاٹا۔" ۱۵ ماہ محرم ۱۳۳۷ھ کے پرچے میں لکھا ہے: "اذان میں **محمد** رسول اللہ (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) سن کر انگوٹھے چوم لینا یا موئے مبارک کی زیارت کرلینا یا آثار خانہ کے روبرو سے گزرتے ہوئے گردن جھکا دینا یا جمعہ یا جمعرات کو فاتحہ کرلینا یہ باتیں رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی اطاعت نہیں۔" ایسے شخص کے لئے شرع شریف میں کیا حکم کرتی ہے، ایسے شخص کو مولانا، فخر قوم، فخر مسلمانان، لیڈر قوم کا لقب دینا دائرہ اسلام میں کوئی خدمت عطا کرنا اس کی تائید واعانت کرنا اس سے راہ ورسم رکھنا اس کا وعظ کرانا اس کا اخبار خریدنا کیا حکم رکھتا ہے؟ **بینوا توجروا**

الجواب:

فاتحہ کو بدعت کہنا، زیارات مزاراتِ طاہرہ کو قبر پرستی بنانا، نیاز حضور پر نور سیدنا غوث الاعظم

رضی اللہ تعالٰی عنہ کو نام کی پوجا کہنا، تعظیم آثار شریفہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو حضور کی اطاعت نہ ماننا، یہ سب شعار وہابیت ہیں اور وہابیہ گمراہ بددین بلکہ کفار و مرتدین ہیں، **کماحققناہ فی غیر ما کتاب** (جیسا کہ ہماری متعدد کتب میں اس کی تفصیل ہے۔ت) روح اقدس حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کی نسبت وہ ناپاک کلمہ تذلیل لکھنا کذب و قبیح و توہین صریحہ ہے ان کے غلامان غلام کی روح کو تمام جہاں کے کفار و مشرکین و وہابیہ و مرتدین مل کر ذلیل نہیں کر سکتے۔

"وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝" [1]	عزت تو اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں ہی کے لئے ہے مگر منافقوں کو خبر نہیں (ت)

حضرت ملک الموت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسبت بندر کاٹنے کا لفظ ملک مقرب رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ک توہین ہے کفر مبین ہے، ایسے شخص کو مولانا و فخر مسلمانان اور ہادی و رہبر قوم ماننا اگر اس کے اقوال پر اطلاع کے بعد ہے خود کافر و موجب غضب رب ہے،

قال صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لاتقولوا للمنافق سیدنا فانہ ان یکن سیدکم فقد اسخطتم ربکم [2]۔	منافق کو "اے ہمارے سردار" نہ کہو کہ اگر وہ تمھارا سردار ہوا تو تم نے اپنے رب کا غضب اپنے سر لیا۔

فتاوٰی ظہیریہ واشباہ والنظائر و درمختار وغیرہا میں ہے: **تبجیل الکافر کفر** [3] (کافر کی توقیر کفر ہے۔ت) انھیں میں ہے: **لو قال لمجوسی یا استاذ تبجیلا کفر** [4] (اگر مجوسی کو "اے استاد" توقیرا کہا تو کفر ہے۔ت) اس کا واعظم کرانا حرام ہے، تبیین الحقائق امام زیلعی میں ہے:

لان فی تقدیمہ تعظیمہ وقد وجب علیھم	کیونکہ اس کی تقدیم میں اس کی تعظیم ہے حالانکہ

---

[1] القرآن الکریم ۶۳/ ۸

[2] مسند امام احمد بن حنبل حدیث بریدہ الاسلمی رضی اللہ عنہ دار الکفر بیروت ۵/ ۴۷-۳۴۶، سنن ابی داؤد کتاب الادب باب لایقول الملوك آفتاب عالم پریس لاہور ۲/ ۳۲۴

[3] الاشباہ والنظائر کتاب السیر باب الردۃ ادارۃ القرآن کراچی ۱/ ۲۸۸، درمختار کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی البیع مطبع مجتبائی دہلی ۲/ ۲۵۱

[4] الاشباہ والنظائر کتاب السیر باب الردۃ ادارۃ القرآن کراچی ۱/ ۲۸۸، درمختار کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی البیع مطبع مجتبائی دہلی ۲/ ۲۵۱

اھانۃ شرعا[1]۔	مسلمانوں پر شرعا اس کی توہین لازم ہے۔(ت)

اسلام کی کوئی خدمت اسے سپرد کرنا جس میں وہ مسلمانوں کا رازدار یا بعض مسلمانوں کا سردار بنے سخت حرام ہے

قال اللہ تعالٰی "یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا بِطَانَةً مِّنْ دُوْنِكُمْ"[2]۔	اللہ تعالٰی نے فرمایا: اے ایمان والو! غیر کو اپنا رازدار نہ بناؤ۔

ابو موسٰی اشعری رضی اللہ تعالٰی عنہ نے جب ایک کافر کو اپنا محرر بنانا چاہا امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ تعالٰی عنہ نے انھیں فرمان بھیجا:

لا اکرمھم اذا اھانھم اللہ و لا اعزھم اذا اذلھم اللہ ولا ادینھم اذا ابعدھم اللہ[3] وفی اخرٰی لیس لنا ان ناتمنھم وقد خرنھم اللہ ولا ان نرفعھم وقد وضعھم اللہ[4]۔	میں کافر کو گرامی نہ کروں گا جب کہ انھیں اللہ نے خوار کیا، نہ انھیں عزت دوں گا جب کہ انھیں اللہ نے ذلیل کیا، نہ ان کو قرب دوں گا جب کہ انھیں اللہ نے دور کیا، دوسری روایت میں ہے ہمیں روا نہیں کہ کافروں کو امین بنائیں حالانکہ اللہ تعالٰی انھیں خائن بتاتا ہے یا ہم انھیں رفعت دیں حالانکہ اللہ سبحانہ، وتعالٰی نے انھیں پستی دی۔

درمختار میں ہے:

یمنع من استکتاب ومباشرۃ یکون بھا معظما عند المسلمین[5]۔	اسے کتابت اور ایسے کام سے روک دیا جائے گا جس کی وجہ سے وہ مسلمانوں کے ہاں معظم ٹھہرے۔(ت)

اس کی تائید واعانت حرام ہے،

قال اللہ تعالٰی "وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ"[6]۔	اللہ تعالٰی نے فرمایا: گناہ اور حد سے بڑھنے پر مدد نہ دو۔

[1] تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق باب الامامۃ المطبعۃ الکبرٰی الامیریہ بولاق مصر ۱/ ۱۳۴
[2] القرآن الکریم ۳/ ۱۱۸
[3] لباب التاویل (تفسیر الخازن) تحت آیۃ ۵/ ۵۱ مصطفی البابی مصر ۲/ ۶۲
[4] لباب التاویل (تفسیر الخازن) تحت آیۃ ۵/ ۵۱ مصطفی البابی مصر ۲/ ۶۲
[5] درمختار باب فصل فی الجزیۃ مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۳۵۲
[6] القرآن الکریم ۵/ ۲

حدیث میں ہے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من مشی مع ظالم لیعینه وھو یعلم انه ظالم فقد خلع من عنقة ربقة الاسلام [1]۔	جو دانستہ کسی ظالم کے ساتھ اسے مدد دینے چلے بیشک اس نے اسلام کی رسی اپنی گردن سے نکال دی۔

اس سے راہ ورسم میل جول رکھنا حرام ہے،

قال اللہ وتعالٰی "وَ اِمَّا یُنْسِیَنَّكَ الشَّیْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۶۸﴾" [2]۔	اللہ تعالٰی نے فرمایا: اگر تجھے شیطان بھلادے تو یاد آنے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھ۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ایاکم وایاھم لایضلونکم ولایفتنونکم [3]۔	ان سے دور رہو اور انہیں اپنے سے دور کرو کہیں وہ تم کو گمراہ نہ کردیں کہیں وہ تمھیں فتنہ میں نہ ڈال دیں۔

اس کا اخبار بطور پسند خرید نا ہرگز جائز نہیں جب کہ وہ ایسی ناپاک ومخالف دین باتوں پر مشتمل ہوتا ہے

قال اللہ تعالٰی "وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّشْتَرِیْ لَهْوَ الْحَدِیْثِ لِیُضِلَّ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ بِغَیْرِ عِلْمٍ ۖ وَّ یَتَّخِذَهَا هُزُوًا ؕ اُولٰٓىٕكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِیْنٌ ﴿۶﴾" [4]۔ والعیاذ باللہ تعالٰی، واللہ تعالٰی اعلم	اللہ تعالٰی کا فرمان مبارک ہے کچھ لوگ لغو باتیں خریدتے ہیں کہ ان کے سبب براہ جہالت خدا کی راہ سے بہکادیں اور اسے ہنسی بنالیں ان کے لئے ہے ذلت دینے والا عذاب۔

---

[1] المعجم الکبیر حدیث ۶۱۹ المکتبۃ الفیصلیہ بیروت ۱/ ۲۲۷، شعب الایمان حدیث ۷۶۷۵ دارالکتب العلمیہ بیروت ۶/ ۱۲۲
کنز العمال حدیث ۱۴۹۵۵ موسسۃ الرسالۃ بیروت ۶/ ۸۵، الفردوس بماثور الخطاب حدیث ۵۷۰۹ دار الکتب العلمیہ بیروت ۳/ ۵۴۷

[2] القرآن الکریم ۶/ ۶۸

[3] صحیح مسلم باب نہی عن الروایۃ عن الضعفاء قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۱۰

[4] القرآن الکریم ۳۱/ ۶

مسئلہ ۳۴: از پڑاوہ علاقہ ریاست ٹونک محلّہ سلطان پورہ مسئولہ ابراہیم ۲۸ رمضان ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص اپنے ہاتھوں سے تعزیہ بناتا ہے اور پرستش جیسے افعال اس سے سرزد ہوتے ہیں یعنی منت وغیرہ ماننا، اس شخص میں اور بت پرست میں کیا فرق ہے؟ اس کی زوجہ اس کے نکاح میں رہی یا نہیں؟ **بینوا توجروا**

الجواب:

تعزیہ بنانا ناجائز ہے مگر ہرگز کوئی مسلمان اس کی پرستش نہیں کرتا نہ اسے معبود جانتا ہے، یہ مسلمان پر شدید بدگمانی ہے اور بدگمانی حرام، اور وہ منتیں کہ مانی جاتی ہیں عرفی یا اختراعی ہیں شرعی نہیں، بلکہ خود نذر شرعی کے عبادت ہونے میں کلام ہے۔ نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے صحیح حدیثوں میں نذر ماننے سے منع فرمایا اور عبادت سے منع نہیں کیا جاتا۔ صحیحین میں ابوہریرہ وعبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہم سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لاتنذروا فان النذر لایغنی من القدر شیئا وانما یستخرج بہ من البخیل[1]۔	نذر نہ مانو تقدیر کے آگے نذر کچھ کام نہیں دیتی اس سے تو فقط اتنا ہوتا ہے کہ بخیل سے مال نکال لیا جاتا ہے۔

اولیاء کے لئے نذر عرفی ف صدہا سال سے مومنین وصالحین میں معمولی ہے جس کا بیان ہماری کتاب "**السنیۃ الانیقہ فی فتاوی افریقہ**" میں ہے غرض اس کی زوجہ کا اس کے نکاح میں نہ رہنا محض بلاوجہ خیال باطل ہے۔ **واللہ تعالٰی اعلم۔**

مسئلہ ۳۵: از غازی پور یوپی مسئولہ قاضی محمود احمد صاحب ۲ شوال ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ایسے شخص کی امامت کے بارے میں جو خلافت اسلامیہ کی تباہی اور مقامات مقدسہ پر قبضہ ہونے اعدائے دین اسلام کی مسرت میں شرکت کرتا ہو اور مصیبت زدہ مسلمان کوئی ایسی تدبیر کرتے ہوں جس سے خلافت اسلامیہ کا وقار قائم ہوجائے اور جزیرۃ العرب پر اسلامی حکومت قائم ہوجائے تو مسلمانوں کے خلافت قاتلان اسلام کی نہ صرف امداد کرتا ہو بلکہ ان کی

---

[1] صحیح مسلم کتاب النذر قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۴۴

ف: نذر عرفی اور نذر فقہی کی وضاحت فتاوٰی رضویہ جلد ۱۳ مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور کے ص ۵۹۷ پر مسئلہ ۲۴۹ کے تحت فتاوٰی افریقہ سے نقل کردی گئی ہے اسے وہاں ملاحظہ کیا جاسکتا ہے ۱۲

تحسین و تبریک اور ایسی مجالس میں شرکت کرتا ہوں جو خلافت کی تباہی و بربادی کے واسطے کی جاتی ہوں، اس سے تمام اہل اسلام کے قلوب متنفر ہوں کیا اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ **بینوا توجروا**

الجواب:

اگر یہ باتیں واقعی ہیں کہ وہ معاذاللہ شکست اسلام پر مسرت کرتا ہے اور قاتلان مسلمین کی تحسین، تو اس کی قابلیت امامت درکنار اس کے اسلام ہی میں کلام ہے، باقی وہ ناجائز طریقے جو مدعیان حمایت نے نکال رکھے ہیں اور جس میں مشرکین سے محبت و وداد بلکہ اتحاد بلکہ غلامی و انقیاد برت رہے ہیں، وہ سب مخالف قرآن عظیم ہیں، مسلمانوں کو ان سے جدائی فرض ہے،

قال اللہ تعالٰی "لَا تَجِدُ قَوْمًا یُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ یُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ لَوْ كَانُوْۤا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِیْرَتَهُمْ ؕ"[1]۔	اللہ تعالٰی نے فرمایا: تم نہ پاؤگے انھیں جو ایمان رکھتے ہیں اللہ وقیامت پر کہ اللہ ورسول کے مخالفوں سے دوستی کریں اگرچہ وہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا عزیز ہوں۔

اور فرماتا ہے:

"وَ لَوْ كَانُوْا یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ النَّبِیِّ وَ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْهِ مَا اتَّخَذُوْهُمْ اَوْلِیَآءَ"[2]۔	اور اگر انھیں اللہ اور نبی اور قرآن پر ایمان ہوتا تو کافروں کو اپنا دوست یا مددگار نہ بناتے۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۳۶و۳۷: از سہسرام محلّہ پرتالہ ضلع آرہ مسئولہ قدرت اللہ صاحب ۵ شوال ۱۳۳۹ھ

(۱) کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے اثنائے تقریر میں کہا کہ غلاف کعبہ جلادیا گیا، دوسرے نے کہا کیا ہوا دوسرا غلاف آجائے گا۔ اس پر کہا گیا کہاں سے آئے گا، قسطنطنیہ سے تو نہیں آسکتا۔ تو اس نے جواب دیا کیا کعبہ کو جاڑا لگتا ہے، ایسا کہنے والے کے لئے عندالشرع کیا حکم ہے؟

(۲) خلیفۃ المسلمین کے لئے احکام کو ماننا یا ان کی مدد کرنا ان کے وقار کو قائم رکھنا اندر حدود والوں پر فرض ہے یا ہندوستانیوں پر بھی؟ **بینوا توجروا۔**

[1] القرآن الکریم ۵۸/ ۲۲

[2] القرآن الکریم ۵/ ۸۱

الجواب:

(۱) اس کے کلام سے استہزا مترشح ہوتا ہے اس پر توبہ فرض ہے، اور اگر معاذاللہ فی الواقع کعبہ معظّمہ سے استہزا مقصود ہو تو کفر ہے۔

(۲) احکام سلطانی اس کے قلمرو تک ہیں اور اعانت وحمایت ابتداءً اس ملک والوں پر ہے اور وہ عاجز ہوں یا نہ کریں تو قریب والوں پر یونہی منتہائے دنیا تک، مگر ہر فرض بقدر استطاعت ہے اور ہر مطالبہ بقدر قدرت، بحالت موجودہ ہندوستانیوں کو جہاد قائم کرنے کی اجازت شرع میں نہیں۔ **کما ھو مبین فی المحجه المؤتمنة** (جیسا کہ **المحجة المؤتمنة** میں اس کا تفصیلی بیان ہے۔ت) **واللہ تعالٰی اعلم**

مسئلہ ۳۸: از سرکار اجمیر مقدس لنگر گلی مسئولہ حکیم غلام علی صاحب ۶ شوال ۱۳۳۹ھ

اگر کوئی مولوی اپنے مدرسہ کے دروازے پر اور خلافت کے بورڈ پر اور خلافت کی ٹوپی پر اور خلافت کی رسید پر فقط اجمیر لکھے کیا اجمیر کے ساتھ شریف نہ لکھنا اور اصلی نام غلام معین الدین پر غلام نہ لکھا خلاف عقیدہ اہلسنت ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

الجواب:

اجمیر شریف کے نام پاک کے ساتھ لفظ شریف نہ لکھنا اور ان تمام مواقع میں اس کا التزام کرنا اگر اس بنا پر ہے کہ حضور سیدنا خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالٰی عنہ کی جلوہ افروزی حیات ظاہری ومزار پرانوار کو (جن کے سبب مسلمان اجمیر شریف کہتے ہیں) وجہ شرافت نہیں جانتا تو گمراہ بلکہ عدو اللہ ہے۔ صحیح بخاری شریف میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں اللہ عزوجل فرماتا ہے:

من عادٰی لی ولیًا فقد اٰذنته بالحرب [1]۔	جس نے میرے کسی دوست سے دشمنی کی اس کے خلاف میرا اعلان جنگ ہے۔(ت)

اور اگر یہ ناپاک التزام بربنائے کسل وکوتاہ قلمی ہے تو سخت بے برکتا اور فضل عظیم وخیر جسیم سے محروم ہے **کما افادہ الامام المحقق محی الدین ابوزکریا قدس سرہ فی الترضی** (جیسا کہ امام محقق محی الدین ابوزکریا قدس سرہ نے ترضی میں بیان فرمایا ہے۔ت) اور اس کا مبنٰی وہابیت ہے تو وہابیت کفر ہے، اس کے بعد ایسی باتوں کو کیا شکایت ع

[1] صحیح البخاری کتاب الرقاق قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۹۶۳ و ۹۶۴

ماعلی مثلہ بعد الخطاء

(خطاء کے بعد اس کی مثل مجھ پر نہیں۔ت)

اپنے نام سے لفظ غلام اس بناپر ہے کہ حضور خواجہ خواجگان رضی اللہ تعالٰی عنہ وعنہم کا غلام بننے سے انکار واستکبار رکھتا ہے، توبدستور گمراہ اور بحکم حدیث مذکورہ عدو اللہ ہے اور اس کا ٹھکانا جہنم، **قال اللہ** "اَلَیۡسَ فِیۡ جَہَنَّمَ مَثۡوًی لِّلۡمُتَکَبِّرِیۡنَ ﴿۶۰﴾"[1] (اللہ تعالٰی کا ارشاد گرامی ہے: کیا نہیں جہنم میں ٹھکانا متکبرین کا۔ت) اور اگر بربنائے وہابیت ہے کہ غلام اولیائے کرام بننے والوں کو مشرک اور غلام محی الدین وغلام معین الدین کو شرک جانتا ہے تو وہابیہ خود زندیق، بے دین، کفار ومرتدین ہیں "وَلِلۡکٰفِرِیۡنَ عَذَابٌ مُّہِیۡنٌ ﴿۵﴾"[2] (اور کفار کے لئے رسوا کرنے والا عذاب ہے۔ت) **واللہ تعالٰی اعلم۔**

مسئلہ ۳۹: از رانی کھیت محکمہ ملٹری وائس مسئولہ ثناء اللہ سب اوورسیئر ۶ شوال ۱۳۳۹ھ

علمائے دین اس مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں کہ میں نے ایک شخص سے کہا کہ تمھارا رکوع، سجود بالشرع نہیں ہے، اس پر اس نے فورًا یہ کہا یہ آج سے القط ہے، جو آج سے نماز پڑھے وہ مادر........ ہے اور اس سے کہا کہ تم نے داڑھی منڈوائی تو کہا کہ سنت ہے، ایسے شخص پر کیا حکم ہے؟ **بینوا توجروا۔**

الجواب:

اس کا دوسرا لفظ کہ داڑھی منڈوانے کے جواب میں کہا سنت ہے، اگر داڑھی منڈوانے کو سنت کہا تو ضرور کلما کفر ہے، اور اگر یہ مطلب تھا کہ داڑھی رکھنا صرف سنت ہے، فرض واجب نہیں کہ اس کے ترک سے میں نے گناہ کیا تو اگرچہ اس کا یہ جواب شیطانی ہے مگر کفر سے بچ جائے گا، لیکن وہ گالی جو اس نے نماز پڑھنے والے کو دی ضرور کلمہ کفر ہے اس پر فرض ہے کہ نئے سرے سے مسلمان ہو پھر عورت کو رکھنا چاہے تو اس سے دوبارہ نکاح کرے۔ **واللہ تعالٰی اعلم۔**

مسئلہ ۴۰: از قصبہ رچھا روڈ ضلع بریلی مسئولہ حکیم محمد احسن صاحب ۹ شوال ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں پر کسی فعل ناجائز کے سبب کفر کا فتوٰی دینا جائز ہے یا نہیں ہے؟ **بینوا توجروا**

---

[1] القرآن الکریم ۳۹/ ۶۰

[2] القرآن الکریم ۵۸/ ۵

الجواب:

فعل ناجائز کہ صرف گناہ ہو محض اس کی وجہ سے کفر کا فتوٰی دینا سید وغیر سید کسی پر بھی جائز نہیں **واللہ تعالٰی اعلم۔**

مسئلہ ۴۱ تا ۴۲: از جمشید پور ڈاک خانہ خاص ضلع سنگھ بھوم آفس کار کیے مسئولہ حمید اللہ ۹ شوال ۱۳۳۹ھ

(۱) مسلمان یا ہندو کسی مسلمان کا نام لے کر کہیں کہ فلاں شخص کی جے۔ جیسے شوکت علی محمد علی کی جے، یہ درست ہے یا نہیں؟

(۲) شوکت علی وغیرہ کے مجلسوں میں جانا درست ہے یا نہیں؟ اور لفظ مہاتما کہنا جائز ہے یا نہیں؟ **بینوا توجروا**

الجواب:

(۱) جے جو کافر بولتے ہیں جیسے گاندھی وغیرہ کی یا عام ہنود کی، یہ بحکم فقہائے کرام کفر ہے، درمختار وغیرہ میں ہے: **تبجیل الکافر کفر**[1] (کافر کی تعظیم کفر ہے۔ت) یونہی جو نام کا مسلمان حد کفر تک پہنچ گیا ہو اس کی جے کا بھی یہی حکم ہے، اور مسلمان کی جے بولنا بھی منع ہے کہ کفار سے مشابہت ہے۔

(۲) مشرک کو مہاتما کہنا حرام ہے بلکہ بحکم فقہائے کرام کفر ہے اور ان کے جلسوں میں جانا ناجائز۔ **واللہ تعالٰی اعلم۔**

مسئلہ ۴۳: از محلّہ سوداگران مسئولہ حضرت ننھے میاں صاحب مدظلہم ذی القعدہ ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ امام نے یہ رکوع "یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْۤا اَنْصَارَ اللّٰهِ"[2] (اے اہل ایمان! ہو جاؤ اللہ تعالٰی کے مددگار۔ت) پڑھا پھر **من بنی اسرائیل** کی جگہ **منکم** کہہ گیا۔ زید نے بعد سلام کہا کہ قرآن عظیم صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے فرماتا ہے: اللہ کے مددگار ہو جاؤ، پھر بنی اسرائیل کی حالت دکھائی جاتی ہے کہ ایک گروہ ان میں سے ہمارا فرمانبردار ہوا اور ایک فرقہ نے کفر کیا منکم کی ضمیر گویا انصار اللہ کی طرف تم نے راجع کی تو **معاذاللہ** صحابہ کے دو گروہ ہو گئے

---

[1] درمختار کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی البیع مطبع مجتبائی دہلی ۲/ ۲۵۱

[2] القرآن الکریم ۶۱/ ۱۴

اس پر امام نے جواب دیا کہ قرآن عظیم عامہ مسلمین سے بھی خطاب فرماتا ہے کفار سے بھی خطاب فرماتا ہے اگر ایسا نہیں یعنی مخاطبہ اس کا صرف صحابہ کرام ہی سے ہو تو اوامر و نواہی سب اٹھ جائیں گے اور کوئی کافر کافر نہ رہے گا۔ اور یہ کہہ دے گا کہ ہم کو کوئی حکم نہیں پہنچا، اس پر زید نے کہا کیا ہم کمینے اس قابل نہیں کہ قابل نہیں کہ قرآن عظیم ہم سے مخاطبہ فرمائے، صحابہ سے اس نے خطاب فرمایا ان کے صدقہ میں ہم کو ملا، عالمگیر دنیا کا بادشاہ ایک چمار سے بات کرنے میں اپنی تذلیل سمجھے گا۔ ہماری نسبت قرآن عظیم سے وہ نہیں جو چمار کو علمگیر سے ہے، کافروں سے مخاطبہ نہیں بلکہ ان کو جھڑکیاں دینا ہے "وَامْتَازُوا الْيَوْمَ اَيُّهَا الْمُجْرِمُوْنَ ۝" [1] (اور جدا ہو جاؤ آج کے دن اے مجرمو۔ت) یہ جھڑکی ہے یا مخاطبہ، شہنشاہ مجرم بدمعاش بدکار کو حکم سزا سنایا کرتا ہے اس کو کلام نہیں کہتے، صحابہ کرام کے پاک ذکر میں طغیان کلام میں یہ بھی زید کے منہ سے نکل گیا کہ اگر وہ ایسی جان نثاری اور ایسی کوششیں نہ فرماتے تو مورخین تاریخ میں لکھ دیتے کہ ایک صاحب پیدا ہوئے اور انھوں نے یہ دعوی کیا، ان پر کتاب اتاری گئی اس کے سوا اور کچھ پتا نہ چلتا۔ یہ انھیں کی جانبازیوں کا نتیجہ ہے جو ہم مسلمان ہیں، ان کا احسان اسلام پر قرآن پر اور سب پر، اگر معاذاللہ احسان سے قائل کی نیت اس وقت غصہ یا حماقت کے سبب منت نہادن ہو تو اس کی نسبت کیا حکم ہوگا حالانکہ زید کے اندر کے دل کا اعتقاد یہ ہے کہ قرآن عظیم پر کسی کا احسان نہیں حتی کہ جس اکرم الاکرمین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر اس نے نزول اجلال فرمایا ان کا بھی کوئی احسان اس پر نہیں بلکہ اسی کے احسانات بے نہایت ہیں، وہ اپنے عقیدے میں روح ایمان کے طریقہ پر رکھتا ہے کہ اس کی ایک آیت کریمہ خود حضور پرنور سید المرسلین نبی الانبیاء اور جمیع مخلوقات الٰہی سے افضل تر ہے کہ وہ باری عزوجلالہ کی صفت کریمہ ہے اور یہ مخلوق وہ قدیم ہے اور یہ حادث اور وہ نماز ہوئی یا نہیں؟ **بینوا توجروا**

الجواب:

نماز تو یقینا ہو گئی، ضمیر منکم صحابہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہ کو پھرنی کچھ ضرور نہیں، التفات بھی ہو سکتا ہے، اور پھرے بھی تو حرج نہیں، بعض کہ اس وقت **الذین امنوا** اور بظاہر صحابہ میں داخل تھے **معاذاللہ** بعد کو مرتد ہو گئے جن سے صدیق اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ نے قتال فرمایا جس کا ذکر آیہ کریمہ:

"يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَسَوْفَ يَاْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ	اے ایمان والو! تم میں جو کوئی اپنے دین سے پھر جائے گا تو عنقریب اللہ ایسے لوگ لائے گا کہ

[1] القرآن الکریم ۳۶/ ۵۹

وَیُحِبُّوْنَهٗۤ ۙ اَذِلَّةٍ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اَعِزَّةٍ عَلَی الْکٰفِرِیْنَ ۫ یُجَاهِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَلَا یَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ ؕ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ ﴿۵۴﴾ "[1]	وہ اللہ کے پیارے اور اللہ ان کا پیارا، مسلمانوں پر نرم اور کافروں پر سخت، اللہ کی راہ میں لڑیں گے اور کسی کی ملامت کرنے والے کی ملامت اندیشہ نہ کریں گے، یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دے، اور اللہ وسعت والا علم والا ہے۔

یہاں بھی یاایھاالذین اٰمنوا سے خطاب فرمایا اور انھیں میں سے بعض معاذاللہ مرتد ہوئے، او وہ اللہ کے پیارے صدیق اکبر اور ان کے پیرو ہوئے، زید کا کہنا کہ خطاب الٰہی صحابہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم سے ہے اور ہم بالطبع داخل ہیں بہت صحیح ہے، اور واقعی قرآن کریم کفار سے زجر کے سوا خطاب کم فرماتا ہے، غالبا اپنے حبیب صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو حکم دیتا ہے کہ ان سے یوں فرمادو، "قُلْ یٰۤاَیُّهَا الْکٰفِرُوْنَ ﴿۱﴾ "[2]، "قُلْ یٰۤاَهْلَ الْکِتٰبِ"[3]، "قُلْ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ هَادُوْۤا"[4]، "قُلْ لِّلَّذِیْنَ کَفَرُوْا"[5] وغیر ذالک۔ پھر بھی بعض جگہ سوائے زجر بھی قرآن عظیم نے بنفس نفیس ان سے خطاب فرمایا ہے۔

قال تعالٰی "یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَاٰمِنُوْا بِرَسُوْلِهٖ یُؤْتِکُمْ کِفْلَیْنِ مِنْ رَّحْمَتِهٖ وَیَجْعَلْ لَّکُمْ نُوْرًا تَمْشُوْنَ بِهٖ وَیَغْفِرْ لَکُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۲۸﴾ "[6]۔	اللہ تعالٰی نے فرمایا: اے وہ لوگوں جو موسی وعیسٰی پر ایمان کا نام لیتے ہو، یعنی یہود ونصاری اللہ سے ڈرو اور اس کے رسول محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر ایمان لاؤ تمھیں اپنی رحمت کا دوہرا حصہ دے گا اور تمھارے لئے نور کردے گا جس سے صراط پر چلو اور تمھارے گناہ بخش دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

معالم شریف میں ہے:

یاایھاالذین اٰمنوا اتقوالله. الخطاب لاھل الکتابین من الیھود والنصارٰی یقول یاایھا الذین اٰمنوا بموسی وعیسی	اے اہل ایمان! اللہ کا تقوی اختیار کرو، یہ یہود ونصارٰی اہل کتاب کو خطاب ہے فرمایا اے وہ لوگو! جو موسٰی وعیسی پر ایمان لائے

---

[1] القرآن الکریم ۵ /۵۴

[2] القرآن الکریم ۱۰۹ /۱

[3] القرآن الکریم ۳ /۹۸

[4] القرآن الکریم ۶۲ /۶

[5] القرآن الکریم ۳ /۱۲

[6] القرآن الکریم ۵۷ /۲۸

اتقوا اللہ فی محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم[1]۔	تمھیں حضرت محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے بارے میں ڈرنا چاہئے۔(ت)

زید نے جو کچھ مدح صحابہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم میں کہا سب حق ہے اور سچی محبت صحابہ سے ناشی ہے اور وہ لفظ احسان کہ اس کی زبان سے نکلا اس کی توجیہ نہایت صاف وآسان ہے، قرآن مصحف کریم کو بھی کہتے ہیں، اس قرآن مجید کا ہدیہ کیا ہے، فلاں نے قرآن عظیم کو ہبہ کیا، یا فلاں مسجد پر وقف کیا، یا قرآن کریم کی جلد بندھواؤ، یا چولی چڑھاؤ، یا غلاف سی دو، ان تمام محاورات میں قرآن سے مصحف ہی مراد ہے، اور بلاشبہ یہ محاورہ عام شائع متعارف ہے اور مصحف یعنی یہ اوراق اور ان پر یہ نقوش ساتی روشنائی ضرور حادث وجنس مخلوق ہے، اور اجلہ کا اس سے افضل ہونا ممکن نہ ہو یہ کسی دلیل قطعی سے ثابت نہیں بلکہ جب جنگ صفین میں امیر المومنین مولٰی علی کرم اللہ وجہہ کے حضور قرآن عظیم بلند کیا گیا فرمایا: **ھذا مصحف صامت وانا مصحف ناطق**[2]۔ یہ خاموش قرآن ہے اور میں قرآن ناطق ہوں۔ اگر قرآن سے زید کی یہی مراد تھی تو اس پر کچھ الزام نہیں اور اس کا وہ بیان کہ میں قرآن کو ایسا جانتا ہوں، استدراک ودفع وہم ہوگا، یعنی قرآن حقیقی کی نسبت تو میرا یہ اعتقاد ہے جو حرف بحرف ہے، مگر حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو اکرم الاولین کہنے کے اجازت نہیں، یہ نام پاک عرف میں رب العزت کے لئے ہے، حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اکرم الاولین والآخرین ہیں، غرض زید کی نسبت حکم فتوٰی تو یہ لکھا کہ اس کا کلام معنی صحیح رکھتا ہے، اور وہ کسی سخت الزام کا مورد نہیں ______ لیکن وہ اپنی نیت کو خوب جانتا ہے اور اس کا رب اس سے اعلم، اگر یہ کلمہ اس نے قرآن حقیقی قدیم ہی کی نسبت کہا ہو تو اس صورت میں ضرور حکم سخت ہوا، اس تقدیر پر تجدید اسلام لازم ہوگی پھر اس کے بعد تجدید نکاح وبیعت وحج کے احکام، قرآن عظیم غنی عن العلمین ہے، وہ اس سے پاک ومنزہ ہے کہ تمام عالم میں اس کا اس پر کچھ احسان ہو، اگر سارا جہان کفر کرتا اس کی عظمت میں ذرہ بھر فرق نہ آتا اور اگر سارا جہاں ایمان لے آئے اس کی عظمت میں ذرہ بھر اضافہ نہ ہو کہ اس کی عظمت نا محدود ہے اور نامحدود پر اضافہ محال، بالجملہ یہ معاملہ زید اور اس کے رب میں ہے شرعاً اس پر کوئی الزام نہیں کہ صاف تاویل موجودہ ہے، ہاں حفظ زبان کی احتیاط لازم، **واللہ تعالٰی اعلم۔**

[1] معالم التنزیل علی ہامش الخازن تحت آیۃ یایھا الذین آمنوا اتقوا اللہ الخ مصطفی البابی الحلبی المصر ۷/ ۴۰

[2]

مسئلہ ۴۴: از میرٹھ کوٹھی سید محمد حسین صاحب بیرسٹر مسئولہ محمد مجتبٰی خاں ۱۵ذی الحجہ ۱۳۳۹ھ

کیافرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ تبلیغ خلافت کی غرض سے جامع مسجد میں ایک جلسہ ہوا جس میں ہنود بھی شریک ہوئے، دوران تقاریر میں مسلمانوں نے اللہ اکبر کے نعرے لگائے اور ہنود نے بندے ماترم، مہاتماگاندھی کی جے، تلک مہاراج کی جے کے نعرے لگائے، کیا ہنود کو مساجد میں اس قسم کے نعرے لگانا جائز ہے؟ اور اگر بعض مسلمانوں نے خود اپنی زبان سے اسی مقام پر دوران تقاریر میں اہل ہنود کے ساتھ یا خود پیش قدمی کرتے ہوئے اس قسم کی جے کی آوازیں بلند کی ہوں تو ان کا کیاحکم ہے؟ **بینوا بالدلیل توجروا من الرب الجلیل** (دلیل کے ساتھ بیان کرو رب جلیل سے اجر پاؤ۔ت)

الجواب:

مشرکین کی جے پکارنا ان کی تعظیم ہے اور کافروں کی تعظیم کفر ہے، فتاوٰی ظہیریہ واشباہ ودرمختار میں ہے، **تبجیل الکافر کفر**[1] (کافر کی تعظیم کفر ہے۔ت) ایسے کلمہ گویوں پر لازم ہے کہ نئے سرے سے اسلام لائیں، پھر اپنی عورتیں رکھنا چاہیں تو ان سے از سر نو نکاح کریں، بلکہ ایسے جلسوں میں جو مضامین باطلہ و مخالف شرع ہوتے ہیں پر بہ نیت تحسین **اللہ اکبر** کہنا بھی حرام قطعی ہے کہ ذکر الٰہی کی توہین ہے۔ مشرکوں کو مسجد میں اس طرح لے جانا اور ان کا اپنے کلمات کفر بالاعلان کہنا اور مسلمان کہلانے والوں کا اسی پر راضی ہونا باجماع امت حرام ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

انما بینت المساجد لما بنیت له[2] (وفی اخری) لذکر اللّٰه والصلوٰة وقراءة القراٰن[3]۔	مسجدیں تو صرف اس لئے بنیں جس لئے بنیں، دوسری روایت میں ہے وہ تو اللہ تعالٰی کی یاد اور نماز اور تلاوت قرآن کے لئے بنیں۔

[1] الاشباہ والنظائر کتاب السیر والردة ادارة القرآن کراچی ۱/ ۲۸۸، درمختار کتاب الحظر والاباحة مطبع مجتبائی دہلی ۲/ ۲۵۱

[2] صحیح مسلم کتاب المساجد قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۲۱۰

[3] صحیح مسلم باب وجوہ غسل البول الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۱۳۸، کنز العمال حدیث ۲۰۷۹۳ موسسة الرسالة بیروت ۷/ ۶۶۱

یہاں تک کہ صحیح حدیثوں میں فرمایا: جو مسجد میں اپنی گمی چیز کو پوچھے اس سے کہو لا ردالله علیك ضالتك وان المساجد لم تبن لهذا [1] اللہ تیری گمی چیز کو تجھے نہ ملائے مسجدیں اس لئے نہ بنیں، نہ کہ کافروں کے لے جانے اور مشرکوں کی جے پکروانے کے لئے، مگر کیا کیجئے کہ ان لوگوں کے دل مسخ ہوگئے، انھوں نے مشرک کے غلام ہوکر اللہ ورسول کے سب احکام منسوخ کردیئے، احمق بے عقل وجاہلوں کی کیا گنتی ساری کمیٹی میں سب سے بڑے عالم کہلانے والے مولوی عبدالباری فرنگی محلّی ہیں جنھوں نے جلسہ مدراس میں اپنے منہ سے اپنے آپ کو نہ صرف عالم بلکہ بہت بڑا مجدد کہا وہ اقرار لکھ رہے ہیں کہ وہ بالکل پس روگاندھی کے ہیں اس کو اپنا رہنما بنالیا ہے جو وہ کہتا ہے وہی مانتے ہیں " اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّاۤ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَؕ(۱۵۶) " [2] (ہم اللہ کے مال ہیں اور ہم کو اسی کی طرف پھرنا ہے۔ت) اس کا نام دین ہے اس کا نام اسلام ہے حالانکہ رب عزوجل فرماتا ہے: اگر تم نے کافروں کا کہا مانا تو ضرور تم بھی مشرک ہو۔

" وَ لٰكِنَّ الظّٰلِمِیْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ یَجْحَدُوْنَ(۳۳) " [3] " وَ سَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْۤا اَیَّ مُنْقَلَبٍ یَّنْقَلِبُوْنَ۠(۲۲۷) " [4] والله تعالٰی اعلم۔	بلکہ ظالم اللہ کی آیتوں سے انکار کرتے ہیں اور اب جان جائیں گے ظالم کہ کس کروٹ پر پلٹا کھائیں گے، واللہ تعالٰی اعلم۔ (ت)

مسئلہ ۴۵: از مانڈلے، برمار ودنمبر ۲۹ زرباری مرسلہ حاجی حسین احمد صاحب ماسورتی سوداگر آہن

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے اپنے وعظ میں کہا کہ فرعون نے ایک نماز میں خداوند کریم سے پانی کی دعا مانگی اور کہا میں تجھ کو وحدہ، لاشریك له جانتا ہوں میری دعا قبول فرما، پس اس کی دعا قبول ہوئی آج کل کے مسلمانوں کا ایمان اگر فرعون جتنا بھی ہوتا سب جنت میں چلے جاتے، دوسری بات یہ کہی کہ ترک موالات پانچ بنائے اسلام سے بڑھ کر ہے، پس ایسے واعظ کے لئے کیا حکم ہے ایسے ملعونہ کلمات سے کافر ہوا یا نہیں؟ اگر نہیں تو فاسق ہوا یا نہیں؟ اس کی امامت کا کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا

الجواب:

اس کی دونوں باتیں کفر ہیں، فرعون بالاجماع وبنص قطعی قرآن کافر تھا،

قال الله تعالٰی " كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّ اَصْحٰبُ الرَّسِّ وَ ثَمُوْدُۙ(۱۲) وَ عَادٌ وَّ فِرْعَوْنُ وَ اِخْوَانُ لُوْطٍۙ(۱۳) وَّ اَصْحٰبُ الْاَیْكَةِ وَ قَوْمُ تُبَّعٍؕ	اللہ تعالٰی نے فرمایا: ان کافروں سے پہلے رسولوں کو جھٹلایا نوح کی قوم اور رس والوں اور ثمود نے اور فرعون اور قوم لوط نے اور ایکہ والوں اور تبع

[1] جامع الترمذی ابواب البیوع النھی عن البیع فی المسجد امین کمپنی کتب خانہ رشیدیہ دہلی ۱/ ۱۵۸

[2] القرآن الکریم ۲/ ۱۵۶

[3] القرآن الکریم ۶/ ۳۳

[4] القرآن الکریم ۲۶/ ۲۲۷

کُلٌّ کَذَّبَ الرُّسُلَ فَحَقَّ وَعِیْدِ۝۱۴ "[1]	کی قوم نے ان سب نے رسولوں کو جھٹلایا تو تکذیب رسل پر ہم نے جو وعید فرمائی تھی ان سب پر ثابت ہو گئی۔

مسلمانوں کے ایمان کو اس کافر اکفر کے ایمان سے کم کہنا صریح کفر ہے، یہ کفر کو ایمان پر تفضیل دینا ہے، کافر میں ایمان کہاں اور وہ بھی مسلمانوں کے ایمان سے افضل، جس کا نام ان لوگوں نے ترک موالات رکھا ہے، اول تو وہ ہر گز ترک موالات نہیں، مشرکوں سے صراحۃً موالات کر رہے ہیں بلکہ ان کے غلام بن رہے ہیں، ان میں جذب ہو چکے، ان میں فنا ہو رہے ہیں، مشرک کے پس رو ہوئے، اسے اپنا رہنما بنالیا، جو وہ کہتا ہے وہی مانتے ہیں، ان کے سب سے بڑے عالم مولوی عبدالباری فرنگی محلّی نے صاف صاف ان باتوں کا اقرار کیا اور صراحۃً لکھ دیا کہ میں نے قرآن وحدیث کی تمام عمر بت پرستی پر نثار کردی، قرآن عظیم نے بکثرت آیتوں میں تمام کفار سے موالات قطعاً حرام فرمائیں مجوس ہوں خواہ یہود ونصارٰی ہوں، خواہ ہنود، اور سب سے بدتر مرتدان ہنود، اور یہ مدعیان ترک موالات مشرکین مرتدین سے یہ کچھ موالات برت رہے ہیں۔ پھر ترک موالات کا دعوٰی، اس کی نظیر یہی ہو سکتی ہے کہ کوئی مشرک مہادیو کو پوجتا جائے اور کہے دیکھو شرک بہت بری چیز ہے سوا خدا کے کسی کو نہ پوجنا و غیر خدا کو سجدہ نہ کرنا، نصارٰی سے ترک معاملت جائز دنیویہ جس کا نام انھوں نے ترک موالات رکھا ہے وراسے فرض بلکہ مدار ایمان بتاتے ہر گز شریعت نے اسے واجب نہ کیا، یہ ان کا شریعت پر افتراء اور ان کا بلکہ ان کے رہنما گاندھی کا اختراع ہے، ان سب امور کی تفصیل ہماری کتاب **المحجۃ المؤتمنہ** میں ہے۔ اور بفرض غلط اگر یہ واجب بھی ہوتی تو اسے اسلام کی پانچوں بناؤں سے بڑھ کر کہنا صریح کفر تھا، اللہ عزوجل کو ایک اور نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو اس کا رسول برحق ماننے کے برابر بھی کوئی فرض نہیں ہو سکتا، سب فرض اس کے نیچے ہیں اور اس کے سبب مقبول، یہ نہ ہو تو سب مردود،

قال اللہ تعالٰی "وَقَدِمْنَآ اِلٰی مَاعَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰهُ هَبَآءً مَّنْثُوْرًا۝۲۳ "[2]	اللہ تعالٰی نے فرمایا: اور جو کچھ انھوں نے کام کئے تھے ہم نے قصد فرما کر انھیں باریک باریک غبار کے بکھرے ہوئے ذرے کردیا۔ (ت)

---

[1] القرآن الکریم ۵۰ /۱۲تا۱۴

[2] القرآن الکریم ۲۵/ ۲۳

وقال تعالٰی " وَمَنۡ یَّبۡتَغِ غَیۡرَ الۡاِسۡلَامِ دِیۡنًا فَلَنۡ یُّقۡبَلَ مِنۡهُ ۚ وَهُوَ فِی الۡاٰخِرَةِ مِنَ الۡخٰسِرِیۡنَ ﴿۸۵﴾ "[1]۔	اور اللہ تعالٰی نے فرمایا: اور جو اسلام کے سوا کوئی دین چاہے گا وہ ہر گز اس سے قبول نہ کیا جائیگا اور وہ اخرت میں زیاں کاروں سے ہے۔ (ت)

بالجملہ واعظ مذکور کے کفر میں کوئی شک نہیں اور اس کے پیچھے نماز ایسی ہے جیسی گاندھی کے پیچھے، اس کی عورت نکاح سے نکل گئی، اسے واعظ بنایا اس کا وعظ سننا در کنار مسلمانون کو اس سے میل جول اس کے پاس اٹھنا بیٹھنا، اس سے سلام کلام، اس کی موت وحیات میں کوئی معاملہ اہل اسلام سب یکسر حرام جب تک وہ اپنے کلمات ملعونہ سے توبہ کرکے اسلام نہ لائے۔ **واللہ تعالٰی اعلم۔**

مسئلہ ۴۶: مسئولہ حکیم عبدالرحمٰن محلّہ جمال پورہ مقال سون پت ضلع رہتک ۱۱ شوال المعظم ۱۳۳۴ھ

منبع الفضل وبرکات الزمان مولانا احمد رضا خان **ادامہ اللہ تعالٰی بالفیض والاحسان، السلام علیکم ورحمۃ اللہ تعالٰی، اما بعد** واضح رائے عالی ہو کہ **بسط البنان** کے رد میں آنجناب کے دو رسالہ "**ادخال السنان**" اور "**واقع اللسان**" دیکھے جن کے مطالعہ سے تمام شکوک رفع ہوگئے اور اپ کی اقصٰی مراتب کی تحقیق سے دل خوش ہوا، اما ایک یہ شبہ باقی رہ گیا ہے امید ک اس معما کو عما فہم عبارت میں کارڈ ملصقہ پر حل فرماکر تشفی فرمائیں گے، شبہ یہ ہے کہ چونکہ "**ادخال السنان**" کے تمام دلائل سے تو حضور سرور کائنات علیہ افضل التحیات کا عالم الغیب ہونا بماکان وبمایکون کا پیش از وفات ہی باحسن طریقہ ثابت ہوگیا، لیکن مشکوٰۃ شریف کے **باب الشفاعت** میں صحیحین کی حدیث میں **یلھمنی محامدہ احمدہ بھا لاتحضرنی الاٰن**[2] (مجھے ایسے محامد کا الہام ہوگا جن کا اس وقت مجھے علم نہیں۔ ت) سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ محامدہ وثنا مستثنٰی ہیں یعنی یہ محامد حضرت کو قیامت کے اس وقت خاص سے پیشتر نہیں عطا کئے گئے کیونکہ ترمذی شریف میں اسی باب میں **لم یفتحہ علی احد قبلی**[3] (مجھ سے پہلے کسی کو عطا نہیں کی گئیں۔ ت) فرمایا ہے۔ اور شیخ دہلوی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے اس کی شرح اشعۃ اللمعات میں اسی طرح کی ہے:

ہم دران وقت نورے خاص از مقام قرب و معرفت در دل من افتد کہ علم آن محامد	مقام قرب ومعرفت سے اس وقت میرے دل میں ایک نور خاص پیدا ہوا گا جوان

[1] القرآن الکریم ۳/ ۸۵

[2] مشکوٰۃ المصابیح باب الحوض والشفاعۃ مطبع مجتبائی دہلی ص ۴۸۸

[3] جامع الترمذی باب ماجاء من الشفاعۃ امین کمپنی کتب خانہ رشیدیہ دہلی ۲/ ۶۶

اثراں باشد [1]۔	محامد کا اثر ہوگا۔(ت)

اور اس حدیث سے تیسری حدیث کے اس جملہ لم یفتحہ علی احد من قبلی کی شرح میں لکھتے ہیں:

نکشادہ الہام نکردہ بر ہیچ یکے پیش از من بلکہ بر من نیز پیش ازیں وقت چنانچہ از حدیث سابق لائح می شود [2]۔	مجھ سے پہلے ان کا کسی پر الہام نہ ہوگا بلکہ میں بھی اس سے پہلے ان کو نہ جانوں گا جیسا کہ سابقہ حدیث سے واضح ہے۔(ت)

اور شیخ اکبر محی الدین ابن عربی فتوحات مکیہ میں گویا اسی حدیث کو بیان فرماتے ہیں:

فیاتی ویسجد ویحمد اللہ بمحامد یلھمہ اللہ تعالٰی ایاہ فی ذلك الوقت لم یکن یعلم قبل ذلك الوقت [3]۔	آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم تشریف لاکر سجدہ ریزی کرینگے اور اللہ تعالٰی کی ایسی محامد کریں گے جن سے اللہ تعالٰی آپ کو اس وقت نوازے گا اس سے پہلے وہ آپ کے علم میں نہ ہوں گی۔(ت)

پس ان عبارات سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ محامد اسی وقت تعلیم ہوں گے، اور یہ محامد بھی من جملہ مایکون سے ہے، تو گویا ابھی تک اس کا علم حضور کو نہیں۔ اور گویا بعض اشیاء کا علم نہ ہوا جیسا کہ اس حدیث سے ظاہر ہوا، تو تمام اشیاء کا علم نہ ہوا اور اس میں احتمال ذہول بھی نہیں رہتا کیونکہ خود اس سے انکار فرماتے ہیں کہ ہم کو اس کا علم عطا نہیں ہوا۔ امید کہ مفصل جواب عطا فرمائیں گے، اطمینان کے لئے دریافت ہے، اور مرقاۃ میں اس کی کیا شرح کی گئی ہے؟

الجواب:

مولانا المکرم اکرمکم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،، کارڈ کے مطالعہ سے محظوظ ہوا، مولٰی تعالٰی آپ کو برکات دے، ایسی حق پسندی وحق جوئی نہایت قابل مسرت ہے۔ ماکان ومایکون جس کے ذرہ ذرہ کا احاطہ کلیہ قرآن عظیم واحادیث صحیحہ وارشادات ائمہ سے آفتاب روشن کی طرح ثابت ہے، اس کے معنی ماکان من اول یوم ویکون الی اخر الایام یعنی روز اول آفرینش سے روز قیامت تک جو کچھ ہوا اور ہونے والا ہے ایک ایک ذرے کا علم تفصیلی حضور کو عطا ہوا، شرق وغرب

[1] اشعۃ اللمعات ترجمہ مشکوٰۃ (فارسی) باب الحوض والشفاعۃ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۴/ ۳۸۸
[2] اشعۃ اللمعات ترجمہ مشکوٰۃ (فارسی) باب الحوض والشفاعۃ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۴/ ۳۸۹
[3] فتوحات مکیہ الباب الخامس والعشرون وثلثمائۃ الخ دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/ ۸۷ و ۴۰۳ و ۳/ ۹۲ و ۹۳

میں سمٰوات وارض میں عرش وفرش میں کوئی ذرہ حضور کے علم سے باہر نہیں۔ذات و صفات حضرت عزت احاطہ وتناہی سے بری ہیں، ممکن نہیں کہ جمیع مخلوقات کا علم مل کر اس کی ذات علیہ یا کسی صفت کریمہ کو محیط ہوسکے کبھی کوئی اسے پورا جان سکے گا۔ مومنین واولیاء وانبیاء اور خود حضور سید الانبیاء علیہ وعلیہم افضل الصلوات واکمل التسلیمات ابدالاباد تک اس کی معرفت میں ترقی فرمائیں گے، ہر روز اس کے وہ محارم معلوم ہوں گے جو کل تک نہ معلوم تھے اور یہ سلسلہ ابد تک رہے گا کبھی ختم نہ ہوگا۔روزانہ بے شمار علوم متعلق ذات وصفات ان پر منکشف ہوں گے اور ہمیشہ ذات وصفات میں نامتناہی غیر معلوم رہے گا کہ وہ محیط کل ہے کسی کے احاطہ میں نہیں آسکتا۔وہ حدیث متعلق بہ محامد علوم ذات وصفات میں ہے اور بیشک حق ہے اور دعوی اہل حق کو کچھ مضر نہیں۔**وله الحمد وهو تعالٰی اعلم۔**

مسئلہ ۷۴: مسئولہ قاضی قاسم میاں از مقام گونڈل علاقہ کاٹھیاوار بروز چہار شنبہ ۴ ذی القعدہ ۱۳۳۳ھ

کیافرماتے ہیں علمائے دین ومشائخ عظام اس معاملہ میں کہ زید کہتاہے کہ سوائے خداکے کچھ نہیں یعنی یہ بھی خداوہ بھی خدا،زید بھی خدا،بکر بھی خدا،علی ہذاالقیاس،یعنی خالق ومخلوق نہیں،فعل فاعل مفعول خدا میں صورت بے صورت ہے،بے صورت صورت ہے،نہ یہ ہے نہ وہ ہے،نہ زید ہے نہ عمرو ہے نہ بکر ہے،خداہی خداہے،جن کی تائید میں یہ چند اشعار جو اپنے بنائے ہوئے ہیں وہ پیش کرتا ہے،اور چند اشعار دیوان جام جم مصنفہ طالب حسین صاحب فرخ آبادی کے جو فرخ آباد کے مطبع مورس کمپنی بزریہ میں چھپی ہے پیش کرکے اپنا مسلک بتلاتے ہیں جو بطور نمونہ ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔یہ اشعار بھی زید خود کے ہیں جن کا تخلص اطہر ہے:

بندے کو تو خدا کہوں اور اس کو کیا کہوں ◆ بند کو بندہ اور نہ خدا کو خدا کہوں

اطہرہی خدا ہے غرض دومیں ایک سے ◆ زیور کو زر کہوں نہیں اور کیا کہوں

اگرسب بھول بیٹھا تو خدا بھی بھول جااطہر کہ ہے یہ سب بڑا دھوکا خدا خود ہے خدا خود ہے

میں ہی مرسل میں ہی مرسل میں ہی اخبار اور قرآن ◆ محمد اور میں ہی اللہ آہاہا ، آہاہا

نہ مفتی ہے نہ خنجر ہے نہ حد ہے نہ شریعت ہے ◆ خدا ہے تو اگر سچا انا الحق کہہ انا الحق کہہ

خدا ہوکر نہ بندہ بن زباں کھول دے پیارے ◆ ہے یہ آزادی کا رستہ انا الحق کہہ انا الحق کہہ

نہ رکھ روزہ نہ کر سجدہ نہ جاکعبہ میں توجج کو ◆ نہ ہے روزہ نہ ہے سجدہ انا الحق کہہ انا الحق کہہ

خدا تھا کب محمد تھے شریعت تو ہے مفروضہ ◆ نہیں ہے ما سوا حق کا انا الحق کہہ انا الحق کہہ

معوبود تو خدا کو کہے حور پر مرے ◆ شہوت پرست گر نہ کہو اس کو کیا کہوں

اللہ کے سوا نہیں پھر بولتا ہے کون	اطہر تجھے خدا نہ کہوں اور کیا کہوں
اطہر تو برائے نام ہوں میں حیرت نہیں ہے اللہ ہوں میں	عارف ہے اگر تو شک مت لاؤ اور نہیں میں اور نہیں
آپ ہی عرش اور آپ ہی کرسی، آپ ہی دوزخ اور جنت	آپ مکیں ہے آپ مکان ہے کیا کیا شور مچایا ہے
کافر کو تو برا کہوں مومن کو کیا کہوں !	اچھا کہوں نہ اس کو نہ اس کو برا کہوں

مصنفہ طالب حسین فرخ آبادی:

بنا ایک وحدت کی تصویر میں ہوں	مرید آپ ہی، آپ ہی پیر میں ہوں
نہ دیکھا ہو جس نے اسے مجھ کو دیکھے	نہاں وعیاں اس کی تصویر میں ہوں
عذاب کس کا ثواب کیسا گناہ کہتے ہیں کس یارو	وہی ہے فاعل جو خیر وشر کا خطا ہے عطا خطا ہے
عجب معمہ ہے یہ عزیز و خلا ملا ہے ملا خلا ہے	برا بھلا اب کہوں میں کس کو بھلا برا ہے برا بھلا ہے

(۱) مذکورہ بالا عقیدہ کو حضور پرنور شافع یوم النشور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے سینہ کا علم بتاتا ہے جو آج تک سینہ بہ سینہ مشائخ طریقت میں چلا آتا ہے اور اسی کا نام وصول الی اللہ ہے،

(۲) اور یہی زید ظاہر میں نماز کے لئے اٹھتا ہے تو اپنے مریدوں کے سامنے یہ بھی کہتا ہے کہ ذرا خدا کو دھوکا دے لوں، اسی طرح قولی اور فعلی کاروائی کرکے شریعت مطہرہ سے وہ وہ نفرتیں دلاتا ہے کہ مسلمان کے کلیجے پاش پاش ہو جاتے ہیں۔

(۳) اور یہی زید وعظ میں بھی پکار پکار کر کہتا ہے کہ شریعت تمھارے ماں باپ نے بھی سکھائی، شریعت تو تمھارے استادوں نے بھی سکھائی، شریعت تو تمھارے مولویوں نے بھی سکھائی مگر خدا کے ملنے کا تو رستہ کچھ اور ہے اور یہ تو منتر کچھ اور ہے اور اسی قسم کے دھوکے دے کر مسلمانوں کو اپنی مریدی کی طرف راغب کرتا ہے اور مرید کرکے مذکور عقیدہ اور یہی اللہ کی تعظیم کرتا ہے یعنی خالق مخلوق نہیں۔ اب التماس یہ ہے کہ اس زید کا عقیدہ کیسا ہے، مسلمان اس کے ساتھ کیا برتاؤ کریں، شرع شریف میں اس کے لئے تعزیزی بھی ہے یا نہیں، مسلمانوں کو اس کی مریدی سے خارج ہو کر بعد توبہ جدید نکاح کا ضرورت ہے یا نہیں؟ اگر جدید نکاح کی ضرورت ہے تو پہلا مہر کافی ہے یا نہیں، اگر اس جدید نکاح میں عورت قبول نہ کرے تو کیا صورت ہے؟ کتاب تذکرہ غوثیہ مسلمانوں کے پڑھنے اور عمل کرنے کے قابل ہے یا نہیں؟ براہ مہربانی اوپر کے سوالوں کے جوابات مفصل طور سے ارقام فرماکر عنداللہ ماجور ہوں وعندالناس مشکور ہو جئے گا۔ **فقط**

الجواب:

صورت مذکورہ میں زید یقینا کافر مرتد ہے،اس کے کلام سرتاپا کفر سے بھرے ہوئے ہیں، مثلاً (۱) زید وعمرو بکر سب کو خدا کہنا (۲) خدا کو مخلوق اور مفعول کہنا (۳) بندہ کو خدا کہوں (۴) خدا کو خدانہ کہوں دوسرا عـــہ شعر لکھنے میں سائل سے کچھ رہ گیا ہے (۵) تیسرے شعر میں خدا کے بھول جانے کی فرمائش اور کہہ یہ بھی بڑا دھوکا ہے (۶) چوتھے شعر میں اپنے آپ کو اللہ کہنا (۷) رسول کہنا (۸) قرآن کہنا (۹) پانچویں شعر میں شریعت کا انکار (۱۰) اناالحق کہنے پر اصرار (۱۱) چھٹے شعر میں بھی یہی (۱۲) بندہ بننے کی ممانعت (۱۳) ساتویں میں وہی (۱۴) بروجہ انکار نماز روزے، حج کی ممانعت (۱۵) آٹھویں شعر میں خدا کی نفی (۱۶) شریعت کو فرضی وساختہ بتانا کہ سیاق وسباق سے یہی مراد متعین ہے۔ (۱۷) وہ ان الحق (۱۸) دسویں شعر میں خدا بننا (۱۹) گیارھویں میں بھی یہی (۲۰) تیرھویں میں مومن کو اچھانہ کہنا کافر کو برانہ کہنا، یہ بیس کفر تو زید کے کلمات مذکور میں کھلے کھلے ہیں۔ (۲۱) سولھویں شعر میں عذاب وثواب کاانکار (۲۲) سترھویں شعر میں بھلے کو برا، برے کو بھلا کہنا (۲۳) ان صریح عقائد کفر ملعون کو حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی طرف نسبت کرنا (۲۴) کفر کو وصول الی اللہ بتانا (۲۵) نماز کے لئے اس کا کہنا کہ خدا کو دھوکا دے لوں اس کے کلمات سابقہ کے لحاظ سے لائق تاویل نہ رہا، معنی استہزاء میں متعین ہوگیااور وہ کفر ہے (۲۶) شریعت سے نفرت دلانا (۲۷) شریعت کو راہ خدانہ ماننا

بالجملہ زید ان کافروں میں ہے جن کو فرمایا گیا ہے **من شك فی عذابہ وکفرہ فقد کفر**[1] جو اس کے کافر ہونے میں شک کرے خود کافر ہے۔ سلطنت اسلام ہوتی تو اس کی تعزیز یہ تھی کہ بادشاہ اسلام اسے قتل کرتا، اس کا اختیار غیر سلطان کو یہاں نہیں۔ مسلمانوں کو اس سے میل جول حرا،اس سے سلام کلام حرام، اس کے پاس بیٹھنا حرام، اس کا وعظ سننا حرام، وہ بیمار پڑے تو اسے پوچھنے جانا حرام، مرجائے تو غسل دینا حرام، کفن دینا حرا،م، جنازہ اٹھانا حرا، جنازہ کے ساتھ چلنا حرام، اس پر نماز حرام، اسے مسلمانوں کے گورستان میں دفن کرنا حرام، اسے مسلمانوں کی طرح دفن کرنا حرام، اس کے لئے دعائے بخشش کرنا حرام، اسے کچھ ثواب پہنچانا حرام، اسکی قبر پر جانا حرام، جوان باتوں میں سے کوئی بات اسے مسلمان جان کر کرے گا یا اس کی موت کے بعد اس کے لئے دعائے بخشش کرے گا یا اسے

عـــہ: ظاہرًا یوں ہے ع اطہر ہے یا خدا ہے الخ۔

[1] درمختار باب المرتد مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۳۵۶

ثوب پہنچائے گا اگرچہ اسے کافر جان کر وہ خود کافر ہوجائے گا جو لوگ اس کے مرید اس کے ہوچکے ہیں ان پر فرض ہے کہ اس سے جدا ہوں دور بھاگیں کہ وہ بیعت اس کے ہاتھ پر نہیں ابلیس کے ہاتھ پر ہوئی، پھر ان مریدوں میں جو اس کے ان کفروں سے آگاہ تھے اور اس کے بعد مرید ہوئے یا بعد مریدی کے آگاہ ہوئے اور اس کی بیعت سے الگ نہ ہوئے وہ سب بھی اسلام سے خارج ہیں، ان پر بھی فرض کہ نئے سرے سے مسلمان ہوں، توبہ کریں، توبہ واسلام کے بعد ان کی عورتوں اگر ان سے دوبارہ نکاح پر راضی نہ ہوں تو ان پر جبر نہیں۔ عورتیں جس سے چاہیں اگر عدت گزر چکی ہے تو ابھی ورنہ بعد عدت اپنا نکاح کرلیں اور اگر انھیں سے دوبارہ نکاح کریں، تو مہر جدید لازم آئیگا اور پہلا مہر بھی اگر باقی ہے دینا ہوگا۔ کتاب تذکرہ غوثیہ جس میں غوث علی شاہ پانی پتی کا تذکرہ ہے ضلالتوں، گمراہیوں بلکہ صریح کفر کی باتوں پر مشتمل ہے مثلا غوث علی شاہ جگن ناتھ کی چوکی پر اشنان کرتے ملے کسی نے پہچانا تو بولے کہ اس شخص کے دو باپ تھے، ایک مسلمان اس کی طرف سے حج کر آیا ہے، دوسرا باپ ایک پنڈت تھا اس کی طرف سے جگن ناتھ تیرتھ کرنے آیا ہے ایسی ناپاکی بے دینی کی کتاب کا دیکھنا حرام ہے جس مسلمان کے پاس ہو جلا کر خاک کردے، **واللہ الھادی الی صراط مستقیم** (اللہ تعالٰی ہی صراط مستقیم کی ہدایت دینے والا ہے۔ت) **واللہ سبحانہ وتعالٰی اعلم۔**

مسئلہ ۴۸: مسئولہ عبدالرحمٰن طالب علم مدرسہ چھیپوں احمد آباد گجرات ۷ ربیع الآخر ۱۳۳۴ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ چند اشخاص کی موجودگی میں ایک مرید نے اپنے پیر کی شان میں یہ قصیدہ پڑھا اور پیر نے اس قصیدہ کو سن کر پڑھنے والے کو کہا کہ تو میرا حبیب ہے اور اس کے بعد یہ قصیدے منبر پر پڑھے جاتے ہیں اور اس کے جواز کا حکم پیر نے دیا آیا شرعا یہ قصیدہ جائز ہیں یا نہیں؟ قصیدہ مذکور یہ ہے:

مرحبا یا مرحبا یاشاہ لواری مرحبا ۔۔۔ نور الہدٰی خیر الورٰی یاشاہ لواری مرحبا
یا امام العالمین و انتخاب اولین ۔۔۔ ختم ولایت مقتدا یا شاہ لواری مرحبا
پیشوائے اولیا تو برگزیدہ ذو الجلال ۔۔۔ شافع ہر دوسرا یا شاہ لواری مرحبا
کن عطا فضل وکرم امروز فردائے کریم ۔۔۔ صامع بجز تو نیست کس یاشاہ لواری مرحبا
یابشیر ویا نذیر وائے شہ اولو العزم ۔۔۔ ملجائے والا صفیا یا شاہ لواری مرحبا
منعم و مسجود قیوم و جہان بحر کرم ۔۔۔ طالب ومطلوب ومصدر یاشاہ لواری مرحبا
ذات تو احد ولے میم موجودات او ۔۔۔ خلق عالم را سبب یا شاہ لواری مرحبا

قاب قوسین توئی گفت مازاغ البصیر — جائے تورشک مدینہ یاشاہ لواری مرحبا
سید کونین سالار رسل گنج نہاں — یامحمدن الزمان یاشاہ لواری مرحبا
ہست مدعا مظہر ذات تو مسند نشیں — لایموت ولم یزل یاشاہ لواری مرحبا
مشکل کشا احمد زماں القاہ اللہ بہرما — آوارہ پرور حافظا یاشاہ لواری مرحبا

الجواب:

یہ خالص کفر ہے اوراس کا قائل اس کا اجازت دہندہ، اس کا پسند کنندہ سب مرتد ہیں، کسی امتی کوآں[1] سرور عالم کہنا، [2] علیہ الصلوٰۃ کہنا، [3] مسجود ومخلوق کہنا، [4] خیرالورٰی کہنا، [5] انتخاب اولین کہنا، [6] شافع ہر دوسرا کہنا، [7] سید کونین کہنا تو حرام وجزاف تھا ہی یوہیں [8] خلق عالم راسبب اور [9] **قاب قوسین** اور [10] **مازاغ البصر** اور [11] جائے تورشک مدینہ کہنا، ان میں بہت کلمات موہم کفر یا منجر بکفر ہیں، [12] مگر ذات تو احد اور [13] سالار رسل اور [14] مسند نشین لم یزل کہنا قطعاً یقیناً کفر ہے۔ یوہیں فقہائے کرام نے [15] قیوم جہاں غیر خدا کو کہنے پر تکفیر فرمائی۔ مجمع الانہر میں ہے:

اذا اطلق علی المخلوق من الاسماء المختصۃ بالخالق (جل وعلا) نحو القدوس والقیوم والرحمن وغیرہا یکفر [1] **اھ. واللہ تعالٰی اعلم۔**	اگر کوئی اللہ تعالٰی کی صفات مختصہ میں سے کسی صفت کا اطلاق مخلوق پر کرے، مثلاً اسے قدوس کے یاقیوم یار حمٰن کہے توکافر ہوجائے گا اھ **واللہ تعالٰی اعلم۔ (ت)**

مسئلہ ۴۹: از کلکتہ محلّہ دہی ہٹہ ۸۱ مولوی ولی اللہ خاں صاحب ۵ شعبان المعظم ۱۳۳۵ھ بروز چہار شنبہ

حضرات علمائے کرام کچھ عرصہ سے ایک ضخیم کتاب گلزار وحدت مصنفہ پیرجی نجم الدین متوطن جھنجون ضلع جے پور طبع ہوئی جس میں جابجا ملحدانہ مولات مندرج ہیں مشتے نمونہ اخروار عرض ہے:

وہی وہی کوئی اور نہ دوجا — اس بن کوئی اور نہ سوجا
ہر رنگ سے بے رنگی آیا — ہر ہر بھیس سے آپ دکھایا
آپ ہی دیکھتے آپ ہی دکھاوے — پھر وہ آپ کو آپ سراوے
کہیں محمد ہو کر آیا — ہادی مہدی نام دھرایا
کہیں عارف ہوا گیانی — اپنی اپنے قدر پہچانی

---

[1] مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر باب المرتد ثم ان الفاظ انواع داراحیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۶۹۰

کہیں عاشق ہوئے پھرے دیوانا کہیں معشوق محبوب یگانہ
کہیں عابد ہو کرے عبادت کہیں زاہد ہو کرے ریاضت
کہیں مؤذن بانگ سناوے آپ ہی آپ کو سیس نواوے
کہیں برہمن سنکھ بجایا آپ ہی اپنا مرجس گایا
کہیں رند ہوا شرابی راگ رنگ جنگ ربابی
کون ہے آدم کون ہے ابلیس کون سلیمان اور بلقیس
یہ سب انچھر وہ ہے معنا پہن لیا ہے ایسا بانا
یہ سب روپ اسی نے دھارے ایک ایک سے بھی نیارے

ص ۳:

ایک نے اتنے نام دھرائے ایک ایک سے بھی نیارے
اول ہو کر آخر ہوا ظاہر ہو کر باطن بیا
کہیں واجب معبود کہلایا کہیں ممکن بندہ بن آیا
جیسے جل کر برف بنائی جل بن اس میں اور نہ کائی
جوں حباب دریا سے اٹھے آخر اس کا اس میں میٹے
بیرنگی بہ رنگ لے آیا ہر ہر نتھ میں آپ پوجایا
مکھ پر چادر میم کی رکھ کر آپ غفور احمد اپنا نام دھر جگ میں کیا ظہور
نجما دیکھ اس یار کی رمزوں کی دستور ہر رنگ میں بیرنگ رہا دور کا دور

ص ۴۷: پھر جس شخص نے خلق اور خالق کو دو سمجھے اور ایک نہ جانا وہ مشرک ہے کہ مبتلا ہوا پیچ شرک خفی کے، اور جس شخص نے کہا ذات کو ساتھ فردیت کے یعنی خلق اور خالق کو ایک سمجھا وہ موحد ہے۔

ص ۵۹: اے عزیز چھٹا مرتبہ انسان کامل کا ہے وہ مشرک ہے مرتبوں ذاتی اور خلق میں یعنی اگر اس تعین بشریت کے خیال سے اس کو دیکھے تو آدمی اور اگر اس کی کمالیت فقر کی طرف دیکھے تو اللہ تعالٰی ہے بموجب اس قول کے، قول صوفیہ: **اذا تم الفقر فھو اللہ** (جب فقر مکمل ہوا تو اللہ ہوا۔ت)

ص ۱۱۹ ص ۱۲۰: نقل ہے کہ جب حضرت شیخ محی الدین ابن عربی نے درس توحید شروع کیا اور مسئلہ وحدۃ الوجود کو ظاہر فرمانے لگے۔ چنانچہ یہ رباعی ان کی تصنیف ہے:

لاآدم فی الکون ولاابلیس لاملك سلیمان ولابلقیس

فالکل عبارۃ وانت المعنی یامن ھو للقلوب مقناطیس

یعنی آدم ہے نہ شیطان ہے جہان میں نہ ملک سلیمان علیہ السلام کانہ بلقیس کا، پھر یہ سب عبارت ہیں اور واس عبارت کے معنی ہے اسے وہ کوئی جو واسطے دلوں کے لوہ چکا ہے۔

ف: یعنی جس طرح پتھر لوہ چگی کا ہوہ کو اٹھالیتا ہے، اسی طرح دلوں مخلوق کو اپنے تابع کر رکھتے ہیں، غرضکہ شیخ مذکور نعرہ ہمہ اوست کا مارنے لگے، علماؤں نے اس میں صلاح اور مشورہ کئے، کرے اور بتلائے کہ یہ فقیر تو شریعت میں رخنہ ڈالنے لگا۔ اول تو اس کو قائل کرو، اگر نہ مانے گا تو اس کو ماریں گے، غرضکہ سب کی صلاح سے ایک شخص نے ان علماؤں سے آکر شیخ کے پاس عرض کیا کہ حضرت آپ کی دعوت ہے آپ ہی نے قبول کری، اس شخص نے کئی قسم کے کھانے پکائے اور ایک خوان میں جدا جدا برتنوں میں دھر لایا اور ایک رکابی میں پلیتی بھی بھر کر اس خوان میں لایا۔ آپ نے وے تمام کھانے جو نفیس تھے کھائے اور پاخانہ نہ کھایا، جب اس شخص نے کہا کہ حضرت اس کو بھی کھالو ی بھی کوئی غیر نہیں ہے۔ وہ ہی ہے، شیخ نے فرمایا بہت اچھا ان کے مکان کے صحن میں ایک حوض پانی کا تھا آپ نے پانی میں غوطہ مار کر خوک کی صورت ہو کر نکلے اور اس پاخانہ کو کھالیا، اور پھر حوض میں غوطہ مارا اور آدمی کی شکل ہو کر نکل آئے اور فرمایا اے عزیز وہ طعام بھی میں نے کھایا اور یہ پاخانہ بھی میں نے کھایا مگر طعام واسطے صورت انسان کے تھی اور پاخانہ واسطے شکل خوک کے بنا کر آیا وہ میں ہی تھا کہ آدمی تھا اور خوک ہو گیا، حضرات اسی طرح تمام کتاب جو ۴۲۵ صفحوں پر لکھی گئی ہے مضامین الحادیہ سے مملو ہے، بارہا پیر جی مذکور کے متبعین سے جو ایک جماعت جہلا کی ہیے، کہا گیا کہ یہ کتاب سراسر عقائد کو خراب کرنے والی اور ناقابل عمل ہے مگر جواب یہی ملتا ہے کہ علمائے عظام حنفی المذہب سے اس کے متعلق استفسار کیا جائے جو ارشاد ہوگا اس کے مطابق عمل کیا جاوے گا۔ اس لئے یہ چند حوالہ جات معروضہ بالا مقالات مختلفہ سے نقل کرکے استدعا ہے کہ عندالشرع اس شخص کا معہ اس کے مریدین اور متبعین کے جو حکم ہو بوضاحت تحریر فرماکر مزین بمہر فرمائیں تاکہ جماعت جہلاء جوان کے دام تزویر میں ہے رہائی پاکر راہ یاب ہوں۔ **واللہ تعالٰی ھوالموافق۔**

الجواب:

یہ کلمات الحاد ہیں اور حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رضی اللہ تعالٰی عنہ کی نسبت جو وہ ملعون حکایت نقل کی ہے محض کذب وافتراء وساختہ ابلیس لیعین ہے، توحید ایمان ہے، اور وحدۃ

وجود حق اور زعم اتحاد الحاد، صوفیہ کرام تو صاحب تحقیق ہیں اور ان کے ایسے مقلدین ملحد و زندیق ہیں، اس کتاب کا جس کے پاس ہو اس پر جلادینا فرض ہے اور سامنے دیکھنا حرام اور اس پر اعتقاد رکھنا کفر یہیں سے اس شخص کے مریدین اور متبعین کا حال ظاہر۔ **واللہ تعالٰی اعلم۔**

مسئلہ ۵۰: ازگڑھی اختیار خاں تحصیل خان پور ریاست بہاولپور مرسلہ محمد یار صاحب واعظ ۹ شعبان المعظم ۱۳۳۴ھ

قبلہ معتقدین دام ظلہ، از خاکسار محمد یار مشتاق دیدار بعد نیاز حسب اینکہ شب معراج آپ کا قصیدہ معراجیہ پڑھا گیا جس پر وہابیوں نے دولھا اور دولھن کے متعلق شور اُٹھایا کہ اللہ جل جلالہ و حضور علیہ الصلٰوۃ والسلام کے حق میں ان الفاظ کا استعمال کرنا موجب کفر ہے، شب برات یہاں یہاں گڑھی اختیار خاں میں ان الفاظوں کے متعلق وہابیوں کی طرف سے میرے ساتھ ایک طویل بحث ہونے والی ہے، اے مجدد بمن بے سروسامان مددے، قبلہ دیں مددے کعبہ ایماں مددے، ضرور مہربانی فرماکر دلائل قاطع سے اس تشبیہ کا ثبوت مدلل کرکے اسی ہفتہ میں بھیج کر مسلمانانِ اہلسنت وجماعت کو عزت بخشیں، حضور پر فرض سمجھی جارہی ہے، یہ فی سبیل اللہ بصدقہ روضہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اس کام کو سب کاموں پر مقدم فرماکر وہ تحریر فرمادیں کہ موجب اطمینان اہل اسلام ہو۔

الجواب:

اللہ عزوجل نے وہابیہ کی قسمت میں کفر لکھا ہے، انھیں ہر جگہ کفر ہی کفر سوجھتا ہے، قصیدہ مذکورہ میں دو جگہ دولھن کا لفظ ہے اور چار جگہ دولھا کا، وہ اشعار یہ ہیں: ؎

(۱) نئی دولھن کی پھبن میں کعبہ نکھر کے سنورا سنور کے نکھرا
حجر کے صدقے کمر کے آل تل میں رنگ لاکھوں بناؤ کے تھے

(۲) نظر میں دولھا کے پیارے جلوے حیا سے محراب سر جھکائے
سیاہ پردے کے منہ پر آنچل تجلی ذات بحت کے تھے

(۳) دولھن کی خوشبو سے مست کپڑے نسیم گستاخ آنچلوں سے
غلاف مشکیں جو اڑ رہا تھا غزال نافے بسا رہے تھے

(۴) خدا ہی دے صبر جان پر غم دکھاؤں کیونکر تجھے وہ عالم
جب ان کو جھرمٹ میں لے کے قدسی جناں کا دولھا بنا رہے تھے

(۵) بچا جو تلووں کا ان کے دھوون بنا وہ جنت کا رنگ وروغن

جنھوں نے دولھا کی پائی اترن وہ پھول گلزار نور کے تھے

(۶) جھلک سی اک قدسیوں پہ آئی ہوا بھی دامن کی پھر نہ پائی

سواری دولھا کی دور پہنچی برات میں ہوش ہی گئے تھے[1] (ملتقطا)

ان میں کون سی جگہ معاذاللہ اللہ عزوجل کو دولھا یا دولھن کہا گیا ہے **ولکن الوھابیة قوم یفترون** (لیکن قوم وہابیہ جھوٹ بولتی ہے۔ت) وہابیہ کی بنائے مذہب کذب وافترا پر ہے۔ اور کیونکر نہ ہو کہ ان کے پیشوا اسمٰعیل دہلوی نے اپنے معبود کے لئے جھوٹا ہونا روا رکھا ہے، ہاں مشیخیت نبی رکھے نہ ہو کہ ان سے بنچتا ہے، اب اگر یہ بھی جھوٹ سے بچیں تو عابد و معبود برابر ہو جائیں گے، اسی لئے ان کے دین میں نماز سے بھی بڑھ کر فرض ہوا کہ جھوٹ بکا کریں کہ کسی طرح اپنے ساختہ معبود سے تو کم رہیں "ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوْبُ ﴿۷۳﴾"[2]، "لَبِئْسَ الْمَوْلٰى وَلَبِئْسَ الْعَشِیْرُ ﴿۱۳﴾"[3] (کتنا کمزور چاہنے والا اور وہ جس کو چاہا، بیشک کیا ہی بُرا مولٰی اور بیشک کیا ہی بُرا رفیق۔ت)

شعر اول میں تو دولھن کسی کو نہ کہا اپنے معنی حقیقی پر ہے، زینت کعبہ کو نئی دولھن کی زیبائش سے تشبیہ دی ہے جس طرح ان حدیثوں میں جنت کی جنبش سرور کو دولھن کی نازش سے، خطیب نے تاریخ بغداد میں عقبہ بن عامر جہنی اور طبرانی نے معجم اووسط میں عقبہ اور انس دونوں اور ازدی نے عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہم سے دریافت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: جب جنت کو دونوں شہزادوں امام حسن اور امام حسین علی جدہما الکریم وعلیہما الصلٰوۃ والتسلیم کا اس میں تشریف رکھنا معلوم ہوا **ماست الجنة میسا کما تمیس العروش فی خدرھا**[4] جنت خوشی سے جھومنے لگی جیسے نئی دولھن فرحت سے جھومے۔

شعر سوم میں کعبہ کو دولھن کہا اور مکان آراستہ کو دولھن کہنا محاورہ صحیحہ شائعہ ہے امام احمد

---

[1] حدائق بخشش قصیدہ معراجیہ مکتبہ رضویہ آرام باغ کراچی حصہ اول ص ۱۰۵ تا ۱۰۷

[2] القرآن الکریم ۲۲ /۷۳

[3] القرآن الکریم ۲۲/ ۱۳

[4] المعجم الاوسط حدیث ۱۷۱۶ المکتبۃ المعارف الریاض ۸/ ۵۹، اللآلی المصنوعۃ فی الاحادیث الموضوعۃ مناقب اہلبیت بحوالہ الخطیب دار المعرفۃ بیروت ۱/ ۳۸۸

مسند میں انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

عسقلان احدی العروسین یبعث منہا یوم القیٰمۃ سبعون الفالاحساب علیہم[1]۔	عسقلان دو دولہنوں میں کی ایک ہے روز قیامت اس میں سے ستر ہزار ایسے اٹھیں گے جن پر حساب نہیں۔

مسند الفردوس میں عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

طوبٰی لمن اسکنہ اللہ تعالٰی احدی العروسین عسقلان اوغزۃ[2]۔	شادمانی ہے اسے جسے اللہ تعالٰی دو دلہنوں میں سے ایک بسائے عسقلان یا غزہ۔

باقی چار اشعار میں حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو دولھا کہا ہے اور وہ بیشک تمام سلطنت الٰہی کے دولھا ہیں، امام قسطلان مواہب لدینہ شریف میں نقل فرماتے ہیں:

انہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم رأی صورۃ ذاتہ المبارکۃ فی الملکوت فاذاھو عروس المملکۃ[3]۔	نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے شب معراج عالم ملکوت میں اپنی ذات مبارکہ کی تصویر ملاحظہ فرمائی تو دیکھا کہ حضور تمام اہلسنت الٰہی کے دولھا ہیں (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم)

دلائل الخیرات شریف میں ہے:

اللھم صلی علی محمد وعلی اٰلہ بحر انوارك ومعدن اسرارك ولسان حجتك وعروس مملکتك[4]۔	الٰہی درود بھیج محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اور ان کی آل پر جو تیرے انوار کے دریا اور تیرے اسرار کے معدن اور تیری حجت کی زبان اور تیری سلطنت کے دولھا ہیں۔

علامہ محمد فاسی اس کی شرح مطالع المسرات میں فرماتے ہیں:

---

[1] مسند امام احمد از حضرت انس رضی اللہ تعالٰی عنہ دارالفکر بیروت ۳/ ۲۲۵

[2] الفردوس بماثور الخطاب حدیث ۳۹۴۰ دارالکتب العلمیہ بیروت ۲/ ۴۵۰، کنز العمال حدیث ۳۵۰۷۷ موسسۃ الرسالہ بیروت ۱۲/ ۲۸۹

[3] المواہب اللدنیہ المقصد الخامس المکتب الاسلامی بیروت ۳/ ۵۷

[4] دلائل الخیرات منزل دوم جامع مسجد ظفریہ مرید کے شیخوپورہ ص ۱۰۵

مملکتك هوق موضع الملك شبه بمجتمع العرس ومافیه من الاحتقال والتناہی فی الصنیع والتأنق فی محسناته وترتیب اموره وکونه جدیدا طریفا واهله فی فرح وسرور نعمة وحبور فرحین بعروسهم راضین به محبین مکرمین له،موتمرین لامره متنعمین له بانواع المشتهیات بدلیل اثبات اللازم الذی هوا العروس،والمعهود تشبیه مجتمع العرس بالمملکة وعکس التشبیه هنا لاقتضاء المقام ذلك لیفید ان سر المملکة ونکتتها ومعناها الذی لاجله کانت هو المصطفی صلی الله تعالٰی علیه وسلم کما ان سر مجتمع العرس ونکتته ومعناه الذی لاجله کان هو العروس والمصطفی صلی الله تعالٰی علیه وسلم هو الانسان الکبیر الذی هو الخلیفة علی الاطلاق فی الملك والملکوت قد خلعت علیه اسرار الاسماء والصفات ومکن من التصرف فی البسائط والمرکبات والعروس یحاکی شانه شان الملك والسلطان فی نفوذ الامر وخدمة الجمیع له وتفرعنهم لشانه ووجدانه مایجب ویشتهی مع الرای واصحابه فی مؤنته وتحت اطعامه فتم التشبیه وتمکنت الاستعارة[1]۔

اس عبارت سراپا بشارت کاخلاصہ یہ ہے کہ امام محمد بن سلیمان جزولی قدس سرہ الشریف نے اس درود مبارک میں سلطنت کو برات کے مجمع سے تشبیہ دی کہ اس میں کیسا اجتماع ہوتا ہے اور اس کی آرائش انتہاء کو پہنچائی جاتی ہیں،سب کام قرینے سے ہوتے ہیں۔ہر چیز نئی اور خوش آئند لوگ اپنے دولھا پر شاداں وفرحاں اسے چاہنے والے اس کی تعظیم واطاعت میں مصروف اس کے ساتھ قسم قسم کی من مانتی نعمتیں پاتے ہیں۔اور عادت یوں ہے کہ برات کے مجمع کو سلطنت اور دولھا کو بادشاہ سے تشبیہ دیتے ہیں یا اس کاعکس کیا کہ سمجھا جائے کہ جس طرح برات کے مجمع کا مغز وسبب دولھا ہوتا ہے یو ہیں تمام مملکت الٰہی کے وجود کا سبب اور اس کے اصل راز ومغز ومعنٰی صرف مصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ہیں ع

دولھا کے دم کے ساتھ یہ ساری برات ہے

---

[1] مطالع المسرات باب ابتداء اللہ تعالٰی مکتبہ نوریہ رضویہ لائلپور ص ۲۲۳

اس لئے کہ حضور تمام ملک وملکوت پر اللہ عزوجل کے نائب مطلق ہیں جن کو رب عزوجل نے اپنے اسماء وصفات کے اسرار کا خلعت پہنایا اور ہر مفرد ومرکب ہیں تصرف کا اختیار دیاہے، دولھا بادشاہ کی شان دکھاتا ہے، اس کا حکم برات میں نافذ ہوتاہے، سب اس کی خدمت کرتے ہیں اور اپنے کام چھوڑ کر اس کے کام میں لگے ہوتے جس بات کو اس کا جی چاہے موجود کی جاتی ہے، چین میں ہوتاہے، سب براتی اس کی خدمت میں اور اس کے طفیل میں کھانا پاتے ہیں، یونہیں حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم میں بادشاہ حقیقی عزوجل کی شان دکھاتے ہیں، تمام جہاں میں ان کا حکم نافذ ہے، سب ان کی خدمت گار وزیر فرمان ہیں، جو وہ چاہتے ہیں اللہ عزوجل موجود کردیتاہے **ماارٰی ربك الا یسارع فی ھواك**[1]۔ صحیح بخاری کی حدیث ہے کہ ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے عرض کرتی ہیں میں حضور کے رب کو دیکھتی ہوں کہ حضور کی خواہش میں شتابی فرماتاہے، تمام جہاں حضور کے صدقہ میں حضور کا دیا کھاتاہے کہ "**انما انا قاسم واللہ المعطی**"[2] صحیح بخاری کی حدیث ہے کہ حضور پر نور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ ہر نعمت کع دینے الا اللہ ہے اور بانٹنے والا میں ہوں۔ یوں تشبیہ کامل ہوئی اور حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم الٰہی کے دولھا ٹھہرے، **والحمد للہ رب العالمین**۔

ان تقریرات سے واضح ہوا کہ ان معانی پر دولھن، دولھا، زوج، زوجہ کی طرح باہم مفہوم متضائف نہیں۔ عسقلان وعزہ کو حدیث نے دولھنیں فرمایا، دولھا کون ہے؟ بہیقی شعب الایمان میں امیر المومنین مولی علی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے بسند حسن روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لکل شیئ عروس وعروس القراٰن الرحمٰن[3]۔	ہر شے کی جنس میں ایک دولھن ہوتی ہے اور قرآن عظیم میں سورۃ الرحمٰن دولھن ہے۔

یہاں کسے دولھا ٹھہرائے گا؟ تو قصیدہ سے وہ مہمل ملعون خیال پیدا کرنا کسی ایسے ہی کا کام ہوگا مگر حدیثیں تو اس سے بڑھ کر اوہام باطلہ والوں پر قہر ڈھائیں گی، حاکم صحیح مستدرک اور امام الائمہ ابن خزیمہ اپنی صحیح اور بیہقی سنن میں حضرت ابوموسٰی اشعری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

---

[1] صحیح بخاری کتاب التفسیر باب قولہ ترجی من تشاء قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۷۰۶

[2] صحیح بخاری کتاب الاعتصام قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۱۰۸۷

[3] شعب الایمان حدیث ۲۴۹۴ دارالکتب العلمیہ بیروت ۲/ ۴۹۰

ان اللہ تعالٰی یبعث الایام القیمة علی ھیأتھا ویبعث یوم الجمعة زھراء منیرة اھلھا یحفون بھا کالعروس تھدی الی کریمھا [1]۔	بیشک اللہ عزوجل قیامت کے دن سب دنوں کو ان کی شکل پر اٹھائے گا، اور جمعہ کو چمکتا روشن دیتا، جمعہ پڑھنے والے اس کے گرد جھرمٹ کئے ہوئے جیسے نئی دولھن کو اس کے گرامی شوہر کے یہاں رخصت کرکے لے جاتے ہیں۔ (ت)

امام اجل ابوطالب مکی قوت القلوب اور حجۃ الاسلام محمد غزالی احیاء میں فرماتے ہیں:

قال صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ان الکعبة تحشر کالعروس المزفوفة (قال الشارح الی بعلھا) وکل من حجھا یتعلق باستارھا یسعون حولھا حتی تدخل الجنة فیدخلون معھا [2]۔	یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا بیشک کعبہ روز قیامت یوں اٹھایا جائے گا جیسے شب زفاف دولھن کو دولھا کی طرف لے جاتے ہیں، تمام اہل سنت جنھوں نے حج مقبول کیا اسکے پردوں سے لپٹے ہوئے اس کے گرد دوڑتے ہونگے یہاں تک کہ کعبہ اور اس کے ساتھ یہ سب داخل جنت ہوں گے۔

نہایہ امام ابن الاثیر میں ہے:

منه الحدیث "یزف علی بینی وبین ابراھیم علیه الصلوۃ والسلام الی الجنة" ان کسرت الزاء فمعناہ یسرع من زف فی مشیه وازف اذا اسرع وان فتحت فھو من زففت العروس ازفھا اذا احدیتھا الی زوجھا [3]۔	یعنی اسی باب سے ہے یہ حدیث کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا کہ علی مرتضی میرے اور ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوۃ والسلام کے بیچ میں جنت کی طرف خوش خوش تیز چلیں گے، یا میرے اور ان کے بیچ میں جنت کی طرف یوں لیے جائیں گے جیسے نئی دولھن کو دولھا کے یہاں لے جاتے ہیں،

امام اجل ابن المبارک وابن ابی الدنیا وابوالشیخ اور ابن النجار کتاب الدرر الثمینہ فی تاریخ المدینۃ

---

[1] المستدرک للحاکم کتاب الجمعہ باب سید الایام یوم الجمعہ دارالفکر بیروت ۱/ ۲۷۷

[2] احیاء العلوم کتاب اسرار الحج باب فضیلۃ البیت مطبعۃ المشہور الحسنی القاہرہ مصر ۱/ ۲۴۱، اتحاف السادۃ المتقین کتاب اسرار الحج باب فضیلۃ البیت دارالفکر بیروت ۴/ ۲۷۴، قوت القلوب کتاب الحج ذکر فضائل البیت الحرم دارصادر بیروت ۲/ ۱۲۱

[3] النہایہ لابن الاثیر باب الزء مع الفاء المکتبۃ الاسلامیہ الریاض ۲/ ۳۰۵

میں کعب احبار سے راوی کہ انھوں نے ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہاکے سامنے بیان کیااور کتاب التذکرہ میں امام ابو عبداللہ محمد قرطبّی کے الفاظ یہ ہیں کہ:

روی ابن المبارك ن عائشة رضی اللہ تعالٰی عنها انها قالت ذکر وارسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم وکعب الاحبار حاضر فقال کعب الاحبار [1]۔	یعنی امام ابن المبارک نے ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کاذکر پاک تھااور اس وقت کعب احبار حاضر تھے توکعب احبار نے کہا

ہر صبح ستر ہزار فرشتے اتر کرمزار اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا طواف عـــہ۱ کرتے اور اس کے گرد حاضر رہ کر صلوٰۃ وسلام عرض کرتے رہتے ہیں۔جب شام ہوتی ہے وہ چلے جاتے ہیں اور ستر ہزار اور اتر کر یوہیں طواف کرتے اور صلوٰۃ وسلام عرض کرتے رہتے ہیں،یوہیں ستر ہزار رات میں حاضر رہتے ہیں اور ستر ہزار دن میں۔

حتی اذا انشقت عنه الارض خرج فی سبعین الفأمن الملئکة یزفون عـــہ۲ صلی اللہ تعالٰی	جب حضور انور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم مزار مبارک سے روز قیامت اٹھیں گے ستر ہزار ملائکہ کے ساتھ باہر

عـــہ۱:فی المواھب الشریفة من فجر یطلع الانزل سبعون الفامن الملئکة حتی یحفون [2] الحدیث فقال العلامة الزرقانی ای یطوفون [3] الخ۔	مواہب شریف میں ہے ہر صبح ستر ہزار فرشتے آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوتے ہیں۔علامہ زرقانی فرماتے ہیں کہ یفون کا معنی یطوفون(طواف کرتے ہیں) ہے الخ(ت)
عـــہ۲:ھذا مافی المشکوۃ ومجمع بحار الانوار او المدارج الشریفة ولفظ التذکرۃ والمواھب یوقرونه صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم [4] من التوقیر بمعنی التعظیم والکل صحیح.واللہ تعالٰی اعلم ۱۲منه	یہ مشکوٰۃ،مجمع بحاالانوار اور مدارج شریف کے الفاظ ہیں۔تذکرہ اور مواہب میں ہے اس کا معنی یوقرون ہے کہ وہ آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی تعظیم وتوقیر کرتے ہیں۔اور تمام معانی صحیح ہے،واللہ تعالٰی اعلم ۱۲منہ(ت)

[1] شرح الزرقانی علی المواہب بحوالہ الدرر الثمینہ المقصد العاشر الفصل الثالث دار المعرفۃ بیروت ۸ /۳۴۹،التذکرۃ فی احوال الموتی باب فی بعث النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم من قبرہ دارلحدیث مصر ص۱۶۳ المواہب اللدینۃ المقصد العاشر الفصل الثالث المکتب الاسلامی بیروت ۴/ ۶۲۵

[2] المواہب اللدینۃ المقصد العاشر الفصل الثالث المکتب الاسلامی بیروت ۴/ ۶۲۵

[3] شرح الزقانی علی المواہب الدینیۃ القصدالعاشر دارالمعرفۃ بیروت ۸/ ۳۴۹

[4] التذکرۃ فی احوال الموتی والآخرۃ باب فی بعث النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم من قبرہ دار الحدیث مصر ص ۱۶۳

علیہ وسلم[1]۔	تشریف لائیں گے جو حضور کو بارگارہ عزت میں یوں لے چلیں گے جیسے نئی دولھن کو کمال اعزاز واکرام وفرحت وسرور وراحت وآرام وتزک احتشام کے ساتھ دولھا کی طرف لے جاتے ہیں۔

مجمع بحارالانوار میں بعلامت ط علامہ طیبی شارح مشکوٰۃ سے بعد ذکر حدیث علی مثل عبارت مذکورہ نہایہ ہے:

ومنه فی الوجهین فی سبعین الفا عــہ من الملئکة یزفونه صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم[2]۔	ستر ہزار فرشتے آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوکر آپ کا طواف کرتے ہیں (ت)

شیخ محقق محدث دہلوی قدس سرہ مدارج میں اسی حدیث ک ترجمہ میں فرماتے ہیں:

چوں مبعوث می گردد وآنحضرت از قبر شریف بیروں می آید میان ایں فرشتگان زفاف می کنند اورا وزفاف دراصل بمعنی بروں عروس بخانہ زوج ومراد ایں جالازم معنی ست کہ بردن محبوت ست پیش محب یعنی بردن آں حضرت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بدرگاہ عزت[3]۔	جب آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم مزار اقدس سے باہر تشریف لائیں گے تو فرشتوں نے دولھا کی طرح آپ کو گھیرا ہوگا۔ زفاف کا معنی دولہن کا خانہ زوج سے باہر آنا ہوتا ہے، یہاں لازم معنی مراد ہے کہ محبوب کو محب کے پاس لے جانا یعنی حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو رب اکرم کی بارگاہ اقدس میں لے جانا (ت)

اب وہابیہ بولیں کس کس کو کافر کہیں گے مگر ان کو اس پر تنبیہ بیکار، انکے مذہب کی بناء ہی اس پر ہے کہ اللہ ورسول تک کو مشرک بتاتے ہیں۔ پھر اور کس کی کیا گنتی، ان کے امام نے تفویت الایمان میں صاف لکھ دیا: "جو کہے اللہ ورسول نے دولتمند کردیا، وہ مشرک ہے[4]،" حالانکہ بعینہٖ یہی کلمہ خود اللہ عزوجل

عــہ: سقط الفاظ الفامن نسختہ الطبع فلیستبنه ۱۲ منه	باخبر رہیں کہ مطبوعہ نسخہ میں "الفًا" کا لفظ ساقط ہے ۱۲ منہ (ت)

[1] التذکرۃ فی احوال الموتی باب فی البعث النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم دار الحدیث مصر ص ۱۶۳، مشکوٰۃ المصابیح باب الکرامات فضل الثالث مطبع مجتبائی دہلی ص ۵۴۶

[2] مجمع بحار انوار تحت لفظ زفف مطبع نولکشور لکھنو ۲/ ۶۳

[3] مدارج النبوت باب پنجم مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۱/ ۱۴۰

[4] تقویۃ الایمان

وسید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے قرآن عظیم وحدیث صحیح میں فرمایا ہے۔

قال اللہ تعالٰی "وَمَا نَقَمُوْۤا اِلَّاۤ اَنْ اَغْنٰىهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ" [1]۔	اللہ تعالٰی نے فرمایا: اور انھیں کیا برا لگا یہی نا کہ اللہ ورسول نے انھیں دولتمند کردیا اپنے فضل سے۔

صحیح بخاری وصحیح مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا:

ماینقم ابن جمیل الا انہ ان کان فقیرا فاغناہ اللہ ورسولہ [2]۔	ابن جمیل کو کیا برا لگا آخر یہی کہ وہ محتاج تھا اللہ ورسول نے اس کو دولتمند کردیا۔

مسلمان دیکھیں کہ وہ بات جو اللہ جل جلالہ نے فرمائی اللہ کے رسول کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمائی، وہابیہ کا امام منہ پھیر کر کہہ رہا ہے کہ جو ایسا کہے مشرک ہے، پھر بھلا جس مذہب میں اللہ ورسول تک معاذاللہ مشرک ٹھہریں اس سے مسلمانوں کو کافر کہنے کی کیا شکایت!

ولا حول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ "وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْۤا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ ۟" [3]۔ واللہ تعالٰی اعلم۔	اللہ تعالٰی عظیم کی توفیق وتوانائی کے بغیر نہ برائی سے پھرنے کی قوت اور نہ نیکی بجالانے کی طاقت، اب جاننا چاہتے ہیں ظالم کہ کس کروٹ پلٹا کھائیں گے۔ واللہ تعالٰی اعلم۔ (ت

مسئلہ ۵۱: از بمبئی چھاچھ محلّہ نمبر ۳ مرسلہ محمد ایوب ابن حاجی صدیق میمن صاحب ۳ شعبان المعظم ۱۳۳۵ھ

یہاں کے باشندے حضرت مولانا ممدوح کے بہت ہی معتقد ہیں اور ان کے فرمان کو بہت عزت اور قدر کی نظر سے دیکھتے ہیں اور ان کے زور قلم کا ہر شخص لوہا مانے ہوئے ہے، مولانا کی تحریر ہی پر گویا سارا دار ومدار ہے، مولانا صاحب میں خدا کی عنایت سے علاوہ عالم ہونے کے یہ بھی بڑا کمال ہے کہ آپ فن شعر اور نکات شاعری سے بخوبی واقف ہیں اور ماہر ہیں یہ بات دوسرے عالم میں نہیں پائی جاتی آپ ہی سے فیصلہ اس کا بھی اچھی طرح ہوسکتا ہے ثم التسلیم بالتکریم۔

[1] القرآن الکریم ۹ /۷۴

[2] صحیح بخاری کتاب الزکوٰۃ باب فی قول اللہ تعالٰی وفی الرقاب الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۱۹۸

[3] القرآن الکریم ۲۶/ ۲۲۷

خیر طلب ہیچدان حیدر علی خاں عفی عنہ حیدر فرخ آبادی

جواب فورامع فتوی ود ستخطی ومہری حضرت مولانا مرشد آنا چاہئے۔

کیافرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ خالد سنی المذہب نے مندرجہ ذیل شعر کلمات شہادت کا ابتدائی ٹکڑا نظم کیاہے جس سے پورا کلمہ شہادت مراد ہے، لیکن زید جومذہبا شیعہ ہے اس سے پورا کلمہ شہادت مراد نہیں لیتاہے بلکہ صرف **اشھدان الا الہ** کے معنی سے خالد کو ملحد قرار دیتاہے۔

اشھد ان لاالہ نقش ہے اس لوح پر
نیر توحید کب عاشق کی پیشانی نہ تھی

مندرجہ بالا شعر کی نسبت زید نے مندرجہ ذیل الفاظ لکھے ہیں: شعر کا پہلا مصرعہ الحادی کا سائن بورڈ ہے کیونکہ اشھدان لاالہ کے تو یہ معنٰی ہوئے کہ میں گواہی دیتاہوں کہ نہیں ہے کوئی خدا، پھر جس پیشانی پر یہ کفر کا کلمہ لکھا ہو اسے ہم الحاد کا سائن بورڈ نہ کہیں تو کیا کہیں۔اسی طرح زید نے بکر سنی المذہب کے اس نعتیہ کی نسبت۔

پھر روضہ حضرت کی زیارت کو چل اخلاص
پھر چھوڑ دے تو بہر خدا حب وطن کو

مندرجہ ذیل الفاظ تحریر کئے ہیں: اخلاص صاحب! کبھی کبھی تو ہش کی باتیں کیا کیجئے، آپ نے **حب الوطن من الایمان**[1] (وطن کی محبت ایمان کا حصہ ہے۔ت) والی حدیث پڑھی نہیں تو کیا سنی بھی نہیں۔

فلہذا زید کا خالد کو ملحد اور بکر کو بے ایمان قرار دینا جائز اور مندرجہ بالا الفاظ زبان سے کہنا جائز ہے یا قلم سے لکھنا درست ہے یا نہیں؟ اگر نہیں ہے تو علمائے کرام وفضلائے عظام زید اور زید کے ان مؤیدین کی نسبت جو باوجود سنی ہونے کے زید کی تائید وتصدیق کررہے ہیں ازروئے شرع شریف کیا فتوی صادر فرماتے ہیں۔**بینوا توجروا**

الجواب:

حاشا شعر مذکور سے خالد سنی المذہب پر کسی طرح حکم کفر والحاد ممکن نہیں۔مگر اس کے نزدیک جو اس کلمہ طیبہ کو کہ مدار ایمان ہے **معاذاللہ** وہ ٹکڑے کفر واسلام پر منقسم کرے اور اس کا پہلا آدھا کفر خالص جانے اور یہ کس درجہ ناپاک وشنیع ہے۔

اولا: یوں ہو تو ہر مسلمان جتنی بار **لا الہ اللہ** کہے ہر بار اس کا کافر ہونا اور بعد کفر اسلام لانا ٹھہرے کہ جب تک پہلا جز کہا تھا اس معترض کے طور پر تو مطلقًا ہر الہ کی نفی تھی اور یہ بیشک کفر ہے، جب **الا اللہ** کہا تو اب اللہ عزوجل کی الوہیت مان کر مسلمان ہوا۔

---

[1] الدرالمنتشرۃ فی الاحادیث المشتہرہ حدیث ۱۴۹ حرج الحاء المکتب الاسلامی بیروت ص ۱۰۰

ثانیا: بلکہ اب بھی مسلمان ہونا بخیر کہ اس وقت الا اللہ کہہ لیا تو کیا ہوا، اس کا پھر ارادہ ہے کہ یہی کلمہ سرے سے پڑھے اور پہلے جزسے خدا کی نفی مطلق کرکے کافر ہو تو کفر سے رجوع کب ہوئی جب کہ پھر عزم کفر موجود ہے اور عزم کفر فی الحال کفر ہے۔

ثالثًا: قرآن عظیم میں کس قدر کثرت سے لا الہ الا اللہ و لا الہ الا ھو وارد ہے، اگر پہلے جز میں نفی عام الوہیت ہر الہ ہے جیسے کہ معترض کا خیال تیغ ہے تو معاذاللہ قرآن کریم نے صدہا بار الوہیت رب العزت کی نفی فرمائی اور ہر بار نفی کرکے اثبات فرما کر تناقضوں کی ٹھہرائی، **تعالی اللہ عن ذٰلك علوا کبیرا**[1] (اللہ تعالٰی اس سے بلند ہے۔ت)

رابعًا: معترض کے طور پر معاذاللہ سب کلمہ گو جن میں بزعم معترج خود معترض بھی داخل فاسد النکاح ہوں اور ان کی اولاد اولاد الزنا کہ جب پہلا جزء کہا کافر ہوگئے، نکاح ٹوٹ گئے اور الا اللہ کہنے سے اگرچہ اسلام عو بھی کرائے ٹوٹا نکاح تو نہیں جڑتا تب تک از سر نو نہ وہ اور وہ نہ ہوا تو سب بے نکاحی رہیں اور اولاد والد الحرام۔

خامسًا: معترض کے نزدیک نزع روح کے وقت کلمہ طیبہ کی تلقین سخت حرام وبدخواہی اہل اسلام ہوا اپنے آپ تو کافر ہو ہو کر الا اللہ سے مسلمان ہولئے اس پر کیا بھروسہ ہے کہ پہلے ہی جز پر روح پرواز کرجائے یا زبان بند ہوجائے تو معاذاللہ کافر مرے۔

سادسًا: اس کے یہ معنی سمجھنا اسلام پر کیسا سخت الزام پر عبارت صحیح بتانے سے معاذاللہ عجز کا اتہام ہے کہ ایمان کا آغاز کفر سے رکھا لا الہ اللہ کی جگہ کلمہ طیبہ یوں کیوں نہ بتایا ان اللہ ھو الا لہ وحدہ لاشریك لہ لیس غیرہ من الہ یہ خالص اسلام ہوتا اور معترض کا کفر والحاد راہ نہ پاتا۔

بالجملہ اس کے یہ معنی سمجھنا کہ نہیں ہے کوئی خدا، عاقل سے معقول نہیں بلکہ بلاشبہ اس کے معنی نفی الوہیت غیر خدا ہیں یقینا قطعاً مسلمان جس وقت اس سے تلفظ کرتا ہے یہی مراد لیتا ہے تو بحمد اللہ تعالٰی اس کے دونوں جز عین ایمان ہیں، پہلا جز الوہیت غیر خدا کی نفی اور دوسرا جز الوہیت الٰہ حق کا اثبات اور دونوں ایمان ہیں۔ رضی نے کہ نحو وعربیت کا بڑا محقق اور مذہب کا شیعی تھا، اس کی تحقیق کی اور بتادیا کہ یہاں ہرگز نفی عام نہیں۔ ورنہ تناقص لازم آئے بلکہ ماوراء مستثنٰی کی نفی ہوتی ہے، شرح کافیہ میں

[1] شرح المقاصد المبحث الثانی الوجود مفهوم واحد الخ دار المعارف النعمانیہ لاہور ۱/ ۷۴

اس کی عبارت بالتلخیص یہ ہے:

ان قلنا انه داخل فی القوم والاء لاخراج زید منهم بعد الدخول کان المعنی جاء زید مع القوم ولم یجئ زید وهذا تناقض ظاهر، ینبغی ان یجنب کلام العقلاء عن مثله، وقد ورد فی الکتاب العزیز من الاستثناء شیئ کثیر کقوله تعالٰی فلبث فیهم تلك الخمسین عاما فیکون المعنی لبث الخمسین فی جملة الالف ولم یلبث تلك الخمسین تعالی الله عن مثله علوا کبیرا (الٰی ان قال) فزبدة الکلام ان دخول المستثنی منه ثم اخراجه بالا واخواتها انما کان قبل اسناد الفعل اوشبهه الیه فلایلزم التناقض فی نحوجاء فی القوم الازیدا لانه بمنزلة قولك القوم المخرج منهم زید جاؤنی وذلك لان المنسوب الیه وان تأخر لفظا لابدله من التقدم وجودا علی النسبة التی یدل علیها الفعل اذ المنسوب الیه والمنسوب سابقان علی النسبة بینهما ضرورة ففی الاستثناء لما کان المنسوب الیه هو المستثنٰی منه مع الا والمستثنٰی فلا بدمن من وجود هذه الثلثة قبل النسبة فلا بد ذلك اذن من حصول الدخول والاخراج قبل النسبة فلا تناقض[1] اھ

(اگر ہم یہ کہیں کہ جاء نی القوم الازیدا میں زید قوم میں شامل ہے اور الا اس کو قوم میں شامل ہونے کے بعد نکالنے کے لئے ہے تو معنٰی یہ ہوگا، کہ زید قوم کے ساتھ آیا اور نہ آیا۔ یہ واضح تناقض ہے لہٰذا ایسا تناقض کلام عقلاء سے متصور نہیں ہوسکتا حالانکہ قرآن پاک میں یہ استثناء کثیر موجود ہے جیسے اللہ تعالٰی کا ارشاد ہے کہ نوح علیہ السلام اپنی قوم میں ہزار برس بغیر پچاس کے ٹھہرے، تو معنٰی یہ ہوئے کہ آپ پچاس سمیت مجموعہ ہزار ٹھہرے، اس واضح تناقض سے اللہ تعالٰی پاک ہے، آگے انھوں نے یہ تک کہا خلاصہ کلام یہ ہے کہ مستثنٰی منہ میں دخول اور الاّ اور دیگر حروف کے ساتھ پھر اس کو خارج کرنا فعل یا شبہ فعل کے اسناد سے قبل ہوتا ہے تو اب جاءنی القوم لا زیدا جیسی مثالوں میں تناقص لازم آئے گا، کیونکہ اب معنی یوں ہوا" قوم جس سے زید

[1] شرح الکافیہ للرضی بحث المستثنٰی دار الکتب العلمیہ بیروت ۱/ ۲۶-۲۲۵

خارج ہے میرے پاس آئی،اس لئے کہ منسوب الیہ اگرچہ لفظی طور پر فعل سے موخر ہے لیکن وجودی طور پر فعل سے مقدم ہے کیونکہ منسوب اور منسوب الیہ اس نسبت سے مقدم ہوتے ہیں جو دونوں میں پائی جاتی ہے اور یہ نسبت وہ ہے جس پر فعل دال ہے تو استثناء میں جب منسوب الیہ یعنی مستثنٰی منہ اور الاّ اور مستثنٰی تین چیزیں ہیں تو لازمی طور پر یہ تین فعل والی نسبت سے پہلے ہوں گے لہٰذا اب دخول وخروج نسبت سے قبل ہوا تو تناقص نہ رہا۔ت)

اقول: حاصل یہ ہے کہ لفظ مافی النفس سے تعبیر ہوتے ہیں یہاں اگریوں ہو کہ متکلم نے **اولًا** نفی عام بلا د استثناء کی اور جزء اول سے تعبیر کیا پھر اس عام میں سے مستثنٰی کو جدا کیا اور اس پر جزء استثنا سے دلالت کی تو صریح تناقص ہے کہ یہ دو حکم متنافی ہوئے لا سالبہ کلیہ تھا اور یہ موجبہ جزئیہ اور وہ دونوں نقیض ہیں، ایسا ہر گز نہیں بلکہ وہاں صرف حکم واحد ہے متکلم نے ایک مفرد کلی کو کہ مرتبہ لابشرط شے میں تھا مستثنٰی سے فارغ کرکے مرتبہ بشرط لا شی میں لیا اور اس مقید پر حکم واحد کیا بے ادخال لا والا سے معبر کیا لا حکم ہے اور الاّ قید مسند الیہ کہ اس کے مرتبہ بشرط لا پر دال تو یہ لاہر گز نفی جمیع کے لئے نہیں بلکہ نفی ماورائے مستثنٰی کے لئے تو **مافی الذھن** یقینا حق ہے، ہاں تقیید پر دلالت درکار، وہ اگر نفس کلام میں نہ ہوتی تو کلام کی ترکیب مشہور ومعروف کا مسلمان میں دائر وسائر، اور قائل کا مسلمان ہونا خود ہی دلالت کرتا کہ یہ تنگی شعر کے سبب بعض کلام پر اختصار ہے اور مراد یقینا مجموع جیسے ہے بے تنگی کلام **قلیا** اور **لن تنا** کہتے ہیں اور مراد سورہ کافرون وپارہ چہارم، مسلمان اگر **ابنت الربیع البقل** (موسم بہار نے سبزہ اگایا۔ت) کہے تو اس کا سلام ہی تجوز پر قرینہ ہے، اس سے یہ گمان کہ اس نے خود فصل بہار کو سبزی کا خالق مانا ہے، ہر گز مسلم عاقل کو نہیں ہو سکتا **کما نصوا علیہ وصرح بہ فی الفتاوی الخیریہ وغیرہا** (جیسا کہ اس پر علماء نے تصریح موجود ہے اور فتاوٰی خیریہ وغیرہ میں یہ تصریح موجود ہے۔ت) نہ کہ یہاں نفسی کلام میں معنٰی صحیح کی صاف تصریح موجود ہے کہ مصرع دوم میں صاف توحید بتائی اور یہ ہی اول سے مراد ٹھہرائی، اگر **معاذاللہ** نفی مطلق ہوتی توحید کب رہتی تعطیل ہوتی، توحید تو ایک کا اثبات ہے نہ کہ **معاذاللہ** عام نفی تام، تو ثابت ہوا کہ اس پر حکم الحاد اگر از قبیل **کل اناء یترشح بما فیہ** (ہر برتن وہی کچھ باہر پھینکتا ہے جو اس میں ہو۔ت) نہ ہو تو جنون خالص ہے۔لاجرم جامع الفصولین فصل ۳۸ میں ہے:

من قال لاالہ وارادان یقول الا اللہ	جس نے لا الہ کہا الا اللہ ارادہ کے باوجود نہ کہہ

ولم یقل لایکفر لانه عقد علی ایمان [1]۔	سکا تو وہ کافر نہیں کیونکہ اس نے ایمان کے ارادے سے یہ کہا (ت)

اسی طرح خزانۃ المفتین میں ہے: آثر اعنه الی (عہ) لایکفر [2] (اسی کے عدم کفر کو ترجیح حاصل ہے۔ت)

اسی طرح فتاوٰی بزازیہ و شرح ملتقی الابحر میں ہے، ہاں شاعر نے اسی اقتصار میں تقصیر ضرور کی علماء تو یہاں تک فرماتے ہیں کہ اس لاکامد طویل نہ کرے کہ صورت نفی سے جلد جانب تصریح اثبات منتقل ہو جائے اس نے اتنی دیر کی کہ صورت نفی مصرع اول میں رکھی اور تصریح اثبات چھ لفظوں کے فاصلہ سے مصرع دوم میں اسے یوں کہنا تھا اشھدان الاالٰہ غیرہ ہے اس پر نقش۔

اسی طرح بحر سنی کے شعر مذکور پر اعتراض جہل فاضح یا عناد واضح ہے حب الوطن من الایمان [3] (وطن کی محبت ایمان کا حصہ ہے۔ت) نہ حدیث سے ثابت نہ ہر گز اس کے یہ معنی، اس کا یہ معنی امام بدرالدین زرکشی نے اپنے جزاور امام شمس الدین سخاوی نے مقاصد حسنہ اور امام خاتم الحفاظ جلال الدین سیوطی نے الدرالمنتشرہ میں بالاتفاق اس روایت کو فرمایا: لم اقف علیه [4] (میں اس سے آگاہ نہیں ہو سکا۔ت) امام سخاوی نے اس کی اصل ایک اعرابی بدوی اور حکیمان ہند کے کلام میں بتائی کما یظھر بالرجوع الیه (جیسا کہ اس کی طرف رجوع سے ظاہر ہے۔ت) اللہ عزوجل نے قرآن عظیم میں اپنے بندوں کی کمال مدح فرمائی جو اللہ ورسول جل وعلاو صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی محبت میں اپنا وطن چھوڑیں، یار و دیار سے منہ موڑیں، اور ان کی سخت مذمت فرمائی جو جب وطن لئے بیٹھے رہے اور اللہ ورسول کی طرف مہاجر نہ ہوئے۔

قال اللہ تعالٰی " اِنَّ الَّذِیْنَ تَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓىِٕكَةُ ظَالِمِیْۤ اَنْفُسِهِمْ قَالُوْا فِیْمَ كُنْتُمْ ؕ قَالُوْا كُنَّا مُسْتَضْعَفِیْنَ فِی الْاَرْضِ ؕ قَالُوْۤا اَلَمْ تَكُنْ	اللہ تعالٰی نے فرمایا: بیشک ملائکہ جن کی جان نکالتے ہیں اس حال میں کہ وہ اپنی جانوں پر ظلم کر رہے تھے فرشتے کہتے ہیں تم کاہے میں تھے، کہتے ہیں ہم اس بستی میں

عہ: وھکذا فی الاصل لعله "انه"۔

[1] جامع الفصولین الفصل الثامن والثلاثون فی مسائل کلمات الکفر اسلامی کتب خانہ کراچی ۲/ ۲۹۸

[2] مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر باب المرتد دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۶۸۹

[3] الدار المنتشرۃ فی الاحادیث المشتھرۃ حرف الحاء حدیث ۱۸۹ المکتب الاسلامی بیروت ص ۱۰۰

[4] المقاصد الحسنه للسخاوی حدیث ۳۸۶ دار الکتب العلمیه بیروت ص ۱۰۹، الدرر المنتشرۃ فی الاحادیث المشتھرۃ حروف الحاء حدیث ۱۸۹ المکتب الاسلامی بیروت ص ۱۰۰

تَكُنْ اَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوْا فِیْهَا ؕ فَاُولٰٓىِٕكَ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ وَسَآءَتْ مَصِیْرًا ۟ۙ اِلَّا الْمُسْتَضْعَفِیْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ حِیْلَةً وَّلَا یَهْتَدُوْنَ سَبِیْلًا ۟ۙ فَاُولٰٓىِٕكَ عَسَى اللّٰهُ اَنْ یَّعْفُوَ عَنْهُمْ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَفُوًّا غَفُوْرًا ۟ وَمَنْ یُّهَاجِرْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ یَجِدْ فِی الْاَرْضِ مُرٰغَمًا كَثِیْرًا وَّسَعَةً ؕ وَمَنْ یَّخْرُجْ مِنْۢ بَیْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ یُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا ۟ "[1]	کمزور دبائے ہوئے تھے، فرشتے کہتے ہیں کیا اللہ کی زمین (مدینہ طیبہ) گنجائش والی نہ تھی کہ تم وطن چھوڑ کر اس میں جارہتے ان کا ٹھکانا جہنم ہے اور کیا ہی بُری پلٹنے کی جگہ مگر کمزور اور عورتیں بچے جنھیں کچھ بنائے نہ بنی نہ راہ ملی قریب ہے کہ اللہ تعالٰی ان کو معاف فرمائے، اللہ تعالٰی معاف فرمانے والا بخشنے والا ہے اور جو اللہ تعالٰی کی راہ میں وطن چھوڑ کر اللہ ورسول کی طرف ہجرت کرتا ہوا اپنے گھر سے نکلے پھر اسے موت آجائے اس کا اجر اللہ کے ذمہ کرم پر ثابت ہولیا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

جو مدینہ طیبہ کی حاضری پر حب وطن کو ترجیح دیں وہ ظالموں کی طرح ہیں اور جو حب وطن کو خاک بوسی آستان عرش نشان پر تصدق کریں وہ ان مقبولوں میں ہیں:

"قُلْ كُلٌّ یَّعْمَلُ عَلٰى شَاكِلَتِهٖ ؕ فَرَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَنْ هُوَ اَهْدٰى سَبِیْلًا ۟ "[2]	تم فرماؤ سب اپنے کینڈے (طریقے) پر کام کرتے ہیں تو تمھارا رب خوب جانتا ہے کہ کون زیادہ راہ پر ہے۔ (ت)

وہ وطن جس کی محبت ایمان سے ہے وطن اصلی ہے جہاں سے آدمی آیا اور جہاں جانا ہے۔

کن فی الدنیا کانك غریب اوعابر سبیل[3]۔ وحسبنا اللہ ونعم الوکیل[4]۔ واللہ تعالٰی اعلم۔	دنیا میں اس طرح رہو جیسے اجنبی ہو یا مسافر، اور ہمارے لئے اللہ تعالٰی کافی ہے اور وہی سب کا کارساز ہے۔ واللہ تعالٰی اعلم۔ (ت)

---

[1] القرآن الکریم ۴/ ۹۷تا۱۰۰

[2] القرآن الکریم ۱۷/ ۸۴

[3] کنز العمال حدیث ۶۱۲۷ موسسۃ الرسالہ بیروت ۳/ ۱۹۶

[4] القرآن الکریم ۳/ ۱۷۳

مسئلہ ۵۲تا۵۸: از ریاست رامپور مرسلہ معشوق علی صاحب ۷ جمادی الاولٰی ۷ ۱۳۳ھ

کیافرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اکثر میلاد خواں مجلس میلاد شریف میں مفصلہ تحت مضامین کی نظم یا نثر پڑھتے ہیں:

(۱) میم کی چادر مکھ پر ڈالے احمد بن کر آیا،

(۲) شب وصل خدا نے نبی سے کہا تو اور نہیں میں اور نہیں

ہے میم کا پردہ کیا پردہ تو اور نہیں میں اور نہیں

(۳) کہیں لیلٰی بنا، کہیں مجنون، کہیں شریں بنا، کہیں فرہاد

ہے میم کا پردہ کیا پردہ تو اور نہیں میں اور نہیں

(۴) کہتا ہے یہ تجھ سے خدا دل میں نہ رکھ اپنے خودی تیرے نگین طبع پر میری حقیقت ہے کھدی

جب عین وحدت کی صفت خاص اپنی میں نے تجھ کو دی من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جاں شدی

تاکس نگوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری

(۵) ترسیٹھ برس خدا مکہ اور مدینہ کی گلیوں میں پھرا کسی نے نہ پہچانا۔

(۶) محمد نے خدائی کی خدا نے مصطفائی کی۔

کوئی سمجھے تو کیا سمجھے، کوئی جانے تو کیا جانے

(۷) ایک روز جبریل علیہ السلام حضور سرور کائنات علیہ الصلٰوۃ والتحیات کی خدمت میں حاضر ہوئے آنحضرت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے اخی! تم کو اپنے مقام سے یہاں تک آنے میں کتنا وقفہ ہوتا ہے؟ عرض کیا: حضور دستار مبارک کا پیچ تمام نہیں فرمانے پائیں گے کہ غلام اپنے مقام سے

یہاں حاضر ہوجائے گا،آنحضرت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا کہ جہاں سے تم کو حکم ملتاہے وہاں پردہ پڑا ہے جاؤاس کو اٹھاکر دیکھو،ادھرآں حضرت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے دستار مبارک زیب سر فرمانا شروع کی،جبریل علیہ السلام نے مقام مذکور پر پردہ اٹھاکر دیکھا تو حضور پٹکا زیب سر فرمارہے ہیں،پھر زمین پر آکر اسی طرح پٹکا زیب سر فرماتے ہوئے دیکھا۔اسی استعجاب میں چند مرتبہ آئے گئے،حیران ہوکر عرض کیا کہ حضور! پھر مجھے کیوں دوڑایا جاتاہے جب یہاں بھی آپ ہے وہاں بھی آپ،اور مثل ان کے،لہٰذاایسے مضامین کاپڑھنااور سننا شرع شریف میں کیا حکم رکھتاہے؟ کسی سے اس بارے میں جھگڑا قصہ نہیں ہے۔اپنا عقیدہ صاف کرنے کی غرض سے یہ تکلیف دی جاتی ہے۔

الجواب:

(۱) اگر آیا کی ضمیر حضرت عزت عزجلالہ،کی طرف ہے تو بیشک عوام کا ایسا بکنا صریح کلمہ کفر ہے اور اگر حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی طرف ہے تو بیشک احد واحد ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم،دونوں حضور کے اسمائے طیبہ سے ہیں اور معنی یہ کہ حضور مظہر شان احدیت ہیں تجلی احدیت حضور کی عبدیت میں جلوہ گر ہے،اگر میم کہ طوق ف وکمر پرستش ہے ساتر نہ ہو تو عالم میں کوئی دیکھنے کی تاب نہ لائے پھر بھی ایسے لفظ سے بچنے ہی کا حکم ہے کہ عوام کا ذہن ایسی دقیق توجیہ کی طرف نہ جائے گا اوران کے فساد عقیدہ یااس بات کا موہم ہوگا کہ وہ قائل کو گمراہ جانیں۔حدیث میں ہے:

ایاك ومایعتذر منه[1] فان الخیر لایعتذر منه۔	ہر اس شیئ سے بچو جس پر معذرت کرنی پڑے،اور خیر میں معذرت نہیں کرنا پڑتی۔(ت)

دوسری حدیث میں ہے:ایاك ومایسوء الاذن[2] (ہر اس شے سے بچو جسے کان بُراجانیں۔ت) تیسری حدیث میں ہے: حدثوا الناس بمایعرفون[3] (لوگوں سے وہی بیان کروجوان کے لئے معروف ہے۔ت) چوتھی حدیث میں ہے:

ماانت بمحدث قوما حدیثا لا تبلغه عقولهم الاکان لبعضهم فتنة[4]۔	جب کوئی کسی قوم کو ایسی بات بیان کرے گا جہاں تک ان کی عقل کی رسائی نہیں تو وہ ان میں فتنہ کاسبب بنے گا(ت)

---

[1] المستدرك للحاکم کتاب الرقاق دارالفکر بیروت ۴/ ۳۲۷

[2] مسند امام احمد بن حنبل بقیہ حدیث ابوالعادیة دارالفکر بیروت ۴/ ۷۶

[3] کنز العمال حدیث ۲۹۳۱۸ موسسة الرسالة بیروت ۱۰/ ۲۴۷

[4] صحیح مسلم باب النهی عن الروایة عن الضعفاء قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۹

ف:اصل میں اسی طرح ہے مگر اعلٰحضرت کا خط نہیں اس لئے ناقل سے غالبًا سہو ہوا۔

(۲) یہ اللہ عزوجل پر افتراء ہے اور اس کا ظاہر کفر،

وقد قال اللہ تعالٰی " اِنَّمَا یَفۡتَرِی الۡکَذِبَ الَّذِیۡنَ لَا یُؤۡمِنُوۡنَ "[1]۔	اللہ تعالٰی کا ارشاد گرامی ہے: جھوٹ بہتان وہی باندھتے ہیں جو ایمان نہیں رکھتے۔(ت)

(۳) بظاہر کفر ہے ف اور اس کا مقلد زندیق۔ عوام کو ایسا تفوہ کفر کا کھلا راستہ ہے، عوام سے مراد وہ ہیں کہ مقام حقائق تک نہ پہنچے اگرچہ علماء کہلاتے ہوں اور ان سے بدتر وہ مسخرگان شیطان کہ جاہل ہیں اور علم حقائق کے مدعی۔

(۴) فارسی شعر حضرت امیر خسرو قدس سرہ العزیز کا عاشقانہ غزل ہے اسے یوں نعت شریف میں لے جانا اور کلام الٰہی ٹھہرانا اور اللہ ورسول میں یوں اتحاد ماننا بلکہ حضور کو جان اور اللہ کو تن جاننا یہ صریح کفر وارتداد ہے۔

(۵) اس کا ظاہر بھی کلمہ کفر ہے،

ووقوع مثلہ فی کلام اللہ وکلام رسولہ کمایذکر عن التوراۃ جاء اللہ من طور سیناء واشرق من ساعیر واستعلن من فاران وحدیث یا موسٰی کنت مریضا فلم تعدنی کنت جائعا فلم تطعمنی [2] وامثال ذٰلک لایکون سندا للجواز فلیس للعبد ان یتعدی طورہ وعلیہ اتباع المحکمات دون ماتشابہ منہ۔	اس کا وقوع کلام الٰہی اور کلام رسول ایسے جیسا کہ تورات سے ہے کہ اللہ تعالٰی طور سیناء سے آیا اور ساعیر اور فاران ان سے وہ چمکا، اور حدیث میں ہے: اے موسٰی! میں مریض تھا تم نے میری عیادت نہ کی، میں بھوکا تھا تم نے مجھے کھانا نہ کھلایا۔ اور اس کے دیگر امثال یہ جواز کی سند ودلیل نہیں بن سکتے، بندے کو اپنی حد سے آگے نہیں بڑھنا چاہئے بندے پر محکمات کی اتباع لازم اور متشابہات سے بچنا لازم ہے۔(ت)

(۶) پچھلا مصرع تو صحیح ہے اور پہلے کا نصف اخیر بھی صحیح ہے کہ کرنا بنانے پیدا کرنے کو کہتے ہیں: ؎

گفتم ایں جام جہاں بیں بتوکے داد حکیم گفت آں روز کہ ایں گنبد مینامی کرد

---

[1] القرآن الکریم ۱۶/ ۱۰۵

[2]

ف: اندازہ سے بنایا اصل میں بیاض ہے۔

(میں نے اسے کہا کہ یہ جہاں نما جام تجھے حکیم نے کب دیا؟ اس نے کہا کہ جس دن اس نے یہ گنبد (آسمان بنایا۔ت)
یعنی اللہ عزوجل نے حضور کی مصطفائی پیدا کی حضور کو یہ مرتبہ بخشا، البتہ نصف اول بہت سخت ہے اس میں تاویل بعید یہ ہے کہ خدائی مخلوق کو کہتے ہیں ع

ساری خدائی اک طرف فضل الٰہی اک طرف

اور خدائی کی پیدائش بطفیل حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ہے حضور نہ ہوتے تو کچھ نہ ہوتا **لولاک لما خلقت الدنیا**[1] (اگر آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نہ ہوتے تو میں دنیا پیدا نہ فرماتا۔ت) حضور تخم وجود واصل موجود ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم، تو نسبت مجاز ہے جیسے **انبت الربیع البقل** بہار نے سبزہ اگایا۔ **وقال اللہ تعالٰی** "**مِمَّا تُنۡۢبِتُ الۡاَرۡضُ**"[2] (اور اللہ تعالٰی نے فرمایا: زمین کی اگائی ہوئی چیزیں۔ت) اگانے والا زمین کو فرمایا، مگر حق یہ ہے کہ ایسی تاویل نہ لفظ کو کلمہ کفریہ ہونے سے بچائے نہ قائل کو اشد حرام ہے کے ارتکاب سے، بہار و زمین غیر ذوی العقول پر قیاس نہ ہوگا۔ اور ردالمحتار میں ہے:

مجرد ایھام المعنی المحال کاف فی المنع[3]۔	منع کے لئے محض محال معنی کا ایہام ہی کافی ہوتا ہے۔ (ت)

(۷) یہ روایت محض کذب و باطل ومردود و موضوع وافتراء واختراع ہے **قاتل اللہ واضعھا** (اللہ تعالٰی ایسی روایت گھڑنے والے کو برباد کرے۔ت) اور اس کا ظاہر سخت کفر ملعون ہے۔ ایسے تمام مضامین کا پڑھنا سننا سب حرام ہے، **واللہ سبحانہ وتعالٰی اعلم۔**

مسئلہ ۵۹: از رام پور مرسلہ معشوق علی صاحب ۷ جمادی الاول ۱۳۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اکثر میلاد خواں میلاد شریف میں اس نظم کو پڑھتے ہیں:

(۱) اٹھا کر میم کا پردہ سب الا اللہ کہتے ہیں احد میں میم کو ضم کرکے صلی اللہ کہتے ہیں
(۲) ظہور ہو کرکے دنیا میں یہ فرمانا کہ بندہ ہوں تو سب ناسُوت میں حضرت رسول اللہ کہتے ہیں
(۳) ہوئے ممکن سے جب واجب نبی ملکوت میں پہنچے وہاں سب دیکھ احمد کو ظہور اللہ کہتے ہیں

---

[1] الفوائد المجموعۃ باب فضائل النبی حدیث ۱۸ دارالکتب العلمیہ بیروت ص۳۲۶، الاسرار المرفوعہ فی الاخبار الموضوعہ حدیث ۷۵۵ دارالکتب العلمیہ بیروت ص ۱۹۴

[2] القرآن الکریم ۲/ ۶۱

[3] ردالمحتار کتاب الحظروالاباحۃ فصل فی البیع داراحیاء التراث العربی بیروت ۵/ ۲۵۳

(۴) جو پہنچا مرتبہ جبروت میں مسجود عالی کا — تو اس جسم مطہر کو وہ نور اللہ کہتے ہیں
(۵) الست مرتبہ لاہوت سمجھو ذات کا احمد — سب اس رتبہ میں آنحضرت کو عین کہتے ہیں
(۶) خدا فرمائے گا محشر میں بخشالو تم اب احمد — گنہ گاران امت کو شفیع اللہ کہتے ہیں
(۷) نزول از تا عروج حضرت کا لکھا ہے حقیقت سے — خدا پہچان سب سے حسن للہ کہتے ہیں

الجواب:

ان اشعار کا پڑھنا حرام حرام سخت حرام ہے، ان میں بعض کلمہ کفریہ ہیں اگرچہ تاویل کے سبب قائل کو کافر نہ کہیں اور بعض موہم کفر ہیں اور یہ بھی حرام ہے، ردالمحتار میں ہے:

مجرد ایھام المعنی المحال کاف فی المنع[1]۔	منع کے لئے محض محال کا معنی کا ایہام ہی کافی ہوتا ہے۔ (ت)

ہاں بعض جیسے شعر چہارم و ششم ایہام کفر سے خالی ہیں پھر بھی ششم میں مصرعہ دوم "گنہ گاران امت الخ" کو حضرت عزت کی طرف نسبت کرنا صحیح نہیں، اور چہارم میں مسجود کا لفظ مناسب نہیں۔ ہاں شاہ عبدالعزیز صاحب تفسیر عزیزی میں فرماتے ہیں:

ہزاران ہزار عاشق برآستانہ او (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) سجدات می کنند وایں مرتبہ ہیچکس را نداده اند۔ مگر بطفیل ایں محبوب (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) برخے از اولیائے امت راشمہ محبوبیت آں نصیب شدہ مسجود خلائق و محبوب دلہا گشتہ اند مثل حضرت غوث الاعظم وسلطان المشائخ نظام الدین اولیاء رضی اللہ تعالٰی عنہما[2] (ملخصًا) واللہ تعالٰی اعلم۔	لاکھوں عشاق ان (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) کے مبارک آستاں پر سجدہ کرتے ہیں اور یہ مرتبہ جس کی بھی عطا کیا گیا ہے وہ اس محبوب (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) کی طفیل ہے۔ اولیائے امت میں سے جس کو اس محبوبیت سے حصہ ملا ہے وہ مخلوق کے مسجود و محبوب ہوئے مثلا حضرت غوث الاعظم، سلطان المشائخ نظام الدین اولیاء رضی اللہ تعالٰی عنہما۔ (ملخصًا) واللہ تعالٰی اعلم۔ (ت)

مسئلہ ۶۰: از ناگور مارواڑ دکان سید محمد صدیق لعل محمد سوداگران مرسلہ حضرات مذکورین ۸ جمادی الاولی ۱۳۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ:

---

[1] ردالمحتار کتاب الحضر والاباحۃ فصل فی البیع دار احیاء التراث العربی بیروت ۵/ ۲۵۳

[2] فتح العزیز (تفسیر عزیزی) پ عم س الم نشرح مسلم بک ڈپو لال کنواں دہلی ۳۲۲

ہمارے سرور عالم کا رتبہ کوئی کیا جانے
خدا سے ملنا چاہے تو محمد کو خدا جانے

یہ شعر عام طور پر حضور سرور عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی محفل میلاد میں پڑھنا درست ہے یا نہیں؟

الجواب:

اس شعر کا ظاہر صریح کفر ہے اور اس کا پڑھنا حرام ہے اور جو اس کے ظاہر مضمون کا معتقد ہو یقینا کافر ہے۔ہاں اگر بقرینہ مصرعہ اولٰی یہ تاویل کرے کہ خدا سے ملنا چاہے تو یوں سمجھے کہ محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے مرتبہ کو اللہ ہی جانتا ہے تو یہ معنی صحیح ہے، مگر ایسا موہم لفظ بولنا جائز نہیں۔ردالمحتار میں ہے:

مجرد ایھام المعنی المحال کاف فی المنع [1]۔واللہ تعالٰی اعلم۔	منع کے لئے محض محال معنی کا ایہام ہی کافی ہوتا ہے۔واللہ تعالٰی اعلم۔(ت)

مسئلہ ۶۱: از جودھپور مارواڑ مرسلہ قاضی محمد عبدالرحمٰن صاحب متخلص بہ طالب مدرس درجہ اول سردار اسکول ۱۸ جمادی الآخرہ ۱۳۳۷ھ

حضرتم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،، بتاریخ ۱۶ مارچ سنہ رواں بروز یک شنبہ جودھپور میں مشاعرہ تھا، مصرع طرح ھو ہذا: "شب عاشق سحر نہ ہوجائے" نمبر ۲ پر ایک غزل نعتیہ پڑھی گئی جس کا مطلع یہ ہے:۔

نعت خیر البشر یہ نہ ہوجائے
دل حقیقت نگر نہ ہوجائے

کیا حضور! یہ مطلع نعت میں ٹھیک ہے؟ اس کا قائل کہتا ہے کہ آپ کے دیوان میں بھی اس قسم کا کوئی شعر ہے گروہ شعر دیوان میں دکھاتا نہیں۔اور خاکسار کے پاس دیوان ہے نہیں۔لہذا متکلف ہوں کہ اس میں جو کچھ امر حق ہو جواب سے سرفراز فرمادیں۔

الجواب:

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،، یہ مطلع سخت باطل وناجائز ہے کہ اس میں نعت اقدس سے ممانعت ہے اور نعت اقدس اعظم فرائض ایمان سے ہے، اس سے ممانعت کس حد تک پہنچتی ہے، اگر

---
[1] ردالمحتار کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی البیع دار احیاء التراث العربی بیروت ۵/ ۲۵۳

تاویل کی جگہ نہ ہوتی تو حکم بہت سخت تھا فقیر کے دیوان میں اصلا کوئی شعر اس مضمون کا نہیں۔ **ولہ الحمد وھو تعالٰی اعلم۔**

مسئلہ ۶۲: از شہر دہلی پہاڑ گنج مسجد غریب شاہ مرسلہ محمد عبدالکریم صاحب ۹ شعبان ۱۳۳۷ھ

حضور! مندرجہ ذیل اشعار کے متعلق یہاں کے مولویوں نے کہا ہے کہ اس کا جواب کوئی اہل اللہ دے گا، لہٰذا اس کا جواب حضور ہی دیں گے۔ **اشعار:**

(۱) چہ خوش گفت بہلول فرخندہ فال — کہ من از خدا پیش بودم دوسال

(۲) من آں وقت کہ دم خدارا سجود — کہ ذات وصفات خدا ہم نہ بود

الجواب:

دوسرا شعر ایسا مشکل نہیں، نبود سے نہ نفی مطلق مقصود نہ مفہوم بلکہ نفی مقید بوقت سجدہ یعنی جس وقت میں نے سجدہ کیا اس وقت میں ذات صفات نہیں۔ اور یہ حق ہے کہ ذات وصفات الٰہی وقت وزمانہ سے متعالی ہیں۔ وہ کسی وقت میں نہیں وقت سے پاک ہیں۔ جیسے کسی مکان میں نہیں مکان سے پاک ہیں، زمان ومکان سب حادث ہیں اور ذات وصفات الٰہی قدیم، جب زمان ومکان نہ تھے ذات وصفات ان سے جدا تھیں، ایسے ہی اب بھی ہیں اور ہمیشہ رہیں گی، پہلے شعر میں از خدا لفظ پیش سے متعلق نہیں بلکہ بودم سے اور پیش کا متعلق ازیں محذوف ہے۔ جیسے عربی "كُنَّا قَبْلُ فِيْٓ اَهْلِنَا مُشْفِقِيْنَ ۝" [1] یعنی قبل ہذا اردو میں پہلے کہہ چکا یعنی اس سے پہلے، یوہیں پیش بودم یعنی پیش ازیں۔ اس کا اشارہ حالت موجود کی طرف ہے یعنی عالم اجساد میں ہونا، اور سائل سے مراد زمانہ ممتمد کہ یہاں ہزار سال ہے، تو مطلب یہ ہوا کہ میں اس عالم اجساد میں آنے سے دو ہزار برس پہلے خدا کی طرف سے وجود رکھتا تھا، موجود تھا، اور یہ حق ہے، حدیث میں ہے:

ان اللّٰہ تعالٰی خلق الارواح قبل الاجسام بالفی عام [2]۔	اللہ تعالٰی نے روحیں جسموں سے دو ہزار برس پہلے بنائیں۔

بااین ہمہ دونوں شعر موہم معنی کفر ہیں اور ان کا اطلاق سخت اشد حرام، **واللّٰہ تعالٰی اعلم۔**

مسئلہ ۶۳ تا ۶۵: از شہر بریلی محلّہ سہسوائی ٹولہ متصل مسجد چپ شاہ مسئولہ لیاقت حسین طالبعلم ۶ رمضان المبارک ۱۳۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے شرع درباب اس شعر کے نعت رسول اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم **وھو ھذا:**

---

[1] القرآن الکریم ۵۲/ ۲۶

[2] الفوائد المجموعہ مناقب الخلفاء الاربعۃ الخ حدیث ۹۴ دارالکتب العلمیہ بیروت ص ۳۸۲، الموضوعات لابن جوزی حدیث ۵۷ دارالکفر بیروت ۱/ ۴۰۱

ے کردن مہمانی عشق محمد
جگر کے کوفتے دل کے پسندے
(جگر کے کوفتے اور دل کے کباب بنا کر عشق محمد (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) کی مہمانی کرنا۔ت)

(۱) آیا قابلیت نعت اور مولود خوانی کی رکھتا ہے یا نہیں؟

(۲) انسان کا گوشت حلال یا حرام؟

(۳) کس مقدس شخص کی مہمانی میں یا اس کے عشق کی مہمانی میں انسان کا گوشت پیش کر سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب

انسان کا گوشت انسان پر حرام ہے عشق پر حرام نہیں وہ ایک آگ ہے کہ ماسوائے محبوب کو جلادیتی ہے، گوشت گھلانا اس کا پہلا فعل ہے، ولہذا حدیث میں فرمایا:

ان اللہ یبغض الحبر السمین[1]۔	اللہ دشمن رکھتا ہے موٹے عالم کو۔

شعر میں "مہمانی عشق" ہی کہا ہے، اس میں کوئی حرج نہیں پڑھ سکتے ہیں۔واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۶۲: از شہر کہنہ بریلی مسئولہ قاسم حسین رضوی مصطفائی ۱۰ رمضان المبارک ۱۳۳۷ھ

کیافرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ مندرجہ ذیل اشعار آیا کفر میں داخل ہیں اور ان کا لکھنے والا کافر ہے یا نہیں؟ دلاور حسین میلاد خواں نے میرے سامنے بیان کیا کہ ایک عالم مجدد نے ایسے شاعر کو کافر فرمایا ہے اور تحریری فتوٰی میرے پاس موجود ہے اگر اس نے جھوٹ بولا اور ایک مسلمان پر کفر ثابت کرنے کے لئے ایک بزرگ پر اتہام رکھ کر ایسے غلط لفظ کہے تو کیا وہ کافر ہونے سے بری ہو سکتا ہے یا نہیں؟ اشعار یہ ہیں:

۱ جوش کرم پر بحر ہے دیکھو یہ الٹی لہر ہے ہم بھولے بیٹھے ہیں انھیں ان کو ہماری یاد ہے

۲ ہے ہم سے غلاموں کا کعبہ تو در آقا اللہ مبارک کرے سجدے کا ادا کرنا

الجواب:

حاشا ان میں کوئی بات کفر تو کفر گمراہی کی بھی نہیں، ممکن کہ اور اشعار کی نسبت فتوٰی ہوا ہو اور دلاور حسین نے بے علمی کے سبب ان کے مضمون کو ویسا ہی گمان کرکے یہ کہہ دیا ہو، بہر حال جاہل کو احکام

[1] اتحاف السادۃ المتقین باب بیان فضیلۃ الجوع دارالکفر بیروت ۷/ ۳۸۸

شرح خصوصًا کفر واسلام میں جرات سخت حرام ہے کوئی ہو کسے باشد۔ **واللہ تعالٰی اعلم۔**

مسئلہ ۶۷: از مراد آباد محلّہ شیدی سرائے مرسلہ صابر حسین صاحب ۲۲ جمادی الاولٰی ۱۳۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کا یہ شعر ہے:

سکھی پاپ کی گٹھری توسیس دھری کہیں روس نہ جاویں سام ہری

کتے جاکے بروں کہاں ڈوب مروں سیاں سے حیاشر ماوت ہے

اس میں سام ہری جو خدا کا نام رکھا ہے سو یہ عمرو کے نزدیک کفر ہے، آیا یہ قول عمرو کا صحیح ہے یا نہیں؟

الجواب:

جاہل احمق نادان شاعر نے جو ہندی زبان کی نظم کہی اس میں معبود برحق عزوجلالہ کی طرف انھیں لفظوں سے کنایا کیا جو ہندی میں مستعمل ہے ایسے کلام اس قبیل سے ہوتے ہیں۔ جیسے حضرت مولوی قدس سرہ المعنوی فرماتے ہیں:

خوشتر آں باشد کہ سرِ دلبراں گفتہ آید در حدیث دیگراں [1]

(وہ خوش بخت ہے جو دلبروں کے راز دوسروں کی زبان سے کہتا ہے۔ت)

اولیاء اشعار میں لیلٰی و سلمٰی باندھتے ہیں اور مطلب سعدی دیگر ست، نہ کہ **معاذاللہ** رب عزوجل کو ان ناموں سے تعبیر کیا بلکہ وہی گفتہ آید در حدیث دیگراں، سید الطائفہ جنید بغدادی رضی اللہ تعالٰی فرماتے ہیں:

ان مجنون بنی عامر کان من احباء اللہ تعالٰی ستر شأنہ بجنون بلیلٰی [2]۔ نقلہ الزرقانی فی شرح المواھب الشریفۃ من روضۃ العاشق لابن القیم واستغربہ۔	حضرت مجنون بنی عامر اولیاء سے تھے عشق لیلٰی کو پردہ کر رکھا تھا (امام زرقانی نے شرح مواہب الشریفہ میں روضۃ العاشق لابن قیم سے اسے نقل کرکے غریب کہا۔ت)

سیدی ابوبکر شبلی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے کسی کو یہ شعر پڑھتے سنا:

اسأل عن سلمی فھل من مخبر یکون لہ علم بھا این تنزل

میں سلمٰی کو پوچھتا ہوں ہے کوئی بتانے والا کہ وہ کہاں اترے گی، فرمایا **واللہ مافی الدارین**

[1] مثنوی مولوی معنوی دفتر اول بردن بادشاہ طبیب غیب رابر سر بیمار نورانی کتب خانہ پشاور ص ۸

2

عنہا مخبر[1]۔ خدا کی قسم دونوں جہان میں کوئی اس کی خبر دینے والا نہیں۔ سیدی ابوسعید خراز رضی اللہ تعالٰی عنہ سوتے سوتے گھبرا کر روتے ہوئے اٹھے اور فرمایا کہ ابھی مجھ سے رب عزوجل نے خواب میں فرمایا: ابوسعید تو لیلٰی و سلمٰی کے اشعار سنتا اور ان کے مضامین کو مجھ پر محمول کرتا ہے، اگر میں نہ جانتا کہ تو مجھ کو دوست رکھتا ہے تو وہ عذاب کرتا کہ نہ کیا ہوتا[2]۔

ھر زبان ہندی میں جو معبود برحق کے اسماء سے ہے، جیسے ایشور، اور بظاہر اس میں کوئی معنی محال نہیں جیسے رام میں ہیں کہ ہر چیز پر رما ہونے اور سرایت وحلول پر دلیل ہے اور سیام کنھیا کا نام نہیں اس کا وصف اس سے کرتے ہیں کہ وہ سیہ فام تھا اور سیام سیاہ کرکہتے ہیں۔ اور صوفیہ کرام فرماتے ہیں: تجلی ذات بحت کا رنگ خالص سیاہ ہوتا ہے، شاعر نے بڑی خطا کی بہت برا کیا اس پر توبہ لازم ہے، مگر حکم کفر غلو وغلط ہے،

لایخرج العبد من الایمان الاجحود ما ادخله فیه سواء صرح به اوجحد وجحد الجحود وھذا اخبث واعند العنود۔ والعیاذ باللہ تعالٰی۔ واللہ تعالٰی اعلم۔	بندہ ایمان سے خارج نہیں ہوتا مگر جب کہ وہ ایسی چیز کا انکار کرے جس کے ذریعہ سے وہ ایمان میں داخل ہوا تھا خواہ وہ تصریح کرے یا انکار، اور انکار کا انکار یہ زیادہ خبیث اور سبب عناد ہے۔ والعیاذ باللہ تعالٰی، واللہ تعالٰی اعلم۔ (ت)

مسئلہ ۶۸ تا ۶۹: از موضع خورد مئوڈاک خانہ بدوسرائے ضلع بارہ بنکی مسئولہ سید صفدر علی صاحب ۲ صفر ۱۳۳۹ھ

(۱) کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ اس شعر کا شاعر اور قائل شرعا کیسا ہے وھو ھذا:

نہ مر بھوکا نہ رکھ روزہ نہ جا مسجد نہ کر سجدہ

وضو کا توڑ کر کوزہ شراب شوق پیتا جا

(۲) بے نمازی کو نہ جانو دیندار پیر ہو یا ہو مرید بابکار

الجواب:

(۱) یہ شعر کفر ہے۔ **(۲)** یہ شعر ٹھیک ہے۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

1

2

مسئلہ ۷۰: انتظام علی خاں صاحب چھتہ شیخ بنگلور زیر جامع مسجد دہلی ۱۸ جمادی الآخرہ ۱۳۳۹ھ

شعر اندرون غزل نعتیہ مصنفہ اکبر خاں مرئی:ـ

عجب کھیل کھیلے عجب روپ بدلے زمانہ بہروپیا بن کے آیا

اس قسم کے شعر حضور کی شان کے خلاف ہیں کہ نہیں؟ اور ایسے شعر محافل میلاد شریف حضور سرور عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم میں پڑھنا چاہئے کہ نہیں "اللہ اللہ گفتہ اللہ می شوی" اس سے مراد لی ہے کہ نمک میں ملی شے نمک ہو گئی، جو خدا میں ملا وہ خدا ہو گیا۔ یہ شعر قابل اعتراض ہے کہ نہیں؟ اور مصرعہ بالا "اللہ اللہ گفتہ اللہ می شوی" سے مراد اور مطلب کیا حاصل ہونا چاہئے؟

الجواب:

بہروپئے والا شعر رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی صریح توہینوں پر مشتمل ہے، کھیل کھیلنا روپ بدلنا کہنا ہی توہین تھا، مصرع دوم نے کفر پر رجسٹری کردی **والعیاذ باللہ تعالٰی**، یہ کہنا کہ جو خدا میں ملا وہ خدا ہو گیا کفر ہے، اس مصرع سے احتراز لازم ہے، مراد یہ ہے کہ فنا فی اللہ می شوی"۔ **واللہ تعالٰی اعلم۔**

مسئلہ ۷۱: از مارہرہ مطہرہ ضلع ایٹہ خانقاہ برکاتیہ مسئولہ والاحضرت عظیم البرکت مولانا مولوی سید محمد میاں صاحب قادری دامت برکاتہم ۳۰ رجب ۱۳۳۹ھ

حضرت مولانا المعظم والمکرم والمحترم دامت برکاتہم العالیہ، پس از تسلیم مع التعظیم والتکریم معروض خدمت، جناب مولوی حسن رضا خاں صاحب مرحوم کے نگارستانِ لطافت میں ان کی ایک غزل میں ان کا ایک شعر یہ ہے:ـ

شب اسرٰی کے دولھا پر نچھاور ہونے والی تھی
نہیں تو کیا غرض تھی اتنی جانوں کے بنانے سے

یہ شعر ان کے دیوان "ذوق نعت" میں بھی موجود ہے جس سے یہ مطلب نکلتا ہے کہ اتنی جانوں کے بنانے سے غرض یہ تھی کہ شب اسرٰی کے دولھا پر ان کی نچھاور کی جائے حالانکہ افعال مولٰی عزوجل معلل بالاغراض نہیں ہوا کرتے اس کا حل مجھے مطلوب ہے۔

الجواب:

والاحضرت عظیم البرکت دامت برکاتہم العالیہ، تسلیم مع التظیم، یہاں طرز ادا دو[۲] ہیں: **اول:** ہم نے یہ کام زید کے لئے کیا ورنہ ہمیں کیا غرض تھی، **دوم** اور کیا غرض تھی، اول میں اپنی غرض کی نفی مطلق ہے

اور ثانی میں اس غرض کا اثبات اور غرض دیگر کی نفی۔ شعر میں طرز اول ہے نہ کہ دوم، تو اس میں مطلقاً نفی غرض ہے۔ بیان اس کا یہ ہے کہ فعل اختیاری کے لئے مصلحت یا غرض ضرور ہے ورنہ عبث ہوگا، اور مولٰی تعالٰی عبث سے پاک ہے، اس کے افعال مصالح سے مملو ہیں اور اغراض سے منزہ، وہ مصالح بھی راجع بعباد ہیں۔ مولٰی تعالٰی مصلحت ومفسدت سے پاک، مداح مرحوم مصلحت کا اس میں حصر کرتا ہے،

لحدیث خلقت الخلق لاعرفهم کرامتك و منزلتك عندی ولولاك ماخلقت الدنیا [1]۔رواہ ابن عساکر عن سلمان فارسی۔	اس حدیث کی وجہ سے کہ میں نے مخلوق اس لئے پیدا فرمائی تاکہ میرے ہاں جو آپ کا مقام وشرف ہے اسے وہ جان لے، اور اگر آپ نہ ہوتے تو میں دنیا پیدا نہ فرماتا۔ اسے ابن عساکر نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ (ت)

تو عرض کرتا ہے کہ مصلحت یہ تھی ورنہ کیا کوئی غرض تھی کہ اگر غرض ومصلحت دونوں نہ ہوں تو عبث لازم آئے، اور وہ محال ہے۔ لیکن مولٰی تعالٰی غرض سے پاک ہے، لاجرم یہی مصلحت تھی، وھو تعالٰی اعلم۔

---

[1] مختصر تاریخ دمشق لابن عساکر ذکر ما خص بہ وشرف بہ من بین الانبیاء دار الفکر بیروت ۲/ ۱۳۷

رسالہ

سُبحٰن السبوح عن کذب عیب مقبوح ۱۳۰۷ھ

(کذب جیسے بدترین عیب سے اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ومنزہ ہے)

مسئلہ ۷۲: از ابو محمد صادق علی مداح عفی عنہ گڑھ مکٹیسری از میرٹھ بالائے کوٹ

کیافرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین در بارہ مسئلہ امکان کذب باری تعالیٰ جس کا اعلان تحریری وتقریری علمائے گنگوہ ودیوبند اور ان کے اتباع آج کل بڑے زور وشور سے کررہے ہیں، تحریرًا کتاب "براہین قاطعہ" میں کہ مولوی خلیل انبیٹھی کے نام سے شائع کی گئی، جس کی لوح پر لکھا ہے: "بامر حضرت چنین وچنان مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی" اور خاتمہ پر ان کی تقریظ بایں الفاظ ہے: "احقر الناس رشید احمد گنگوہی نے اس کتاب براہین قاطعہ کو اول سے آخر تک بغور دیکھا، الحق کہ یہ جواب کافی اور حجت وافی ہے اور مصنف کی وسعت نور علم اور فسحت ذکاء وفہم پر دلیل واضح۔ حق تعالیٰ اس تالیف نفیس میں کرامت قبولیت عطا فرمائے اور مقبول مقبولین ومعمول عاملین فرمائے [1]" (ملخصًا) جس سے ثابت کہ گویا کتاب ہی تالیف ان کی ہے، صفحہ ۳ پر یوں مکتوب ہے: "امکان کذب کا مسئلہ اب جدید کسی نے نہیں نکالا بلکہ قدماء میں اختلاف ہوا ہے کہ خلف وعید آیا جائز ہے۔ ردالمحتار میں ہے: ھل یجوز الخلف فی الوعید فظاھر

---

[1] براہین قاطعہ خاتمہ کتب مطبع لے بلاساواقع ڈھور ص ۲۷۰

مافی المواقف والمقاصد ان الاشاعرۃ قائلون بجوازہ (کیا خلف وعید جائز ہے، مواقف اور مقاصد سے یہی واضح ہوتا ہے کہ اشاعرہ اس کے جواز کے قائل ہیں۔ت) پس اس پر طعن کرنا پہلے مشائخ پر طعن کرنا ہے اور اس پر تعجب کرنا محض لاعلمی اور امکان کذب خلف وعید کی فرع ہے [1]۔"**انتہی ملخصاً**۔ تقریرا مولوی ناظر حسین دیوبندی مدرس اول مدرسہ عربی میرٹھ نے مسجد کوٹ پر بلند آواز سے چند مسلمان میں کہا کہ ہمارا تو اعتقاد یہ ہے کہ خدا نے کبھی جھوٹ بولا نہ بولے مگر بول سکتاہے، بہشتیوں کو دوزخ اور دوزخیوں کو بہشت میں بھیج دے تو کسی کا اجارہ نہیں، اور یہی امکان کذب ہے، **انتہی**۔

پس ایسا اعتقاد کیسا ہے اور اس کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں جس کا عقیدہ ایسا ہے سچی بات بتاؤ اچھا اجر پاؤ۔

الجواب:

سبحٰن ربك رب العزۃ عما یصفون،وسلام علی المرسلین،و الحمد اللہ رب العالمین،والحمد للہ المتعال شانہ عن الکذب والجھل والسفہ والھزل و العجز والبخل،وکل مالیس من صفات الکمال المنزہ عظیم قدرتہ بکمال قدوسیتہ وجمال سبوحیتہ عن وصمہ خروج ممکن او ولوج محال، قولہ الحق ووعدہ الصدق،ومن اصدق من اللہ قیلا ، وکلامہ الفصل وماھو بالھزل فسبحن اللہ بکرۃ واصیلا، لذاتہ القدم ولنعتہ القدم ،فلاحادث	آپ کا رب رب العزت ہر اس عیب سے پاک ہے جو یہ مخالفین بیان کرتے ہیں، تمام رسولوں پر سلام ہو، تمام حمد اللہ کے لئے جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے، تمام حمد اللہ کے لئے جس کی شان اقدس ہر قسم کے کذب، جہل، بے عقلی، غیر سنجیدگی، بخل اور ہر اس وصف سے پاک ہے جو اس کے کمال منزہ کے خلاف ہے کمال قدوسیت اور جمال سبوحیت کی وجہ سے اس کی قدرت خروج ممکن اور دخول محال کے عیب سے پاک ومبرا ہے، اس کا فرمان حق اور اس کا وعدہ سچا اور قول کے اعتبار سے اس سے بڑھ کر کون سچا ہوسکتا ہے اس کا مقدس کلام حق و باطل میں فیصلہ کن ہے اور وہ ومذاق، ٹھٹھا نہیں ہے پس اللہ تعالٰی کی تسبیح ہے صبح وشام، اس کی ذات بھی قدیم اور صفات

[1] براہین قاطعہ مسئلہ خلف وعید قدماء میں مختلف فیہ ہے مطبع لے بلاساواقع ڈھورص ۳۵۲

يقوم ولاقائم يحول،وكلامه ازلى وصدقه ازلى،فلا الكذب يحدث ولاالصدق يزول،والصلاة والسلام على الصادق المصدوق سيد المخلوق النبى الرسول الأتى بالحق من عند الحق لدين الحق على وجه الحق والحق يقول فهو الحق وكتابه الحق بالحق انزل وبالحق نزل وعلى الحق النزول،واشهد ان لا اله الا الله وحده لاشريك له حقا حقا،واشهد ان محمد عبده ورسوله بالحق ارسله صدقًا صدقًا، صلوات الله وسلامه عليه وعلى اله وصحبه وكل من ينتمى اليه،وعلينا معهم وبهم ولهم ياارحم الراحمين،اٰمين اٰمين،اله الحق اٰمين،قال المصدق لربه بتوفيقه العظيم المسبح لمولاه عن كل وصف ذميم،عبدالمصطفى احمد رضا المحمدى السنى الحنفى القادرى البركاتى البريلوى،صدق الله تعالٰى قوله فى الدنيا والاخرة ومصدق فيه ظنه بالعفو والمغفرة،اٰمين،اللهم هداية الحق والصواب۔

بھی قدیم تو حادث قائم نہیں رہتا اور قائم متغیر نہیں ہوتا اور اس کا کلام ازلی ہے اور اس کا صدق ازلی ہے تو اسکے کلام میں کذب کا حدوث نہیں اور اس کے صدق کو زوال نہیں۔ صلوٰۃ وسلام ہو اس ذات اقدس پر جو صادق ومصدوق، تمام مخلوق کے سردار نبی رسول، حق کی طرف بلانیوالے، بطریق حق، دین حق کے لئے حق لانے والے، حق کا فرمان ہے کہ وہ حق ہیں۔ان کی کتاب حق جو حق کے ساتھ نازل کیا اور نازل ہوئی اور اس کا نزول حق پر ہوا، میں شہادت دیتاہوں کہ اللہ وحدہ لاشریك ہے اس کے علاوہ کوئی معبود نہیں وہ سراپا حق ہے، میں شہادت دیتاہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اس کے خاص بندے اور رسول ہیں اور ان کو حق وصدق دے کر بھیجا، ان پر اللہ تعالٰی کی طرف سے صلوٰۃ وسلام ہوا ور ان کی آل واصحاب اور ان کی طرف ہر منسوب پر، ساتھ ہم پر بھی ان کی وجہ سے ان کی خاطر ہو یا ارحم الرحمین آمین آمین الہ الحق آمین، اپنے رب کی تصدیق کرنے والے اس کی عظیم توفیق سے، ہر برے وصف سے اپنے رب کی پاکیزگی بیان کرنے والا غلام مصطفٰی احمد رضا محمدی سنی حنفی قادری برکاتی بریلوی کہتاہے اللہ تعالٰی اس کے قول کو دنیاوآخرت میں سچا فرمائے اور اس کا اپنے بارے میں اللہ تعالٰی سے عفو ومغفرت کے حسن ظن کو سچا فرمائے آمین، اے اللہ! تو ہی حق وصواب کی رہنمائی فرمانے والا ہے۔ (ت)

فقیر غفرلہ اللہ تعالٰی لہ بحول وقوت رب الارباب، اس مختصر جواب موضح صواب ومزیح ارتیاب میں اپنے مولٰی جل وعلا کی تسبیح وتقدیس اور اس جناب رفیع وجلال منیع پر جرأت وجسارت والوں کی تقبیح وتفلیس کے لئے کلام کو چار تنزیہوں پر منقسم اور ایک خاتمہ پر مختتم اور بنظر ہدایت عوام و ازاحت اوہام،

ایک ضروری مقدمہ ان پر مقدم کرتا ہے۔

تنزیہ اول: میں ائمہ دین وعلمائے معتمدین کے ارشادات متین جن سے **بحمداللہ** شمس وامس کی طرح روشن ومبین کہ کذب الٰہی بالاجماع محال اور اسے قدیم سے ائمہ سنت میں مختلف فیہ ماننا عناد ومکابرہ یا جاہلانہ خیال۔

تنزیہ دوم: میں بفضل ربانی دعوی اہل حق پر دلائل نورانی جن سے واضح ہو کر کذب الٰہی قطعاً مستحیل اور ادعائے امکان باطل وبے دلیل۔

تنزیہ سوم: میں امام وہابیہ ومعلم ثانی طفائفہ نجدیہ مصنف رسالہ یکروزی کی خدمت گزاری اور ان حضرات کے اوہام باطلہ وہذیانات عاطلہ کی ناز برداری کہ یہی صاحب ان حضرات نو کے امام کہن اور ان کے مرجع وملجاوماخذ ومنتہی، انھیں کے سخن۔

تنزیہ چہارم میں جہالات جدیدہ کا علاج کافی اور اس امر حق کا ثبوت وافی کہ مسئلہ قدیمہ خلف وعید، اس مزلہً حادثہ سے منزلوں بعید۔

خاتمہ میں جواب مسائل وحکم قائل، **والحمدللہ مجیب السائل**۔

مقدمہ، اقول: **وباللہ التوفیق وبہ الوصول الی ذری التحقیق**، مسلمان کا ایمان ہے کہ مولٰی سبحانہ وتعالٰی کے سب صفات، صفات کمال وبروجہ کمال ہیں، جس طرح کسی صفتِ کمال کا سلب اس سے ممکن نہیں یوہیں **معاذاللہ** کسی صفت نقص کا ثبوت بھی امکان نہیں رکھتا اور صفت کا بروجہ کمال ہونا یہ معنی کہ جس قدر چیزیں اس کے تعلق کی قابلیت رکھتی ہیں ان کا کوئی ذرہ اس کے احاطہ دائرہ سے خارج نہ ہو نہ یہ کہ موجود ومعدوم وباطل وموہوم میں کوئی شیئ ومفہوم بے اس کے تعلق کے نہ رہے اگرچہ وہ اصلا صلاحیت تعلق نہ رکھتی ہو اور اس صفت کے دائرہ سے محض اجنبی ہو۔ اب احاطہ دوائر کا تفرقہ دیکھئے:

(۱) خلاق کبیر جل وعلا فرماتا ہے: "خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ فَاعْبُدُوْهُ"[1] وہ ہر چیز کا بنانے والا ہے تو اسے پوجو۔ یہاں صرف حودث مراد ہیں کہ قدیم یعنی ذات وصفات باری تعالٰی عزمجدہ مخلوقیت سے پاک،

(۲) سمیع وبصیر جل مجدہ فرماتا ہے: "اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍۭ بَصِيْرٌ ⑲"[2] وہ ہر چیز کو دیکھتا ہے، یہ

---

[1] القرآن الکریم ۶/ ۱۰۲

[2] القرآن الکریم ۶۷/ ۱۹

تمام موجودات عـــہ قدیمہ وحادث سب کو شامل مگر معدومات خارج یعنی مطلقًا یا جس چیز نے ازل سے ابد تک

عـــہ: **فائدہ**: اعلم انه ربما یلمح کلام القاری فی منح الروض الی تخصیص بصارہ تعالٰی بالاشکال والالوان وسمعه بالاصوات والکلام، وقد صرح العلامة اللاقانی فی شرح جوھرۃ التوحید بعمومھما کل موجود، وتبعه سیدی عبدالغنی فی الحدیقة وھذا کلام اللاقانی قال لیس سمعه تعالٰی خاصًا بالاصوات بل یعم سائرا لموجودات ذوات کانت اوصفات فسیمع ذاته العلیة وجمیع صفاته الازلیة کما یسمع ذواتنا وما قام بنا من صفاتنا کعلومنا والواننا و ھکذا بصرہ سبحانه و تعالٰی لا یختص بالالوان ولا بالاشکال والاکوان فحکمه حکم السمع سواء بسواء فمتعلقھما واحد [1] انتھی۔اما ماقال اللاقانی قبل ذٰلك حیث عرف السمع بانه صفة ازلیه قائمة بذاته تعالی تتعلق بالمسموعات اوبالموجودات [2] الخ

فائدہ: واضح ہو کہ "منح الروض" میں ملا علی قاری کے کلام سے اللہ تعالٰی کی بصارت کا اشکال والوان اور اس کی سمع کا اصوات وکلام کے ساتھ اختصاص کا اشارۃ معلوم ہوتا ہے حالانکہ علامہ علامہ لاقانی نے "جوہرۃ التوحید" کی شرح میں اللہ تعالٰی کی مذکورہ دونوں صفات کو تمام موجودات میں عام ہونے کی تصریح کی ہے اور علامہ عبدالغنی نابلسی نے حدیقہ میں ان کی اتباع کی ہے۔اور علامہ لاقانی کا کلام یہ ہے،انھوں نے فرمایا اللہ تعالٰی کی سمع صرف اصوات کے ساتھ مختص نہیں کی بلکہ تمام موجودات کو عام ہے خواہ ذوات ہوں یا صفات، تو باری تعالٰی کو اپنی ذات وصفات کا سامع ہے جس طرح وہ ہماری ذوات اور ہماری صفات مثلا ہمارے علوم اور الوان کا سامع ہے یونہی سبحانہ وتعالٰی کی بصر کا معاملہ ہے کہ وہ بھی اکوان والوان واشکال کے ساتھ مختص نہیں اس کا معاملہ بھی سمع جیسا ہے اور دونوں صفات برابر ہیں تو دونوں کے متصلقات بھی ایک جیسے ہیں انتہی۔(اور اس پر علامہ نابلسی کا کلام یہ ہے) لیکن علامہ لاقانی نے جو اس سے قبل فرمایا جہاں سمع کی تعریف یوں کی ہے کہ اللہ تعالٰی کی ازل صفت ہے جو اس کی (باقی برصفحہ آئندہ)

[1] الحدیقة الندیه بحواله اللاقانی ھی ای الصفات یعنی صفات المعانی الحیاۃ نوریہ رضویہ فیصل آباد ۱/ ۲۵۵
[2] الحدیقة الندیه بحواله اللاقانی ھی ای الصفات یعنی صفات المعانی الحیاۃ نوریہ رضویہ فیصل آباد ۱/ ۲۵۵

کسوت وجود نہ پہنی نہ ابد تک پہنے کہ ابصار کی صلاحیت موجود ہی میں ہے جو اصلا ہے ہی نہیں، وہ نظر

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

والبصر بأنه صفتة ازليه تتعلق بالمبصرات او بالموجودات [1] الخ **فاقول:** لایجب ان یکون اشارۃ الی الخلاف بل اتی اولا بالمبصرات معتمدا علی بداھۃ تصورہ ثم اردت بالموجودات فرارا عن صورۃ الدور، و لیس فی التعبیرین تناف الخاصلا.فان المبصر ما یتعلق بہ الابصار ولیس فیہ دلالۃ علی خصوصیۃ شیئ دون شیئ فاذاکان الابصار یتعلق بکل شیئ کان المبصر والموجود متساديين.نعم لماکان ابصارنا الدینوی العادی مختصا باللون ونحوہ ربما یسبق الذھن الی ھذا لخصوص فازال الوھم بقولہ او بالموجودات آتیا بکلمۃ اولتخییرفی التعبیر۔وھذہ نکتۃ اخری للارداف وانما لم یکتف بہ لان ذکر المبصرات ادخل فی التمیز۔

ثم اقول.تحقیق التقدم ان الابصار لاشك انه لیس کالارادۃ

ذات سے قائم ہے اور تمام مسموعات یا موجودات سے متعلق ہے الخ،اور اللہ تعالٰی کی بصر کی تعریف یوں کی ہے کہ وہ اس کی ازل صفت ہے جو تمام مبصرات یا موجودات سے متعلق ہے الخ،**اقول:** اس سے متعلق میں کہتا ہوں "او" یعنی یا، سے تعبیر میں ضروری نہیں کہ یہ اختلاف کا اشارہ ہو بلکہ مبصرات کو پہلے ذکر کرکے اس کے تصور کی بداہت کو ظاہر کیا پھر موجوادت کو ساتھ ذکر کیا تاکہ دور لازم نہ آئے جبکہ مبصرات وموجودات دونوں تعبیرات میں کوئی منافات نہیں ہے کیونکہ مبصر وہ چیز ہے جس سے ابصار کا تعلق ہوسکے جبکہ کسی شیئ سے خصوصیت پر کوئی دلالت نہیں ہے،تو جب ابصار کا تعلق ہر چیز سے ہے تو مبصر ااور موجود دونوں مساوی ہوئے،ہاں ہماری دنیاوی عادی بصار چونکہ الوان وغیرہ سے مختص ہیں اس لئے ہوسکتا ہے کہ ذہن اس خصوصیت کو اپنائے اس لئے انھوں نے مذکورہ وہم کے ازلہ کے لئے "او بالموجودات" کلمہ "او" کو تعبیر میں اختیار دینے کے لئے لائے۔ تو مبصرات کے بعد موجودات کو ذکر کرنے کا دوسرا نکتہ ہوا،اور صرف موجودات پر اکتفاء اس لئے نہ کیا کیونکہ مبصرات کو امتیاز میں زیادہ دخل نہیں۔پھر **میں کہتا ہوں** مقام کی (باقی برصفحہ آئندہ)

[1] الحدیقۃ الندیہ بحوالہ اللاقانی ھی ای الصفات یعنی صفات المعانی الحیاۃ مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ۱/ ۲۵۵

کیا آئے گا تو نقصان جانب قابل ہے نہ کہ جانب فاعل، شرح فقہ اکبر میں ہے:

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

موالقدرة والتکوین التی لایجب فعلیة جمیع التعلقات الممکنة لها بل هو امن صفات التی یجب ان تتعلق بالفعل بکل مایصلح لتعلقها کالعلم فعدم ابصار بعض مایصح ان یبصره نقص فیجب تنزیهه تعالٰی عنه کعدم العلم ببعض مایصح ان یعلم، وهذا ممالایجوز ان یتناطح فیه عنزان انما الشان فی تعبیر مایصح تعلق الابصار به فان ثبت القصر علی الاشکال والوان والاکوان فذاک، وان ثبت عموم الصحة بکل موجود وجب القول بتحقق عموم الابصار ازلًا وابدًا لجمیع الکائنات القدیمة والحادثة الموجودة فی ازمنتها المحققة اوالمقدرة لما عرف من انه لا یجوز ھٰهنا شیئ منتظر لکن الاول باطل للاجماع علی رؤیة المومنین ربهم تبارك وتعالٰی فی الدار الاٰخرة فکان اجماع علی ان صحة الابصار لاتختص بماذکر وقدصرح اصحابنا فی هذا المبحث ان مصحح

تحقیق یہ ہے کہ ابصار بیشک، ارادہ قدرت اور تکوین صفات جیسی نہیں۔ جن کا تمام ممکنہ تعلقات سے بالفعل متعلق ہونا واجب نہیں بلکہ ابصار ان صفات میں سے جن کا ممکن التعلق سے بالفعل متعلق ہونا واجب ہے جیسا کہ علم کا معاملہ ہے تو بعض وہ چیزیں جن کا ابصار ممکن اور صحیح ہوسکتا ہے ان کا عدم ابصار نقص ہوگا لہٰذا اللہ تعالٰی کا اس نقص سے پاک ہونا ضروری ہے جیسے س علم سے متعلق بعض اشیاء کا علم نہ ہونا نقص ہے جس سے وہ پاک ومنزہ ہے یہ وہ معاملہ ہے جس میں دو آراء نہیں ہوسکتیں، اب صرف یہ بحث ہے کہ ابصار کا تعلق کن چیزوں سے ہوسکتا ہے اگر یہ ثابت ہوجائے کہ ابصار صرف اشکال والوان واکوان سے ہی متعلق ہوسکتی ہے تو یہی ہوگا اور اگر ثابت ہوجائے کہ اس کا تعلق تمام موجودات سے صحیح ہوسکتا ہے تو پھر ازلًا وابدًا تمام کائنات وحادثہ خواہ وہ اپنے زمانوں میں محقق ہوں یا مقدر ہوں سب سے ابصار کا تعلق ماننا اور بیان کرنا واجب ہوگا جیسا کہ واضح ہے کہ اب کوئی چیز انتظار کے مرحلہ میں نہ ہوگی، لیکن پہلی شق باطل ہے کیونکہ آخرت میں مومنین کے لئے اللہ تعالٰی کی رؤیت پر اجماع ہے (حالانکہ اللہ تعالٰی اشکال والوان سے پاک ہے) تو ثابت ہوا کہ ابصار کا تعلق اشکال والوان سے مختص نہیں ہے جبکہ ہمارے اصحاب نے اس کے بحث میں تصریح (باقی برصفحہ آئندہ)

قد افتی ائمۃ سمرقند وبخارا علی انہ (یعنی المعدوم) غیر مرئی، وقد ذکر الامام الزاھد الصفار فی اٰخر کتاب التلخیص ان المعدوم مستحیل الرؤیۃ، وکذا المفسرون ذکروا ان المعدوم لایصلح ان یکون مرئ اللہ تعالٰی، وکذا قول اسلف من الاشعریۃ و الماتریدیۃ ان الوجود علۃ جواز الرؤیۃ مع الاتفاق، علی ان المعدوم الذی یستحیل وجودہ لایتعلق بہ برؤیتہ[1] سبحنہ اھ۔	ائمہ سمرقند وبخارا نے یہ فتوٰی دیا کہ (معدوم) دکھائی نہیں دیتا، امام زاہد صفار نے کتاب التلخیص کے آخر میں لکھا معدوم کی رؤیت محال ہوتی ہے، اسی طرح مفسرین نے کہا معدوم اللہ تعالٰی کے دکھائی دینے کے قابل ہی نہیں۔ اسلاف اشعریہ اور ماتیریدیہ کا بھی قول یہی ہے کہ جواز رؤیت کی علت وجود ہے اور اس پر اتفاق ہے کہ ایسا معدوم جس کا وجود محال ہے اس کے ساتھ رؤیت باری کا تعلق نہیں ہوسکتا اھ (ت)

شرح السنوسی للجزائریہ میں ہے:

انھما (یعنی سمعہ تعالٰی وبصرہ) لایتعلقان	ان دونوں (اللہ تعالٰی کے سمع وبصر) کا تعلق

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

الرؤیۃ ھو الوجود وقد اجمعوا کما فی المواقف انہ تعالٰی یرٰی نفسہ فتبین ان الحق ھو التعمیم وان قولہ تعالٰی "اِنَّهٗ بِكُلِّ شَیْءٍۭ بَصِیْرٌ ۝۱۹"[2] جار علی صرافۃ عمومہ من دون تطرق تخصیص الیہ اصلا ھکذا ینبغی التحقیق واللہ ولی التوفیق ومن اتقن ھذا تیسر لہ اجراء فی السمع بدلیل کلام اللہ سبحانہ وتعالٰی فافھم واللہ سبحنہ وتعالٰی فافھم واللہ سبحنہ وتعالٰی اعلم ۱۲ منہ رضی اللہ عنہ۔

کردی ہے کہ آخرت میں اللہ تعالٰی کی رؤیت کا مدار صرف وجود ہے جبکہ ان کا اجماع ہے کہ اللہ تعالٰی اپنی ذات کو دیکھتا ہے جیسا کہ مواقف میں ہے، تو ابصار میں تعمیم ہی حق ہے، اور اللہ تعالٰی کے ارشاد "اِنَّهٗ بِكُلِّ شَیْءٍۭ بَصِیْرٌ ۝۱۹" کا اجراء اپنے خالص عموم پر ہوگا جس میں کسی قسم کی تخصیص کا شائبہ نہ ہوگا۔ یوں تحقیق ہونی چاہئے جبکہ اللہ تعالٰی ہی توفیق کا مالک ہے جو بھی اس تحقیق پر یقین رکھے گا اس کے لئے صفت سمع میں بھی عموم کا اجراء آسان ہوگا جس کی دلیل اللہ تعالٰی کا ارشاد ہے پس سمجھو واللہ تعالٰی اعلم ۱۲ منہ رضی اللہ تعالٰی عنہ (ت)

---

[1] منح الروض الازہر شرح الفقہ الاکبر باب یری اللہ تعالٰی فی الآخرۃ بلاکیف مصطفی البابی مصر ص ۸۴

[2] القرآن الکریم ۶۷/ ۱۹

الابالموجود والعلم یتعلق بالموجود والمعدوم والمطلق والمقید[1] اھ۔	موجود سے ہوتا ہے اور علم کا تعلق موجود ومعدوم اور مطلق ومقید سے ہوتا ہے اھ (ت)

حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ میں ہے:

المعدومات التی عـــہ مااراد ھا اللہ تعالٰی ولاتعلقت القدرۃ بایجادھا فی ازمنتھا المقدرۃ لھا، ولا کشف عنھا العلم موجودۃ فی تلك الازمنۃ فلا یتعلق بھا السمع و البصر، وکذلك المستحیلات بخلاف العلم فانہ یتعلق بالموجودات والمعدوم[2]۔	وہ معدومات جن کا اللہ تعالٰی نے اردہ نہیں فرمایا اور از منہ مقررہ میں ان کی ایجاد کے لئے قدرت متعلق نہیں ہوتی اور نہ مقدرہ زمانہ میں موجود ہوکر تحت علم آتی ہیں تو ایسی معدومات سے اللہ تعالٰی کی سمع وبصر متعلق نہیں ہوتی اور محالات کا معاملہ بھی ایسا ہے۔ بخلاف علم کہ اس کا تعلق موجود اور معدوم دونوں سے ہے۔(ت)

عـــہ: **اقول:** قولہ مااردولا تعلقت ولا کشف عبارات شتّٰی عن معبر واحد وھو دوام العدم المناقض للوجود بالفعل فان کل ما اراداللہ تعالٰی فقد تعلقت القدرۃ بایجادہ بالفعل وبالعکس، وما کان کذلك فقد کشف العلم عنہ موجودا بالاطلاق العام وبالعکس وذلك لان العلم موجودا تابع اللوجود ولاوجود للمخلوق الابتعلق القدرۃ ولا تعلق للقدرۃ الا بترجیح الارادۃ، کما تقرر کل ذٰلك فی مقرہ، واللہ تعالٰی اعلم۔ ۱۲منہ

اقول: حدیقہ کا قول "ارادہ نہ فرمایا" قدرت کا تعلق نہ ہو، علم کا کشف نہ ہو، یہ مختلف عبارات ہیں جن کی مراد ایک ہے اور وہ یہ کہ دائمی جو عدم بالفعل وجود کے مناقض ہے کیونکہ اللہ تعالٰی جس چیز کا ارادہ فرماتا ہے اس کے ایجاد سے بالفعل قدرت کا تعلق بھی ہوتا ہے اور اس کا عکس بھی ہوتا ہے جو چیز اس شان میں ہوگی اسی کے بالفعل موجود ہونے کا مطلقًا علم بالکشف ہوتا ہے اور عکس بھی، کیونکہ کسی موجود کا علم اس چیز کے وجود سے ہوتا ہے جبکہ مخلوق کا وجود قدرت کے تعلق کے بغیر نہیں ہوسکتا اور قدرت کا تعلق ارادہ سے ترجیح پائے بغیر نہیں ہوسکتا جیسا کہ یہ تمام امور اپنے مقام میں ثابت شدہ ہیں، واللہ تعالٰی اعلم ۱۲منہ (ت)

---

[1] الحدیقہ الندیہ بحوالہ شرح السنوسی للجزائریۃ ھی الصفات یعنی صفت المعانی الحیاۃ مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ۱/ ۲۵۵

[2] الحدیقہ الندیہ بحوالہ شرح السنوسی للجزائریۃ ھی الصفات یعنی صفت المعانی الحیاۃ مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ۱/ ۲۵۵

(۳) قوی قدیر جبّار وتعالٰی فرماتا ہے: "وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ" [1] وہ ہر چیز پر قدرت والا ہے، یہ موجود ومعدوم سب کو شامل، بشرط وحدوث وامکان کہ واجب ومحال اصلالائق مقدوریت نہیں، مواقف میں ہے: القدیم لایستند الی القادر [2] (قدیم کو قادر کی طرف منسوب نہیں کیا جاسکتا۔ت) شرح مقاصد میں ہے: لاشیئ من الممتنع بمقدور [3] (کوئی ممتنع مقدور نہیں ہوتا۔ت) امام یافعی فرماتے ہیں:

جمیع المسحیلات العقلیة لایتعلق للقدرة بہا [4]۔	تمام محالات عقلیہ کے ساتھ قدرت کا تعلق نہیں ہوتا۔(ت)

کنزالفوائد میں ہے:

خرج الواجب والمستحیل فلایتعلقان ای القدرة والارادة بہما [5]۔	واجب اور محال خارج ہوں گے ان کے ساتھ قدرت اور ارادہ کا تعلق نہیں ہوسکتا۔(ت)

شرح فقہ اکبر میں ہے:

أقصاہا ان یمتنع بنفس مفہومه کجمیع الضدین وقلب الحقائق واعدام القدیم، وھذا لایدخل تحت القدرة القدیمة [6]۔	آخری مرتبہ وہ ہے جو نفس مفہوم کے اعتبار سے ممنوع ہو مثلا ضدین کا جمع ہونا، حقائق میں قلب، قدیم کا معدوم ہونا یہ قدرت قدیمہ کے تحت داخل ہی نہیں۔(ت)

(۴) علیم خبیر عزشانہ، فرماتا ہے: "وَهُوَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ" [7] وہ ہر چیز کو جانتا ہے، یہ کلیہ واجب وممکن وقدیم وحادث وموجود ومعدوم ومفروض وموہوم غرض ہر شی ومفہوم کو قطعاً محیط جس کے دائرے سے اصلاً کچھ خارج نہیں۔ یہ ان عمومات سے ہے جو عموم قضیہ مامن عام الاوقد خص منه البعض

[1] القرآن الکریم ۵/ ۱۲۰ و ۱۱/ ۴

[2] مواقف مع شرح المواقف المقصد الخامس منشورات الرضی قم ایران ۳/ ۱۷۸

[3] شرح المقاصد المبحث الثانی القدرة الحادثة علی الفعل دارالمعارف نعمانیہ لاہور ۱/ ۲۴۰

[4]

[5] کنز الفوائد

[6] منح الروض الازہر شرح الفقہ الاکبر افعال العباد بعلمه تعالٰی الخ مصطفی البابی مصر ص ۵۶

[7] القرآن الکریم ۲/ ۲۹، ۶/ ۱۰۱

(ہر عام سے کچھ افراد مخصوص ہوتے ہیں۔ت) سے مخصوص ہیں، شرح مواقف میں فرمایا:

علمه تعالٰی یعم المفهوما کلها الممکنة والواجبة والممتنعة فهو اعم من القدرة لانها تختص بالممکنات دون الواجبات والممتنعات[1]۔	اللہ تعالٰی کا علم تمام مفہومات کو شامل ہے خواہ وہ ممکن ہیں یا واجب یا ممتنع، اور وہ قدرت سے عام ہے کیونکہ قدرت کا تعلق فقط ممکنات سے ہے واجبات اور ممتنعات کے ساتھ وہ متعلق نہیں ہوتی۔(ت)

اب دیکھئے لفظ چاروں ایک جگہ ہے یعنی کل شیئ، مگر ہر صفت نے اپنے ہی دائرے کی چیزوں کو احاطہ عــــہ فرمایا جو اس کے قابل اور اس کے احاطہ میں داخل تھیں، تو جس طرح ذات وصفات خالق کا دائرہ خلق میں نہ آنا **معاذاللہ** عموم خالقیت میں نقصان نہ لایا، نقصان جب تھا کہ کوئی مخلوق احاطہ سے باہر رہتا، یا معدومات کا دائرہ ابصار سے مہجور رہتا **عیاذًا باللہ**، احاطہ بصر الٰہی میں باعث فتور نہ ہوا، فتور جب ہوتا کہ کوئی مبصر خارج رہ جاتا۔ اسی طرح صفت قدرت کا کمال یہ ہے کہ جو شے اپنی

عــــہ: ای شملت مافی دائرتها وان لم یشمله اللفظ کمافی العلم ولم تشمل مالیس فیها وان شمله اللفظ کمافی الخلق وذٰلك ان الشیئ عندنا یخص بالموجود قال تعالٰی "اَوَلَا یَذْكُرُ الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ یَكُ شَیْــٴًـا[2]" ویعم الواجب، قال تعالٰی "اَیُّ شَیْءٍ اَكْبَرُ شَهَادَةً ؕ قُلِ اللّٰهُ ۟[3]"، فافهم ۱۲ منه رضی الله عنه۔	یعنی اپنے دائرہ کی ہر شی کو شامل ہے اگرچہ اس کو لفظ شامل نہ ہو جیسے علم میں، اور جو دائرہ میں نہ ہو اس کو شامل نہیں اگرچہ لفظ اس کو شامل ہو جیسے خلق میں، یہ اس لئے کہ ہمارے نزدیک صرف موجود ہی شی کہلاتی ہے، اللہ تعالٰی نے فرمایا کیا انسان کو یاد نہیں کہ ہم نے اسے پیدا کیا جبکہ اس سے قبل کوئی شیئ نہ تھا۔ اور شے واجب کو بھی شامل ہے، اللہ تعالٰی نے فرمایا۔ فرمادیجئے کون سی شیئ شہادت میں بڑی ہے؟ فرمادو اللہ، اسے سمجھو ۱۲ منہ رضی اللہ تعالٰی عنہ (ت)

[1] شرح المواقف المرصد الرابع القصد الثالث منشورات الشریف الرضی قم ایران ۸ /۷۰
[2] القرآن الکریم ۱۹/ ۶۷
[3] القرآن الکریم ۶/ ۱۹

حدِ ذات عـــہ۱ میں ہونے کے قابل ہے۔اس سب پر قادر ہو، کوئی ممکن احاطہ قدرت سے جدا نہ رہے،نہ یہ کہ واجبات و محالات عقلیہ کو بھی شامل ہو جو اصلاً تعلق قدرت کی صلاحیت نہیں رکھتے،سبحان اللہ محال کے معنٰی ہی یہ ہیں کہ کسی طرح موجود نہ ہوسکے،اور مقدور وہ کہ قادر چاہے تو موجود ہو جائے،پھر دونوں کیونکہ جمع ہوسکتے ہیں،اور اس کے سبب یہ سمجھنا کہ کوئی شے دائرہ قدرت سے خارج رہ گئی محض جہالت کہ محالات مصداق و ذات سے بہرہ ہی نہیں رکھتے، حتی کہ فرض و تجویز عقلی عـــہ۲ میں بھی تو اصلاً یہاں کوئی شے تھی ہی نہیں جسے قدرت شامل نہ ہوئی یا

"اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ ﴿۲۰﴾"[1] کے عموم سے رہ گئی۔یہاں سے ظاہر ہوگیا کہ مغویان تازہ جو اسی مسئلہ کذب و دیگر نقائص وغیرہا کی بحث میں بے علموں کو بہکاتے ہیں کہ مثلاً کذب یا فلاں عیب یا فلاں بات پر اللہ عزوجل کو قادر نہ مانا تو **معاذاللہ** عاجز ٹھہرا اور "اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ ﴿۲۰﴾"[2] کا انکار ہوا۔یہ ان ہوشیاروں کی محض عیاری و تنزیر اور بیچارے عوام کو بھڑکانے کی تدبیر ہے،**ایھا المسلمون!** قدرت الٰہی صفت کمال ہو کر ثابت ہوئی ہے نہ معاذاللہ صفت نقص و عیب،اور اگر محالات پر قدرت مانئے تو بھی انقلاب ہوا جاتا ہے،وجہ سنئے،جب کسی محال پر قدرت مانی اور محال محال سب ایک سے معہذا تمھارے جاہلانہ خیال پر جس محال کو مقدور نہ کہئے اتنا ہی عجز و قصور سمجھئے تو واجب کہ سب محالات زیر قدرت ہوں،اور منجملہ محالات سلب قدرت الٰہیہ بھی ہے تو لازم کہ اللہ تعالٰی اپنی قدرت کھودینے اور اپنے آپ کو عاجز محض بنالینے پر قادر ہو،اچھا عموم قدرت مانا کہ اصل قدرت ہی ہاتھ سے گئی،یوہیں منجملہ محالات عدم باری عزوجل ہے تو اس پر قدرت لازم،اب باری جل و علا **عیاذًا باللہ** واجب الوجود نہ ٹھہرا، تعمیم قدرت کی بدولت الوہیت ہی پر ایمان گیا **تعالٰی اللہ عما یقول الظالمون علوا کبیرا** (ظالم جو کچھ کہتے ہیں اللہ تعالٰی اس سے کہیں بلند ہے۔ت)

پس **بحمد اللہ** ثابت ہوا کہ محال پر قدرت ماننا قطع نظر اس سے کہ خود قول بالمحال ہے،جناب

عـــہ۱:یشیر الی ان مصحح المقدوریۃ نفس الامکان الذاتی ۱۲منہ

اشارہ کیا کہ مقدوریت کی صحت کا مدار نفس امکان ذاتی پر ہے ۱۲ منہ (ت)

عـــہ۲:اوردہ تفسیرا للمراد بالفرض ۱۲منہ

فرض سے مراد کی تفسیر کے لئے ذکر کیا ہے ۱۲منہ (ت)

---

[1] القرآن الکریم ۲/ ۲۰

[2] القرآن الکریم ۲/ ۲۰

باری عزاسمہ کو سخت عیب لگانا اور تعمیم قدرت کے پردے میں اصل قدرت بلکہ نفس الوہیت سے منکر ہو جانا ہے، للہ انصاف! حضرات کے یہ تو حالات اور اہل سنت پر معاذاللہ عجز باری عزوجل ماننے کے الزامات، ہمارے دینی بھائی اس مسئلہ کو خوب سمجھ لیں کہ حضرات کے مغالطہ وتلبیس سے امان میں رہیں، واللہ الموفق۔

تنزیہ اول ارشادات علماء میں: اقول: وباللہ التوفیق میں یہاں ازالہ اوہام حضرات مخالفین کو اکثر عبارات ایسی نقل کروں گا کہ امتناع کذب الٰہی پر تمام اشعریہ وماتریدیہ کا اجماع ثابت کریں جس کے باعث اس وہم عاطل کا علاج قاتل ہو کہ معاذاللہ یہ مسئلہ قدیم سے مختلف فیہا ہے حاش للہ! بلکہ بطلان امکان پر اجماع اہل حق ہے جس میں اہل سنت کے ساتھ معتزلہ وغیرہ فرق باطلہ بھی متفق، ناظر ماہر دیکھے گا کہ میرا یہ مدعا ان عبارتوں سے کن کن طور پر رنگ ثبوت پائے گا:

اول: ظاہر وجلی یعنی وہ نصوص جن میں امتناع کذب پر صراحۃً اجماع منصوص۔

دوم: اکثر عبارتیں علمائے اشعریہ کی ہوں گی تاکہ معلوم ہو کہ مسئلہ خلافی نہیں۔

سوم: وہ عبارات جن میں بنائے کلام حسن وقبح عقلی کے انکار پر ہو کہ یہ اصول اشاعرہ سے ہے، تولاجرم مسئلہ اشاعرہ وماتریدیہ کا اجماعی ہوا اگرچہ عندالتحقیق صرف حسن وقبح بمعنی استحقاق مدح وثواب وذم وعقاب کی شرعیت وعقلیت میں تجاذب آراہے، نہ بمعنی صفت کمال وصفت نقصان کہ بایں معنی باجماع عقلا عقلی ہیں،

كما نصوا عليه جميعا ونبه عليه ههنا المولى سعد الدين التفتازانی فی شرح المقاصد والمولی المحقق علی الاطلاق كمال الدين محمد بن الهمام وغيرهما من الجهابذة الكرام۔	جیسا کہ اس پر تمام نے تصریح کی ہے اور اس پر علامہ سعد الدین تفتازانی نے شرح المقاصد میں اور محقق علی الاطلاق کمال الدین محمد بن ہمام اور دیگر کبار ماہرین علماء نے تنبیہ کی ہے۔ (ت)

اب بتوفیق اللہ تعالٰی نصوص ائمہ وکلمات علماء نقل کرتا ہوں:

نص ا: شرح مقاصد کے مبحث کلام میں ہے:

الكذب محال باجماع العلماء لان الكذب نقص باتفاق العقلاء وهو على الله تعالٰى محال[1] اھ ملخصًا۔	جھوٹ باجماع علماء محال ہے کہ وہ باتفاق عقلاء عیب ہے اور عیب اللہ تعالٰی پر محال اھ ملخصًا۔

نص ۲: اسی کی بحث وحسن وقبح میں ہے:

[1] شرح المقاصد المبحث السادس فی انہ تعالٰی متکلم دار المعارف النعمانیہ لاہور ۲ /۱۰۴

قد بینا فی بحث الکلام امتناع الکذب علی الشارع تعالٰی[1]۔	ہم بحث کلام میں ثابت کر آئے کہ اللہ عزوجل پر کذب محال ہے۔

نص ۳: اسی بحث تکلیف بالمحال میں ہے:

محال ھو جھلہ کذبہ تعالٰی عن ذلك[2]۔	اللہ تبارک وتعالٰی کا جہل یا کذب دونوں محال ہیں، برتری ہے اسے ان سے۔

نص ۴: اسی میں ہے:

الکذب فی اخبار اللہ تعالٰی فیہ مفاسد لاتحصٰی ومطاعن فی الاسلام لاتخفی منہا مقال الفلاسفۃ فی المعاد ومجال الملاحدۃ فی العناد وھٰھنا بطلان ماعلیہ الاجماع من القطع بخلود الکفار فی النار، فمع صریح اخبار اللہ تعالٰی بہ فجواز الخلف وعدم وقوع مضمون ھٰذا الخبر محتمل، ولما کان ھذا باطلاقطعا علم ان القول بجواز الکذب فی اخبار اللہ تعالٰی باطل قطعًا[3] اھ ملتقطًا۔	یعنی خبر الٰہی میں کذب پر بے شمار خرابیاں اور اسلام میں آشکارا طعن لازم آئیں گے فلاسفہ حشر میں گفتگو لائیں گے، ملحدین اپنے مکابروں کی جگہ پائیں گے کفار کا ہمیشہ آگ میں رہنا کہ بالاجماع یقینی ہے اس پر یقین اٹھ جائیں گے کہ اگرچہ خدا نے صریح خبریں دیں مگر ممکن ہے کہ واقع نہ ہوں۔ اور جب یہ امور یقینا باطل ہیں تو ثابت ہوا کہ خبر الٰہی میں کذب کو ممکن کہنا باطل ہے اھ ملتقطا۔

نص ۵: شرح عقائد نسفی میں ہے:

کذب کلام اللہ تعالٰی محال[4] اھ ملخصا۔	کلام الٰہی کا کذب محال ہے اھ ملخصا

نص ۶: طوالع الانوار کی فرع متعلق بمبحث کلام میں ہے:

الکذب نقص والنقص علی اللہ تعالٰی محال[5] اھ	جھوٹ عیب ہے اور عیب اللہ تعالٰی پر محال۔

---

[1] شرح المقاصد قال وتمسکوا بوجوہ الاول ان حسن الاحسان وقبح العدوان دار المعارف النعمانیہ لاہور ۲/ ۱۵۲

[2] شرح المقاصد المبحث الخامس التکلیف مالایطاق دار المعارف النعمانیہ لاہور ۲/ ۱۵۵

[3] شرح المقاصد المبحث الثانی عشر اتفقت الامۃ علی العفو عن الصفاء دار المعارف النعمانیہ لاہور ۲/ ۲۳۸

[4] شرح العقائد النسفیہ دار الاشاعت العربیہ قندھار افغانستان ص ۷۱

[5] طوالع الانوار للبیضاوی

نص ۷: مواقف کی بحث کلام میں ہے:

انہ تعالٰی یمتنع علیہ الکذب اتفاقا اما عند المعتزلہ فلان الکذب قبیح وھو سبحانہ لایفعل القبیح واما عندنا فلانہ نقص والنقص علی اللہ محال اجماعا۔[1] (ملخصا)	یعنی اہلسنت ومعتزلہ سب کا اتفاق ہے کہ اللہ تعالٰی کا کذب محال ہے، معتزلہ تو اس لئے محال کہتے ہیں کہ کذب برا ہے اور اللہ تعالٰی برا فعل نہیں کرتا اور ہم اہلسنت کے نزدیک اس میں دلیل سے ناممکن ہے کہ کذب عیب ہے اور ہر عیب اللہ تعالٰی پر بالاجماع محال ہے۔

نص ۸: مواقف وشرح مواقف کی بحث حسن وقبح میں ہے:

مدرك امتناع الکذب منہ تعالٰی عندنا لیس ھو قبحہ العقلی حتی یلزم من انتفاء قبحہ ان لایعلم امتناعہ منہ اذلہ مدرك اٰخر وقد تقدم اھ[2] ملخصا۔	یعنی ہم اشاعرہ کے نزدیک کذب الٰہی محال ہونے کی دلیل قبح عقلی نہیں ہے کہ اس کے عدم سے لازم آئے کہ کذب الٰہی محال نہ جانا جائے بلکہ اس کے لئے دوسری دلیل ہے کہ اوپر گزری، یعنی وہ کہ جھوٹ عیب ہے اور اللہ تعالٰی میں عیب محال۔

نص ۹: انھیں کی بحث معجزات میں ہے:

قدم فی مسئلۃ الکلام من موقف الالٰھیات امتناع الکذب علیہ سبحانہ وتعالٰی[3]۔	یعنی ہم موقف الٰہیات سے مسئلہ کلام میں بیان کرآئے کہ اللہ تعالٰی کا کذب زنہار ممکن نہیں۔

نص ۱۰: امام محقق علی الاطلاق کمال الدین محمد مسایرہ میں فرماتے ہیں:

یستحیل علیہ تعالٰی سمات النقص کالجھل والکذب[4]۔	جتنی نشانیاں عیب کی ہیں، جیسے جہل وکذب سب اللہ تعالٰی پر محال ہیں۔

نص ۱۱: علامہ کمال الدین محمد بن محمد ابن ابی شریف قدس سرہ، اس کی شرح مسامرہ میں فرماتے ہیں:

لاخلاف بین الاشعریۃ وغیرھم فی ان کل	یعنی اشاعرہ وغیرہ اشاعرہ کسی کو اس میں خلاف نہیں

---

[1] مواقف مع شرح المواقف المقصد السابع بحث انہ تعالٰی متکلم منشورات الشریف الرضی قم ایران ۸/ ۱۰۰،۱۰۱

[2] مواقف مع شرح المواقف المرصد السادس المقصد الخامس منشورات الشریف الرضی قم ایران ۸/ ۱۹۳

[3] مواقف مع شرح المواقف الموقف السادس فی السمعیات منشورات الشریف الرضی قم ایران ۸/ ۲۴۰

[4] المسایرۃ متن المسامرۃ ختم المصنف کتابہ بیان عقیدہ اہلسنت اجمالا المکتبۃ التجاریۃ الکبرٰی مصر ص ۳۹۳

ماکان وصف نقص فالباری تعالٰی منزہ عنہ وھو محال علیہ تعالٰی والکذب وصف نقص اھ ملخصا [1]۔	کہ جو کچھ صفت عیب ہے باری تعالٰی اس سے پاک ہے اور وہ اللہ تعالٰی پر ت ممکن نہیں اور کذب صفت عیب ہے۔ (ملخصا)

نص ۱۲: امام فخر الدین رازی تفسیر کبیر میں فرماتے ہیں:

قول تعالٰی فلن یخلف اللہ عھدہ یدل علی انہ سبحانہ وتعالٰی منزہ عن الکذب وعدہ و عیدہ۔ قال اصحابنا لان الکذب وصفة نقص والنقص علی اللہ تعالٰی محال، وقالت المعتزلة لان الکذب قبیح لانہ کذب فیستحیل ان یفعلہ فدل علی ان الکذب منہ محال [2] اھ ملخصًا۔	اللہ عزوجل کا فرمانا کہ اللہ ہر گز اپنا عہد جھوٹا نہ کریگا دلالت کرتا ہے کہ مولٰی تعالٰی سبحانہ اپنے ہر وعدہ و وعید میں جھوٹ سے منزہ ہے، ہمارے اصحاب اہل سنت وجماعت اس دلیل سے کذب الٰہی کو ناممکن جانتے ہیں کہ وہ صفت نقص ہے اور اللہ عزوجل پر نقص محال، اور معتزلہ اس دلیل سے ممتنع مانتے ہیں کہ کذب قبیح لذاتہ ہے تو باری تعالٰی عزوجل سے صادر ہونا محال، غرض ثابت ہوا کہ کذب الٰہی اصلا امکان نہیں رکھتا۔ اھ (ملخصا)

نص ۱۳: اللہ عزوجل فرماتا ہے:

"وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّعَدْلًا ۭ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۱۱۵" [3]	پوری ہے بات تیرے رب کی سچ اور انصاف میں کوئی بدلنے والا نہیں، اس کی باتوں کا، اور وہی ہے سنتا جانتا ہے۔

امام ممدوح اس آیت کے تحت میں لکھتے ہیں:

اعلم ان ھذہ الاٰیة تدل علی ان کلمة اللہ موصوفة بصفات کثیرة (الٰی ان قال) الصفة الثانیة من صفات کلمة اللہ کونھا صدقا والدلیل علی ان الکذب نقص والنقص علی اللہ تعالٰی محال [4]۔	یہ آیت ارشاد فرمائی ہے کہ کذب اللہ تعالٰی کی بات بہت صفتوں سے موصوف ہے، ازانجملہ اس کا سچا ہونا ہے اور اس پر دلیل یہ ہے کہ کذب عیب ہے اور عیب اللہ تعالٰی پر محال۔

[1] المسامرۃ شرح المسایرۃ اتفقوا علی ان ذلك غیر واقع المکتبة التجاریة الکبرٰی ص ۳۹۳

[2] مفاتیح الغیب تحت آیت فلن یخلف اللہ عھدہ المکتبة البھیہ مصر ۳/ ۱۵۹

[3] القرآن الکریم ۶/ ۱۱۵

[4] مفاتیح الغیب تحت آیة وقت کلمت ربك صدق وعدلا المطبعة البھیة المصریة مصر ۱۳/ ۱۶۱۔۱۶۰

نص ۱۴: یہیں فرماتے ہیں:

صحۃ الدلائل السمعیۃ موقوفۃ علی ان الکذب علی اللہ تعالٰی محال[1]۔	دلائل قرآن وحدیث کا صحیح ہونا اس پر موقوف ہے کہ کذب الٰہی محال مانا جائے۔

نص ۱۵: زیر قولہ تعالٰی:

"مَا كَانَ لِلّٰهِ اَنۡ یَّتَّخِذَ مِنۡ وَّلَدٍ ۙ سُبۡحٰنَهٗ ؕ"[2]۔	اللہ تعالٰی کی شان نہیں کہ وہ بیٹا بنائے وہ پاک ہے(ت)

بعض تمسکات معتزلہ کے رد میں فرماتے ہیں:

اجاب اصحابنا عنہ بان الکذب محال علی اللہ تعالٰی[3]۔	اہلسنت نے جواب دیا کہ کذب الٰہی محال ہے۔

نص ۱۶: علامہ سعد تفتازانی شرح مقاصد میں انھیں امام ہمام سے ناقل:

صدق کلام تعالٰی لما کان عندنا ازلیا امتنع کذبہ لان ماثبت قدمہ امتنع عدمہ[4]۔	کلام خدا کا صدق جب کہ ہم اہلسنت کے نزدیک ازلی ہے تو اس کا کذب محال ہوا کہ جس چیز کا قدم ثابت ہے اس کا عدم محال ہے۔

تنبیہ: انھیں امام علام کا ارشاد کہ "کذب الٰہی کا جواز ماننا قریب بکفر ہے، ان شاء اللہ تعالٰی تنزیہ چہارم میں آئے گا۔

نص ۱۷: تفسیر بیضاوی شریف میں ہے:

"وَمَنۡ اَصۡدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِیۡثًا ؁" انکار ان یکون احد اکثر صدقا منہ فانہ لایتطرق الکذب الی خبرہ بوجہ لان نقص وھو علی اللہ تعالٰی محال[5]۔	اللہ تعالٰی اس آیت میں انکار فرماتا ہے اس لئے کہ کوئی شخص اللہ سے زیادہ سچا ہو کہ اس کی خبر تک تو کسی کذب کو کسی طرح راہ ہی نہیں کہ کذب عیب ہے اور عیب اللہ تعالٰی پر محال۔

---

[1] مفاتیح الغیب (التفسیر الکبیر) تحت آیۃ وتمت کلمت ربك الخ المطبعۃ البھیۃ العربیہ مصر ۱۳/ ۱۶۱

[2] القرآن الکریم ۱۹/ ۳۵

[3] مفاتیح الغیب (تفسیر کبیر) تحت آیت ماکان اللہ ان یتخذ من ولد سبحنہ المطبعۃ البھیۃ المصر ۲۱/ ۲۱۷

[4] شرح القاصد المبحث الثانی العشر اتفقت الامۃ علی العفو الخ دار المعارف نعمانیہ لاہور ۲/ ۲۳۷

[5] انوار التنزیل واسرار التاویل (بیضاوی مع القرآن الکریم) تحت آیۃ ومن اصدق الخ مصطفی البابی مصر ص ۹۲

نص ۱۸: تفسیر مدارک شریف میں ہے:

"وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِيْثًا" تمييز وهو استفهام بمعنى النفى اى لااحد اصدق منه فى اخباره ووعده ووعيده لاستحالة الكذب عليه تعالٰى لقبحه عـــه لكونه اخبارا عن الشيئ بخلاف ماهو عليه [1]۔	آیت میں استفہام انکاری ہے یعنی خبر وعدہ وعید کسی بات میں کوئی شخص اللہ سے زیادہ سچا نہیں کہ اس کا کذب تو محال بالذات ہے کہ خود اپنے معنی ہی کے رو سے قبیح ہے کہ خلاف واقع خبر دینے کا نام ہے۔

نص ۱۹: تفسیر علامۃ الوجود سیدی ابی السعود عمادی میں ہے:

"وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِيْثًا" انكار لان يكون احد اصدق منه تعالٰى فى وعده وسائر اخباره وبيان لاستحالته كيف لاوالكذب محال عليه سبحٰنه دون غيره [2]۔	آیت میں انکار ہے اس کا کہ کوئی شخص اللہ تعالٰی سے زیادہ سچا ہو وعدہ میں یا کسی اور خبر میں، اور بیان ہے اس زیادت کے محال ہونے کا، اور کیوں نہ محال ہو کہ اللہ تعالٰی کا کذب تو ممکن ہی نہیں بخلاف اوروں کے۔

عـــه: **اقول:** استدل قدس سره بالقبح اما فى نظر الظاهر فلانه رحمه الله تعالٰى من ائمتنا الماتريدية ولذا عدلت عنه الاشاعرة كصاحب المواقف وصاحب المفاتيح كما سمعت نصهما واما عندالتحقيق فلان عقلية القبح بهذا المعنٰى من المجمع عليه بين العقلاء وهٰولاء شاعرة رحمهم الله تعالٰى انفسهم ناصون بذلك فلا عليك من ذهول من ذهل كما اومانا اليه فى صدر البحث والله تعالٰى اعلم ۱۲ منه رضى الله تعالٰى عنه

اقول: علامہ قدس سرہ، نے قبح سے استدلال کیا ظاہر نظر میں تو اس لئے کہ آپ رحمہ اللہ تعالٰی ہمارے ائمہ ماتریدیہ میں سے ہے اسی لئے اشاعرہ نے قبح سے استدلال نہ کیا جیسا کہ آپ نے صاحب مواقف اور صاحب مفاتیح کی نصوص سنیں، اور عندالتحقیق اس لئے کہ اس معنی میں قبح عقلی ہونا عقلاء اور اشاعرہ میں متفق چیز ہے جس کو خود اشاعرہ رحمہم اللہ تعالٰی نے بیان فرمایا جیسا کہ ہم نے بحث کی ابتداء میں اشارہ کیا ہے کسی کے ذہول سے تجھ پر کوئی اعتراض نہیں، واللہ تعالٰی اعلم ۱۲ منہ رضی اللہ تعالٰی عنہ۔ (ت)

[1] مدارک التنزیل (تفسیر النسفی) تحت آیہ ومن اصدق من اللہ الخ دار الکتاب العربی بیروت ۱/ ۲۴۱

[2] ارشاد العقل السلیم تحت آیہ ومن اصدق من اللہ الخ دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/ ۲۱۲۔۲۱۱

نص ۲۰: تفسیر روح البیان میں ہے:

"وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِیْثًا﴿۸۷﴾" انکار لان یکون احد اکثر صدقا منه فان الکذب نقص وهو علی الله محال دون غیرہ[1] اھ ملخصا۔	آیت اس امر کا انکار فرماتی ہے کہ کوئی شخص صدق میں اللہ تعالٰی سے زائد ہو کر کذب عیب ہے اور وہ خدا پر محال ہے، نہ اس کے غیر پر، اھ ملخصا۔

نص ۲۱: شرح السنوسیہ میں ہے:

الکذب علی الله تعالٰی محال لانه دناءۃ[2]۔	اللہ تعالٰی پر کذب محال ہے کہ وہ کمینہ پن ہے۔

نص ۲۲: فاضل سیف الدین ابہری کی شرح موقف میں ہے:

ممتنع علیه الکذب اتفاقا لانه نقص والنقص علی الله تعالٰی محال اجماعا[3]۔	کذب الٰہی بالاتفاق محال ہے کہ وہ عیب ہے اور ہر عیب اللہ تعالٰی پر بالاجماع محال ہے۔

نص ۲۳: شرح عقائد جلالی میں ہے:

الکذب نقص والنقص علیه محال فلایکون من الممکنات ولاتشمله القدرۃ کسائر وجوہ النقص علیه تعالٰی کالجهل والعجز[4]۔	جھوٹ عیب ہے اور عیب اللہ تعالٰی پر محال، تو کذب الٰہی ممکنات سے نہیں، نہ اللہ تعالٰی کی قدرت اسے شامل جیسے تمام اسباب عیب مثل جہل وعجز الٰہی، کہ سب محال ہیں اور صلاحیت قدرت سے خارج۔

نص ۲۴: اسی میں ہے:

لایصح علی تعالٰی الحرکة والانتقال ولا الجهل ولا الکذب لانهما النقص والنقص علی الله تعالٰی محال[5]۔	اللہ تعالٰی پر حرکت وانتقال وجہل وکذب کچھ ممکن نہیں کہ یہ سب عیب ہیں اور عیب اللہ تعالٰی پر محال۔

---

[1] تفسیر روح البیان تحت ومن اصدق من الله حدیثا المکتبة الاسلامیه الریاض ۲/ ۲۵۵

[2] شرح السنوسیه

[3] شرح المواقف سیف الدین ابہری (تلمیذ مصنف)

[4] الدوانی علی العقائد العضدیة بحث "علی" مطبع مجتبائی دہلی ص ۷۳

[5] الدوانی علی العقائد العضدیة بحث "لیس" مطبع مجتبائی دہلی ص ۶۶ و ۶۷

نص ۲۵: کنزالفوائد میں ہے:

قدس تعالٰی شانہ من الکذب شرعا وعقلا اذاھو قبیح یدرك العقل قبحہ من غیر توقف علی شرح فیکون محالا فی حقلہ تعالٰی عقلا وشرعا کما حققہ ابن الھمام وغیرہ[1]۔	اللہ عزوجل بحکم شرح وبحکم عقل ہر طرح کذب سے پاک مانا گیا، اس لئے کہ کذب قبیح عقلی ہے کہ عقلی خود بھی اس کے قبح کو مانتی ہے بغیر اس کے کہ اس کا پہچاننا شرح پر موقوف ہیو تو جھوٹ بولنا اللہ تعالٰی کے حق میں عقلا وشرعا ہر طرح محال ہے جیسے کہ امام ابن الہمام وغیرہ نے اس کی تحقیق افادہ فرمائی۔

نص ۲۶: مولانا علی قاری شرح فقہ اکبر امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں:

الکذب علیہ تعالٰی محال[2]۔	اللہ تعالٰی پر کذب محال ہے۔

نص ۲۷: مسلم الثبوت میں ہے:

المعتزلہ قالوا لولا کون الحکم عقلیا لم یمتنع الکذب منہ تعالٰی عقلا. والجواب انہ نقص فیجب تنزیہہ تعالٰی عنہ کیف وقدمر انہ عقلی باتفاق العقلاء لان ماینافی الوجوب الذاتی من جملۃ النقص فی حق الباری تعالٰی ومن الاستحالات العقلیۃ علیہ سبحنہ[3] اھ ملخصا مع الشرح۔	خاص یہ کہ معتزلہ نے اہلسنت سے کہا اگر حکم عقلی نہ ہو تو اللہ تعالٰی کا کذب محال نہ رہے حالانکہ اسے ہم تم بالاتفاق محال عقلی مانتے ہیں اہلسنت نے جواب دیا کہ کذب اس لئے محال عقلی ہوا کہ وہ عیب ہے تو واجب ہوا کہ اللہ تعالٰی کو اس سے منزہ مانیں اس کے عقلی ہونے پر تمام عقلاء کا اجماع ہے وجہ یہ ہے کہ کذب الوہیت کی ضد ہے اور جو کچھ الوہیت کی ضد ہے وہ سب اللہ تعالٰی کے حق میں عیب ہے اور اس کی شان میں محال عقلی ہے اھ ملخصا مع الشرح۔

نص ۲۸: مولانا نظام الدین سہالی اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

الکذب نقص لان ماینا فی الوجوب الذاتی من الاستحالات العقلیۃ بذالك اثبت الحکماء الذین ھم غیر متشرعین بشریعۃ	جھوٹ بولنا عیب ہے کہ جو کچھ خدا ہونے کے منافی ہے وہ سب محال عقلی ہے، اس پر دلیل سے وہ حکماء اسے محال جانتے ہیں جو کسی شریعت پر ایمان

---

[1] کنزالفوائد

[2] منح الروض الازہر شرح الفقہ الاکبر الصفات الفعلیہ مصطفی البابی مصر ص ۲۳

[3] فواتح الرحموت شرح مسلم الثبوت بذیل المستصفٰی المقالۃ الثانیہ الخ منشورات الشریف الرضی قم ایران ۱/ ۴۶، مسلم الثبوت الطبع الانصاری دہلی ص ۱۰

الاستحالة المذکورة فان الوجوب والکذب لا یجتمعان کما بین فی الکلام[1] اھ ملخصًا۔	نہیں رکھتے کہ خدائی و دروغ گوئی جمع نہ ہو گی جیسا کہ علم کلام میں ثابت ہو چکا ہے اھ ملخصا۔

نص۲۹: مولانا بحر العلوم عبدالعلی ملک العلماء فواتح الرحموت میں فرماتے ہیں:

اللہ تعالٰی صادق قطعا لاستحالة الکذب ھناك[2]۔ (ملخصا)	اللہ تعالٰی یقینا سچا ہے کہ وہاں کذب کا امکان ہی نہیں۔

نص۳۰: افسوس کہ امام الوہابیہ کے نسبا چچا اور علما باپ اور طریقۃً دادا یعنی شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی نے بھی اس پسر نامور کی رعایت نہ فرمائی کہ تفسیر عزیزی میں زیر قولہ تعالٰی **"فَلَنۡ یُّخۡلِفَ اللّٰہُ عَہۡدَہٗۤ"**[3] (اللہ تعالٰی ہر گز اپنے عہد کے خلاف نہیں فرماتا۔ت) یوں تصریح کی ٹھہرائی:

خبر او تعالٰی کلام ازلی اوست و کذب در کلام نقصانے ست عظیم کہ ہر گز بصفات اوراہ نمی یابد در حق او تعالٰی کہ مبراز جمیع عیوب و نقائص ست خلاف خبر مطلقا نقصان ست[4] اھ ملخصا۔	اللہ تعالٰی کی خبر ازلی ہے، کلام میں جھوٹ کا ہونا عظیم نقص ہے لہٰذا وہ اللہ تعالٰی کی صفات میں ہر گز راہ نہیں پاسکتا اللہ تعالٰی کہ تمام نقائص و عیوب سے پاک ہے اس کی حق میں خبر کے خلاف ہونا سراپا نقص ہے اھ ملخصا (ت)

مدعیان جدید سے پوچھا جائے جناب باری میں کہاں تک نقصان مانتے ہیں ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم اللہ تعالٰی سچا ادب نصیب فرمائے۔ آمین!

یہاں نصوص ائمہ و تصریحات علماء میں نہایت کثرت اور جس قدر فقیر نے ذکر کئے، عاقل منصف کے لئے ان میں کفایت بلکہ ایسے مسائل میں ہنگام تنبہ یا ادنی تنبیہ پر سلامت عقلی و نور ایمان دو شاہد عدل کی گواہی معتبر،

واذ وعیت ما القی علیك الیراع وتبین الاجماع وبان ان لیس لاحد نزاع فلا علیك من اضطراب مضطرب الحمد للہ المنزہ عن الکذب۔	مذکورہ قیمتی گفتگو اگر قارئین نے محفوظ کرلی ہے تو واضح ہو گیا کہ یہ بات اجماعی ہے اور اس میں کسی کو اختلاف نہیں لہٰذا اضطراب ختم ہو جانا چاہئے، تمام تعریف اللہ تعالٰی کی جو کذب سے مبرا ہے۔ (ت)

---

[1] شرح مسلم الثبوت نظام الدین سہالی

[2] فواتح الرحموت شرح مسلم الثبوت بذیل المصطفی الباب الثانی فی الحکم منشورات الشریف الرضی قم ایران ۱/ ۶۲

[3] القرآن الکریم ۲/ ۸۰

[4] فتح العزیز (تفسیر عزیزی) تحت آیۃ فلن یخلف اللہ عہدہ پ آلم در الکتب لال کنواں دہلی ص ۳۰۷

تنزیہ دوم دلائل قاہرہ و حجج باہرہ میں: فقیر غفراللہ تعالٰی بتوفیق مولٰی سبحانہ وتعالٰی ان مختصر سطور میں بلحاظ ایجاز کذب باری عزاسمہ کے محال صریح اور توہم امکان کے باطل قبیح ہونے پر صرف تیس دلیلیں ذکر کرتا ہے جن سے خمسہ اولٰی کلمات طیبات ائمہ کرام وعلمائے عظام علیہم رحمۃ الملک المنعام میں ارشاد وانعام ہوئیں، اور باقی پچیس ہادی اجل وعزوجل کے فیض ازل سے عبد اذل کے قلب پر القاء کی گئیں **والحمد للہ رب العلمین۔**

دلیل اول: کہ نصوص سابقہ میں مکرر گزری جس پر [۱]طوالع وشرح [۲]مقاصد و[۳]مسایرہ و[۴]مسامرہ و[۵]مفاتیح الغیب و[۶]مدارک و[۷]بیضاوی وارشاد [۸]العقل و[۹]روح البیان و[۱۰]شرح سنوسیہ و[۱۱]شرح ابہری و[۱۲]شرح عقائد جلالی و[۱۳]کنز الفوائد و[۱۴]مسلم الثبوت و[۱۵]شرح نظامی و[۱۶]فواتح الرحموت وغیرہا کتب کلام وتفسیر واصول میں تاویل فرمائی کہ کذب عیب ہے اور ہر عیب باری عزوجل کے حق میں محال، اور فی الواقع یہ کلیہ اصول اسلام وقواعد علم کلام سے ایک اصل عظیم وقاعدہ جلیلہ ہے جس پر تمام عقائد تنزیہ بلکہ مسائل صفات ثبوتیہ بھی متفرع **کمالایخفی علی من طالع کلمات القوم** (جیسا کہ ہر اس شخص پر مخفی نہیں جو قوم کے کلمات سے آگاہ ہے۔ ت) شرح عقائد نسفی میں ہے:

الحی القادر العلیم السمیع البصیر الشائی المرید، لان اضدادھا نقائص یجب تنزیہ اللہ تعالٰی عنھا[1]۔ (ملخصا)	زندہ، قادر، جاننے والا، سمیع، بصیر، مشیت والا، ارادے والا ہے کیونکہ ان کے اضداد نقائص ہیں جن سے اللہ تعالٰی کا بری ہونا لازم ہے۔ (ت)

شرح سنوسیہ میں ہے:

اما برھان وجوب السمع والبصر والکلام اللہ تعالٰی فالکتاب والسنۃ والاجماع وایضا لو لم یتصف بھا لزم ان یتصف باضدادھا وھی نقائص والنقص علیہ تعالٰی محال[2]۔	اللہ تعالٰی کے لئے سمع، بصر اور کلام کا ہونا لازم ہے اس پر دلیل کتاب، سنت اور اجماع ہے، اور یہ بھی اگر وہ ان سے متصف نہ ہو تو ان کی ضد سے متصف ہوگا اور وہ نقائص ہیں اور نقص اللہ تعالٰی کے لئے محال ہے۔ (ت)

شرح مواقف میں ہے:

---

[1] شرح عقائد نسفی صفات باری تعالٰی دارالاشاعۃ العربیہ قندھار افغانستان ص ۳۰

[2] شرح السنوسیہ

لاطریق لنا الی معرفۃ عـــہ۱ الصفات سوی الاستدلال بالافعال والتنزیہ عن النقائص [1]۔	ہمارے لئے معرفت صفات پر افعال اور نقائص سے تنزیہ کے ساتھ استدلال کے سوا کوئی چارہ نہیں۔(ت)

اقول: وباللہ التوفیق (میں کہتا ہوں اور توفیق اللہ تعالٰی سے ہے۔ت) بداہت عقل شاہد ہے کہ اللہ عزمجدہ جمیع عیوب ونقائص سے منزہ، اور اس کا ادراک عـــہ۲ شرع پر موقوف نہیں ولہذا بہت عقلائے غیر اہل ملت بھی تنزیہ باری جل مجدہ ہمارے موافق ہوئے۔

وان یثبتوا بجھلم مایستلزم النقص غیر دارکین انہ کذٰلک بل زاعمین عـــہ۳ انہ ھوالکمال والاعبرۃ بسخافات الحمقاء، الذین لاعقل لھم ولادین اعاذنا اللہ تعالٰی من شرھم اجمعین۔	اگرانھوں نے اپنی جہالت کے سبب ایسی باتیں ثابت کیں جو نقص کو مستلزم تھیں، ہاں ان کا ارادہ نقص ثابت کرنے کا نہ تھا ان کے گمان میں یہ کمال تھا لیکن ایسے بو قوفوں کی لایعنی باتوں کا کیا اعتبار جن کے پاس عقل نہ دین، اللہ تعالٰی ان کے شر سے محفوظ رکھے۔(ت)

یہاں تک کہ فلاسفہ نے بھی بزعم خود اس اصل اصیل پر مسائل متفرع کئے۔

منھا مافی المواقف وشرحھا قال جمھور الفلاسفۃ لایعلم الجزئیات المتغیرۃ والاٰفاذا علم مثلا	ان میں سے ایک وہ ہے جو مواقف اور اس کی شرح میں ہے جمہور فلاسفہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالٰی تبدیل

عـــہ۱: ای عقلا ازفیہ الکلام بدلیل الحصر فافادان التنزہ عن النقائص واجب لذات الواجب عقلا فالاتصاف بشیئ منھا محال عقلا ۱۲ منہ	یعنی عقلی طور پر کیونکہ کلام اسی میں ہے اس کی دلیل حصر ہے اس سے واجب تعالٰی کی ذات کا نقائص سے وجوبًا پاک ہونے کا عقلا فائدہ حاصل ہوا، تو نقائص سے متصف ہونا عقلا محال ہوگا ۱۲ منہ (ت)
عـــہ۲: وقدصرح بہ فی الکنز وشرح المواقف اما الکنز فقدسمعت نصہ واما السید فلماعرقت اٰنفا ۱۲ منہ	اس پر کنز الفوائد اور شرح مواقف میں تصریح کی ہے کنز کی نص آپ نے سن لی اور سید کی بات ابھی آپ نے معلوم کرلی ہے ۱۲ منہ (ت)
عـــہ۳: کماقالوا فی صدور العالم بالایجاب کماسیأتی ۱۲ منہ	جیسا کہ فلاسفہ نے عالم کے صدور کو واجب کہا ہے جیسے عنقریب آئے گا ۱۲ منہ (ت)

[1] شرح المواقف المقصد الثامن فی صفات اختلف فیھا منشورات الشریف الرضی قم ایران ۴/ ۱۰۵

ان زیدا فی الدار الاٰن ثم خرج زید عنھا فاما ان یزول ذٰلك ویعلم انه لیس فی الدار اویبقی ذٰلك العلم بحاله والاول یوجب التغیر فی ذاته من صفة الی اُخری والثانی یوجب الجھل وکلاھما نقص یجب تنزیھه تعالٰی عنه[1] اھ ومنھا مافیه ایضا اما الفلاسفة فانکروا القدرة بالمعنی المذکور لاعتقادھم انه نقصان واثبتواله الایجاب زعمامنھم انه الکمال التام[2]۔	ان میں سے ایک وہ ہے جو مواقف اور اس کی شرح میں ہے جمہور فلاسفہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالٰی تبدیل ہونے والی جزئیات کا علم نہیں رکھتا ورنہ اگر وہ جانتا ہو مثلاً زید اس وقت دار میں ہے پھر وہ وہاں سے نکل گیا تو یا تو سابقہ علم زائل ہوجائے گا اور جان لے گا کہ وہ دار میں نہیں یا پہلا علم ہی بحال رہے گا پہلی صورت میں اس کی ذات اقدس میں ایک صفت سے دوسری صفت کی طرف تغیر اور دوسری صورت میں جہل لازم آئے گا اور یہ دونوں باتیں نقص ہیں جن سے اللہ تعالٰی کا منزہ ہونا ضروری ہے اور ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ فلاسفہ نے معنی مذکورہ کے ساتھ قدرت کا انکار کیا ہے کیونکہ ان کے اعتقاد میں یہ نقص ہے اور انھوں نے اس کی ذات اقدس کے لئے یہ زعم کرتے ہوئے ایجاب کا ثبوت کیا ہے کہ یہ کمال تام ہے۔(ت)

پھر شرع مطہر کی طرف رجوع کیجئے تو مسئلہ اعلٰی ضروریات دین سے ہے جس طرح قرآن وحدیث نے باری جل مجدہ کی توحید ثابت فرمائی یونہیں ہر عیب ومنقصت سے اس کی تنزیہ وتقدیس اور خود کلمہ طیبہ سبحانہ اللہ واسمائے حسنٰی سبوح وقدوس کے معنی ہی یہ ہیں ولہذا تسبیحات حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم میں وارد سبحان الذی لاینبغی التسبیح الاله (پاک ہے وہ ذات کہ پاکیزگی فقط اسی کے لئے ہے۔ت) جس کے باعث توقروہ پر وقف اور تسبحوہ کو اس سے فصل کیا گیا، پر مرتبہ اجمال میں اس پر اجماع اہل اسلام منعقد، کوئی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) کہنے والا اپنے رب عزوجل پر عیوب ونقائص روانہ رکھے گا۔

فالاجماع فی الدرجه الثالثة من الادلة لاانه العمدة فی اثبات المسئلة کماوقع عن بعض الاجلة فاعرف۔	دلائل شرعیہ میں اجماع کا تیسرا درجہ ہے یہ نہیں کہ اجماع اثبات مسئلہ کے لئے بہتر صورت ہے جیسا کہ بعض بزرگوں سے ہے اسے اچھی طرح سمجھ لیجئے۔(ت)

[1] شرح المواقف المقصد الثالث فی علمه تعالٰی منشورات الشریف الرضی قم ایران ۸ /۷۴

[2] شرح المواقف المقصد الثانی فی قدرته تعالٰی منشورات الشریف الرضی قم ایران ۸ /۴۹

دلیل دوم: العظمۃ للہ اگر کذب الٰہی ممکن ہو تو اسلام پر وہ طعن لازم آئیں کہ اٹھائے نہ اٹھیں، کافروں ملحدوں کو اعتراض ومقال وعناد وجدال کی وہ مجالیں ملیں کہ مٹائے نہ مٹیں۔ دلائل قرآن عظیم ووحی حکیم یک دست ہاتھ سے جائیں حشر ونشر وحساب وکتاب وجنت ونار وثواب وعذاب کسی پر یقین کی کوئی راہ نہ پائیں کہ آخر ان امور پر ایمان صرف اخبار الٰہی سے ہے جب معاذاللہ کذب الٰہی ممکن ہو تو عقل کو ہر خبر الٰہی میں احتمال رہے گا، شاید یونہی فرمادی ہو، شاید ٹھیک نہ پڑے **سبحٰنہ وتعالٰی عمایصفون، ولاحول ولاقوۃ الاباللہ العلی العظیم** (پاک اور بلند ہے اللہ تعالٰی کی ذات جس کی عبارت سے جو وہ بیان کرتے ہیں ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ت) یہ دلیل شرح مقاصد میں افادہ فرمائی جس کی عبارت نص چہارم میں گزری، اور امام رازی نے بھی تفسیر کبیر میں زیر قولہ تعالٰی وتمت کلمت ربک صدقا وعدلا (پوری ہے بات تیرے رب کی سچ وانصاف میں۔ت) اس کی طرف اشعار کیا کذب الٰہی کے محال ہونے پر دلیل عقلی قائم کرکے فرماتے ہیں:

ولایجوز اثبات ان الکذب علی اللہ محال بالدلائل السمعیۃ لان صحۃ الدلائل السمعیۃ موقوفۃ علی ان الکذب علی اللہ محال فلو اثبتنا امتناع الکذب علی اللہ تعالٰی بالدلائل السمعیۃ لزم الدور وھو باطل[1]۔	اللہ تعالٰی سے کذب کے محال ہونے کو دلائل سمعیہ سے ثابت کرنا جائز ہی نہیں کیونکہ خود ان دلائل سمعیہ کی صحت اس پر موقوف ہے کہ کذب اللہ تعالٰی سے محال ہے اگر ہم اللہ تعالٰی کسے امتناعِ کذب کو دلائل سمعیہ سے ثابت کریں گے تو دور لازم آجائے گا جو باطل ہے۔(ت)

اقول: وباللہ التوفیق۔ تنویر دلیل یہ ہے کہ عقلی جس امر کو ممکن جانے گی اور ممکن وہی جسے وجود وعدم وجود دونوں سے یکساں نسبت ہو تو چاہئے وہ امر کیساہی مستبعد ہو مگر عقل از پیش خویش اس کے ازلاً ابداً عدم وقوع پر جزم نہیں کرسکتی کہ ہر ممکن مقدور اور ہر مقدور صالح تعلق ارادہ اور ارادہ الٰہیہ امر غیب ہے جس تک عقل کی اصلا رسائی نہیں پھر وہ بطور خود کیونکر کہہ سکتی ہے کہ اگرچہ کذب الٰہی زیر قدرت ہے مگر مجھے اس کے ارادہ پر خبر ہے کہ ازل سے ابد تک بولا نہ بولے، ارادہ پر حکم وہیں کرسکتے ہیں جہاں خود صاحب ارادہ جل مجدہ خبر دے کہ فلاں امر ہم کبھی صادر نہ فرمائیں گے، **کقولہ تعالٰی:**

"**لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَہَا**ؕ"[2]۔	اللہ تعالٰی کسی نفس کو اس کی طاقت سے بڑھ کر تکلیف نہیں دیتا۔(ت)

---

[1] مفاتیح الغیب تحت آیۃ وتمت کلمت ربك المطبعۃ البھیہ مصر ۱۳/ ۱۶۱

[2] القرآن الکریم ۲/ ۲۸۶

وقولہ تعالٰی:

"یُرِیۡدُ اللّٰہُ بِکُمُ الۡیُسۡرَ وَ لَا یُرِیۡدُ بِکُمُ الۡعُسۡرَ ۫"[1]۔	اللہ تعالٰی تمھارے ساتھ آسانی کا ارادہ فرماتا ہے تم پر تنگی کا ارادہ نہیں فرماتا۔(ت)

امام فخر الدین رازی تفسیر سورہ بقر میں زیر آیہ کریمہ "اَمۡ تَقُوۡلُوۡنَ عَلَی اللّٰہِ مَا لَا تَعۡلَمُوۡنَ ﴿۸۰﴾" (یا تم اللہ تعالٰی کے بارے میں ایسی بات کہتے ہو جس کا تمھیں علم نہیں۔ت) فرماتے ہیں:

الاٰیۃ تدل علی فوائد (الی ان قال) ثانیھا ان کل ماجاز وجودہ وعدمہ عقلا لم یجز المصیر الی الاثبات اوالی النفی لابدلیل سمعی[2]۔	یہ آیت مبارک ان فوائد پر دال ہے (آگے چل کر کہا) دوسرا فائدہ یہ ہے کہ جس شیئ کا وجود وعدم عقلا جائز ہو اس کے اثبات ونفی کے لئے سمعی کی طرف رجوع ضروری ہے۔(ت)

اور تفسیر سورہ انعام میں زیر قول تعالٰی: قل اللہ شھید بینی و بینکم ^قف^ (فرمادیجئے اللہ تعالٰی میرے اور تمھارے درمیان گواہ ہے۔ت) فرماتے ہیں:

المطالب علی اقسام ثلثۃ منھا مایمتنع اثباتہ بالدلائل السمعیۃ. فان کل مایتوقف صحۃ السمع علی صحت امتنع اثباتہ بالسمع والالزم الدور، ومنھا مایمتنع اثباتہ بالعقل وھو کل شیئ یصح وجودہ ویصح عدمہ عقلا فلا امتناع فی احد الطرفین اصلا فالقطع علی احد الطرفین بعینہ لایمکن الا بالدلیل السمعی[3] الخ۔	مطالب کی تین اقسام ہیں: ایک جن کا اثبات دلائل سمعیہ سے ممتنع ہے کیونکہ ہر وہ چیز جس کا اثبات صحت سمع پر موقوف ہے اس کا اثبات سمع سے نہیں ہوسکتا ورنہ دور لازم آئے گا، دوسرا جن کا اثبات عقل سے ممتنع ہے اور وہ ہر شی ہے جس کا وجود وعدم عقلا صحیح ہو وہ دونوں میں سے کوئی ممتنع نہ ہو تو اب ایک جانب میں یقین دلیل سمعی کے بغیر ممکن نہیں الخ (ت)

امام الحرمین قدس سرہ کتاب الارشاد میں ارشاد فرماتے ہیں:

اعلموا وفقکم اللہ تعالٰی ان اصول العقائد	جان لو (اللہ تعالٰی تمھیں توفیق دے) اصول عقائد

[1] القرآن الکریم ۲/ ۱۸۵

[2] مفاتیح الغیب تحت آیۃ ام تقولون علی اللہ مالاتعلمون المطبعۃ البھیہ مصر ۳/ ۱۶۰

[3] مفاتیح الغیب قل ای شی اکبر شھادۃ الخ المطبعۃ البھیہ مصر ۱۲/ ۱۷۶

تنقسم الی مایدریك عقلا ولایسوغ تقدیر ادراکہ سمعا، الی مایدریك سمعا ولایتقدر ادارکہ عقلاو الی مایجوز ادراکہ سمعا وعقلا فاما مالایدرك الاعقلا فکل قاعدۃ فی الدین یتقدم علی العلم بکلام اللہ تعالٰی ووجوب اتصافہ بکونہ صدقا اذا السمعیات تستندالی کلام اللہ تعالٰی وماسبق ثبوتہ فی المرتبۃ علی ثبوت الکلام وجوبا فیستحیل ان یکون مدرکہ السمع واماما لایدرك الاسمعا فھو القضاء بوقوع مایجوز فی العقل فلایتقدرالحکم بثبوت الجائز ثبوتہ فیما یتقدر الحکم بثبوت الجائز ثبوتہ فیما غاب عنا الابسمع[1] الخ۔	کی تقسیم یوں ہے کچھ چیزیں وہ ہیں جن کاادراک عقل ہے ان کاادراک سمعی جائز ہی نہیں، کچھ ایسی چیزیں ہیں جن کاادراک سمعی ہے ان کا ادارک عقلی نہیں ہو سکتا، کچھ چیزیں ایسی ہیں جن کا ادراک عقلا اور سمعا دونوں طرح جائز ہوتا ہے، وہ چیزیں جن کا ادراک فقط عقلا ہے تو دین کا ہر وہ قاعدہ جو اللہ تعالٰی کے کلام اور صدق سے اس کے وجوبی اتصاف سے پہلے ہے کیونکہ دلائل سمعیہ کا اعتماد اثبات کلام الٰہی سے ہوتا ہے تو جس کے مرتبہ کا ثبوت کلام کے ثبوت سے پہلے ہونا لازم ہے تواب محال ہے کہ اس کا سبب ادراک سمع ہو اور جن چیزوں کا ادراک فقط سمع سے ہے تو وہ عقلی طورپر جائز الوجود چیز کے وقوع کافیصلہ ہے تو سمع کے بغیر کسی جائز الوجود چیز جو ہم سے غائب ہے کے ثبوت کا حکم جائز الوجود چیز سے نہیں ہو سکتا الخ (ت)

شرح عقائد نسفی میں ہے:

القضایا منھا ماھی ممکنات لاطریق الی الجزم باحدجانبھا فکان من فضل اللہ ورحمتہ ارسال الرسل لبیان ذٰلک[2] اھ ملخصا۔	کچھ چیزیں ان میں سے ممکن ہیں ان کی کسی ایک جانب کا جزم نہیں ہو سکتا تو اس کے بیان کے لئے رسولوں کا بھیجنا اللہ تعالٰی کا فضل ورحمت ہے اھ ملخصا (ت)

میں کہتا ہوں اب آدمیوں ہی میں دیکھ لیجئے کہ جو کام زید کی قدرت میں ہے دوسرا ہر گز اس پر جزم نہیں کر سکتا کہ وہ کبھی اسے نہ کرے گا پھر یہاں بعد اخبار زید بھی جزم و تیقن کی راہ نہیں۔ مثلا زید کہے بلکہ قسم بھی کھائے کہ میں اس سال ہر گز سفر نہ کروں گا تاہم دوسرا اگرچہ صدق زید کا کیسا ہی معتقد ہو قسم نہیں کھا سکتا کہ زید اس سال یقینا سفر نہ کرے گا اور کھائے تو سخت جری وبیباک اور نگاہ عقلاء میں ہلکا ٹھہرے گا تو وجہ کیا، وہی کہ غیب کا حال

[1] الارشاد فی الکلام

[2] شرح العقائد النسفیہ بیان ارسال رسل دارالاشاعۃ العربیہ قندھار افغانستان ص ۹۸

معلوم نہیں اور زید کی بات سچی ہی ہوئی کیا ضرور ممکن کہ فرق پڑ جائے جب یہ مقدمہ ذہن نشین ہو لیا اور اب تم نے کذب الٰہی کہ زیر قدرت مانا تو عقلا ہر خبر میں احتمال کذب ہوا ہی رہا یہ کہ خبر الٰہی یقین دلائے کہ اللہ عزوجل اگرچہ جھوٹ بولنے پر قادر ہے، مگر نہ کبھی بولا، نہ بولے ہیہات اس یقین کی طرف بھی کوئی راہ نہیں کہ آخر یہ کلام الٰہی سے خود ایک کلام ہو گی تو عقلا ممکن کہ یہی بروجہ کذب صادر ہوئی ہو پھر وہ کون سا ذریعہ وثوق رہا جس کے سبب عقل یقین کرسکے یہ ممکن جو قدرت الٰہی میں تھا واقع نہ ہوا خلاصہ یہ کہ جب کذب عقلا ممکن تو استحالہ عقلی تو تم خود نہیں مانتے، رہا استحالہ شرعی وہ دلیل شرع سے مستفاد ہوتا ہے اور دلائل شرع سب کلام الٰہی کی طرف **منتھی۔ کما مر من ارشاد امام الحرمین** (جیسا کہ امام الحرمین کے ارشاد سے گزرا۔ت) تو جس کلام الٰہی سے کذب الٰہی کا استحالہ ثابت کیجئے پہلے خود اسی کلام الٰہی کا وجوب صدق شرعا ثابت کیجئے، لاجرم دور یا تسلسل سے چارہ نہیں، اب عقلی و شرعی دونوں استحالے اٹھ گئے اور اللہ تعالٰی کی بات **معاذاللہ** زید و عمرو کی سی بات ہو کر رہ گئی **تعالٰی اللہ عما یقولون علوا کبیرا** (یہ جو کہتے ہیں اللہ تعالٰی اس سے نہایت ہی بلند ہے۔ت) پھر حشر و نشر و جنت و نار وغیرہا تمام سمعیات پر ایمان لانے کا کیا ذریعہ ہے، **ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العظیم۔ ھذا ماعندی فی تقریر دلیل ھٰؤلاء الاعلام وفی المقام ابحاث طوال تعرف بالغوص فی الجج الکلام** (میرے نزدیک ان علماء اعلام کی دلیل کی وضاحت و تفصیل یہی ہے اس مقام پر بڑے تفصیل مباحث ہیں جو کلام کے سمندر میں غوطہ زن ہونے سے معلوم ہوتے ہیں۔ت) **دلیل سوم:** مواقف و شرح مواقف میں ہے:

اما امتناع الکذب علیه تعالٰی عندنا فثلثة اوجه (الٰی ان قال) وایضا فیلزم علی تقدیر ان یقع الکذب فی کلامه سبحانه ان نکون نحن اکمل منه فی بعض الاوقات اعنی وقت صدقنا فی کلامنا[1]۔	یعنی کذب الٰہی کا محال ہونا ہم اہلسنت کے نزدیک تین دلیل سے ہے ایک یہ کہ اس کے کلام میں کذب آئے تو بعض وقت ہم اس سے اکمل ہو جائیں یعنی جس وقت ہم اپنے کلام میں سچے ہوں۔

اقول: تقریر دلیل یہ ہے کہ ہر محکی عنہ میں امکان کہ انسان اسے بروجہ صحیح حکایت کرے اور شک نہیں کہ جس حکایت میں جو سچا ہو وہ اس میں جھوٹے پر خاص اس وجہ کی رو سے فضل رکھتا ہے اگرچہ اور کروڑوں وجہ سے مفضول ہو، اب اگر کذب الٰہی ممکن ہو تو **معاذاللہ** جس وقت وہ جھوٹ بولے اور انسان اسی بات کو

[1] شرح المواقف المقصد السابع فی انہ تعالٰی متکلم منشورات الشریف الرضی قم ایران ۸/ ۱۰۱

مطابق واقع ادا کرے تو لازم کہ آدمی اس وجہ سے افضل ہو جائے اور باری عزوجل پر کسی جہت سے کسی مخلوق کو کسی طرح کا فضل جزئی بھی اگرچہ نہایت ضعیف ومضمحل ہو ملنا محال، تو ثابت ہوا کہ امکان کذب باطل خیال ہے **فافھم والعزۃ للہ ذی الجلال** (پس غور کیجئے اور عزت اللہ ذوالجلال کے لئے ہے۔ت)

ثم اقول: اس دلیل کی ایک مختصر تقریر یوں ممکن ہے کہ اگر کذب خالق ممکن ہو تو کتنی بڑی شناعت ہے کہ خلق سچی اور خالق جھوٹا، **العیاذ باللہ رب العالمین**، لیکن صدق خلق محال نہیں تو کذب خالق ممکن نہیں۔

دلیل چہارم: جس کی طرف امام فخر الدین رازی نے نص ۱۶ میں اشارہ فرمایا کہ جب اہلسنت کے نزدیک اللہ عزوجل کا صدق ازلی تو کذب محال کہ ہر ازلی ممتنع الزوال، **اقول: وباللہ التوفیق** تصویر دلیل یہ ہے کہ اللہ عزوجل پر اسم صادق کا طلاق قطع نظر اس سے کہ قرآن^{عہ} وحدیث واجماع سے ثابت، مخالفان عنید یعنی طائفہ جدید کو بھی مقبول کہ وہ بھی اللہ عزوجل کو صادق بالفعل تو مانتے ہیں اگرچہ صادق بالضرورۃ ہونے سے انکار کرتے ہیں کہ

عہ: اما القراٰن فقولہ تعالٰی ذٰلک جزینٰھم ببغیھم وانا "ذٰلِكَ جَزَيْنٰهُمْ بِبَغْيِهِمْ ۖ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ﴿۱۴۶﴾"[1] وقول تعالٰی "وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِيْلًا ﴿۱۲۲﴾"[2] فان المعنی ان اللہ تعالٰی اصدق قائل وحمل الاصدق حمل الصادق مع زیادۃ واماالحدیث فقد عد الصادق من الاسماء الحسنٰی فی حدیث ابن ماجۃ[3] وحدیث الحاکم فی المستدرک وابی الشیخ و ابن مردویۃ فی تفسیریھما وابی نعیم فی کتاب الاسماء الحسنٰی کلھم عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم واما الاجماع فظاھر لاینکر ۱۲منہ۔

قرآن میں اللہ تعالٰی کا فرمان ہے یہ ہم نے ان کی بغاوت کی سزا دی اور ہم یقینا سچے ہیں، دوسرے مقام پر فرمایا: اللہ تعالٰی سے بڑھ کر کون زیادہ سچا ہے، معنی یہ ہے کہ اللہ تعالٰی سب سے بڑھ کر صادق ہے، اور اصدق کا حمل صادق مع زیادۃ کا حمل ہے رہی حدیث تو حدیث میں اسماء حسنٰی میں صادق کو شمار وشامل کیا گیا ہے، اور یہ حدیث حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے روایت کی ہے اور اسے ابن ماجہ، حاکم نے مستدرک میں، ابوالشیخ اور ابن مردویہ نے اپنی تفاسیر اور امام ابو نعیم نے "کتاب الاسماء الحسنی" میں ذکر کیا، رہا اجماع تو واضح ہے، اس کا انکار کیا ہی نہیں جاسکتا ۱۲منہ (ت)

---

[1] القرآن الکریم ۶/ ۱۴۶

[2] القرآن اکریم ۴/ ۱۲۲

[3] سنن ابن ماجہ ابواب الدعاء باب اسماء اللہ عزوجل ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۲۸۳

جب کذب ممکن جانا اور امکان نہیں مگر جانب مخالف سے سلب ضرورت تو لاجرم باری تعالٰی کے صادق ہونے کو ضروری نہ مانا مگر جاہل کہ صادق بالفعل ماننا ہی ان کے مذہب نامہذب کا استیصال کر گیا کہ جب وہ صادق ہے اور صدق مشتق قیام مبدء کو مستلزم، تو واجب کہ صدق اس کی ذات پاک سے قائم اور ذات الٰہی سے قیام حوادث محال، تو ثابت کہ صدق الٰہی ازلی ہے بعینہٖ اسی طریقہ سے ہمارے ائمہ کرام نے تکوین وغیرہ کا صفات ازلیہ سے ہونا ثابت فرمایا۔ شرح عقائد نسفی میں ہے:

(التکوین صفۃ)ﷲ تعالٰی لاطباق العقل و النقل علٰی انہ تعالٰی خالق للعالم مکون لہ وامتناع اطلاق الاسم المشتق علی الشیئ من غیر ان یکون ماخذ الاشاق وصفالہ قائمہ بہ(ازلیۃ)بوجوہ الاول انہ یمتنع قیام الحوادث بذاتہ تعالٰی لمامر[1] اھملخصاً۔	(تکوین صفت ہے)اللہ تعالٰی کی، کیونکہ عقل و نقل اس پر شاہد ہیں کہ اللہ تعالٰی جہاں کا خالق اور بنانے والا ہے اور کسی شے، پر اسم مشتق کا اطلاق اس وقت تک ممتنع ہوتا ہے جب تک مادہ اشتقاق اس کا وصف اور اس کے ساتھ قائم نہ ہو (ازلی ہے)اس پر متعدد دلائل ہیں، اول یہ کہ اللہ تعالٰی کی ذات اقدس کے ساتھ حوادث کا قیام ممتنع ہے جیسا کہ گزر چکا ہے اھ ملخصا (ت)

اسی میں ہے:

اللہ تعالٰی متکلم بکلام ھو صفۃلہ ضرورۃ امتناع اثبات المشتق لشیئ من غیرقیام ماخذ الاشتقاق بہ[2]۔	اللہ تعالٰی متکلم بکلام ہے اور یہ اس کی صفت ہے کیونکہ یہ بدیہی بات ہے کہ کسی شیئ کے لئے مشتق کا اثبات اس کے ساتھ ماخذ اشتقاق کے قیام کے بغیر ممتنع ہوتا ہے۔(ت)

منح الروض میں مسامرہ سے ہے:

الایمان من صفات اللہ تعالٰی من اسمائہ الحسنی "المؤمن"کما نطقق بہ الکتاب العزیز،وایمانہ ھو تصدیقہ	ایمان،اللہ تعالٰی کی صفات میں سے ہے کیونکہ اس کے اسماء حسنٰی میں "المؤمن" بھی ہے جیسا کہ قرآن عزیز اس پر ناطق ہے اور اس کا ایمان ازل

---

[1] شرح العقائد النسفیہ بیان صفات باری تعالٰی دار الاشاعۃ العربیہ قندھار افغانستان ص ۵۰

[2] شرح العقائد النسفیہ بیان صفات باری تعالٰی دار الاشاعۃ العربیہ قندھار افغانستان ص ۴۴

فی الازل بکلامه القدیم ولایقال ان تصدیقه محدث ولامخلوق تعالٰی اللہ ان یقوم به الحادث[1] اھ ملخصا۔	میں کلام قدیم کی تصدیق ہے، یہ نہیں کہا جاسکتا کہ اس کی تصدیق محدث و مخلوق ہے کیونکہ وہ اس سے بلند ہے کہ اس کے ساتھ کوئی حادث قائم ہو اھ ملخصا (ت)

اور جب صدق الٰہی ازلی ہوا تو امکان کذب کا محل نہ رہا کہ اس کا وقوع بے انعدام صدق ممکن نہیں **تحقیقا لمعنی التضاد** (کیونکہ ان میں تضاد پایا جاتا ہے، ت) اور انعدام صدق محال ہے کہ علم کلام میں مبین ہوچکا کہ قدیم اصلا قابل عدم نہیں **فتبصر**۔

دلیل پنجم: اگر باری عزوجل کذب سے متصف ہوسکے تو اس کا کذب اگر ہوگا تو قدیم ہی ہوگا کہ اس کی کوئی صفت حادثہ نہیں، اور جو قدیم ہے معدوم نہیں ہوسکتا، تو لازم کہ صدق الٰہی محال ہوجائے حالانکہ یہ بالبداہۃ باطل، تو کذب سے اتصاف ناممکن، یہ دلیل تفسیر کبیر و مواقف و شرح مقاصد میں افادہ فرمائی، امام کی عبارت یہ ہے زیر قولہ تعالٰی "**وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰہِ حَدِیْثًا**﴿۸۷﴾"[2] (اللہ تعالٰی سے بڑھ کر کون سے سچی بات فرمانے والا۔ ت) امتناع کذب الٰہی پر اہل سنت کی دلیل بیان کرتے ہیں:

اما اصحابنا فدلیلھم انه لوکان کاذبا لکان کذبه قدیما، ولو کان کذبه قدیما لامتنع زوال کذبه لامتناع العدم علی التقدیم، ولوامتنع زوال کذبه قدیما لامتنع کونه صادقا، لان وجود احد الضدین یمنع وجود الضد الاٰخر فلو کان کاذبا لامتنع ان یصدق لکنه غیر ممتنع، لانا نعلم بالضرورۃ ان کل من علم شیئا فان لایمتنع علی ان یحکم علیه بحکم مطابق للمحکوم علیهم والعلم بهذہ الصحة ضروری، فاذا کان امکان الصدق قائما کان امتناع الکذب	ہمارے علماء کی دلیل یہ ہے کہ اگر وہ کاذب ہے تو اس کا کذب قدیم ہوگا اور اس کا کذب قدیم ہے تو اس کے کذب کا زوال ممتنع ہوگا کیونکہ قدیم پر عدم، ممتنع ہوتا ہے، اور اگر سا کے کذب کا زوال قدیما ممتنع ہے تو اس کا صادق ہونا ممتنع ہوگا کیونکہ ضدین میں سے ایک کا وجود دوسرے کے وجود کے لئے امتناع کا سبب ہوتا ہے، تو اگر وہ کاذب ہے تو اس کا صادق ہونا ممتنع ہوگا لیکن یہ تو ممتنع نہیں کیونکہ ہم بداہۃ جانتے ہیں کہ جو شخص کسی شی کے بارے میں علم رکھتا ہو اس کے لئے اس شے پر محکوم علیہ کے مطابق حکم لگانے

[1] منح الروض الازہر شرح فقہ الکبر باب الایمان مخلوق اولا مصطفی البابی مصر ص ۱۴۳

[2] القرآن الکریم ۴/ ۸۷

حاصلا لامحالۃ [1]۔	میں کوئی امتناع نہیں اور اس ضابطہ کی صحبت کا علم و یقین ضروری ہے جب امکان صدق قائم ہے تو کذب کا حصول ہر صورت میں ممتنع ہوگا۔(ت)

اقول: وباللہ التوفیق تحریر دلیل یہ ہے کہ تم نے باری عزوجل کا تکلم بکلام کذب تو ممکن مانا اس کا کاذب ومتصف بالکذب ہونا بھی ممکن مانتے ہو یا نہیں؟ اگر کہئے نہ تو قول بالمتناقضین اور بداہت عقل سے خروج ہے کہ کاذب ومتصب بالکذب نہیں مگر وہی جو تکلم بکلام ^{عــہ} کذب کرے اسے ممکن کہہ کر اسے محال ماننا نرا جنون ہے۔اور اگر کہئے ہاں، تو اب ہم پوچھتے ہیں یہ انصاف صرف لم یزل میں ممکن یا ازل میں بھی شق اول باطل کہ امکان قیام حوادث کو مستلزم اور شق ثانی پر جب ازلیت کذب ممکن ہوئی تو اس کا ممتنع الزوال ہونا ممکن ہوا کہ ہر ازلی واجب الابدیۃ اور کذب کا امتناع زوال استحالہ صدق کو مستلزم کہ کذب وصدق کا اجتماع محال، جب اس کا زوال محال ہوگا اس کا ثبوت ممتنع ہوگا، اور امکان وجود ملزوم امکان وجود لازم کو مستلزم، **تحقیقا لمعنی اللزوم حیث کان ذاتیا لا لعارض کما ھٰھنا** (معنی لزوم کے ثبوت کی وجہ سے ذاتی ہے نہ کہ کسی عارض کی وجہ سے، جیسا کہ یہاں ہے۔ت) تو لازم آیا کہ صدق الٰہی کا محال ہونا ممکن ہو اور استحالہ اسی شے کا ممکن ہوگا جو فی الواقع محال ہو بھی کہ ممکن کا محال ہو جاہر گز ممکن نہیں ورنہ انقلاب لازم آئے اور وہ قطعاً باطل۔ تو ثابت ہوا کہ اگر باری تعالٰی کا امکان کذب مانا تو اس کا صدق محال ہوگا لیکن وہ بالبداہۃ محال نہیں تو امکان کذب یقینا باطل، اور استحالہ کذب قطعاً حاصل۔

و الحمد اللہ اصدق قائل الدلائل الفائضۃ علی قلب الفقیر بعون القدیر عز جدہ وجل مجدہ۔	تمام تعریف اللہ تعالٰی کی ان سچے دلائل پر جو قدیر عزجدہ وجل مجدکی مدد سے فقیر کے دل پر وارد ہوئے۔(ت)

دلیل ششم: اقول: وبحول اللہ اصول (میں کہتا ہوں اور اللہ تعالٰی کی توفیق سے بیان کرتا ہوں(کلام الٰہی

عــــہ: ای انشاء لاحکایۃ اذ لاکلام فیہا کما لایخفی ففی القراٰن العظیم جمل عن الکفار من اراجیفھم الباطلۃ ۱۲ منہ	یعنی بطور انشاء نہ کہ بطور حکایت کیونکہ اس میں کلام ہی نہیں جیسا کہ واضح ہے تو قرآن میں ایسے جملے موجود ہے جن میں کفار کی باطل اداکا تذکرہ ہے ۱۲منہ (ت)

[1] مفاتیح الغیب(تفسیر کبیر) تحت آیۃ ومن اصدق من اللہ حدیثًا المطبعۃ البھیۃ مصر ۱۰/ ۲۱۷،۲۱۸

ازل میں بایجاب کلی حق تھا، معاذاللہ اس کا بعض باطل یا نہ حق نہ باطل شق ثانی تو کفر صریح عــہ۱ اور ثالث میں مطابقت ولا مطابقت دونوں کا ارتفاع اور وہ قطعاً محال، اولا عــہ۲ بالبداہۃً۔

فان ارتفاع محمول الانفصال الحقیقی عن الموضوع کارتفاع النقیضین۔	کیونکہ انفصال حقیقی کے دونوں محمول کا موضوع سے ارتفاع نقیضین کے ارتفاع کی طرح ہوتا ہے۔ (ت)

ثانیا: باجماع عقلاً،

حتی الجاحظ المعتزلی وانما نزاعه عــہ۳ فی مجرد السمیة۔	حتی کہ جاحظ معتزلی بھی قائل ہے نزاع محض نام میں ہے۔ (ت)

عــہ۱: ای فلا یرضی به المخالف ایضا فلا ینافی عقلیة البرهان وانما اکتفی به قصرا للمسافة والافله طریق قدعرفت وهو وجوب الکذب وامتناع الصدق الباطل ببداهة العقل ۱۲ منه

یعنی اس پر مخالف بھی راضی نہ ہوگا اور یہ عقلی برہان کے منافی نہیں اختصاراً اس پر اکتفاء کرلیا گیا ورنہ اس کے لئے وہ طریق جو جان چکا کہ وہ کذب کا وجوب اور صدق کا امتناع ہے جو بداہۃً عقل سے باطل ہے ۱۲ منہ (ت)

عــہ۲: فیه المقنع وحدیث الاجماع والنص تبرع ۱۲ منه۔

یہی کافی ہے اجماع اور نص کی بات بطور تبرع و نفل ہے ۱۲ منہ (ت)

عــہ۳: الخبر عند الجمهور اما صادق او کاذب لانه اما مطابق للواقع الذی هو المخبر عنه وهو الصادق، اولا مطابق وهو الکاذب وهذه المنفصلة حقیقیة دائرة بین النفی والاثبات ونزاع من نازع لیس الافی اطلاق لفظ الصدق والکذب لغة هل هما لهذین المعنین لافی صدق هذه المنفصلة[1] اھ مسلم الثبوت مع شرح فواتح الرحموت لمولانا بحرالعلوم قدس سره ۱۲ منه۔

جمہور کے نزدیک خبر صادق ہے یا کاذب، کیونکہ اگر وہ واقع کے مطابق نہیں تو کاذب، اور یہ مفصلہ حقیقیہ ہے جو نفی واثبات کے درمیان دائر ہے اور جس نے بھی اس میں نزاع کیا ہے وہ صرف لغۃً لفظ صدق و کذب کے اطلاق میں کیا ہے کہ کیا وہ ان دونوں معنی کے لئے ہیں منفصلہ حقیقہ جس کے دونوں محمول مرتفع ہوں، کے صدق میں نہیں، اھ، مسلم الثبوت مع شرح فواتح الرحموت لمولانا بحرالعلوم قدس سرہ، ۱۲ منہ (ت)

[1] فواتح الرحموت شرح المسلم الثبوت بذیل المستصفی الاصل الثانی السنه منشورات الشریف الرضی قم ایران ۲/ ۱۰۷

ثالثًا: خود قرآن عظیم نفی واسطہ پر ناطق،

قال مولانا ذوالجلال فماذا بعد الحق الا الضلل[1]۔	ہمارے مالک صاحب جلال کا فرمان ہے پھر حق کے بعد کیا ہے مگر گمراہی۔(ت)

تولاجرم شق اول متعین اور شاید مخالف بھی اس سے انکار نہ رکھتا ہو اب ہم پوچھتے ہیں کذب ممکن علی فرض الوقوع صرف کسی کلام نقل کو عارض ہوگا یا نفیس کو بھی، اول محض بے معنی کہ صدق وکذب حقیقۃً موصوف معنی ہے نہ صفت عبارت، ولہٰذا شرح مقاصد میں فرمایا:

طریق اطراد ھذاالوجہ فی کلام المتنظم من الحروف المسموعہ انہ عبارۃ عن کلامہ الازلی ومرجع الصدق والکذب الی المعنی[2]۔	یہ تو ایسی کلام میں جاری ہو رہاہے جو صرف مسموعہ سے بنی ہے اور یہ کلام ازلی سے عبارت ہے اور صدق وکذب کا مرجع معنی ہے۔(ت)

بر تقدیر ثانی یہ کلام نفسی وہی کلام قدیم ہے یا **علی تقدیر التجزی** اس کا بعض ہوگا جو ازل میں ایجابا کلیا صادق تھا یا اس کا غیر شق ثانی پر قیام حوادث لازم اور اول میں انقلابِ صدق بکذب کہ کلامِ بشر میں بھی محال، سچی بات کبھی جھوٹی عــہ

عــــہ: یہاں بعض اذہان میں یہ شبہہ گزرتا ہے کہ زید آج قائم ہے تو قضیہ زید قائم حق ہے، کل قائم نہ رہا تو زید **لیس بقائم** حق ہوگیا اور اس کی حقیقت اس کے کذب کو مستلزم، **اقول:** ان صاحبوں نے فعلیہ ودائمہ میں فرق نہ کیا یا نہ جانا کہ دو مطلقہ عامہ میں تناقص نہیں، مسلم الثبوت میں ہے:

الخبر الصادق صادق دائما والکاذب کاذب دائما[3]۔	خبر صادق ہمیشہ صادق اور خبر کاذب ہمیشہ کاذب ہوتی ہے۔(ت)

مولانا قدس سرہ فواتح میں فرماتے ہیں:

ولایکن ان یدخلا فی شیئ من الاخبار، وفرق بین تحقق مصداق الخبر وصدقہ فان الاول قدیختلف بحسب الاوقات واما	دونوں کا کسی خبر میں جمع ہونا ممکن نہیں، اور خبر کے مصداق کے تحقق اور اس کے صدق میں فرق ہے کیونکہ پہلا اوقات کے اعتبار سے مختلف ہوتا ہے، (باقی اگلے صفحہ پر)

---

[1] القرآن الکریم ۳۲/۱۰

[2] شرح المقاصد المبحث السادس فی انہ تعالٰی متکلم دار المعارف النعمانیہ لاہور ۲/ ۱۰۴

[3] مسلم الثبوت الاصل الثانی السنۃ مطبع انصاری دہلی ص ۱۷۶

نہیں ہوسکتی، نہ جھوٹی کبھی سچی، ورنہ مطابقت ولا مطابقت میں تصادم لازم آئے اور نقیضین باہم نقیضین نہ رہیں، بالجملہ کلام صادق کے لئے ثبوت صدق ضروری، تو سلب ضرورت ضرورۃً مسلوب، وھو المطلوب۔

وانت تعلم ان صدور الکلام القدیم منه سبحانه و تعالٰی لیس علی وجه الاختیار فان القدیم لایستند الی المختار من حیث ھو مختار و القراٰن کلام الله غیر مخلوق ولافی اقتدار فلایستزلك الشیطان ان الاستحالة انماجاءت من ان المولی سبحانه وتعالٰی لم یصدر فی الازل الاکلاما صادقًا وھو لایقدر ان ان یخلق لنفسه صفة حادثة فبقی الامکان فی بدو الامر علی ماکان۔	اور تم جانتے ہو اللہ تعالٰی سبحانہ سے کلام قدیم کا صدور اختیاری نہیں کیونکہ قدیم کسی مختار من حیث مختار کی منسوب نہیں ہوسکتا، قرآن اللہ تعالٰی کا کلام ہے جو مخلوق نہیں اور تحت قدرت نہیں ـــــ تمھیں شیطان اس بات سے نہ پھسلادے کہ استحالہ یہاں سے لازم آیا کہ اللہ تعالٰی سے ازل میں کلام صادق ہی صادر ہوا، اور وہ اس بات پر قادر نہیں کہ اپنی ذات کے لئے صفت حادثہ پیدا کرے تو ابتدائی امر میں امکان باقی رہا جیسا کہ تھا۔ (ت)

دلیل ہفتم: وھو اختصر واظھر اقول وبالله التوفیق (جو نہایت مختصر اور بہت ہی واضح ہے، میں کہتا ہوں اور توفیق اللہ سے ہے۔ت) امکان کذب اس کی فعلیت بلکہ ضرورت کو مستلزم کہ اگرم کلام نفسی ازلی ابدی واجب للذات مستحیل التجدد و کذب پر مشتمل نہ ہو تو کلام لفظی کا کذب ممکن نہیں ورنہ وجود دال بلامدلول [عـــه]

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

صدق خبر فدائم فان صدق المطلقة دائم فالصادق دائما.فلایدخله الکذب اصلا ولا اجتمعا والکذب کاذب دائما فایدخله الصدق[1] اھ ملخصا ۱۲ منه سلمه الله تعالٰی۔

رہا صدق خبر تو وہ دائمی ہے کیونکہ مطلقہ کا صدق دائمی ہوتا ہے لہٰذا صادق ہمیشہ صادق ہی ہوگا اور اس میں کبھی بھی کذب داخل نہیں ہوسکتا ورنہ دونوں کا اجتماع ہوجائے گا اور کاذب ہمیشہ کاذب ہی رہے گا اس میں صدق داخل نہیں ہوسکتا اھ ملخصا ۱۲ منہ سلمہ اللہ تعالٰی۔ (ت)

عـــه: المدلول ھو المعنی فلانقض بالمعدوم ۱۲ منه

عـــه: مدلول وہ معنی ہی ہے لہٰذا معدوم کے ساتھ کوئی اعتراض نہیں ہوگا ۱۲ منہ (ت)

[1] فواتح الرحموت بذیل المستصفٰی الاصل الثانی السنة منشورات الشریف الرضی قم ایران ۲/ ۱۰۲

یا کذب دال مع صدق المدلول لازم آئے اور یوں دونوں بالبداہۃ محال، او جب کلام لفظی میں کذب ممکن نہ ہو تو نفسی میں ممکن نہیں، ورنہ باری عزوجل کا عجز عن التعبیر لازم آئے تو لاجرم امکان کذب ماننے والا اپنے رب کو واقعی کاذب مانتا ہے اور اس کے کلام نفسی میں کذب موجود بالفعل جانتا ہے اور وہاں فعل ودوام ووجوب متلازم وبوجہ آخر اوضح واظہر۔

اقول: وباللہ التوفیق (میں کہتا ہوں اور توفیق اللہ تعالٰی سے ہے۔ت) تمہارے دعوی کا حاصل یہ کہ **بعض ماھو کلام اللہ تعالٰی فھو ممکن الکذب بالضرورۃ** (اللہ تعالٰی کے کلام کا بعض ضرور ممکن الکذب ہے۔ت) اور شک نہیں کہ **کل ماھو ممکن الکذب کاذب بالضرورۃ** (اور جو ممکن الکذب ہو وہ ضرور کاذب ہوتا ہے۔ت) کہ کلام واحد میں امکان کذب بے فعلیت کذب متصور نہیں اور فعلیت کذب امتناع صدق اور امتناع صدق ضرورت کذب ہے، نتیجہ نکلا **بعض ماھوا کلام اللہ تعالٰی کاذب بالضرورۃ** (اللہ تعالٰی کے کلام کا بعض ضرور کاذب ہے۔ت) اب اس میں وصف عنوانی کا صدق خواہ بالفعل **لو کما ھو المشھور** (جیسا کہ یہ مشہور ہے۔ت) خواہ بالامکان **لو کما ھو عندالفارابی** (جیسا کہ فارابی کے ہاں ہے۔ت) ہر طرح باری عزوجل کا **معاذاللہ** کاذب بالفعل ہونا لازم، بر تقدیر اول تو لزوم بدیہی، اور بر تقدیر ثانی اس قضیہ یعنی **بعض ما ھو کلام اللہ بالامکان العام کاذب بالضرورۃ** (جو اللہ تعالٰی کا کلام بامکان العام ہے وہ ضرور کاذب ہے۔ت) کو کبرٰی کیجئے اور قضیہ **کل ماھو کلام اللہ بالامکان العام فھو کلام اللہ بالفعل** (ہر کلام جو کلام اللہ بامکان والعام ہے وہ بالفعل کلام اللہ ہے۔ت) کو صغرٰی ثبوت صغرٰی یہ کہ باری تعالٰی کے لئے کوئی حالت منتظرہ نہیں۔ شکل ثالث کی ضرب خامس پھر وہی نتیجہ دے گی کہ **بعض ماھو کلام اللہ بالفعل کاذب بالضرورۃ** (بعض کلام اللہ بالفعل ضرور کاذب ہے۔ت) **والعیاذباللہ تعالٰی**، بلکہ حقیقۃً یہ وجہ دلیل [عہ] مستقل ہونے کے قابل، کمالایخفی علی المتامل۔

عہ: **حاصل الوجہ الاول ان علی قول الامکان لابد من فعلیۃ فی الکلام النفسی و الا لامتنع فی اللفظی لانہ لا یکون الاتعبیرا عن نفسی ولاامکان ھھنا لنفسی اٰخر غیر ھٰذا الموجود المفروض ان لاکذب فیہ**

پہلی وجہ کا حاصل یہ ہے کہ قول امکان پر کلام نفسی میں فعلیت ضروری ہے ورنہ کلام لفظی میں امتناع ہوگا، جب لفظی میں امتناع ہوگا تو نفسی میں امتناع ضرور ہوگا کیونکہ لفظی صرف نفسی کی تعبیر ہے جبکہ اس موجود نفسی جس میں کذب نہ ہونا مفروض ہے کے علاوہ کسی اور نفسی کا امکان نہیں اور صادق کی کاذب

(باقی اگلے صفحہ پر)

واللہ الموفق لابطال الباطل (جیسا کہ کسی صاحب فکر پر مخفی نہیں، اور اللہ تعالٰی ہی ابطال باطل کی توفیق دینے والا ہے۔ ت)

دلیل ہشتم: اقول: وباللہ التوفیق (میں کہتا ہوں اور توفیق اللہ تعالٰی سے ہے۔ت) صدق الٰہی صفت قائمہ بذات کریم ہے ورنہ مخلوق ہوگا کہ ذات و صفات کے سوا سب مخلوق اور ہر مخلوق عدم سے مسبوق تو لازم کہ غیر متناہی دور ازل میں اللہ تعالٰی سچا نہ ہو، تعالٰی عن ذلك علوا کبیرا (اللہ تعالٰی اس سے بہت بلند ہے۔ت) اور جب صدق صفت قائمہ بالذات ہے اور صفات مقتضائے ذات اور مقتضائے ذات میں تغیر محال کہ تغیر مقتضی تغیر مقتضی کو مقتضی اور تغیر ذات عموما محال خصوصا جناب عزت میں جہاں تغیر صفت بھی مستحیل تو لاجرم کذب منافی ذات ہوا اور منافی ذات کا وقوع نافی ذات اس سے بڑھ کر اور کیا استحالہ متصور۔

دلیل نہم: اقول: وباللہ التوفیق ہم زیر دلیل چہارم وہشتم بدلائل ثابت کر آئے کہ صدق صفت قائمہ بالذات ہے تو کذب بھی اگر ممکن ہو صفت ہی ہو کر ممکن ہوگا۔ فانہما ضدان والتضاد مایکون

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

والتعبیر عن الصادق بالکاذب محال واذا متنع فی الفظی فی النفسی والالزم العجز عن التعبیر فلو لم یوجد فی النفسی بالفعل لامتنع اصلا لکنہ ممکن عندك فیجب ان یوجد فیدوم فیجب وحاصل الثانی ان لو امکن فی کلام لہ لوجد ذلك الکلام لعدم الانتظار فیکون بعض ماھو کلامہ بالفعل ممکن الکذب ولایمکن کذب کلام الا اذا کان کاذبًا و الکاذب کاذب بالضرورۃ وظاہر ان بین الوجھین بونًا بینًا فھما دلیلان مستقلان حقیقۃ والحمد للہ وبہ التوفیق ۱۲ منہ سلمہ اللہ تعالٰی۔

کے ساتھ تعبیر محال ہے اور جب لفظی میں امتناع ہے تو نفسی میں بھی ہوگا ورنہ تعبیر سے عجز لازم آئے گا، اور اگر وہ نفسی میں عملا موجود نہیں تو وہ اصلا موجود نہ ہوگا لیکن وہ تمہارے نزدیک ممکن ہے تو اس کا موجود ہونا ضروری ہوگا پس وہ دائمی اور واجب ہوگا اور ثانی وجہ کا حاصل یہ ہے کہ اگر یہ کلام میں ممکن ہوا تو عدم انتظار کی وجہ سے وہ کلام موجود ہوگا تو بعض کلام عملاً ممکن الکذب ہوگا اور کذب کلام اس وقت ممکن ہوگا جو وہ کاذب ہو، اور کاذب بالضرورۃ کاذب ہی ہوگا، تو بعض کلام عملا بالضرورۃ کاذب ہوگا تو دو دلیلوں کے درمیان واضح بعد ہے لہٰذا یہ دونوں حقیقۃ مستقل دلیلیں ہیں، تمام تعریف اللہ تعالٰی کے لئے اور توفیق اس سے ہے ۱۲ منہ سلمہ اللہ تعالٰی (ت)

بحسب الورود علی محل واحد (یہ دونوں ضدیں ہیں اور تضاد جو ایک محل پر ورود کی صورت میں ہوتا ہے۔ت) اب **مخالف متعسف وفور استحالات دیکھئے: اولا** لازم کہ کذب الٰہی موجود بالفعل ہو کہ صفات باری میں کوئی صفت منتظرہ غیر واقعہ ماننا باطل ورنہ تاثر عـــہ۱ بالغیر یا تخلف عـــہ۲ مقتضی یا تاخر عـــہ۳ اقتضا یا حدوث عـــہ۴ مقتضی لازم آئے، تعالٰی اللہ عنہ علوا کبیرا (اللہ تعالٰی اس سے بہت بلند ہے۔ت)

ثانیا واجب کہ کذب واجب ہو کہ صفات الٰہیہ سب واجب للذات ہیں۔

ثالثا صدق عـــہ الٰہی محال ٹھہرے کہ وجوب کذب امتناع صدق ہے۔

رابعا کذب صفت کمال ہو کہ صفات باری سب صفات کمال۔

عـــہ۱: ان کان الاتصاف لامن الذات **اقول**: ولو لتعلق الارادۃ فان التعلق حادث والحادث غیر فافھم فانہ علم فی نصف سطر ۱۲ منہ۔

اگر اتصاف ذات کے اعتبار سے نہ ہو، **اقول** اگرچہ تعلق ارادہ کے اعتبار سے ہو کیونکہ تعلق حادث ہے اور حادث غیر ہے، اسے اچھی طرح جان لو کیونکہ اس نصف سطر میں سارا علم ہے ۱۲ منہ (ت)

عـــہ۲: ان اقتضی الذات ازلا ولم یتحقق ۱۲ منہ مدظلہ وزید فیضہ القوی۔

اگر ذات ازلا تقاضا کرے اور وہ متحقق نہ ہو ۱۲ منہ مدظلہ وزید فیضہ القوی (ت)

عـــہ۳: ان اقتضی فیما لایزال لافی الازل ۱۲ منہ

اگر وہ تقاضا کرے مگر ازل میں نہ ہو ۱۲ منہ (ت)

عـــہ۴: ان فرعن الکل والترم تصاحب المقتضی والمقتضی ۱۲ منہ

اگر سب سے فرار کرے اور مقتضی اور مقتضی کے ساتھ رہنے کا التزام کرے ۱۲ منہ (ت)

عـــہ: فرق بین بناء الکلام علی قدم الصفۃ وان ما ثبت قدمہ استحال عدمہ وھی مقدمۃ عویصۃ الاثبات وبین بناء علی وجوبھا وامتناع ضدھا للذات وھو من اجلی الواضحات والحمد للہ رب البرایات ۱۲ منہ سلمہ اللہ تعالٰی۔

کلام کی بناء پر صفت کے قدیم ہونے پر اور واجب ہونے پر اس میں فرق ہے، اول کا مقدمہ کہ جس کا قدم ثابت ہوا اس کے عدم محال ہے، اس کا اثبات پیچیدہ ہے، دوسرے کا مقدمہ کہ جو واجب ہوا اس کی ضد ذات کے لئے ممتنع ہوتی ہے، یہ بہت واضح ہے، تمام تعریفیں کائنات کے رب کے لئے ہیں ۱۲ منہ سلمہ اللہ تعالٰی (ت)

خامسًا صدق صفت نقصان ہو کہ وہ عدم کذب کو مستلزم، اور اب عدم کذب عدم کمال، اور عدم کمال عین نقصان۔

سادسًا۔ سابعًا، ثامنًا: صدق [عـــہ۵] کل و کذب [عـــہ۶] جزئی، جب دونوں صفت [عـــہ۷] اور دونوں ممکن [عـــہ۸] تو دونوں واجب [عـــہ۹] تو دونوں محال [عـــہ۱۰] تو اجتماع [عـــہ۱۱] نقیضین وارتفاع نقیضین واجتماع وارتفاع، سب حاصل، تاسع عشر، حادی عشر، بعینہٖ اسی طریقہ سے دونوں کمال، تو دونوں نقصان، تو دونوں مجمع کمال و نقصان، ثانی عشر، ثالث عشر، رابع عشر، جب دونوں صفت تو دونوں مقتضی، تو دونوں منافی، تو دونوں جامع اقتضاء وتنافی، خامس عشر جب دونوں مقتضی تو وجود ذات مستلزم اجتماع نقیضین، اور جس کا وجود مستلزم محال ہو تو خود محال، تو بر تقدیر امکان کذب وجود باری معاذاللہ محال ٹھہرتا ہے، مدعی معاند دیکھے کہ اس کی سلگائی آگ نے بھڑک کر کہاں تک پھونکا، یہ سردست پندرہ ۱۵ استحالے ہیں اور ہر استحالہ بجائے خود ایک دلیل مستقل، تو اب تک آٹھ ۸ اور پندرہ ۱۵ تیئس ۲۳ دلیلیں ہوئیں،

دلیل بست وچہارم: اقول: وباللہ التوفیق، بالفرض اگر کذب کو عیب ومنقصت نہ مانئے تو اتنا بالضرورۃ ضرور کہ کوئی کمال نہیں ورنہ مولٰی تعالٰی کے لئے واجب الثبوت ہوتا اور عقل سلیم شاہد کہ باری عزوجلہ کے لئے ایسی شئ کا ثبوت بھی محال جو کمال سے خالی ہو اگرچہ نقص نہ ہو، علامہ سعد الدین

عـــہ۵: یعنی ہر خبر میں صادق ہونا کہ بالفعل موجود ۱۲منہ

عـــہ۶: یعنی بعض اخبار میں صادق نہ ہونا کہ مخالف ممکن مانتا ہے ۱۲منہ

عـــہ۷: الاولی لما فی الدلیل الرابع والثامن والثانی لما مر اٰنفا ۱۲ منہ۔ اول جیسا کہ چھوتی، آٹھویں اور دوسری میں ابھی گزرا ۱۲منہ (ت)

عـــہ۸: ای بالامکان العام اما الاول فللو جود اما الثانی فبالفرض ۱۲ منہ۔ یعنی امکان عام کے ساتھ پہلا وجود کی وجہ سے اور دوسرا بالفرض ۱۲ منہ (ت)

عـــہ۹: وان کل صفۃ تجب للذات ۱۲منہ۔ کیونکہ ہر صفت ذات کے لئے لازم ہے ۱۲منہ (ت)

عـــہ۱۰: فان وجوب کل یستلزم استحالۃ الاخر کما مر مرار ۱۲ منہ۔ کیونکہ ہر ایک کا وجوب دوسرے کے محال ہونے سے مستلزم ہے جیسا کہ کئی دفعہ گزرا ۱۲منہ (ت)

عـــہ۱۱: فان الصدق الکلی یستلزم عدم الکذب والکذب الجزئی عدم الصدق الکلی ۱۲منہ۔ کیونکہ صدق کلی عدم کذب کو اور کذب جزئی عدم صدق کلی کو مستلزم ہے ۱۲منہ (ت)

تفتازانی مبحث رابع فصل تنزیہات شرح مقاصد میں فرماتے ہیں:

ان لم یکن من صفات الکمال امتنع اتصاف الواجب بہ للاتفاق علی ان کل مایتصف ھو بہ یلزم ان یکون صفۃ کمال[1]۔	اگر وہ صفات کمالیہ میں سے نہیں تو اس کے ساتھ واجب کا اتصاف ممتنع ہے کیونکہ اس پر اتفاق ہے کہ واجب جس کے ساتھ متصف ہوگا اس کا صفت کمال ہونا ضروری ہے۔(ت)

علامہ ابن ابی شریف مسایرہ میں فرماتے ہیں:

یستحیل علیہ تعالٰی کل صفۃ لا کمال فیھا ولانقص لان کلا من صفات الالٰہ صفۃ کمال[2]۔	اللہ تعالٰی کے لئے ہر وہ صفت محال ہے جس میں نہ کمال ہو اور نہ نقص ہو کیونکہ اللہ تعالٰی کی ہر صفت صفت کمال ہے۔(ت)

دلیل بست وپنجم: اقول: وباللہ التوفیق (میں کہتا ہوں اور توفیق اللہ تعالٰی سے ہے۔ت) بداہت عقل شاہد عدل کہ جو مطلق کذب پر قادر ہوگا کذب مطلق پر بھی قدرت رکھے گا کہ بعض کلام میں کذب پر قادر اور بعض میں اس سے عاجز ہونے کے کوئی معنی نہیں، اور قرآن کلام اللہ قطعاً حق جس کے بعض قضایا مثل **قولہ تعالٰی لا الٰہ الا اللہ وقولہ تعالٰی محمد رسول اللہ وغیرھما** کے صدق پر عقل صرف بے توقف شرع وتوقیف سمع خود حکم کرتی ہے تو واجب کہ قرآن عظیم مقتضائے ذات نہ ہو، اور نہ کذب مطلق مقدور نہ رہے گا کہ کلام ہرگز کاذب نہیں ہوسکتا اور جو کچھ ذات نہ مقتضائے ذات وہ قطعاً حادث ومخلوق تو کذب الٰہی کا ممکن ماننا قرآن عظیم کلام اللہ کے حادث ومخلوق ماننے کو مستلزم اب بعد تنبیہ بھی اصرار کرو تو اب معتزلی کرامی گمراہ ہونے سے کیوں انکار کرو۔

دلیل بست وششم: اقول: وباللہ التوفیق (میں کہتا ہوں اور توفیق اللہ تعالٰی سے ہے۔ت) جب بر تقدیر امکان کذب، بوجہ بطلان ترجیح بلامرجح ونیز بحکم بداہت غیر مکذوبہ، ہر فرد کذب قدرت الٰہی میں ہوا تو ہر فرد صدق مقدور ہوگا ورنہ صدق البعض واجب یا محال ہوگا۔ تو کذب فی البعض محال یا واجب حالانکہ ہر فرد کذب مقدور مانا تھا، "**ھذا خلف**" پس صدق وکذب کا ہر ہر فرد و مقدور ہوا اور ہر مقدور حادث تو کلام الٰہی سے مطابقت ولا مطابقت دونوں مرتفع، اور یہ بداہۃً محال۔

دلیل بست وہفتم: اقول: وباللہ التوفیق کتب حدیث وسیر مطالعہ کیجئے بہت خوش نصیب ذی عقل

---

[1] شرح المقاصد المبحث الرابع فی امتناع اتصافہ بالحادث دارالمعارف النعمانیہ لاہور ۲/ ۷۱

[2] المسامرۃ شرح المسایرۃ ختم المصنف کتابہ ببیان عقیدۃ اہل سنت اجمالا المکتبۃ التجاریۃ الکبرٰی المصر ص ۳۹۳

لبیب صرف جمال جہاں آرائے حضور پر نور سید عالم سرور اکرم مولائے اعظم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم دیکھ کر ایمان لائے، کہ لیس ھذا وجه الکذابین یہ منہ جھوٹ بولنے والے کا نہیں۔اے شخص! یہ اس کے حبیب کا پیارا منہ تھا جس پر خوبی وبہار دوعالم نثار صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم،اور ۳ پاکی وقدوسی ہے اس کے وجہ کریم کے لئے،واللہ! اگر آج حجاب اٹھاویں تو ابھی کھلتا ہے کہ اس وجہ کریم پر امکان کذب کی تہمت کس قدر جھوٹی تھی،مخالف اسے دلیل خطابی کہے مگر میں اسے حجت ایقانی لقب دیتا اور مسلمانوں کی ہدایت ایمانی سے انصاف لیتا اور اپنے رب کے پاس اس دن کے لئے ودیعت رکھتا ہوں۔

"یَوْمُ یَنْفَعُ الصّٰدِقِیْنَ صِدْقُهُمْ ؕ"[1]، "یَوْمَ لَا یَنْفَعُ مَالٌ وَّ لَا بَنُوْنَ ۙ ﴿۸۸﴾"[2]۔ "اِلَّا مَنْ اَتَی اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ ﴿۸۹﴾"[3]۔	وہ دن جس میں سچوں کو ان کا سچ کام آئے گا،جس دن نہ مال کام آئے گا نہ بیٹے،مگر وہ جو اللہ کے حضور حاضر ہوا سلامت دل لے کر۔(ت)

بااین ہمہ اگر مجال باز نہ آئے تو دلیل ہفتم میں وجہ دوم کہ بجائے خود دلیل مستقل تھی،اس کے عوض معدود جانے بہر حال تیس کا عدد کامل مانے۔

دلیل بست وہشتم: قال عزوجل: "وَ مَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِیْلًا ﴿۱۲۲﴾"[4] (اللہ سے زیادہ کس کی بات سچی ہے) **اقول:** **وباللہ التوفیق** آیہ کریمہ نص جلی کہ کذب الٰہی محال عقلی ہے،وجہ دلالت سنئے خادم تفسیر وحدیث وواقف کلمات فقہاء پر روشن کہ امثال عبارات اگرچہ بظاہر نفی مزیت غیر کرتی ہیں مگر حقیقۃً تفضیل مطلق ونفی برتر وہمسر کے لئے مسوق ہوتی ہیں۔سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے افضل کوئی نہیں یعنی سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سب سے افضل ہیں

"وَ مَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً ؗ"[5] یعنی صبغۃ اللہ سب سے احسن ہے،"وَ مَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَاۤ اِلَی اللّٰهِ"[6] ای ھو احسن قولا من کل من عداہ (اور اس سے زیادہ کس کی بات اچھی جو اللہ کی طرف بلائے،یعنی وہ دوسرے تمام سے قول میں خوبصورت ہے۔ت) علامۃ الوجود سیدی ابوالسعود علیہ الرحمۃ الودود رتفسیر ارشاد میں زیر قولہ تعالٰی عزوجل "وَ مَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی

[1] القرآن الکریم ۵/ ۱۱۹
[2] القرآن الکریم ۲۶/ ۸۸
[3] القرآن الکریم ۲۶/ ۸۹
[4] القرآن الکریم ۴/ ۱۲۲
[5] القرآن الکریم ۲/ ۱۳۸
[6] القرآن الکریم ۴۱/ ۳۳

عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا"[1] (اللہ تعالٰی پر جھوٹ افترا بولنے والے سے کون بڑا ظالم ہے۔ت) فرماتے ہیں:

هو انكار واستبعاد لان يكون احد اظلم ممن فعل ذٰلك او مساويا له وان كان سبك التركيب غير معترض لانكار المساواة و نفيها يشهد به العرف الفاشی والاستعمال المطرد، فانه اذا قيل من اكرم من فلان اولا افضل من فلان فالمراد به حتما انه اكرم من كل كريم وافضل من كل فاضل، الايرى الى قوله عزوجل "لَا جَرَمَ اَنَّهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝۱۰۹" بعد قوله تعالٰى "وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا" الخ والسر فی ذٰلك ان النسبة بين الشيئين انما تتصور غالبا لاسيما فی باب المغالابة بالتفاوت زيادة ونقصانا فاذا لم يكن احدهما ازيد يتحقق النقصان لامحالة[2]۔	یہ انکار واستبعاد ہے کہ اس سے بڑھ کر یا اس کے مساوی کوئی ظالم نہیں ہو سکتا اگرچہ بظاہر ترکیب انکار و نفی مساوات پر ضرب نہیں لیکن اس پر مشہور عرف اور مسلمہ استعمال شاہد ہے مثلاً جب یہ کہا جاتا ہے فلاں فلاں زیادہ بزرگ ہے یا فلاں سے کوئی افضل نہیں، تو اس سے یقینا مراد یہ ہے کہ ہر کریم سے اکرم اور ہر فاضل سے افضل ہے کیا رائے ہے اللہ تعالٰی کے اس فرمان مبارک میں "وہ یقینا آخرت میں خسارے میں ہیں" جس کے بعد فرمایا و من اظلم ممن افترٰی علی اللہ کذبا، اور اس میں راز یہ ہے کہ نسبت غالبا دو چیزوں کے درمیان خصوصا غلبہ میں تفاوت کے باب میں زیادتی اور نقصان میں متصور ہوتی ہے جب ان میں سے کوئی ایک زیادہ نہ ہو تو بہر حال نقصان کا ہی تحقق ہوگا۔(ت)

تولاجرم معنی آیت یہ ہیں کہ مولٰی عزوجل کی بات سب کی باتوں سے زیادہ صادق ہے جس کے صدق کو کسی کلام کا صدق نہیں پہنچتا اور پر ظاہر کہ صدق عـــہ کلام فی نفسہ اصلا قابل تشکیک نہیں کہ باعتبار ذوات قضایا خواہ اختلاف قدم وحدوث کلام یا بقا وفنائے سخن یا کمال ونقصان متکلم خواہ کسی وجہ سے اس میں تفاوت مان سکیں، سچی سچی باتیں مطابقت واقع میں سب یکساں اگر ذرا بھی فرق ہوا تو سرے سے

عـــہ: الصدق تارة ينسب الى القول واخرى الى القائل والكلام ههنا فی المعنى الاول فلا يذهبن هذا عنك ۱۲ منه۔	صدق کبھی قول کی طرف منسوب ہوتا ہے اور کبھی قائل کی طرف، واضح رہے یہاں گفتگو معنی اول میں ہے یہ بات ذہن نشین رہے ۱۲ منہ (ت)

[1] القرآن الکریم ۶ /۲۱

[2] ارشاد العقل السلیم (تفسیر ابی السعود) تحت آیۃ ۶ /۲۱ دار احیاء التراث العربی بیروت ۳ /۱۱۹

سچ ہی نہ رہا، اصدق وصادق کہاں سے صادق آئے گا، یہ معنی اگرچہ فی نفسہ بدیہی ہیں مگر کلام واحد میں لحاظ کرنے سے ان اغبیاء پر بھی انکشاف تام پائیں گے جنھیں بدیہیات میں بھی حاجت شانہ جنبانی تنبیہ ہوتی ہے، قرآن عظیم نے فرمایا محمد رسول اللہ کہ ہم کہتے ہیں محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم، کیا وہ جملہ محمد رسول اللہ کہ قرآن میں آیا زیادہ مطابق واقع ہے اور ہم نے جو محمد رسول اللہ کہا کم مطابق ہے، حاشا کوئی مجنون بھی اس میں تفاوت گمان نہ کرے گا یا متعدد باتوں میں دیکھئے تو یوں نظر کیجئے، فرقان عزیز نے فرمایا: "وَحَمْلُهٗ وَفِصٰلُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا" [1] (اور اسے اٹھائے پھرنا اور اس کا دودھ چھڑانا تیس مہینہ میں ہے۔ت) ہم کہتے ہیں لا الہ الا اللہ الملك الحق المبین (اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ ہی مالک حق واضح ہے۔ت) کیا وہ ارشاد کہ بچے کا پیٹ میں رہنا اور دودھ چھوٹنا تیس مہینے میں ہے، زیادہ سچا ہے، اور اس قول کے صدق میں کہ اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں معاذاللہ کچھ کمی ہے تو ثابت ہوا کہ اصدقیت بمعنی اشد مطابقۃ للواقع غیر معقول ہے، ہاں نظر سامع میں ایک تفاوت متصور اور اس تشکیک اصدق وصادق میں وہی مقصود معتبر جسے دو عبارتوں سے تعبیر کرسکتے ہیں، ایک یہ کہ وقعت وقبول میں زائد ہے مثلاً رسول کی بات ولی کی بات سے زیادہ سچی ہے یعنی ایک کلام کہ ولی سے منقول اگر وہی بعینہٖ رسول سے ثابت ہوجائے قلوب میں وقعت اور قبول کی قوت اور دلوں میں سکون وطمانیت ہی اور پیدا کرے گا کہ ولی سے ثبوت تک اس کا عشر نہ تھا اگرچہ بات حرف بحرف ایک ہے۔ دوسرے احتمال کذب سے ابعد ہونا مثلاً مستور کی بات سے عادل کی بات صادق تر ہے یعنی بہ نسبت اس کے احتمال کذب سے زیادہ دور ہے اور حقیقۃً تعبیر اول اسی تعبیر دوم کی طرف راجع کہ سامع کے نزدیک جس قدر احتمال کذب سے دوری ہوگی اسی درجہ وقعت ومقبولیت پوری ہوگی جب یہ امر ممہد ہوگیا تو آیہ کریمہ کا مفاد یہ قرار پایا کہ اللہ عزوجل کی بات ہر بات سے زیادہ احتمال کذب سے پاک ومنزہ ہے، کوئی خبر اور کسی کی خبر اس امر میں اس کے مساوی نہیں ہوسکتی اور شاید حضرات مخالفین بھی اس سے انکار کرتے کچھ خوف خدا دل میں لائیں، اب جو ہم خبر اہل تواتر کو دیکھتے ہیں تو وہ بالبداہۃ بروجہ عادت دائمہ بدیہہ غیر متخلفہ علم قطعی یقینی جازم ثابت غیر محتمل النقیض کو مفید ہوتی ہے جس میں عقل کسی طرح تجویز خلاف روا نہیں رکھتی اگرچہ بنظر نفس ذات خبر ومجرا مکان ذاتی باقی ہے کہ ان کا جمع علی الکذب قدرت الٰہیہ سے خارج نہیں، تلویح میں ہے:

المتواتر یوجب علم الیقینی بمعنی ان العقل	متواتر سے علم یقین حاصل ہونے کا معنی یہ ہے کہ عقل یہ حکم

[1] القرآن الکریم ۴۶/ ۱۵

يحكم حكما قطعيا بانهم لم يتواطؤا على الكذب وان ما اتفقوا عليه حق ثابت فى نفس الامر غير محتمل للنقيض لا بمعنى سلب الامكان العقلى عن تواطئهم على الكذب[1] اھ ملخصًا۔	لگاتی ہے کہ ایسے لوگوں کا اتفاق کذب پر یقینًا نہیں ہوسکتا، جس پر ان کا اتفاق ہوا ہے وہ حق اور نفس الامر میں ثابت ہے اس میں نقیض کا احتمال نہیں ہے اس کا یہ معنی نہیں کہ ان کے جھوٹ پر جمع ہونے کا امکان عقلی کا سلب ہوگیا ہے۔(ت)

مگر ایسا امکان منافی قطع بالمعنی الاخس بھی نہیں ہوتا کما حققه فى المواقف وشرحها واشار اليه فى شرح المقاصد و شرح العقائد وغيرهما (جیسا کہ مواقف اور اس کی شرح میں ہے اور اس کی طرف شرح مقاصد اور شرح عقائد وغیرہ میں اشارہ ہے۔ت) اسے پیش نظر رکھ کر کلام باری تعالٰی کی طرف چلئے، امکان کذب ماننے کے بعد مباحث مذکورہ دلیل دوم وفرق امور عادیہ وارادہ غیبیہ سے قطع نظر بھی ہو تو غایت درجہ اس قدر کے کلام ربانی وخبر اہل تواتر کانٹے کی تول ہم پلہ ہوں گے، جیسا کہ احتمال کذب یعنی نافی قطع ومنافی جزم اس کلام پاک میں نہیں اس سے خبر تواتر کا بھی دامن پاک اور بنظر امکان ذاتی جو احتمال عقلی خبر تواتر میں ناشی وہ بعینہٖ کلام الٰہی میں بھی باقی، پھر کلام الٰہی کا سب کلاموں سے اصدق ہونا، اور کسی کی بات اس سے صدقًا بھی ہمسری نہ کرسکنا کہ مفاد آیہ کریمہ تھا معاذ اللہ کب درست آیا، بخلاف عقیدہ مجیدہ اہلسنت وقاية الله لهم دامت (ان کو اللہ تعالٰی کی حفاظت دائمی ہو۔ت) یعنی امتناع عقلی کذب الٰہی کہ اس تقریر پر کلام مولٰی جل وعلا میں کسی طرح احتمال کذب کا امکان نہیں، بخلاف خبر تواتر کہ احتمال امکانی رکھتی ہے اور یہ بات قطعاً صرف اسی کے کلام پاک سے خاص، محال ہے کہ کوئی شخص ایسی صورت نکال سکے کہ کسی غیر خدا پر کذب محال عقلی ہوجائے عصمت اگر بمعنی امتناع صدور وعدم قدرت ہی لیجئے تاہم امتناع ذاتی نہیں کہ سلب عصمت خود زیر قدرت، اب بحمد اللہ شمس تابندہ کی طرح روشن درخشندہ صادق آیا کہ "مَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِيْلًا ﴿۱۲۲﴾"[2] (اور اللہ سے زیادہ کس کی بات سچی۔ت) اور العزۃ اللہ کیوں نہ صادق آئے کہ آخر "مَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِيْثًا ﴿۸۷﴾"[3] (اور اللہ سے زیادہ کس کی بات سچی۔ت) یہ دیکھو یہ منشاء تھا علماء کے اس ارشاد کا کہ زیر آیت کریمہ استدلال میں فرمایا کہ کوئی اس سے کیونکر اصدق ہوسکے کہ اس پر تو کذب محال اوروں پر ممکن والحمد اللہ رب العالمین۔

---

[1] التلويح والتوضيح متن التنقيح الركن الثانى فى السنة مصطفى البابى مصر ۲/ ۳

[2] القرآن الکریم ۴/ ۱۲۲

[3] القرآن الکریم ۴/ ۸۷

دلیل بست ونہم: قال المولٰی سبحانہ وتعالٰی: "قُلْ اَیُّ شَیْءٍ اَکْبَرُ شَهَادَةً ؕ قُلِ اللّٰهُ ۟" [1] (اے نبی! توکافروں سے پوچھ کون ہے جس کی گواہی سب سے بڑی ہے۔ تو خود ہی فرماکہ اللہ)

اقول: اللہ کے لئے حمد ومنت کہ یہ آیہ کریمہ آیہ سابقہ سے بھی جلی واظہر، اور افادہ مراد میں اجلٰی وازہر، وہاں ظاہر نظر نفی اصدقیت غیر تھا اور اثبات اصدقیت کلام اللہ بحوالہ عرف یہاں صراحۃً ارشاد ہوتا ہے کہ اللہ عزوجل کی گواہیوں سے اکبر واعظم واعلٰی ہے، اب اگر معاذاللہ امکان کذب کو دخل دیجئے تو ہر گز شہادت الٰہی کو شہادت اہل تواتر پر تفوق نہیں کہ جو یقین اس سے ملے گا اس سے بھی مہیا اور جو احتمال اس میں باق اس میں بھی پیدا تو قرآن پر ایمان لانے والے کو یہی چارہ کہ مذہب مہذب اہل سنت کی طرف رجوع کرے اور جناب عزت کے امکان کذب سے براءت پر ایمان لائے، باقی تقریر دلیل مثل سابق ہے، فافهم واعلم اللہ اعلم۔

دلیل سیم: قال ربنا عز من قائل:

"وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّعَدْلًا ؕ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۱۱۵﴾" [2]	اور پورا ہے تیرے رب کا کلام صدق وانصاف میں کوئی بدلنے والا نہیں اس کی باتوں کا، اور وہی ہے سننے والا جاننے والا۔

علماء فرماتے ہیں یعنی باری عزوجل کا کلام انتہا درجہ صدق وعدل پر ہے، جس کا مثل ان امور میں متصور نہیں، بیضاوی میں ہے:

بلغت الغاية اخباره واحكامه ومواعيده صدقا فی الاخبار والمواعيد وعدلا فی الانقضية والاحكام [3]۔	اللہ تعالٰی کی اخبار، احکام اور مواعید انتہائی کامل ہیں، اخبار مواعید صدق کے اعتبار سے اور قضایا واحکام عدل کے اعتبار سے۔ (ت)

ارشاد العقل السلیم میں ہے:

المعنی انها بلغت الغاية القاصية صدقا فی الاخبار والمواعيد وعدلا فی الاقضية	مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالٰی کے کلمات اخبار ومواعید میں صدق کے اعتبار سے اور قضایا واحکام میں

[1] القرآن الکریم ۶/ ۱۹

[2] القرآن الکریم ۶/ ۱۱۵

[3] انوار التنزیل (تفسیر بیضاوی) مع القرآن الکریم تحت ۶/۱۱۵ النصف الاول مصطفی البابی مصر ص ۱۴۳

والاحکام لا احد یبدل شیئا من ذٰلك بما ھو اصدق واعدل ولا بماھو مثلہ [1]۔	عدل کے اعتبار سے انتہائی درجہ پر ہیں اس سے بڑھ کر کوئی اصدق واعدل نہیں جو ان میں سے کسی حکم کو بدل ڈالے بلکہ ان کے مماثل بھی کوئی نہیں۔(ت)

اقول: وباللہ التوفیق (میں کہتا ہوں اور توفیق اللہ تعالٰی سے ہے۔ت) صدق قائل کے لئے سات ۷ درجات ہیں:

درجہ اول: روایات وشہادات میں قطعاً کذب سے محترز ہو اور مخالف میں بھی زنہار ایسا جھوٹ روانہ رکھے جس میں کسی کا اضرار ہو اگرچہ اسی قدر کہ غلط بات کا بار کرانا مگر مزاحا یا عبثا ایسے کذب کا استعمال کرے جو نہ کسی کو نقصان دے نہ سننے والا یقین لاسکے مثلاً آج زید نے منوں کھایا، آج مسجد میں لاکھوں آدمی تھے، ایسا عـــہ شخص کاذب نہ گنا جائے گا یا آثم ومردود الروایۃ نہ ہوگا تاہم بات خلاف واقع ہے اور محض فضول وغیر نافع، اگرچہ نفس کلام میں حکایت واقع، مراد نہ ہونے پر دلیل قاطع، ولہٰذا حدیث میں ارشاد فرمایا:

قال بعض اصحابہ فانك تداعبنا یارسول اللہ	آپ کے بعض صحابہ کرام نے عرض کیا: یارسول اللہ

عـــہ: قال الامام حجۃ الاسلام محمد ن الغزالی قدس سرہ العالی فی منکرات الضیافۃ من کتاب الامر بالمعروف من احیاء العلوم کل کذب لایخفی انہ کذب ولایقصد بہ التلبیس فلیس من جملۃ المنکرات کقول الانسان مثلا طلبتك الیوم مائۃ مرۃ، واعدت علیك الکلام الف مرۃ، ومایجری مجراہ مما یعلم انہ لیس یقصد بہ التحقیق فذلك لایقدح فی العدالۃ ولاترد الشھادۃ بہ [2]۔ ۱۲منہ	حجۃ الاسلام امام محمد غزالی قدس سرہ العالی احیاء العلوم کی کتاب الامر بالمعروف میں منکرات ضیافت پر گفتگو کرتے ہوئے فرماتے ہیں ہر وہ کذب جس کا کذب ہونا مخفی نہ ہو اور اس سے کوئی فریب ودھوکا متصور نہ ہو تو وہ منکرات میں سے نہیں ہوگا مثلا انسان کہتا ہے میں نے آج تجھے سو دفعہ تلاش کیا، میں نے آج تجھے ہزار دفعہ کہا ہے یا ان کے قائم مقام الفاظ جن سے معلوم ہو کہ مقصود تحقیق نہیں تو یہ چیز عدالت پر قادح نہ ہوگی اور نہ ہی اس سے ایسے شخص کی شہادت مردود ہوگی ۱۲منہ (ت)

[1] ارشاد العقل السلیم (تفسیر ابی السعود) تحت ۶/ ۱۱۵ دار احیاء التراث العربی بیروت ۳/ ۱۸۷

[2] احیاء العلوم کتاب الامر بالمعروف الباب الثالث مطبعۃ المشھد الحسینی القاہرہ ۲/ ۳۴۱

فقال انی لا اقول الا حقا[1]۔اخرجه احمد والترمذی باسناد حسن عن ابی هریرة رضی الله تعالٰی عنه عن النبی صلی الله تعالٰی علیه وسلم۔	(صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) ! آپ ہم سے مزاح فرماتے ہیں، آپ نے فرمایا: میں صرف حق ہی کہتاہوں، امام احمد اور ترمذی نے سند حسن کے ساتھ حضرت ابوہریرۃ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے روایت کیا۔(ت)

درجہ ۲: ان لغو وعبث جھوٹوں سے بھی بچے مگر نثر یا نظم میں خیالات شاعرانہ ظاہر کرتاہو جس طرح قصائد کی تشبیبیں ع

بانت سعاد فقلبی الیوم متبول

(سعاد کی جدائی پر آج میرا دل مضطرب ہے۔ت)

سب جانتے ہیں کہ وہاں نہ کوئی عورت سعاد نامی تھی نہ حضرت کعب رضی اللہ تعالٰی عنہ اس پر مفتون، نہ وہ ان سے جدا ہوئی نہ یہ اس کے فراق میں مجروح، محض خیالات شاعرانہ ہیں، مگر نہ فضول بحث کہ تشخید خاطر و تشویق سامع وترقیق قلب وتنزئین سخن کا فائدہ رکھتے ہیں تاہم ازانجا کہ حکایت بے محکی عنہ ہے: ارشاد فرمایا گیا: "وَمَاعَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَایَنْۢبَغِیْ لَهٗ"[2] نہ ہم نے اسے شعر سکھایا نہ وہ اس کی شان کے لائق۔ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

درجہ ۳: ان سے بھی تحریر مگر مواعظ وامثال میں ان امور کا استعمال کرتاہوں جن کے لئے حقیقت واقعہ نہیں جیسے کلیلہ دمنہ کی حکایتیں، منطق الطیر کی روایتیں، اگرچہ کلام قائل بظاہر حکات واقع ہے مگر تغلیظ سامع نہیں کہ سب جانتے ہیں وعظ ونصیحت کے لئے یہ تمثیل باتیں بیان کردی گئی ہیں جن سے دینی منفعت مقصود، پھر بھی انعدام مصداق موجود، ولہذا قرآن عظیم کو "اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ﴿۲۵﴾"[3] (پہلوں کے قصے۔ت) کہنا کفر ہوا جیسے آج کل کے بعض کفار لئام، مدعیان اسلام، نئی روشنی کے پرانے غلام دعوی کرتے ہیں کہ کلام عزیز میں آدم وحوا کے قصے شیطان وملک کے افسانے سب تمثیل کہانیاں ہیں جن کی حقیقت مقصود نہیں،

---

[1] جامع الترمذی ابواب البر والصلہ باب ماجاء فی المزاح امین کمپنی کتب خانہ رشیدیہ دہلی ۲/ ۲۰، مسند امام احمد از مسند ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ دارالفکر بیروت ۲/ ۳۴۰

[2] القرآن الکریم ۳۶/ ۶۹

[3] القرآن الکریم ۶/ ۲۵

تعالٰی اللہ عما یقول الظلمون علوا کبیرا (ظالم جو کچھ کہتے ہیں اللہ تعالٰی کی ذات گرامی اس سے کہیں بلند ہے۔ت)

درجہ ۴: ہر قسم حکایت بے محکی عنہ کے تعمد سے اجتناب کلی کرے اگرچہ برائے سہو وخطا حکایت خلاف واقع کا وقوع ہوتا ہو یہ درجہ خاص اولیاء اللہ کا ہے۔

درجہ ۵: اللہ عزوجل سہوا وخطا بھی صدور کذب سے محفوظ رکھے مگر امکان وقوعی باقی ہو یہ مرتبہ اعاظم صدیقین کا ہے کہ:

ان اللہ تعالٰی یکرہ فوق سمائہ ان یخطأ ابوبکر الصدیق فی الارض[1]۔رواہ الطبرانی فی المعجم الکبیر واالحارث فی مسندہ وابن شاھین فی السنۃ عن معاذ بن جبل رضی اللہ تعالٰی عنہ عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔	اللہ تعالٰی آسمان کے اوپر اس بات کونا پسند فرماتا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالٰی عنہ زمین پر غلطی کریں، اسے طبرانی نے معجم الکبیر میں، شیخ حارث نے مسند میں اور ابن شاھین نے السنۃ میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالٰی عنہ سے اور انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے روایت کیا ہے۔ت)

درجہ ۶: معصوم من اللہ ومؤید بالمعجزات ہو کہ کذب کا امکان وقوع بھی نہ رہے مگر بنظر نفس ذات امکان ذاتی ہو یہ رتبہ حضرات انبیاء مرسلین علیہم الصلٰوۃ والسلام اجمعین کا ہے۔

درجہ ۷: کذب کا مکان ذاتی بھی نہ ہو بلکہ اس کی عظمت جلیلہ وجالت عظیمہ بالذات کذب وغلط کی نافی ہو اور اس کی ساحت عزت کے گرد اس گرد لوث کا گزر محال عقلی بہ نہایت درجات صدق ہے جس سے مافوق متصور نہیں اب آیہ کریمہ ارشاد فرمارہی ہے کہ تیرے رب کا صدق وعدل اعلٰی درجہ منتہی پر ہے تو واجب کہ جس طرح اس صدور ظلم وخلاف عدل باجمال اہلسنت محال عقلی ہے یونہی صدور کذب وخلاف صدق بھی عقلا ممتنع ہو، ورنہ صدق الٰہی غایت ونہایت تک نہ پہنچا ہوگا کہ اس کے مافوق ایک درجہ اور بھی پیدا ہوگا یہ خود بھی محال اور قرآن عظیم کے خلاف، **فثبت المقصود والحمد اللہ العلی الودود** (مقصود ثابت ہوگیا اور حمد اللہ بلند اور محبت فرمانے والے کے لئے ہے۔ت)

---

[1] کنز العمال بحوالہ الحارث عن معاذ بن جبل حدیث ۳۲۶۳۱ موسستہ الرسالۃ بیروت ۱۱/ ۵۵۸، المعجم الکبیر بحوالہ الحارث حدیث ۱۲۴ المکتبۃ الفیصلیہ البیروت ۲۰/ ۶۸

تنبیہ: اقول: فرق ہے دلیل سمعی کے مناط استحالہ ومظہر استحالہ ہونے میں اول کے یہ معنی کہ استحالہ صدق آیت پر موقوف ہے یعنی ورود دلیل نے محال کردیا اگر سمع میں نہ آتا عقلاً ممکن تھا یہ استحالہ شرعی ہوگا، اور ثانی کا یہ حاصل کہ صدق آیت ماننا استحالہ پر موقوف یعنی اگر محال عقلی نہ مانئے تو مفاد آیت صادق نہیں آتا یہ استحالہ عقلی ہوگا، فقیر نے ان تینوں دلیل آخیرین میں یہی طریقہ برتا ہے، غایت یہ کہ کلام مقدمات مسلمہ پر مبنی ہوگا اس قدر دلیل کو عقلیت سے خارج نہیں کرتا **کما لایخفی** (جیسا کہ پوشیدہ نہیں۔ت) خلاصہ یہ کہ آیات ان اثبات ہیں نہ لم ثبوت، **والحمد للّٰہ مالك الملکوت** (تمام حمد ملکوت کے مالک کی ہے۔ت) یہ بحمد اللہ تیس ۳۰ دلیلیں ہیں کہ عجالۃً حاضر کی گئیں، اور اگر غور استقصا کی فرصت ہوتی تو باری عزوجل سے امید زیادت تھی پھر بھی ع

در نہ خانہ اگر کسی ست یک حرف بس ست

(اگر خانہ میں کچھ ہے تو ایک حرف ہی کافی ہے۔ت)

واللّٰہ الھادی الی الحق المبین والحمد للّٰہ رب العٰلمین۔	اللہ تعالٰی ہی واضح حق کی طرف رہنمائی فرمانے والا ہے اور سب تعریفیں اللہ رب العالمین کے لئے ہیں۔ (ت)

تنزیہ سوم [عہ] ردہذیانات امام وہابیہ میں

یامعشر المسلمین! ان ہمارے عنایت فرما مخالفین **ھداھم اللّٰہ تعالٰی الی الحق المبین** (اللہ تعالٰی حق مبین کی طرف ان کی رہنمائی فرمائے، ت) کا معاملہ سخت نازک مجملہ براہ سادگی ایک شخص کو امام بنالیا

عہ: **تنبیہ ضروری:** قطع نظر اس سے کہ ان کے امام کا رد اُن کے رد کا امام ہے، بنظر نفس واقعہ فتنہ براہین بھی جس کے باعث یہ استفتاء میرٹھ سے آیا اور حضرت مولانا دام ظلہ العالی نے یہ جواب ہادی صواب رقم فرمایا اس تنزیہ کا لکھنا نہایت ضروری تھا کہ اس براہین قاطعہ **ما اُرادبہ ان یوصل** (جس کی مطلوب تک رسائی نہیں۔ت) کا یہ قول اسی امام الوہابیہ کی حمایت میں ہے انوار ساطعہ نے اس شخص کی طرف اشارہ کیا تھا کہ کوئی جناب باری عزاسمہ کو امکانِ کذب کا دھبا لگاتا ہے"[1] اور براہین قاطعہ نے اسی کے درد حمایت وحمیت جاہلیت میں لکھا"مکان کذب کا مسئلہ تو اب جدید کسی نے نہیں نکالا[2] **الٰی آخر الجھالۃ الفاحشہ**"، تو اولا بپاس امامت، ثانیا بشرم حمایت ہر طرح ملا گنگوہی صاحب پر (بشرطیکہ یہ رسالہ قدسیہ دیکھ کر ہدایت نہ پائیں اور بعلت (باقی برصفحہ آئندہ)

---

[1] البراہین القاطعہ مسئلہ خلف وعید قدماء میں مختلف فیہ ہے مطبع لے بلاساڈھور ص ۲

[2] الانوار الساطعہ مع البراہین القاطعۃ مسئلہ خلف وعید قدماء میں مختلف فیہ ہے مطبع لے بلاساڈھور ص ۲، ۳

اور پیش خویش آسمان بریں پر اٹھا کر رکھ دیا، اب اسکے خلاف کسی کی بات قبول ہونی تو بڑی بات، کان تک آئی اور طبیعت نے آگ لی، آہٹ ہوئی اور غصہ نے باگ لی، سننے سے پہلے ٹھہرایا کہ ہر گز نہ سنیں گے، بگڑنے کی قسم بنائے نہ بنائیں گے، ان ہٹوں کا پاس ہدایت سے یاس دلا رہا ہے، مگر پھر بھی اظہار حق کے بغیر چارہ کیا ہے۔

من آنچہ شرط بلاغ ست با تومی گویم　　　　تو خواہ از سخنم پند گیر وخواہ ملال

(بات کا پہنچانا ضروری ہے میں نے وہ کر دیا اب تو میری بات سے نصیحت حاصل کرلے یا غصہ کرلے۔ت)

کاش خدا اتنی توفیق دے کہ اک ذرا دیر کے لئے تعصب و نفسانیت کو پان رخصت ملے قائل امام طریق ہے، معترض خصم فریق، ان حیثیتیوں کے لحاظ سے نظر بچ کر چلے، پھر گوش ہوش کو اجازت شنیدن ہو، پھر میزان خرد کو حکم سنجیدن، اب اگر قول خصم قابل قبول ہو تو اتباع حق سے کیوں ناحق عدول ہو، ورنہ پھر وہی تو وہی تمھارے امام جو بادہ آج بکام ہے کل بھی درجام، اس چند ساعت میں نہ کچھ بنے بگڑے نہ رنگ امامت جما ہوا اکھڑے، ہاں اے وہ سوراخو جو سر کے دونوں جانب گوہر سماعت کے کان بنے ہو، جن پر ہوا کی موجیں نیسانِ سخن سے بارور ہو کر مہین مہین پھوہار سے آوازوں کا جھالا برساتی اور ان قدرتی سیپوں میں ان ننھی ننھی بوندیوں سے سننے کے موتی بناتی ہیں، کیا کوئی تم میں "اَلْقَى السَّمْعَ وَهُوَ شَهِيْدٌ ۝" [1] (کان لگائے اور متوجہ ہو۔ت) کے قابل نہیں۔ ہاں اے گوشت کے وہ صنوبری ٹکڑوں جو سینوں کے بائیں پہلوؤں میں ملک بدن کے تخت نشین ہو جن کی سرکار میں آنکھوں کے عرض بیگی کانوں کے جاسوس بیرونی اخبار کے پرچے سناتے اور خرد کے وزیر فہم کے مشیر اپنی روشن تدبیر سے نظم و نسق کے بیڑے اٹھاتے ہیں، کیا تم میں کوئی "يَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ ؕ" [2] (کان لگا کر بات سنیں پھر اس کے بہتر پر چلیں۔ت)

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) نجدیت نجدت و تہمت مکابرہ پر آئیں) اس تنزیہ کا جواب دینا بھی (اگر نفخ صور سے پہلے دے سکیں) نہایت ضروری و لازم ہے یہ تو کوئی مقتضائے غیرت نہیں کہ گھر بیٹھے حمایت امام کا بیڑا اٹھائے اور جب شیر شرزہ کا نعرہ جانگداز سنئے امام کو چھوڑ کر حمایت سے منہ موڑئے اور "اِنِّىْ بَرِىْٓءٌ مِّنْكَ اِنِّىْٓ اَخَافُ" [3] (میں تجھ سے بری ہوں مجھے ڈر ہے، ت) کی ٹھہرائیے، والسلام ۱۲ منہ۔

[1] القرآن الکریم ۵۰ /۳۷

[2] القرآن الکریم ۳۹ /۱۸

[3] القرآن الکریم ۵۹ /۱۶

کا قائل نہیں؟ جان برادر! یقین جان تعصب باطل واصرار عاطل کا وبال شدید ہے، آج نہ کھلا تو کل کیا بعید ہے، شب درمیان فردا "لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ اَوْ نَعْقِلُ" [1] (اگر ہم سنتے یا سمجھتے۔ت) کا، "هٰذَا يَوْمٌ عَصِيْبٌ" [2] (یہ بڑی سختی کا دن ہے۔ت) الا "اِنَّ مَوْعِدَهُمُ الصُّبْحُ ۭ اَلَيْسَ الصُّبْحُ بِقَرِيْبٍ" [3] (بیشک ان کا وعدہ صبح کے وقت ہے، کیا صبح قریب نہیں۔ت) اس دن "رَبِّ ارْجِعُوْنِ لَعَلِّيْٓ اَعْمَلُ صَالِحًا" [4] (اے میرے رب مجھے واپس پھیر دیجئے شاید اب میں کچھ بھلائی کماؤں۔ت) کا جواب "كَلَّا ۭ" [5] (ہر گز نہیں۔ت) ہوگا اور طعن بے امان "اَلَمْ يَاْتِكُمْ نَذِيْرٌ" [6] (کیا تمھارے پاس کوئی ڈر سنانے والا نہ آیا تھا۔ت) کے جگر دوز تیر میں بلا کا پلا، ابھی سویرا ہے ہوش سنبھالو، آنکھیں مل ڈالو، راستہ سوجھنے کی راہ نکالو، چل تو دیئے، یہ بھی دیکھتے ہو کہ اس جھکی اندھیری میں کس کے پیچھے ہو، جس نے نہ صرف ایک مسئلہ کذب باری بلکہ خوارج، روافض، معتزلہ، مریسیہ، ظاہریہ، کرامیہ وغیرہم طوائف ضالہ کی بدعات شنیعہ اور ان کے علاوہ صدہا ضلالات قبیحہ قطعیہ کی خندقیں جھنکائیں، اور تمھیں ان قہروں ٹھوکروں ستم لغزشوں کی خبر تک نہ ہوئی، چشم فہم میں وہ بلا کی نیندیں جھک آئیں اور پھر گمان یہ کہ اس بیسٹر راہ کا ہدایت مآل ہیہات ہیہات کہاں ہدایت اور کہاں یہ چال،

؎ اذا کان الغراب دلیل قوم سیھدیھم طریق الھالکینا

(جب کوّا کسی قوم کا رہبر ہو تو وہ انھیں ہلاکت کی راہ پر ہی لے جائیگا۔ت)

للہ اپنی حالت پر رحم کرو قبل اس کے کہ پھر معذرت "رَبَّنَا هٰٓؤُلَاۗءِ اَضَلُّوْنَا" [7] (اے ہمارے رب! انھوں نے ہم کو بہکایا تھا۔ت) کام نہ آئے اور "لَا تَخْتَصِمُوْا لَدَيَّ" [8] (میرے پاس نہ جھگڑو۔ت) کی غضب جھنجھلاہٹ "اِذْ تَبَرَّاَ الَّذِيْنَ اتُّبِعُوْا" [9] (جب بیزار ہوں گے پیشوا اپنے پیرووں سے۔ت) کا رنگ دکھائے "رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَاَنْتَ خَيْرُ الْفٰتِحِيْنَ" [10] (اے ہمارے رب! ہم میں اور ہماری قوم میں حق فیصلہ کر اور تیرا فیصلہ سب سے بہتر ہے۔ت) فقیر اس تمہید حمید وتہدید رشید کو اپنا شفیع بنا کر مجال مقال میں قدم دھرتا اور دوڑتے دوڑتے نازک طبعوں گراں سمعوں، چیں بجبینوں، ناتواں بینوں سے کچھ

---

[1] القرآن الکریم ۶۷/ ۱۰
[2] القرآن الکریم ۱۱/ ۷۷
[3] القرآن الکریم ۱۱/ ۸۱
[4] القرآن الکریم ۲۳/ ۹۹و۱۰۰
[5] القرآن الکریم ۲۳/ ۱۰۰
[6] القرآن الکریم ۶۷/ ۸
[7] القرآن الکریم ۷/ ۳۸
[8] القرآن الکریم ۵۰/ ۲۸
[9] القرآن الکریم ۲/ ۱۶۶
[10] القرآن الکریم ۷/ ۸۹

عرض کرتا ہے ؎

کہنے کو ان سے کہتا ہوں احوال دل مگر
ڈر ہے کہ شان ناز پہ شکوہ گراں نہ ہو

یاایھاالقوم! ان حضرت امام اول وہابیت ہندیہ معلم ثانی طوائف نجدیہ کو اپنی اپج کا مزہ مقدم تھا بیباک روی میں اپلے کا عالم تھا، زبان کے آگے بارہ ہل چلتے، جب ابلتے پھر کیا کسی کے سنبھالے سنبھلتے، جدھر جانکلے مسجد ہو یا دیر لگی رکھنے سے پورا بیر ؎

گہ بت شکنی گاہ بمسجد زنی آتش ۔۔۔ از مذہب تو کافر مسلمان گلہ دارد

(کبھی تو بت توڑتا ہے اور کبھی مسجد جلاتا ہے، تیرے مذہب سے کافر و مسلمان دونوں کو گلہ ہے، ت)

اسی لئے حضرت کی ایک کتاب میں جو کفر ہے دوسری میں ایمان، آج جو ولی ہے کل پکا شیطان، ایک انکھ سے راضی دوسری سے خفا، ایک پر میں زہر دوسرے میں شفاء، دور کیوں جائے ایک ہاتھ پر صراط ایک پر تقویت رکھ لیجئے، ایک دوسری کارد کردے تو سہی اب ایک بڑی مصلحت سے جس کے لئے حضرت نے اپنی تصانیف میں بڑے بڑے پانی باندھے، اور پیش خویش آہستہ آہستہ سب سامان کرلئے، جسے فقیر نے اپنے مجموعہ مبارکہ "**البارقة الشارقة علی المارقة المشارقة**" مجلد سوم[عہ۱] فتاوی فقیر مسمی بہ **العطایا النبویۃ فی الفتاوی الرضویہ** میں مفصل ومدللہ بیان کیا۔ یہ سُوجھی کہ وہ مطلب نہ نکلے گا جب تک اللہ تعالٰی کا وجوب صدق باطل نہ ہو لٰہذا رسالہ "**یکروزی**" میں امکان کذب کے قائل ہوئے اور اس بیہودہ دعوے کے ثبوت کو بہزار جان کنی دو ہذیان **بین البطلان** ظاہر کئے:

ہذیان اول امام وہابیہ: اگر کذب[عہ۲] الٰہی محال ہو اور محال پر قدرت نہیں تو اللہ تعالٰی جھوٹ

عہ۱: اب **الحمدللہ** وہ بارھواں ہے ۱۲

عہ۲: علمائے دین جوارشاد فرمایا کہ کذب عیب ہے اور عیب اللہ عزوجل پر محال، حضرت اس کے رد میں یوں اپنا خبث نفس ظاہر کرتے ہیں:

قولہ وھو محال لانہ نقص والنقص علیہ تعالٰی محال،
اقول: اگر مراد از محال ممتنع لذاتہ است کہ تحت قدرت الٰہیہ داخل نیست پس لانسلم کہ کذب مذکور محال بمعنی مسطور باشد

قولہ یہ محال ہے کیونکہ نقص ہے اور اللہ تعالٰی پر نقص محال ہے۔
اقول: اگر محال سے مراد محقق لذاتہ ہے جو قدرت الٰہیہ کے تحت داخل نہیں تو ہم نہیں مانتے کہ کذب مذکور محال بمعنی مسطور ہوگا کیونکہ (باقی برصفحہ آئندہ)

بولنے پر قادر نہ ہوگا حالانکہ اکثر آدمی اس پر قادر ہیں، تو آدمی کی قدرت اللہ سے بڑھ گئی، یہ محال ہے، تو واجب کہ اس کا جھوٹ بولنا ممکن ہو،

ایھا المسلمون! حماکم اللہ شر المجون (اے اہل اسلام! اللہ تعالٰی اس خطرناک شر سے محفوظ فرمائے۔ت) للہ! بنظر انصاف اس اغوائے عوام وطعنوائے تمام کو غور کرو کہ اس بس کی گانٹھ میں کیا کیا زہر کی پڑیا بندھی ہیں۔

اولا: دھوکا دیا کہ آدمی تو جھوٹ بولتے ہیں خدا نہ بول سکے تو قدرت انسانی اس کی قدرت سے زائد ہو حالانکہ اہل سنت کے ایمان میں انسان اور اس کے تمام اعمال واقوال واوصاف واحوال سب جناب باری عزوجل کے مخلوق ہیں، قال المولٰی سبحانہ وتعالٰی:

"وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۶﴾ "[1]۔	تم اور جو کچھ تم کرتے ہو سب اللہ ہی کا پیدا کیا ہوا ہے۔

انسان کو فقط کسب پر ایک گونہ اختیار ملا ہے، اس کے سارے افعال مولٰی عزوجل ہی کی سچی قدرت سے واقع ہوتے ہیں، آدمی کی کیا طاقت کہ بے اس کے ارادہ وتکوین کے پلک مارسکے، انسان کا صدق وکذب کفر ایمان طاعت عصیان جو کچھ ہے سب اسی قدیر مقتدر جل وعلانے پیدا کیا، اور اسی کی عمیم قدرت عظیم ارادت سے واقع ہوجاتا ہے،

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

چہ عقد قضیہ غیر مطابقہ للواقع والقائے آں بر ملائکہ وانبیاء خارج از قدرت الٰہیہ نیست والالازم آید کہ قدرت انسانی ازید از قدرت ربانی باشد چہ عقد قضیہ غیر مطابقہ للواقع والقائے آں بر مخاطبین در قدرت اکثر افراد انسانی ست، کذب مذکور آرے منافی حکم اوست پس ممتنع بالغیر ست، ولہٰذا عدم کذب را از کمالات حضرت حق سبحانہ بیشمارند[2] الخ

یہ قضیہ غیر مطابق للواقع ہے اور اس کا القاء ملائکہ اور انبیاء پر قدرت الٰہیہ سے خارج نہیں ورنہ لازم آئے گا کہ قدرت انسانی قدرت ربانی سے زائد ہوجائے کیونکہ قضیہ غیر مطابق للواقع، اور اس کا القاء مخاطبین پر اکثر افراد انسانی کی قوت میں ہے، ہاں کذب مذکور اس کی حکمت کے منافی ہے لہٰذا یہ ممتنع بالغیر ہے اور اسی لئے عدم کذب کو اللہ تعالٰی کے کمالات سے شمار کرتے ہیں الخ۔ (ت)

بقیہ عبارت سراپا شرارت زیر ہذیان دوم آئے گی ۱۲ **عفا اللہ تعالٰی عنہ**۔

---

[1] القرآن الکریم ۳۷/ ۹۶

[2] رسالہ یکروزی (فارسی) شاہ محمد اسمٰعیل فاروقی کتب خانہ ملتان ص ۱۷

"وَمَاتَشَآءُوْنَ اِلَّاۤ اَنْ یَّشَآءَ اللّٰہُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ ۝" [1]	تم نہ چاہوں گے مگر یہ کہ اللہ چاہے جو پروردگار ہے سارے جہاں کا۔

ع اس کا چاہا ہوا ہمارا نہ ہوا

ماشئت کان وماتشاء یکون لامایشاء الدھر والافلاک

(جو توں نے چاہا ہو گیا، جو آپ چاہیں گے وہ ہو جائے گا، نہیں ہو گا جو دہر اور افلاک چاہیں گے۔ت)

پھر کتنا بڑا فریب دیا ہے کہ آدمی کا فعل قدرت الٰہی سے جدا ہے یہ خاص اشقیائے معتزلہ کا مذہب نامہذب ہے قرآن عظیم کا مردود ومکذب۔

ثانیاً اقول: اس ذی ہوش سے پوچھو انسان کو اپنا بڑا جھوٹ بولنے پر قدرت ہے یا معاذ اللہ عزوجل سے بلوانے پر، پھر قدرت عـــہ بڑھنا تو جب ہو تا کہ اللہ تعالٰی آدمی سے جھوٹ بلوانے پر قابو نہ رکھتا اپنے کذب پر قادر نہ ہو تو انسان کو اس عزیل جلیل کے کذب پر کب قدرت تھی کہ قدرت الٰہی سے اس کی قدرت زائد ہو گئی ولکن

"وَمَنْ لَّمْ یَجْعَلِ اللّٰہُ لَہٗ نُوْرًا فَمَا لَہٗ مِنْ نُّوْرٍ ۝" [2] (لیکن "جسے اللہ نور نہ دے اس کے لئے کہیں نور نہیں"۔ت)

عـــہ: **فائدہ عائدہ ضروری الملاحظہ:** ایھا المسلمون پر ظاہر کہ قدرت بڑھنے کے یہ معنی کہ ایک شے پر اسے قدرت ہے اسے نہیں، نہ یہ کہ اسے جس شے پر قدرت ہے وہ تو اس کی قدرت میں بھی داخل، مگر ایک اور چیز اس کی قدرت سے خارج جو ہر گز اسکی قدرت میں بھی داخل نہ تھی اسے قدرت بڑھنا کوئی مجنون ہی سمجھے گا، یہاں بھی دو چیزیں ہیں: **ایک** کذب انسان، وہ قدرت انسانی میں مجازاً ہے اور قدرت ربانی میں حقیقۃً، **دوم** کذب ربانی، اس پر قدرت انسانی نہ قدرت ربانی، تو انسان ک قدرت کس بات میں، معاذاللہ مولی سبحانہ وتعالٰی کی قدرت سے بڑھ گئی، ہوا یہ کہ ملاجی نے بغایت سفاہت وغباوت کہ تمغائے عامہ اہل بدعت ہے، یوں خیال کیا کہ انسان کو اپنے کذب پر قدرت ہے، اور بیعینہٖ یہی لفظ جناب عزت میں بول کر دیکھا کہ اسے بھی اپنے کذب پر قدرت چاہئے ورنہ جو چیز مقدور انسان بھی ہو مقدور رحمٰن نہ ہوئی، ختم الٰہی کا ثمرہ کہ دونوں جگہ اپنے اپنے کا لفظ دیکھ لیا اور فرق معنی اصلا نہ جانا، ایک جگہ اپنے سے مراد ذات انسان ہے، دوسری جگہ ذات رحمٰن جل وعلا، پھر جو شے قدرت انسانی میں تھی قدرت ربانی سے کب خارج ہوئی، "کَذٰلِکَ یَطْبَعُ اللّٰہُ عَلٰی کُلِّ قَلْبِ مُتَکَبِّرٍ جَبَّارٍ ۝" [3] ۱۲منہ

---

[1] القرآن الکریم ۸۱/ ۲۹

[2] القرآن الکریم ۲۴/ ۴۰

[3] القرآن الکریم ۴۰/ ۳۵

ثالثاً: حضرت کو اسی "یکروزی" میں یہ تسلیم روزی کہ کذب عیب ومنقصت ہے اور بیشک باری عزوجل میں عیب ونقصان آنا محال عقلی، اور ہم اسی رسالہ کے مقدمے میں روشن کرچکے محال پر قدرت ماننا اللہ عزوجل کو سخت عیب لگانا بلکہ اس کی خدائی سے منکر ہوجانا ہے، حضرات مبتدعین کے معلم شفیق ابلیس خبیث علیہ اللعن نے یہ عجز وقدرت کا نیا شگوفہ ان دہلوی بہادر سے پہلے ان کے مقتدا ابن حزم فاسد العزم فاقد الجزم ظاہر المذہب ردی المشرب کو بھی سکھایا تھا کہ اپنے رب کا ادب واجلال یکسر پس پشت ڈال کتاب الملل والنحل میں بک گیا کہ انہ تعالٰی قادر ان یتخذ ولدا اذلو لك یقدر لکان عاجزا[1] یعنی اللہ تعالٰی اپنے لئے بیٹا بنانے پر قادر ہے کہ قدرت نہ مانو تو عاجز ہوگا۔

تعالی اللہ عما یقول الظالمون علوا کبیرا "لَقَدْ جِئْتُمْ شَیْـًٔا اِدًّا ﴿۸۹﴾ تَكَادُ السَّمٰوٰتُ یَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَ تَنْشَقُّ الْاَرْضُ وَ تَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا ﴿۹۰﴾ اَنْ دَعَوْا لِلرَّحْمٰنِ وَلَدًا ﴿۹۱﴾ وَ مَا یَنْۢبَغِیْ لِلرَّحْمٰنِ اَنْ یَّتَّخِذَ وَلَدًا ﴿۹۲﴾"[2]	ظالم جو کہتے ہیں اللہ تعالٰی اس سے کہیں بلند ہے، بیشک تم حد کی بھاری بات لائے، قریب ہے کہ آسمان اس سے پھٹ پڑیں اور زمین شق ہوجائے اور پہاڑ گرجائیں ڈھے کر اس پر کہ انھوں نے رحمٰن کے لئے اولاد بتائی اور رحمٰن کے لائق نہیں کہ اولاد اختیار کرے۔ (ت)

سیدی عبدالغنی نابلسی قدس سرہ القدسی مطالب الوفیہ میں ابن حزم کا یہ قول نقل کرکے فرماتے ہیں:

فانظر اختلال ھذا المبتدع کیف غفل عما یلزم علی ھذہ المقالۃ الشنیعۃ من اللوازم التی لاتدخل تحت وھم وکیف فاتاہ ان العجز انما یکون لوکان القصور جاء من ناحیۃ القدرۃ عما اذا کان لعدم قبول المستحیل تعلق القدرۃ فلا یتوھم عاقل ان ھذا عجز[3]۔	یعنی اس بدعتی کی بدحواسی دیکھنا کیونکر غافل ہوا کہ اس قول شنیع پر کیا کیا قباحتیں لازم آتی ہیں جو کسی وہم میں نہ سمائیں اور کیونکر اس کے فہم سے گیا کہ عجز توجب ہو کہ قصور قدرت کی طرف سے آئے اور جب وجہ یہ ہے کہ محال خود ہی تعلق قدرت کی قابلیت نہیں رکھتا تو اس سے کسی عاقل کو عجز کا وہم نہ گزرے گا۔

---

[1] الملل والنحل لابن حزم

[2] القرآن الکریم ۱۹/ ۸۹تا۹۲

[3] المطالب الوفیہ لعبد الغنی النابلسی

اسی میں فرمایا:

وبالجملة فذلك التقدير الفاسد يؤدی الی تخليط عظيم لا يبقی معه شيئ من الايمان ولامن المعقولات اصلا[1]۔	یعنی یہ تقدیر فاسد (کہ باری عزوجل محالات پر قادر ہے) وہ سخت درہمی وبرہمی کا باعث ہوگی جس کے ساتھ نہ ایمان کا نام ہے نہ اصلا احکام عقل کا نشان۔

اسی میں فرمایا:

وقع ھٰھنا لابن حزم ھذيان بين البطلان ليس له قدوة ورئيس الاشيخ الضلالة ابليس[2]۔	یعنی سومسئلہ قدرت میں ابن حزم سے وہ بہکی بہکی بات کھلی باطل واقع ہوئی جس میں اس کا کوئی پیشوانہ رئیس مگر سردار گمراہی ابلیس۔

کنزالفوائد میں فرمایا:

القدرة والارادة صفتان مؤثرتان و المستحيل لا يمكن ان يتأثربهما اذ يلزم ح ان يجوز تعلقها باعدام نفسها واعدام الذات العالية واثبات الالوهية لما لايقبلها من الحوادث و سلبها عن مستحقها جل وعلا فای قصور وفساد ونقص اعظم من ھذا وھذا التقدير يودی الی تخليط عظيم وتخريب جسيم لايبقی معه عقل ولانقل ولاايمان ولا كفر ولعماءة بعض الاشياء من المبتدعة من ھذا صرح بنقيضه فانظر عماھذا المبتدع كيف عمی يلزم علی ھذا القول	یعنی قدرت اور ارادہ دونوں صفتیں مؤثر ہیں، اور محال کا ان سے متاثر ہونا ممکن نہیں ورنہ لازم آئے کہ قدرت وارادہ اپنے نفس کے عدم اور خود اللہ تعالٰی کے عدم اور مخلوق کو خدا کردینے اور خالق سے خدائی چھین لینے ان سب باتوں سے متعلق ہوسکے اس سے بڑھ کر کون سا قصور وفساد و نقصان ہوگا اس تقدیر پر وہ سخت درہمی اور عظیم خرابی لازم آئے گی، جس کے ساتھ نہ عقل رہے نہ نقل نہ ایمان نہ کفر، اور بعض اشقیائے بدمذہب کو جو یہ امر نہ سوجھا تو صاف لکھ گیا کہ ایسی بات پر خدا قادر ہے اب اس بدعتی کا اندھا پن دیکھو کیونکر اسے نہ سوجھیں وہ شناعتیں جو اس برے قول پر لازم آئیں گی جن کی طرف

[1] المطالب الوفية لعبد الغنی النابلسی

[2] المطالب الوفية لعبد الغنی النابلسی

الشنیع من اللوازم التی لایتطرق الیھا الوھم [1] ۔	وہم کو بھی راستہ نہیں۔

مسلمان انصاف کرے کہ یہ تشنیعیں جو علماء نے اس بدمذہب ابن حزم پر کیں اس بدمشرب عدیم الحزم سے کتنی بچ رہیں،

" کَذٰلِكَ قَالَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّثْلَ قَوْلِهِمْؕ تَشَابَهَتْ قُلُوْبُهُمْؕ " [2] "وَ اَنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِیْ كَیْدَ الْخَآىٕنِیْنَ (۵۲) " [3] ۔	ان سے اگلوں نے بھی ایسی ہی کہی ان کی سی بات،ان کے ان کے دل ایک سے ہیں،اور اللہ دغا بازوں کا مکر نہیں چلنے دیتا۔(ت)

رابعا اقول: العزۃ للہ،اگر دہلوی ملا کی یہ دلیل سچی ہو تو دو خدا،دس خدا،ہزار خدا،بیشمار خدا ممکن ہو جائیں،وجہ سنئے جب یہ اقرار پایا کہ آدمی جو کچھ کرسکے خدا بھی اپنی ذات کے لئے کرسکتا ہے،اور معلوم کہ نکاح کرنا،عورت سے ہم بستر ہونا،اس کے رحم میں نطفہ پہنچانا قدرت انسانی میں ہے تو واجب کہ ملاجی کا موہوم خدا بھی یہ باتیں کرسکے ورنہ آدمی کی قدرت تواس سے بھی بڑھ جائے گی،اور جب اتنا ہوچکا تو وہ آفتیں جن کے سبب اہل اسلام اتخاذ ولد کو محال جانتے تھے،امام وہابیہ نے قطعاً جائز مان لیں۔آگے نطفہ ٹھہرنے ور بچہ ہونے میں کیا زہر گھل گیا ہے،وہ کون سی ذلت وخواری باقی رہی ہے جن کے باعث انھیں مانتے جھجکنا ہوگا بلکہ یہاں آکر خدا کا عاجز رہ جانا تو سخت تعجب ہے کہ یہ تو خاص اپنے ہاتھ کے کام ہیں جب دنیا بھر میں بزعم ملاجی سب کے لئے اس کی قدرت سے واقع ہوتے ہیں تو کیا اپنی زوجہ کے بارے میں تھک جائیگا اخر بچہ نہ ہونا یوں ہوتا ہے کہ نطفہ استقرار نہ کرے اور خدا استقرار پر قادر ہے،یا یوں کہ منی ناقابل عقد وانعقاد یامزاج رحم مس کوئی فساد یا خلل آسیب مانع اولاد تو جب خدائی ہے کیا ان موانع کا ازالہ کرسکے گا،بہر حال جب امور سابقہ ممکن ٹھہرے تو بچہ ہونا قطعاً ممکن اور خدا کا بچہ خدا ہی ہوگا،قال اللہ تعالٰی:

قُلْ اِنْ عــــہ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدٌ ﳓ فَاَنَا اَوَّلُ	توفرما اگر رحمان کے لئے کوئی بچہ ہے تو میں سب سے پہلے

عــــہ:حملہ السدی علی الظاھر وعلیہ ھول فی تکملہ المفاتیں والبیضاوی والمدارك وارشاد العقل وغیرھا ولاشك انہ صحیح صاف لاغبار علیہ فای حاجۃ الی ارتکاب تاویلات بعیدۃ ۱۲منہ	سدی نے اسے ظاہر پر محمول کیا اور اسی پر اعتماد ہے تکملۃ المفاتیں،بیضاوی،مدارک اور ارشاد العقل وغیرھا میں،اور بیشک یہ صحیح صاف ہے اس پر کچھ غبار نہیں تو پھر تاویلات بعیدہ کے ارتکاب کی کیا حاجت ہے ۱۲منہ (ت)

[1] کنز الفوائد

[2] القرآن الکریم ۲/ ۱۱۸

[3] القرآن الکریم ۱۲/ ۵۲

الْعٰبِدِیْنَ ﴿۸۱﴾ "[1]	پوجنے والا ہوں۔

تو قطعاً دو خدا کا امکان ہوا اگرچہ منافی گیر ہو کر امتناع بالغیر ٹھہرے اور جب ایک ممکن ہو تو کروڑوں ممکن کہ قدرت خدا کو انتہا نہیں ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

خامسا ملائے دہلی کا خدائے موہوم کہاں کہاں آدمی کی حرص کرے گا، آدمی کھانا کھاتا ہے، پانی پیتا ہے، پاخانہ پھرتا ہے، پیشاب کرتا ہے، آدمی قادر ہے کہ جس چیز کو دیکھنا نہ چاہے انکھیں بند کرلے، سننا نہ چاہے کانوں میں انگلیاں دے لے، آدمی قادر ہے کہ آپ کو دریا میں ڈوبو دے آگ سے جلالے، خاک پر لیٹے کانٹوں پر لوٹے، رافضی ہو جائے، وہابی بن جائے، مگر ملائے ملوم کا مولائے موہوم یہ سب باتیں اپنے لے کر سکتا ہوگا، ورنہ عاجز ٹھہرے گا اور کمال قدرت میں آدمی سے گھٹ رہے گا،

اقول غرض خدائی سے ہر طرح ہاتھ دھو بیٹھنا ہے نہ کرسکا تو حضرت کے زعم میں عاجز ہوا اور عاجز خدا نہیں کرسکا تو ناقص ہوا ناقص خدا نہیں۔ محتاج ہوا محتاج خدا نہیں۔ ملوث ہوا ملوث خدا نہیں۔ تو شمس و مس کی طرح اظہر وازہر کہ دہلوی بہادر کا یہ قول ابتر حقیقۃً انکار خدا کی طرف منجر،

"مَاقَدَرُوا اللّٰہَ حَقَّ قَدْرِہٖ ؕ "[2]، والعیاذ باللہ من اضلا الشیطن۔	انھوں نے اللہ تعالٰی کی صحیح قدر نہیں کی، اور شیطان کی گمراہی سے اللہ تعالٰی کی پناہ۔ (ت)

مگر "سبحان ربنا" ہمارا سچا خدا سب عیبوں سے پاک اور قدرت علی المحال کی تہمت سراپا ضلال سے کمال منزہ عالم اور عالم کے اعیان اعراض، ذوات، صفات، اعمال، اقوال، خیر شر صدق کذب حسن قبیح سب اسی کی قدرت کاملہ وارادہ الیہ سے ہوتے ہیں نہ کوئی ممکن اس کی قدرت سے باہر نہ کسی کی قدرت اس کی قدرت کے ہمسر نہ اپنے لئے کسی عیب پر قادر ہونا اس کی شان قدوسی کے لائق و درخور،

تعالٰی اللہ عما یقول الظالمون علوا کبیرا o وسبحن اللہ بکرۃ واصیلا، والحمد للہ حمد کثیرا۔	اللہ تعالٰی اس سے بہت بلند ہے جو یہ ظالم کہتے ہیں، صبح وشام اللہ تعالٰی کی تقدیس وپاکیزگی ہے اور تمام اور کثیر حمد اللہ تعالٰی کے لئے ہے۔ (ت)

ثم اقول: ذہن فقیر میں ان پانچ کے علاوہ ہذیان مذکور پر اور ابحاث دقیقہ کلامیہ ہیں جن کے ذکر کے لئے مخاطب قابل فہم دقائق درکار نہ وہ حضرات جن میں اجلہ واکابر کا مبلغ علم سید ھی سیدھی

---

[1] القرآن الکریم ۴۳/ ۸۱

[2] القرآن الکریم ۲۲/ ۷۴

نفس عبارت مشکوۃ وغیرہ سن سنا کر اجازت وسند کی داد وستد تابہ اذلہ واصاغر چہ رسد، امرنا ان نکلم الناس علی قدر عقولھم واللہ الھادی وولی الایادی (ہمیں یہی حکم ہے کہ ہم لوگوں کی عقل کے مطابق کلام کریں، اللہ تعالٰی ہی ہادی اور مدد کامالک ہے۔ت)

ہذیان دوم مولائے نجدیہ:

عدم کذب رااز کمالات حضرت حق سبحانہ می شمارند واو راجل شانہ باں مدح می کنند بخلاف اخرس و جماد کہ ایشاں راکسے بعدم کذب مدح نمی کند وپرظاہر ست کہ صفت کمال ہمین ست کہ شخصے قدرت بر تکلم بکلام کاذب میدارد وبنا بررعایت مصلحت ومقتضی حکمت بتنزہ از شوت کذب تکلم بکلام کاذب نمی نماید ہماں شخص ممدوح می گردد وبسلب عیب کذب و اتصاف بکمال صدق بخلاف کسے کہ لسان اوماؤف شدہ باشد وتکلم بکلام کاذب نمی تواند کرد یا قوت متفکرہ اوفاسد شدہ باشد کہ عقد قضیہ غیر مطابقہ للواقع نمی تواند کرد یا شخصے کہ ہرگاہ کلام صادق مے گوید کلام مذکور از وصادر می گردد وہرگاہ کہ ارادہ تکلم بکلام کاذب می نماید آواز او بند مے گردد یازبان او ماؤف می شود یاکسے دیگر دہن اور رابند می نماید یا حلقوم اور اخفہ می کنند یاکسے کہ چند قضایا صادقہ رایاد گرفتہ است واصلہ پر ترکیب قضایائے دیگر قدرت نمی دارد و بناء علیہ کلام کاذب ازوصادر نمے گردد ایں اشخاص مذکورین نزد عقلا قابل مدح می نشیند بالجملہ عدم تکلم کلام کاذب ترفعا عن عیب الکذب وتنزہا عن التلوث بہ از صفات مدح ست وبنا بعجز از تکلم بکلام کاذب ہیچ گونہ از صفات مدائح نیست یامدح آں بسیار	عدم کذب کو اللہ تعالٰی کے کمالات سے شمار کرتے ہیں اور اس جل شانہ کی اس کے ساتھ مدح کرتے ہیں بخلاف گونگے اور جماد کے، ان کی کوئی عدم کذب سے مدح نہیں کرتا اور یہ بات نہایت ظاہر ہے کہ کمال یہی ہے کہ ایک شخص جھوٹے کلام پر قادر تو ہو لیکن بنابر مصلحت اور بتقاضائے حکمت تقدس جھوٹے کلام کا ارتکاب اور اظہار نہ کرے ایسا شخص ہی سلب عیب کذب سے ممدوح اور کمال صدق سے متصف ہوگا بخلاف اس کے جس کی زبان ہی ماؤف ہو اور جھوٹا کلام کر ہی نہیں سکتا یا اس کی سوچ وفکر کی قوت فاسد ہو کر قضیہ غیر مطابق للواقع کا انعقاد نہیں کرسکتا یا ایسا شخص ہے جو کسی جگہ سچا کلام کرتا ہے، اس سے وہ صادر ہوتی ہے اور جس جگہ جھوٹا کلام کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو اس کی آواز بند ہوجاتی ہے یا اس کی زباں ماؤف ہوجاتی ہے، یا کوئی اس کا منہ بند کردیتا ہے یا اس کا کوئی گلا دبا دیتا ہے یا کسی نے چند سچے جملے رٹ لئے ہیں اور وہ دیگر جملوں پر کوئی قدرت ہی نہیں رکھتا اور اس بناء پر اس سے جھوٹ صادر ہی نہیں ہوتا، یہ مذکور لوگ عقلاء کے نزدیک قابل مدح نہیں ہیں بالجملہ عیب کذب سے بچنے اور اس میں ملوث ہونے سے محفوظ رہنے کے لئے جھوٹی کلام کا عدم تکلم صفات مدح میں سے ہے اور

ادون ست از مدح اول[1] **انتھی** بلفظ الرکیک المختل۔	عاجز ہونے کی وجہ سے کلام کاذب سے بچنا کوئی صفات مدح میں سے نہیں یا اس کی مدح ہو بھی تو پہلے سے کم ہوگی (رکیک خلل پذیر عبارت ختم ہوئی)(ت)۔

اس تلبیع باطل وطویل لاطائل کا یہ حاصل بے حاصل کہ عدم کذب اللہ تعالٰی کے کمالات وصفات مدائح سے ہے اور صفت کمال وقابل مدح یہی ہے کہ متکلم باوجود قدرت بلحاظ مصلحت عیب وآلائش سے بچنے کو کذب سے باز رہے، نہ کہ کذب پر قدرت ہی نہ رکھے، گونگے یا پتھر کی کوئی تعریف نہ کرے گا کہ جھوٹ نہیں بولتا تو لازم کذب الٰہی مقدور وممکن ہو۔

اقول: وباللہ التوفیق (میں کہتا ہوں اور توفیق اللہ تعالٰی سے ہے۔ت) اس ہذیان شدید الطغیان کے شنائع ومفاسد حد شمار سے زائد مگر ان توسنیوں بدلگامیوں پر جو تازیانے بنگاہ اولین ذہن فقیر میں حاضر ہوئے پیش کرتا ہوں **وباللہ العصمۃ فی کل حرف وکلمۃ** (ہر حرف اور کلمہ میں اللہ کی عصمت ہے۔ت)

تازیانہ ۱: اقول: العزۃ للہ والعظمۃ للہ واللہ الذی الا الہ الا ھو (عزت اللہ تعالٰی کے لئے اور عظمت اللہ تعالٰی کے لئے ہے، اللہ کی ذات وہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ت) "کَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ ؕ اِنْ یَّقُوْلُوْنَ اِلَّا كَذِبًا۝"[2] (کتنا بڑا بول ہے کہ ان کے منہ سے نکلتا ہے نرا جھوٹ کہہ رہے ہیں۔ت) للہ! یہ ظلم شدید وضلال بعید تماشا کردنی کہ جابجا خود اپنی زبان سے کذب کو عیب ولوث کہا جاتا ہے پھر اسے باری عزوجل کے لئے ممکن بتاتا اور اللہ کے جھوٹ نہ بولنے کی وجہ یہ ٹھہراتا ہے کہ حکیم ہے اور مصلحت کی رعایت کرتا ہے لہٰذا **ترفعا عن عیب الکذب وتنزھا عن التلوث بہ** یعنی اس لحاظ سے کہ کہیں عیب ولوث سے آلودہ نہ ہوجاؤں کذب سے بچتا ہے، دیکھو صاف صریح مان لیا کہ باری عزوجل کا عیب دار وملوث ہونا ممکن، وہ چاہے تو ابھی عیبی وملوث بن جائے، مگر یہ امر حکمت ومصلحت کے خلاف ہے اس لئے قصداً پرہیز کرتا ہے **تعالٰی اللہ عما یقولون علوا کبیرا** (اللہ تعالٰی اس سے کہیں بلند ہے جو یہ کہتے ہیں۔ت) اور خود سرے سے اصل مبنائے خود سری دیکھئے، ملائے مقبوح کا یہ املائے مقدوح اس کلام آئمہ کے رد میں ہے کہ کذب نقص ہے اور نقص باری تعالٰی پر محال، اس کے جواب میں فرماتے ہیں، محال بالذات ہونا ہمیں تسلیم نہیں بلکہ ان دلیلوں (یعنی دونوں ہذیانوں) سے ممکن ہے تو کیسی صاف روشن تصریح ہے کہ نصرف کذب بلکہ ہر عیب وآلائش کا خدا میں آنا ممکن، واہ بہادر! کیا نیم گردش چشم میں تمام عقائد تنزیہ وتقدیس کی جڑ کاٹ گیا، عاجز، جاہل،

---

[1] رسالہ یکروزی (فارسی) شاہ محمد اسمٰعیل فاروقی کتب خانہ ملتان ص ۱۷، ۱۸

[2] القرآن الکریم ۱۸/ ۵

احمق، جاہل، اندھا، بہرا، ہکلا، گونگا سب کچھ ہونا ممکن ٹھہرا، کھانا، پینا، پاخانہ پھرنا، پیشاب کرنا، بیمار پڑنا، بچہ جننا، اونگھنا، سونا بلکہ مرجانا، مرکے پھر پیدا ہونا سب جائز ہوگیا، غرض اصول اسلام کے ہزاروں عقیدے جن پر مسلمانوں کے ہاتھ میں یہی دلیل تھی کہ مولٰی عزوجل پر نقص وعیب محال بالذات ہیں، دفعۃً سب باطل وبے دلیل ہو کر رہ گئے، فقیر تنزیہ دوم میں زیر دلیل اول ذکر کرآیا کہ یہ مسئلہ کیسی عظمت والا اصل دینی تھا جس پر ہزارہا مسئلہ ذات وصفات بار عزوجل متفرع ومبنی، اس ایک کے انکار کرتے ہی وہ سب اڑ گئے، وہیں شرح مواقف سے گزرا کہ ہمارے لئے معرفت صفات باری کی طرف کوئی راستہ نہیں مگر افعال الٰہی سے استدلال یا یہ کہ اس پر عیوب ونقائص محال، اب یہ دوسرا راستہ تو تم نے خود ہی بند کردیا، رہا پہلا یعنی افعال سے دلیل لانا کہ اس نے ایسی عظیم چیزیں پیدا کردیں اور ان میں یہ حکمتیں ودیعت رکھیں، تو لاجرم ان کا خالق بالبداہۃ علیم وقدیر وحکیم ومرید ہے،

اقول اولا: یہ استدلال صرف انھیں صفات کمال میں جاری جن سے خلق وتکوین کو علاقہ داری باقی ہزارہا مسائل صفات ثبوتیہ وسلبیہ پر دلیل کہاں سے آئے گی، مثلا مصنوعات کا ایسا بدیع ورفیع ہونا ہرگز دلالت نہیں کرتا کہ ان کا صانع صفت کلام یا صفت صدق سے بھی متصف، یا نوم واکل وشرب سے بھی منزہ ہے،

ثانیا: جن صفات پر دلالت افعال وہاں بھی صرف ان کے حصول پر دال، نہ یہ کہ ان کا حدوث ممنوع یا زوال محال، مثلا اس نظم حکیم وعظیم بنانے کے لئے بیشک علم وقدرت وارادہ وحکومت درکار مگر اس سے صرف بناتے وقت ان کا ہونا ثابت ہمیشہ سے ہونے اور ہمیشہ رہنے سے دلیل ساکت، اگر دلائل سمعیہ کی طرف چلئے،

اقول اولا: بعض صفات سمع پر متقدم تو ان کا سمع سے اثبات دور کو مستلزم۔

ثانیا: سمع بھی صرف گنتی کے سلوب وایجابات میں وارد ان کے سوا ہزاروں مسائل کس گھر سے آئیں گے مثلا نصوص شرعیہ میں کہیں تصریح نہیں کہ باری عزوجل اعراض وامراض وبول وبراز سے پاک ہے، اس کا ثبوت کیا ہوگا۔

ثالثا: نصوص بھی فقط وقوع وعدم پر دلیل دیں گے، وجوب استحالہ وازلیت وابدیت کا پتا کہاں چلے گا مثلا "بِکُلِّ شَیۡءٍ عَلِیۡمٌ ﴿۲۹﴾"[1] "عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ ﴿۲۰﴾"[2] (سب کچھ جانتا ہے، ہر شی پر قادر ہے۔ت) سے بیشک ثابت کہ اس کے لئے علم وقدرت ثابت یہ کب نکلا کہ ازل سے ہیں اور ابد تک رہیں گے، اور ان کا زوال اس سے

---

[1] القرآن الکریم ۲/ ۲۹

[2] القرآن الکریم ۲/ ۲۰

محال، یونہی "وَهُوَ يُطْعِمُ وَلَا يُطْعَمُ" [1]۔ (اور وہ کھلاتا ہے اور کھانے سے پاک ہے۔ت) اور لَا تَأْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ " [2] (اسے نہ اونگھ آئے نہ نیند۔ت) کا اتنا حاصل کہ کھاتا پیتا سوتا اونگھتا نہیں، نہ یہ کہ یہ باتیں اس پر ممتنع، ہاں ہاں ان سب امور پر دلالت قطعی کرنے والا ان تمام دعوائے ازلیت وابدیت ووجوب وامتناع پر بوجہ کامل ٹھیک اترنے والا ہزاروں ہزار مسائل صفات ثبوتیہ وسلبیہ کے اثبات کا یکبارگی سچا ذمہ لینے والا، مخالف ذی ہوش غیر مجنون ومدہوش کے منہ میں دفعۃً بھاری پتھر دے دینے والا نہ تھا مگر وہی دینی یقینی عقلی بدیہی اجماعی ایمانی مسئلہ کہ باری تعالٰی پر عیب ومنقصت محال بالذات۔جب یہی ہاتھ سے گیا سب کچھ جاتا رہا، اب نہ دین ہے نہ نقل نہ ایمان نہ عقل،

" اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّاۤ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَؕ۝۱۵۶ " [3] " كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ قَلْبِ مُتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ۝۳۵ " [4]	ہم اللہ کے مال ہیں اور ہم کو اسی کی طرف پھرنا ہے، اللہ یوں ہی مہر کردیتا ہے متکبر سرکش کے سارے دل پر۔(ت)

ہاں وہابیہ نجدیہ کو دعوت عام ہے اپنے مولائے مسلم وامام مقدم کا یہ ہذیان امکان ثابت مان کر ذرا بتائیں تو کہ ان کا معبود بول وبراز سے بھی پاک ہے یا نہیں۔حاش للہ! امتناع تو امتناع عدم وقوع کے بھی لالے پڑیں گے، آخر قرآن وحدیث میں تو کہیں اس کا ذکر نہیں، نہ افعال الٰہی اس نفی پر دلیل، اگر اجماع مسلمین کی طرف رجوع لائیں اور بیشک اجماع ہے مگر جان برادر! یہ بیشک ہم نے یونہی کہا کہ یہ عیب ہیں اور عیب سے تنزیہ ہر مسلمان کا ایمان تو قطعاً کوئی مسلم ان امور کو روا نہ رکھے گا، جب عیب سے تلوث ممکن ٹھہرا تو اب ثبوت اجماع کا کیا ذریعہ رہا، کیا نقل وروایت سے ثابت کروگے، حاشا نقل اجماع درکنار سلفا وخلفا کتابوں میں اس مسئلے کا ذکر ہی نہیں، اگر کہئے بول وبراز کا وقوع ایسے آلات جسمانیہ پر موقوف جن سے جناب باری منزہ، تو **اولا:** ان آلات کے بطور آلات نہ اجزائے ذات ہونے کے استحالہ پر سوا اس وجوب تنزہ کے کیا دلیل جسے تمہارا امام ومولٰی رو بیٹھا۔
ثانیا: توقف ممنوع آخر بے آلات زبان ومردمک وپردہ گوش کلام بصر وسمع ثابت، یونہی بے آلات

---

[1] القرآن الکریم ۶/ ۱۴

[2] القرآن الکریم ۲/ ۲۵۵

[3] القرآن الکریم ۲/ ۱۵۶

[4] القرآن الکریم ۴۰/ ۳۵

بول وبراز سے کون مانع، اسی طرح لاکھوں کفریات لازم آئیں گے کہ تمھارے امام کا وہ بہتان امکان تسلیم ہو کر قیامت تک ان سے مفر نہ ملے گی۔

کذلک، "لِیُحِقَّ الْحَقَّ وَیُبْطِلَ الْبَاطِلَ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ ۚ" [1]	اسی طرح کہ سچ کو سچ کرے اور جھوٹ کو جھوٹا اگرچہ برا مانیں مجرم (ت)

مسلمانوں نے دیکھا کہ اس طائفہ تالفہ کے سردار وامام مدعی اسلام نے کیا بس بویا اور کیا کچھ کھویا اور لاکھوں عقائد اسلام کو کیسے ڈبویا، ہزاروں کفر شنیع وضلال کا دروازہ کیسا کھولا کہ اس کا مذہب مان کر کبھی بند نہ ہوگا۔ پھر دعوی یہ ہے کہ دنیا بھر میں ہمیں موحد ہیں باقی سب مشرک، سبحان اللہ یہ منہ اور یہ دعوی، اور ناقص وعیبی وملوث خدا کے پوجنے والے! کس منہ سے اپنے تراشیدہ موہوم کو حضرت سبحانہ کہتا ہے، سبحان اللہ وہی تو سبحانہ کے قابل جس میں دنیا بھر کے عیبوں آلائشوں کا امکان حاصل، العزۃ للہ میں اپنے رب ملک سبوح قدوس عزیز مجید عظیم جلیل کی طرف بہزار جان وصد ہزار جان براءت کرتا ہوں تیرے اس عیبی آلائش تراشیدہ معبود اور اس کے سب پوجنے والوں سے، مسلمانو! تمھارے رب کی عزت وجلال کی قسم کہ تمھارا سچا معبود جل وعلا، وہ پاک ومنزہ وسبوح وقدوس ہے جس کے لئے تمام صفات کمالیہ ازلاً ابداً واجب للذات اور اصلا کسی عیب دلوث سے ملوث ہونا جزماً قطعاً محال بالذات اس کی پاک قدرت اس ناپاک شناعت سے بری ومنزہ کہ معاذاللہ اپنے عیبی وناقص بنانے پر حاصل ہو، "فَنِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِیْرُ ۠" [2] (کیا ہی اچھا مولا اور کیا ہی اچھا مددگار۔ت) یہ ملائے ملوم کا مولائے موہوم تھا جو اپنے لئے عیوب وفواحش پر قدرت تور کھتا ہے مگر لوگوں کے شرم ولحاظ یا ہمارے سچے خدا کے قہر وغضب سے ڈر کر باز رہتا ہے۔

"ضَعُفَ الطَّالِبُ وَ الْمَطْلُوْبُ" [3] "لَبِئْسَ الْمَوْلٰى وَ لَبِئْسَ الْعَشِیْرُ" [4]۔	کتنا کمزور چاہنے والا اور جس کو چاہا، بیشک کیا ہی برا مولٰی اور بیشک کیا ہی برا رفیق۔ (ت)

اوسفید ملوم کذب ظلوم الوہیت ومنقصت باہم اعلٰی درجہ تنافی پر ہیں، الہ وہی ہے جس کے لئے جمیع صفات

---

[1] القرآن الکریم ۸/۸

[2] القرآن الکریم ۲۲/ ۷۸

[3] القرآن الکریم ۲۲/ ۷۳

[4] القرآن الکریم ۲۲/ ۱۳

کمال واجب لذاتہ تو کسی عیب سے اتصاف ممکن ماننا زوال الوہیت کو ممکن جاننا ہے پھر خدا کب رہا،

"وَلٰكِنَّ الظّٰلِمِيْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ ﴿۳۳﴾" [1] (بلکہ ظالم اللہ کی آیتوں سے انکار کرتے ہیں۔ت) عنقریب ان شاء اللہ تعالٰی تفسیر کبیر سے منقول ہوگا کہ باری تعالٰی کے لئے امکان ظلم ماننے کا یہی مطلب کہ اس کی خدائی ممکن الزوال ہے میں گمان نہیں کرتا کہ اس بیباک کی طرح (مسلمانوں کی تو خدا امان کرے) کسی سمجھ وال کافر نے بھی بے دھڑک تصریح کردی ہو کہ عیب دلوث خدا میں توآ سکتے ہیں مگر بطور ترفع یعنی مشیخت بنی رکھنے کے لئے ان سے دور رہتا ہے ___ صدق اللہ (اللہ تعالٰی نے سچ فرمایا۔ت):

"وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِيْلًا ﴿۱۲۲﴾" [2] "فَاِنَّهَا لَا تَعْمَى الْاَبْصَارُ وَلٰكِنْ تَعْمَى الْقُلُوْبُ الَّتِىْ فِى الصُّدُوْرِ ﴿۴۶﴾" [3] والعیاذ باللہ سبحانہ وتعالٰی۔	اور اللہ سے زیادہ کس کی بات سچی، بیشک آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں لیکن وہ دل اندھے ہوتے ہیں جو سینوں میں ہیں۔ (ت)

ثم اقول: طرفہ تماشا ہے کہ خدا کی شان معلم طائفہ کا تو وہ ایمان کہ خدا کے لئے ہر عیب کا امکان اور ارباب طائفہ یوں بے وقت کی چھیڑ کرنا حق ہلکان "کہ تمام امت عـــہ کے خلاف حق تعالٰی کے عجز پر عقیدہ ٹھہرانا تو مؤلف کے پیشوایان دین کا ہے مؤلف اس پر اظہار افسوس نہیں کرتا" [4]۔ حضرت! ذرا گھر کی خبر لیجئے وہاں مولائے طائفہ عجز وجہل وظلم وبخل وسفہ وہزل وغیرہا دنیا بھر کے عیب نقائص کے امکان کا ٹھیکا لے چکے ہیں پھر بفرض غلط

عـــہ: یہ عبارت براہین کے اسی صفحہ ۳ کی ہے جس کا خلاصہ صدر استفتاء میں گزرا یہاں ملا گنگوہی صاحب جناب مؤلف یعنی مکرمنا مولوی عبدالسمیع صاحب مؤلف انوار ساطعہ پر یوں منہ آتے ہیں کہ تم لوگ اللہ کا عجز مانتے ہو جو محال پر اسے قادر نہیں جانتے ہو اور ہم تو اس کے لئے جھوٹ وغیرہ سب کچھ جائز رکھتے ہیں تو عجز تو نہ ہوا اگرچہ خدائی گئی، ہزار تف اس بھونڈی سمجھ پر، رہا اس مغالطہ عجز کا دنداں شکن حل، وہ اس رسالہ مبارکہ میں جابجا گزرا، سبحان اللہ! محال پر قدرت نہ ہونے کو عجز جاننا الٰہی کیسے نامشخص کی تشخیص ہے، واللہ الہادی ۱۲ عفی عنہ۔

---

[1] القرآن الکریم ۶/ ۳۳

[2] القرآن الکریم ۴/ ۱۲۲

[3] القرآن الکریم ۲۲/ ۴۶

[4] البراہین القاطعہ مسئلہ خلف وعید قدماء میں مختلف فیہ ہے مطبع لے ساڈھور ص ۳

اگر کسی نے ایک جگہ عجز مان لیا تو تمھارے امام کے ایمان عــہ۱ پر کیا بے جا کیا، ایک امر کہ خدا کے لئے اس سے کروڑ درجہ بدتر ممکن تھا، اس نے خرمن سے ایک خوشہ تسلیم کرلیا پھر کیا قہر کیا مگر تمھارا امام جو خدا کے ناقص عیبی ملوث آلائشی ہوسکنے پر ایمان لایا نہ یہ قابل افسوس نہ خلاف امت ہے، یہ تمھارے پیشوایان دین کی مت ہے، **معاذاللہ** اس امام کی بدولت طائفہ بیچارے کی کیا بری گت ہے،

ثم اقول: اس سے بڑھ کر مظلمہ حائفہ تناقض صریح امام الطائفہ اسی منہ سے خدا کے لئے عیب و تلوث ممکن مانتا ہے، اسی منہ سے کہتا ہے جھوٹ نہ بول سکے تو قدرت جو گھٹ جائے گی، جی گھٹ جائے گی تو کیا آفت آئے گی، آخر جہاں ہزار عیب ممکن تھے اینہم بر علم بس عــہ۲ ہے یہ کہ رب کریم رؤف ورحیم عزہ مجدہ اپنے اضلال سے پناہ میں رکھے اٰمین اٰمین **بجاہ سید الھادین محمد ن الصادق الحق المبین، صلوات اللہ تعالٰی وسلامہ علیہ وعلٰی الہ وصحبہ اجمعین۔**

تازیانہ ۲: اقول: وباللہ التوفیق، ایھا المسلمون! حاشا یہ نہ جاننا کہ باری عزوجل کا عیوب و نقائص سے ملوث ہونا اس شخص کے نزدیک صرف ممکن ہی نہیں ہے، نہیں نہیں بلکہ یقیناً اسے بالفعل ناقص جانتا اور کمال حقیقی سے دور مانتا ہے، اے مسلمان! کمال حقیقی یہ ہے کہ اس صاحب کمال کی نفس ذات مقتضی جملہ کمالات و منافی تولثات ہو اور قطعاً جو ایسا ہوگا اسی پر ہر عیب و نقصان محال ذاتی ہوگا کہ ذات سے مقتضائے ذات کا ارتفاع یکاذات یا منافی ذات کا اجتماع دونوں قطعاً بدیہی الامتناع، اور بیشک ہم اہلسنت اپنے رب کو ایسا ہی مانتے ہیں، اور بیشک وہ سچے کمال والا ایسا ہی ہے، اس شخص نے کہ اس عزیز جلیل پر عیب و نقصان کا امکان مانا تو قطعاً کمالات کو اس کا مقتضائے ذات نہ جانا تو یہ کمال حقیقی سے بالفعل خالی اور حقیقۃً ناقص وفاقد مرتبہ عالی ہوا، آج وجہ معلوم ہوئی کہ یہ طائفہ تالفہ اپنے آپ کو موحد اور اہلسنت کو مشرک کیوں کہتا ہے، اس کے زعم میں اللہ عزوجل کے لئے اثبات کمالات واجبہ للذات شرک ہے کہ لفظ وجوب جو مشترک ہو جائے گا اگرچہ وجوب بالذات و وجوب للذات کا فرق اس طفل مکتب پر بھی مخفی نہیں جو اربعہ وزجیت کی حالت جانتا ہے، ولہٰذا اس فرقہ ضالہ نے باتباع کرامیہ کمالات الٰہیہ کو مقتضائے

عــہ۱: **وانتظر ماسنلقی علیك ان السفیه قائل بالامکان الوقوعی بالوقوع لابمجرد الامکان الذاتی ۱۲ منه سلمه اللّٰه تعالٰی**

ہماری آئندہ گفتگو کا انتظار کرو یہ بیوقوف امکان وقوعی بلکہ وقوع کا قائل ہے نہ کہ محض امکان ذاتی کا، ۱۲ منہ سلمہ اللہ تعالٰی۔ (ت)

عــہ۲: **ولاتنس ماأشرناك الیه ۱۲ منه۔**

جس کی طرف ہم نے تمھیں متوجہ کیا ہے اسے مت بھولنا ۱۲ منہ (ت)

ذات نہ ٹھہرایا تو جیسے معتزلہ نے تعدد قدماء سے بچنے کو نفی صفات کی اور اپنا نام اصحاب التوحید رکھا، یونہی اس طائفہ جدیدہ نے اشتراک لفظ وجوب سے بھاگنے کو نفی اقتضائے ذات کی اور اپنا نام موحد تراشا، **وفی ذلك اقول**: ؎

خَسِرَ الَّذِیْنَ بِالْاِعْتِزَا	لِ وَبِالتَّوَھُّبِ جَاءُوا
ذَا اَھْلُ تَوْحِیْدٍ وَذَا	كَ مُوَحَّدٌ غَوَاء
نعم القلوب تشابھت	فتناسب الاسماء[1]

(خسارے میں مبتلا ہیں جو معتزلی اور وہابی بنے، معتزلی اہل توحید اور وہابی موحد گمراہ، ان کے دل ایک جیسے ہیں اور ناموں میں بھی مناسب ہے۔ت)

تنبیہ نبیہ: جہول سفیہ کو جب کہ اس کے استاذ قدیم ابلیس رجیم علیہ اللعن نے یہ نقصان و تلوث باری عزوجل کا مہلکہ سکھایا، تو دوسری کتاب افصاح الباطل مسمّٰی بہ ایضاح الحق میں ترقیق ضلال وشدت نکال کا رستہ دکھایا، یعنی اس میں نہایت دردیدہ دہنی مسائل وتقدیس باری تعالٰی عزوجل کو جن پر تمام اہلسنت کا اجماع قطعی ہے صاف بدعت حقیقیۃ بتایا، جری بیباک کی وہ عبارتِ ناپاک یہ ہے:

تنزیہ اوتعالٰی اززمان ومکان وجہت واثبات رؤیت بلاجہت ومحاذات وقول بصدور عالم برسبیل ایجاب واثبات قدم عالم وامثال آں ہمہ از قبیل بدعات حقیقیہ است اگر صاحب آں اعتقادات مذکورہ را از جنس عقائد دینیہ می شمارد[2] اھ ملخصا۔	زمان، مکان، جہت اور رؤیت بلاجہت ومحاذات سے اللہ تعالٰی کو پاک کہنا اور جہاں کا صدور بطور ایجاب وعالم کا قدم ثابت کرنا اور ایسے دیگر امور یہ تمام حقیقی بدعات ہیں جبکہ مذکور اعتقاد والے لوگ ان مذکورہ امور کو دینی عقائد میں شمار کرتے ہیں اھ ملخصا (ت)

دیکھو کیسا بے دھڑک لکھ دیا کہ اللہ عزوجل کی یہ تنزیہیں کہ اسے زمانہ ومکان وجہت سے پاک جاننا اور اس کا دیدار بلاکیف حق ماننا سب بدعت حقیقیہ ہیں، سچ ہے جب اللہ تعالٰی کے لئے ہر عیب وآلائش کو ممکن ماننا سنت ملعونہ امام نجدیہ ہے تو اس عزیز مجید جل مجدہ کی تنزیہ وتقدیس آپ ہی بدعت حقیقیہ شریعت

---

[1] الدیوان العربی بساتین الغفران رضا دارالاشاعت لاہور ص ۱۴۷

[2] ایضاح الحق الصریح (مترجم اردو) فائدہ اول ان امور کا بیان جو بدعت حقیقیہ میں داخل ہیں قدیمی کتب خانہ کراچی ص ۷۸، ۷۷

وہابیہ ہو گی، وہی حساب ہے ع

کہ توہم در میان ما تلخی

(کہ تو بھی مصیبت میں مبتلا ہے۔ت)

مشرکین بھی تو دین اسلام کو بدعت بتاتے تھے،

"مَاسَمِعْنَا بِهٰذَا فِی الْمِلَّةِ الْاٰخِرَةِ ۚ اِنْ هٰذَاۤ اِلَّا اخْتِلَاقٌ ۚ" [1]	یہ تو ہم نے سب سے پچھلے دین نصرانیت میں بھی نہ سنی یہ تو نری نئی گھڑت ہے (ت)

خیر یہاں تک تو نری بدعت ہی بدعت تھی، آگے شراب ضلالت تیز و تند ہو کر اونچی چڑھی اور نشے کی ترنگ کیف کی امنگ دون پر آکر کفر تک بڑھی کہ اللہ عزوجل کا پاک و منزہ اور دیدار الٰہی کو بے جہت و مقابلہ ماننے کو مخلوقات کے قدیم جاننے اور خالق کو بے اختیار ماننے کے ساتھ گنا اور اسے ان ناپاک مسئلوں کے ساتھ کہ باجماع مسلمین کفر محض ہیں، ایک حکم میں شریک کیا، اب کیا کہا جائے سوا اس کے کہ "وَسَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْۤا اَیَّ مُنْقَلَبٍ یَّنْقَلِبُوْنَ ﴿۲۲۷﴾" [2] (اب جاننا چاہتے ہیں ظالم کہ کس کروٹ پر پلٹا کھائیں گے۔ت) ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ اچھے امام اور اچھے ماموم ع

مذہب معلوم و اہل مذہب معلوم

تازیانہ ۳: اقول: وباللہ التوفیق (میں کہتا ہوں اور توفیق اللہ تعالٰی سے ہے۔ت) سفیہ سحیق کی اور جہالت وضلالت دیکھئے خود مانتا جاتا ہے کہ صدق اللہ عزوجل کی صفات کمالیہ سے ہے، حیث قال صفت کمال ہمیں ست [3] الخ (جہاں اس نے یہ کہا صفت کمال یہی ہے الخ۔ت) پھر اسے امر اختیاری جانتا ہے کہ باری تعالٰی نے باوجود قدرت عدم برعایت مصلحت بطور ترفع اختیار فرمایا، اہل سنت کے مذہب میں اللہ عزوجل کے کمالات اس کے یا کسی کے قدرت واختیار سے نہیں بلکہ باقتضائے نفس ذات بے توسط قدرت وارادہ واختیار اس کی ذات پاک کے لئے واجب ولازم ہیں نہ کہ **معاذاللہ** وہ اس کی صنعت یا ان کا عدم اسکے زیر قدرت، تمام کتب کلامیہ اس کی تصریح سے مالا مال، وہ احادیث وآثار تمھارے کان تک بھی پہنچے ہوں گے جن میں کلام الٰہی کو باختیار الٰہی ماننے والا کافر ٹھہرا ہے، اور عجب نہیں کہ بعض ان میں سے ذکر کروں، مجھے یہاں حیرت ہے کہ اس بیباک بدعتی کو کیونکر الزام دوں، اگر یہ کہتا ہوں کہ صفات کمالیہ الٰہی کا اختیاری اور ان کے عدم کا زیر قدرت

---

[1] القرآن الکریم ۳۸/ ۷

[2] القرآن الکریم ۲۶/ ۲۲۷

[3] رسالہ یکروزی (فارسی) فاروقی کتب خانہ ملتان ص ۱۷

باری نہ ہونا ائمہ اہلسنت کا مسئلہ اجماعی ہے تو اس نے جیسے اوپر مسائل اجماعیہ تنزیہ وتقدیس کو بدعت حقیقیہ لکھ دیا یہاں کہتے کون اس کی زبان پکڑتا ہے کہ ائمہ اہل سنت سب بدعتی تھے، اور اگر یوں دلیل قائم کرتا ہوں کہ صفت کمال کا اختیاری اور اس کے عدم کا زیر قدرت ہونا مستلزم عیب ومنقصت ہے کہ جب کمال اختیاری ہوا کہ چاہے حاصل کیا یا نہ کیا تو عیب ونقصان روا ٹھہرا اور مولٰی سبحانہ وتعالٰی کا موصوف بصفات کمالیہ ہونا کچھ ضروری نہ ہوا تو یہ اس بدمشرب کا عین مذہب ہے وہ صاف لکھ چکا کہ باری عزوجل میں عیب وآلائش کا ہونا ممکن، مگر ہاں ان پیروؤں سے اتنا کہوں گا کہ آنکھ کھول کر دیکھتے جاؤں کس معتزلی کرامی کو امام جانتے ہو جو صراحۃً عقائد اجماعیہ اہل سنت وجماعت کو رد کرتا جاتا ہے، پھر نہ کہنا کہ ہم سنی ہیں۔

تنبیہ نبیہ: حضرت نے صفات کمالیہ باری جل وعلا کا اختیاری ہونا کچھ فقط صفت صدق ہی میں نہ لکھا بلکہ مستلزم علم الٰہی میں بھی اس کی تصریح کی، کتاب تقویۃ الایمان مسمّٰی بہ تقویت الایمان، ع

بر عکس نہند نام زنگی کافور

(سیاہ حبشی کا نام الٹ کر کافور رکھتے ہیں۔ت)

میں صاف لکھ دیا: "غیب کا دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہو کہ جب چاہئے کر لیجئے یہ اللہ صاحب ہی کی شان ہے"[1]

حاشا للہ! اللہ عزوجل پر صریح بہتان ہے، دیکھو یہاں کھلم کھلا اقرار کر گیا کہ اللہ تعالٰی چاہے تو علم حاصل کرلے چاہے جاہل رہے، شاباش بہادر، اچھا ایمان رکھتا ہے خدا پر، اہل سنت کے مذہب میں ازلا ابدا ہر بات کو جاننا ذات پاک کو لازم ہے کہ نہ وہ کسی کے ارادہ واختیار سے نہ اس کا حاصل ہونا یا زائل ہوجانا کسی کے قابو واقتدار میں، پیر وصاحبو! ذرا پیر طائفہ کی بدمذہبیاں گنتے جاؤ اور اپنے امام معظم کے لئے ہم اہلسنت کے امام اعظم ہمام امام الائمہ سراج الامہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کے ارشاد واجب الانقیاد کا تحفہ لو، فقہ اکبر میں فرماتے ہیں:

صفاتہ تعالٰی فی الازل غیر محدثۃ ولامخلوق فمن قال انہا مخلوقۃ او محدثۃ اووقف فیہا اوشك فیہا فہو کافر باللہ تعالٰی[2]۔	صفات الٰہی ازلی ہیں، نہ حادث نہ کسی کے مخلوق تو جو انھیں مخلوق یا حادث بتائے یا ان میں تردد کرے یا شک لائے وہ کافر ہے اور اللہ تعالٰی کا منکر۔

[1] تقویۃ الایمان الفصل الثانی ردالاشراك فی العلم مطبع علیمی اندرون لوہاری گیٹ لاہور ص ۱۴

[2] الفقۃ الاکبر مطبوعہ ملک سراج الدین اینڈ سنز کشمیری بازار لاہور ص ۴

اقول: وجہ اس کی وہی ہے کہ صفات مقتضائے ذات تو ان کا حادث و قابل فنا ہونا ذات کے حدوث و قابلیت کو مستلزم، اور یہ عین انکار ذات ہے، **والعیاذ باللہ رب العالمین۔**

تازیانہ ۴: اقول: وباللہ التوفیق جب صدق الٰہی اختیاری ہوا اور قرآن عظیم قطعًا اس کا کلام صادق، تو واجب کہ قرآن مجید اللہ تعالٰی کا مقتضائے ذات نہ ہو، ورنہ قرآن لازم ذات ہوگا اور صدق لازم قرآن اور لازم لازم لازم، اور لازم کا اختیاری ہونا بداہۃ باطل اور باجماع مسلمین جو کچھ ذات ومقتضائے ذات کے سوا ہے، سب حادث و مخلوق تو دلیل قطعی سے ثابت ہوا کہ مولائے وہابیہ پر قرآن عظیم کو مخلوق ماننا لازم، اس بارے میں اگرچہ حضرت عبداللہ بن مسعود عـــہ[۱] وعبداللہ بن عباس عـــہ[۲]، وجابر بن عبداللہ عـــہ[۳]، وابو درداء عـــہ[۴]، وحذیفہ بن الیمان عـــہ[۵]، وعمر بن حصین عـــہ[۶]، ورافع بن خدیج عـــہ[۷]، وابو حکیم شامی عـــہ[۸]، وانس بن مالک عـــہ[۹]، وابوہریرہ عـــہ[۱۰] دس صحابہ کرام رضوان اللہ تعالٰی عنہم اجمعین کی حدیثوں سے مروی ہوا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے قرآن مجید

عـــہ۱: الشیرازی فی الالقاب والخطیب ومن طریقه ابن الجوزی بوجه اٰخر ۱۲ منه

شیرازی نے القاب میں، خطیب نے اور ابن جوزی نے ایک اور سند سے روایت کیا ہے ۱۲ منہ (ت)

عـــہ۲: ابونصر السجری فی الابانة عن اصول الدیانة ۱۲ منه۔

ابونصر السجری نے الابانۃ عن اصول الدیانۃ میں ذکر کیا ہے ۱۲ منہ (ت)

عـــہ۳: اخرج عنه الخطیب ۱۲ منه

ان سے خطیب نے نقل کیا ہے ۱۲ منہ (ت)

عـــہ۴: الدیلمی فی مسند الفردوس ۱۲ منه۔

دیلمی نے مسند الفردوس میں ذکر کیا ۱۲ منہ (ت)

عـــہ۵: الشیرازی فی الالقاب والدیلمی فی مسند الفردوس بوجه اٰخر ۱۲ منه

شیرازی نے القاب میں اور دیلمی نے مسند الفردوس میں ایک اور سند سے روایت کیا ہے۔ ۱۲ منہ (ت)

عـــہ۶: الدیلمی من طریق الامام الشافعی رضی اللہ تعالٰی عنه ۱۲ منه

دیلمی نے امام شافعی رضی اللہ تعالٰی عنہ کی سند سے نقل کیا ہے ۱۲ منہ (ت)

عـــہ۷: کالذی قبله ۱۲ منه سلمه اللہ تعالٰی

یہ پہلے کی ہی مثل ہے ۱۲ منہ سلمہ اللہ تعالٰی (ت)

عـــہ۸: روی عنه الخطیب ۱۲ منه

خطیب نے ان سے نقل کیا ۱۲ منہ (ت)

عـــہ۹: الدیلمی وھو عند الخطیب بوجه اٰخر ۱۲ منه۔

دیلمی میں ہے اور خطیب نے اسے ایک اور سند سے بیان کیا ہے ۱۲ منہ (ت)

عـــہ۱۰: ابن عدی فی الکامل ۱۲ منه

ابن عدی نے الکامل میں ذکر کیا ۱۲ منہ (ت)

کے مخلوق کہنے والے کو کافر بتایا، مگر از انجا کہ ائمہ محدثین کو ان عــــہ احادیث میں کلام شدید ہے، لہذا آثار و اقول صحابہ کرام و تابعین عظام وائمہ اعلام علیہم رضاالمنعام استماع کیجئے۔

(ارشاد ا تا ۱۰) امام لالکائی کتاب السنہ میں بسند صحیح روایت کرتے ہیں:

انبأنا الشیخ ابو حامد بن ابی طاہر الفقیہ انبأنا عمر بن احمد الواعظ حدثنا محمد بن هارون الحضرمی حدثنا القاسم بن العباس الشیبانی حدثنا سفیان بن عیینة عن عمرو بن دینار قال ادرکت تسعة من اصحاب رسول الله صلی الله تعالٰی علیه وسلم یقولون من قال القرآن مخلوق فهو کافر[1]۔	ہمیں خبر دی شیخ ابو حامد بن ابی طاہر الفقیہ نے انھیں خبر دی عمر بن احمد الواعظ نے انھیں خبر دی محمد بن ہارون الحضرمی نے انھیں خبر دی قاسم بن عباس الشیبانی نے ان سے بیان کیا سفیان بن عیینہ نے کہ حضرت عمرو بن دینار فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے نو صحابہ کو پایا کہ فرماتے تھے جو قرآن کو مخلوق بتائے وہ کافر ہے۔

عــــہ: البیهقی فی الاسماء والصفات اسانیده مظلمة لا ینبغی ان یحتج بشیئ منها ولا ان یستشهد بها[2] ابن الجوزی فی الموضاعات موضوع[3] الذهبی فی المیزان والحافظ فی اللسان والسخاوی فی المقاصد باطل[4] القاری فی المنح لااصل له[5] السیوطی فی اللاٰلی فما رأیت لهذا الحدیث من طب[6] ۱۲ منه سلمه ربه۔

بیہقی نے "الاسماء والصفات" میں کہا ان میں سے کسی کے ساتھ بھی استدلال واستشہاد درست نہیں، ابن جوزی نے موضاعات میں موضوع قرار دیا ذہبی نے میزان میں اور حافظ نے لسان میں اور سخاوی نے مقاصد میں باطل کہا، علی قاری نے المنح میں کہا اس کی کوئی اصل نہیں، سیوطی نے اللآلی میں کہا میں نے اس حدیث کی کوئی صحت نہ پائی ۱۲ منہ سلمہ ربہ (ت)

[1] اللآلی المصنوعة بحوالہ اللالکائی فی السنة کتاب التوحید دار المعرفة بیروت ۱/ ۸
[2] المقاصد الحسنه بحوالہ الاسماء والصفات تحت حدیث ۷۶۷ دار الکتب العلمیه بیروت ص ۳۰۴
[3] موضوعات ابن الجوزی کتاب التوحید دار الفکر بیروت ۱/ ۱۰۸
[4] المقاصد الحسنه حدیث ۷۶۷ دار الکتب العلمیه بیروت ص ۳۰۴
[5] منح الروض الازہر شرح الفقه الاکبر القرآن غیر مخلوق الخ مصطفی البابی مصر ص ۲۶
[6] اللآلی المصنوعة کتاب التوحید دار المعرفة بیروت ۱/ ۶

(۱۱) بیہقی کتاب الاسماء والصفات میں امام جعفر صادق رضی اللہ تعالٰی عنہ وعن آباءہ الکرام سے راوی کہ مخلوقیت قرآن ماننے والے کی نسبت فرماتے، **انہ یقتل ولایستتاب**[1] اسے قتل کیا جائے اور اس سے توبہ نہ لیں۔

(۱۲) اسی میں امام علی بن مدینی سے منقول: **انہ کافر**[2] (وہ کافر ہے۔ت)

(۱۳) اسی میں امام مالک سے مروی: **کافر فاقتلوہ**[3] کافر ہے اسے قتل کرو۔

(۱۴) جزء الفیل میں یحیٰی بن ابی طالب سے رایت:

من زعم ان القرآن مخلوق فھو کافر[4]۔ذکر ھذہ الاربع امام السخاوی فی المقاصد الحسنۃ۔	جو قرآن کو مخلوق کہے کافر ہے، (ان چاروں کا ذکر امام سخاوی نے "المقاصد الحسنہ" میں کیا ہے۔ت)

(۱۵) ابن امام احمد کتاب السنہ میں فرماتے ہیں:

من قال القراٰن مخلوق فھو عندنا کافر لان القراٰن من صفۃ اللہ[5]۔	قرآن کو مخلوق کہنے والا ہمارے نزدیک کافر ہے کہ قرآن خدا کی صفتوں سے ہے۔

(۱۶) امام عبداللہ بن مبارک فرماتے ہیں:

من قال القراٰن مخلوق فھو زندیق[6]۔	جو قرآن کو مخلوق کہے وہ بے دین ہے۔

(۱۷) امام سفیان بن عیینہ فرماتے ہیں:

القرآن کلام اللہ من قال مخلوق فھو کافر[7].	قرآن کلام الٰہی ہے جو اسے مخلوق کہے کافر ہے۔

(۱۸) عبداللہ بن ادریس کے سامنے خلق قرآن ماننے والوں کا ذکر ہوا کہ اپنے آپ کو موحد کہتے ہیں

---

[1] المقاصد بحوالہ البیہقی فی الاسماء والصفات تحت حدیث ۷۶۷ دار الکتب العلمیہ بیروت ص ۳۰۵

[2] المقاصد الحسنہ بحوالہ علی ابن مدینی تحت حدیث ۷۶۷ دار الکتب العلمیہ بیروت ص ۳۰۵

[3] المقاصد الحسنہ بحوالامام مالک تحت حدیث ۷۶۷ دار الکتب العلمیہ بیروت ص ۳۰۵

[4] المقاصد الحسنہ بحوالہ جزء الفیل عن یحیٰی بن ابی طالب تحت حدیث ۷۶۷ دار الکتب العلمیہ بیروت ص ۳۰۵

[5] الحدیقۃ الندیۃ بحوالہ کتاب السنۃ القرآن کلام اللہ تعالٰی غیر مخلوق مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ۱/ ۲۵۷

[6] الحدیقہ الندیہ عبداللہ ابن مبارک کتاب السنۃ القرآن کلام اللہ تعالٰی غیر مخلوق مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ۱/ ۲۵۷

[7] الحدیقۃ الندیۃ سفیان بن عینیہ کتاب السنۃ القرآن کلام اللہ تعالٰی غیر مخلوق مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ۱/ ۲۵۷

فرمایا:

کذبوا لیس ھؤلاء بموحدین ھؤلاء زنادقۃ من زعم ان القراٰن مخلوق فقد زعم ان اللہ مخلوق ومن زعم ان اللہ مخلوق فقد کفر ھؤلاء زنادقۃ[1]۔	جھوٹے ہیں وہ موحد نہیں زندیق ہیں جس نے قرآن کو مخلوق کہا اس عہ نے خدا کو مخلوق کہا اور جس نے خدا کو مخلوق کہا کافر ہوا، یہ بے دین ہیں۔

(۱۹تا۲۱) وکیع بن الجراح و معاذ بن معاذ و یحیٰی بن معین فرماتے ہیں: **من قال القراٰن مخلوق فھو کافر**[2] (جس نے قرآن کو مخلوق کہا وہ کافر ہے۔ت)

(۲۲) ابن ابی مریم نے فرمایا: **من زعم ان القراٰن مخلوق فھو کافر**[3] (جو قرآن کو مخلوق مانے وہ کافر ہے۔ت)

(۲۳و۲۴) شبابہ بن سور و عبدالعزیز بن ابان قرشی فرماتے ہیں:

القرآن کلام اللہ ومن زعم انہ مخلوق فھو کافر[4]۔	قرآن کلام اللہ ہے جو اسے مخلوق مانے کافر ہے۔

(۲۵) امام یزید بن ہارون نے فرمایا:

واللہ الذی لا الٰہ الا ھوا الرحمٰن الرحیم عالم الغیب والشھادۃ من قال القراٰن مخلوق فھو زندیق[5]۔ اورد ھذہ الاواخر فی	قسم اللہ کی جس کے سوا کوئی سچا معبود نہیں بڑا مہربان رحمت والا حاضر غائب سب سے خبردار کہ جو کوئی قرآن کو مخلوق کہے زندیق ہے (ان آخری اقوال کا

عـــہ: **اقول:** وجہ ملازمت ظاہر ہے کہ ہر مخلوق حادث اور قرآن لازم ذات اور حدوث لازم حدوث ملزوم کو مستلزم اور ہر حادث مخلوق تو خلق صفت ماننے کو خلق ذات ماننا لازم، حضرات نجدیہ غور کریں لازم شنیع یعنی **معاذاللہ** ذات باری کا حادث و مخلوق ہونا ان کے امام پر بھی لازم آیا یا نہیں غنیمت جانیں کہ لازم قول قول نہیں ہوتا ۱۲ **منہ دام فیضہ**

---

[1] الحدیقۃ الندیہ بحوالہ عبداللہ بن ادریس القرآن کلام اللہ تعالٰی غیر مخلوق مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ۱/ ۲۵۷
[2] الحدیقۃ الندیہ بحوالہ وکیع بن الجراح و معاذ بن معاذ و یحیٰی بن معین مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ۱/ ۵۸، ۲۵۷
[3] الحدیقۃ الندیہ بحوالہ ابن ابی مریم القرآن کلام اللہ غیر مخلوق مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ۱/ ۲۵۸
[4] الحدیقۃ الندیہ بحوالہ شبابہ بن سوار و عبدالعزیز بن ابان القرشی القرآن کلام اللہ غیر مخلوق مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ۱/ ۲۵۸
[5] الحدیقۃ الندیہ بحوالہ یزید بن ہارون القرآن کلام اللہ غیر مخلوق مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ۱/ ۵۸، ۲۵۷

الحديقة الندية شرح الطريقة المحمدية للعلامة النابلسی۔	تذکرہ علامہ نابلسی نے الحدیقۃ الندیہ شرح الطریقۃ المحمدیہ میں کیا۔ت)

(۲۶) سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ وصایا میں فرماتے ہیں:

من قال ان کلام اللہ مخلوق فھو کافر باللہ العظیم[1]۔	جو قرآن کو مخلوق کہے اس نے عظمت والے خدا کے ساتھ کفر کیا۔

(۲۷) امام فخر الاسلام فرماتے ہیں:

قد صح عن ابی یوسف انہ قال ناظرت اباحنیفۃ رحمہ اللہ تعالٰی فی مسئلۃ خلق القراٰن فاتفق رأیی ورأیہ علی ان من قال بخلق القراٰن فھو کافر[2]۔	امام ابویوسف رحمہ اللہ تعالٰی سے بروایت صحیحہ ثابت ہوا کہ انھوں نے فرمایا میں نے امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مسئلہ خلق قرآن میں مناظرہ کیا بالاخر میری اور ان کی رائے متفق ہوئی کہ خلق قرآن ماننے والا کافر ہے۔

(۲۸) مولانا علی قاری شرح فقہ اکبر میں اسے نقل کرکے فرماتے ہیں:

صح ھذا القول ایضا عن محمد[3]۔	یہ قول امام محمد رحمۃ اللہ تعالٰی سے بھی بسند صحیح مروی ہوا،

(۲۹و۳۰) فصر عمادی پھر فتاوٰی عالمگیری میں ہے:

من قال بخلق القراٰن فھو کافر[4] الخ۔	جس نے قرآن کے مخلوق ہونے کا قول کیا وہ کافر ہے۔(ت)

(۳۱) خلاصہ میں ہے:

معلم قال تا قرآن آفریدہ شدہ است پنج شنبی نہادہ شدہ است یکفر[5] الخ۔	اگر معلم نے کہا جب سے قرآن پیدا کیا گیا جمعرات بنائی گئی تو کافر ہوجائے گا الخ۔(ت)

---

[1] وصیت نامہ امام اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ ملک سراج الدین اینڈ سنز کشمیری بازار لاہور ص ۲۹و۳۰

[2] منح الروض الازھر شرح الفقہ الاکبر بحوالہ فخر الاسلام القرآن کلام اللہ غیر مخلوق مصطفی البابی مصر ص ۲۶

[3] منح الروض الازھر شرح الفقہ الاکبر بحوالہ فخر الاسلام القرآن کلام اللہ غیر مخلوق مصطفی البابی مصر ص ۲۶

[4] فتاوٰی ہندیہ الباب التاسع فی احکام المرتدین نورانی کتب خانہ پشاور ۲/ ۲۶۶

[5] خلاصۃ الفتاوٰی کتاب الفاظ الکفر الجنس التاسع فی القرآن مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۴/ ۳۸۸

(۳۲) خزانۃ المفتین میں ہے:

من قال بخلق القراٰن فهو كافر. سئل نجم الدين النسفي عن معلمة قالت تاقراٰن افريده شد است سيم پنچ شنبی استادنهاده شده است، هل يقع في نكاحها شبهة قال نعم لانها قالت بخلق القرآن[1]۔	جس نے خلق قرآن کا قول کیا تو وہ کافر ہے۔ امام نجم الدین نسفی سے ایک معلّمہ کے بارے میں پوچھا گیا جس نے کہا جب قرآن پیدا کیا گیا تیسویں جمعرات استاد رکھا گیا اس معلّمہ کے نکاح میں کوئی شبہ واقع ہوگا؟ تو انھوں نے فرمایا: ہاں، کیونکہ اس نے خلق قرآن کا قول کیا ہے۔ (ت)

ایہاالمسلمون! امام وہابیہ کے صرف ایک قول کے متعلق صحابہ وتابعین وائمہ مجتہدین وعلمائے دین رضوان اللہ تعالٰی علیہم اجمعین کے یہ بتیس فتوے ہیں جن کی رو سے اس پر کفر لازم عــــہ، اور اس کے بہت سے اقوال کہ اس کے مثل یا اس سے بھی شنیع تر ہیں، ان کا کہنا ہی کیا ہے ع

قیاس کن زگلستان او بہارش را

(باغ پر اس کی بہار کو قیاس کرو۔ ت)

اللهم انا نسئلك الختام على الايمان والسنة. اٰمين اٰمين ياعظيم المنة۔	اے اللہ! ہم تجھ سے ایمان اور سنت پر خاتمہ مانگتے ہیں، اے عظیم احسان فرمانے والے! قبول فرما، قبول فرما! (ت)

یہ چار تازیانے خاص اس امر کے اظہار میں تھے کہ مولائے نجدیہ نے اس ایک قول میں کتنی کتنی بد مذہبیاں کیں، معتزلیت کرامیت وغیرہما کس کس طرح کی ضلالتیں لیں، کیسا کیسا عقائد اجماعیہ اہل سنت کو جھٹلایا، اللہ عزوجل کی جناب میں گستاخی وبے ادبی کو کس نہایت تک پہنچایا، جب بحمد اللہ تضلیل مستدل سے فراغت پائی

عــــہ: ليحمدوا ان المحققين فرقوا بين اللزوم والالتزام ثم الايكفيه مافي هذا من خسار كامل وبوار تام والعياذ بالله ذي الجلال والاكرام ۱۲منه۔	محققین نے لزوم اور التزام کے درمیان فرق کیا ہے یہ غنیمت جانیں پھر کیا اسی میں کامل خسارہ اور مکمل ہلاکت کافی نہیں صاحب جلال واکرام ہی کی پناہ ہے ۱۲منہ (ت)

[1] خزانۃ المفتین فصل فی الفاظ الکفر قلمی نسخہ ۱/۱۹۷

بتوفیق تعالٰی تذلیل دلیل کی طرف چلئے یعنی اس ہذیان دوم میں جو اس نے امکان کذب باری پر ایک فریبی مغالطہ دیا، اس کا رد بلیغ سنئے، ذرا اس کی تقریر مغالطہ پر پھر ایک نظر ڈال لیجئے کہ تازہ ہو جائے، حاصل اس کلام پریشان کا یہ تھا کہ عدم کذب باری تعالٰی کہ صفات کمال سے ہے، جس سے اس کی مدح کی جاتی ہے، در صفت عہ۱ کمال و قابل مدح ہے کہ کذب پر قادر ہو کر اس سے بچے، سرے سے قدرت ہی نہ ہوئی، تو عدم کذب میں کیا خوبی ہے، پتھر کی کوئی تعریف نہ کرے گا کہ جھوٹ نہیں بولتا۔ یونہیں جو کذب کا ارادہ کرے مگر کسی مانع کے سبب بول نہ سکے عقلا اس کی بھی مدح نہ کریں گے، اب بتوفیق اللہ تعالٰی پہلے تقوض اجماع لیجئے، پھر حل مغالطہ کا مژدہ دیجئے، واللہ الھادی وولی الایادی (اللہ تعالٰی ہی ہادی ہے اور مدد کا مالک ہے۔ت)

تازیانہ ۵: رب عزوجل فرماتا ہے: "وَمَآ اَنَا بِظَلَّامٍ لِّلۡعَبِيۡدِ" [1] میں بندوں کے حق میں ستمگر نہیں۔ اور فرماتا ہے: "وَلَا يَظۡلِمُ رَبُّكَ اَحَدًا" [2] تیرا رب کسی پر ظلم نہیں کرتا۔ اور فرماتا ہے: "اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظۡلِمُ مِثۡقَالَ ذَرَّةٍ" [3] بیشک اللہ تعالٰی ایک ذرے برابر ظلم نہیں فرماتا۔

اقول: ان آیات میں مولٰی عزوجل نے عدم ظلم سے اپنی مدح فرمائی، کیوں عہ۲ ملاجی! بھلا جو ظلم پر

عہ۱: **اقول:** اس احمق کا سارا ہذیان دفع کرنے کو صرف اتنا جملہ کافی جو تنزیہ دوم میں زیر دلیل بست وچہارم گزرا کہ اللہ عزوجل پر ہر وہ شے بھی محال جو کمال سے خالی ہو اگرچہ نقص نہ رکھتی ہو ظاہر ہے کہ نفی کمال سے مدح ہونے سے رہی مدح اس کی نفی سے ہوگی جو کمال نہیں، اور جو کچھ نہیں وہ باری عزوجل کے لئے محال، ایمان ٹھیک ہو تو یہی دو حرف بس ہیں ۱۲ منہ

عہ۲: **بحمداللہ** یہ نقض نہ رفیع بدیع ملائے شفیع کی ساری تقریر فظیع کو سراپا حاوی جس سے اس کے ہذیانوں کا ایک حرف نہ بچ سکے، اس تقریر پریشان کو پیش نظر رکھ لیجئے اور یوں کہہ چلئے ظلم الٰہی محال نہیں ورنہ لازم آئے کہ قدرت انسانی قدرت ربانی سے زائد ہو کہ ظلم وستم اکثر آدمیوں کی قدرت میں ہے، ہاں ظلم خلاف حکمت ہے تو ممتنع بالغیر ہو، اسی لئے عدم ظلم کو کمالات حضرت حق سبحانہ سے گنتے اور اس سے اس کی تعریف کرتے ہیں بخلاف شجر وحجر کہ انھیں کوئی عدم ظلم سے ستائش نہیں کرتا اور ظاہر ہے کہ صنعت کمال یہی ہے کہ ظلم پر قدرت تو ہو مگر برعایت مصلحت ومقتضائے حکمت الائش ستمگاری سے بچنے کو ظلم نہ کرے، ایسا ہی (باقی برصفحہ آیندہ)

---

[1] القرآن الکریم ۵۰/ ۲۹

[2] القرآن الکریم ۱۸/ ۴۹

[3] القرآن الکریم ۴/ ۴۰

قدرت ہی نہ رکھے اس کی بے ظلمی کی کیا تعریف، یوں تو پتھر کی بھی ثنا کیجئے کہ ظلم نہیں کرتا، اسی طرح جو صوبہ چاہے مگر حاکم بالا کا خوف مانع آئے اسکی بھی مدح نہ کریں گے۔ تو لاجرم باری عزوجل کو ظلم پر قادر رکھئے گا، **سبحان اللہ!** تم سے کیا دور جب کذب وغیرہ وآلائش پر قدرت مان چکے تو ظلم میں کیا ستم رکھا ہے مگر اتنا سمجھ لیجئے کہ ظلم کہتے ہیں ملک غیر میں تصرف بے جا کو، جب باری سبحانہ وتعالٰی کو اس پر قادر مانئے گا تو پہلے بعض اشیاء کو اس کی ملک سے خارج اور غیر کی ملک مستقل مان لیجئے، مسلمانوں کو تو بزور زبان زور وبہتان مشرک کہتے ہو خود سچے پکے کافر بن جائے، **قال تعالٰی**:

"لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ" [1] اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں۔ **وقال تعالٰی**:

"قُلْ لِّمَنْ مَّا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ قُلْ لِّلّٰهِ" [2] تو فرماؤ کس کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے تو فرماؤ اللہ تعالٰی کا ہے، **وقال تعالٰی**: "اَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِی السَّمٰوٰتِ" [3] کیا ان کا ساجھا ہے آسمانوں میں، ولہذا اہل سنت وجماعت کا اجماع قطعی قائم کہ باری جل مجدہ سے ظلم ممکن ہی نہیں۔ شرح فقہ اکبر میں ہے:

لایوصف اللہ تعالٰی بالقدرۃ علی الظلم لان المحال لایدخل تحت القدرۃ وعند	باری تعالٰی کو ظلم پر قادر نہ کہا جائے گا کہ محال زیر قدرت نہیں آتا، اور معتزلہ کے نزدیک قادر

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) شخص سلب عیب ظلم واتصاف کمال عدل سے ممدوح ہوگا بخلاف اس کے جس کے اعضاء وجوارح بیکار ہوگئے ہوں کہ ظلم کر ہی نہیں سکتا یا قوت متفکرہ فاسد ہوگئی ہے کہ معنی ظلم سمجھنے اور اس کا قصد کرنے ہی سے عاجز ہے یا وہ شخص کہ جب عدل وانصاف کا حکم دے تو یہ حکم اس سے صادر ہو اور جب ظلم کا حکم چاہے آواز بند ہوجائے یا زبان نہ چلے یا کوئی منہ بند کرلے یا گلا دبادے یا ایک شخص کسی سے سیکھ کر حکم کرتا ہے آپ حکم دینا جانتا ہی نہیں اور وہ بتانے والا اسے احکام عدل وانصاف ہی بتاتا ہے اس وجہ سے ظلم صادر نہیں ہوتا، یہ لوگ عقلاء کے نزدیک قابل مدح نہیں بالجملہ عیب ظلم سے ترفع اور اس کی آلائش سے تنزہ کے لئے ظلم نہ کرنا ہی صفت مدح ہے اور عجز ہو تو کچھ مدح نہیں، یا اسکی مدح پہلے کی مدح سے بہت کم ہے انتہٰی ملاحظہ کیجئے نقص اسے کہتے ہیں کہ نام کو لگی نہ رکھے **واللہ الموفق** ۱۲ منہ سلمہ

---

[1] القرآن الکریم ۲ /۲۸۴ و ۴ /۱۲۶

[2] القرآن الکریم ۶ /۱۲

[3] القرآن الکریم ۳۵ /۴۰ و ۴۶ /۴

المعتزلة انه یقدر ولایفعل[1]۔	ہے اور کرتا نہیں۔

بیضاوی وعمادی وغیرہما تفاسیر میں ہے:

الظلم یستحیل صدورہ عنه تعالٰی[2] اھ ملخصا۔	اللہ تعالٰی سے ظلم صادر ہونا محال ہے۔

تفسیر روح البیان میں ہے: الظلم محال منه تعالٰی[3] اللہ تعالٰی سے ظلم محال ہے۔ تفسیر کبیر میں ہے:

الذی یدل علی ان الظلم محال من اللہ تعالٰی ان الظلم عبارۃ عن التصرف فی ملك الغیر، والحق سبحانه لایتصرف الافی ملك نفسه فیمتنع کونه ظالما وایضا الظالم لایکون الٰھا والشیئ لایصح الااذ کانت لوازمه صحیحة فلوصح منه الظلم لکان زوال الٰھیته صحیحا وذٰلك محال[4] اھ ملخصا۔	ظلم الٰہی محال ہونے کی دلیل یہ ہے کہ ظلم ملک غیر میں تصرف عــــہ۱ سے ہوتاہے اور حق سبحانہ تعالٰی جو تصرف کرے یا اپنی ہی ملک میں کرتا ہے تو اس کا ظلم ہونا محال اور نیز ظالم عــــہ۲ خدا نہیں ہوتا اور شے جبھی ممکن ہوتی ہے کہ اس کے سب لوازم ذاتیہ ممکن ہوں، تو اگر ظلم الٰہی ممکن ہو تو لازم ظلم یعنی زوال الوہیت بھی ممکن ہو یہ محال ہے اھ ملخصًا۔

اسی میں زیر قولہ تعالٰی "وَنَضَعُ الْمَوَازِیْنَ الْقِسْطَ لِیَوْمِ الْقِیٰمَةِ"[5] الاٰیة لکھتے ہیں:

الظالم سفیه خارج عن الاُلھیة فلوصح	ظالم بے وقوف ہے خدائی سے خارج تو اگر خدا سے

عــــہ۱: لایخفی علی الفطن الفاھم فرق بین تعبیر الاصل وعبارۃ العبد المترجم ۱۲منه	صاحب ذہن وفہم کے لئے اصل اور مترجم کی عبارت میں فرق واضح ہے ۱۲منہ (ت)

عــــہ۲: یعنی ظلم والوہیت کا جمع ہونا ناممکن کہ ظلم عیب ہے اور الوہیت ہر عیب کو منافی تو صدور ظلم کو عدم الوہیت لازم ۱۲منہ۔

[1] منح الروض الازہر شرح الفقه الاکبر باب لایوصف اللہ تعالٰی بالقدرۃ علی الظلم مصطفی البابی مصر ص ۱۳۸

[2] انوار التنزیل (بیضاوی) آل عمران آیة وما اللہ یرید ظلما للعلمین (نصف اول) مصطفی البابی مصر ص ۶۹

[3] روح البیان تحت آیة وما انا بظلام للعبید المکتبة الاسلامیه لصحاحبها الریاض جزء ۲۶ ص ۱۲۶

[4] مفاتیح الغیب (تفسیر کبیر) آیة ان اللہ لا یظلم مثقال ذرہ المطبعة البهیة المصریة مصر ۱۰/ ۱۰۲

[5] القرآن الکریم ۲۱/ ۴۷

منه الظلم لصح خروج عن الالٰهية [1]۔	ظلم ممکن ہو تو اس کا خدائی سے نکل جانا ممکن ہو،

تفسیر کبیر کی وہی عبارت ہے جس کا ہم تازیانہ اول میں وعدہ کر آئے تھے۔

تازیانہ ۶: قال ربنا تبارك وتعالٰی:

وقول "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ لَمْ یَتَّخِذْ وَلَدًا" [2]۔	تو کہہ سب تعریفیں اس خدا کو جس نے اپنے لئے بیٹا نہ بنایا۔

وقال تعالٰی حاکیا عن الجن:

"وَّ اَنَّهٗ تَعٰلٰى جَدُّ رَبِّنَا مَا اتَّخَذَ صَاحِبَةً وَّ لَا وَلَدًا ۙ" [3]۔	بے شک بڑی شان ہے ہمارے رب کی جس نے اپنے لئے نہ عورت اختیار کی نہ بچہ۔

اقول: ان آیات میں سبوح قدوس جل جلالہ نے یوں اپنی تعریف فرمائی، اب بھلا میاں جی کہیں اپنی دلیل سے چوکتے ہیں، ضرور کہیں گے کہ ان کا خدائے موہوم چاہے تو بیاہ کرے، بچے جنائے، مگر عیب ولوث سے بچنے کو فرد رہتا ہے، جب توصفت مدح ٹھہری ورنہ سرے سے قدرت ہی نہ ہو تو خوبی ہی کیا ہے، یحیٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فرمایا گیا: "سَیِّدًا وَّ حَصُوْرًا" [4] سردار اور عورتوں سے پرہیز رکھنے والا، احیز نامرد کی کون تعریف کرے گا کہ عورتوں سے بچتا ہے۔"

تازیانہ ۷: قال المولٰی سبحانه وتعالٰی: "وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِیًّا ۚ" [5] تیرا رب بھولنے والا نہیں،

اقول: اب دہلوی ملا اپنی ہذیانی دلیل کو آیہ کریمہ میں جاری کر دیکھئے، "رب تعالٰی ذکرہ، نے عدم نسیان سے اپنی مدح فرمائی او رصفت کمال و قابل مدح یہی ہے کہ باجود امکان نسیان عیب ولوث سے بچنے کو اپنے علوم حاضر رکھے، پتھر کی کوئی تعریف نہ کرے گا کہ یہ بات نہیں بھولتا حالانکہ عدم نسیان قطعاً اسے بھی حاصل، یوہیں اگر ایک شخص بالقصد کسی مسئلہ کو بھلا دینا چاہتا ہے اور عمداً اپنے دل کو اس کی یاد سے پھیرتا ہے، مگر جب بھولنے پر آتا ہے کوئی یاد لاتا ہے یوں بھلانے پر قدرت نہیں پاتا عقلا ایسے شخص کو بھی عدم نسیان سے مدح نہ کریں گے تولاجرم

---

[1] المفاتیح الغیب (التفسیر الکبیر) آیہ نضع الموازین القسط یوم القیٰمة المطبعة البهیة المصریة مصر ۲۲/۱۷۷

[2] القرآن الکریم ۱۷/ ۱۱۱

[3] القرآن الکریم ۷۲/ ۳

[4] القرآن الکریم ۳/ ۳۹

[5] القرآن الکریم ۱۹/ ۶۴

واجب کہ باری سبحانہ کا نسیان ممکن ہو اور وہ اپنے علوم بھلادینے پر قادر "تعالٰی اللہ عن ذٰلك علوا کبیرا (اللہ تعالٰی اس سے بہت بلند ہے۔ت)

تازیانہ ۸: آیہ کریمہ "لَا یَضِلُّ رَبِّیْ وَ لَا یَنْسَی ﴿۵۲﴾ "[1] میرا رب نہ بہکے نہ بھولے، **اقول:** موسٰی کلیم علٰی سیدہ وعلیہ الصلٰوۃ والتسلیم نے عدم ضلال سے اپنے رب کی ثنا کی "اگر دہلوی میانجی کی دلیل سچی ہو تو لازم کہ باری عزوجل کا بہکنا ممکن ہو کہ مدح اسی میں ہے کہ باوصف امکان عیب ولوث سے بچنے کو ضلال میں نہ پڑے، اگر ضلالت پر قدرت ہی نہ پائی تو مجبوری کی بات میں تعریف کاہے کی، پتھر کو کوئی نہ کہے گا کہ یہ راہ نہیں بھولتا یا جب پھینکتے ہیں تو سیدھا زمین ہی پر آتا ہے، کبھی بہک کر آسمان کو نہیں چلا جاتا، اسی طرح جب کوئی شخص بہکنے کو ہو تو راہ بتادی جائے، یوں بہکنے نہ پائے، اس میں بھی کوئی تعریف نہیں" یہ چار تازیانے نقض کے لئے بس ہیں، اور جو شخص طرز تصویر سمجھ گیا اس پر راہ اور نقوض کثیرہ کا استخراج عــہ آسان۔

مگر انصاف یہ ہے کہ جو گستاخ دہن دریدہ حیا پریدہ اپنے رب کے لئے دنیا بھر کے عیب وآلائش روا کرچکا، اس سے ان استحالوں کا ذکر بے حاصل کہ وہ سہو وضلالت وجماع وولادت سب کچھ گوارا کرلے گا۔

تیر بر جاہ انبیا انداز | طعن در حضرت الٰہی کن
بے ادب زی وآنچہ دانی گوئے | بیحیا باش ہرچہ خواہی کن

(انبیاء علیہم السلام کے رتبہ پر تیر برسا، بارگاہ الٰہی میں طعن کر، بے ادب ہو جا پھر جو چاہے کہہ بیحیا ہو جا پھر جو چاہے کر۔ت)

تازیانہ ۹: اقول: ع

عیب مے جملہ بگفتی ہنرش نیز بگوئے

(اس کے تمام عیوب بیان کئے اب اسکے ہنر بھی بیان کر۔ت)

عــہ: مثلاً قال اللہ تعالٰی: "وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۸۵﴾ "[2] اللہ غافل نہیں تمہارے کاموں سے، تو ملاجی کے مسلک پر لازم کہ اس کی غفلت ممکن ہو، وقال اللہ تعالٰی:

"اَوَ لَمْ یَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ لَمْ یَعْیَ بِخَلْقِهِنَّ "[3] الآیۃ۔	کیا انھوں نے نہ دیکھا کہ وہ اللہ جس نے آسمان اور زمین بنائے اور نہ تھکا ان کے بنانے سے،

اب ملّا جیل کہیں گے کہ خدا کا تھکنا بھی ممکن، وعلٰی ھذا القیاس ۱۲ منہ۔

---

[1] القرآن الکریم ۲۰/ ۵۲

[2] القرآن الکریم ۲/ ۸۵ و ۱۴۰ و ۱۴۹ و ۳/ ۹۹

[3] القرآن الکریم ۴۶/ ۳۳

جامعیت اوصاف عجب چیز ہے، اور مجموعہ کا فضل آحاد پر ظاہر، دہلوی ملا کو بھی اللہ عزوجل نے جامعیت اصناف بدعت عطافرمائی تھی، دنیا بھر میں کم کوئی طائفہ ارباب ضلالت نکلے گا جس سے ان حضرت نے کچھ تعلیم نہ لی ہو، پھر ایجاد بندہ اس پر علاوہ، تو اس نئے فتنہ کو چاہے عطر فتنہ کہئے یا ضلالت کی گھانیوں کا عطر مجموعہ، اب یہ نفیس دلیل جو حضرت نے امکان کذب باری عزوجل پر قائم کی، حاشا ان کی اپنی تراشی نہیں کہ وہ دین میں نئی بات نکالنے کو بہت برا جانتے تھے بلکہ اپنے اساتذہ کاملہ حضرات معتزلہ خذلہم اللہ تعالٰی سے سیکھ کر لکھی ہے، ان خبیثوں نے بعینہٖ حرف بحرف اس دلیل سے مولٰی تعالٰی کا امکان ظلم نکالا تھا اور جو نقص فقیر نے ان حضرت پر کئے بعینہٖ ایسے ہی نقصوں سے ائمہ اہل سنت نے ان باپا کوں کارد فرمایا، امام فخر الدین رازی تفسیر کبیر میں زیر قولہ عزوجل ان اللہ لایظلم مثقال ذرہ فرماتے ہیں:

قالت المعتزلہ الاٰیۃ تدل علی انہ قادر علی الظلم لانہ تمدح بترکہ ومن تمدح بترك فعل قبیح لم یصح منہ ذٰلك التمدح الا اذاکان ھو قادرًا علیہ الاتری ان الزمن لایصح منہ ان یتمدح بانہ لایذھب فی اللیالی الی السرقۃ والجواب انہ تعالٰی تمدح بانہ لاتاخذہ سنۃ ولانوم ولم یلزم ان یصح ذٰلك علیہ وتمدح بانہ لاتدرکہ الابصار ولم یدل ذٰلك عند المعتزلۃ عـــہ علی انہ یصح ان تدرکہ الابصار [1]۔	یعنی معتزلہ نے کہا آیت مذکورہ دلالت فرماتی ہے کہ اللہ تعالٰی ظلم پر قادر ہے، اس لئے کہ رب عزوجل نے اس میں ترک ظلم سے اپنی مدح فرمائی ور کسی فعل قبیح کے ترک پر مدح جب ہی صحیح ہوگی کہ اسے اس کے کرنے پر قدرت ہو آخر نہ دیکھا کہ لنجھا اپنی تعریف نہیں کرسکتا کہ میں راتوں کو چوری کے لئے نہیں جاتا، اسکا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالٰی نے اپنی مدح میں فرمایا کہ اسے نیند آئے نہ غنودگی، حالانکہ معتزلہ کے ہاں بھی اللہ تعالٰی کے لئے یہ ممکن نہیں۔اور اپنی مدح میں یہ بھی فرمایا کہ ابصار اس کا احاطہ نہ کرسکیں، حالانکہ یہ بھی ان کے ہاں ممکن نہیں (ت)

مسلمان دیکھیں کہ معتزلہ ذلیل کی یہ بیہودہ دلیل بعینہٖ وہی ہذیان ملائے ضلیل ہے یا نہیں۔فرق یہ ہے کہ انھوں نے اس قدیم العدل پر تہمت ظلم رکھی، انھوں نے اس واجب الصدق پر افترائے کذب اٹھایا،

عـــہ: **اقول:** بل وعندنا ایضا اذاکان الادراك بمعنی الاحاطۃ ۱۲ منہ	میں کہتا ہوں بلکہ ہمارے نزدیک بھی جب ادارک بمعنی احاطہ ہو ۱۲ منہ (ت)

[1] مفاتیح الغیب (التفسیر کبیر) آیۃ ان اللہ لایظلم مثقال ذرۃ الخ المطبعۃ البھیۃ المصریہ مصر ۱۰۲/۵

انھوں نے بر تقدیر تنزہ اپنے رب کو لنجھے سے تشبیہ دی انھوں نے گونگے اور پتھر سے ملادیا، وفی ذلك **اقول**: (اسی میں میں نے کہا۔ت)۔

هم اٰمنوا ظلما ملیکهم ذاقائل کذابا بکذب عـــه الهه
لاغر وفیه اذا القلوب تشابهت فالشبه نزاع الی اشباهه [1]

(وہ ظالم اپنے مالک کے بارے میں ظلم پر ایمان رکھتے ہیں اور یہ اپنے الہ کو کذاب کہتے ہیں اس میں کوئی شک نہیں کہ ان کے دل ایک جیسے ہیں اور وجہ شبہ اپنے مشابہات کی طرف کھینچنے والا ہوتا ہے۔ت)

اب ائمہ اہل سنت کا جواب سنئے، امام ممدوح فرماتے ہیں اس دلیل سے جواب یہ ہے کہ اللہ تعالٰی نے اپنی تعریف فرمائی کہ اسے غنودگی وخواب نہیں آتی اس سے یہ لازم نہ آیا کہ **معاذاللہ** یہ چیزیں اس کے لئے ممکن بھی ہوں اور اس نے اپنی تعریف فرمائی کہ نگاہیں اسے نہیں پاتیں اس سے معتزلہ کے نزدیک اس پر نظر پہنچنے کا امکان نہ نکلا **انتھی** کیوں ہم نہ کہتے تھے ع

آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہاداری
(تمام جواوصاف رکھتے ہیں تو تنہا ان سے جامع ہے۔ت)

تازیانہ ۱۰: هو الحل اقول وباللہ التوفیق

صفات مدائح کے درجات متفاوت ہیں بعض مدائح اولٰی ہوتے ہیں یعنی اعلی درجہ کمال، اور بعض تنزلی یعنی فائت الکمال کے مبلغ کمال، پھر یہ اسی کے حق میں مدح ہوں گے جو مدائح اولی نہیں رکھتا، صاحب کمال تام کا اس پر قیاس جہل و وسواس، مثلا عبادت وتذلل وخشوع وخضوع وانکسار وتواضع انسان کے مدائح جلیلہ سے ہیں اور باری جل شانہ پر محال، کہ ان کا مدح ہونا فوت کمال حقیقی یعنی معبودیت پر مبنی تھا، معبود عالم عزجلالہ کے حق عیب ومنقصت ہیں بلکہ اس کے لئے مدح تعالٰی وتکبر ہے جل وعلا سبحانہ وتعالٰی، یوہیں ترک نقائص ومعائب میں مخلوق کی مدح بالقصد باز رہنے پر مبتنی ہونا بھی اسکے نقصان ذاتی پر مبنی کہ وہ اپنی ذات میں سبوح وقدوس وواجب الکمال ومستحیل النقصان نہیں بلکہ جائز العیوب والقبوح ہے اور بنظر نفس ذات کے عیوب و نقائص سے

عـــه: قدمر ان القول بالامکان قول بالوقوع بل بالوجوب ۱۲منه
گزر چکا ہے کہ امکان کذب کا قول کذب کے وقوع بلکہ اس کے وجوب کو مستلزم ہے ۱۲منہ (ت)

[1] الدیوان العربی الموسوم بساتین فی الرد علی القائل بامکان کذب اللہ تعالٰی دار الاشاعت لاہور، مجمع بحوث الامام احمد رضا کراچی ص ۲۰۴

منافات نہیں رکھتا تو غایت مدح اس کے لئے یہ ہے کہ جہاں تک بنے اس ممکن سے بچے اور تلوث سے بھاگے، ولہذا جہاں بوجہ فقدان اسباب وآلات بعض معائب وفواحش کی استطاعت نہ رہے وہاں مدح بھی نہ ہوگی جیسے نامرد لنجھے اپاہج گونگے کا زنا کرنا، چوری کو نہ جانا، جھوٹ بولنا کہ مناط مدح کے دور بھاگنا اور ت اپنے نفس کا باز رکھتا تھا یہاں مفقود، اور جب امکان ہے تو کیا معلوم کہ عصمت بی بی از بیچاری نہیں شاید اسباب سالم ہوتے تو مرتکب ہوتا، سفیہ جاہل نے اپنے رب جل وعلا کو بھی انھیں گونگوں لنجھوں بلکہ اینٹوں پتھروں پر قیاس کیا اور جب تک عیب ونقصان سے متصف نہ ہوسکے عدم عیب کو مدح نہ سمجھا حالانکہ یہ مدح اول وکمال حقیقی تھا کہ وہ اپنے نفس ذات میں متعالی وقدوس وسبوح وواجب الکمالات ومستحیل القبوح ہے تعالٰی وتقدس تو یہاں عیب ممکن سے باز رہنے اور بطور ترفع بالقصد بچنے کی صورت ہی متصور نہیں، نہ حاش للہ یہ اس کے حق میں مدح بلکہ کمال مذمت وقدح ہے، **واللہ العزۃ جمیعا** (تمام عزت اللہ تعالٰی کے لئے ہے۔ت) **ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔**

تنبیہ نفیس: ایھا المسلمون! ایک عام فہم بات عرض کروں، سفیہ جاہل کا سارا مبلغ یہ ہے کہ کذب پر قدرت پاکر ہی اس سے بچنا صفت کمال ہے نہ کہ کذب ممکن ہی نہ ہوا، **اقول:** جب کذب ممکن ہوا تو صدق ضروری نہ رہا، اور جو ضروری نہیں وہ ممکن الزوال، تو حاصل یہ ہوا کہ کمال وہی ہے جسے زوال ہوسکے اور جو ایسا کمال ہو، جس کا زوال محال تو کمال ہی کیا ہے، سبحان اللہ! یہ بھی ایک ہی ہوئی، او احمق! کمال حقیقی وہی ہے جس کا زوال امکان ہی نہ رکھے، ہر کمال قابل زوال عارضی کمال ہے نہ ذاتی کمال، مسلمانو! للہ انصاف! باری عزوجل کا مصدق یوں ماننا کہ ہے تو سچا مگر جھوٹا بھی ہوسکتا ہے، یہ کمال ہوا یا یوں کہ وہ سبوح قدوس تبارک وتعالٰی ایسا سچا ہے جس کا جھوٹا ہونا قطعاً محال، اہل اسلام ان دونوں باتوں کو میزان ایمان میں تول کر دیکھیں کہ کون گستاخ بے ادب اپنے رب کی تنزیہیہ کو بدعت وضلالت جاننے والا بحیلہ مدح اس کی مذمت وتنقیص پر اترتا ہے اور کون سچا مسلمان صحیح الایمان اپنے مولٰی کی تقدیس کو اصل دین ماننے والا اس کے صدق ونزاہت وجملہ کمالات کو علی وجہ الکمال ثابت کرتا ہے **والحمد للہ رب العالمین وقیل بعدا للقوم الظلمین۔**

للہ الحمد اس عشرہ کاملہ نے ہذیان ناپاک گستاخ بیباک کی دھجیاں اڑادیں مگر ہنوز ان کی نزاکتوں کو تو بس نہیں ع

صدہا سال می تواں سخن از زلف یار گفت

(زلف محبوب کے بارے میں سو سال بھی گفتگو کی جاسکتی ہے۔ت)

ابھی حضرت کی اس چار سطری چار دیواری میں شواہد وزوائد وغیرہا مفاسد سے بہت ابکار افکار ستم کیش عیار، آہوان مردم شکار کی چھلبل نظر آتی ہے، جنھیں بے خدمت کامل تسکین بالغ ناشاد نامراد، سسکتا بلکتا چھوڑ جانا خلاف مروت وفتوت ذاتی ہے، لہٰذا اپنے سمند رَہوار، غضنفر خونخوار، صاعقہ برق بار کی دوبارہ عنان لیتا اور خامہ پختہ کار، شہزور شہسوار، شیر گیر ضیغم شکار کو از سر نور خصت جولان دیتا ہوں **وباللہ التوفیق۔**

تازیانہ ۱۱: قولہ عدم کذب را از کمالات حضرت حق سبحانہ، می شمارند[1] (عدم کذب کو اللہ تعالٰی سبحانہ وتعالٰی کے کمالات سے شمار کرتے ہیں۔ت)

اقول: اس ہوشیار عیار کی چالاکی دیدنی، صدق کو چھوڑا، عدم کذب پر مباحثہ چھیڑا تاکہ جماد وغیرہ کی نظریں جماسکے، ظاہر ہے کہ پتھر کو سچا نہیں کہہ سکتے مگر یہ بھی ٹھیک ہے کہ جھوٹا نہیں حالانکہ قلب حاضر اور عقل ناظر ہو تو فقیر ایک نکتہ بدیعہ القاء کرے سلب کیس شی کا بنفسہ ہر گز صفت کمال نہیں ورنہ لازم آئے کہ معدومات کروڑوں اوصاف کمال سے موصوف اور اعلٰی درجہ مدح کے مستحق بلکہ باری تعالٰی کی تنزیہ وتقدیس میں اس کے شریک ہوں کہ بحالت عدم موضوع سب سالبے سچ ہیں جو سرے سے موجود ہی نہیں، وہ جسم بھی نہیں، جہت میں بھی نہیں، زمان میں بھی نہیں، مکان میں بھی نہیں۔ مصور بھی نہیں۔ محدود بھی نہیں۔ مرکب بھی نہیں، متجزی بھی نہیں، حادث بھی نہیں، متناہی بھی نہیں۔ کاذب بھی نہیں۔ ظالم بھی نہیں، مخلوق بھی نہیں، فانی بھی نہیں، ذی زوجہ بھی نہیں، ذی ولد بھی نہیں، اسے خواب بھی نہیں، اونگھ بھی نہیں، بلکنا بھی نہیں، بھول بھی نہیں۔ بیس یہ اور ان جیسے صدہا، اور سب صادق ہیں، مگر کوئی مجنون معرض مدح وبیان کمال میں آتا ہے جب کسی صفت کمال کے ثبوت پر مبنی اور صفت مدح سے منبئی ہو، ولہٰذا قضایائے مذکورہ باری عزوجل کے مدائح سے ہیں کہ ان چیزوں کا سلب اعظم صفات کمال یعنی وجوب کے ثبوت سے ناشی اور ان کے بیان سے اس کا سبوح وغنی وقدوس ومتعالی ہونا ظاہر، باری عزوجل کو کہنا کہ متجزی نہیں، بیشک مدح ہے کہ اس سے اس کا غنا سمجھا گیا اور نکتہ کو کہنے میں کچھ تعریف نہیں کہ اس کے لئے خوبی نہ نکلی کہ وہاں غنادر کنار متجزی محتاج کے محتاج المحتاج کی محتاجی ہے وعلی ہذا القیاس، جب یہ امر ممہد ہولیا تو ظاہر ہوگیا کہ حقیقۃً صدق صفت کمال ہے نہ مجرد عدم کذب جو معدومات بلکہ محالات کے بارے میں بھی صادق البتہ سلب کذب وہاں مفید مدح جہاں اس کا سلب ثبوت صدق کو مستلزم مثلا زید عاقل ناطق کی تعریف کیجئے کہ جھوٹا نہیں۔ بیشک تعریف ہوئی کہ جھوٹا نہیں تو آپ ہی سچا ہوگا اور سچا ہونا صفت کمال، تو اس سلب نے ایک صفت کمال کا ثبوت بتایا، لہٰذا محل مدح میں آیا، جہاں ایسا نہ ہو وہاں زنہار مفید مدح مظہر کمال، یہ نکتہ بدیعہ ملحوظ رکھئے، پھر دیکھئے کہ عیار بہادر کی دی ہوئی نظیریں کیا کیا کئے کو پہنچتی ہیں۔ **واللہ الموفق۔**

---

[1] رسالہ یکروزی (فارسی) شاہ محمد اسمٰعیل فاروقی کتب خانہ ملتان ص ۱۷

تازیانہ ۱۲و۱۳: قولہ اخرس وجماد کہ کسے ایشاں را بعدم کذب مدح نمی کند[1] (گونگے اور جماد کی مدد عدم کذب سے کوئی نہیں کرتا۔ت)

اقول: دونوں نظیروں پر پتھر پڑے ہیں، گنگ وسنگ کی کیوں مدح کریں کہ وہاں سلب کذب ثبوت صدق سے ناشی نہیں، گونگہ یا پتھر اگر جھوٹا اگر جھوٹا نہ ہوا تو کیا خوبی کہ سچا بھی نہیں، تو وہ استلزام صفت کمال جو مبنائے مدح تھا یا منتفی، سر یہ ہے کہ منفصلہ حقیقیہ کے مقدم وتالی میں جب دوصفت مدح وذم محمول ہوں تو جس فرد موضوع سے ذمیہ کو سلب کیجئے مدحیہ ثابت ہوگی کہ یہاں ہر ایک کا رفع دوسری کے وضع کو منتج مخلاف ان چیزوں کے جو زیر موضوع مندرج ہی نہیں، کہ ان سے دونوں محمول کا ارتفاع معقول، پھر سلب ذم ثبوت مدح پر کیونکر محمول، یہاں قضیہ **کل متکلم مخبر اما صادق واما کاذب** (ہر متکلم خبر دینے والا یا وہ صادق ہوگا یا کاذب۔ت) تھا اخرس وجماد پر سرے سے وصف عنوانی ہی صادق نہیں، پھر عدم کذب ان کے لئے کیا باعث مدح ہو، دیکھ او ذی ہوش! یہ فارق ہے نہ وہ کہ جب تک عیب ممکن نہ ہو کمال حاصل ہی نہیں **ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔**

تکمیل جمیل: اقول: او جھوٹی نظیروں سے بیچارے عوام کو چھلنے والے! اس تفرقہ کی سچی نظیر دیکھ مسلمان کو اہل بدعت کے بہتر فرقے پورا گنا کر کہئے رافضی، وہابی، خارجی، معتزلی، جبری، قادری، ناصبی وغیرہ نہیں تو بیشک اس کی بڑی تعریف ہوئی، اور بعینہٖ یہی کلمات کسی کافر کے حق میں کہئے تو کچھ تعریف نہیں حالانکہ یہ سالبہ قضیے دونوں جگہ قطعاً صادق، تو کیا اس کی وجہ یہ ہے کہ مسلمان باوجود قدرت رافضی وہابی ہونے سے بچا لہٰذا محمود ہوا اور دونوں اس کافر کو رافضی وہابی ہونے پر قدرت ہی نہ تھی لہٰذا مدح نہ ٹھہرا، کوئی جاہل سے جاہل یہ فرق سمجھے گا بلکہ تفرقہ وہی ہے کہ جب یہ فرقے اہل قبلہ کے ہیں تو مسلمان کے حق میں ان بہتر کی نفی سنی ہونے کا اثبات کرے گی لہٰذا اعظم مدائح سے ہوا اور کافر سرے سے مقسم یعنی کلمہ گو ہی سے خارج، تو ان کی نفی سے کیس وصف محمود کا اس کے لئے اثبات نہ نکلا، ولہٰذا مفید مدح نہ ٹھہرا، **والحمد للہ علی اتمام الحجۃ ووضوح المحجۃ** (اتمام حجت اور غلبہ پر اللہ تعالٰی کی حمد ہے۔ت)

تازیانہ ۱۴: قولہ بخلاف کسے کہ لسان او ماؤف شدہ باشد تکلم بکلام کاذب نمی تواند کرد[2] (بخلاف اس کے جس کی زبان ہی ماؤف ہو اور وہ جھوٹا کلام کرہی نہ سکے۔ت) **اقول** اچھا ہوتا کہ تم بھی اسی کس کے مثل ہوتے کہ ایسے کاذب کلاموں کے بس تو نہ بوتے، اے عقلمند! وہ ماؤف اللسان تکلم، بکلام صادق بھی نہ کرسکے تو عدم مدح کی وہی وجہ کہ سلب کذب سے ثبوت صدق نہیں۔

تازیانہ ۱۵: قولہ یا قوت متفکرہ او فاسد شدہ باشد کہ عقد قضیہ غیر مطابق للواقع نمی تواند کرد[3] (یا اس کی سوچ وفکر کی قوت فاسد ہو کر قضیہ غیر مطابق للواقع کا انعقاد نہ کرسکے۔ت) **اقول:** تم سے بڑھ کر

---

[1] رسالہ یک روزہ (فارسی) شاہ اسمٰعیل فاروقی کتب خانہ ملتان ص ۱۷و۱۸

[2] رسالہ یک روزہ (فارسی) شاہ اسمٰعیل فاروقی کتب خانہ ملتان ص ۱۷و۱۸

[3] رسالہ یک روزہ (فارسی) شاہ اسمٰعیل فاروقی کتب خانہ ملتان ص ۱۷و۱۸

فاسد المتفکر کون ہوگا، پھر کتنے قضایائے باطلہ عقد کر رہے ہو، بھلا حضرت کیا فساد متفکرہ صرف قضایائے کاذبہ ہی کے لئے ہوگا اور جب مطلقًا ہے تو عقد قضیہ پر بھی قدرت نہ ہوگی تو صراحۃً وہی فارق اور وہم زاہق، ہاں جس تام العقل سالم النطق کو لطف الٰہی صدق محض کی استطاعت دے کہ وجہ مانع غیبی اصدار کذب سے ممنوع و مصروف ہو تو یہ عدم کذب بیشک مدح عظیم ہوگا اسی وجہ سے کہ اب ثبوت صادقیت کبرٰی سے مبنٰی اور کمال جلیل یعنی عصمت من اللہ پر مبنی خلاصہ یہ کہ شخص مذکور اس طور پر زیر موضوع مندرج اور بطور فساد تفکر خارج، **فظهر التفرقة وذهب الوسوسة** (فرق ظاہر اور وسوسہ ختم ہوا۔ت)

تازیانہ ۱۶ تا ۱۹: قولہ یا شخصے کہ کلام صادق از وصادر می گردد وہرگاہ ارادہ کلام کاذب نماید آواز او بند میگردد یا زبان اوماؤف میشود یا کسے دین او بند یا حقوق خفہ کند [1] (یا ایسا شخص ہے جو کسی جگہ سچا کلام کرتا ہے وہ اس سے صادر ہوتا ہے اور جب جھوٹا کلام کرتا ہے تو آواز بند ہو جاتی ہے یا زبان ماؤف ہو جاتی ہے یا کوئی اس کا منہ بند کر دیتا ہے یا گلا دبا دیتا ہے۔ت)

اقول: ایسا تو کیا کہوں جو آپ کی طبع نازک کو بلکل خفہ کند، ہاں اتنا کہوں گا کہ اب کی تو اچھل کر تارے ہی توڑ لائے، یہ چار نظیریں وہ بے نظیر دی ہیں کہ باید وشاید، او عقل کی پڑیا! جب وہ عزم تکلم بکذب کر چکا تو کلام نفسی میں کاذب ہو چکا اگرچہ بوجہ مانع صادر نہ ہو سکا ت واس کے عدم سے حکم کذب کیونکر درکار، کذب حقیقۃً صفت معانی ہے نہ وصف الفاظ پھر اسکی مدح کیا معنی قطعاً مذموم ہوگا بھلا لے دے کر اگلی نظیروں میں عدم کذب کی صورت تو تھی یہاں اللہ کی عنایت سے وہ بھی نہ رہی صریح کذب متحقق و موجود اور عدم کذب کی نظیروں میں معدود، جبھی تو کہتے ہیں کہ اللہ تعالٰی جب گمراہ کرتا ہے عقل پہلے لے لیتا ہے **والعیاذ باللہ رب العالمین**۔

تازیانہ ۲۰: قولہ یا کسے کہ چند قضایائے صادقہ یاد گرفتہ واصلاً بر تکیب قضایائے دیگر قدرت ندارد بناء علیہ تکلم بکاذب از وصادر نہ گردد [2] (یا کسی نے چند سچے جملے رٹ لئے ہیں دیگر جملوں پر وہ قدرت نہیں رکھتا ہے اس بناء پر اس سے جھوٹ صادر نہیں ہوتا ہے۔ت)

اقول یہ صورت بھی ویسا ہی فساد عقل کی ہے جس سے فقط حفظ صوادق کا شعبہ بڑھایا، مگر کام نہ آیا قطع نظر اس سے کہ یہ تصویر کیسی اور ایسے شخص سے حفظ قضایا معقول بھی ہے یا نہیں۔

اولا: انسان مرتبہ عقل بالملکہ میں بالبداہۃ ترکیب قضایا پر قادر، تو سرے سے تصویر ہی باطل، اور عقل ہیولانی میں کہ تعقل انطباعی نہیں ہوتا، اگر تعقل نسبت خبر یہ معقول بھی ہو تاہم حکایت و قصد افادۃ قطعاً غیر معقول اور صدق کذب باعتبار حکایت ہی میں، نہ باعتبار مجرد علم، ورنہ **معاذاللہ** علم کو اذب کاذب ٹھہرے، تو یہاں بھی سلب کذب سے ثبوت لازم نہ ہوا اور وہی فارق پیش آیا۔

---

[1] رسالہ یک روزہ (فارسی) شاہ اسمٰعیل فاروقی کتب خانہ ملتان ص ۱۸

[2] رسالہ یک روزہ (فارسی) شاہ اسمٰعیل فاروقی کتب خانہ ملتان ص ۱۸

ثانیاً جو اصلاً کسی قضیہ کا حتی کہ قضایائے وہمیہ واحکام شخصیہ بدیہیہ حسیّہ پر بھی قادر نہ ہو قطعاً مجانین بلکہ حیوانات سے بھی بدتر اور جماد سے ملحق تو اس کا کلام کام نہ ہوگا، صورت بے صورت ہوگا اور صدق وکذب اولا بالذات صفت معانی ہے، نہ وصف عبارات، تو بات اگرچہ بایں معنی سچی ہو کہ سامع اس سے ادراک معنی مطلق للواقع کرے مگر اس سے اس جمادی آواز کرنے والے کا صدق لازم نہیں کہ معنی متصف بالصدق اس کے نفس سے قائم نہیں حتی کہ علماء نے کلام مجنون کو بھی خبریت سے خارج کیا، اور پر ظاہر کہ صدق وکذب اوصاف خبر ہیں، نہ شامل مطلق آواز، مولانا بحر العلوم قدس سرہ فواتح میں فرماتے ہیں:

الکلام الصادر عن المجنون لایکون مقصودا بالافادۃ فلایکون حکایۃ عن امر حتی یکون خبر [1]۔	پاگل سے صادر ہونے والا کلام مقصود کے لئے مفید نہیں ہوتا لہٰذا کسی امر (واقع) سے حکایت ہی نہیں حتی کہ اسے خبر قرار دیا جائے۔ (ت)

تنبیہ دائر وسائر بہ تسفیہ جلہ نظائر: اقول: ایھا المسلمون! سفیہ جاہل نے حتی الامکان اپنے رب میں راہ کذب نکالنے کو نو نظیریں دیں، مگر بحمد اللہ سب نے معنیٰ ہم نے اس وقت تک ان کے رد میں اس مر پر بنائے کار رکھی کہ عدم کذب بنفسہ کمال نہیں۔ جب تک ثبوت کمال پر مبنی نہ ہو، اور یہاں ایسا نہیں اس کی سزا کو اسی قدر بس تھا۔ مگر غور کرو کیجئے تو معاملہ اور بھی بالکل معکوس اور عقل مستشدد کا کاسہ منکوس اور تمام نظائر روبہ قفا ہیں یعنی یہاں عدم قدرت علی الکذب کا بر بنائے کمال ہونا بالائے طاق الٹا بر بنائے عیوب ونقائص ہے، کہیں عدم عقل کہیں عجز آلات، کہیں لحوق مغلوبی کہیں عروض آفات، پھر ایسا عدم کذب اگر ہوگا تو مورث ذم ہوگا نہ باعث مدح، یہ وجہ ہے کہ ان صور میں سلب کذب سے تعریف نہیں کرتے نہ وہ جاہلانہ وسفیہانہ خیال کہ عیب پر قدرت نہ ہونا مانع کمال، اب ختم الٰہی کا ثمرہ کہ سفیہ جاہل کہ خدا وجماد میں فرق نہ سوجھا، اس کا عدم کذب اس کے کمال عالی یعنی سبوحیت وقدوسیت بلکہ نفس الوہیت سے ناشی کہ الوہیت اپنی حد ذات میں ہر کمال کی مقتضی اور ہر نقص کی منافی اور ان کا کذب عیوب ونقائص پر مبنی پھر کیسی پرلے سرے کی کوری یا سینہ زوری کہ عین کمال کو کمال نقص پر قیاس کرے اور اینٹوں پتھروں کے عیوب ونقائص باری جل مجدہ کے ذمے دھرے، جاہل پر ایسی نظیر دینی لازم تھی جس میں عدم کذب باآنکہ کمال سے ناشی ہوتا پھر بھی بحالت عدم امکان مدح نہ سمجھا جاتا "**وانی لہ ذلک**" اب جو اس کا حامی بنے سب کو دعوت عام دیجئے کہ ایسی نظیر ڈھونڈ کر لاؤ، "**فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا**" [2] الایۃ (پھر اگر نہ کرسکوگے اور ہرگز نہ کرسکوگے۔ ت)

---

[1] فواتح الرحموت بذیل المستصفی الاصل الثانی السنۃ مشورات الشریف الرضی قم ایران ۲/ ۱۰۸

[2] القرآن الکریم ۲/ ۲۴

تنبیہ دوم: اقول: اس سے زائد قہر یہ ہے کہ اپنا لکھا خود نہیں سمجھتا، نظیریں دے کر بالجملہ کہہ کر آپ ہی خلاصہ مطلب یہ نکلتا ہے کہ عدم کذب اگر بربنائے عجز ہو تو مورث مدح نہیں، معلوم ہوا کہ ان نظائر میں تحقیق عجز و قصور پر مطلع ہے، پھر باری عزوجل کے عدم کذب کو ان سے ملاتا ہے حالانکہ وہاں عیب ومنقصت پر عدم قدرت زنہار عجز نہیں بلکہ عین کمال و مدحت، اور **معاذاللہ** داخل قدرت ماننا ہی صریح نقص ومذمت، یہ تقریر کافی ووافی طور پر مقدمہ رسالہ ونیز رد ثالث، ہذیان اول میں گزری اور وہیں یہ بھی بیان ہوا کہ عجز جب ہے کہ جانب فاعل قصور وکمی ہو جیسے اے سفیہ! ان تیری نظیروں کہ گنگ وسنگ اپنے نقصان کے باعث جھوٹ سچ کچھ نہیں بول سکتے، نہ یہ کہ جانب قابل نالائق ہو کہ تعلق قدرت کی قابلیت نہیں رکھتا، جس طرح جناب باری عزوجل کا کذب وغیرہ تمام عیوب سے منزہ ہونا اسے ہر گز کوئی مسلم عاقل عجز گمان نہ کرے گا، یارب مگر ابن حزم سا کوئی ضال اجہل یا ان حضرت سا جاہل اضل، **وباللہ العصمۃ عن موقع الزلل والحمد اللہ الاعز الاجل** (پھسلنے کے مواقع سے الہ ہی کی طرف سے حفاظت ہوتی ہے اور تمام حمد اللہ غالب وبزرگ تر کے لئے ہے۔ت)

بحمداللہ یہ صرف نظار پر تازیانوں کا دوسرا عشرہ کاملہ تھا، بلکہ خیال کیجئے تو یہاں تک اسی مسئلہ کے متعلق سفاہات شریفہ پر سات تازیانے اور گزرے، تازیانہ [۱] اول دوسرا، **ثم اقول:** (میں پھر کہتا ہوں۔ت) جس نے حضرت کا تناقض بتایا، اور [۲] دوم [۳] سوم و [۴] دہم کے بعد کی تنبیہات اور [۵] بستم کا ثانیا اور اس کے بعد کی دو [۶] تنبیہیں، یہ ساتوں جداگانہ تازیانے تھے، توحقیقۃً عشرہ اولیٰ میں چودہ [۱۴] اور ثانیا میں تیرہ [۱۳] کل ستائیس [۲۷] تازیانے یہاں تک ہوئے چلتے وقت کے تین [۳] اور لیتے جائیے کہ تیس [۳۰] کا عدد جو دونوں تنزیہ سبق میں بھی ملحوظ رہا ہے پورا ہو جائے، خصوصا ان میں ایک تو ایسا شدید کامل جس سے جان بچانی مشکل جو آپ کا خلاصہ طلب کھولے اصل مذہب سر چڑھ کر بولے **وباللہ التوفیق واضافۃ التحقیق** (توفیق اور حصول تحقیق اللہ ہی کی طرف سے ہے۔ت)

تازیانہ ۲۸: اقول: وباللہ التوفیق (میں کہتا ہوں اور توفیق اللہ تعالٰی سے ہے۔ت) شاطر عیار نے اگرچہ بظاہر اغوائے جہال کہ عوام اہل اسلام اپنے رب ذوالجلال والاکرام کے حق میں صریح دشنام سن کر بھڑک نہ جائیں، مطلب دل کے روئے زشت پر پردہ ڈالنے کو براہ تقیہ کہ روافض سے بڑھ کر اصل اصیل مذہب نجدیہ ہے، یہ کلمات بڑھا دئے کہ "کذب مذکور آرے منافی حکمت اوست پس ممتنع بالغیر ست [1]" (ہاں کذب مذکور اس کی حکمت کے منافی ہے لہذا یہ کذب ممتنع بالغیر ہے، ت) مگر اس کے ساتھ ہی جوم ذہب خفیہ جوش پر آیا اور نظیریں دینے کا شوق گرمایا تو کھلے بندوں علانیہ بتایا کہ کذب الٰہی میں اصلا امتناع بالغیر کی بو بھی نہیں قطعاً جزما جائز وقوعی ہے جس کے وقوع میں استحالہ عقلی وشرعی درکنار استبعاد عادی کا بھی

---

[1] رسالہ یک روزہ شاہ محمد اسمٰعیل فاروقی کتب خانہ ملتان ص ۱۷

نام ونشان نہیں۔ ثبوت لیجئے اگر اس کے مذہب میں کذب الٰہی ممکن بالذات و ممتنع بالغیر ہوتا تو نظیریں وہ دیتا جن میں ممتنع بالذات ہو کہ دیکھو جہاں امتناع ذاتی ہوتا ہے عدم کذب باعث مدح نہیں ہوتا اور باری عزوجل کے لئے مدح ہے تو اس کے حق میں امتناع ذاتی نہیں، مگر برخلاف اس کے مثالیں وہ دیں جن میں امتناع ذاتی کا پتہ نہیں، مثلاً جس کا منہ بند کرلیں یا گلا گھونٹ دیں اور اس وجہ سے وہ جھوٹ نہ بول سکے تو پر ظاہر کہ بولنے پر یقینا قادر، اگر بالفرض امتناع ہے تو اس عارض کی وجہ سے تو نہ ہوا مگر امتناع بالغیر امام نجدیہ اسے بھی مانع مدح جان کر باری عزوجل سے صراحۃً سلب کرتا ہے پھر کیوں منافقانہ کہا تھا، "ممتنع بالغیر ست" (کذب باری تعالٰی ممتنع بالغیر ہے۔ت) صاف کہا ہوتا "اصلا از امتناع بالغیر ہم بہرہ ندارد" (امتناع بالغیر سے بھی کوئی تعلق نہیں ہے۔ت) اے حضرت! دور کیوں جائے پہلی بسم اللہ اخرسی و جمادہی کی نظیر لیجئے بھلا اخرس تو انسان ہے، جماد کے لئے بھی کلام محال شرعی تک نہیں صرف محال عادی ہے کتب حدیث دیکھئے بطور خرق عادت ہزار بار پتھروں جمادوں سے کلام واقع ہوا اور ہزار ہا بار ہوگا قریب قیامت آدمی سے اس کا کوڑا باتیں کرے گا، جب اہل اسلام یہود عنود کو قتل کریں گے اور وہ پتھروں درختوں کی آڑ لیں گے شجر و حجر مسلمان سے کہیں گے اے مسلمان آ یہ میرے پیچھے یہودی ہے، اسی طرح سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے گونگے کا کلام کرنا احادیث میں وارد، اللہ عزوجل فرماتا ہے:

"وَقَالُوْا لِجُلُوْدِهِمْ لِمَ شَهِدْتُّمْ عَلَيْنَا ۭ قَالُوْٓا اَنْطَقَنَا اللّٰهُ الَّذِيْٓ اَنْطَقَ كُلَّ شَيْءٍ"[1]	کافر اپنی کھالوں سے بولیں گے تم نے کیوں ہم پر گواہی دی، وہ بولیں گی ہمیں اس اللہ نے بلوایا جس نے ہر چیز کو گواہی بخشی۔

اگر کلام جماد واخرس ممتنع بالغیر یا محال شرعی ہوتا زنہار وقوع کا نام نہ پاتا کہ ہر ممتنع بالغیر کا وقوع اس غیر یعنی ممتنع بالذات کے وقوع کو مستلزم، تو وقوع نے ظاہر کردیا کہ صرف خلاف عادت ہے جب وقوع کلام ثابت اور ان کے استحالہ کذب پر ہرگز کوئی دلیل عقلی نہ شرعی، تو یقینا اس کے لئے بھی جواز قوعی جو امتناع بالغیر کا منافی قطعی، اب جیوٹ بہادر استدلال کرتا ہے کہ ایسا عدم کذب مفید مدح نہیں ہوتا، اور باری عزوجل میں مدح ہے، تولاجرم وہاں ایسا عدم بھی نہ ہوگا، اتنا تو اس کے کلام کا منطوق صریح ہے، آگے خود دیکھ لیجے کہ اخرس وجماد میں کیسا عدم تھا جس کو باری عزوجل میں نہیں مانتا، زنہار نہ امتناع عقلی تھا نہ استحالہ شرعی بلکہ صرف استبعاد عادی تو بالضرور ملائے بیباک اپنے رب میں کذب کو مستبعد بھی نہیں جانتا، العظمۃ للہ! اگر لازم قول قول ٹھہرنے تو اس سے بڑھ کر کفر جلی اور کیا ہے، مگر یہ حسن احتیاط اللہ عزوجل نے ہم اہلسنت ہی کو عطا فرمایا، اہل بدعت خصوصا نجدیہ کہ

[1] القرآن الکریم ۴۱/ ۲۱

یہ شخص جن کا معلم وامام ہے کفر وشرک کو ٹکے سیر کئے ہوئے ہیں، بات پیچھے اور کفر شرک پہلے، اگر "**جَزٰٓؤُا سَیِّئَۃٍ سَیِّئَۃٌ مِّثْلُھَا**"[1] (اور برائی کا بدلہ اسی کی برابر برائی ہے، ت) کی ٹھہرے تو کیا ہم ان کے ایسے صریح کفریات پر بھی فتوی کفر نہ دیتے، مگر **الحمد للہ** یہاں "**اِدْفَعْ بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ**"[2] (برائی کو بھلائی سے ٹال۔ ت) پر عمل اور کلمہ طیبہ کا ادب پیش نظر ہے کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کہنے والے کو حتی الامکان کفر سے بچاتے ہیں، والحمد للہ رب العالمین۔

تازیانہ ۲۹: اقول: مناجات حکمت کے سبب کذب کو زبانی ممتنع بالغیر کہنا اس سفیہ کا صریح تناقص سے شے ممتنع بالغیر جب ہو سکتی ہے کہ کسی محال بالذات کی طرف منجر ہو ورنہ لزوم ممکن کا ممکن کو ناممکن کرنا لازم آئے اور انتقائے حکمت اگرچہ اہل سنت کے نزدیک ممتنع بالذات مگر ان حضرات کے دین میں بالیقین ممکن کہ اخر سلب حکمت ایک عیب ہے ومنقصت ہے اور وہ تمام عیوب ونقائص کو ممکن مان چکا پھر کس منہ سے کہتا ہے کہ منافات حکمت باعث امتناع بالغیر ہوئی، **الحمد للہ** اہل بدعت کے بارے میں اس طرح سنت باری تعالٰی ہے کہ انھیں کے کلام سے انھیں کے کلام پر حجت والزام قائم فرماتا ہے ع

ومنہا علی بطلانہا لشواھد

(ان میں سے ان کے بطلان پر شواہد موجود ہیں۔ ت)

سچ کہا ہے:

دروغ گو را حافظہ نباشد

(جھوٹے شخص کا حافظہ نہیں ہوتا۔ ت)

تازیانہ ۳۰: اقول: **سبحان اللہ!** ہم یہ ثابت کر رہے ہیں کہ امام الطائفہ نے امتناع بالغیر محض تقیۃً مانا حقیقۃً اس کا مذہب جواز وقوعی ہے، مگر غور کیجئے تو وہاں کچھ اور ہی گل کھلا ہے، امام ومام موم، خادم ومخدوسارا طائفہ ملوم کذب الٰہی کو واقع اور موجود گا رہا ہے، صراحۃً کہتے ہیں کہ کذب مقدور اور فر بلاشبہہ مقدوریت کذب مقدوریت صدق کو مستلزم، **کما دللنا علیہ فی الدلیل السادس والعشرین** (جیسا کہ اس پر ہم نے چھبیسویں دلیل میں اشارہ کیا ہے۔ ت) اور امام الطائفہ نے توصاف بتادیا کہ برعایت مصلحت صدق اختیار فرمایا، اب کتب عقائد ملاحظہ کیجئے، ہزار درہزار قاہر تصریحیں

---

[1] القرآن الکریم ۴۲/ ۴۰

[2] القرآن الکریم ۴۱/ ۳۴

ملیں گے کہ جو کچھ باختیار صادر ہو قدیم نہیں تولاجرم صدق الٰہی حادث ٹھہرااور ہر حادث ازل میں معدوم اور ازل کیلئے نہایت نہیں َتو بالیقین لازم کہ ازل غیر متناہی میں مولٰی تعالٰی سچانہ رہا ہوااور جب سچا نہ تھا تو معاذاللہ ضرور جھوٹا تھا **للانفصال الحقیقی بینھما** (کیونکہ ان دونوں کے درمیان انفصال حقیقی ہے۔ت) پھر ضلال پلشت کا چہرہ زشت چھپانے کو کیوں کہتے ہو کہ کذب الٰہی ممکن ہے، کیوں نہیں کہتے کہ خدایئے موہوم طائفہ ملوم کروڑوں برس تک جھوٹا رہ چکاہے، پھر اب بھی اپنی پرانی آن پر آئے تو کیاہے، **تعالٰی اللہ عما یقولون علوا کبیرا** (اللہ تعالٰی اس سے بہت بالا ہے جو یہ ظالم کہتے ہیں۔ت)

تازیانہ ۳۱: میں نے بارہا قصد کیاکہ تازیانوں میں دس بیس تیس پر بس کروں مگر جب ان حضرت کی شوخیاں بھی مانیں وہاں تو ؎

زفرق تابقدم ہر کجا کہ مے بنگرم کرشمہ دامن دل می کشد کہ جاایں جاست

(سر کی مانگ سے لے کر قدم تک ہر جگہ پر نظر ڈالو دامن دل ہر جگہ کے بارے میں کہے گا جگہ یہی ہے۔ت)

اسی رسالہ **یکروزی** میں عبارت مذکورہ سے دو سطر اوپر جو نظر کروں تو وہاں تو خوب ہی سانچے میں ڈھلے ہیں یہاں عروس مذہب کے جمال مطلب پر پردہ تقیہ تھا وہاں حضرت بے نقاب چلے ہیں، اعتراض تھاکہ اگر حضور سید علم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا مثل یعنی تمام اوصاف کمالیہ میں حضور کا شریک **من حیث ھو شریك** ممکن ہو تو خبر الٰہی کا کذب لازم آئے کہ وہ فرماتا ہے:

"وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ ؕ"[1]۔	لیکن اللہ کے رسول اور انبیاء کے آخری ہیں۔(ت)

اور وصف خاتمیت میں شرکت ناممکن، حضرت اس کاایک جواب یوں دیتے ہیں:

بعداختیار ممکن ست کہ ایشاں رافراموش گردانیدہ شود پس قول بامکان وجود مثل اصلا منتج بتکذیب نص از نصوص نگردد وسلب قرآن مجید بوصف انزال ممکن ست داخل تحت قدرت الٰہیہ، کما قال اللہ تعالٰی "وَلَئِنْ شِئْنَا لَنَذْهَبَنَّ بِالَّذِیْۤ اَوْحَیْنَاۤ اِلَیْكَ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ	اختیار کے بعد یہ ممکن ہے کہ اس آیہ کریمہ کی بھول ہو جائے تو حضور علیہ الصلٰوۃ والسلام کی مثل کے وجود کے امکان والی بات نصوص میں سے کسی نص کی تکذیب بالکل نہ ہوگی جبکہ نازل شدہ قرآن کا سلب ممکن ہے جو اللہ کی قدرت کے تحت داخل ہے جیساکہ اللہ تعالٰی نے فرمایا اگر ہم چاہیں تو آپ کی طرف کی ہوئی وحی کو اٹھالیں پھر آپ ہمارے

[1] القرآن الکریم ۳۳/ ۴۰

بِهٖ عَلَيْنَا وَكِيْلًا ﴿۸۶﴾ "[1]	پاس کوئی وکالت کرنے والا نہ پاتے۔(ت)

حاصل یہ کہ امکان کذب ماننا تکذیب قرآن کو اسی صورت میں مستلزم کہ آیات قرآن محفوظ رہیں حالانکہ ممکن کہ اللہ تعالٰی قرآن ہی کو فنا کردے، پھر تکذیب کاہے کی لازم آئے۔

اقول: **ایھا المؤمنون!** دیکھو صاف صریح مان لیا کہ خدا کی بات واقع میں جھوٹی ہوجائے تو ہوجائے اس میں کچھ حرج نہیں، حرج تو اس میں ہے کہ بندے اسے جھوٹا جانیں، یہ اسی تقدیر پر ہوگا کہ آیات باقی رہیں جن کے ذریعہ سے ہم جان لیں گے کہ خدا کی فلانی بات جھوٹی ہوئی اور جب قرآن ہی محو ہوگیا پھر جھوٹی پڑی تو کسی کو جھوٹ کی خبر بھی نہ ہوگی تکذیب کون کرے گا، غرض سارا ڈر اس کا ہے کہ بندوں کے سامنے کہیں جھوٹا نہ پڑے واقع میں جھوٹا ہوجائے تو کیا پروا، **انا للہ وانا الیہ راجعون** (ہم اللہ کے مال ہیں اور ہم کو اسی کی طرف پھرنا ہے۔ت) اے سفیہ ملوم! یہ تیرا خدائے موہوم ہوگا جو بندوں کے طعنوں سے ڈر کر جھوٹ سے بچنے اور ان سے چرا چھپا بہلا بھلا کر خوب پیٹ بھر کر بولے ہمارا سچا خدا بالذات ہر عیب ومنقصت سے پاک ہے کہ کذب وغیرہ کسی میں نقصان کو اس کے سراپردہ عزت تک بار ممکن نہیں، اور جو افعال اس کے ہیں حاشا وہ ان میں کسی نہیں ڈرتا، "**يَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ ﴿۲۷﴾**"[2] (اللہ جو چاہے کرے۔ت) "**يَحْكُمُ مَا يُرِيْدُ ﴿۱﴾**"[3] (حکم فرماتا ہے جو چاہے۔ت) اس کی شان ہے اور "**لَا يُسْـَٔلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْـَٔلُوْنَ ﴿۲۳﴾**"[4] (اس سے نہیں پوچھا جاتا جو وہ کرے اور ان سب سے سوال ہوگا۔ت) اس کے جلال عظیم کا بیان "**لَهُ الْكِبْرِيَآءُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ**"[5] "**سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۱۰۰﴾**"[6] (اور اس کے لئے بڑائی ہے آسمانوں اور زمین میں پاکی اور برتری ہے اس کو ان کی باتوں سے۔ت)

تازیانہ ۳۲: رب جلیل کو خلق کا خوف ماننا حضرت کا قدیمی مسلک ہے تقویت الایمان میں بھی بحث شفاعت میں فرماگئے:
"آئین بادشاہت کا خیال کرکے بے سبب درگزر نہیں کرتا کہ کہیں لوگوں کو

---

[1] رسالہ یکروزہ (فارسی) شاہ محمد اسمٰعیل فاروقی کتب خانہ ملتان ص ۱۷
[2] القرآن الکریم ۱۴/ ۲۷
[3] القرآن الکریم ۵/ ۱
[4] القرآن الکریم ۲۱/ ۲۳
[5] القرآن الکریم ۴۵/ ۳۷
[6] القرآن الکریم ۶/ ۱۰۰

دلوں میں اس آئین کی قدر گھٹ نہ جاوے[1] " **العظمۃ للّٰہ!** سفیہ جہول نے خدا کو بھی دارا و سکندر یا ہمایوں و اکبر سمجھا ہے کہ اپنی مرضی پوری کرنے کو لوگوں کے لحاظ سے حیلے ڈھونڈ تا ہے: الا "بُعْدًا لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ﴿۴۴﴾"[2] (دور ہوں بے انصاف لوگ۔ت)

تازیانہ ۳۳: قولہ "سلب قرآن مجید بعد انزال ممکن ست"[3] (نزول قرآن مجید کا سلب ممکن ہے۔ت)

اقول: اے طرفہ معجون جملہ بدعات قرآن مجید اللہ عزوجل کی صفت قدیمہ ازلیہ ابدیہ ممتنع الزوال ہے، نہ اس کا وجود اللہ عزوعلا کے ارادہ واختیار و خلق ایجاد سے نہ اس کا سلب واعدام اللہ تعالٰی کی قدرت میں ورنہ اپنی ذات کریم کو بھی سلب کرسکے مقتضائے ذات بے انتفائے ذات منتفی نہیں ہوسکتا۔

تازیانہ ۳۴: قولہ کما قال اللہ تعالٰی (اس کا قول: جیسا کہ اللہ تعالٰی نے فرمایا ہے، ت)

اقول: کیا خوب، کہاں ذاہب کہاں مسلوب، مگر آپ کو تحریف معنوی مرغوب،

تنبیہ: ہیہات یہ گمان نہ کرنا کہ سلب سے مراد قلب سے زوال ہے، **اولاً** جس ضرورت سے اس طرف جائے وہ حضرت کے بالکل خلاف مذہب کہ یہ شخص صفات باری کو علانیہ مخلوق واختیاری مانتا ہے، جیسا کہ علم الٰہی و صدق ربانی کے بارے میں اس کی تصریحیں ہم نے نقل کیں، اور بیشک وہ چیزیں جو مخلوق ومقدور ہے اس کی ذات کا سلب بھی ممکن، تو برخلاف مسلک قائل تاویل قول غلط و باطل۔

ثانیاً: ہم نے تنزیہ دوم میں بدلائل ثابت کردیا کہ صدق کو اختیاری ماننے والا قطعاً قرآن عظیم کو حادث مانتا ہے اور بیشک ہر حادث قابل فنا پھر اس کے نزدیک فنائے قرآن یقینا جائز۔

ثالثاً: خاص یہاں بھی حضرت کا مطلب ان کی جاہلانہ نظر میں جبھی نکلے گا کہ قرآن مجید فی نفسہٖ معدوم ہوسکے کہ جب خبر ہی نہ رہی تو کاذب کیا ہوگی، ورنہ مجرد سہو ہوجانا ہرگز منافی نہیں ہوسکتا، **کما لایخفی فاعرف** (جیسا کہ مخفی نہیں پس اسے اچھی طرح جان لو۔ت)

تازیانہ ۳۵: اقول: بفرض محال اگر سلب قرآن ممکن بھی ہو، تاہم جناب سفاہت مآب کا جواب عجاب قطعاً ناصواب، معترض نے لزوم کذب سے استحالہ قائم کیا تھا نہ لزوم تکذیب سے اور بیشک اس تقدیر لزوم کذب سے اصلا مفر نہیں کہ خبر جب خلاف واقع ہو تو اس کا صفحہ عالم سے انعدام مانع کذب قائل نہ ہوگا۔ مانا کہ خبر معدوم ہوگئی، اس کے بعد اس کا خلاف واقع ہونا تو غایت یہ کہ ظہور کذب کا وقت نہ تھا

---

[1] تقویۃ الایمان الفصل الثالث فی ذکر رد الاشراک فی التصرف مطبع علیمی لوہاری دروازہ لاہور ص ۲۲

[2] القرآن الکریم ۱۱/ ۴۴

[3] رسالہ یک روزہ (فارسی) شاہ محمد اسمٰعیل فاروقی کتب خانہ ملتان ص ۱۷

کہ کذب اس وقت اسے عارض ہوتا ہے جس کے لئے وجود معروض درکار تھا، وہ جس وقت موجود تھی اسی وقت بوجہ مخالفت واقع کاذب تھی گو ظہور کذب بعد کی ہو یا کبھی نہ ہو، اب انسان ہی میں دیکھئے اس کا کلام کہ عرض ہے اور عرض علمائے عـــہ متکلمین کے نزدیک صالح بقا نہیں فورا موجود ہوتے ہی معدوم ہو جاتا ہے، باایں ہمہ جب اس کا خلاف واقع ہوتا، کہتے ہیں کہ فلاں کی بات جھوٹی تھی، غرض اس نفیس جواب ملائے عجاب اور ان دو ہذیان تباہ و خراب کی قدر ان کے مثل مجانین ہی جانتے ہوں گے، یا معاذاللہ عفو الٰہی بشرط صلاحیت کام نہی فرمائے تو اس کی سچی قدر اس دن کھلے گی "یَّوْمَ یَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ؕ" [1] (جس دن سب لوگ رب العالمین کے حضور کھڑے ہوں گے۔ت)

الحمد للہ! یہ حضرت کی چند سطری تحریر پر بالفعل پنتیس کوڑے ہیں اور پانچ ہذیان اول پر گزرے تو پورے چالیس تازیانے ہوئے، واقعی معلم طائفہ نے بغلامی معلم الملکوت ہمارے مولٰی پر کذب و عیوب کا افترائے ممقوت کیا، اور شرع میں افتراء کی سزا اسی کوڑے مگر غلام کے حق میں آدھی "فَعَلَیْهِنَّ نِصْفُ مَا عَلَى الْمُحْصَنٰتِ مِنَ الْعَذَابِ ؕ" [2] (تو ان پر اس کی سزا آدھی جو آزاد عورتوں پر ہے۔ت) تو چالیس کوڑے نہایت بجا واقع ہوئے، اللہ عزوجل سے آرزو کہ قبول فرمائے اور ان تازیانوں کو متبوع کے حق میں نکال و عقوبت تابع کے لئے ہدایت و عبرت، اہل سنت کے واسطے قوت و استقامت بنائے، آمین یا ارحم الراحمین!
بیشک ہماری طرف کے علماء "شکر اللہ مساعیہم الجمیلہ" نے حضرت کے ہذیان دوم کی بھی ضرور دھجیاں لی ہوں گی مگر اس وقت تک فقیر کی نظر سے اس بارے میں کوئی تحریر نہ گزری جو کچھ حاضر کیا بحمد اللہ القائے ربانی ہے کہ عبد ضعیف پر فیض لطیف سے فائض ہوا، امید کرتا ہوں کہ ان شاء اللہ العزیز اس بسط جلیل و وجہ جمیل پر نقد جزیل حصہ خاص فقیر ذلیل ہے۔

عـــہ: بلکہ مذہب بقا پر بھی مدعا حاصل، لفظی غیر قار کا انعدام تو ظاہر اور نفسی نسبت مخلوط بالارادہ ملحوظ بقصد الافادہ کا نام ہے، پر ظاہر کہ ارادہ افادہ ادائم نہیں، اور جو کچھ بعد کو محفوظ رہے صورت علمیہ ہے، نہ کلام نفسی، معہذا بحالت نسیان وہ بھی زائل، علاوہ بریں روح انسانی اگرچہ اہل سنت کے نزدیک فنا نہ ہوگی مگر قطعاً ممکن الانعدام اس کے ساتھ اس کے سب صفات معدوم ہو سکتے ہیں ۱۲منہ رضی اللہ تعالٰی عنہ

---

[1] القرآن الکریم ۸۳/ ۶

[2] القرآن الکریم ۴/ ۲۵

فللّٰه المنة فی کل اٰن وحین والحمد للّٰه رب العالمین والصلٰوۃ والسلام علی سید المرسلین محمد واٰله وصحبه اجمعین۔ آمین!	ہر وقت وہر گھڑی اللہ تعالٰی کی ہی حمد ہے اور حمد ہے تمام جہانوں کے پروردگار کی، صلوٰۃ والسلام رسولوں کے سردار محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر اور آپ کے آل واصحاب تمام پر، آمین! (ت)

تنزیہ چہارم عـــہ علاج جہالات جدیدہ میں

اقول: وبحول اللّٰه اصول ایها المسلمون (میں اللہ کی توفیق سے کہتا ہوں اے اہل ایمان سلام! ت) امکان کذب الٰہی کو خلف وعید کی فرع جاننا اور اس میں اختلاف ائمہ کو وجہ سے امکان کذب کو مختلف فیہ ماننا ایک تو افتراء دوسرے کتنا بے مزہ۔ بیشک مسئلہ خلف وعید میں بعض علماء جانب جواز گئے، اور محققین نے منع وانکار فرمایا، مگر حاشانہ اس سے امکان کذب ثابت، نہ یہ علمائے مجوزین کا مسلک بلکہ وہ اس سے بہزار رزبان تبری وتحاشی کرتے ہیں، پھر ان کی طرف امکان کذب کی نسبت سخت کذب وستم جسارت جس کے بہتان واضح البطلان ہونے پر حج قاہرہ قائم،

حجت اولٰی: یہی نصوص قاطعہ کہ تنزیہ اول میں گزرے جن سے واضح کہ کذب باری محال ہونے پر اجماع قطعی منعقد تمام کتب کلامیہ میں جہاں اس مسئلے کا ذکر آیا ہے صاف تصریح فرمادی کہ اس پر اجماع واتفاق علماء ہے یا بے حکایت خلاف اس پر جزم کیا فرمایا ہے۔

حجت ثانیہ: اقول: طرفہ یہ کہ جو علماء مسئلہ خلف وعید میں خلاف بتاتے ہیں وہی استحالہ کذب پر اجماع نقل فرماتے ہیں، جس شرح مقاصد میں ہے:

ان المتاٰخرین منهم یجوزون الخلف فی الوعید[1]۔	ان میں کے متاخرین خلف وعید جائز مانتے ہیں۔

اسی شرح مقاصد میں ہے:

عـــہ: **تنبیہ ضروری:** خوب یاد رہے کہ اس ساری تنزیہ اور اس کے مناسب تمام مواضع رسالہ میں ہمارا روئے سخن ان ناقصوں خاسروں کی طرف نہیں جنھیں عروسان منصہ امامت طائفہ نے اپنے بھولے چہروں کا نقاب بنایا ہو بلکہ صرف مخاطبہ ان نئے متبدعوں، تازہ مقتداؤں سے ہے جو کتاب پر تفریظ لکھیں اور اس کے حرف بحرف صحیح ومسلم ہونے کی تصریح کریں والسلام ۱۲ منه

[1] شرح المقاصد المبحث الثانی اتفقت الائمة علی العفو عن الصغار دار المعارف النعمانیه لاہور ۲/ ۲۳۷

الکذب وھو محال باجماع العلماء لان الکذب نقص باتفاق العقلاء وھو علی اللہ علی مح[1]۔	کذب الٰہی باجماع علماء محال ہے کہ وہ باتفاق عقلاء عیب ہے اور عیب اس پاک بے عیب پر قطعاً محال۔

مگر علماء کو خبر نہ تھی کہ امکان کذب جواز خلف وعید پر متفرع تو ہم اسے مختلف فیہ لکھ کر کیونکر اجماع بتائے دیتے ہیں، اب چودھویں صدی میں آکر ان حضرات کو اس تفریع کی خبر ہوئی،

حجت ثالثہ: اوّل: طرفہ تریہ کہ جو علماء خلف وعید کا جواز مانتے ہیں خود ہی کذب الٰہی کو محال واجماعی جانتے ہیں، جس مواقف میں ہے:

لایعد الخلف فی الوعید نقصا[2]۔	خلف وعید تنقص نہیں گنا جاتا۔

اسی مواقف میں ہے:

انہ تعالٰی یمتنع علیہ الکذب اتفاقا[3]۔	کذب باری بالاتفاق محال ہے۔

جس شرح طوالع میں ہے:

الخلف فی الوعید حسن[4]۔	وعید میں خلف حسن ہے۔

اسی میں ہے:

الکذب علی اللہ تعالٰی محال[5]۔	اللہ تعالٰی کا کذب محال ہے۔

جن علامہ جلال دوانی نے شرح عقائد میں لکھا:

ذھب بعض العلماء الی ان الخلف فی الوعید جائز علی اللہ تعالٰی لافی الوعد وبھٰذا وردت السنۃ[6]۔	بعض علماء اس طرف گئے کہ وعید میں خلف اللہ تعالٰی پر جائز ہے نہ وعدہ میں اور یہی مضمون حدیث میں آیا۔

[1] شرح المقاصد البحث السادس فی انہ تعالٰی متکلم دار المعارف النعمانیہ لاہور ۲/ ۱۰۴

[2] شرح المواقف المقصد السادس فی تقریر اصحابنا منشورات الشریف الرضی قم ایران ۸/ ۳۰۷

[3] شرح المواقف المقصد السابع فی انہ تعالٰی متکلم منشورات الشریف الرضی قم ایران ۸/ ۱۰۰

[4] شرح طوالع الانوار

[5] شرح طوالع الانوار

[6] الدوانی علی العضدیہ مطبع مجتبائی دہلی ص ۷۴

پھر بعد ذکر حدیث اسے عرف وکلام سے مؤید کیا **کما نقلہ افندی اسماعیل حقی فی روح البیان** (جیسا کہ امام اسماعیل حقی آفندی نے روح البیان میں اسے نقل کیا ہے۔ت) وہی علامہ جلال فرماچکے:

الکذب علیہ تعالٰی محال لاتشتملہ القدرۃ[1]۔	اللہ تعالٰی کا کذب محال ہے قدرت الٰہی میں داخل نہیں۔

مگر یہ علماء خود اپنا لکھانہ سمجھے تھے کہ باہم متلازم چیزوں میں ایک کاجواز دوسرے کااستحالہ کیونکر مان لیتے اور اپنے کلام سے آپ ہی تناقص کرتے ہیں۔اب صدہا سال کے بعد ان حضرات کو کشف ہوا کہ مذہب کے معنی وہ تھے جو خود اہل مذہب کی فہم نہ تھے۔

حجت رابعہ: اقول: افسوس ان ذی ہوشوں نے اتنا ہی دیکھا کہ علماء مسلک جواز کا محصل ومبنٰی کیا ٹھہراتے اور اس تفریع شنیع یعنی امکان کذب کو کیوں کر طرح طرح سے دفع فرماتے ہیں یہاں ان سے بعض وجوہ نقل کرتا ہوں:

وجہ ۱: وعید سے مقصود انشائے تخویف وتہدید ہے، نہ اخبار، تو سرے سے احتمال کذب کا محل ہی نہ رہا، مسلم الثبوت اور اس کی شرح فواتح الرحموت میں ہے:

الخلف فی الوعید جائز فان اھل العقول السلیمۃ یعدونہ فضلاء لانقصا دون الوعد فان الخلف فیہ نقص مستحیل علیہ سبحانہ وردبان ایعاد اللہ تعالٰی خبر فھو صادق قطعا لاستحالہ الکذب ھناک، و اعتذر بان کونہ خبرا ممنوع بل ھو انشاء للتخویف فلا باس ح فی الخلف[2]۔(ملخصًا)	یعنی وعید میں خلف جائز ہے کہ سلیم عقلیں اسے خوبی گنتی ہیں، نہ عیب، اور وعدہ میں جائز نہیں کہ اس میں خلف عیب ہے اور عیب اللہ عزوجل پر محال اس پر اعتراض ہوا کہ اللہ تعالٰی کی وعید بھی ایک خبر ہے تو یقینا سچی باری جل وعلا کا کذب محال، اور عذر کیا گیا کہ ہم اسے خبر نہیں مانتے بلکہ انشائے تخویف ہے تو اب خلف میں حرج نہیں۔(ملخصًا)

دیکھو! خلف وعید جائز ماننے والوں سے استحالہ کذب الٰہی کا صراحۃً اقرار اور اس کے امکان سے بہزار زبان اجتناب وانکار کیا، اور اپنے مذہب کی وہ توجیہ فرمائی جس نے اس احتمال باطل کی گنجائش ہی نہ رکھی، پھر **معاذاللہ** امکان کذب ماننے کو ان کے سر باندھنا کیسی وقاحت وشوخ چشمی ہے۔

[1] الدوانی علی العضدیۃ مطبع مجتبائی دہلی ص ۷۳

[2] فواتح الرحموت بذیل المستصفی الباب الثانی فی الحکم منشورات الرشریف قم ایران ۱/ ۶۲

وجہ ۲: فرماتے ہیں آیات عفو سے مخصوص ومقید ہیں، یعنی عفو و وعید دونوں میں وارد، تو ان کے ملانے سے آیات وعید کے یہ معنی ٹھہرے کہ جنھیں معاف نہ فرمائے گا وہ سزا پائیں گے، جب یہ معنی خود قرآن عظیم ہی نے ارشاد فرمائے تو جواز خلف کو **معاذ اللہ** امکان کذب سے کیا علاقہ رہا، امکان کذب تو جب نکلتا کہ جزمًا حتمًا وعید فرمائی جاتی، اور جب خود متکلم جل وعلا نے اسے مقید بعدم عفو فرمادیا ہے تو چاہے وعید واقع ہو یا نہ ہو ہر طرح اس کا کلام یقینا صادق جس میں احتمال کذب کو اصلاد خل نہیں، یہ وجہ اکثر کتب علماء مثل تفسیر بیضاوی انوار التنزیل و تفسیر عمادی ارشاد العقل السلیم و تفسیر حقی روح البیان وشرح مقاصد وغیرہا میں اختیار فرمائی، لطف یہ ہے کہ خود ہی ردالمحتار جس سے مدعی جدید غیر مہتدی ورشید نے مسئلہ خلف میں خلاف نقل کیا، اسی ردالمحتار میں اسی جگہ اسی قول جواز کے بیان میں فرمایا:

حاصل ھذا القول جواز التخصیص لما دل علیہ اللفظ بوضعه اللغوی من العموم فی نصوص الوعید [1]۔	اس قول کا حاصل یہ ہے کہ نصوص وعید میں جو ظاہر لفظ اپنے معنی لغوی کی رو سے عموم پر دلالت کرتا ہے کہ جو شخص ایسا کرے گا یہ سزا پائے گا، اس میں تخصیص جائز ہے۔

یعنی عام مراد نہ ہو بلکہ ان لوگوں کے ساتھ خاص ہو جنھیں مولٰی تعالٰی عذاب فرمانا چاہے، ایمان سے کہنا اسی ردالمحتار میں یہیں یہیں یہ تصریح تو نہ تھی جس نے اس تفریع خبیث و قبیح کی صاف بیخ کنی کر دی، آج تک کسی عاقل نے عام مخصوص منہ البعض کو کذب کہا ہے، ایسے عام تو قرآن عظیم میں اس وقت بکثرت موجود، پھر امکان کذب کیوں مانو! صاف نہ کہہ دو کہ قرآن مجید میں (خاک بدہن گستاخان) جابجا کذب موجود ہے، واہ شاباش! ردالمحتار کی عبارت سے اچھا اسناد کیا کہ آدھی نقل اور آدھی عقل، پھر بھی دعوٰی رشد و دیانت باقی ہے، ذرا آدمی سے تو حیا کرے **والاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔**

وجہ ۳: اگر بالفرض کوئی نص مفیدِ تخصیص وعید نہ بھی آتا تاہم کریم کی شان یہی ہے کہ غیر متمرد غلاموں کے حق میں وعید بنظر تہدید فرمائے اور اس سے یہی مراد لے کہ اگر ہم معاف نہ فرمائیں تو یہ سزا ہے، خلاصہ یہ کہ قرینہ کرم تخصیص و تقید وعید کے لئے بس ہے اگرچہ مخصص قولی نہ ہو۔

اقول وبه یحصل قران المخصص بالمخصص بخلاف ماسبق فھو خاص بمذھب	**میں کہتا ہوں** اس سے مخصص کا قرینہ حاصل ہوگیا بخلاف ما سبق کے، وہ صرف اس شخص کے مذہب کے

[1] ردالمحتار کتاب الصلٰوۃ مطلب فی خلف الوعید وحکم الدعاء بالمغفرۃ داراحیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۳۵۱

من یجیز التراخی والانفصال وھذا جارٍ علی مذہب الکل۔	موافق ہے جس نے تراخی وانفصال کو جائز رکھا ہے اور یہ تمام مذہب پر جاری ہے۔(ت)

یہ وجہ وجیہ فقیر غفراللہ تعالٰی کے خیال میں آئی تھی یہاں تک کہ علامہ خیالی رحمہ اللہ تعالٰی کو دیکھا کہ حاشیہ شرح عقائد میں اس کی تصریح فرمائی:

حیث قال لعل مرادھم ان الکریم اذا اخبر بالوعید فاللائق بشانہ ان یبنی اخبارہ علی المشیۃ وان لم یصرح بذلك بخلاف الوعد فلا کذب ولاتبدیل[1]۔	یعنی امید ہے کہ خلف وعید جائز ماننے والے یہ مراد لیتے ہیں کہ کریم جب وعید کی خبر دے تو اس کی شان کے لائق یہی ہے کہ اپنی خبر کو مشیت پر مبنی رکھے اگرچہ کلام میں اس کی تصریح نہ فرمائے بخلاف وعدہ کے تو خلف وعید میں نہ کذب ہے نہ بات بدلنا۔

مسلمانو! دیکھا کہ خلف وعید جائز ماننے والے اس تفریع ناپاک سے جو مدعی بیباک نے گھڑی کس قدر دور بھاگتے اور کس کس وجہ سے اسے علانیہ رد کرتے ہیں، پھر اپنی جھوٹی بات بنانے کے لئے ناکردہ گناہ ان کے سر ایسا الزام شدید باندھنا کس درجہ جرأت وبے حیائی ہے، قال اللہ سبحانہ وتعالٰی:

"وَمَنۡ یَّکۡسِبۡ خَطِیۡٓئَۃً اَوۡ اِثۡمًا ثُمَّ یَرۡمِ بِہٖ بَرِیۡٓــًٔا فَقَدِ احۡتَمَلَ بُہۡتَانًا وَّاِثۡمًا مُّبِیۡنًا ﴿۱۱۲﴾"[2]۔	اور جو کوئی خطا یا گناہ کمائے پھر اسے کسی بے گناہ پر تھوپ دے اس نے ضرور بہتان اور کھلا گناہ اٹھایا۔(ت)

حجت خامسہ: اقول: مجوزین خلف وعید اپنے مذہب پر بڑی دلیل پیش کرتے ہیں کہ باری عزاسمہ نے فرمایا:

"اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغۡفِرُ اَنۡ یُّشۡرَکَ بِہٖ وَیَغۡفِرُ مَا دُوۡنَ ذٰلِکَ لِمَنۡ یَّشَآءُ ۚ"[3]	بیشک اللہ تعالٰی کفر کو معاف نہیں فرماتا اور کفر سے نیچے جتنے گناہ ہیں جسے چاہے گا بخش دے گا۔

اسی ردالمحتار میں اسی مقام پر اسی مسئلہ کے بیان میں آپ کی منقولہ عبارت سے چار ہی سطر بعد فرمایا:

ادلۃ المثبتین التی من انصھا قولہ تعالٰی	اثبات کرنیوالوں کی مضبوط ترین دلیل اللہ تعالٰی کا یہ فرمان ہے

[1] حاشیہ الخیالی علی شرح العقائد النسفیہ مطبع اصح المطابع بمبئی (انڈیا) ص ۱۲۱

[2] القرآن الکریم ۴ /۱۱۲

[3] القرآن الکریم ۴/ ۱۱۶

"اِنَّ اللهَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَكَ بِهٖ وَ یَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ"[1]۔	بیشک اللہ تعالٰی کفر کو معاف نہیں فرماتا اور کفر سے نیچے جتنے گناہ ہیں جسے چاہے گا بخش دے گا۔(ت)

یوں ہی اس کی ماخذ حلیہ شرح منیہ میں امام محقق ابن امیر الحاج میں ہے اور پر ظاہر کہ دعوی دلیل پر متفرع اور اس کے مفاد کا تابع ہوتا ہے، سبحان اللہ! جب جواز خلف خود ارشاد متکلم بالوعید جل مجدہ کی طرف مستند کہ اس نے فرمادیا "ہم جسے چاہیں گے بخش دیں گے" تو دلیل امکان کذب کو اصلا راہ نہیں دیتی مگر مدلول میں زبردستی خدا واسطے کو مان لیا جائے گا اس جہالت کی کوئی حد ہے آپ کے نزدیک یہ علماء اپنے دعوی و دلیل کی بھی سمجھ نہ رکھتے تھے کہ خلف تو اس معنی پر جائز مانیں جسے امکان کذب لازم، اور دلیل وہ پیش کریں جو اس معنی کی بالکل قاطع وحاسم، خدارا اپنی جہالتیں، سفاہتیں علماء کے سر کیوں باندھتے ہو،
ع

اس آنکھ سے ڈریئے جو خدا سے نہ ڈرے آنکھ

للہ! انصاف! اگر بادشاہ حکم نافذ کرے کہ جو یہ جرم کرے گا یہ سزا پائے گا اور ساتھ ہی اسی فرمان میں یہ بھی ارشاد فرمایئے کہ ہم جسے چاہیں گے معاف فرمادیں گے تو کیا اگر وہ بعض مجرموں سے درگزر کرے تو اپنے پہلے حکم میں جھوٹا پڑے گا یا اس آئین کی قدر لوگوں کے دلوں سے گھٹ جائے گی، جیسا کہ وہ احمق جاہل دعوی کرتا ہے یا اگر کوئی شخص بدلیل اس دوسرے ارشاد کے ثابت کرے کہ بادشاہ نے جو سزا مقرر فرمائی ہے کچھ ضرور نہیں کہ ہو ہی کر رہے بلکہ ٹل بھی سکتی ہے تو کیا اس کے قول کا حاصل یہ ہوگا کہ وہ بادشاہ کا کذب محتمل مانتا ہے، ذرا آدمی سمجھ سوچ کر تو بات منہ سے نکالے، سبحن اللہ! جس ردالمحتار سے سند لائے اسی میں وہیں اسی بیان میں اسی صفحہ میں وہ صاف وروشن تصریحیں موجود ہیں جن سے اس تفریع ناپاک کی پوری قلعی کھلتی ہے، حضرت ایک ذرا سا ٹکڑا نقل کر لائیں اور باقی بالکل ہضم، گویا دیکھا ہی نہیں۔ اسی کا نام دین ودیانت ہے۔ اسی پر دعوی رشد وہدایت ہے۔ مگر حضرات وہابیہ عادت سے مجبور ہیں، نقل عبارت میں قطع وبرید اب صاحبو کا داب قدیم رہا ہے۔ یہاں تک کہ ان کے متکلمین نے رسالے کے رسالے جی سے گھڑ کر علمائے سابقین کی طرف نسبت کردیئے۔ انتھی یہ کہ عالم و امام دل سے تراشے کہ باوجود تکرار مطالبہ تمام عالم میں ان کے وجود کا پتا نہ دے سکے۔ فقیر کے بعض احباب سلمھم اللہ تعالٰی نے رسالہ "**سیف المصطفی علی ادیان الافتراء**" اسی باب میں لکھا اور اس میں ان حضرات کے عمائد واکابر کی ڈیڑھ سو سے زیادہ ایسی ہی عبارتوں، بددیانتوں کا ثبوت دیا۔ واقعی حضرات نجدیہ نے ایک حدیث صحیح عمر بھر کے عمل کو بس سمجھی ہے کہ حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

---

[1] ردالمحتار کتاب الصلوٰۃ مطلب فی خلف الوعید وحکم الدعاء داراحیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۳۵۱

اذالم تستحیی فاصنع ماشئت[1] (جب کوئی بے حیا ہو جائے تو وہ چاہے کرے۔ت) ع

بے حیا باش وانچہ خواہی کن

(بے حیا ہو جا پھر جو چاہے کرتا رہ۔ت)

حجت سادسہ: اقول: امام فخر الدین رازی تفسیر کبیر میں فرماتے ہیں:

قال ابو عمرو بن العلا لعمرو بن عبید، ماتقول فی اصحاب الکبائر؟ قال **اقول:** ان الله منجز ایعادہ کما ھو منجز وعدہ، قال ابو عمرو انک رجل اعجم، لا اقول اعجم اللسان ولکن اعجم القلب، ان العرب تعدا لرجوع عن الوعد لؤماوعن الایعاد کرماء والمعتزلۃ حکوا ان اباعمرو بن العلاء لما قال ھذا الکلام قال لہ عمرو بن عبید یااباعمرو فھل یسمی الله مکذب نفسہ فقال لا فقال عمرو بن عبید فقد سقطت حجتک، قالوا فانقطع ابو عمرو بن العلاء، وعندی انہ کان لابی عمرو ان یجیب عن ھذا السؤال ان ھذا انما یلزم لوکان الوعید ثابتا جزمًا من غیر شرط، وعندی جمیع الوعیدات مشروطۃ بعدم العفو، فلایلزم من ترکہ دخول الکذب فی الکلام الله تعالٰی اھ ملخصًا۔[2]	یعنی امام ابو عمرو بن العلاء رحمہ اللہ تعالٰی نے عمرو بن عبید پیشوائے معتزلہ سے فرمایا اہل کتاب کبائر کے بارے میں تیرا کیا عقیدہ ہے؟ کہا میں کہتا ہوں اللہ تعالٰی اپنی وعید ضرور پوری کرے گا جیسا کہ اپنا وعدہ بیشک پورا فرمائے گا۔ امام نے فرمایا تو عجمی ہے میں نہیں کہتا کہ زبان کا عجمی بلکہ دل کا عجمی ہے، عرب وعدہ سے رجوع کو نالائق جانتے ہیں اور وعید سے در گزر کو کرم، معتزلہ حکایت کرتے ہیں۔ اس پر عمرو نے جواب دیا کیا خدا کو اپنی ذات کا جھٹلانے والا ٹھہرائے گا۔ امام نے فرمایا نہ، عمرو نے کہا تو آپ کی حجت ساقط ہوئی، اس پر امام بند ہوگئے۔ امام رازی فرماتے ہیں میرے نزدیک امام یہ جواب دے سکتے تھے کہ اعتراض تو جب لازم آئے کہ وعید یقینی بلاشرط ہو اور میرے مذہب میں تو سب وعیدیں عدم عفو سے مشروط ہیں تو خلف وعید سے معاذ اللہ کلام الٰہی میں کذب کہاں سے لازم آیا۔

اب عاقل بنظر انصاف غور کرے۔ **اولًا:** اگر تجویز خلف امکان کذب ماننا ہی ہوتی تو بر تقدیر صدق حکایت امام کا بند ہونا کیا معنی انھیں صاف کہنا تھا میں جواز خلف مانتا ہوں تو امکان کذب میرا عین مذہب اور

[1] المعجم الکبیر مروی از عبداللہ بن مسعود حدیث ۶۵۸ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۱۷/ ۲۳۷

[2] مفاتیح الغیب (التفسیر الکبیر) تحت آیۃ اللہ لا یخلف المیعاد المطبعۃ البھیۃ المصریۃ مصر ۷/ ۱۹۷

بر تقدیر کذب معتزلہ علمائے اہلسنت کیوں نہیں فرماتے کہ تم نے وہ حکایت گھڑی جو آپ ہی اپنے کذب کی دلیل ہے، مجوزین خلف تو امکان کذب مانتے ہیں پھر امام اس الزام پر بند کیوں ہو جاتے۔

ثانیاً: آگے چل کر امام رازی امام ابن العلاء کی طرف سے اچھا جواب دیتے ہیں کہ میرے مذہب میں سب وعیدیں مقید ہیں۔سبحان اللہ! جب وعیدیں مقید ہوں گی تو امکان کذب کدھر جائے گا۔ کیوں نہیں کہتے کہ میرے مذہب میں کذب ممکن تو الزام ساقط، غرض بے شمار وجوہ سے ثابت کہ مدعی جدید غیر مہتدی ورشید نے علماء کرام پر جیتا طوفان باندھا۔

حجت سابعہ، **اقول:** آپ کی یہی ردالمحتار جس سے آدھا فقرہ نقل کرکے ائمہ دین پر پوری تہمت کردی، اس مبحث میں حلیہ امام علامہ ابن امیر الحاج ناقل ہے شروع عبارت یوں ہے:

واقفه علی الاول صاحب الحلیة المحقق ابن امیر الحاج وخالفه فی الثانی وحقق ذٰلك بانه مبنی علی مسئلة شهیرة وهی انه هل یجوز الخلف فی الوعید فظاهر مافی المواقف[1] الخ۔	صاحب حلیۃ محقق ابن امیر الحاج نے اول میں اس کی موافقت کی ہے اور ثانی میں مخالف، اور ثابت کیا کہ اس کا مدار ایک مشہور مسئلہ پر ہے اور وہ یہ ہے کہ کیا خلف وعید جائز ہے۔ تو مواقف میں جو کچھ ہے تو وہ ظاہر ہے الخ۔(ت)

اور ختم یوں هذا خلاصة ماطال به فی الحلیة[2] (یہ حلیہ میں ان کی طویل گفتگو کا خلاصہ ہے۔ت) اور یہ صاحب حلیہ خود مسلمانوں کے حق میں جواز خلف کو ترجیح دیتے ہیں، اسی ردالمحتار میں ان سے منقول:

الاشبة ترجح جواز الخلف فی الوعید فی حق المسلمین خاصة دون الکفار[3]۔	اشبہ ومختار یہ ہے کہ خلف وعید کا جواز خاص مسلمانوں کے حق میں ہے نہ کہ کفار کے حق میں ہیں۔(ت)

اب ملاحظہ ہو کہ یہی امام قائل جواز خود آپ کی اس تفریح شنیع یعنی امکان کذب سے کیسی سخت تحاشی کرتے ہیں۔ اسی حلیہ میں بعد ختم بحث کے فرمایا:

وحاش ﷲ ان یراد بجواز الخلف فی الوعید ان لایقع عذاب من اراد الله الاخبار	یعنی حاشا ﷲ خلف وعید جائز ہونے کے یہ معنی نہیں کہ اللہ عزوجل نے جس کے عذاب کی خبر دینی چاہی

[1] ردالمحتار کتاب الصلٰوۃ مطلب فی خلف الوعید وحکم الدعاء داراحیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۳۵۱

[2] ردالمحتار کتاب الصلٰوۃ مطلب فی خلف الوعید وحکم الدعاء داراحیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۳۵۱

[3] ردالمحتار کتاب الصلٰوۃ مطلب فی خلف الوعید وحکم الدعاء داراحیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۳۵۱

بعذابه فانه محال علی الله تعالٰی قطعا، کما ان عدم وقوع نعیم من اراد الله الاخبار عنه بالنعیم محال علیه قطعا کیف لا وقد قال تعالٰی "وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِیْلًا" "وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِیْثًا" "وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّعَدْلًا لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ"[1]۔	اس کا عذاب واقع نہ ہو یہ اللہ تعالٰی پر قطعاً محال ہے جس طرح یہ بالیقین ممکن نہیں کہ اس نے جس کے لئے نعیم کی خبر دی ہو اس کے لئے نعیم واقع نہ ہو اور کیوں کر نہ ہو اس کی خبر کا کذب محال ہے۔ حالانکہ وہ خود فرماتا ہے اللہ سے کس کا قول سچا ہے، اللہ سے زیادہ کس کی بات سچی ہے۔ تیرے رب کی باتیں سچ اور عدل میں کامل ہیں، کوئی اس کی باتوں کو بدلنے والا نہیں۔

کیوں ایمان سے کہنا یہ وہی علماء ہیں جن پر تم امکان کذب ماننے کا بہتان کرتے ہو۔ اللہ حیا دے۔

حجت ثامنہ بقطع عرق ضلالت ضامنہ۔ اقول: وبالله التوفیق وبه الوصول الی ذری التحقیق (میں اللہ کی توفیق سے کہتا ہوں اور اسی کی توفیق سے تحقیقی بات کو پایا جاسکتا ہے۔ ت) علمائے مجوزین کے طریق استدلال ومناظرہ وجدال شاہد عدل ہیں کہ ان کے نزدیک خلف وعید وعفو ومغفرت میں نسبت تساوی اور دونوں جانب سے ترفق کلی ہے، ثبوت سنئے قریب گزرا کہ انھوں نے اپنے دعوے پر آیہ کریمہ "وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ یَّشَآءُ"[2] (اور کفر سے نیچے جتنے گناہ ہیں جسے چاہے بخش دے گا۔ ت) سے استدلال کیا۔ اور حلیہ پھر ردالمحتار میں جس سے آپ ہمیشہ کے لئے اپنے پیچھے ایک آفت لگانے کو ذرا سا ٹکڑا نقل کرلائے۔ اس دلیل کو انص واظہر دلائل مجوزین کہا اور پر ظاہر کہ آیت صرف جواز مغفرت ارشاد فرماتی ہے اسی کو انھوں نے جواز خلف پر دلیل ٹھہرایا تو ان کا استدلال برہان قاطع کہ وہ مغفرت کو خلف سے عام نہیں مانتے کہ جواز اعم ہرگز جواز اخص کا مثبت نہیں ہوسکتا اور عنقریب آتا ہے کہ معتزلہ نے امتناع عفو پر آیات وعید سے تمسک کیا۔ اس پر ان علماء نے جواب دیا کہ خلف جائز ہے تو لاجرم جواز خلف کو امتناع عفو کا رد مانا اور زنہار جواز اعم امتناع اخص کا نافی نہیں ہوسکتا۔ تو ان کا یہ جواب دلیل ساطع کہ وہ خلف کو مغفرت سے عام نہیں مانتے۔ رہا تباین وہ بالبداہۃ اور خود اس رد واثبات سے سے بین البطلان پس تساوی متعین اور مراد متبین، یعنی ظاہر ہوگیا کہ وہ صرف عدم وقوع وعید بوجہ عفو کو خلف سے تعبیر فرماتے اور جائز

---

[1] حلیۃ المحلی شرح منیۃ المصلی

[2] القرآن الکریم ۴/ ۱۱۶

ٹھہراتے ہیں کہ یہی مغفرت سے مساوی ہے نہ کہ معاذاللہ تبدیل وتکذیب خبر کہ عفو سے عموم وخصوص دونوں رکھتی ہے مثلاً درگزر بربنائے تخصیص نصوص وتقیید وعید واقع ہوئی تو عفو موجود اور تبدیل مفقود، کسی جرم پر ایک سزائے شدید کی وعید حتمی اور ایقاع کے وقت اس میں کمی کی تو عفو عـــہ مفقود اور تبدیل موجود۔ اور اگر عفو تخفیف کو شامل کیجئے تو عام مطلقاً سہی بہر حال خلف کہ اس کا مساوی ہے کذب سے قطعاً عام مطلقاً یا من وجہ اب تو اپنی جہالت فاحشہ پر متنبہ ہوئے کہ جواز اعم امکان اخص کا مستلزم مان رہے ہو فالحمدﷲ علی اتمام الحجۃ وایضاح المحجۃ۔

حجت تاسعہ قاہرہ قالعہ قاتلہ قارعۃ بارعۃ التبیین دامغۃ الکذابین: اقول: وباﷲ التوفیق (میں اللہ تعالٰی کی توفیق سے کہتا ہوں۔ت) ایہاالمسلمون! ذرا قلب حاضر درکار اسی مدعی جدید غیر مہتدی ورشید نے کذب باری عزوجل کا صرف امکان عقلی ہی ائمہ دین کی طرف نسبت نہ کیا۔ بلکہ معاذاللہ انھیں کفر صریح کا قائل قرار دیا۔ پھر الحمدللہ ان کا دامن سنت مامن تو کفر وضلالت کے ناپاک دھبوں سے پاک ومنزہ مگر حضرت خود ہی اپنے ایمان کی خیر منائیں۔ یوں نہ مانیں تو مفصل جانیں۔ اصل مراد یہ ہے کہ خلف بایں معنی کہ متکلم بایک بات کہہ کر پلٹ جائے اور جو خبرت دی تھی اس کے خلاف عمل میں لائے۔ بلاشبہہ اقسام کذب سے ہے کہ کذب نہیں مگر خلاف واقع خبر دینا تو اس معنی پر خلف کو ممکن یا سائغ یا واقع یا واجب جو کچھ مانئے بعینہ وہی حکم کذب کے لئے ثابت ہوگا کہ یہ جانب وجود ہے اور جانب وجود میں قسم مقسم کو مستلزم اور عقل احکام قسم سے مقسم پر حاکم کہ اس کا وجود بے اس کے محال وناممکن تو لاجرم اس کا امکان اس کے جواز اور اس کا وجود اس کے وقوع اور اس کا وجوب اس کی ضرورت کو لازم۔ حضرت مدعی جدید نے اپنی جہالت وضلالت سے کلام علماء میں خلف کے یہی معنی سمجھے کہ باری تعالٰی عیاذاً باﷲ بات کہہ کر پلٹ جائے خبر دے کر غلط کردے لہٰذا جواز خلف پر امکان کذب کو متفرع کیا حالانکہ حاشاللہ عالم میں کوئی عالم اس کا قائل نہیں بلکہ وہ صراحۃً اس معنی مردود مخترع عنود کا رد بلیغ فرماتے او جواز خلف کو تخصیص نصوص وتقیید وعید وغیرہما ایسے امور پر بربنا کرتے ہیں جن کے بعد نہ معاذاللہ کہہ کر پلٹنا نہ بات کا بدلنا ہو اس امر پر دلائل قاہرہ وتصریحات باہر سن ہی چکے ہیں مگر ان حضرت کو

عـــہ: المغفرۃ وقایۃ شر الذنوب بالکلیۃ[1] اھ ۱۲ رضی اللہ عنہ۔

مغفرت گناہوں کے شر سے کلیۃً محفوظ رہنا ہے اھ ۱۲ رضی اللہ عنہ (ت)

---

[1] حلیۃ المحلی شرح منیۃ المصلی

یہ مسلم نہیں خواہی نخواہی خلف اسی معنی پر ڈھالتے ہیں جو ایک قسم کذب ہے تاکہ اسکے جواز سے امکان کذب کی راہ نکالیں بہت اچھا اگر یہی معنٰی مراد ہوں تو اب نظر کیجئے کہ جواز خلف کے کیا معنی ہیں اور وہ اپنے کس معنی پر ائمی میں مختلف فیہ۔ حاشا جواز صرف بمعنی امکان عقلی محل خلاف نہیں بلکہ [عـــہ۱] قطعاً جواز شرعی وامکان وقوعی میں نزاع

عـــہ۱: **اقول**: هل عيست ان تتفطن مما القينا ونلقى عليك من الابحاث ونقلنا وننقل لك من كلمات العلماء ان الكلام فی مطلق الخلف فی حق العصاة لا الخلف المطلق فيهم ولا الخلف فی الكفار لوفاق اهل السنة الوعيدية على استحالته شرعا اما الثانی فظاهر واضح وقد نص عليه القرآن العزيز واجمعت عليه الامة جميعا واماالاول فنقل عليه ايضا غير واحد الاجماع وهو الصواب من حيث النظر وان نقل العلامة فی حاشيه العلائی خلافه ففی هذين ان كان الخلاف فلايكون الافی الامكان العقلی ولذاحمل عليه العلامة ش بيد انی لا اعلم خلافا بين اهل السنة فی جواز الاول عقلا والثانی وان وقع فيه خلاف ولكن المحققين ههنا على الجواز ولم يخالف فيه الا اقل قليل كماسيأتی فالذی [عـــہ۲] وقع عن العلامة ش

اقول (میں کہتا ہوں) آپ نے ہماری اس گفتگو سے جو کی اور کریں گے اور علماء کے منقولہ کلمات سے سمجھ لیں گے کہ کلام گنہ گاروں کے حق میں مطلق خلف میں ہے۔ نہ خلف مطلق میں اور نہ ہی حق کفار میں خلف ہے کیونکہ وعیدی اہلسنت کا اتفاق ہے کہ ایسی خلف وعید شرعاً محال ہے، دوسری بات (حق کفار میں) توظاہر واضح ہے اس پر قرآن عزیز کی تصریح ہے اور تمام امت کا اس پر اتفاق ہے۔ رہی پہلی بات تو اس پر بھی متعدد اہل علم نے اجماع نقل کیا ہے، دلیل کے اعتبار سے یہی صواب ہے، اگرچہ علامہ نے حاشیہ علائی میں اس کے خلاف نقل کیا ہے ان دونوں میں اگر اختلاف ہو بھی تو محض بطور امکان عقلی ہو ہوگا اس لئے علامہ ش نے اسے اس پر محمول کیا مگر میں اول کے جواز عقلی میں اہلسنت کا اختلاف نہیں جانتا، اور دوسری میں اگرچہ اختلاف ہے لیکن محققین یہاں بھی جواز پر ہیں اگرچہ اس کی مخالفت بہت ہی کم لوگوں نے کی ہے جیساکہ آگے آرہا ہے۔

عـــہ۲: قوله فالذی وقع حيث نقل النزاع المشهور وكون المحققين على المنع

قولہ والذین وقع، کیونکہ انھوں نے جہاں نزاع مشہور نقل کیا ہے اور محققین کا اس کے کلام میں دونوں خلفوں (باقی برصفحہ آئندہ)

ہے جس کے بعد امتناع بالغیر بھی نہیں رہتا۔ **دلائل سنئے:**

(بقیہ حاشیہ عــــہ۱صفحہ گزشتہ)

اشتباہ یجب التنبیه له وقد اوضحناہ علی ہامشه ولو لا ان عرضنا فی المقام لایتعلق بنقد ذٰلك لاتینا بالتحقیق فیما ھنالکن ثم من البدیھی ان امکان عدم التعذیب عقلا مع استحالته شرعا ادخل فی الرد علی ھٰؤلاء الجھلة کما لایخفی علی عاقل فضلا عن فاضل و سنلقی علیك تحقیقه فیما سیأتی فی رد الوھابیة الدیوبندیة فانتظر واللّٰه سبحانه وتعالٰی اعلم ۱۲منه قدس سرہ۔

علامہ ش سے جو واقع ہوا یہ اشتباہ ہے جس پر تنبیہ ضروری ہے اور ہم نے اس کے حاشیہ پر اس کی وضاحت کردی ہے اگر ہماری غرض اس مقام پر تنقید کرنا ہوتی تو ہم اس تحقیق کو یہاں کردیتے۔ پھر یہ بات بدیہی ہے کہ عقلا عدم عذاب کا محض امکان جو شرعا محال ہے ان جہال کے رد کا ذریعہ بنتا ہے جیسا کہ کسی عاقل پر مخفی نہیں چہ جائیکہ کسی فاضل پر مخفی ہو۔ عنقریب اس کی تفصیل و تحقیق وہابیہ دیوبندیہ کے رد میں آرہی ہے تھوڑا سا انتظار کرو۔ واللہ سبحانہ وتعالٰی اعلم ۱۲منہ قدس سرہ۔(ت)

(بقیہ حاشیہ عــــہ۲صفحہ گزشتہ)

فی کلامه علی ھٰذین الخلفین وزعم تبعا فالحق ان محل النزاع المشھور ھوالجواز الشرعی وکلامھم انما ھو فی مطلق الخلف وتحقیق الحق فی محصله ماسنلقی علیک واللّٰه الھادی ۱۲منه رضی اللّٰه عنه۔ للحلیة ان الاشبه ترجح جواز الاول عقلا فاوھم ان جوازہ العقلی مختلف فیه واوھم ایھا مًا اشد واعظم ان المحققین علی انکارہ وان کان الاشبه عندہ ترجح الجواز مع انا لانعلم فیه نزاع اصلا ولانظنه محل نزاع وان کان فلا شك ان عامة الائمة علی الجواز ثم اوھم بل صرح اٰخر ان الصحیح عن المحققین منع الثانی عقلا مع ان الامر بالعکس

پر منع مذکور ہوا اور حلیہ کی اتباع میں اس نے عقلا جواز اول کی ترجیح کو مختار محسوس کرلیا تو اسے یہ وہم ہوگیا کہ اس کے جواز عقلی میں اختلاف ہے یہ وہم شدید ہے محققین تو اس کا انکار کررہے ہیں اگرچہ اس کے ہاں مختار جواز کو ترجیح دینا ہے حالانکہ ہم تو اس میں نزاع کا علم نہیں رکھتے اور نہ ہی محل نزاع کا گمان کرتے ہیں اور اگر ہے تو بلاشبہہ اکثر ائمہ جواز پر ہیں پھر وہم میں پڑتے ہوئے آخر تصریح کی کہ محققین کے ہاں صحیح یہ ہے کہ دوسری صورت عقلا منع ہے حالانکہ معاملہ برعکس (باقی اگلے صفحہ پر)

اولاً اہلسنت بالاجماع اور معتزلہ کا ایک فرقہ مغفرت عاصیان کبائر کردگان وبے توبہ مردگان کے امکان عقلی پر متفق ہیں یعنی کچھ عقلی محال نہیں جانتی کہ اللہ تعالیٰ ان سے مواخذہ نہ فرمائے مگر امکان شرعی میں اختلاف پڑا اہلسنت بالاجماع شرعاً بھی جائز بلکہ واقع اور یہ فرقہ وعیدیہ سمعاً ناجائز اور عذاب واجب مانتے ہیں۔ انھوں نے آیات وعید سے استناد کیا اس کے جواب میں جواز خلف کا مسئلہ پیش ہوا یعنی اے معتزلہ! تمھارا استدلال توجب تمام ہو کہ ہم وقوع وعید شرعاً واجب مانیں وہ خود ہمارے نزدیک جائز الخلف ہے تو عفو پھر جائز کا جائز ہی رہا اور شرعاً وجوب عذاب کہ تمھارا دعوی تھا ثابت نہ ہوا۔ امام علامہ تفتازانی شرح مقاصد میں فرماتے ہیں:

البحث الثانی عشر اتفقت الامۃ ونطق الکتاب والسنۃ بان اللہ تعالٰی عفو غفور یعفو عن الصغائر مطلقًا وعن الکبائر بعد التوبۃ ولایعفو عن الکفر قطعا، واختلفوا فی العفو عن الکبائر بدون التوبۃ فجوزہ الاصحاب بل اثبتوہ خلافاللمعتزلۃ، تمسک القائلون بجواز العفو عقلا وامتناعہ سمعا وھم البصریون من المعتزلۃ وبعض البغدادیۃ بالنصوص الوارۃ فی وعید الفساق واصحاب الکبائر، واجیب بانھم داخلون فی عمومات الوعد بالثواب ودخول الجنۃ علی مامر والخلف فی الوعد لئوم لایلیق بالکریم وفاقا بخلاف الخلف فی الوعید فانہ	بارھویں، امت کا اتفاق اور کتاب وسنت اس پر ناطق ہیں کہ اللہ تعالیٰ معاف فرمانے والا غفور ہے۔ وہ صغائر تو ہر حال میں معاف فرمادیتا ہے اور کبائر کو توبہ کے بعد، کفر کو قطعاً معاف نہیں فرماتا۔ بغیر توبہ کبائر ک بخشش میں اختلاف ہے ہمارے اصحاب (اہل سنت) اس کے جواز کے قائل بلکہ اس کو دلائل سے ثابت کرنے والے ہیں اس میں معتزلہ کا اختلاف ہے ان میں سے کچھ نے کہا عقلاً عفو کا جواز ہے مگر شرعاً ممتنع ہے۔ یہ بصری معتزلہ کی رائے ہے۔ بغدادی معتزلہ ان کی نصوص سے استدلال کرتے ہیں جو فساق اور اصحاب کبائر کے بارے میں وعیدیں آئی ہیں۔ ان کو جواب یہ دیا گیا ہے کہ وہ وعدہ ثواب ودخول جنت کی عمومی نصوص میں داخل ہیں

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) فالحق ان محل النزاع المشھور ھو الجواز الشرعی وکلامھم انما ھو فی مطلق الخلف وتحقیق الحق فی محصلہ ماسنلقی علیك واللہ الھادی ۱۲ منہ رضی اللہ عنہ۔

ہے تو حق یہ ہے کہ نزاع مشہور کا محل جواز شرعی ہے، علماء کا کلام مطلق خلف میں ہے حق کی تحقیق ہم آپ پر عنقریب بیان کریں گے۔ واللہ الھادی ۱۲ منہ رضی اللہ عنہ (ت)

ربما یعد کرما[1] اھ ملتقطا۔	جیسا کہ گزر چکا ہے۔اور وعدہ میں خلف ایسا قابل ملامت عمل ہے جو بالاتفاق کریم کے مناسب ولائق نہیں بخلاف خلاف وعید کے کہ اسے اکثر کرم ہی شمار کیا جاتا ہے اھ ملتقطا ۔(ت)

دیکھو علماء اس جواز خلف سے عذاب کے وجوب شرعی کو دفع فرماتے ہیں اور وجوب شرعی کا مقابل نہیں مگر جواز شرعی اگر صرف امکان عقلی مراد ہو تو وہ ان معتزلہ کے مذہب سے کیا منافی اور ان کی دلیل کا کیونکر نافی ہو گو وہ کب کہتے تھے کہ واجب عقلی ہے جو تم امکان عقلی کا قصہ پیش کرو۔ تو ثابت ہوا کہ یہ علماء بالیقین خلف وعید کو شرعا جائز مانتے ہیں۔

ثانیًا: محققین کہ جواز خلف نہیں مانتے۔آیہ کریمہ "مَا یُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَیَّ"[2] (میرے ہاں قول میں تبدیلی نہیں کی جائے گی۔ ت) استدلال کرتے ہیں کما فی شرح عقائد النسفی وشرح الفقه الاکبر وغیرهما (جیساکہ شرح عقائد نسفی، شرح فقہ اکبر اور دیگر کتب میں ہے۔ت) اور پر ظاہر کہ آیت میں نفی وقوع صرف استحالہ شرعی پر دلیل ہوگی نہ کہ امتناع عقلی پر، تو لازم کہ وہ علماء جواز شرعی مانتے ہوں ورنہ محققین کی دلیل محل نزاع سے محض اجنبی اور امر نزاع کی نافہمی پر مبتنی ہوگی وہ نہ کہہ دیں گے کہ اس سے صرف استحالہ شرعی ثابت ہوا وہ امکان عقلی کے کب خلاف ہے جس کے ہم قائل ہیں۔

ثالثًا: واحدی نے بسیط میں آیہ کریمہ "اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ ﴿۱۹۴﴾"[3] (بیشک تو وعدہ کے خلاف نہیں کرتا۔ت) سے صرف وعدہ مراد لیا اور وعید پر حمل کرنے سے انکار کیا کہ اس میں تو خلف جائز ہے۔ تفسیر کبیر میں فرمایا:

احتج الجبائی بهذه الاٰیة علی القطع بوعید الفساق (ثم ذکر احتجاجه والاجوبة عنه الی ان قال) وذکر الواحدی فی البسیط طریقة اُخریٰ۔فقال لم لایجوز ان یحمل هٰذا علی میعاد الاولیاء دون وعید الاعداء	جبائی نے وعید فساق کی قطعیت پر اسی آیہ مبارکہ سے استدلال کیا (پھر اس کا استدلال اور اس کے جوابات ذکر کئے پھر کہا) اور واحدی نے بسیط میں ایک اور طریقہ ذکر کرتے ہوئے کہا یہ کیوں جائز نہیں کہ اسے وعدہ اولیاء پر محمول کرلیا جائے نہ کہ وعید اعداپر

[1] شرح المقاصد المبحث الثانی عشع دار المعارف النعمانیه لاہور ۲/ ۲۳۵ تا ۲۳۷

[2] القرآن الکریم ۵۰/ ۲۹

[3] القرآن الکریم ۳/ ۱۹۴

لان خلف الوعید کریم عندالعرب[1] الخ۔	کیونکہ خلف وعید عربوں کے ہاں سراپا کریم ہوتا ہے۔(ت)

ظاہر ہے کہ علمائے مجوزین اگر صرف امکان عقلی مانتے تو آیت میں اس حمل کی انھیں کیا حاجت تھی کہ انتفائے شرعی جواز عقلی کے کچھ منافی نہیں۔

رابعا: قائلان جواز کے نزدیک تحقیق یہ ہے کہ خلف وعید صرف بحق مسلمین جائز ہے نہ بحق کفار۔ عبارت حلیہ:

الاشبہ ترجح القول بجواز الخلف فی الوعید فی حق المسلمین خاصۃ دون الکفار[2]۔	مختار یہ ہے کہ خلف وعید کا قول مسلمانوں کے ساتھ خاص ہے نہ کہ کفار کے لئے۔(ت)

ابھی بحوالہ ردالمحتار گزری مگر میں نے اس کی جگہ اور تحفے پیش کروں، مختصر العقائد میں ہے:

الملك لله والناس عبیدہ ولہ ان یفعل بھم مایرید ولکن وعدان لایعذب احدا بغیر ذنب وان لایخلف المؤمن المذنب فی النار ویستحیل ان یخلف فی میعادہ وکذا اوعد ان یعذب المؤمن المذنب زمانا والکافر موبدا وکن قد یعفو عن المؤمن المذنب ولایعذبہ لانہ تکرم وتفضل فیترك الوعید، اما فی حق الکفار فلایکون العفو وان کان تکرما وتفضلا قال اللہ تعالٰی ولو شئنا لاٰتینا کل نفس ھداھا، ولکن حق القول منی الایۃ، اخبر انہ لایفعل مع الکفار الابطریق العدل[3]۔	ملک اللہ کا ہے تمام لوگ اس کے غلام ہیں اللہ تعالٰی ان کے بارے میں جو اپنے ارادہ کے مطابق کرسکتا ہے لیکن اس نے وعدہ فرمایا وہ کسی کو گناہ کے بغیر عذاب نہیں دے گا۔ کسی مومن گنہگار کو ہمیشہ دوزخ میں نہیں ڈالے گا اور اس سے وعدہ کی خلاف ورزی محال ہے۔اس طرح اس نے مومن گنہگار کو کچھ وقت کے لئے اور کافر کو ہمیشہ کے لئے عذاب دینے کی وعید فرمائی ہے لیکن اگر وہ کسی مومن کو معاف فرما دیتا ہے اور اسے عذاب نہیں دیتا تو یہ اس کا سراپا کرم وفضل ہے تو وعید کو ترک فرمادیتا ہے رہا کفار کا معاملہ تو اس میں عفو نہیں اگرچہ عفو کرم وفضل ہی ہوتا ہے اللہ تعالٰی کا فرمان ہے۔ اگر ہم چاہیں تو ہر نفس کو ہدایت دیں لیکن میرا قول حق ہے۔ الآیہ اس میں اللہ تعالٰی نے خبر دی ہے کہ کفار کے ساتھ صرف عدل کا معاملہ فرمائے گا۔(ت)

[1] مفاتیح الغیب (التفسیر الکبیر) تحت آیۃ ان اللہ لایخلف المیعاد المطبعۃ البہیۃ المصریۃ مصر ۷/ ۱۹۶

[2] ردالمحتار بحوالہ الحلیۃ مطلب فی خلف الوعید وحکم الدعاء بالمغفرۃ داراحیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۳۵۱

[3] مختصر العقائد

روح البیان میں ہے:

اللہ تعالٰی لایغفر ان یشرك به فینجز وعیدہ فی حق المشرکین ویغفر مادون ذٰلك لمن یشاء فیجوز ان یخلف وعیدہ فی حق المومنین[1]۔	اللہ تعالٰی مشرک کو معاف نہیں فرماتا تو مشرکین کے حق میں وعید جاری وساری رہے گی اور اس سے نیچے کو معاف فرمادیتا ہے جس کو چاہے تو اہل ایمان کے حق میں خلف وعید جائز ہوگی۔(ت)

سبحان اللہ! اگر صرف امکان عقلی میں کلام ہوتا تو وہ باجماع اشاعرہ بلکہ جماہیر اہلسنت حق کفار میں بھی حاصل **وھو التحقیق یفعل اللہ مایشاء ویحکم مایرید** (اور یہی تحقیق ہے اللہ تعالٰی جو چاہتا ہے کرتا ہے اور جو چاہتا ہے فیصلہ فرماتا ہے۔ت) شرح مقاصد الطالبین فی علم اصول دین میں ہے:

اتفقت الامۃ ان اللہ تعالٰی لایعفو عن الکفر قطعا وان جاز عقلا ومنع بعضھم الجواز العقلی ایضا لانه مخالف لحکمة التفرقة بین من احسن غایة الاحسان ومن اساء غایة الاساءۃ وضعفه ظاھر[2] اھ ملخصا۔	امت کا اتفاق ہے کہ کفر کو قطعاً معاف نہیں کیا جائے گا اگرچہ اس کا عقلی جواز ہے اور بعض نے تو جواز عقلی کا بھی انکار کیا ہے کہ انتہائی نیکی کرنے والے اور انتہائی برائی کرنے والے کے درمیان فرق کرنے کی حکمت کے خلاف ہے اور اس کا ضعف ظاہر ہے اھ ملخصا(ت)

اسی میں ہے:

عند شرذمة لایجوزون العفو عنھم فی الحکمة[3]۔	ایک گروہ کے ہاں یہ ہے کہ وہ حکمت کے طور پر کفار سے معافی کو جائز نہیں کہتے۔(ت)

لاجرم بدلائل قاطعہ ثابت ہوا کہ قائلین جواز جواز شرعی لیتے ہیں اور خلف کے امتناع بالغیر سے بھی انکار رکھتے ہیں، اب تم نے خلف کے وہ معنی لیے جو ایک قسم کذب ہے تو قطعاً لازم کہ تمھارے زعم باطل میں ان علماء کے نزدیک کذب الٰہی نہ صرف عقلا بلکہ شرعا بھی جائز ہو جسے امتناع بالغیر سے بھی بہرہ نہیں یہ صریح کفر ہے **والعیاذ باللہ رب العالمین**۔ امام علامہ قاضی عیاض قدس سرہ، شفا شریف میں فرماتے ہیں:

من دان بالوحدانیة وصحة النبوۃ و	جو اللہ تعالٰی کی وحدانیت اور نبوت کی حقانیت اور

---

[1] روح البیان الجزء السادس والعشرون سورۃ ق مایبدل القول کے تحت المکتبۃ الاسلامیہ ریاض ۹/ ۱۲۵

[2] شرح المقاصد المبحث الثانی عشر دار المعارف النعمانیہ لاہور ۲/ ۲۳۵

[3] شرح المقاصد المبحث الثانی عشر دار المعارف النعمانیہ لاہور ۲/ ۲۳۸

نبوۃ بنبینا صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ولکن جوز علی الانبیاء الکذب فیما اتوابہ ادعی فی ذٰلک المصلحۃ بزعمہ امر لم یدعہا فھو کافر باجماع[1]۔	ہمارے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا اعتقاد رکھتا ہو بااین ہمہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام پر ان باتوں میں کہ وہ اپنے رب کے پاس سے لائے کذب جائز مانے خواہ بزعم خود اس میں کسی مصلحت کا ادعا کرے یا نہ کرے۔ہر طرح بالاجماع کافر ہے۔(ت)

سبحان اللہ! حضرت انبیاء علیہم افضل الصلوٰۃ والثناء پر کذب جائز ماننے والا باتفاق کافر ہوا۔جناب باری عزوجل کا جواز کذب ماننے والا کیونکر بالاجماع کافر ومرتد نہ ہوگا۔اب تو جانا کہ تم نے اپنی جہالت وقاحت سے کفر واسلام میں تمیز نہ کی اور کفر خالص پر معاذاللہ ائمہ دین میں نزاع ٹھہرادی، سبحان اللہ! یہ فہم فقاہت یہ دین ودیانت اور اس پر عالم رشید بلکہ شیخ مرید بننے کی ہمت ع

آدمیاں گم شدند ملک خدا خر گرفت

(آدم ختم ہوگئے اور اللہ تعالٰی کے ملک پر گدھے نے قبضہ کرلیا۔ت)

ذرا یہ مقام یاد رکھئے کہ آپ کو خاتمہ اس سے کام پڑتا ہے واللہ المستعان علی ماتصفون، لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم

حجت عاشرہ ظاہرہ باہرہ زاہرہ قاہرہ امر وادھی من قرینتھا الاولی۔

اقول: وباللہ التوفیق(میں اللہ کی توفیق سے کہتا ہوں۔ت)ہنوز بس نہیں اگرچہ علماء مسئلہ خلف میں بلفظ جواز تعبیر کررہے ہیں مگر عقلی صافی ونظر وافی نصیب ہو تو کھل جائے کہ وہ جس معنی پر خلف جائز کہتے ہیں اس معنی پر نہ صرف جائز بلکہ بالیقین واقع مانتے ہیں تو تمہارے زعم خبیث پر قطعًا لازم کہ ائمہ دین کذب الٰہی کو یقینا واقع وموجود بالفعل جانتے ہیں۔اس سے بڑھ کر کفر جلی اور کیا ہوگا، دلائل لیجئے۔

اولا: ہم ثابت کرآئے کہ خلف وعفو ان کے نزدیک مساوی ہیں۔اور ایک مساوی کا وقوع مساوی دیگر کو قطعاً مستلزم خواہ تساوی فی التحقق ہو یا فی الصدق کہ اول کا توعین منطوق تلازم فی الوجود اور ثانی اس سے بھی زیادہ ادخل فی المقصود، فان الا نفکاك فی الوجود فی الصدق مع شیئ زائد (کیونکہ وجودی ں انفکاک، صدق میں انفکاک ہی ہے بلکہ شی زائد کے ساتھ ہے۔ت) لیکن عفو بالیقین واقع ابھی شرح مقاصد

---

[1] الشفاء بتعریف حقوق المصطفی فصل فی بیان ماھو من المقالات المطبعۃ الشرکۃ الصحافیۃ ۲/ ۲۶۹

سے گزرا "**جواز الاصحاب بل اثبتوہ**[1]" (اصحاب اسے جائز بلکہ اسے ثابت کرتے ہیں۔ت) تو ثابت ہوا کہ وہ علماء جسے خلف وعید کہتے ہیں یقیناً واقع، اب تم خلف کو اس معنی ناپاک پر حمل کرتے ہو تو **معاذاللہ** الٰہی کے بالیقین واقع و موجود ہونے میں کیا کلام رہا، صدق اللہ تعالٰی (اللہ تعالٰی نے سچ فرمایا۔ت):

"فَاِنَّهَا لَا تَعْمَى الْاَبْصَارُ وَلٰكِنْ تَعْمَى الْقُلُوْبُ الَّتِيْ فِي الصُّدُوْرِ ۝" [2]۔	بیشک آنکھیں اندھی ہوتیں وہ دل اندھے ہوتے ہیں جو سینوں میں ہیں۔ **والعیاذ باللہ سبحانہ وتعالٰی** (اللہ سبحانہ وتعالٰی کی پناہ۔ت)

ثانیًا: تعیین تساوی سے قطع نظر بھی کیجئے تاہم آیہ کریمہ "**وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ**"[3] (شرک سے نیچے معاف فرمادے گا۔ت) سے ان کا استدلال دلیل قاطع کو خلف عفو س خاص یا مباین نہیں لاجرم مساوی نہ سہی تو عام ہوگا۔ بہر حال وقوع مغفرت وو قوع خلف اور تمھارے طور پر وقوع خلف وقوع کذب کو مستلزم ہو کر کذب الٰہی یقینی الوقوع ٹھہرے گا اور کیا گمراہیوں کے سر پر سینگ ہوتے ہیں۔

ثالثًا: مختصر العقائد کی عبارت گزری کچھ دیر نہ ہوئی جس میں خلف وعد کو محال لکھ کر وعید مسلمین کے بارے میں دیکھ لیجئے کیا لفظ لکھا **یجوز ان یترك الوعید** (وعید کا ترک کرنا جائز ہے۔ت) نہ کہا بلکہ صاف صاف **یترك الوعید**[4] (وعید کو ترک کر دیا۔ت) مرقوم کیا۔ پھر ثبوت مدعا میں کیا کلام رہا۔

رابعًا: ان دلائل قاطعہ کے بعد تمھاری سمجھ کے لائق قاطع نزاع وواقع شغب یہ ہے کہ امام محمد محمد محمد ابن امیر الحاج حلبی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے اسی حلیہ میں جو اسی ردالمحتار کی جس سے آپ ناقل (اس مقام میں) ماخذ صاف بتادیا کہ خلف وعید صرف عفو سے عبارت ہے۔ اب آپ ہی بولئے کہ آپ کے مذہب میں عفو بالیقین واقع ہے یا نہیں۔ اگر ہے تو وہی خلف ہے اور تم خلف کو اصل کذب سمجھے تو اپنے خدا کو یقیناً کاذب کہہ چکے یا نہیں۔ حلیہ کی عبارت میں ہے:

الدعاء المذکور یستلزم انہ یجوز الخلف فی الوعید وظاھر المواقف والمقاصد	دعا مذکور اس بات کو مستلزم ہے کہ خلف وعید جائز ہے۔ مواقف اور مقاصد کے ظاہر سے ہی

[1] شرح المقاصد المبحث فی عشر دارالمعارف النعمانیہ بیروت ۲/ ۲۳۵
[2] القرآن الکریم ۲۲/ ۴۶
[3] القرآن الکریم ۴/ ۱۱۶
[4] مختصر العقائد

ان الاشاعرۃ قائلۃ بہ لانہ لایعد نقصا بل جود او کرما ولھذامدح بہ کعب بن زھیر رضی اللہ تعالٰی عنہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم حیث قال نبئت ان رسول اللہ اوعدنی والعفو عند رسول اللہ مأمول [1]	معلوم ہوتا ہے کہ اشاعرہ اس کے قائل ہیں کیونکہ اسے نقص نہیں بلکہ جود وکرم شمار کیا جاتا ہے یہی وجہ ہے حضرت کعب بن زہیر رضی اللہ تعالٰی عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی اس کے ساتھ مدح کرتے ہوئے کہا مجھے بتایا گیا ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علہ وسلم نے وعید سنارکھی ہے مگر سول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے عفو کی ہی امید ہے۔(ت)

دیکھو صراحۃً مدح بالعفو کو مدح بخلف وعید قرار دیا۔اسی طرح ختم نبوت میں قول ابن نباتہ مصری:

الحمدللہ الذی اذاوعدی وفاواذا اوعدعفا [2]۔	تمام حمد اللہ کی جو وعدہ کرکے وفا فرماتا ہے اور تو جب وعید سناتا ہے تو معاف فرمادیتا ہے۔(ت)

کو اسی باب سے ٹھہرایا اب بھی وضوح حق میں کچھ باقی رہا۔یہ دوسرا مقام یاد رکھنے کا ہے کہ تم نے صراحۃً وقوع ووجود کذب الٰہی کو ائمہ اہلسنت کا مذہب جانا اور ایسے کفر شنیع وارتداد فظیع کو اہل حق کا ایک اختلافی مسئلہ مانا،

کذلك یطبع اللہ علی کل قلب متکبر جبار ولاحول ولاقوۃ الا باللہ الواحد القھار۔	یوں ہی اللہ تعالٰی ہر متکبر اور جابر دل پر مہر ثبت فرماتا ہے ولا حول ولاقوۃ الا باللہ الواحد القھار(ت)

بالجملہ بحمداللہ حجج قاہرہ وبینات باہرہ شمس وامس سے زیادہ روشن اوابین ہوگیا کہ علماء جس معنی پر خلف جائز مانتے ہیں، حاش اللہ! اسے امکان کذب اصلاعلاقہ نہیں،ان کے نزدیک خلف بمعنی عدم ایقاع وعید بوجہ تجاوز وکرم ہے کہ عین عفو یا عفو کا مساوی وملازم،اور یہ معنی نہ صرف جائز بلکہ باجماع اہلسنت بلاشبہہ واقع رہا۔خلف بمعنی تبدیل وتکذیب خبر جس کے جواز پر امکان کذب متفرع ہوسکے۔ہر گز ان علماء کی مراد نہ عالم میں کوئی عالم اس کا قائل بلکہ وہ بالاتفاق یک زبان ویک دل اس سے تبری وتحاشی کامل کرتے ہیں اور کذب الٰہی کے استحالہ قطعی وامتناع عقلی پر اجماع تام رکھتے ہیں۔اول سے آخر تک ان کے تمام کلمات ومحاورات وجوہ مناظرہ طریق رد واثبات ہزار در ہزار طور سے اس امر پر شاہد عدل وناطق فصل وقد ظھر علی کل

---

[1] حلیہ المحلی شرح منیۃ المصلی

[2] حلیہ المحلی شرح منیۃ المصلی

ذی عقل (اور یہ ہر عقلمند پر ظاہر ہے۔ت) اور امام ابن امیر الحاج نے تو بحمد اللہ یہ امر باتم وجوہ منجلی کردیا کہ خود جواز خلف کو راجح مان کر اس معنی ناپاک تراشیدہ مدعی بیباک کی وہ بیخ کنی فرمائی جس کی غرب سے شرق تک خبر آئی۔ یونہی امام فخر الدین رازی نے تفسیر کبیر میں باآنکہ کلام امام ابو عمرو ابن العلاء قائل جواز خلف کی وہ کچھ تائید کی جو اوپر گزر چکی۔ جب معنی تبدیل کی نوبت آئی جس پر ان حضرات نے تفریع کی ٹھہرائی اس پر وہ شدید و عظیم نکیر فرمائی کہ کج فہمی جاہل پر قیامت ڈھائی، اسی تفسیر میں فرماتے ہیں:

الخبر اذا جواز علی اللہ الخلف فیہ فقد جوز الکذب علی اللہ تعالٰی وھذا خطاء عظیم بل یقرب من ان یکون کفرا فان العقلاء اجمعوا علی انہ تعالٰی منزہ عن الکذب ومعلوم ان فتح ھذا الباب یقضی الی الطعن فی القراٰن وکل الشریعۃ اھ ملخصا[1]۔	یعنی جب خبر میں خلف اللہ تعالٰی پر جائز رکھا جائے تو بیشک کذب الٰہی کو جائز ماننا ہوگا اور یہ سخت خطا ہے بلکہ قریب ہے کہ کفر ہوجائے اس لئے کہ تمام عقلاء (یعنی نہ صرف اہل اسلام بلکہ سمجھ والے کافر بھی) اتفاق کئے ہوئے ہیں کہ باری تعالٰی کذب سے منزہ ہے۔ اور معلوم ہے کہ اس دروازے کا کھولنا قرآن مجید اور تمام شریعت میں طعن تک لے جائیگا اھ ملخصا۔

بس خدا کی شان ہی شان نظر آتی ہے کہ واضح روشن، ایمانی اجماعی مسائل ہیں مدعیان علم و دیانت و رشد و مشیخت اغوائے عوام و تلبیس مرام کو یوں دیدہ و دانستہ کو یہ مفتری بن جاتے ہیں اور خوف خالق و شرم خلائق سب کو یک دست سلام کرکے ائمہ دین پر یوں کھلے بہتان جیتے طوفان اٹھاتے ہیں؎

چشم باز و گوش باز وایں ذکا ۔۔۔ خیرہ ام در چشم بندے خدا

(آنکھیں کھولو، کان کھولو، اے بندہ خدا! اس سے آنکھیں خیرہ ہیں۔ت)

فان کنت لاتدری فتلک مصیبۃ ۔۔۔ وان کنت تدری فالمصیبۃ اعظم

(اگر تم نہیں جانتے تو یہ مصیبت و پریشانی ہے اور اگر جانتے ہو تو اس سے بڑھ کر آزمائش ہے۔ت)

بس زیادہ نہ کہو سوا اس کے کہ اللہ ہدایت دے آمین!

تنبیہ نبیہ: الحمد للہ تحقیق ذروہ علیا کہ پہنچی اور عیارون طراروں کی افترابندی اپنی سزا کو، اب صرف یہ امر قابل تنقیح رہا کہ جب خلف بمعنی تبدیل کے استحالہ پر اجماع قطعی قائم اور بمعنی مساوی عفو بالاجماع جائز بلکہ واقع تو علمائے مجوزین و محققین مانعین میں نزاع کس امر پر ہے۔ **اقول: وباللہ التوفیق وبہ العروج علی**

---

[1] مفاتیح الغیب (التفسیر الکبیر

اوج التحقیق علی الخبیر سقطت (میں کہتاہوں اللہ کی توفیق سے،اور اس توفیق سے باخبر کو تحقیق کی بلندیوں پر عروج حاصل ہوتاہے۔ت) ہاں منشاء نزاع اس اطلاق کی تجویز ہے مجوزین نے خیال کیاکہ خلف وعید **معاذاللہ** کسی عیب ومنقصت کا نشان نہیں دیتا بلکہ عفو وکرم پر دلیل ہوتا ہے اور محل مدح وستائش میں بولا جاتاہے ولہٰذا جابجا عرف عرب سے اس پر استناد کرتے ہیں۔**قائل قائلھم** (ان میں سے کسی کا قول ہے۔ت)؎

وانی وان اوعدتہ او وعدتہ لمخلف ایعادی ومنجز موعدی

(اگر میں نے اسے وعید سنائی یااس سے وعدہ کیاتو اپنے وعید کا خلاف اور وعدہ کو پورا کرنیوالا ہوں۔ت)

وقال اٰخر (اور دوسرے نے کہا۔ت):؎

اذا وعد السراء انجز وعدہ وان اوعد افالعفو مانعہ

(جب خوشحال لوگوں سے وعدہ کیاتو وعدہ پورا کردیااور جب فقراء کو وعید سنائی توعفواس کے مانع ہوگیا۔ت)

بنابراں خلف وعید کی تجویز کی۔ محققین نے دیکھاکہ لفظ معنی محال یعنی تبدیل کا موہوم اور یہاں ایہام محال بھی منع میں کافی، **کمانصوا علیہ فی مسئلۃ معقد العنز** (جیساکہ انھوں نے مسئلہ معقد العنز میں اس پر تصریح کی ہے۔ت) اور اس کے ساتھ وقوع تمدح صرف مخلوق میں ہے خالق عزوجل کاان پر قیاس صحیح نہیں لاجرم اس تجویز سے تحاشی کی۔

خلاصہ یہ کہ آیات وعید میں بنظر ظاہر عموم عدم ایک صورت خلف میں ہے اگرچہ بنظر تخصیص وتقیید حقیقت خلف سے قطعاً منزہ، مجوزین اسی خلف صوری کو خلف وعید سے تعبیر کرتے اور اسے جائز رکھتے ہیں کہ مفید مدح ہے اور محققین منع فرماتے ہیں کہ موہم نقص وقدح ہے ورنہ اگر خیال معنی کیجئے تو بلاشبہہ وہ جس امر کو خلف کہتے ہیں قطعاً بالاجماع جائز وواقع، ولہٰذا علامہ شہاب الدین خفاکی مصری نے نسیم الریاض شرح شفائے امام قاضی عیاض میں مسئلہ خلف کو اہلسنت کا اتفاقی قرار دیا اور اس میں خلاف صرف معتزلہ کی نسبت کیا،

حیث قال الوعید لایجوز تخلفہ عند المعتزلۃ لقولھم بانہ یجب علی اللہ تعالٰی تعذیب العاصی[1]۔	جہاں کہاں کہ وعید کا تخلف معتزلہ کے ہاں جائز نہیں کیونکہ ان کا یہ مذہب ہے کہ خاص کو عذاب دینا اللہ تعالٰی پر لازم ہے۔(ت)

[1] نسیم الریاض شرح الشفاء للقاضی عیاض فصل فی بیان ماھو من المقالات کفر الخ دارالفکر بیروت ۴/ ۵۳۱

پر ظاہر کہ اس نسبت کا منشا وہی نظر معنی ہے کہ معنی مقصود مجوزین کے جواز میں واقعی اشقیائے معتزلہ ہی کو خلاف ہے اہلسنت میں کوئی اس کا منکر نہیں۔ جس طرح معنی کذب و تبدیل کے بطلان وامتناع پر اہلسنت بلکہ اہل ملل بلکہ اہل عقل کا اجماع ہے جس میں کسی فرقہ کا خلاف معلوم ظاہر نہیں۔ یہ ہے بحمد اللہ محل نزاع کی تحریر انیق و تقریر رشیق، **والحمد اللہ ولی التوفیق علی الھام التحقیق وارشاد الطریق** (حمد ہے اللہ تعالٰی میں جو عطاء تحقیق اور رہنما طریق کی توفیق کا مالک ہے۔ت) امام محقق مدقق علامہ حلبی نے اسی حلیہ میں جواز خلف مان کر معنی کذب و تبدیل سے وہ تحاشی عظیم فرمائی جس کی نقل حجت سابعہ میں گزری پھر تصریح مراد کی یوں ارشاد کی:

المراد بالوعید صورۃ العموم بالوعید من ارید بالخطاب [1]۔	مسئلہ جواز خلف میں وعید سے صورت عموم مراد ہے کہ بظاہر حکم سب مخاطبوں کو شامل نظر آتا ہے۔

یعنی تنہا الفاظ وعید پر نظر کیجئے تو صاف یہی حکم ہے معلوم ہوتا ہے کہ جہاں ایسا کریں گے سب سزا پائیں گے پھر جبکہ بدلائل قاطعہ ثابت ہوا کہ بعض کو نہ ہوگی تو بظاہر وعید متخلف ہوئی حالانکہ وہ عموم صرف صوری تھا۔ نہ حقیقی کہ حقیقت میں عمومات وعید آیاتِ مشیت سے مکتسب تقیید، جن کا حاصل یہ ہے کہ ہم معاف نہ فرمائیں تو سزا ہوگی بس اس قدر محصل خلف ہے جسے معاذاللہ کذب و تبدیل سے کچھ علاقہ نہیں۔ پھر اس مراد و مقصود کی تحقیق فرما کر ارشاد کرتے ہیں:

ثم حیث کان المراد ھذا فالوجہ ترك اطلاق جواز الخلف فی الوعد والوعید دفعا لایھام ان یکون المراد منہ ھذا المحال [2]۔	یعنی جب معلوم ہوگیا کہ جواز خلف سے صرف اس قدر مراد ہے نہ وہ کہ معاذاللہ امکان کذب کو راہ دے کہ کذب و تبدیل تو یقینا اللہ تعالٰی پر مستحیل، تو مناسب یہی ہے کہ وعدہ یا وعید کسی میں جواز خلف کا لفظ نہ بولیں کہ اس سے کسی کو اس معنی محال کا وہم نہ گزرے۔

واقعی امام ممدوح کا گمان بجا تھا۔ آخر دیکھئے ناکہ اس چودھویں صدی میں جہال سفہاء کو وہ ہم آڑے ہی آیا۔ والعیاذ باللہ سبحانہ وتعالٰی پھر فرماتے ہیں:

وانما وافقناھم علی الاطلاق لشھرۃ المسئلۃ بینھم بھٰذہ الترجمۃ و	ہم نے جو اس لفظ کے اطلاق میں علمائے سابقین کا ساتھ دیا اس پر باعث یہ تھا کہ مسئلہ ان میں سے اسی

---

[1] حلیہ المحلی شرح منیۃ المصلی
[2] حلیہ المحلی شرح منیۃ المصلی

نستغفر اللہ العظیم من کل مالیس فیہ رضاہ[1]۔	نام سے شہرت رکھتا ہے اور ہم اللہ عزوجل سے مغفر چاہتے ہیں ہر اس بات کی جو اسے پسندیدہ نہیں۔

سفیہ جاہل دیکھے کہ اس کے امکان کذب کے شوشے کدھر گئے۔

"قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ؕ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ﴿۸۱﴾"[2]۔	فرماؤ کہ حق آیا اور باطل مٹ گیا بیشک باطل کو مٹنا ہی تھا۔ (ت)

فقیر غفر اللہ تعالٰی نے بتوفیق المولٰی سبحانہ وتعالٰی اس مقام کی زیادہ تحقیق حواشی شرح عقائد وشرح مواقف پر ذکر کی اگر مخافت تطویل نہ ہوتی توان نفائس جلیلہ کو زیور گوش سامعین کرتا۔ وفیما ذکرنا کفایۃ و الحمد اللہ ولی الھدایۃ (جو کچھ ہم نے ذکر کردیا وہی کافی ہے۔ حمد ہے اللہ تعالٰی کی جو ہدایت کا مالک ہے۔ت) غرض اس مقدار سے زائد کسی امر کو محل نزاع ٹھہرانا خود ان کے مقتضائے کلام ومقال وتمسک واستدلال سے جدا پ-ڑنا اور توجیہ القول بالایرضی بہ قائلہ کرنا اوران کے اجماعیات قاطعہ سے منکر ہونا اوران مہالک شنیعہ ونتائج قظیہ کاان کے ذمے باندھنا ہے جن سے وہ ہزار جگہ بتصریح صریح تبری کرتے ہیں۔ اور واقعی بحمد اللہ بارہا دیکھا ہے کہ ائمہ اہلسنت میں جو مسئلہ اصول مختلف فیہ رہا ہے اگرچہ بعض ناظرین ظواہر الفاظ سے دھوکا کھائیں مگر عندالتحقیق اس کا حاصل نزاع لفظی یا ایسی ہی کسی ہلکی بات کی طرف راجع ہوا ہے۔ پھر ایک فریق کے دوسرے پر الزامات حقیقۃً اپنے معنی مراد پر الزام ہیں جس سے دوسرے کا ذہن خالی نہ اس کی مراد سے انھیں تعلق نہ اسے دیکھ کر کوئی عاقل یہ وہم کرسکتا ہے کہ وہ امر جس کا الزام دیا گیا فریقین میں مختلف فیہ ہے بلکہ یہ تو عامہ نزاعات حقیقیہ معنویہ میں بھی نہیں ہوتا چہ جائے صوریہ ولفظیہ میں الزام اسی امر سے دیتے ہیں جس کا بطلان متفق علیہ ہو مختلف فیہ سے مختلف فیہ پر احتجاج یعنی چہ خصوصا جب کہ ایک امر میں اختلاف دوسرے میں تنازع کی فرع ہو کہ اس تقدیر پر فرع سے الزام مصادرہ علی المطلوب ہے۔ یہ نکتہ بھی یادرکھنے کے قابل کہ طرف مقابل سخت ابلہ وجاہل، خیر بات دور پہنچی نظائر لیجئے۔ مثلاایمان مخلوق ہے یا غیر مخلوق، امام عارف باللہ حارث محاسبی وجعفر بن حرب وعبداللہ بن کلاب وامام المتکلمین عبدالعزیز مکی وائمہ سمرقند اول کے قائل اور اسی طرف امام ہمام ابوالحسن اشعری قدس سرہ، مائل، بلکہ اسی پر امام الائمہ سراج الامہ امام اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کا نص شریف دلیل کامل، اور امام عماد السنہ احمد بن حنبل وغیرہ جماعت محدثین سے قول منقول اور یہی ائمہ بخارا

---

[1] حلیہ المحلی شرح منیۃ المصلی

[2] القرآن الکریم ۱۷/ ۸۱

"**ومن وافقهم**" کے نزدیک مختار و منصور و معتمد مقبول، اس پر ائمہ سمرقند و بخارا میں نزاع کو جو طول ہوا مخفی نہیں انہوں انھوں نے ان پر مخلوقیت قرآن کا الزام رکھا انھوں نے ان پر نامخلوقیت افعال عباد کا طعن کیا اور حقیقت دیکھئے تو بات کچھ بھی نہیں اپنی اپنی مراد پر دونوں سچ فرماتے ہیں ایمان مخلوق بیشک مخلوق کہ مخلوق و صفات مخلوق سب مخلوق اور ایمان کہ صفت خالق عزوجل ہے جس پر اسمائے حسنٰی سے پاک مومن دلیل یعنی اس ملک جلیل جل جلالہ کا ازل میں اپنے کلام کی تصدیق فرمانا وہ قطعاً غیر مخلوق کہ خالق و صفات خالق مخلوقیت سے منزہ۔

هكذا قرره الفاضل العلامة كمال الدين بن ابى شريف القدسى فى المسامرة شرح المسايرة۔	اسی طرح اس کی تفصیل فاضل علامہ کمال الدین بن ابی شریف المقدسی نے المسامرۃ شرح المسایرۃ میں کی ہے۔(ت)

اب کیا کوئی احمق جاہل اس نزاع کو دیکھ کر یہ گمان کرے گا کہ بعض صفات خالق کا مخلوق یا بعض افعال مخلوق کا نامخلوق ہونا ائمہ اہل سنت میں مختلف فیہ ہے۔ حاشاہ کلایوں ہی مسئلہ زیادت و نقصان ایمان کہ قدیم سے مختلف فیہا ہے۔ امام رازی وغیرہ بہت محققین اسے بھی نزاع لفظی پر اتارتے ہیں۔ منح الروض میں ہے:

ذهب الامام الرازى وكثير من المتكلمين الى ان هذا الخلاف لفظى راجع الى تفسير الايمان[1]۔	امام رازی اور بہت سے متکلمین اس طرف گئے ہیں یہ اختلاف لفظی ہے جو ایمان کی تفسیر کی طرف لوٹتا ہے۔ (ت)

پھر کہا:

هذا هو التحقيق الذى يجب ان يعول عليه[2]۔	یہ وہ تحقیق ہے جس پر اعتماد لازم ہے(ت)

اسی طرح اور مسائل پائے گا۔ اگر اس پر حمل کیجئے جب تو امر نہایت ایسر کہ مجوزین بمعنی مساوی عفہ لیتے ہیں اور مانعین بمعنی تبدیل قول دونوں سچ کہتے ہیں اور دونوں اجماع باتیں ہیں مگر فقیر نے **بحمد اللہ** جو تنقیح مناط کردی اس پر نزاع بھی معنوی رہی اور قول مانعین کا محقق وراجح ہونا بھی کھل گیا اور جہالت جاہلین کا علاج بھی **بحمد اللہ** بروجہ کافی ہولیا،

ذٰلك من فضل الله علينا وعلى الناس	یہ اللہ کا فضل ہے ہم پر اور لوگوں پر لیکن اکثر لوگ

[1] منح الروض الازہر شرح الفقہ الاکبر ومنہا ان الایمان لایزید وینقص مصطفی البابی مصر ص ۱۳۵

[2] منح الروض الازہر شرح الفقہ الاکبر ومنہا ان الایمان لایزید وینقص مصطفی البابی مصر ص ۱۳۵

ولکن اکثر الناس لایشکرون ٥ اللھم لك الشکر الابدی والمن السرمدی، والحمد ﷲ رب العالمین۔	شکر نہیں بجالاتے۔اے اللہ! شکر ابدی اور احسان دائمی تیرے لئے ہے اور سب تعریفیں اللہ رب العالمین کے لئے ہیں۔(ت)

تسجیل جلیل و تکمیل جمیل:اقول: وباﷲ التوفیق (میں اللہ کی توفیق سے کہتاہوں۔ت)مدعی جدید بیچارے کی حالت نہایت قابل رحم غریب نے امام الطائفہ کی بات بنانے کو عقل ودیانت کو پان رخصت دیا۔اپنے رب کو جیسے بنے لائق کذب کردینے کا ذمہ لیا۔ائمہ امت وسادات ملت پر کھلی آنکھوں جیتا بہتان کیا، غرض لاکھ جتن کو چھوڑے مگر کال نہ کٹا یعنی امام کی پیشانی سے داغ ضلالت مٹنا تھانہ مٹا۔آپ کو یاد ہو کہ اصل بات کاہے پر چھڑی تھی،ذکر یہ تھاکہ حضور پر نور سید المرسلین خاتم النبیین اکرم الاولین والاخرین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا مثل وہمسر حضور کی جملہ صفات کمالیہ میں شریک برابر محال ہے کہ اللہ تعالٰی حضور کو خاتم النبیین فرماتاہے اور ختم نبوت ناقابل شرکت توامکان مثل مستلزم کذب الٰہی اور کذب الٰہی محال عقلی ؎

منزہ عن شریك فی محاسنه | فجوھر الحسن فیه غیر منقسم

(اپنے محاسن میں آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کسی شریک سے بالا ہیں آپ کو ہر حسن تقسیم نہیں کیاگیا۔ت)

اس پر اس سفیہ نے جواب دیا کہ کذب الٰہی محال نہیں۔ممکن ہے کہ خدا کی بات جھوٹی ہوجائے اور اس پر جو ہذیانات بکے ان کی خدمت گزاری توآپ سن ہی چکے اب یہ حضرت اس کی حمایت میں خلف وعید کامسئلہ پیش کرتے ہیں یعنی ان کے امام نے نئی نہ کہی بلکہ اس کا قول ایک گروہ ائمہ کے موافق ہے۔اے سبحان اللہ!؎

اماچنیں مقتدے چناں | جہاں چوں نہ بیند بدلے چناں

(ایسے امام اور ایسے مقتدی، جہاں نے ایسے بدنہ دیکھے ہوں گے۔ت)

اے حضرت! سب کچھ جانے دیجئے مگر یہ آیہ کریمہ "وَلٰکِنۡ رَّسُوۡلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ ؕ"[1] ہاں اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں میں پچھلے۔ت) بھی معاذاللہ کوئی وعید ہے جس کے امکان کذب کو جواز علت پر متفرع کیجئے گا یہ تو وعدہ ہے یعنی حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو بشارت عظیمہ کو تمھیں اس فضل جلیل سے مشرف کیاگیا تمھاری شریعت مطہرہ کو شرف افضلیت بخشا تم ناسخ ادیان ہوئے تمھارے دین متین کا ناسخ کوئی نہ آئے گا تم سب سے بلند وبرتر تم سے بالا کوئی ہوا نہ ہوگا۔اس میں خلف تو

---
[1] القرآن الکریم ۳۳/ ۴۰

ہر طرح بالا جماع محال ہے پھر تمھارے امام کا کیا کام نکلا اور مخالف اجماع مسلمین واحداث بدعت ضالہ فی الدین کا داغ کیونکر مٹا۔ہاں یہ کہ اس کی اور ساتھ لگے تمھاری عقل ودیانت کا کام تمام ہوا،اسے کام نکلنا سمجھ لیجئے چاہئے کام ہو جانا قسمت کا بدا کہ دین ودیانت سے یوں کٹی چھٹی اور امام بیچارے کی بات نہ بنی ؂

نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم　　　　حبك الشی یعمی ویصم

(تجھے شی کی محبت اندھا اور بہرہ کردے گی۔ت)

؂ ذلیل وخوار وخراب وخستہ نہ اس سے ملتے نہ ایسے ہوتے

بہک گئے دین حق کا رستہ نہ اس سے ملتے نہ ایسے ہوتے

صدق القائل (کہنے والے نے سچ کہا۔ت)؂

اذا کان الغراب دلیل قوم　　　　سیهدیهم طریق الهالکینا

(جب قوم کا رہنما کوّا ہو تو اس کو ہلاکت والے راستہ ہی کی رہنمائی کرے گا۔ت)

الحمد لله! یہ بظاہر دس حجج باہرہ اور حقیقۃً اکیس دلائل قاہرہ ہیں کہ حجت رابعہ میں "وجہ ۲ و"[۳]وجہ ۳ حجت سادسہ میں "[۱۳]ثانیا، حجت تاسعہ وعاشرہ دونوں میں "[۱۴] [۱۵]ثانیا"[۱۶] [۱۷]ثالثا"[۱۸] [۱۹]رابعا، بالجملہ کے بعد [۲۰]عبارت امام رازی تنبیہ نبیہ میں کلام [۲۱]امام حلبی، یہ گیارہ مستقل حجتیں تھیں۔انھیں مدعی جدید پر اکیس کوڑے سمجھئے تو بائیسواں [۲۲]تازیانہ تسجیل جلیل کا ہوا، اوپر کے سو [۱۰۰] ملا کر ایک سو بائیس [۱۲۲] کوڑے انھیں جمع رکھئے اور آگے چلئے کہ سائل کے بقیہ سوال کو اظہار جواب وتحقیق صواب کا انتظار کرتے دیر گزری، اب وقت وہ آیا کہ ادھر عطف عنان کروں اور بیان حکم قائل کے لئے میدان بدیع تحقیق رفیع میں قدم دھروں: **والله الهادی ولی الایادی والصلوٰة علی حبیبه سراج النادی**۔ رہنمائی فرمانے والا اللہ ہے اور وہی مدد کا مالک ہے اس کے محبوب پر صلوٰۃ والسلام ہو جو مجلس کائنات کے چراغ ہیں۔(ت)

خاتمہ تحقیق حکم قائل میں

اقول: وبالله التوفیق اللهم اغفر وقنا الضلال والکفر (میں اللہ کی توفیق سے کہتا ہوں اے اللہ! ہمیں معاف فرمادے اور ہمیں گمراہی اور کفر سے محفوظ فرما۔ت) جان برادر! یہ پوچھتا ہے کہ ان کا یہ عقیدہ کیسا ہے اور ان کے پیچھے نماز کا کیا حکم ہے، یہ پوچھ کہ امام ومأموم پر ایک جماعت ائمہ کے نزدیک

کتنی وجہ سے کفر آتا ہے۔ حاش للہ حاش للہ ہزار ہزار بار حاش للہ میں ہر گز ان کی تکفیر پسند نہیں کرتا ان مقتدیوں یعنی مدعیان جدید کو تو ابھی تک مسلمان ہی جانتا ہوں اگرچہ ان کی بدعت وضلالت میں شک نہیں اور امام الطائفہ کے کفر پر بھی ہم حکم نہیں کرتا کہ ہمیں ہمارے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اہل لا الہ الا اللہ کی تکفیر سے منع فرمایا ہے، جب تک وہ وجہ کفر آفتاب سے زیادہ روشن وجلی نہ ہو جائے اور حکم اسلام کے لئے کوئی ضعیف سا ضعیف محمل بھی نہ رہے **فان الاسلام یعلو ولایعلی** (اسلام غالب ہے مغلوب نہیں۔ت) مگر یہ کہتا ہوں اور بیشک کہتا ہون کہ بلاریب ان تابع ومتبوع سب پر ایک گروہ علماء کے مذہب میں بوجہ کثیرہ کفر لازم۔ **والعیاذ باللہ ذی الفضل الدائم** (دائمی فضل والے اللہ کی پناہ۔ت) میرا مقصود اس بیان سے یہ ہے کہ ان عزیزون کو خواب غفلت سے جگاؤں اور ان کے اقوال باطلہ کی شناعت بائلہ انھیں جتاؤں کہ او بے پروا بکریو! کس نیند سور ہی ہو، گلا دور پہنچا، سورج ڈھلنے پر آیا گرگ خونخوار بظاہر دوست بن کر تمھارے کان پر تھپک رہا ہے کہ ذرا جھپٹا اور اپنا کام کرے چوپایوں میں تمھاری بیجاہٹ کے باعث اختلاف پڑ چکا ہے بہت حکم لگا چکے کہ یہ بکریاں ہمارے گلے سے خارج ہیں بھیڑیاں کھائے شیر لے جائے ہمیں کچھ کام نہیں اور جنھیں ابھی تک تم پر ترس باقی ہے وہ بھی تمھاری ناشائستہ حرکتوں سے ناراض ہو کر اپنی خاص گلے میں تمھارا آنا نہیں چاہتے ہیہات ہیہات اس بیہوشی کی نیند اندھیری رات میں جسے چوپان سمجھ رہے ہو واللہ وہ چوپان نہیں خود بھیڑیا ہے کہ ذیاب فی ثیاب کے کپڑے پہن کر تمھیں دھوکا دے رہا ہے پہلے [عہ۱] وہ بھی تمھارے طرح اس گلے کی بکری تھا، حقیقی بھیڑیے [عہ۲] نے جب اسے اسے شکار کیا اپنے مطلب کا دیکھ کر دھوکے کی ٹٹی بنالیا اب وہ بھی لکے دکے کی خیر مناتا اور بھولی بھیڑوں کو لگا کر لے جاتا ہے للہ اپنی حالت پر رحم کرو۔ اور جہاں تک دم رکھتے ہو ان گرگ ونائب گرگ سے بھاگو جیسے بنے اس مبارک گلے میں جس پر خدا کا ہاتھ ہے کہ **ید اللہ علی الجماعۃ** (جماعت پر اللہ کا ہاتھ ہے۔ت) اور اس کے سچے راعی محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ہیں آکر ملوں کہ امن چین کا رستہ چلو اور مرغ زار جنت میں بے خوف چرو۔ اے رب میرے ہدایت فرما، آمین!

عہ۱: یعنی امام الوہابیہ ۱۲ عہ۲: یعنی شیطان ۱۲

تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ سید العالمین محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم جو کچھ اپنے رب کے پاس سے لائے ان سب میں ان کی تصدیق کرنا اور سچے دل سے ان کی ایک ایک بات پر یقین لانا ایمان ہے۔

ادامہ اللہ لنا حتی نلقاہ بہ یوم القیام وندخل بہ بفضل رحمتہ دار السلام اٰمین!	اللہ تعالٰی اس پر ہمیں دوام عطا فرمائے حتی کہ ہماری روز قیامت آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے ملاقات ہو اور اللہ تعالٰی اپنی رحمت سے دارالسلام میں آپ کے ساتھ داخلہ عطا فرمائے۔(ت)

اور معاذاللہ ان میں کسی بات کا جھٹلانا اور اس میں ادنٰی شک لانا کفر،

اعاذنا اللہ منہ بحفظہ العظیم ورحم عجزنا وضعنا بلطفہ الفخیم، انہ ہو الغفور الرحیم اٰمین اٰمین الٰہ الحق اٰمین!	اپنے حفظ عظیم سے اللہ تعالٰی ہمیں اپنی پناہ عطا فرمائے اور ہمارے عجز اور کمزوری پر لطف عظیم سے رحم فرمائے وہی غفور رحیم ہے، آمین آمین اے معبود برحق آمین! (ت)

پھر یہ انکار جس سے خدا مجھے اور سب مسلمانوں کو پناہ دے دو طرح ہوتا ہے، لزومی والتزامی، التزامی یہ کہ ضروریات دین سے کسی شیئ کا تصریحات خلاف کرے یہ قطعاً اجماعاً کفر ہے اگرچہ نام کفر سے چڑے اور کمال اسلام کا دعوی کرے۔ کفر التزامی کے یہی معنی نہیں بلکہ صاف صاف اپنے کافر ہونے کا اقرار کرتا ہو جیسا کہ بعض جہال سمجھتے ہیں۔ یہ اقرار تو بہت طوائف کفار میں بھی نہ پایا جائے گا ہم نے دیکھا ہے بہیترے ہندو کافر کہنے سے چڑتے ہیں بلکہ اس کے یہ معنی کہ جو انکار اس سے صادر ہوا یا جس بات کا اس نے دعوی کیا وہ بعینہٖ کفر ومخالف ضروریات دین ہو جیسے طائفہ تالفہ نیاچرہ کا وجود ملک وجن وشیطان وآسمان ونار وجنان ومعجزات انبیاء علیہم افضل الصلوٰۃ والسلام سے ان معانی پر کہ اہل اسلام کے نزدیک حضور ہادی برحق صلوات اللہ وسلامہ علیہ سے متواتر ہیں انکار کرنا اور اپنی تاویلات باطلہ وتوہمات عاطلہ کو لے مرنا نہ ہرگز ہرگز ان تاویلوں کے شوشے انھیں کفر سے بچائیں گے نہ محبت اسلام وہمدردی قوام کے جھوٹے دعوے کام آئیں گے "قٰتَلَهُمُ اللّٰهُ ۚ اَنّٰى یُؤْفَكُوْنَ ۝" [1] (اللہ انھیں مارے کہاں اوندھے جاتے ہیں۔ت) اور لزومی یہ کہ جو بات اس نے کہی عین کفر نہیں مگر منجر بکفر ہوتی ہے یعنی مآل سخن ولازم حکم کو ترتیب مقدمات وتتمیم تقریبات کرتے لے چلئے تو انجام کار اس سے کسی ضرور دین کا انکار لازم آئے جیسے روافض کا خلاف حقہ راشدہ خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم حضرت جناب صدیق اکبر وامیر المومنین حضرت جناب فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ سے انکار کرنا کہ تضلیل

---

[1] القرآن الکریم ۹/ ۳۰ و ۶۳/ ۴

جمیع صحابہ رضوان اللہ تعالٰی علیہم اجمعین کی طرف مؤدی اور وہ قطعاً کفر مگر انھوں نے صراحۃً اس لازم کا اقرار نہ کیا تھا بلکہ اس سے صاف تحاشی کرتے اور بعض صحابہ یعنی حضرات اہلبیت عظام وغیرہم چند اکابر کرام علی مولاھم وعلیہم الصلٰوۃ والسلام کو زبانی دعووں سے اپنا پیشوا بناتے اور خلافت صدیقی وفاروقی پر ان کے توافق باطنی سے انکار رکھتے ہیں اس قسم کے کفر میں علماء اہلسنت مختلف ہوگئے جنھوں نے مآل مقال ولازم سخن کی طرف نظر کی حکم کفر فرمایا اور تحقیق یہ ہے کہ کفر نہیں بدعوت وبدمذہبی وضلالت وگمراہی ہے، والعیاذ باللہ رب العالمین (اللہ رب العالمین کی پناہ۔ت) امام علامہ قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالٰی شفا شریف میں فرماتے ہیں:

من قال بالمآل یؤدی الیہ قول ویسوقہ الیہ مذھبہ، کفرہ، فکانھم صرحوا عندہ بما ادی الیہ قولھم، ومن لم یراخذھم بمآل قولھم ولاالزمھم موجب مذھبھم لم یرا کفارھم قال لانھم اذاوقفوا علی ھٰذا قالوا لا نقول بالمآل الذی الزمتموہ لنا۔و نعتقد ونحن وانتم انہ کفر، بل نقول ان قولنا لا یؤل الیہ علی ما اصلنا، فعلی ھٰذین المأخذین اختلف الناس فی الکفار اھل التاویل والصواب ترك اکفارھم[1] اھ ملخصا۔	جس نے اس مآل کی طرف دیکھا جس کی طرف اس کا قول مؤدی تھا جس کی طرف اس کا مذہب چلا جاتا ہے تو اس نے اس کی تکفیر کی گویا اس نے ان کے مؤدی قول کو سمجھا ہے اور جنھوں نے ان کے مآل کو نہ دیکھا اور نہ ان کے تقاضا مذہب کا لزوم دیکھا انھوں نے تکفیر نہیں کی اس لئے جب وہ اس سے اگاہ ہوگئے تو انھوں نے کہا ہم اس مآل کا قول دونوں اسے کفر تصور کرتے ہیں بلکہ ہم کہتے ہیں کہ ہمارے اصل کے مطابق ہمارے قول کا وہ مآل ہی نہیں، ان دونوں ماخذوں کی وجہ سے اہل تاویل کے کفر میں لوگوں کا اختلاف ہوا اور درست رائے یہی ہے کہ ان کے کفر کا قول نہ کیا جائے اھ ملخصا (ت)

جب یہ امر ہولیا تو اب ان امام وماموم کے کفریات لزومیہ ہوگئے۔امام کے کفروں کا شمار ہی نہیں اس نے تو صرف انھیں چند سطروں میں جو تنزیہ سوم میں اس سے منقول ہوئیں کفروی لزومی کی ساتھ اصلیں تیار کیں جن میں ہر اصل صدہا کفر کی طرف منجر اور اس کا مذہب مان کر ہرگز ان سے نجات نہ مفر، والعیاذ باللہ العلی الاکبر۔

---

[1] الشفاء بتعریف حقوق المصطفی فصل فی بیان ماھو من المقالات المطبعۃ الشرکۃ الصحافیہ بیروت ۲/ ۲۷۸

اصل اول: جو کچھ انسان کرسکے خدا اپنی ذات کریم کے لئے کرسکتا ہے ورنہ قدرت انسانی بڑھ جائیگی (دیکھو ہذیان اول) اس اصل کے کفروں کی گنتی نہیں مگر میں اسی قدر شمار کروں جو اوپر گن آیا ہوں یقینا قطعاً لازم کہ اس سفیہ کے مذہب پر (۱) اس کا معبود کھانا کھاسکتا ہے (۲) پانی پی سکتا ہے (۳) پاخانہ پھر سکتا ہے (۴) پیشاب کرسکتا ہے (۵) اپنا سمع روک سکتا ہے (۶) بصر روک سکتا ہے (۷) دریا میں ڈوب سکتا ہے (۸) آگ میں جل سکتا ہے (۹) خاک پر لیٹ سکتا ہے (۱۰) کانٹوں پر لوٹ سکتا ہے (۱۱) وہابی ہوسکتا ہے (۱۲) رافضی ہوسکتا ہے (۱۳) اپنا نکاح کرسکتا ہے (۱۴) اجماع کرسکتا ہے (۱۵) عورت کے رحم میں اپنا نطفہ پہنچا سکتا ہے (۱۶) اپنا بچہ جنا سکتا ہے (۱۷) نیز اس اصل پر لازم کہ خدا خدا نہیں (۱۸) ہزاروں کروڑوں خدا ممکن ہیں (۱۹) آیہ کریمہ "وَاللّٰہُ خَلَقَکُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۶﴾"[1] (اور اللہ نے تمھیں پیدا کیا اور تمھارے اعمال کو۔ت) حق نہیں ان سب امور کا ثبوت ہذیان مذکور کے ردوں میں ہدیہ ناظرین ہوا۔

اصل دوم: خدا کے لئے عیوب و نقائص محال نہیں بلکہ مصلحت کے لئے ان سے قصدا بچتا ہے (ہذیان دوم) اس اصل کفر اصل اول سے صدہا درجے فزوں جس سے لازم کہ اس بیباک کے مذہب ناپاک پر (۲۰) اہل اسلام کے عامہ عقائد تنزیہی و تقدیس کہ ان کے نزدیک ضروریات دین سے ہیں سب باطل و بے دلیل (۲۱) اس نامسعود کا وہمی معبود عاجز (۲۲) جاہل (۲۳) احمق (۲۴) کاہل (۲۵) اندھا (۲۶) بہرا (۲۷) ہکلا (۲۸) گونگا سب کچھ ہوسکتا ہے (۲۹) کھانا کھائے (۳۰) پانی پیئے (۳۱) پاخانہ پھرے (۳۲) پیشاب کرے (۳۳) بیمار پڑے (۳۴) بچہ جنے (۳۵) اونگھے (۳۶) سوئے (۳۷) مرجائے (۳۸) مر کر پھر پیدا ہو سب کچھ روا ہے (۳۹) اللہ کے علم (۴۰) قدرت (۴۱) سمع (۴۲) بصر (۴۳) کلام (۴۴) مشیت وغیرہا صفات کمال کے (ازلی) ہونے کا کچھ ثبوت نہیں (۴۵ تا ۵۰) ان کے ابدی ہونے کا کچھ ثبوت نہیں (۵۱) اس کی الوہیت قابل زوال، ان سب لزوم کا بیان تازیانہ اول میں گزرا بلکہ (۵۲) خود اس اصل کا ماننا در حقیقت بالفعل اللہ عزوجل کو ناقص جانتا ہے (دیکھو تازیانہ ۲) اور بیشک جو اللہ عزوجل کی طرف نقص کی نسبت کرے قطعاً کافر، اعلام بقواطع الاسلام میں ہے: **من نفی او اثبت ماھو صریح فی النقص کفر**[2] الخ۔

---

[1] القرآن الکریم ۳۷/ ۹۶

[2] الاعلام بقواطع الاسلام مع سبل النجاۃ فصل اول مکتبۃ حقیقۃ استنبول ترکی ص

اصل سوم: جن باتوں کی نفی سے خدا کی مدح کی گئی وہ سب خدا کے لئے ممکن ہیں (ہذیان ۲) اس کے کفر بھی بکثرت ہیں قطعاً لازم کہ اس سفیہ کے طور پر (۵۳) اس کے معبود کی جورو ہو سکتی ہے۔ (۵۴) بیٹا ہو سکتا ہے (۵۵) بھول سکتا ہے (۵۶) بہک سکتا ہے (۵۷) بعض اشیاء اس کی ملک سے خارج ہیں الی غیر ذٰلک من الکفریات (اس کے علاوہ دیگر کفریات۔ت) (دیکھو ت ۵ تا ۸)

اصل چہارم: صدق الٰہی اختیاری ہے (ھ ۲) اس سے لازم کہ سفیہ کے مذہب پر (۵۸) قرآن مجید مخلوق ہے جس کے کفر پر ۳۲ فتوے گزرے (۵۹) اس کا معبود ازل میں کاذب تھا (۶۰) اب بھی کاذب ہے (۶۱) کبھی صادق نہیں ہو سکتا (۶۲) قرآن مجید کا جملہ جملہ غلط ہے (۶۳) اللہ مخلوق ہے (۶۴) بلکہ محال ہے الی غیر ذلک وہ کفریات کثیرہ کہ مواضع متعددہ میں جن کا الزام گزرا۔

اصل پنجم: علم الٰہی اختیاری ہے (تنبیہ بعد ت ۳) اس پر لازم کہ جاہل کے نزدیک (۶۵) علم الٰہی مخلوق وحادث ہے جس کے کفر پر فتوی امام اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ گزرا (اللہ تعالٰی ازل میں جاہل تھا (۶۷) جب چاہے جاہل بن جائے (۶۸) اللہ حادث ہے (۶۹) قابل فنا ہے الٰی غیر ذلک۔

اصل ششم: کذب الٰہی ممکن ہے اور ثابت کر آئے کہ اس کا کلام نہ صرف امکان عقلی بلکہ امکان وقوعی بلکہ عدم استبعاد عادی میں نص صریح ہے اور (۷۰) یہ خود کفر ہے، پھر اس تقدیر پر قطعاً یقینا (۷۱) شریعت سے یکسر امان مرتفع (۷۲) خدا کی خبر سے یقین مندفع (۷۳) اسلام پر مطاعن جن سے جواب ناممکن۔

اصل ہفتم: (۷۴) اللہ تعالٰی بندوں سے چراچھپا کر، بہلا بھلا کر آیات قرآنیہ جھوٹی کردے تو کچھ حرج نہیں (ت ۳۱) ہیہات یہ تو اس نے صاف صریح کہا تھا میں متحیر ہوں اسے لزوم میں داخل کروں یا التزام میں، پھر اس پر (۷۵) حشر نشر، حساب کتاب، جنت نار، عذاب، ثواب کس چیز پر ایمان نہ رہا کہ ہر چیز میں صاف صریح احتمال نقص باقی تو یقین کیسا تو ایمان کہاں۔ والعیاذ باللہ رب العالمین ہماری تقریرات سابقہ و تقریرات لاحقہ دیکھنے والا اس امام نجدیہ کے کفریات لزومیہ کو صدہا تک پہنچا سکتا ہے۔ بلکہ جس قدر اوپر مذکور ہوئے وہ بھی یہاں پورے نہ گنے گئے پھر بھی **معاذاللہ** پچھتّر کفر کیا کم ہیں، پھر یہ تو صرف ایک ہی قول پر ہیں باقی کفریات، تفویت الایمان وصرام المستقیم کی گنتی ہی کیا ہے پھر وہ اقبالی کفر علاوہ رہے جو ایمان تفویۃ الایمان پر صراط مستقیم میں اپلے گپلے پھر رہے ہیں۔ غرض حضرت کے کفریات لزومیہ واقبالیہ کی تفصیل کرتے فی کفر ایک نقطہ ان کی قبر پر دیتے جائے تو غالباً دم بھر میں ساری قبر کا منہ کالا ہو جائے، یہ اس کی سزا ہے کہ کفر وشرک دھڑی دھڑی کرکے بیچا محض بلاوجہ سچے مسلمانوں کو کافر مشرک کہا یہاں تک کہ ان کے طور پر صحابہ وتابعین سے لے کر شاہ ولی اللہ وشاہ عبدالعزیز صاحب تک کوئی کفر وشرک سے نہ بچا گویا حضرت کے نزدیک کفر امور عامہ

سے تھا پھر یہ خود اس سے بچ کر کہا جاتے کہ کرد کہ نیافت کما تدین تدان [1] (جو کیا تھا نہ پایا، جو کرے گا اس کا بدل دیا جائے گا۔ت)۔

دیدی کہ خون ناحق پروانہ شمع را — چنداں اماں نداد کہ شب را سحر کند

(تم نے دیکھا نہیں کہ پروانہ کا خون ناحق شمع کو اسی طرح امان نہیں دیتا کہ رات کو سحری کردے۔ت)

" كَذٰلِكَ الْعَذَابُ ؕ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۟ " [2] اللھم احفظ لنا الایمان واعصمنا من شر الشیطان بجاہ حبیبك سیدنا محمد سید الانس والجان صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وعلٰی اٰلہ و صحبہ شرف وکرم اٰمین والحمد اللہ رب العلمین۔	اسی طرح عذاب ہے، اور آخرت کا عذاب سب سے بڑا ہے، کاش یہ اسے جانیں، اے اللہ! ہمارے ایمان کی حفاظت فرما، شر شیطان سے ہمیں محفوظ فرما بوسیلہ اپنے حبیب محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے جو انس وجن کے سردار ہیں آپ پر اور آپ کی آل واصحاب پر شرف وکرم ہو آمین والحمدللہ رب العالمین۔(ت)

ان امام صاحب پر چالیس بلکہ سو تازیانے اور پر گزرے تھے پچھتّر یہ ہوئے کہ ایک جماعت ائمہ کے نزدیک تم پچھتّر وجہ سے کافر ہو، امام الطائفہ پر ایک ہی قول میں پونے دو سو کوڑے یاد رکھے، اب مقتدی صاحبوں کی طرف چلئے ان میں دیوبندی [عہ] تقلید نے تو دیوبندگی یعنی اس عوام مغوی امام کی پیروی سے قدم آگے نہ بڑھایا

عــــہ: **تنبیہ ضروری:** واقف منصب افتاء جانتا ہے کہ مفتی سے جس کلام باطل وضلال کی نسبت سوال سائل ہو اس پر اس کلام کی شناعتوں کا اظہار، قباحتوں کا ایضاح واجب اگرچہ قائل محض عامی وجاہل ہو کہ اتمام جواب واحکام صواب اس پر موقوف اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ قابل مخاطبہ ٹھہرا، پس اگر حضرت دیوبندی مثل مدعیان جدید کوئی اکابر ومتبوعین طائفہ سے ہیں جب تو اس رد بلیغ کا ہدیہ مبارک یا اگر مثل صاحب نسبت براہین قاطعہ نقاب عارض امامت کامنہ ہیں تو خطاب متعدد اور مخاطب واحد ورنہ کلام فقیر بضرورت افتاء محض جانب کلام من حیث ہو کلام معطوف اور خصوصی متکلم سے نظر مصروف ۱۲منہ۔

---

[1] کنز العمال بحوالہ عد عن ابن عمر حدیث ۴۳۰۳۲ موسستہ الرسالہ بیروت ۱۵/ ۷۷۲

[2] القرآن الکریم ۶۸ /۳۳

یعنی کوئی ایسی نئی بات پیش نہ کی جس پر الزام کفر سے جدید حصہ پاتا صرف انھیں احکام امام کاترکہ پایا اور اس کی باقی خرافات بشدت اہمال قابل التفات اہل علم نہیں تاہم معرض بیان میں سکوت نا محمود لہٰذا بطور اجمال تعرض مقصود، قولہ ہمارا اعتقاد ہے کہ خدانے کبھی جھوٹ بولا نہ بولے۔

اقول: یہ زبانی اظہار محض بے بنیاد ونا پائیدار کہ جب کذب ممکن بلکہ جائز وقوعی ہوا جیسا کہ تمھارے امام کامشرب، توہرگز اس اعتقاد کی طرف کوئی راہ نہیں بلکہ صراحۃً "اَمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ مَالَا تَعْلَمُوْنَ۝۸۰" [1] (یا خدا پر وہ بات کہتے ہو جس کا علم تمھیں نہیں۔ت) میں داخل ہونا ہے۔ وہ تقریریں کہ فقیر نے دلیل دوم تنزیہ دوم میں حاضر کیں یہاں بنہایت وضوح وانجلا جاری، جنھیں **بحمداللہ** اس اظہار باطل کی ذلت وخواری کی پوری ذمہ داری، سچا ہے تو کذب الٰہی جائز رکھ کر اپنے اعتقاد پر دلیل تو قائم کرے اور جب نہ قائم کرسکے تو واضح ہوجائے گا کہ یہ زبانی استمالت بھی صرف خاطر داری عوام کے لئے تھی آخر اس کا امام صراحۃً لکھ ہی چکا کہ چرا چھپا کر خدا جھوٹ بول لے تو کچھ حرج نہیں،

اللھم انی اعوذبك من اضلال الشیاطین، والعیاذ باللہ رب العالمین۔	اے اللہ! میں شیطان کی گمراہی سے تیری پناہ میں آتا ہوں، اللہ رب العالمین کی پناہ ہے۔(ت)

قولہ مگر بول سکتا ہے، **اقول:** "اُنْظُرْ كَيْفَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ؕ وَ كَفٰى بِهٖۤ اِثْمًا مُّبِيْنًا۝۵۰" [2] (دیکھو کیسا اللہ پر جھوٹ باندھ رہے ہیں اور یہ کافی ہے صریح گناہ۔ت)

قولہ۔ بہشتیوں کو دوزخ اور دوزخیوں کو بہشت میں بھیج دے، **اقول:** قطع نظر اس سے کہ مومن مطیع کی تعذیب ہمارے ائمہ کرام ماتریدیہ اعلام قدست اسرارہم کے نزدیک محال عقلی مسلم الثبوت اور اس کی شرح فواتح الرحموت میں ہے:

امتناع تعذیب الطائع مذھبنا معشر الماتریدیۃ فانہ نقص مستحیل علیہ سبحانہ وتعالٰی عقلا [3] اھ ملخصا۔	مومن مطیع کے عذاب کا ممتنع ہونا ہم ماتریدیہ کا مذہب ہے کیونکہ یہ نقص ہے جو اللہ تعالٰی پر محال عقلی ہے، اھ ملخصا۔ (ت)

[1] القرآن الکریم ۲/ ۸۰

[2] القرآن الکریم ۴/ ۵۰

[3] فواتح الرحموت بذیل المستصفی الباب الاول فی الحاکم منشورات الشریف الرضی قم ایران ۱/ ۴۶

اور امام نسفی وغیرہ عـــہ۱ بعض علماء نے عفو کافر کو بھی عقلاً ناممکن جانا، امام ابن الہمام مسایرہ میں فرماتے ہیں،

صاحب العمدۃ اختار ان العفو عن الکفر لایعفو من الکفر ال یجوز عقلا۔[1]	صاحب عمدہ کا مختار یہ ہے کہ کفر سے عفو عقلاً جائز نہیں۔(ت)

اس قائل سے پوچھئے انبیاء و اولیاء علیہم الصلٰوۃ والسلام کا جنھوں نے کبھی اطاعت کے سوا کچھ گناہ نہ کیا معاذ اللہ دوزخ میں جانا اور کافروں مشرکوں کا جنت میں آنا محال شرعی بھی مانتا ہے یا نہیں، اگر نہیں تو اپنے ایمان کی فکر کرے اور علماء سے اپنا حکم پُوچھ دیکھئے اور اگر ہاں تو ممتنع بالغیر ہوا اور ممتنع بالغیر وہی جس کا وقوع ماننا کسی ممتنع بالذّات کی طرف منجر ہو ورنہ لزوم ممکن سے استحالہ ممکن محض ناممکن، اب وہ غیر کیا ہے، یہی لزوم کذب باری عزوجل، تو آپ ہی کی دلیل عـــہ۲ سے ثابت ہوا کہ کذب بار محال ذاتی ہے، اسے ذی ہوش!

عـــہ۱: طرفہ یہ کہ وہ ردالمحتار جس سے مدعیان جدید اس مسئلہ میں جہلا متمسک اس میں بھی یہی قول اختیار کیا اور اسی کو صحیح و معتمد قرار دیا،

حیث قل لکنہ مبنی علٰی جواز العفو عن الشرك عقلاع وعلیہ یبتنی القول بجواز الخلف فی الوعید، و قد علمت ان الصحیح خلافہ فالدعاء بہ کفر لعدم جوازہ عقلا و شرعا[2]۔	انھوں نے کہا یہ اس پر مبنی ہے کہ شرک کا عفو عقلا جائز ہے اور خلف وعید کا قول بھی اسی پر مبنی ہے اور آپ جان چکے صحیح قول اس کے خلاف ہے لہٰذا اس کا دعوی کفر ہے کیونکہ اس کا جواز نہ عقلا ہے نہ شرعا(ت)

اور اس طرف اس کے ماخذ حلیہ کا کلام ناظرہ،

کمالا یخفی علٰی من طالعہ بامعان النظر واللہ الموفق ۱۲ منہ رضی اللہ تعالٰی عنہ۔	جیسا کہ مخفی نہیں ہر اس شخص پر جس نے گہری نظر سے مطالعہ کیا ہو اور اللہ ہی توفیق دینے والا ہے ۱۲منہ رضی اللہ تعالٰی عنہ۔(ت)
عـــہ۲: فان قلت لم لایجوز ایکون ھذا ایضا	اگر یہ اعتراض کریں یہ کیوں نہیں ہو سکتا کہ یہ بھی محال لغیرہ

(باقی اگلے صفحہ پر)

---

[1] المسایرہ مع المسامرۃ الرکن الرابع فی السفیہات المکتبۃ التجاریۃ الکبرٰی مصر ص ۲۵۵

[2] ردالمحتار مطلب فی خلف لاوعید الخ داراحیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۳۵۱

ورود نص کے سبب خلاف منصوص کو محال شرعی اسی لئے کہتے ہیں کہ اس کا وقوع محال عقلی یعنی کذبِ الٰہی کو مستلزم، شرح عقائد میں ہے:

لو وقع لزم کذب کلام اللہ تعالٰی وھو محال[1]۔	اگر وقوع ہو جائے تو اللہ تعالٰی کے کلام کا کذب لازم آتا ہے جو محال ہے (ت)

شرح فقہ اکبر میں ہے،

قال اللہ تعالٰی، لا یکف اللہ نفسا الا وسعھا، وعن ھذا النص ذھب المحققون ممن جوزہ عقلا من الاشاعرۃ الٰی امتناعہ سمعا وان جاز عقلا ای والا لزم وقوع خلاف خبرہ سبحانہ[2]۔	اللہ تعالٰی کا ارشاد گرامی ہے، اللہ کسی جان پر بوجھ نہیں ڈالتا مگر اس کی طاقت بھر، اسی نص کی بنا پر ان اشاعرہ میں سے محققین اس طرف گئے ہیں جو اسے عقلا جائز سمجھتے تھے کہ شرعا محال ہے اگرچہ عقلا جائز ہے یعنی ورنہ اللہ تعالٰی کی خبر کے خلاف وقوع لازم آئے گا۔ (ت)

سبحان اللہ! یہ تو عقل و فہم اور الٰہیات میں بحث کا وہم قولہ تو کسی کا اجارہ نہیں **اقول**: یوں تو تم

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

محالا لغیرہ وذٰلک الغیر المستحیل بالذات شیئا اٰخر قلت لم لا یجوزان یکون ھذا ھو ذٰلک الغیر الا محال بالذات ولا جلہ سارملزومہ محالا بالغیر فان تشبثت باحتمال تشبثنا باٰخر وکنا مصیبین وکنت من الخاطئین لا نک مستدل بھذا الدلیل علی امکان الکذب امامد عیا واما غاصبا فکیف یکفیک عسٰی ولعل ۱۲ منہ رضی اللہ تعالٰی عنہ۔	ہو اور یہ غیر جو محال بالذات ہو دوسری شیئ ہے میں کہوں گا یہ کیوں جائز نہیں کہ یہ غیر محال بالذات یہی ہو اور اس کی وجہ سے اسکا ملزوم محال بالغیر ہو اور اگر تم کسی اور احتمال سے استدلال کرو تو ہم مصیب اور تم خاطی ٹھہروگے کیونکہ تم اس دلیل سے امکان کذب پر استدلال کیا تو تم یا تو مدعی ہو یا غاصب اب تمھارے لئے شاید یہ ہو امید ہے کہ ہو، کیسے کام آسکتا ہے ۱۲منہ رضی اللہ تعالٰی عنہ (ت)

[1] شرح العقائد النسفیہ دار الاشاعۃ الاعربیۃ قندھار افغانستان ص ۷۱

[2] منح الروض الازھر شرح الفقہ الاکبر معنی قرب الباری من مخلوقاتہ وبعدہ عنھم البابی مصر ص ۱۰۷

اپنے امام کی طرف سے یہ بھی کہہ سکتے ہو کہہ سکتے ہو اگر باری تعالٰی اپنے آپ کو ناقص و ملوث و عیبی بنالے تو کسی کا اجارہ نہیں، اپنی ذات یا قدرت یا علم یا الوہیت کو فنا کردے تو کسی کا اجارہ نہیں، ظاہر ہے کہ ان محالات کے فرض پر بھی اس کا اجارہ ثابت نہ ہوگا کہ بے علاقہ ملازمت معقول نہیں پھر اسی نفی اجارہ سے ثبوت امکان کیونکر ہو، اور اگر یہ مقصود کہ ایسا کرے تو کچھ حرج نہیں، اور بیشک عرف میں یہ کلام اسی معنی کو مفید ہوتا ہے تو محض غلط و باطل، اور اجماعِ امت و نصوص قاطعہ کے خلاف بیشک کتنا بڑا حرج ہے کہ سارے جہان کا سچّا مالک **معاذاللہ** جھوٹا ٹھہرے جس کے استحالہ پر نصوص بے شمار سُنتے آئے اور حلیہ کا کلام تازہ گزرا اور شرح عقائد و شرح فقہ اکبر کی آوازیں تو ابھی تمھارے کان مین گونجتی ہو گی، مگر ہاں تمھارے نزدیک اللہ عزوجل کے جھُوٹے ہونے میں کیا حرج ہوتا تھا، امام توصاف کہہ چکا کہ اس پاک بے عیب میں دنیا بھر کے عیب آسکتے ہیں پھر انیہم بر علم اللہ ایمان و حیا بخشے۔ قولہ یہی امکانِ کذب ہے۔ **اقول:** عــــہ محض تمھارا کذب ہے ہر ممتنع بالغیر محال بالذات کو مستلزم، اور باوجود اس کے خود ممکن بالذات ہوتا ہے، اسکا امکان ذاتی اس محال بالذات کے امکان ذاتی کو مستلزم ہو محال بالذات اور کو مستلزم ہونا محال بالذات اور لمَ یہ کہ ان میں استلزام ہی عارضی تھا نہ کہ ذاتی ورنہ محال بالذات ہوتا نہ کہ بالغیر، یُوں تو لازم کہ باری تعالٰی و تقدس واجب الوفود نہ رہے یا تمام موجودات واجب بالذات ہو جائیں، وجہِ ملازمت سُنئے زید آج موجود ہوا اس کا وقت وجود علم الٰہی سبحانہ و تعالٰی میں تھا یا نہیں، اگر نہیں تو علم محیط باری جل وعلا منتفی ہوا اور انتفائے علم کہ مقتضائے ذات ہے انتفائے مقتضی کو مقتضی تو باری عزوجل **معاذاللہ** معدوم ہُوا اور اگر تھا تو اس وقت اس کا عدم بھی ممکن ذاتی تھا یا نہیں، اگر نہیں تو زید واجب بالذات ہُوا اور وہاں تو اس کا اس وقت عدم کہ ممکن بالذات ہے۔ عدم علم اور عدم عالم کو مستلزم تو تمھارے طور پر عدم ذات ممکن تو باری جل جلالہ واجب الوجود نہ ہوا، اب تو آپ کو اپنی جہالت پر یقین آیا، واقعی تم بیچارے معذور ہو کہ حقائقِ علوم و دقائق فہوم میں بیچاری گنگوہی تعلیم کا حصہ رکھا ہی نہ گیا، ذرا کلمات علماء پر

عــــہ: **واقول:** ایضا بلکہ او جاہل ! اگر یہ تیر دلیل جہالت تام ہو تو باری عزوجل کا **معاذاللہ** جہل بھی ممکن ٹھہرے کہ اس نے بہشتیوں کے بہشت، دوزخیوں کے دوزخ جانے کی صرف ہم کو خبر ہی نہ دی بلکہ اس کے علم میں بھی ایسا ہی ہے باایںہمہ وُہ خلاف پر قادر، اس تقدیر پر اس کا علم غلط پڑے گا اور یہی امکان جہل ہے تعالٰی عن ذٰلک علو کبیرا اللہ تعالٰی اس سے بڑھ کر بلند ہے۔ ت) ہاں اے جاہل ! اب تو یا تو امکان جہل بھی مان یا امکانِ کذب پر ان جُھوٹے شوشوں سے در گزر، اللہ تعالٰی ہدایت بخشے آمین ! ۱۲منہ رضی اللہ عنہ۔

نظر کیجئے تو آپ کو اپنی دانشمندی پر یقین کامل آئے۔علّامہ سعدالدین تفتازانی شرح عقائد نسفی میں فرماتے ہیں:

ان اللہ تعالٰی لما اوجد العالم بقدرتہ اختیارہ فعدمہ ممکن فی نفسہ مع انہ یلزم من فرض وقوعہ تخلف المعلوم عن علتہ التامۃ وہو محال والحاصل ان لاممکن لایلزم من فرض وقوعہ محال بالنظر الٰی ذاتہ واما بالنظر الٰی امر زائد علٰی نفسہ فلا نسلم انہ لایستلزم المحال۔[1]	اللہ تعالٰی نے جہان کو اپنی قدرت واختیار سے تخلیق فرمایا اس کا فی ذاتہ عدم ممکن ہے باوجودیکہ اسکے وقوع کے فرض سے معلول کا اپنی علت تامہ سے تخلف لازم آتا ہے اور یہ محال ہے،حاصلیہ ہے کہ ممکن وُہ ہوتا ہے.جی زاتہ جس کے وقوع کے فرج کرنے سے مال لازم نہ آئے لیکن کسی امرزائد کی بنسبت ہم نہیں مانتے کہ محال کو مستلزم نہیں (ت)

شرح مقاصد میں فرماتے ہیں:

ان قیل ماعلم اللہ او اخبر بعدم بوقوعہ یلزم من فرض وقوعہ محال ہو جہلہ اوکذبہ تعالٰی عن ذٰلك و کل مایلزم من فرض وقوعہ محال فہو محال ضرورۃ امتناع وجود الملزوم بدون اللازم.فجوابہ منع الکبری وانما یصدق لوکان لزوم المحال لذاتہ امالو کان لعارض کالعلم اوالخبر فیما نحن فیہ فلا لجواز ان یکون ہو ممکنا فی نفسہ ومنشاء لزوم المحال ہو ذٰلك العارض۔[2]	اگر یہ کہا جائے کہ اللہ تعالٰی نے جس چیز کے عدم وقوع کو جانا یا اُس کی خبر دی ہو تو اس کے وقوع کے فرض سے محال لازم آئے گا وہ جہالت یا اس کا کذب ہے توجب اس فرض وقوع سے محال لازم آئے گا تو یہ بہر حال محال ہوگا کیونکہ لازم کے بغیر ملزوم کا وجود ممتنع ہوتا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ کبرٰی نہیں مانتے،یہ تب سچّا ہے کہ اگر لزوم محال لذاتہ ہو اور اگر کسی عارضہ کی وجہ سے ہو مثلاً وُہ زیر بحث علم یا خبر ہو تو اس میں محال نہیں کیونکہ یہ فی نفسہٖ ہو سکتا ہے ممکن ہے اور لزوم محال کی علّت وہ عارض بن رہا ہو۔(ت)

غرض استحالہ ناشیہ عن نفس الذات وعن خارج میں فرق نہ کرکے بعض نے استلزام عارضی میں بھی استحالہ لازم بالذات سے استحالہ ملزوم بالذات کا حکم کیا جس کا محققین نے یوں حل کردیا مگر ایسی جگہ امکان ملزوم سے

[1] شرح العقائد النسفیہ دار الاشاعۃ العربیہ قندھار افغانستان ص ۷۱ و ۷۲

[2] شرح المقاصد المبحث الرابع لاقبیح من اللہ تعالٰی دار المعارف النعمانیہ لاہور ۲/ ۱۵۵

امکان لازم مستحیل بالذّات کا حکم آپ ہی کی عقل شریف کا حصّہ خاصہ تھا کہ اس کے رد میں علماء کا وہ حل کافی و وافی ہوا، سبحان اللہ! میں اپنے علماء سے کیوں استناد کروں۔ آپ اپنے ہی امام کا قول نہ سُنئے، اسی مبحث کذب والی یکروزی میں کیا کہتا ہے:

اگر مقصود این ست کہ وقوع مذکور بالفعل (جسے یہاں اپنی بحث میں وقوع تعذیب مطیع و مغفرت کافر فرض کیجئے) مستلزم کذب ست پس آن مسلم ست و کسے دعوی وقوع مذکور بالفعل نکردہ اگر مقصودش این ست کہ امکان وقوع مذکور مستلزم کذب نصی ست از نصوص قرآنیہ پس آں نص را تلاوت باید کرد تا واضح گردد کہ کدام نص بر نفی امکان وجود مذکور دلالت میکند واگر مقصود این ست کہ امکان وجود مذکور مستلزم امکان کذب ست پس ملازمت ممنوع ست زیرا کہ عدم وجود مذکور معلول صدق نص ست پس تحقق عدم مذکور البتہ مستلزم تحقق امکان صدق نص مذکور ست وزوال عدم مذکور بالفعل مستلزم کذب ست واما امکان زوال عدم مذکور پس مستلزم امکان زوال صدق نیست یعنی امکان وجود مثل مذکور مستلزم امکان کذب نیست چہ امکان زوال معلول مستلزم امکان زوال علت نیست والا لازم آید کہ امکان زوال عقل اول مستلزم امکان زوال واجب باشد پس امکان زوال عقل اول ممتنع باشد پس عقل اول واجب لذا آ باشد، حاصلش آنکہ ملازم درمیان علت و معلوم درفعلیت وجود و عدم ست نہ درامکان ذاتی والا لازم آید کہ واجب لذاتہ ممکن لذاتہ اگردد، چہ معلولات او

اگر مقصود یہ ہے کہ وقوع مذکور بالفعل ہے (جسے یہاں اپنی بحث میں وقوع تعذیب مطیع و مغفرت کافر فرض کیجئے) تو یہ کذب کو مستلزم ہے پس یہ تسلیم شدہ ہے اور کسی نے وقوع مذکورہ بالفعل کا دعوی نہیں کیا، اور اگر مقصود یہ ہے کہ وقوع مذکور کا امکان قرآنی نص کے کذب کو مستلزم ہے تو اس نص کی تلاوت کی جائے تاکہ واضح ہو جائے کہ کون سی نص وجود مذکور کے نفی امکان پر دلالت کر رہی ہے، اور اگر مقصود یہ ہے کہ وجود مذکور کا امکان امکانِ کذب کو مستلزم ہے تو یہ لزوم ممنوع ہے کیونکہ وجود مذکور کا عدم صدق نص کا معلول ہے تو عدم مذکور کا تحقق یقینا صدق نص مذکور کے امکان کے تحقق کو مستلزم ہے، عدم مذکور کا بالفعل زوال، کذب کو مستلزم ہے لیکن زوال عدم مذکور کا امکان، زوال صدق کے امکان کو مستلزم نہیں یعنی امکان وجود مذکور، امکان کذب کو مستلزم نہیں کیونکہ زوال معلول کاامکان، امکان زوال علت کو مستلزم نہیں ورنہ لازم آئے گا زوال عقل اول کا امکان، زوال واجب کے امکان کو مستلزم ہو تو زوال عقل اول کاامکان ممتنع ہو تو عقل اول واجب لذاتہ ہو گی۔، اس کا حاصل یہ ہے کہ علت و معلول کے درمیان تلازم فعلیت وجود عدم میں ہے نہ کہ امکان ذاتی میں، ورنہ ازم آئے گا کہ واجب لذاتہ، ممکن

ہمہ ممکنات اند اھ [1]ملخصاً۔	لذاتہ ہو جائے کیونکہ اس کے تمام معلولات ممکن ہیں اھ ملخصًا (ت)

اگراس کی یہ تقریر پریشان طویل الذیل جس میں اس نے خواہی نہ خواہی ذراسی بات کو بیگھوں میں پھیلایا ہے، تمھاری مقدس سمجھ میں نہ آئے تو اسی کا دوسرا بیان مختصر سنو، اسی یکروزی میں لکھتا ہے:

اگر مقصود این ست کہ از وقوع ممکن ہیچگونہ محال ناشی نمی گردد لا بالنظر الٰی ذاتہ ولا بالنظر الی الامور الخارجیۃ پس این مقدمہ ممنوع ست چہ بریں تقدیر لازم می آید کہ وجود ہر معدوم و عدم ہر موجود محال باشد زیرا کہ مستلزم محال ست یعنی کذب علم ازلی [2]۔	اگر مقصود یہ ہے کہ وقوع ممکن سے کوئی محال لازم نہیں آتا، نہ اس کی ذات کے اعتبار سے اور نہ امور خارجی کے اعتبار سے، تو یہ مقدمہ ممنوع ہے کیونکہ اس صورت میں لازم آئے گا کہ ہر معدوم کا وجود اور ہر موجود کا عدم محال ہو کیونکہ یہ محال کو مستلزم ہے یعنی علم ازلی میں کذب۔ (ت)

دیکھو باوجود امکان ملزوم لازم کو محال مانتا ہے، پھر تمھاری جہالت کہ تعزیب مطیع و عفو کافر کے امکان سے امکان کذب پر استدلال کرتے ہو، غرض حق یہ ہے کہ یہ نفیس استدلال کسی ایسے ہی مقدس آدمی کا کام ہے جسے دیو جہالت کی بند و قید میں کبھی علم و فہم کی ہوا نہ لگی ہو، واللہ الھادی خیر یہ تو وہ تھے جنھوں نے تقلید امام سے تجاوز نہ کیا تھا، رہے امام عنید کے مرید رشید، انھوں نے بیشک ہمت فرما کر وُہ طرفہ ابکار افکار ہدیہ انظار فحول نظار کیں یعنی یہی جواز خلف کی تقریر نازنین جس کے باعث اُن پر لزوم کفر کی تین وجہیں اور بڑھیں:

اولا: وہ وجہ ہائل کہ تمام مقلدین امام طائفہ کو عموما شامل یعنی یہ اس کے قول مذکور و جمیع اقوال کفریہ میں مقلد اور بیشک جو کفریات میں تقلید کرے قطعاً لزومِ کفر سے حصّہ پائے۔

ثانیا: ان حضرت نے جواز خلف بمعنی کذب، ائمہ دین کی طرف نسبت کیا اور ہم بدلائل قاطعہ مبرہن کر آئے کہ وُہ جس معنی پر خلف جائز فرماتے ہیں اسے قطعاً جائز و قوعی بلکہ واقع ٹھہراتے ہیں، تو ان حضرت نے مولٰی سبحانہ و تعالٰی کا کاذب بالفعل ہونا کہ قطعاً اجماعا کفر خالص ہے، ایک جماعت ائمہ دین کا مذہب جانا اور اسے اس قدر ہلکا سمجھا کہ ائمہ اہل سنت کا اختلافی مسئلہ مانا اور اس پر طعن کو بیجا بتایا اور اس سے تعجب کار جہلا ٹھہرایا اور بیشک جو شخص کسی عقیدۂ کفر کو ایسا سمجھے خود کافر ہے، اعلام بقواطع الاسلام میں ہمارے علمائے اعلام

---

[1] رسالہ یک روزی (فارسی) مطبوعہ فاروقی کتب خانہ ملتان ص ۱۵ و ۱۶

[2] رسالہ یک روزی (فارسی) مطبوعہ فاروقی کتب خانہ ملتان ص ۱۶

سے کفر متفق علیہ کی فصل میں منقول،

او صدّق کالم اھل الا ھواء عـــہ اوقال عندی کلام مھم کلام معنوی اومعناہ صحیح [1] الخ۔	یا وُہ تصدیق کرے کلام اہل بدعت کی، یا کہے میرے ہاں ان کا کلام بامقصد ہے، یا کہے اس کا معنی درست ہے الخ (ت)

فقیر نے اس مسئلہ کی قدرے تفصیل اپنے رسالہ مبارکہ مقامع الحدید علی خد المنطق الجدید میں ذکر کی **واللہ الموفق**۔

ثالثاً: الحمد للہ کہ علمائے اہلسنت ان نے جہلا کی جہالت فاحشہ سے پاک نرالے اور ان کے بہتانی خیالوں، شیطانی ضلالوں پر سب سے پہلے تبرّا کرنے والے مگر ان کی قوتِ واہمہ نے جو انھیں امام الطائفہ کے ترکہ میں ملی، ائمہ متقدمین میں کچھ علماء ایسے تراشے جو کذب الٰہی کے جواز و قوعی بلکہ وقوع بالفعل کے قائل ہوئے تو وہ تراشیدہ علماء ساختہ ائمہ (جن کا ان جہال کے وہم وخیال کے سوا کہیں وجود نہیں) قطعاً جماعاً کافر مرتد تھے، اب انھوں نے ان وہمی موجودوں یقینی مرتدوں کو کافر نہ جانہ بلکہ مشائخِ دین و علمائے معتمدین مانا تو خود ان پر کفر وارتداد لازم آنے میں کیا کلام رہا کہ جو کسی منکرِ ضروریات دین کو کافر نہ کہے آپ کافر ہے۔ امام علامہ قاضی عیاض قدس سرہ سفا شریف میں فرماتے ہیں:

الاجماع علی کفر من لم یکفر احدا من النصاری و الیھود و کل من فارق دین المسلیمن او وقف فی تکفیر ھم او شک. قال القاضی	یعنی اجماع ہے اس کے کفر پر جو یہود و نصارٰی یا مسلمانوں کے دین سے جدا ہونیوالے کافر نہ کہے یا اس کے کافر کہنے میں توقف کرے یا شک لائے، امام قاضی

عـــہ: حمل العلامۃ ابن حجر اھل الاھواء علی الذین نکفر ھم ببد عتھم قلت وھو کما افاد ولا یستقیم التخریج علی قول من اطلق الا کفا ر بکل بدعۃ فانہ الکالم فی الکفر المتفق علیہ فلیتبنہ ۱۲۔	علامہ ابن حجر اہل ہوا سے مراد وہ لوگ لیتے ہیں جنھیں ان کی بدعت کی وجہ سے کافر کہا گیا ہے، میں کہتا ہوں بات وہی ہے جو انھوں نے کہی اسے یہ حوالہ اس قول پر صحیح نہیں جو مطلقاً ہر بدعت کو کفر کہتے ہیں کیونکہ گفتگو اس کفر میں ہو رہی ہے جس پر اتفاق ہو اسے یاد رکھ ۱۲ (ت)

[1] علامہ بقواطع الاسام مع سبل النجاۃ فصل کفر متفق علیہ مکتبہ حقیقیہ استنبول ترکی ص ۳۷۱

ابو بکر لا ن التوقیف والا جماع اتفقاعلی کفرھم فمن وقف فی ذٰلك فقد کذب النص و التوقیف اوشك فیه،والتکذیب والشك فیه لایقع الامن کافر۔[1]	ابو بکر باقلانی نے اس کی وجہ یہ فرمائی کہ نصوص شرعیہ واجماعِ امت ان لوگوں کے کفر پر متفق ہیں تو جو ان کے کفر میں توقف کرتا ہے وُہ نص و سریعت کی تکذیب کرتا ہے یا اس میں شک رکھتا ہے اور یا امر کافر ہی سے صادر ہوتا ہے۔

اسی میں ہے:

یکفر من لم یکفر من دان بغیر ملة الاسلام اووقف فیهم اوشك اوصحح مذ ھبھم وان اظهر الاسلام واعتقد ابطال کل مذهب سواه فهو کافر باظهار ما اظهر من خلاف ذٰلك[2] اھملخصا۔	یعنی کافر ہے جو کافر نہ کہے ان لوگوں کو کہ غیر ملت اسلام کا اعتقاد رکھتے ہیں یا ان کے کفر میں شک لائے یا ان کے مذہب کو ٹھیک بتائے اگرچہ اپنے آپ کو مسلمان کہتا اور مذہب اسلام کی حقانیت اور اس کے سواسب مذہبوں کے بطلان کا اعتقاد ظاہر کرتا ہو کہ اس نے بعض منکر ضروریات دین کو جب کہ کافر نہ جانا تو اپنے اس اظہار کے خلاف اظہار کرچکا اھ ملخصاً۔

آپ کو یاد ہو کہ ان مدعیان جدید نامہتدی ورشید پر ایک سو بائیس ۱۲۲ کوڑے اوپر جوڑے اور ان کے امام کا وبال انھیں کب چھوڑے کہ یہ آخر اسی کے مقلد اور اسکے اقوال کے پورے معتقد، معہذا جب ضرب الغلام اهانة المولی (غلام کی ضرب مولیٰ کی اہانت ہے۔ت) تو ضرب المولی اهانة الغلام (مولیٰ کی ضرب غلام کی اہانت۔ت) بدرجہ اولیٰ بہر حال یہ پچھتّر ۷۵ کوڑے جو امام الطائفہ پر تازے پڑے، ان کے حصّے میں بھی یقینا جڑے، کُل ایک سو ۱۹۷ ستانوے ہوئے اور تین خاص ان کے دم پر سوار تو اس مختصر رسالے موجز عجالے میں مدعیان جدید پر پُورے دو سو ۲۰۰ کوڑوں کی کامل بوچھار،

" کَذٰلِكَ الْعَذَابُ ؕ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۳﴾ "[3]	مار ایسی ہوتی ہے اور بیشک آخر کی مار سب سے بڑی، کیا اچھا تھا اگر وُہ جانتے۔(ت)

میں نے جس طرح اس رسالہ کا تاریخی نام "سبحٰن السبوح عن عیب کذب مقبوح" رکھا یونہی

[1] الشفاء بتعریف حقوق المصطفٰی فصل فی تحقیق القول فی اکفار المتاولین المطبعة الشرکة الصحافیه ۲ /۲۹۷

[2] الشفاء بتعریف حقوق المصطفٰی فصل فی بیان ماھو من المقالات کفر المطبعة الشرکة الصحافیه ۲ /۲۷۱

[3] القرآن الکریم ۶۸ /۳۳

ان تازیانوں کا عدد رخواست کرتا ہے کہ اس کا تاریخی لقب "دوصد تازیانہ بر فرق جہول زمانہ" رکھوں، بالجملہ آفتاب روشن کی طرح واضح ہوگیا کہ ایک مذہب علمائے دین پر یہ امام و مقتدی سب کے سب نہ ایک دو کفر بلکہ صدہا کفر سراپا کفر میں ڈوبے ہوئے ہیں وفی ذٰلك اقول: (اس میں میں نے کہا۔ت) ؎

فکفر فوق کفر فوق کفر　　کان الکفر من کثر و وفر

کماء اٰسنٍ فی نتین دفر　　تتابَعَ قطرہ من تقب کفر [1]

(کفر ہر کفر سے بڑھ کر کفر، ہر کثیر سے بڑھ کر کثیر، جیسا کہ کھڑا پانی بدبودار پانی ملنے سے خوب بدبودار ہوجاتا ہے۔ت)

معاذاللہ! اس قدر ان کے خسار و بوار کو کیا کم ہے اگرچہ ائمہ محققین و علمائے محتاطین انھیں کافر نہ کہیں اور یہی صواب ہے،

وھو الجواب وبه یفتی و علیه الفتوی وھو المذھب وعلیه الاعتماد وفیه السلامة وفیه السداد۔	جواب یہی ہے، اس کے ساتھ فتوٰی دیا جاتا ہے اور اسی پر فتوٰی ہے، یہی مذہب اور اسی پر اعتماد ہے، اسی میں سلامتی اور یہی درست ہے۔(ت)

امام ابن حجر مکی رحمہ اللہ تعالٰی اعلام میں فرماتے ہیں:

انه یصیر مرتدا علٰی قول جماعة و کفٰی بھٰذا خسارا [2]	وُہ ایک جماعت علماء کے قول پر مرتد ہوگیا اور اس قدر خسران وزیاں میں بس ہیں۔

والعیاذ باللہ خیرا الحافظین (اور بہتر حفاظت کرنے والے کی پناہ۔ت) پھر جب کہ ائمہ دین ان کے کفر میں مختلف ہوگئے تو راہ یہ ہے کہ اگر اپنا بھلا چاہیں جلد از سر نو کلمہ اسلام پڑھیں اور اپنے مذہب نامہذب کی تکذیب صریح اور اس کے رد و تقبیح کی صاف تصریح کریں ورنہ بطور عادت کلمہ شہادت کافی نہیں کہ یہ تو وہ اب بھی پڑھتے ہیں اور اسے اپنے مذہب کا رد نہیں سمجھتے۔ بحرالرائق میں بزازیہ و جامع الفصولین سے ہے:

لواتی باشھادتین علی وجه العادة لم ینفعه مالم یرجع عماقال۔ [3]	اگر معمول کے مطابق وہ کلمہ شہادت پڑھتے تو اسکو وہ نافع نہیں جب تک وہ اپنے قول سے رجوع نہ کرے(ت)

---

[1] الدیوان العربی الموسوم بساتین الغفران فی الرد علی القائلین بامکان کذب اللہ الخ رضادارالاشاعۃ لاہور ص ۱۹۲

[2] الاعلام بقواطع الاسلام مع سبل النجاۃ مکتبہ حقیقیہ استنبول ترکی ص ۳۶۲

[3] بحرالرائق باب احکام المرتدین ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۵/ ۱۲۸

اور جس طرح اس مذہب خبیث کا اعلان کیا ہے ویسے ہی توبہ و رجوع کا صاف اعلان کریں کہ توبہ نہاں کی نہاں ہے اور عیاں کی عیاں۔ حضور پر نور سید یوم النشور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اذا عملت سیئة فاحدث عندھا توبة السر بالسر والعلانیة بالعلانیة۔[1] رواہ الامام احمد فی کتاب الزھد والطبرانی فی المعجم الکبیر بسند حسن علی اصولنا عن معاذبن جبل رضی اللہ تعالٰی عنہ۔	جب تو کوئی گناہ کرے تو فوراً توبہ کر، پوشیدہ کی پوشیدہ اور ظاہر کی ظاہر۔ (اسے امام احمد نے کتاب الزہد میں، طبرانی نے المعجم الکبیر میں سند صحیح سے ہمارے اصولوں کے مطابق حضرت معاذبن جبل رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ (ت)

اس سب کے بعد اپنی عورتوں سے تجدید نکاح کریں کہ کفر خلافی کا حکم یہی ہے، علامہ حسن شرنبلالی شرح وہانیہ پھر علامہ علائی شرح تنویر میں فرماتے ہیں:

مایکون کفرا اتفاقا یبطل العمل والنکاح واولادہ اولاد زنی وما فیہ خلاف یومر بالاستغفار والتوبة و تجدید النکاح[2]۔	جو بالاتفاق کفر ہو اس سے اعمال، نکاح باطل ہو جاتے ہیں تمام اولاد، اولاد زنا قرار پاتی ہے اور جس میں اختلاف ہو وہاں استغفار، توبہ اور تجدید نکاح کروایا جائے گا۔ (ت)

پس اگر مولٰی سبحانہ و تعالٰی ہدایت فرمائے اور اس کے کرم سے کچھ دور نہیں، یعنی یہ حضرات اپنے مذہب مردود سے باز آئیں اور علانیہ اب العالمین کی طرف توبہ لائیں "فَاِخْوَانُكُمْ فِی الدِّیْنِ"[3] تمھارے دینی بھائی ہیں، ورنہ اہل سنت پر لازم کہ ان سے الگ ہو جائیں، ان کی صحبت کو آگ سمجھیں، ان کے پیچھے نماز ہر گز نہ پڑھیں اگر نادانستہ پڑھ لی ہو اعادہ کرلیں کہ نماز اعظم عباداتِ ربِّ بے نیاز ہے اور تقدیم وامامت ایک علٰی اعزاز، اور فاسق مجاہر، واجب التوہین، نہ کہ بدعتی گمرہ فاسق فی الدّین، والعیاذ باللہ رب العالمین۔ فقیر غفر اللہ تعالٰی لہ نے ان مسائل کے قدرے تحقیق و تفصیل اپنے رسالہ النہی الاکید عن الصلٰوۃ وراء عدی التقلید میں ذکر کی۔ علامہ ابراہیم حلبی غنیہ شرح منیہ میں فرماتے ہیں:

یکرہ تقدیم الفاسق کراھة تحریم وکذا	یعنی فاسق و بدمذہب کی امامت مکروہ تحریمی

[1] المعجم الکبیر حدیث معاذبن جبل حدیث ۳۳۱ المکتبة الفیصلیة بیروت ۲۰ /۱۵۹، الزھد الکبیر حدیث ۹۵۴ دار القلم کویت ص ۳۶۴
[2] درمختار باب المرتد مطبع مجتبائی ۱/ ۳۵۹
[3] القرآن الکریم ۳۳/ ۵

المبتدع[1] اھ ملخصاً۔	قریب بحرام ہے اھ ملخصاً۔

جس کے سبب نماز کا پھیرنا واجب، یہ ہے حکم، وللّٰہ الحکم والیہ ترجعون o والحمد للّٰہ رب العٰلمین (اور اللہ ہی کے لئے حکم ہے اور تم اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔ اور سب تعریفیں اللہ تعالٰی کے لئے ہیں جو دونوں جہانوں کا پالنے والا ہے۔ت)
التماس ہدایت اساس: میں جانتا ہوں کہ فقیر کے اس رسالے پر حسبِ معمول سخن پروری و بحکم دستور تعصب و خودسری اگر بعض سلیم خاطرین شرمائیں گی، قبول وانصاف کو کام فرمائیں گی، تو بہت عنادی طبیعتیں گرمائیں گی، جبلی نزاکتیں غصہ لائیں گی، جاہلی حمیتیں جوش دکھائیں گی، تعصبی حمائتیں ہمت پر آئیں گی، وحسبنا اللّٰہ ونعم الوکیل، نعم المولٰی ونعم الکفیل (ہمارے لئے اللہ کافی اور وہ سب سے بڑا کارساز، سب سے بہتر آقا اور سب سے بہتر کفالت فرمانے والا ہے۔ت) یہ سب کچھ قبول، کھسینا عاجزوں کا قدیمی معمول، مگر "اِنَّمَآ اَعِظُكُمْ بِوَاحِدَةٍ"[2] (میں تمھیں ایک نصیحت کرتا ہوں۔ت) حق اسلام یاد لاکر اتنا مامول کر چند ساعت کے لئے تعصب و نفسانیت کو راہ بتائیں، مثنٰی و فرادٰی، تنہا یا دو دو صاحب بیٹھ کر غور فرمائیں اگر کلام خصم حق و صواب ہو تو اللہ! حق سے کیوں اجتناب ہو، کیا قرآن نے نہ سنایا کہ تمھارے رب نے کیا فرمایا سَيَذَّكَّرُ مَنْ يَّخْشٰى ۝ وَيَتَجَنَّبُهَا الْاَشْقَى ۝ "[3] (عنقریب نصیحت مانے گا جو ڈرتا ہے اور اس سے وہ بڑا بدبخت دور رہے گا۔ت) اے میرے پیارے بھائیو! کلمہ اسلام کے ہمراہیو! اگر نفس امّارہ رہزن عیّارہ اور شیطان لعین اس کا معین، ولہٰذا خطا کا اقرار آدمی کو ناگوار، مگر واللہ! "وَاِذَا قِيْلَ لَهُ اتَّقِ اللّٰهَ اَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْاِثْمِ"[4] اور جب اس سے کہا جائے کہ اللہ سے ڈر تو اسے اور ضد چڑھے گناہ کی۔ت) کی آفت سخت شدید، "اَلَيْسَ مِنْكُمْ رَجُلٌ رَّشِيْدٌ ۝"[5] (کیا تم میں ایک آدمی بھی نیک چلن نہیں۔ت) خدارا ذرا انصاف کو کام فرماؤ، خلق کا کیا پاس خالق سے شرماؤ، کچھ دیکھا بھی کس پر امکانِ کذب کی تہمت دھرتے ہو، کس پاک بے عیب میں عیب آنے کا احتمال کرتے ہو، العظمۃ للّٰہ! ارے وہ خدا ہے سب خوبیوں والا ہر عیب و نقصان سے پاک نرالا، ذرا تو گریبان میں منہ ڈالو جس نے زبان عطا فرمائی اس کے بارے میں تو زبان سنبھالو، وائے

---

[1] غنیه المستملی شرح منیة المصلی فصل فی الامامة سہیل اکیڈمی لاہور ص ۱۴۔ ۵۱۳

[2] القرآن الکریم ۳۴ / ۴۶

[3] القرآن الکریم ۸۷ / ۱۰ و ۱۱

[4] القرآن الکریم ۲ / ۲۰۶

[5] القرآن الکریم ۱۱/ ۷۸

بے انصافی تمھیں کوئی جھوٹا کہے تو آپے میں نہ رہو اور ملک جبار واحد قہار کا جُھوٹا ہونا یو ممکن کہو، یہ کون سی دیانت ہے، کیا انصاف ہے، اس پر یہ قہر اصرار یہ بلااعتساف ہے،

اے طائفہ حائفہ اے قوم مفتون! مانو تو ایک تدبیر تمھیں بتاؤں، میرا رسالہ تنہائی میں بیٹھ کر بغور دیکھو، ان دو سو ۲۰۰ دلائل و اعتراضات کو ایک ایک کرکے انصاف سے پرکھو، فرض کر دم کہ دہ سو ۲۰۰ میں استحالہ کذبِ الٰہی پر صرف ایک دلیل اور تمھارے خیال اور تمھارے امام کے ہذیانی اقوال پر فقط ایک ایک اعتراض قاطع ہر قال و قیل باقی رہ گیا، باقی سب تم نے جواب دے لیا، تو جان برادر! احقاقِ حق کو ایک دلیل کافی، ابطال باطل کو ایک اعتراض وافی، نہ کر دلائل باہرہ اعتراضیات قاہرہ صد ہانسو اور ایک نہ گنو۔ دل میں جانتے جاؤ کہ دلائل باصواب اور اعتراض لاجواب، مگر ماننے کی قسم ' توبہ کی اان بلکہ اُلٹے تائید باطل کی فکر سامان، یہ تو حق پرستی نہ ہُوئی بادبدستی، نشہ تعصب میں سیاہ مستی ہوئی، پھر قیامت تو نہ آئے گی، حساب تو نہ ہوگا، خدا کے حضور سوال وجواب تو نہ ہوگا، اے رب میرے! ہدایت فرما اور ان لجیلی آنکھوں کو کُچھ تو شرما۔

می توانی کہ دہی اشک مرا حسن قبول اے کہ دُر ساختہ قطرہ بارانی را

(اے اللہ! تُو میرے آنسوؤں کو حسنِ قبول دے سکتا ہے جیسا کہ تو بارس کے قطرہ کو موتی بنادیتا ہے۔ت)

اور یہیں سے ظاہر کہ جو صاحب قصد جواب کی ہمت رکھیں ایک ایک دلیل ایک ایک اعتراض کا تفصیلی جواب سمجھ کر لکھیں، یہ نہ ہو کہ ابقائے مشیخت، رفع مزامت، فریب عوام، جواب کے نام کو کہیں، کچھ اعتراج باقی سے اعراض، یہ کلا خصم کارد نہ کرے گا، الٹا تمھیں پر صاعقہ بن کر گرے گا کہ جب حجت خصم مٹا نہ سکے مذہب سے اعتراض ہتا نہ سکے تو ناحق تکلیف خامہ اٹھائی، مصیبت سیاہی نامہ اٹھائی، اپنے ہی عجز کا اظہار کیا، بطلان مذہب کا اقرار کیا، للہ کُچھ دیر تو حق وانصاف کی قدر سمجھو، زنجیر تعصب کی قید سے سلجھو، خار زار تکبّر میں اتنا نہ اُلجھو، افسوس کہ حق کا چاند جلوہ نما اور تمھارے نصیب کی وہی کالی گھٹا، ہمارے ہُمایُوں سایہ فگن اور تمھارا تاج وہی بالِ زغن، اے سچّے خدا سچ سے موصوف جُھوٹ سے نرالے، سچے رسول پر سچی کتاب اتارنے والے! اپنے سچے حبیب کی سچی وجاہت کا صدقہ آمت مصطفٰی کو سچّی ہدایت نصیب فرما،

صلی اللہ تعالٰی علی الحبیب وسلم وعلٰی اٰلہ وصحبہ و شرف کرمہ مانجی الصادق وھلك الکاذب ونھی الصدق عن تعاطی الکواذب قولك الحق و	اے اللہ! رحمتیں نازل فرما اور آپ کے شرف وبزرگی میں مزید اضافہ فرما جو حبیب ہیں جب تک صادق نجات پاتے رہیں، کاذب ہلاک ہوتے رہیں، جنھوں نے تمام کواذب سے منع فرمایا، تیرا قول حق

وعدك الصدق ولك الحمد واليك المصير انك علٰی کل شئی قدیر و صلی اللہ تعالٰی علٰی سیدّ الصادقین محمد و آلہ و صحبہ اجمعین اٰمین اٰمین الہ الحق اٰمین!	تیرا وعدہ سچّا حمد تیرے لئے، تمام کا لوٹنا تیر طرف اور تو ہر شیئ پر قادر ہے، اللہ تعالٰی کی رحمت ہو سید الصادقین حضرت محمد، آپ کی آل اور اصحاب سب پر، آمین آمین الہ الحق آمین! (ت)

الحمدللہ کہ یہ مبارک رسالہ موجز عجالہ باوجود کثرت اشغالِ تحریر مسائل و ترتیب رسائل، تیرہ ۱۳ دن کے متفرق جلسوں میں مسودہ اور تئیس ۲۳ دن میں صاف و مبیضہ ہو کر دوازدہم ماہ مبارک و فاخر شہر ربیع الآخر روز ہمایوں جمعہ ۱۳۰۷ھ علٰی صاحبہا الصلٰوۃ والتحیۃ کو بہم وجوہ بدر سمای تمام و شمع بزمِ ہدایت انام ہوا۔

للہ الحمد والمنہ کہ آج اس مبارک رسالے، سنّت کے قبالے، رنگِ صدق جمانے والے، زنگِ کذب گمانے والے سے علومِ دینیہ میں تصانیفِ فقیر نے سو ۱۰۰ کا عدد کامل پایا،

والحمد للہ وھّاب العطایا، ربنا تقبل منا انك انت السمیع العلیم ○والحمد للہ رب العٰلمین والصلاۃ و السلام علٰی سید المرسلین محمد و الہ وصحبہ اجمعین، سبحٰن ربك رب العزۃ عمّا یصفون، و سلام علی المرسلین، والحمد للہ رب العٰلمین، تمّت و بالخیر عمّت بعون من قال وقولہ الحق "تَمَّتۡ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدۡقًا وَّعَدۡلًا ؕ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ ۚ وَهُوَ السَّمِيۡعُ الۡعَلِيۡمُ ﴿۱۱۵﴾" الحمد للہ الذی بنعمہ وجلالہ تتم الصالحات، والصلٰوۃ والسلام علی سیدنا ومولانا محمد سید الکائنات و اٰلہ و صحبہ وامتہ و حزبہ الجمعین، و الحمد للہ رب العٰلمین۔	تمام حمد اللہ تعالٰی کی ہے جو تمام انعامات کا اعطا کرنیوالا ہے، اے ہمارے رب! ہماری طرف سے قبول فرما بلا شبہ تُو سننے والا ہے، تمام حمد اللہ کی جو جہانوں کا پروردگار ہے، صلٰوۃ وسلام نازل ہو تمام رسولوں کے سردار حضرت محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر آپ کی آل و اصحاب تمام پر، سلام علی المرسلین والحمد للہ رب العٰلمن۔ رسالہ تام ہوا اور خیر کے ساتھ وسیع ہوا اس ذات کی مدد سے جس نے فرمایا جبکہ اس کا فرمان بر حق ہے "ترے رب کے کلمات صدق و عدل میں تام ہیں کوئی ان کو تبدیل کرنے والا نہیں وہی سننے جاننے والا ہے۔" تمام تعریفیں اللہ تعالٰی کی جس کی نعمت و جلال سے خوبیا تام ہوتی ہیں اور صلٰوۃ ولام ہمارے آقا مولٰی سید کائنات محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان کی آل واصحاب واُمت اور ان کی سب جماعت پر، والحمد رب العالمین (ت)

کتبـــہ

عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی عفی عنہ بمحمدؐ

المصطفٰی النبی الامی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم

تحریر جناب مولانا گلام دستگیر علیہ الرحمۃ من ربنا القدیر بر رسالہ مبرکہ "سُبحٰن السبوح من عیب کذب المقبوح" فقیر غلام دستگیر قصوری کان اللہ لہ جمادی الاول ۱۳۰۸ھ میں بریلی میں وار دہُوااور اس مبارک رسالہ کے دیکھنے کا اتفاق پڑا، چونکہ مدتِ دراز کے بعد یہاں آنے کا اتفاق ہوا ہے اور ملاقات احباب اور نیز مشورہ امر دینی کے سبب جو وکلاء سے کرنا تھااس قدر کم فرصتی ہُوئی کہ معمولی وظائف جو کبھی سفر و حضر میں ترک نہیں ہوئے تھے ان چار روز میں وُہ بھی پُورے نہ ہوسکے، اس کشاکش میں اس رسالہ سلالہ کو فقیر بالاستیعاب کیا کچھ حصّہ معتد بہا بھی نہ دیکھ سکا مگر ابتدااور درمیان اور انتہا سے جو دیکھا تو مسئلہ امکان کذب باری تعالٰی کارَد پایااور اس کاآنکھوں سے لگایا الحمد للہ حمدا کثیرا کہ اس کے مولف علامہ فہامہ نے جو ایک علم اور فضل کے خاندان سے عمدۃ الخلف وبقیۃ السلف ہیں اس بارے میں بھی اپنے عزیز واقارب کو جو ہمیشہ کارِ خیر اشاعت علوم دینیہ میں مصروف ہیں صرف فرمایا جزاہ اللہ الشکور عنی وعن جمیع المسلمین خیر الجزاء واوصلہ الی غایۃ ما یحب و یرضی، اللھم تقبل منّا انّك انت السمیع العلیم، وصلی اللہ تعالٰی علٰی خیر خلقہ و مظہر لطفہ و احسانہ سیدنا محمد و عترتہ اجمعین اللھم ارحمنا معھم برحمتک یا ارحم الراحمین!

۱۵ جمادی الاول روز روانگی وطن پر چند حروف لکھے گئے وللہ ھو المسیر للصعاب۔

رسالہ
دامان باغ سبحٰن السبوح
(سبحٰن السبوح کے باغ کا دامن ۱۳۰۷ھ)

مسئلہ ۷۳: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کی دیوبند کا پڑھا ہُوا ایک مولوی کہتا ہے کہ اللہ تعالٰی جُھوٹا ہو سکتا ہے اور اس پر دلیل یہ پیش کرتا ہے کہ آدمی جُھوٹ بول سکتا ہے تو اگر اللہ تعالٰی نہ بول سکے تو آدمی کی قدرت خدا کی قدرت سے بڑھ جائے گی کہ ایک کام ایسا نکلا کہ آدمی تو کر سکتا ہے اور خدا نہیں کر سکتا، یہ ظاہر بات ہے کہ خدا کی قدرت بے انتہا ہے آدمی جس جس بات پر قادر ہے خدا ضرور ان سب باتوں پر قادر ہے اور ان کے سوا بے انتہا چیزوں پر قدرت رکھتا ہے جن پر آدمی کو قدرت نہیں انسان کو اپنے کذب پر قدرت اور خدا کو اپنے کذب پر قدرت نہ ہو یہ کیسے ہو سکتا ہے، اور اس دلیل کو کہتا ہے کہ یہ ایسی قاطع دلیل ہے کہ جس کا جواب نہیں ہو سکتا ہے امید کہ اس بارہ میں جو حق ہو تحریر فرمائیں اور مسلمانوں کو گمراہ ہونے سے بچائیں۔ **بیّنوا توجروا** (بیان کیجئے اجر حاصل کیجئے۔ت)

الجواب:

سبحٰن اللہ رب العرش عما یصفون (پاکی ہے عرش کے رب کو ان باتوں سے جو یہ بناتے ہیں۔ت) اللہ عزوجل سلمانوں کو شیطانوں کے وسوسوں سے بچائے، دیوبندی نہ دیوبندی کہ دیوبندیوں نہ دیوبندیوں کہ ان کے امام اسمٰعیل دہلوی کا یہ قول صریح ضلالت و گمراہی و بددینی ہے جس میں بلا مبالغہ ہزار ہا وجہ سے کفر لزومی ہے، جمہور فقہائے کرام کے طور پر ایسی ضلالت کا قائل صریح کافر ہو جاتا ہے اگر ہم باتباع

جمہور متکلمین کرام صرف لزوم پر بے التزام کافر کہنا نہیں چاہتے اور ضال مضل بددین کہنے پر قناعت کرتے ہیں۔

اس مسئلہ میں فقیر کا ایک کافروافی رسالہ مسمّٰی بہ سبحٰن السبوح عن کذب مقبوح مدت ہوئی چھپ کر شائع ہو چکا اور گنگوہیوں دیوبندیوں وغیر ہم وہابیوں کسی سے اس کا جواب نہ ہو سکا نہ ان شاء اللہ العزیز قیامت تک ہو سکے،

حقت علیھم کلمۃ العذاب بما کذبوا ربھم وبما کانو یفسقون اولٰئك اصمھم اللہ واعمٰی ابصارھم فھم طغیانھم یعمھون ○	عذاب کا قول ان پر ٹھیک اترا بسبب اس کے کہ انھوں نے اپنے رب کی طرف جھوٹ منسوب کیا اور اس سبب سے کہ وہ حکم عدولی کرتے تھے یہی لوگ ہیں جنھیں اللہ تعالٰی نے بہرہ کر دیا اور ان کی آنکھوں کو اندھا کر دیا پس وُہ اپنی سرکشی میں سرگرداں رہتے ہیں (ت)

میں نے اس رسالے میں تیس ۳۰ نصوص اور تیس دلائل قطعیہ سے ثابت کیا ہے کہ اللہ تعالٰی کا کذب محال بالذات ہے اور یہ کہ اس کے محال بالذات ہونے پر تمام ائمہ امت کا اجماع ہے۔ مسلمان جس کے دل میں اس کے رب کی عظمت اور اس کے کلام کی تصدیق ہوا گر کچھ بھی سمجھ رکھتا ہے تو اس کے لئے یہی دو حرف کافی ہیں، اول یہ کہ کذب ایسا گندا ناپاک عیب ہے جس سے ہر تھوڑی ظاہری عزّت والا بھی بچنا چاہتا ہے اور ہر بھنگی چمار بھی اپنی طرف اس کی نسبت سے عار رکھتا ہے، اگر وہ اللہ عزوجل جلالہ کے لئے ممکن ہوا تو وہ عیبی ناقص ملوث گندہی گھناؤنی نجاست سے آلودہ ہو سکے گا، کیا کوئی مسلمان اپنے رب پر ایسا گمان کر سکتا ہے، مسلمان تو مسلمان کہ اس کے لئے اسکے رب کی امان، ادنٰی سمجھ وال یہودی نصرانی بھی ایسی بات اپنے رب کی نسبت گوارا نہ کرے گا، پاکی ہے اسے جس کے سراپردہ عزت وجلال کے گرد کسی عیب و نقص کا گزر قطعاً محال بالذات ہے، جس کی عظمت وقدوسیت کو ہر لوث وآلودگی سے بالذات منافات ہے۔ شرح مقاصد میں ہے:

الکذب محال باجماع العلماء لان الکذب نقص باتفاق العقلاء وھو علی اللہ تعالٰی محال[1]۔	یعنی جُھوٹ باجماعِ علماء محال ہے کہ وُہ بالاتفاق عقلا عیب ہے اور عیب اللہ تعالٰی پر محال۔

نیز مقصد سادس فصل ثالث مبحث سابع جملہ اہلسنت کے عقائد اجماعیہ میں فرماتے ہیں:

طریقۃ اھل السنۃ ان العالم حادث و	اہلسنت کا مذہب یہ ہے کہ تمام جہان حادث و

[1] شرح المقاصد المبحث اا السادس فی انہ تعالٰی متکلم دارالمعارف النعمانیہ لاہور ۲ / ۱۰۴

الصانع قدیم متصف بصفات قدیمۃ و لا یصح علیہ الجہل ولا الکذب ولا النقص [1]۔	تو پیدا ہے، اور اس کا بنانے ولا قدیم اور صفاتِ قدیمہ سے موصوف ہے، نہ اس کا جہل ممکن ہے نہ کذب ممکن ہے نہ اس میں کسی طرح کے عیب و نقص کا امکان ہے۔

دوم: یہ کہ جب اس کا کذب ممکن ہو تو اس کا صدق ضروری نہ رہا، جب اس کا صدق ضروری نہ رہا تو اس کی کون سی بات پر اطمینان ہو سکے گا، ہر بات میں احتمال رہے گا کہ شاید جھُوٹ کہہ دی ہو، جب وُہ جھُوٹ بول سکتا ہے تو اس یقین کا کیا ذریعہ ہے کہ اس نے کبھی نہ بولا، کیا اس کسی کا ڈر ہے یا اس پر کوئی حاکم و افسر ہے جو اسے دبائے گا اور جو بات وہ کر سکتا ہے نہ کرنے دے گا، ہاں ذریعہ صرف یہی ہو سکتا تھا کہ خود اس کا وعدہ ہو کہ ہمیشہ سچ بولوں گا یا اس نے فرمادیا ہے کہ میرا سب باتیں سچی ہیں مگر جب اس کا جھوٹ ممکن ٹھہرالو تو سرے سے اس وعدہ و فرمان ہی کے صدق پر کیا اطمینان رہا، ہو سکتا ہے کہ پہلا جھُوٹ یہی بولا ہو، غرض معاذ اللہ اس کا کذب ممکن مان کر دین و شریعت و اسلام و ملّت کسی کا اصلًا پتا نہیں لگا رہتا، جزا و سزا و جنت و نارہ حساب و کتاب و حشر و نشر کسی پر ایمان کا کوئی ذریعہ نہیں رہتا،

تعالٰی اللہ عما یقولون الظلمون علوا کبیرا۔	اللہ تعالٰی بہت بلند ہے اس سے جو ظالم کہتے ہیں۔ (ت)

علّامہ سعد الدین تفتازانی شرح مقاصد میں فرماتے ہیں:

الکذب فی اخبار اللہ تعالٰی فیہ مفاسد لا تحصی و مطاعن فی الاسلام لا تخفی، منھا مقال الفلاسفۃ فی المعاد ومجال الملاحدۃ فی العناد' و بطلان ماعلیہ الاجماع من القطع بخلود الکفار فی نار فمع صریح اخبار اللہ تعالٰی بہ، فجواز عدم وقوع مضمون ھٰذا الخبر محتمل ولما کان ھٰذا باطلا قطعا	اخبارِ الٰہیہ میں امکان کذب ماننے سے بے شمار خرابیاں اور اسلام میں ایسے طعنے سر اٹھائیں گے جو پوشیدہ نہیں منجملہ ان کے معاد کے بارے میں فلاسفہ کا کلام، عناد پر مبنی بے دینوں کی جسارت اور کفار کے ہمیشہ جہنم میں رہنے جیسے اجماعی نظریات کا بطلان ہے باوجودیکہ اس بارے میں اللہ تعالٰی کی تصریح وارد ہے، چناچہ اس خبر کے مضمون کے عدم وقوع کا جائز ہونا محتمل ہوا، اور جب یہ قطعاً

[1] شرح المقاصد فصل ثالث مبحث ثامن دارا المعارف النعمانیہ لاہور ۲/ ۲۷۰

علم ان القول بجواز الکذب جی اخبار اللہ تعالٰی باطل قطعا[1] (ملتقطا)۔	باطل ہے تو معلوم ہُوا کہ اخبار الٰہیہ میں امکان کذب کا قول قطعاً باطل ہے (ملتقطا) (ت)

رہی دیوبندی کی دلیل ذلیل وہ اس کی اپنی ایجاد نہیں، امام الوہابیہ کی اختراع خبیث ہے، سبحٰن السبوح میں اسکے ہذیانوں کی پوری خدمت گزاری کر دی ہے، یہاں چند حرف گزارش،

اوّلا: جب یہ ٹھہرا کہ انسان جو کچھ اپنے لئے کر سکتا ہے وہابیہ کا خدا بھی خود اپنے واسطے کر سکتا ہے، تو جائز ہُوا کہ اُن کا خدا زنا کرے، شراب پیئے، چوری کرے، بُتوں کو پُوجے، پیشاب کرے، پاخان پھرے، اپنے آپ کو آگ میں جلائے، دریا میں ڈبائے، سرِ بازار بدمعاشوں کے ساتھ دھول چھکڑ لڑے، جوتیاں کھائے وغیرہ وغیرہ وہ کون سی ناپاکی، کون سی ذلت، کونسی خواری ہے جو ان کے خدا سے اُٹھ رہے گی۔

ثانیا: بے دین اس گھمنڈ میں ہیں کہ انھوں نے خدا کا عیبی ہونا فقط ممکن کہا ہے کوئی عیب بالفعل تواسے نہ لگایا، حالانکہ اوّل تو یہی ان کا گدھا پن ہے اُس جلیل جمیل سبوّح قدوس کی شان جلال کے لئے فقط امکان عیب ہی خود بڑا بھاری ہے **فی سبحٰن السبوح واوضحناہ اللغواۃ مع مالہ من الواضوح** (جیسا کہ ہم نے اس کو سبحٰن السبوح میں بیان کیا ور گمراہوں کے لئے اس کی خوب وضاحت کی۔ت) خیر یہ تو ایمان والے جانتے ہیں، میں وُہ بتاؤں جسے یہ عیب لگانے والے بھی سمجھ جائیں کہ بیشک انھوں نے خدا کو بالفعل عیبی مانا اور کتنا سخت سے سخت عیبی جانا بلکہ اس کے حق میں کچھ لگی نہ رکھی صاف صاف اس کی الوہیت ہی باطل کر دی، وجہ سُنئے جب ٹھہری کہ آدمی جو کچھ کرتا ہے خدا بھی اپنے لئے کر سکتا ہے، اور ظاہر ہے کہ آدمی قادر ہے کہ اپنی ماں کی تواضع وخدمت کے لئے اس کے تلووں پر اپنی آنکھیں ملے، اپنے باپ کی تعظیم وغلامی کے لئے اس کے جُوتے اپنے سر پر رکھ کر چلے تو ضرور ہے کہ وہابیہ کا خدا بھی اپنے ماں باپ کے ساتھ ایسی تعظیم وتواضع وخدمت وغلامی پر قادر ہو ورنہ انسان کی قدرت جو اس کی قدرت سے بڑھ جائے گی کہ ایک کام وہ نکلا جو انسان کر سکا اور خدا سے نہیں ہو سکتا، اگر کہئے اسے اس کام پر اس وجہ سے قدرت نہ ہوئی کہ اس کے ماں باپ ہی نہیں تو اس میں اس زخم کا کیا علاج ہُوا، مطلب تو اتنا تھا کہا ایک کام ایسا نکلا جسے بعض انسان کر رہے ہیں اور خدا سے نہیں ہو سکتا خواہ نہ ہو سکنے کی کوئی وجہ ہو، لاجرم تمھارے طور پر ضرور ہے کہ خدا کے ماں باپ ہوں تاکہ وُہ بھی ایسی سعادت مندی کر سکے جیسی انسان کر رہا ہے، اور ظاہر کہ جو ماں باپ سے پیدا ہو وہ حادث ہو گا اور حادث خدا نہیں ہو سکتا، اس کا کوئی خالق ہو گا اور مخلوق خدا نہیں ہو سکتا، اب تو تم سمجھے کہ تم خدا کو

---
[1] شرح المقاصد المحث الثانی عشر دار المعارف النعمانیہ لاہور ۲ / ۲۳۸

بالفعل عیبی مانتے اور سرے سے اس کی الوہیت ہی باطل کر رہے ہو۔ہاں ایک صورت نکل سکتی ہے کہ بالفعل خدا کے ماں باپ نہ ہوں اور پھر بھی اسے ان سعاد تمندیوں پر قدرت ہو، کہو تو بتادیں، وہ یہ کہ وہابیہ کا خدا کسی دن اپنے آپ کو موت دے اور آواگون کے ہاتھوں کسی پُرش کے بھوگ سے کسی استری کے گربھ میں دوسرا جنم لے اپنے ان آئندہ ماں باپوں کی غلامی کرے، مگر الوہیت تو یُوں بھی گئی کہ جو مر سکا وُہ خدا کہاں!

ثالثاً: احمق بددین نے اگرچہ مسلمانوں کا دل رکھنے کو اپنے رسالہ یکروزی میں جہاں یہ ناپاک دلیل ذلیل لکھی ہے یہ اظہار کیا کہ خدا کا کذب ممکن بالذات ہونے پر بھی ممتنع بالغیر ضرور ہے مگر دلیل وہ پیش کی جس نے امتناع بالغیر کو بھی صارف اڑادیا، ظاہر ہے کہ انسان کا کذب نہ ممتنع بالذات نہ ممتنع بالغیر، بلکہ ہر روز وسب ہزاروں بار واقع تو کذب پر اس کی قدرت آزاد ہوئی جس پر کوئی روک نہیں اور برابر کام دے رہی ہے، مگر خدا کی قدرت بستہ و مسدود ہے کہ واقع کرنے کی مجال نہیں اور شک نہیں کہ آزاد قدرت مسدود قدرت پر صریح فوقیت رکھتی ہے تو یوں کیا انسانی قدرت اس کی قدرت سے فائق نہ رہی باعتبار مقدورات کمّانہ سہی تو باعتبار نفاذ کیفا سہی، ناچار تمھیں ضرور ہے کہ امتناع بالغیر بھی نہ مانو کہ انسانی قدرت سے شرمانا تو نہ پڑے۔

رابعاً: اس قول خبیث کی خباثتیں کہاں تک گنیں کہ وُہ تو بلا مبالغہ کروڑوں کفریات کا خمیرہ ہے، ہاں وہ پوچ بے حقیقت گرہ کھولیں جو اس نے اپنا جادو پھونک کر لگائی اور حماقت سے بہت کرّی گتھی جانی، یہ چار طور پر ہے **بعضھا قریب من بعض**:

اوّل: ساری بات یہ ہے کہ احمق نے افعال انسانی کو خدا کی قدرت سے علیحدہ سمجھا ہے کہ آدمی اپنے کام اپنی قدرت سے کرتا ہے یہ رافضیوں معتزلیوں فلسفوں کا مذہب ہے، اہلسنت کے نزدیک انسانی حیوانی تمام جہان کے افعال اقوال اعمال احوال سب اللہ عزوجل ہی کی قدرت سے واقع ہوتے ہیں، اوروں کی قدرت ایک ظاہری قدرت ہے جسے تاثیر وایجاد میں کچھ دخل نہیں تمام کائنات وممکنات پر قدرت موثرہ خاص اللہ عزوجل کے لئے ہے، تو کذب ہو یا صدق، کفر ہو یا ایمان، حسن ہو یا قبح، طاعت ہو یا عصیان، انسان سے جو کچھ واقع ہوگا وہ اللہ ہی کا مقدور اللہ ہی کا مخلوق ہوگا، اسی کی قدرت اسی کی ایجاد سے پیدا ہوگا، پھر کیونکر ممکن کہ انسان کو فعل قدرتِ الٰہی سے جُدا کرسکے جس کے لئے وزن برابر کرنے کو خدا کو خود اپنے لئے بھی کرسکنا پڑے، اس ضلالت وبدینی کی کوئی حد ہے مقاصد میں ہے:

فعل العبد واقع بقدرۃ اللہ تعالٰی انما للعبد الکسب والمعتزلۃ بقدرۃ	یعنی بندے کا ہر فعل اللہ تعالٰی ہی کی قدرت سے واقع ہوتا ہے بندہ کا فقط کسب ہے اور معتزلہ وفلاسفہ

العبد صحة الحکماء ایجابا [1]۔	کہتے ہیں کہ بندے کا فعل خود بندے کی قدرت سے ہوتا ہے، معتزلہ کے نزدیک امکانی طور پر کہ قدرت بندہ سے وقوعِ فعل ممکن ہے واجب نہیں اور فلاسفہ کے نزدیک وجوبی طور پر کہ تخلف ممکن نہیں۔

دوم: اندھے سے پوچھو انسان کو کس کے کذب پر قدرت ہے، اپنے یا خدا کے۔ظاہر ہے کہ انسان قادر ہے تو صرف کذبِ انسانی پر نہ کہ معاذاللہ کذبِ ربّانی پر۔اور شک نہیں کہ کذب انسانی ضرور قدرت ربانی میں ہے، پھر اگر کذب ربانی قدرت ربانی میں نہ ہُوا تو قدرت انسانی کیونکر بڑھ گئی، وہ کذب ربانی پر کب تھی اور جس پر تھی یعنی کذب انسانی، اسے ضرور قدرت ربانی محیط ہے، مگر خدا جب دین لیتا ہے عقل پہلے چھین لیتا ہے، دل کے اندھے نے یہ خیال کیا کہ انسان اپنے کذب پر قادر ہے، اور یہی لفظ بارگاہِ عزت میں بول کر دیکھا کہ اسے بھی اپنے کذب پر قدرت چاہئے اور نہ سُوجھا کہ وہاں اپنے سے انسان مراد تھا اور اب خدا مراد ہو گیا، اس کی نظیر یہی ہو سکتی ہے کہ اسی کی طرح کا کوئی کور باطن خیال کرے کہ انسان اپنے خدا کی تسبیح کر سکتا ہے تو چاہئے کہ خدا بھی اپنے خدا کی تسبیح کرسکے ورنہ قدرت انسانی بڑھ جائے گی، تو خدا کے لئے اور خدا درکار ہوا،

وھلم جرا الی غیر نھایۃ و غیر قرار، کذٰلك یطبع اللہ علٰی کل قلب متکبر جبار۔	اور کھینچتا چل مالا نہایۃ تک، یونہی اللہ تعالٰی ہر متکبر سرکش کے دل پر مُہر لگا دیتا ہے(ت)

سوم: ہم پُوچھتے ہیں قدرتِ انسانی بڑھ جانے سے کیا مراد ہے، آیا یہ کہ انسان کے مقدورات گنتی میں خدا کے مقدورات سے زائد ہو جائیں گے، یہ تو بداہۃً استحالہ کذب کولازم نہیں کہ کذب و جملہ نقائص سرکار عزت کے لئے سرکار عزت کی قدرت میں نہ ہونے پر بھی اس کے مقدورات غیر متناہی ہیں اور انسان کتنی ہی ناپاکیوں پر قادر ہو آخر اس کے مقدورات محدود ہی رہیں گے اور متناہی کو نامتناہی سے کوئی نسبت نہیں ہو سکتی، ہاں یہ کہئے کہ ایک چیز بھی ایسی نکلنا جو انسان کے زیر قدرت ہو اور رحمٰن کے زیر قدرت نہ ہو محال ہے(اور بیشک ایسا ہی ہے)اسی کو زیادت قدرت سے تعبیر کیا ہے تو اب ہم دریافت کرتے ہیں یہ خاص کذب کہ انسان سے واقع ہوا قدرتِ خدا سے ہوا یا قدرتِ خدا سے جدا، بر تقدیر اول وہ کون سی چیز نکلی جو انسان کے زیر قدرت تھی اور رحمٰن کے زیر قدرت نہ تھی کہ یہ جو قدرت انسان سے ہوا خود مانتے ہو کہ قدرت رحمٰن سے ہوا پھر زیادت کہاں، بر تقدیر دوم رحمٰن اگرچہ معاذاللہ اپنے کروڑ کذبوں پر قادر ہو وہ کذب اس کذب کے عین نہ ہوں گے جو انسان سے

---

[1] المقاصد مع شرح المقاصد الفصل الخامس دارا المعارف النعمانیہ لاہور ۲/ ۱۲۰

واقع ہُوا بلکہ کذب ہونے میں اس کے مثل ہوں گے اور مثل پر قدرت شے پر قدرت نہیں، وُہ خاص کذب انسانی جو قدرت انسانی سے واقع ہوا اسے صراحۃً قدرتِ خدا سے جدا کہہ رہے ہو تو خدا کا کذب ممکن بلکہ اب تازہ ایمان گنگوہی پر **معاذاللہ** واقع مان کر بھی وُہ کال تو نہ کٹا کہ ایک شیئ جو زیر قدرت انسانی تھی زیر قدرت رحمانی نہ ہوئی اس کی نوع مقدور خدا ہوئی نہ کہ خود وہ فرد، تو تو نے خدا اور انسان کو درباره کذب برابر کے دو عاجز مانا کہ نوع کذب کے افراد سے جس فرد پر انسان قادر ہے اور جس فرد پر خدا قادر ہے انسان قادر نہیں۔ دہلوی کے بندو! اسی پر اس مسئلہ میں "**اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ**"[1] (بیشک اللہ تعالٰی ہر شیئ پر قادر ہے۔ت) پڑھتے اور کذب الٰہی محال جاننے والے مسلمانوں پر عجز ماننے کی تہمت رکھتے ہو، حالانکہ تم خود ہی وُہ ہو کہ خدا کو افراد مقدورہ عبد پر قادر نہیں مانتے جب تو وزن برابر کرنے کو امثال مقدورات عبد خود اس کے نفس کریم میں گھڑنا چاہتے ہو **قاتلکم اللہ** (اللہ تعالٰی تمہیں ہلاک کرے۔ت) کسی مذہب خبیث کی بھی تقلید چھوڑو گے یا سب میں سے ایک ایک حصّہ لوگے، یہ طوائف معتزلہ سے طائفہ جبائیہ کا مذہب ہے کہ اللہ تعالٰی نفس مقدورات عبد پر قادر نہیں۔ مواقف میں ہے:

الجبائیۃ قالوا لایقدر علی عین فعل العبد[2] الخ۔	جبائیہ نے کہا کہ اللہ تعالٰی عین فعل عبد پر قدرت نہیں رکھتا الخ (ت)

ہم اہلسنّت کے نزدیک اللہ تعالٰی عین مقدورات عبد پر بھی قادر ہے کہ وہ اسی کی قدرت کاملہ سے واقع ہوتے ہیں اور ان کے امثال پر بھی کہ امثال عبد سے امثال فعل صادر کراسکتا ہے، مگر ایسے امثال پر قدرت کہ خود اپنے نفس کریم سے ویسی ناپاکیاں صادر کر دکھائے اس سے وُہ پاک و متعالی ہے، **سبحٰن اللہ رب العرش عما یصفون** (پاکی ہے عرش کے رب کو ان باتوں سے جو یہ بناتے ہیں۔ت)

اس کی مثال یُوں سمجھو کہ زید و عمرو دونوں اپنی اپنی زوجہ[عہ۱] کو طلاق[عہ۲] دینے پر قادر ہیں مگر ایک دوسرے کی

عـــہ۱: یہ فہم امام الوہابیہ کے قابل واضح تغایر لکھا ہے ورنہ مخلوق میں کسی فعل بعینہٖ پر دوسرے کو قدرت نہیں ہوسکتی کہ فعل فاعل سے تعین پاتا ہے تو وہ فعل مثلاً روٹی کھانا، پانی پینا یا اٹھنا بیٹھنا وغیرہ وغیرہ جو زید سے صادر ہوا عمرو سے صادر نہیں ہوسکتا اس کی نظیر اس سے صادر ہوگی ۱۲منہ مدظلہ

عـــہ۲: یعنی ایسی طلاق جس میں اصیل خود مختار ہو ۱۲منہ

---

[1] القرآن الکریم ۱۶/ ۷۷

[2] المواقف مع شرح المواقف المرصد الرابع فی الصفات الوجودیۃ منشورات الشریف الرضی قم ایران ۸/ ۶۴

زوجہ کو طلاق عـــہ نہیں دے سکتا تو ہر ایک دوسرے کے مقدور پر قادر نہیں بلکہ اس کی نظیر پر قادر ہے، لیکن حق جل مجدہ دونوں پر قادر ہے کہ ان میں جو اپنی زوجہ کو طلاق دے گا وُہ طلاق اللہ ہی کی قدرت سے واقع و موجود و مخلوق ہوگی تو اللہ تعالٰی زید و عمرو ہر ایک کے عین فعل پر بھی قادر ہے اور مثل فعل پر بھی کہ ایک کا فعل دوسرے کا مثل تھا، مگر امام الوہابیہ کی ضلالت نے اسے خدا کی قدرت نہ جانا بلکہ قدرت کے لئے یہ لازم سمجھا کہ جیسے وہ اپنی اپنی جورو کو طلاق دے سکتے ہیں خدا خود بھی اپنی جورو مقدسہ کو طلاق دے سکے، اس گدھے پن کی حد ہے؟ اس بے ایمانی کا ٹھکانہ ہے؟ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

چہارم: یہ قضیہ بیشک حق تھا کہ جس پر انسان قادر ہے اس سب اور اس کے علاوہ نامتناہی اشیاء پر مولٰی عزوجل قادر ہے وہ بقدرت ظاہر یہ عطائیہ اور حق بقدرت حقیقیہ ذاتیہ مگر اس حق کو یہ ناحق کوش کس کس طرح باطل محض کی طرف لے گیا انسان کا کسی فعل کو کرنا کسب کہلاتا ہے انسان کی قدرت ظاہر یہ صرف اس قدر ہے، قدرت حقیقیہ خلق وایجاد میں اس کا حصہ نہیں وہ خاص مولٰی عزوجل کی قدرت ہے تو اس کلمہ حق کا حاصل یہ تھا کہ انسان جس چیز کے کسب پر قادر ہے اللہ عزوجل اسکے خلق اور پیدا کرنے پر قادر ہے کہ وہ کسب نہ ہوگا مگر بقدرت خدا اس دل کے اندھے نے یہ بنالیا کہ انسان جس چیز کے کسب پر قادر ہے، رحمٰن بھی خود اپنے لئے اس کے کسب پر قادر ہے **سبحٰن اللہ رب العرش عما یصفون** (پاکی ہے عرش کے رب کو ان باتوں سے جو یہ بناتے ہیں۔ت) اندھے نے نہ جانا کہ کسی کا کسی شے پر قادر ہونا "**صحۃ الشیئ منه**" ہے نہ کہ "**صحۃ الشیئ علیه**"، اور صاف گھڑ لیا کہ "**ما یصح علی العبد یصح علی اللہ**" جو بندے پر جاری ہو سکے خدا پر بھی جاری ہو سکتا ہے، اس سے بڑھ کر اور کیا ضلالت و شیطنت بے انتہا ہے،

"وَسَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْۤا اَیَّ مُنْقَلَبٍ یَّنْقَلِبُوْنَ ﴿۲۲۷﴾" [1]	اور عنقریب ظالم جان لیں گے کہ کس کروٹ پر پلٹا کھائیں گے (ت)

دیوبندی اسے قطعی دلیل کہتا ہے، ہم ایک فائدہ عجیبہ بتائیں، میں کہتا ہوں ہاں وہ ضرور قطعی دلیل ہے مگر کاہے پر، وہابیہ امام الوہابیہ کے ایک ایک قول ایک ایک فقرے ایک ایک حرف وہابیت کے ابطالِ صریح پر، اس حجت عالیۃ الظہور لامعۃ النور کی تقریر ایک مقدمہ واضحہ کے بیان سے روشن و منیر،

عـــہ: بمعنی مذکور ۱۲ منہ

[1] القرآن الکریم ۲۶ /۲۲۷

وُہ مقدمہ یہ کہ جس بات کا حق جاننا خدا پر جائز و روا ہے وُہ ضرور فی الواقع حق و بجا ہے ورنہ خدا پر جہل مرکب جائز ہو کہ اپنی غلط فہمی سے ناحق کو حق جان لے باطل کو صحیح مان لے، امام الوہابیہ نے اگرچہ اس کا کذب ممکن کہا مگر وُہ یُوں تھا کہ اس کے علم میں ٹھیک بات ہے اور دوسروں سے اس کے خلاف کہے نہ یہ کہ خود اس کا علم ہی باطل وخلافِ حق ہو اس کے امکان کی اس نے تصریح نہ کی، دیوبندیوں نے اگرچہ امکان جہل عـــہ صراحۃً اوڑھ لیا مگر وہ جہل بسیط تھا کہ ایک بات معلوم نہ ہونا، نہ کہ جہل مرکب کہ باطل کو حق اعتقاد کرنا، اس کا امکان ان سے بھی مسموع نہیں، رہے ہم اہل اسلام، ہمارے نزدیک توبحمد اللہ تعالٰی یہ مقدمہ اجلی بدیہیات واعلٰی ضروریات دین سے ہے، اگر خدا کا علم جائز الخطا ہو تو قیامت و حشر و نشر و جنت و نار وغیرہا جملہ سمعیات باطل محض ہو جائیں کہ ان کی طرف عقل کو آپ تو راہ ہی نہیں کہ کسی دلیل کسی تعلیل، کسی استقراء، کسی تمثیل سے ان پر اعتقاد کرسکے ان کا اعتقاد محض بر بنائے کلام الٰہی تھا اب اس کی جانچ واجب ٹھہری کہ ایک جائز الخطاء کی بات ہے، جانچ کا ہے سے ہوگی عقل سے، عقل وہاں چل سکتی ہی نہیں تو محض مہمل و بے ثبوت جاننا اور ان سب کا چھوڑ دینا لازم ہُوا کذب نے تو بات ہی میں شبہ ڈالا تھا جہل مرکب نے جڑ سے لگی نہ رکھی بلکہ نظر بمذہب وہابیہ اس تقدیر پر نہ صرف ایمانیات معاد بلکہ خود اصل ایمان اعنی توحید الٰہی پر بھی ایمان ہاتھ سے جائے گا، وجہ سُنئے وہابیہ کے طور پر خدا کے لئے بیٹا ہونا عقلاً محال نہیں ان کا امام صاف مان رہا ہے کہ جو کچھ انسان کرسکتا ہے خدا بھی اپنے لئے کرسکتا ہے تو واجب ہُوا کہ خدا عورت سے نکاح بعدہ جماع بعدہ اس کے رحم میں اپنے نطفے کا ایقاع کرسکے ورنہ قدرت میں انسان سے گھٹ جو رہے گا، اور جب یہاں تک ہو لیا تو اب نطفہ ٹھہرانے اور بچّہ بنانے اور پیدا کرلانے میں کیا زہر گھُل گیا کہ ان سے عاجز رہے گا دنیا بھر کی ماؤں کے ساتھ یہ افعال کر رہا ہے، اپنی زوجہ کے بارے میں کیوں تھک رہے گا، آخر وہابیہ کا ایک پُرانا امام ابن حزم غیر مقلّد ظاہری المذہب مدعی عمل بالحدیث منہ بھر کر

عـــہ: مولوی غلام دستگیر صاحب قصوری مرحوم مصنف تقدیس الوکیل عن توہین الرشید والخلیل وغیرہ نے جو اس ہذیان امام الوہابیہ پر لزوم امکان جہل وغیرہ شناعات سے نقص کیا تھا، مولوی محمود حسن دیوبندی وغیرہ پارٹی دیوبند نے عقائد گنگوہی کے بیان وحمایت میں اس کا جواب اخبار نظام الملک پرچہ ۲۵ / اگست ۱۸۸۹ء میں یہ چھاپا "چوری شراب خوری، جہل، ظلم سے معارضہ کم فہمی معلوم ہوتا ہے، غلام دستگیر کے نزدیک خدا کی قدرت بندہ سے زائد ہونا ضروری نہیں حالانکہ یہ کلیہ ہے جو مقدور العبد ہے مقدور اللہ ہے۔" دیکھو کیسا صاف اقرار ہے کہ وہابیہ کا معبود چوریاں کرے شرابیں پئے، جاہل بنے، ظلم میں سے سب کچھ روا ہے، **اعوذ باللّٰہ من الخذلان** اس پرچہ کی خرافات ملعونہ کا رد آخر کتاب مستطاب سبحٰن السبوح میں چھپا ہے وہاں ملاحظہ ہو ۱۲ منہ۔

بک گیا کہ خدا کے بیٹا ہوسکتا ہے، ملل و نحل میں کہتا ہے:

انه تعالٰی قادر ان یتخذ ولد اذلو لم یقدر لکان عاجزا[1]	بیشک اللہ تعالٰی اس بات پر قادر ہے کہ اولاد رکھے کیونکہ اگر اس پر قادر نہ ہوا تو عاجز ہوگا (ت)

اس کا رد سبحٰن السبوح صفحہ ۳۴ و ۳۵ میں ملاحظہ ہو، اور شک نہیں کہ خدا کا بیٹا ہوگا تو ضرور وہ بھی مستحقِ عبادت ہوگا،
قال اللہ تعالٰی:

"قُلْ اِنْ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدٌ ۖ فَاَنَا اَوَّلُ الْعٰبِدِيْنَ ﴿۸۱﴾"[2]	تم فرمادو کہ رحمٰن کے کوئی بچہ ہے تو سب سے پہلے اس کا پُوجنے والا میں ہوں۔

تو ثابت ہُوا کہ وہابیہ کے نزدیک ہزاروں خدا مستحقِ عبادت ممکن ہیں، عقلی استحالہ تو یُوں یا، رہا شرعی اس کے کھونے کو امکان کذب کیا تھوڑا تھا کہ اب خدا کی بات سچّی ہونی ضرور نہیں، جہل مرکب ممکن مانا گیا، تو پوری رجسٹری ہو جائے گی کہ ممکن کہ ادعائے توحید و مذمت شرک سے جو تمام قرآن گونج رہا ہے سب بر بنائے جہل مرکب و غلط فہمی ہو، اب لا الٰہ الّا اللہ بھی ہاتھ سے گیا والعیاذ باللہ سبحٰنہ وتعالٰی، بالجملہ اللہ عزوجل پر جہل مرکب محال بالذات ہونے میں وہابیہ کو بھی اہل اسلام کا ساتھ دینے سے چارہ نہیں تو یہ مقدمہ کہ "جس بات کا حق جاننا خدا پر روا ہے وُہ ضرور حق و بجا ہے۔" برہانی ایقانی بھی ہے اور مخالف کا تسلیمی اذعانی بھی، اس کا نام مقدمہ ایمانیہ رکھئے۔

اب خلاف وہابیہ و وہابیت جو بات چاہئے فرض کرلیجئے خواہ وہ ہمارے موافق ہو یا ہمارے احکام سے بھی زائد مثلاً:

(۱) اسمٰعیل دہلوی نرا کافر تھا۔

(۲) گنگوہی، دیوبندی، نانوتوی، انبیٹھی، تھانوی وغیرہم وہابی سب کھلے مرتد ہیں۔

(۳) جو کذبِ الٰہی ممکن کہے ملحد ہے۔

(۴) تقویۃ الایمان، تنویر العینین، ایضاح الحق، صراطِ مستقیم تصانیف اسمٰعیل دہلوی، معیار الحق تصنیف نذیر حسین دہلوی، تحذیر الناس تصنیف نانوتوی، براہین قاطعہ تصنیف گنگوہی وغیرہا جملہ نباحات انبوہی سب کفری بول نجس تر از بول ہیں، جو ایسا نہ جانے زندیق ہے۔

---

[1] الملل والنحل لابن حزم

[2] القرآن الکریم ۴۳ / ۸۱

(۵) جو باوصف اطلاع اقوال ان میں سے کسی کا معتقد ہوا بلیس کا بندہ جہنم کا کندہ ہے۔

(۶) ان سفہا اور اُن کے نُظرا تمام خبثا جنھوں نے شانِ اقدس وارفع رب العالمین و حضور پُرنور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تنقیص کی، جو شخص رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ورب العزت جل جلالہ کے مقابل ان ملحدوں کی حمایت مروت رعایت کرے ان کی باتوں کی تحسین، توجیہ تاویل کرے وہ عدوِ خدا دشمنِ مصطفٰی ہے جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

(۷) غیر مقلدین سب بے دین پکّے شیاطین پورے ملاعین ہیں۔

سات یہ اور سات ہزار اور، جو بات لو کیا انسان اس کا اعتقاد نہیں کرسکتا ہر شخص بداہۃً جانتا ہے کہ آدمی ضرور ان میں سے ہر بات کے اعتقاد[عہ] پر قادر ہے، یہ مقدمہ بدیہیہ عامۃ الورود محفوظ رکھئے کہ "اس امر کا اعتقاد انسان کرسکتا ہے"۔ مسلمانو! (اس) میں آپ کو اختیار رہا، ردّ وہابیہ کی جس بات کو چاہئے اس کا مشارالیہ بنایئے، اب اس مقدمہ بدیہیہ کو صغری کیجیے اور مقدمہ وہابیہ یعنی دہلوی ضلیل کا وہ دعوی ذلیل کہ "جو کچھ انسان کرسکتا ہے خدا کرسکتا ہے" اسے کبرٰی بنایئے، شکل اوّل بدیہی الانتاج سے نتیجہ نکلا کہ "اس امر کا اعتقاد خدا کرسکتا ہے" اب اس نتیجہ صغری کیجیے اور مقدمہ ایمانیہ کو کبری کہ "ہر وہ امر جس کا اعتقاد خدا کرسکتا ہے قطعاً یقینا حق ہے، شکل اول کا نتیجہ بدیہیہ ہوگا کہ یہ امر قطعاً یقینا حق ہے، وہابیہ کو یہاں معارضہ بالقلب کی گنجائش نہیں کہ اپنے عقاید باطلہ کو کہیں انسان ان کا بھی اعتقاد کرسکتا ہے تو خدا بھی کرسکتا ہے تو یہ بھی حق ہیں کہ مبنائے دلیل مقدمہ وہابیہ ہے اور وہ ان پر حجت کہ ان کا اور ان کے امام کا ایمان ہے، ہمارے نزدیک وُہ باطل محض ہے تو کبرٰی قیاس اول مردود ہو کر پہلا ہی نتیجہ باطل ہوگا، اب کہئے مفر کدھر، تین ہی احتمال ہیں:

اول: مقدمہ ایمانیہ کا انکار کرو اور اپنے خدا کا جہل مرکب میں گرفتار ہونا بھی جائز جانو، جب تو قیامت وحشر ونشر وجنت ونار جملہ سمعیات اور خود اصل اصول دین لا الٰہ الا اللّٰہ (پر ایمان کو استعفاء دو اور کھلے کافر بنو۔

دوم: اقرار کرو کہ مقدمہ وہابیہ یعنی دہلوی ضلیل کی دلیل ذلیل کا وہ شیطانی کلیہ مردود وملعون ومطرود تھا

عــــہ: ظاہر ہے کہ کوئی خبر بھی ہو حق ہوگی یا باطل، اور سب جانتے کہتے مانتے ہیں کہ حق کا اعتقاد فرض یا کم از کم جائز اور باطل کا اعتقاد حرام وممنوع، اور فرض وحرام وممنوع وہی شے ہوگی جس پر انسان کو قدرت ہو، یہی یہاں ملحوظ ہے ۱۲منہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ہیہات اول تو اسے تمھارا دل کب گوارا کرے ؎

انی لکم الی الھدی تھویل قد اشرب فی القلوب اسمٰعیل

(تمھیں ہدایت کی طرف پلٹنا کہاں نصیب ہوگا، تحقیق تمھارے دلوں میں اسمٰعیل (کی محبت) رچ گئی ہے۔ت)

اور خدا کا دھرا سر پر، براہ ناچاری اس کے انکار پر آؤ بھی تو تمھارا خصم کب مانے وہ کہے گا میرا استدلال اسی مقدمہ کی بنا پر الزامی تھا، اور خصم جب دلیل الزامی قائم کرے تو فریق کو اپنے مقدمہ مسلمہ سے پلٹ جانے کی گنجائش نہیں، **کما صرح** عـــہ **بہ العلماء الکرام** (جیسا کہ علماءِ کرام نے اس کی تصریح فرمائی ہے۔ت) ورنہ کوئی دلیل الزامی قائم ہی نہ ہوسکے، ہمیشہ مغلوب کے لئے یہ بھاگنے کا رستہ کُھلا رہے کہ دلیل جس مقدمہ مسلمہ پر مبنی ہو اس سے انحراف کرجائے اور بالفرض وُہ بھی درگزر کرے تو کیا یہ اقرار نرے قول کی ضلالت پر اقتضاء ہوگا، نہیں نہیں صاف صاف کہنا پڑے گا کہ امام الوہابیہ باری سبوح قدوس عزوجل کو ایسی شنیع ناپاک گالی کہ کروڑوں گالیوں پر مشتمل ہے دے کر صریح ضال مضل بے دین ہوا اور تم اور فلاں و فلانی اس کے سارے معتقدین بھی اس کی طرح گمراہ بددین ہوں۔

سوم اگر ان دونوں سے فرار کرو تو اب نہ رہا مگر یہ تیسرا کہ ان سب نتائج کو جو تمھارے امام ہی کے

عـــہ: **فی مسلم الثبوت و شرحہ فواتح الرحموت للمولی بحر العلوم لو تم ھذا لم یکن الدلیل الجدلی مفیدا للالزام اصلا، اذ یمکن اعتراضہ بالخطاء فی تسلیم احدی المسلمات و لم تکن القضایا المسلمۃ من مقاطع البحث والکل باطل علی ما تقرر فی محلہ والحق ان المسلّمہ کالمفروض فی حکم الضروری لا یصح انکارہ فانکارہ اشد من الالزام** [1] **اھ باختصار ۱۲ منہ رضی اللہ تعالٰی عنہ۔**

مسلم الثبوت اور اس کی شرح فواتح الرحموت تصنیف مولانا بحر العلوم رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ میں ہے کہ اگر یہ تام ہو جائے تو پھر دلیل جدلی بالکل مفید الزام نہ رہے گی کیونکہ ممکن ہوگا کہ خصم قضائے مسلمہ میں سے کسی کو خطا مان لے اور مسلمات بحث کے خاتمہ کا ذریعہ نہ رہینگے اور یہ سب باطل ہے جیسا کہ ہم اس کو اپنے محل میں ثابت کرچکے ہیں، اور حق یہ ہے کہ مسلّم، حکم ضرورۃ و بداہۃ میں مفروض سمجھا جاتا ہے جس کا انکار صحیح نہیں، پس اس کا انکار الزام سے شدید تر ہے اھ باختصار رضی اللہ تعالٰی عنہ (ت)

[1] فواتح الرحموت شرح مسلم الثبوت مع بذیل المستصفٰی

گھر سے پیدا ہوئے حق جانو اور دہلوی عـــہ۱ اول و دہلوی عـــہ۲ آخر و گنگوہی و نانوی وانبیٹھی و تھانوی و دیوبندی اور خود اپنے آپ اور جملہ وہابیہ اور سارے غیر مقلدین سب کو کافر مرتد اور تقویۃ الایمان و براہین قاطعہ و تحذیر الناس و معیار الحق و غیر تمام تصانیف وہابیہ کو کفری قول اور پیشاب سے زیادہ نجس و بد مانو، فرمایئے ان میں کون سا آپ کو پسند ہے جسے اختیار کیجئے اپنے اور اپنے امام سب کے کفر و نی یا کم از کم گمراہی و بددینی کا اقرار کیجئے، کہو کچھ جواب فرماؤگے یا آج ہی سے "مَالَكُمْ لَا تَنَاصَرُوْنَ ﴿۲۵﴾ بَلْ هُمُ الْيَوْمَ مُسْتَسْلِمُوْنَ ﴿۲۶﴾ "[1] (تمھیں کیا ہوا آپس میں ایک دوسرے کی مدد کیوں نہیں کرتے بلکہ وہ آج گردن ڈالے ہیں۔ت) کا رنگ دکھاؤگے کیوں،

هل ثوب الفجار ماكانو ايافكون والحمد لله رب العٰلمين وصلى الله تعالٰى على سيدنا و مولانا محمد و اٰله وصحبه اجمعين والله تعالٰى اعلم وعلمه جل مجده اتم واحكم۔	کیا کچھ بدلہ فاجروں کو اس کا ملا جو وہ جھوٹ بولے تھے، اور تمام تعریفیں اللہ تعالٰی کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کو پالنے والا ہے اور اللہ تعالٰی ہمارے آقا و مولٰی محمد مصطفٰی اور ان کے تمام آل و اصحاب پر درود نازل فرمائے، اللہ تعالٰی خوب جانتا ہے اور اس کا علم اتم واحکم ہے (ت)

عـــہ۱: اسمٰعیل ۱۲ عـــہ۲: نذیر حسین ۱۲

---

[1] القرآن الکریم ۳۷/ ۲۵و۲۶

رسالہ

القمع المبین لاٰمال المکذبین ۱۳۲۹ھ

(مسایرہ وشرح مواقف وسیالکوٹی کی عبارات میں مکذّبوں کی سر شکنی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مسئلہ ۷۴: از نگلہ اروہ ڈاکخانہ اچھنیرہ ضلع اکبر آباد، مرسلہ محمد صادق خاں، شوال ۱۳۲۹ھ

کیافرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں:

قلت الکذب نقص والنقص علیه تعالٰی محال، فلا یکون من الممکنات الخ قوله والنقص علیه الخ لا یخفی انه موقوف علٰی کونه ممتنعا بالذات ولا نسلم ذٰلك اذلوکان ممتنعا لما وقع الکذب من احد فهو ممتنع بواسطة انه مناف لکماله تعالٰی فیکون ممتنعا بالغیر والامتناع بالغیر	**میں کہتاہوں،** جھوٹ نقص ہے، اور نقص اللہ تعالٰی کے لئے محال، لہٰذا یہ ممکنات میں سے نہیں ہے الخ اس کا قول، کہ نقص اللہ تعالٰی کے لئے محال الخ، مخفی نہ رہے کہ یہ بات کذب کے ممتنع بالذات ہونے پر موقوف ہے، جبکہ یہ ہم تسلیم نہیں کرتے کیونکہ اگر یہ محال بالذات ہوتا تو پھر کسی سے بھی کذب صادر نہ ہوتا، لہٰذا یہ اللہ تعالٰی کمال کے منافی ہونے کے واسطہ سے ممتنع ہے تو ممتنع بالغیر ہُوا جو امکان

لاینافی الامکان الذاتی۔ حاشیہ عبدالحکیم سیالکوٹی	ذاتی کے منافی نہ ہوا۔ (ت) حاشیہ عبدالحکیم سیالکوٹی

الجواب:

| بسم اللہ الرحمٰن الرحیم. الحمد للہ الواجب الصدق المستحیل الکذب المحال علیہ بذاتہ لذاتہ کل نقص و شین، فمن تقول علیہ بامکان کذبہ وتفرق الیہ بخلف وعیدہ فقد استوجب لعنۃ اللہ علیہ فی الدارین، "قُلْ صَدَقَ اللّٰهُ"[1] "وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِيْلًا"[2] "عـــہ وَمَنْ كَانَ فِيْ هٰذِهٖۤ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى وَ اَضَلُّ سَبِيْلًا"[3] "وَيْلَكُمْ لَا تَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا فَيُسْحِتَكُمْ بِعَذَابٍ"[4] "اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُوْنَ"[5] "مَتَاعٌ قَلِيْلٌ وَّ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ"[6] "وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ"[7] "اُولٰٓئِكَ يُعْرَضُوْنَ عَلٰى رَبِّهِمْ وَيَقُوْلُ الْاَشْهَادُ هٰۤؤُلَآءِ الَّذِيْنَ كَذَبُوْا عَلٰى رَبِّهِمْ اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ"[8] "هُوَ | بسم اللہ الرحمن الرحیم، سب تعریفیں اس اللہ تعالٰی کے لئے جو واجب، صادق، کذب جس کے لئے محال بذاتہ ہے، جس کی ذات کے لیے ہر نقص اور عیب محال بذاتہ ہے، اور جو شخص اس کے لئے امکانِ کذب کا قول کرے اور خلفِ وعید کے ذریعہ اس کا راستہ بنائے تو بیشک وہ دونوں جہانوں میں اللہ تعالٰی کی لعنت کا مستحق ہوا، فرمادیجئے اللہ تعالٰی نے سچ فرمایا، اللہ سے زیادہ کس کی بات سچی، جو یہاں اندھا ہو آخرت میں اندھا اور زیادہ گمراہ ہے، تمھاری خرابی اللہ پر کذب کی تہمت نہ باندھو کہ تمھیں عذاب سے پیس ڈالے گا، بیشک جو اللہ پر کذب کی تہمت رکھتے ہیں انھیں چھٹکارا نہ ملے گا دنیا میں تھوڑا برتنا ہے اور آخرت میں ان کے لئے درد ناک عذاب، اس سے بڑھ کر ظالم کون جو اللہ پر کذب کی تہمت رکھے یا اس کی آیتیں جھٹلائے یہ لوگ اپنے رب کے حضور پیش کئے جائیں گے اور گواہ کہیں گے کہ یہ ہیں جنھوں نے اپنے رب پر جھوٹ بولا تھا سنتا ہے اللہ کی لعنت ان ظالموں |

عـــہ: آیۃ ھذا سے جناب گنگوہی کا فوٹو ملا دیکھئے ۱۲ اس عفاعنہ

[1] القرآن الکریم ۳/ ۹۵
[2] القرآن الکریم ۴/ ۱۲۲
[3] القرآن الکریم ۱۷/ ۷۲
[4] القرآن الکریم ۲۰/ ۶۱
[5] القرآن الکریم ۱۶/ ۱۱۶
[6] القرآن الکریم ۱۶/ ۱۱۷
[7] القرآن الکریم ۶/ ۲۱
[8] القرآن الکریم ۱۱/ ۱۸

"الَّذِیۡۤ اَرۡسَلَ رَسُوۡلَہٗ بِالۡہُدٰی وَ دِیۡنِ الۡحَقِّ لِیُظۡہِرَہٗ عَلَی الدِّیۡنِ کُلِّہٖ ۙ وَ لَوۡ کَرِہَ الۡمُشۡرِکُوۡنَ ﴿۳۳﴾ "[1] صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وعلٰی اٰلہٖ و صحبہ وبارك وکرم کلما ذکرہ الذاکرون وکلما غفل عن ذکرہ الغافلون، والحمد للہ رب العٰلمین۔	پر، اور اللہ تعالٰی وُہ ذات ہے جس نے اپنا رسول ہدایت کے ساتھ اور دین حق کے ساتھ بھیجا تاکہ اس کو تمام ادیان پر غالب کردے اگرچہ مشرک لوگ ناپسند کریں۔اللہ تعالٰی اپنی رحمت فرمائے اس رسول صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر اور ان کے صحابہ پر،اور ان پر برکتیں اور کرامتیں نازل فرمائے جب تک اس کو یاد کرنے والے یاد کرتے رہیں اور جب تک اس کے ذکر سے غافل لوگ غفلت کرتے رہیں،اور سب تعریفیں اللہ تعالٰی سب جہانوں کے پالنے والے کے لئے۔(ت)

اللہ عزوجل کے غضب سے اسی کی پناہ، پھر اس کے حبیب اکرم رحمت عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی پناہ، جب غضب الٰہی کسی قوم سے دین لیتا ہے عقل پہلے چھین لیتا ہے کہ عقل سلیم بفضل کریم باطل کو قبول نہیں کرتی، اور اگر کبھی شیطان نے کچھ دھوکا دینا چاہا "تَذَکَّرُوۡا فَاِذَا ہُمۡ مُّبۡصِرُوۡنَ ﴿۲۰۱﴾ۚ "[2] (یاد دلاؤ تو جلد ان کی آنکھیں کھل جاتی ہیں) مگر جب عقل نہ رہی (یعنی دین متین کی سمجھ اگرچہ دنیا و دیگر علوم و فنون کی کتنی ہی دانش ہو "لَا یَعۡقِلُوۡنَ شَیۡـًٔا وَّ لَا یَہۡتَدُوۡنَ ﴿۱۷۰﴾ "[3] (نہ کسی چیز کو سمجھتے ہیں اور نہ ہدایت پاتے ہیں۔ت) اس وقت انسان شیطان کا مسخرہ ہوجاتا ہے کہ صورت میں آدمی اور باطن میں گدھا ہے "کَمَثَلِ الۡحِمَارِ یَحۡمِلُ اَسۡفَارًا ؕ "[4] "کَاَنَّہُمۡ حُمُرٌ مُّسۡتَنۡفِرَۃٌ ﴿۵۰﴾ۙ "[5] (گدھے کی مثل کتابوں کا بوجھ اٹھائے ہُوئے ہیں، گویا بھاگتے ہوئے گدھے ہیں۔ت) اپنی اغراض فاسدہ کے لئے اس کی کتاب بینی کی مثال بالکل سوئر اور سیرِ باغ کی ہوتی ہے، پُھول مہکیں، کلیاں چٹکیں، تختے لہکیں، فوارے چھلکیں، بلبلیں چہکیں، اسے کسی لطف و سرور سے کام نہیں وہ اس تلاش میں پھرتا ہے کہ کہیں نجاست پڑی ہو تو نوشِ جان کرے بعینہٖ یہی حالت گمراہ بددین کی ہوتی ہے ہزار ورق کی کتاب میں لاکھ باتیں نفیس و جلیل فوائد کی ہوں ان سے اسے بحث نہ ہوگی، کتاب بھر میں اگر کوئی غلط و باطل وخطا جملہ اپنے مطلب کا سمجھے گا اسی کو پکڑ لے گا اگرچہ واقع میں وہ اس کے مطلب کا بھی نہ ہو اتنی بات اس میں خنزیر سے بھی بڑھ کر ہوئی کہ وہ نجاست لے گا تو اپنے مطلب کی اور اسے اس کی بھی تمیز نہیں، انبیاء علیہم الصلٰوۃ والثناء کے سوا کوئی بشر معصوم نہیں اور غیر معصوم سے کوئی نہ کوئی کلمہ یا بیجا صادر ہونا کچھ نادر کالعدم نہیں پھر سلف صالحین و

---

[1] القرآن الکریم ۹/ ۳۳

[2] القرآن الکریم ۷/ ۲۰۱

[3] القرآن الکریم ۲/ ۱۷۰

[4] القرآن الکریم ۶۲/ ۵

[5] القرآن الکریم ۷۴/ ۵۰

ائمہ دین سے آج تک اہل حق کا یہ معمول رہا ہے،

کل ماخوذ من قولہ و مردود علیہ الا صاحب ھذا القبر صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔	اس روضہ پاک والے صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے سوا ہر ایک کا قول لیا جاسکتا ہے اور اس پر رد بھی کیا جاسکتا ہے۔(ت)

جس کی جو بات خلاف اہل حق و جمہور دیکھی وہ اسی پر چھوڑی اور اعتقاد وہی رکھا جو جماعت کا ہے کہ ید اللہ علی الجماعۃ اتبعو السواد الاعظم اللہ تعالٰی کی حمایت جماعت کو حاصل ہے سواد اعظم کی پیروی کرو۔ت) نہ کہ اجماع امت کے خلاف کسی نے محض بطور بحث منطقی کوئی شگوفہ چھوڑ دیا اور دل کی مچیچ کر اس کے پیچھے ہوئے یا اندھے ملاعین کا طریقہ ہوتا ہے یا اوندھے شیاطین کا کہ رب عزوجل فرماتا ہے:

"وَ اِنْ یَّرَوْا سَبِیْلَ الْغَیِّ یَتَّخِذُوْهُ سَبِیْلًاؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا وَ كَانُوْا عَنْهَا غٰفِلِیْنَ(۱۴۶)"[1]	اگر ہدایت کی راہ دیکھیں تو اس میں چلنا پسند نہ کریں اور گمراہی کا رستہ نظر پڑے تو اس میں چلنے کو موجود ہو جائیں یہ اس لئے کہ وُہ ہمارے کلام کی طرف کذب کی نسبت کرتے اور ہماری آیتوں میں غافل ہیں۔

اس وصف میں تمام طوائف گمراہان میں طائفہ وہابیہ اور طوائف وہابیہ میں خاص طائفہ دیوبندیہ سب سے ممتاز ہیں، اور ہوا ہی چاہیں کہ قرآن عظیم فرماتا ہے یہ اس کذب کی شامت ہے جو وُہ ہمارے کلام کی طرف نسبت کرتے ہیں اور اللہ کی طرف نسبتِ کذب میں وہابیہ سب سے پیش قدم ہیں کہ ان کے پیشوا اسمٰعیل دہلوی صاحب نے یک روزی میں اس کی چنائی چنی اور وہابیوں میں دیوبندی اس میں اگوا ہیں کہ ان کے پیر گنگوہی صاحب نے براہین میں اس پر استر کاری کی، نیز جناب موصوف کی تقلید سے ماشاء اللہ اندھے ہونے میں بھی اس طائفہ کو دنیا بھر کے دلی اندھوں پر ترجیح ہے اگر ایک آدھ آنکھ آدھی چوتھائی بھی کھلی ہوتی تو یہ نہ سوجھتا کہ سیالکوٹی ملا تو جس کذب میں یہاں ممکن بالذات کہہ رہے ہیں اسے نہ صرف ممکن بلکہ واقع بتا رہے ہیں یعنی نفس کذب کسی کا ہو جنگلی کا یا کوہی کا، دہلوی کا یا گنگوہی کا، اور اس کے ممکن بلکہ روزانہ لاکھوں کروڑوں بار واقع ہونے میں کیا کلام ہے ان کے لفظ دیکھئے کہ "لو کان ممتنعا لما وقع الکذب من احد" یعنی جس طرح اجتماع نقیضین وارتفاع نقیضین اپنی ذات میں محال ہیں یوں ہی اگر مطلق جُھوٹ خود اپنی ذات میں محال ہوتا تو کبھی کوئی شخص جھوٹ نہ بول سکتا مگر کروڑوں لوگ جھوٹ بول رہے ہیں، تو معلوم ہوا کہ جھوٹ خود اپنی حد ذات میں محال نہیں، ہاں

[1] القرآن الکریم ۷/ ۱۴۶

جب اسے اللہ عزوجل کی طرف نسبت کرو تو ضرور محال ہے کہ ذات الٰہی بالذات مقتضی جملہ کمالات و منافی جملہ نقائص ہے تو اس پر کذب محال بالذات ہے یہ استحالہ جانب باری سے بالذات ہوا کہ اس کی ذات کریم ہر عیب کے منافی ہے، مگر مطلق کذب جو کلّیِ عام شامل ہر کذب اور ہر شخص کے کذب کو تھا اس فرد کے استحالہ سے اسے بھی ایک استحالہ عارض ہوا کہ ہر فرد کا حکم طبیعت من حیث کی طرف ساری ہوتا ہے یہ استحالہ مطلق کذب کے حق میں ذاتی نہ ہوا کہ خود مطلق کذب کی ذات سے پیدا نہ ہوا بلکہ اللہ عزوجل کی ذات سے، بعینہٖ اس کی مثال وہی اجتماع نقیضین ہے، مطلق اجتماع کسی کا ہو اپنی حد ذات میں محال نہیں ورنہ کبھی کوئی دو ۲ چیزیں جمع نہ ہو سکتیں ہاں نقیضین کا اجتماع محال بالذات ہے کہ ذات نقیضین منافی اجتماع ہے، مگر مطلق اجتماع کہ ہر دو شَے کے جمع ہونے کو عام شامل تھا وہ جو اس مادہ خاصہ میں آکر محال ہوا تو یہ استحالہ اس کے لئے ذاتی نہیں بلکہ خصوص نقیضین کے باعث ہے تو مطلق اجتماع کہ ماہیت مطلقہ ہے ضرور ممکن بالذات بلکہ لاکھوں جگہ موجود اور اس کے سبب اجتماع نقیضین ممکن نہیں ہو سکتا وہ قطعاً محال بالذات ہے یونہی مطلق کذب کہ طبیعت مرسلہ ہے ضرور ممکن بالذات بلکہ ہزاروں جگہ موجود اس کے سبب معاذاللہ کذب باری ممکن نہیں ہو سکتا وہ یقینا محال بالذات ہے، یہ ہے اس عبارت کی تقریر جس سے اعتراض ملّا سیالکوٹی صاحب کی تشریح بھی ہو گئی اور اس سے جواب کی خوب توضیح بھی کہ یہاں کلام کذب خاص میں ہے نہ کہ مطلق طبیعت کذب میں، اور کلی کا امکان اس کے ہر فرد کے امکان کو مستلزم نہیں، یہاں ملّا سیالکوٹی کی تو اتنی ہی خطا تھی کہ محلِ نزاع میں فرق نہ کیا امکانِ فرد میں بحث تھی اور لے کر چلے امکان طبیعت، مگر دیوبندی اپنے کفر سے کب باز آتے ہیں، وہ اسی کو معاذاللہ امکان باری پر دلیل بتاتے اور اپنے کفریات ان کے سر منڈھا چاہتے ہیں، بہت خوب اب دیوبندی سنبھل کر بتائیں کہ یہ سیالکوٹی تقریر جس طرح تم بتاتے ہو تمھارے نزدیک حق ہے یا باطل، اگر باطل ہے تو کیوں دانستہ اوندھے چلتے اور ناواقف مسلمانوں کو چھلتے ہو، اور حق ہے تو تمھارے ہی منہ ثابت ہو کہ تم مشرک ہی نہیں بلکہ نرے بت پرست ہو کہ اللہ عزوجل کو مانتے ہی نہیں صرف اپنے ساختہ ٹھاکر کو پُوجتے ہو، یُوں نہ مانو ہم ثابت کردیں تو سہی، جس تقریر سے اس کا کذب معاذاللہ ممکن ٹھہرایا، بعینہٖ بلا تفاوت اسی تقریر سے اس کا شریک بھی ممکن ہے کہ شریک اگر محال ہوتا تو کوئی کسی کا شریک نہ ہو سکتا تو شریک باری اس واسطے سے محال ہوگا کہ اس کے کمال کے منافی ہے تو ممتنع بالغیر ہوا اور امتناع بالغیر امکان ذاتی کا منافی نہیں، بعینہٖ بلاتفاوت اسی تقریر سے اس کی موت و فنا بھی ممکن ہے کہ موت محال ہوتی تو کوئی کبھی نہ مرتا تو موتِ باری اس واسطے محال ہوئی کہ منافی کمال ہوئی تو امتناع بالغیر رہا تو اس کا مرنا فنا ہو جانا ممکن بالذات ہوا تو وہ واجب الوجود نہ ہوا تو الٰہ نہ ہوا بلکہ کوئی تمھارا ساختہ ٹھاکر ہُوا، "اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِیْنَ ۙ۝۱۸" [1] (خبردار ظالموں پر

---

[1] القرآن الکریم ۱۱ / ۱۸

اللہ کی لعنت ہے۔ت)

اس عبارت کے جواب کو تو اسی قدر بس ہے مگر فقیر بعون القدیر چاہتا ہے کہ اس بحث کو اعلیٰ درجہ کمال پر پہنچائے اور گنگوہی و دیو بندی مکذّبانِ الٰہی نے مسایرہ و شرح مواقف کی دو عبارتوں سے جو مسلمانوں کو دھوکا دینا چاہا ہے ایک ضربتِ حیدری و صولتِ فاروقی سے اس کی بھی پردہ دری ہو جائے، و باللہ التوفیق ان عبارتوں سے استناد اس سے زیادہ پوچ و لچر ہے، جیسا اس عبارت سیالکوٹی سے تھا، مگر اللہ کے مکذّبوں کا مقصود مردود تو صرف عوام کو دھوکے دینا اور یہود کے **تلبسوا الحق بالباطل و تکتموا الحق** (حق کو باطل سے ملاتے ہو اور حق کو چھپاتے ہو۔ت) سے پُورا اتر کرلینا ہے۔

"وَسَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْۤا اَیَّ مُنْقَلَبٍ یَّنْقَلِبُوْنَ۠" [1] ظالم لوگ عنقریب معلوم کرلیں گے کہ وہ کس کروٹ پلٹتے ہیں (ت)

فاقول: و باللہ التو فیق (میں اللہ تعالٰی کی توفیق سے کہتا ہُوں۔ت) مسمانو! عقائد وہ سنت ہیں جو حضور پُر نور سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم و صحابہ و تابعین و سلف صالحین رضوان اللہ تعالٰی علیہم اجمعین سے ثابت ہیں انھیں کے بیان کے لئے کتب عقائد کے متون موضوع ہوتے ہیں، زمانہ خیر میں یہ عقائد صدور والسنہ ائمہ سے تلقی کئے جاتے تھے، اور مسلمان اپنی سلامت صدر سے ان پر ایمان لاتے تھے انھیں چون وچرا و لِمَ ولانسلم کی علّت نہ تھی، جب بدمذہبوں کا شیوع ہُوا اور گمراہ مکلبوں نے عام مسلمین کو بہکانے کے لئے اپنے عقائد باطلہ پر عقلی و نقلی مغالطے پیش کرنے شروع کئے تو علمائے سنت و جماعت کو حاجت ہُوئی کہ ان کے دلائل باطلہ کا رَد کریں اپنے عقائد حقّہ پر دلائل قائم فرمائیں، یہاں سے کلام متاخرین کی بنا پڑی اب کہ استدلال و بحث و مناظرہ کا پھاٹک کُھلا خود اپنے دلائل و جوابات کی جانچ پرکھ کی بھی حاجت ہوئی، اذہان مختلف ہوتے ہیں اور بحث و استخراج میں خطا و اصابت آدمی کے ساتھ لگے ہوئے ہیں ایک نے مذہب پر ایک دلیل قائم فرمائی یا مخالفت کی یا کسی اعتراض کا جواب دیا دوسرے نے اس پر بحث کردی کہ اپنے مذہب پر یہ دلیل کمزور ہے مخالف کی طرف سے اس کا رَد یہ ہو سکتا ہے، یا اعتراض کا یہ جواب کافی نہیں مخالف اس میں یوں کہہ سکتا ہے، اس رَد و بحث کا اثر فقط اسی دلیل و جواب تک ہوتا ہے عام ازیں کہ اس دلیل و جواب ہی میں قصور ہو جیسا کہ بحث کرنے والے کا بیان ہے، یا خود اس باحث کی نظر نے خطا کی دلیل و جواب صحیح و صواب ہو، بہر حال **معاذ اللہ** اس کا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ اپنا اصل مذہب باطل یا مخالف کا ضلال حق ہے، ہر عاقل جانتا ہے کہ

---

[1] القرآن الکریم ۲۶ /۲۲۷

کسی کی قائم کی ہُوئی ایک دلیل یا دیا ہُوا جواب بگڑ جانے سے اصل مسئلہ باطل نہیں ہو سکتا نہ **معاذ اللہ** یہ بحث کرنے والا اپنا عقیدہ بدلتا اور مذہب اہلسنّت کو باطل جان کر اس سے باہر نکلتا ہے یہ ایک ایسی بات ہے جسے نہ فقط اہلسنت بلکہ ہر مذہب وملّت والا اپنے یہاں دیکھتا جانتا ہے، پھر بھی جب تک زمانہ خیر کا قرب تھا اس رَد و کد میں ایک اعتدال باقی تھا جب فن کلام فلسفہ دان متاخرین کے ہاتھ پڑا اب تو بات بات میں وجہ بے وجہ نکتہ چینی کی لَے بڑھی جس سے مقصود صرف بردومات ورَدّ واثبات و منع و نقض واخذ میں ذہن آزمائی اور اپنی طاقت سخن کی رونمائی ہوتی ہے وبس، نہ کہ **معاذ اللہ** مذہب سے پھریں دین و عقائد کو باطل کریں **حاشاللہ** یہاں سے ہر ذی انصاف پر ظاہر کہ یہ متاخر شارح محشیٰ جو کچھ بحث میں لکھ جایا کرتے ہیں وہ مطلقاً خود ان کا اپنا بھی اعتقاد نہیں ہوتا نہ کہ تمام اہلسنت و جماعت کا عقیدہ، عقیدہ وُہ ہوتا ہے جو متون و مسائل میں بیان کردیا بالائی تقریریں اس کے موافق ہیں تو حق ہیں، مخالف ہیں تو وہی ان کی بحث بازیاں اور ذہن آزمائیاں اور قلم کی جولانیاں ہیں جن کا خود انھیں اقرار ہے کہ ان میں قواعد اہل حق کی پابندی نہیں کی جاتی اور معرفتِ سامع پر چھوڑا جاتا ہے کہ عقیدہ اہل حق اسے معلوم ہے اس کی مراعات کرلے گا، مواقف میں ہے:

انت تعرف مذهب اهل الحق و انما لا نتعرض لا مثاله للاعتماد علی معرفتك بها فی مواضعها۔[1]	تم اہل حق کا مذہب جانتے ہو اور تمھاری اس معرفت کی بنا پر ہی ہم ایسے مقامات میں اس سے تعرض نہیں کرتے۔(ت)

شرح میں ہے:

فعلیك برعایة قواعد اهل الحق فی جمیع الباحث وان لم نصرح بها۔[2]	تو تجھ پر لازم ہے کہ تمام مباحث میں اہل حق کے قواعد کا پاس کرے اگرچہ ہم وہاں یہ تصریح نہ کریں۔(ت)

شرح مقاصد میں ہے:

کثیر اما توردالا راء الباطلة للفلا سفة من غیر تعرض لبیان البطلان الافیما یحتاج الی زیادة بیان[3]	عام طور پر فلاسفہ کی باطل آراء کو ان کا بطلان ذکر کئے بغیر وارد کردیا جاتا ہے ہاں جہاں کسی زائد بیان کی ضرورت ہو تو وہاں ان کا بطلان واضح کردیا جاتا ہے۔(ت)

---

[1] المواقف شرح المواقف القسم الاول المقصد الثانی منشورات الشریف الرضی قم ایران ۵/ ۲۴۴

[2] المواقف شرح المواقف القسم الاول المقصد الثانی منشورات الشریف الرضی قم ایران ۵/ ۲۴۴

[3] شرح المقاصد المقصد الثالث الفصل الثالث القسم الاول النوع الثالث المسموعات دار المعارف النعمانیہ لاہور ۱/ ۲۱۶

بعینہٖ اسی طرح حسن چلپی علی السید میں ہے تو عقائد ان کے وہی ہیں جو متون خود اور ان کے کلام میں جابجا مصرح ہیں اگرچہ بحث مباحث میں کچھ کہیں، خصوصاوُہ جن پر فلسفہ کا رنگ چڑھااُن کو تو **لِمَ ولا نسلم** کا وہ لپکا بڑھا جس کے آگے کھائی، خندق، دریا، پہاڑ سب یکساں ہیں مطارحات میں وہ باتیں کہہ جاتے ہیں کہ خدا کی پناہ، شرح فقہ اکبر میں ہے سیّدنا امام شافعی رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں:

لقد اطلعت من اھل الکلام علٰی شیئ ماظننت مسلما یقوله۔[1]	میں نے اہل کلام سے بعض باتیں وہ سنیں کہ مجھے گمان نہ تھا کہ کوئی مسلمان ایسا کہتا۔

وُہ تو سمجھ لئے کہ بحث مذہب پر حاکم نہیں، ہمارے عقائد معلوم و معروف ہیں **لِمَ ولانسلم** میں جو بات اس کے خلاف ہو گی ناظرین خود ہی سمجھ لیں گے اور ان کے متعدد اکابر نے اس پر تنبیہ بھی کر دی، مگر مضل مغوی کا کیا علاج وُہ تو ایسے ہی موقع کی تاک میں رہتا ہے ادھر عامی بیچارہ مارا پڑا یا وادی حیرت میں سرگرداں رہا اسے ہر بات میں قاعدہ اہل حق کہاں معلوم کہ اس کی مراعات کرلے گا، یہی وُہ باتیں ہیں جنھوں نے اس قسم کے کلام متاخرین کو ائمہ دین کی نگاہ میں سخت ذلیل و بے قدر بنا دیا، یہاں تک کہ امام ابویوسب رحمۃاللہ تعالٰی نے فرمایا:

من طلب العلم بالکلام تزندق۔[2]	جس نے عِلم کلام کے ذریعہ علم حاصل کرنے کی کوشش کی تو وہ زندیق بنا۔ (ت)

فقہائے کرام نے فرمایا جو مال علماء کے لئے وصیّت کیا گیاہو متکلمین کا اس میں حصہ نہیں، نہ کتبِ کلام کتبِ علم میں داخل، ہندیہ میں محیط سے ہے:

لایدخل فی ھذہ الوصیۃ المتکلمون۔[3]	اس وصیت میں متکلمون (علم کلام والے) داخل نہ ہوں گے۔ (ت)

انھیں میں امام ابوالقاسم صفار رحمۃاللہ تعالٰی سے ہے: **کتب الکلام لیست کتب العلم**[4] (کلام کی کتب علم کی کتب نہیں۔ ت) منح الروض الازہر میں فتاوی ظہیریہ سے ہے:

---

[1] منح الروض الازھر شرح الفقہ الاکبر خطبۃ الکتاب مصطفی البابی مصر ص ۴

[2] منح الروض الازھر شرح الفقہ الاکبر خطبۃ الکتاب مصطفی البابی مصر ص ۴

[3] فتاوی ہندیۃ الباب السادس نورانی کتب خانہ پشاور ۶/ ۱۲۱

[4] فتاوی ہندیۃ الباب السادس نورانی کتب خانہ پشاور ۶/ ۱۲۱

اوصی لعلماء بلدہ لا یدخل المتکلمون ولو اوصی انسان ان یوقف من کتبہ کتب العلم فافتی السلف انہ یباع مافیہا من کتب الکلام۔[1]	کسی نے علاقہ کے علماء کے لئے کچھ وصیت کی تو اس میں متکلمون (علم کلام والے) داخل نہ ہوں گے، اور اگر کسی نے وصیت کی کہ میری کتب میں سے علم کی کتب کو وقف کیا جائے تو اسلاف کا فتوٰی ہے کہ علم کلام کی کتب کو ان میں سے فروخت کیا جائے (یعنی یہ علم کی کُتب نہیں ہیں)۔(ت)

طریقہ محمدیہ میں بحوالہ تاتارخانیہ امام حافظ ابواللیث سمرقندی سے ہے:

من اشتغل بالکلام محی اسمہ علی العلماء۔[2]	جو شخص کلام میں مشغول ہوا تو اس کا نام علماء کی فہرست سے خارج قرار دیا جائے گا۔(ت)

حدیقہ ندیہ میں ہے: **فلا یقال لہ عالم**[3] (اس کو عالم نہ کہا جائے گا۔ت) اس کے نظائر نظرِ فقیر میں کثیر ووافر، سرِدست انھیں تین کتابوں سے نظائر لیجئے کہ مکذّبانِ خدانے قرآن عظیم ونصوص صریحہ متون وعقائد واجماعی قطعی ائمہ سلف وخلف کو یکسر چھوڑ کر ابحاث زائدہ میں ان کی تراشیدہ تقریروں کا دامن پکڑا ہے یعنی مسایرہ وشرح مواقف جن کی دو عبارتیں دیوبندیوں کی پُرانی دست مال ہیں، اور تیسری حاشیہ سیالکوٹی کی یہ عبارت کہ سوال میں گزری، ان کے بعد **بحمد اللہ تعالٰی** مکذبوں کا ہاتھ بالکل خالی رہ جائیگا اور وسوسہ ابلیس مردود ومطرود ہو کر "**وَیۡلٌ یَّوۡمَئِذٍ لِّلۡمُکَذِّبِیۡنَ**﴿۳۷﴾"[4] (اس روز جھٹلانے والوں کے لئے ہلاکت ہے۔ت) کا نقشہ ان پر یہیں سے نظر آئے گا **وباللہ التوفیق**۔

نظیر اوّل: مُلّا عبدالحکیم سیالکوٹی کی سُنئے، منہیہ خیالی سے منقول ہُوا کہ اس میں باری عزوجل کے علم کا امور متناہیہ سے تفصیلا متعلق ہونا ممنوع کہہ دیا، ملّا نے خیالی کا خیال خبالی نقل کرکے اس پر رجسٹری کردی:

حیث قال قولہ فتامل نقل عنہ وجہ التامل ان علمہ تعالٰی الشامل انما یشتمل مالا یمتنع	جہاں انہوں نے کہا قولہ فتامل (اس کا قول کہ تامل کرو) وہاں انھوں نے وجہ تامل ان سے نقل کرتے ہوئے کہا کہ اللہ تعالٰی کا شامل علم ان چیزوں کو مشتمل ہوگا جن کا وجود ممتنع نہ ہوگا جس طرح اس کی شامل قدرت ان چیزوں کو

---

[1] منح الروض الازہر شرح الفقہ الاکبر خطبۃ الکتاب مصطفی البابی مصر ص ۴

[2] طریقہ محمدیۃ النوع الثانی فی المنہی عنہا مطبع اسلامیہ سٹیم پریس لاہور ۱/ ۹۳ و ۹۴

[3] الحدیقۃ الندیۃ بحوالہ تاتارخانیہ النوع الثانی فی العلوم المنہی عنہا فیصل آباد ۱/ ۳۳۰

[4] القرآن الکریم ۷۷/ ۳۷

وجودہ و امکان تعلق العلم بالمراتب الغیر المتناھیۃ مفصلۃ ممنوع انتھی فان قیل فیلزم الجھل علی اللّٰہ قلت الجھل عدم العلم بما یصح تعلق العلم بہ کما ان العجز عدم تعلق القدرۃ بما یصح ان تتعلق بہ فتأمل اھ۔[1]	مشتمل ہے جن کا وجود ممتنع نہ ہو، اور مفصل طور پر غیر متناہی مراتب میں علم کے تعلق کا امکان ممنوع ہے انتہٰی، اگر اعتراض کیا جائے کہ اس سے اللہ تعالٰی کا جہل لازم آئے گا، تو میں کہتا ہوں جن چیزوں سے علم کا تعلق صحیح ہو ان کو نہ جاننا جہل ہے، جس طرح جن چیزوں سے قدرت کا تعلق صحیح ہو ان چیزوں کی قدرت نہ ہونا عجز کہلاتا ہے، غور کر اھ۔(ت)

ممنوع کہتے تو کہہ گئے لیکن نظر کرتے کہ یہ وسوسہ باطلہ جو عدد مبین اعاذنا اللہ تعالٰی من شرہ المھین نے القا کیا، اس کی تہ میں کیا کیا آفات قاہرہ ہیں، تو ہر گز خامہ و نامہ کو اس سے آلودہ کرنا روا نہ رکھتے،

فاقول اوّلًا: (دونوں ملّا صاحب فرمائیں تو کہ سلسلہ اعداد سے کس قدر پر مولٰی عزوجل کا علم جا کر رُک گیا کہ اس سے آگے کا عدد خدا کو معلوم نہیں، سلسلہ ایّام آخرت سے کتنے دن خدا کو معلوم ہیں، آگے مجہول نعیم جنان و عذاب نیران سے کتنی مقدار علم الٰہی میں ہے زیادہ کی اسے خبر نہیں، کیا کوئی عاقل مسلم سوچ سمجھ کر ایسی بات کہہ سکتا ہے، حاشا وکلّا دیکھو کیسی صریح تصدیق ہے امام شافعی کے اس ارشاد کی کہ **ماظننت مسلماً یقولہ**[2] (مجھے گمان نہ تھا کہ کوئی مسلمان یہ بات کہے گا۔ت)، ہاں انھوں نے **اطلعت علٰی شیئ**[3] (میں نے کسی چیز پر اطلاع پائی۔ت) فرمایا،

"وقد اطلعنا علٰی اشیاء اذفسد الزمان و الی اللّٰہ المشتکی وعلیہ التکلان"۔	جبکہ ہم نے فساد زمان کی وجہ سے بہت سی چیزوں پر اطلاع پائی جبکہ شکایت اللہ تعالٰی کے دربار میں ہے اور اسی پر توکل ہے(ت)

ثانیا: جو حد مقرر کیجئے وہاں فارق بتایئے کہ حد بندی کرے، کیا سبب کہ یہاں تک کا علم ہوا بعد کا نہیں، علم کے لئے معلوم کا وجود خارجی درکار ہو تو آخرت درکنار معاذاللہ کل آئندہ کا علم نہ ہو بلکہ ازل میں جملہ ماورا سے **عیاذاً باللہ** جہل مطلق ہو پھر خلق کیونکر ہو اور جب وجود ضرور نہیں تو معدوم معدوم سب یکساں، کسی حدِ خاص پر رُکنا ترجیح بلا مرجح ہے بخلاف علوم عالم کہ وہاں مرجح ارادہ الٰہیہ ہے، جسے جتنا دیا اُتنا ملا "**لَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖۤ اِلَّا بِمَا شَآءَ**"[4] (اللہ تعالٰی کے علم کا احاطہ نہیں کر سکتے مگر صرف جتنا اللہ تعالٰی

---

[1] حاشیہ عبدالحکیم سیالکوٹی علی الخیالی مطبع مجتبائی دہلی ص ۶۵

[2] منح الروض الازہر شرح الفقہ الاکبر خطبۃ الکتاب مصطفی البابی مصر ص ۴

[3] منح الروض الازہر شرح الفقہ الاکبر خطبۃ الکتاب مصطفی البابی مصر ص ۴

[4] القرآن الکریم ۲ / ۲۵۵

چاہے۔ت)

ثالثاً: جو حد مقرر کیجئے یقینا معلوم کہ ایام وایلام وانعام اس سے آگے بڑھیں گے کہ "لاتقف عند" حد ہیں، اب جو بعد کو آئے ان کا علم باری عزوجل کو ہوگا یا نہیں، اگر نہیں تو جہل موجود، اور جو عذر کیا تھا زا ہق و مردود، کہ اب تو وہ خود عباد کو معلوم و مشہود، معہذا انھیں پیدا کون کرے گا، وہی خبیر شہید، تو نہ جاننا کیا معنی!

"اَلَا یَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ ؕ وَ هُوَ اللَّطِیْفُ الْخَبِیْرُ ﴿۱۴﴾ "[1]	کیا وہ نہ جانے جس نے پیدا کیا اور وہی ہے ہر باریکی جانتا خبر دار۔(ت)

اور اگر وہاں تم نے اور مانا کہ ان کا علم پہلے نہ تھا تو اس کا علم **معاذاللہ** حادث ہُوا، متجدد ہوا، کیا یہ عقیدہ اہلسنّت کا ہے جو ہمارے رب عزوجل نے فرمایا "وَ كَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا ﴿۲۶﴾ "[2] (اللہ تعالٰی ہر شیئ کا عالم ہے۔ت)

عقیدہ وُہ ہے جو خود سیالکوٹی نے حاشیہ شرح عقاید جلالی میں لکھا:

المعلومات فی انفسها غیر متناهیة لشمولها الموجوات والمعدومات۔[3]	معلوماتِ باری تعالٰی اپنی ذات میں غیر متناہی ہیں کیونکہ موجودات اور معدومات سب کو شامل ہیں۔(ت)

خود شرح میں ہے:

اعلم ان المتکلمین ینفون الوجود الذهنی ویثبتون علم اللّٰه تعالٰی بالحوادث الغیر المتناهیة۔[4]	واضح رہے علمِ کلام والے ذہنی وجود کی نفی کرتے ہیں اور اللہ تعالٰی کے لئے غیر متناہی حوادث کا علم ثابت کرتے ہیں(ت)

بلکہ خود اسی حاشیہ سیالکوٹی علی الخیالی میں ہے:

هذه التعلقات قدیمة غیر متناهیة بالفصل ضرورة عدم تناهی متعلقاتها اعنی جمیع مایمکن ان یعلم من الامور الکلیة والجزئیة الازلیة والمتجددة لشموله	یہ تعلقات تفصیلی طور پر غیر متناہی قدیم ہیں یہ اس وجہ سے ضروری ہے کہ ان کے متعلقات غیر متناہی ہیں، یعنی تمام وُہ امور جن کو جانا جاسکتا ہے کلیات، جزئیات، ازلیہ ہوں یا حادثہ، کیونکہ یہ علم ممکنات،

---

[1] القرآن الکریم ۶۷/ ۱۴

[2] القرآن الکریم ۴۸/ ۲۶

[3] حاشیہ شرح عقاید جلالی مطبع مجتبائی دہلی ص۲۱

[4] شرح الدوانی علی العقاید العضدیۃ مطبع مجتبائی دہلی ص۲۱

المکن والممتنع والواجب۔[1]	محالات اور واجبات سب کو شامل ہے(ت)

عقیدہ وہ ہے جو مقاصد و شرح میں فرمایا:

علمه تعالٰی لا یتناهی و محیط بما لا یتناهی کالا عداد والاشکال)ونعیم الجنان و شامل لجمیع الموجودات والمعدومات الممکنة والممتنعة وجمیع الکلیات و الجزئیات سمعاو عقلا۔[2]	اللہ تعالٰی کا علم غیر متناہی ہے اور اعداد واشکال اور جنّت کی نعمتوں جیسی غیر متناہی اشیاء کو محیط اور تمام موجودات و معدومات و ممکنات و ممتنعات کو اور تمام کلیات و جزئیات کو نقلاو عقلا شامل ہے۔(ت)

عقیدہ وُہ ہے جو مواقف و شرح میں بیان فرمایا:

علمه تعالٰی یعم المفهومات کلها الممکنة والواجبة والممتنعة والمخالف فی هذا الفصل فِرَق الاولٰی من قال لا یعلم نفسه(الٰی ان قال)الرابعة من قال لا یعقل غیرالمتناهی۔[3]	اللہ تعالٰی کا علم تمام ممکنہ، واجبہ اور محال مفہومات کو شامل ہے،اس بحث میں کچھ مخالف فرقے ہیں،پہلا وُہ جو کہتا ہے کہ اللہ تعالٰی کو اپنی ذات کا بھی علم نہیں ہے،اور یہاں تک کہا کہ چوتھا فرقہ وُہ ہے جو کہتا ہے کہ اللہ تعالٰی کو غیر متناہی امور کا علم نہیں ہے۔(ت)

عقیدہ وُہ ہے جو حدیقہ ندیہ میں فرمایا:

المعلومات موجودة او معدومة محالة او ممکنة قدیمة اوحادثة متناهیة اوغیرمتناهیة جزئیة اوکلیة وبالجملة جمیع مایمکن ان یتعلق به العلم فهو معلوم لله تعالٰی۔[4]	موجود اور معدوم محال یا ممکن ہوں،قدیم و حادث،متناہی، غیر متناہی،جزئی یا کُلّی غرضیکہ جس چیز سے بھی علم کا تعلق ہو سکتا ہے وہ سب اللہ تعالٰی کو معلوم ہے۔(ت)

عقیدہ وُہ ہے جو اس فقیر ربِّ قدیر نے الدولۃ المکیہ میں لکھا اور علمائے کرام حرمین طیبین نے

---

[1] حاشیه عبدالحکیم سیالکوٹی علی الخیالی مطبع مجتبائی دہلی ص ۸۲

[2] مقاصد و شرح المقاصد خاتمه علمه لایتناہی الخ دارالمعارف النعمانیه لاہور ۲/ ۹۰

[3] مواقف و شرح المواقف المقصد الثالث فی علمه تعالٰی منشورات الشریف الرضی قم ایران ۸/ ۷۰

[4] الحدیقة الندیة شرح الطریقه المحمدیة مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ۱/ ۲۵۴

مزیّن بتصدیقاتِ جلیلہ کیا:

ان ربنا تبارك وتعالٰی یعلم ذاته الکریمة و وصفاته الغیر المتناهیة والحوادث التی وجدت والتی توجد غیر متناهیة الٰی ابد الا بد والممکنات التی لم توجد ولن توجد بل والمحالات باسرها فلیس شیئ من المفاهیم خارجا عن علمه سبحٰنه وتعالٰی یعلمها جمیعا تفصیلا تا ما ازلا ابدا وذاته سبحٰنه وتعالٰی غیر متناهیة وصفاته غیر متناهیات وکل صفة منها غیر متناهیة وسلاسل الاعداد غیرمتناهیة وکذا ایام الابد وساعاته واٰناته وکل نعیم من نعم الجنة وکل عذاب من عقوبات جهنم و انفاس اهل الجنة واهل النار ولمحاتهم وحرکاتهم وغیر ذٰلك کلهاغیر متناه والکل معلوم لله تعالٰی ازلا و ابدًا باحاطة تامة تفصیلیة ففی علمه سبحٰنه وتعالٰی سلاسل غیر المتناهیات بمرات غیرمتناهی بل له سبحانه وتعالی فی کل ذرة علوم لا متناهی لان لکل ذرة مع کل ذرة کانت اوتکون اویمکن ان تکون نسبة بالقرب والبعد والجهة مختلفة فی الا زمنة باختلاف الا مکنة الواقعة والممکنة من اول یوم الٰی مالا اٰ خر له والکل معلوم له سبحٰنه وتعالٰی بالفعل فعلمه عز جلاله غیر متناه غیر متناه فی غیر متناه کانه معکب غیر المتناهی علی اصطلاح الحساب وهذا جمیعا واضح عند من له من الا سلام	ہمارے رب تعالٰی اپنی ذات کریمہ و صفات غیر متناہیہ اور حوادث جو موجود ہیں یا ہو سکیں خواہ ابدالا بد تک غیر متناہی ہوں اور ممکنات غیر موجودہ اور جو موجود نہ ہو سکیں اور محالات تمام ان مفہومات میں سے کوئی بھی اللہ تعالٰی کے علم سے خارج نہیں، ان تمام کو تفصیلا کاملًا ازل و ابد سے جانتا ہے، اللہ تعالٰی کی ذات پاک لا محدود اور اس کی صفات غیر متناہی ہیں اور پھر اس کی ہر صفت غیر متناہی ہے، اعداد کا سلسلہ اور یونہی ابد تک ایّام، ان کے گھنٹے، ان کی آنات اور جنت کی نعمتیں، اور پھر ہر نعمت، یونہی جہنم کی سزاؤں کے عذاب، اور جنتی اور جہنمی لوگوں کے سانس، ان کے لمحات، حرکات وغیرہا یہ تمام غیر متناہی ہیں اور اللہ تعالٰی کا علم ازلا وابدا ان سب کو محیط تام ہے اور تفصیلا ہے، تو اللہ تعالٰی کے علم میں غیر متناہی سلسلے غیر متناہی طور پر داخل ہیں بلکہ ہر ذرّہ کے متعلق اللہ تعالٰی کے معلومات ہیں کیونکہ ہر ذرّہ کو ذرّہ کے ساتھ خواہ وہ موجود ہو یا ہو سکتا ہو یا اس کی نسبت قُرب وبُعد اور زمانہ کی مختلف جہات سے باعتبار اختلاف مکانات وزمانات اول تا غیر منتٰہی، ضرور نسبت حاصل ہے، اور تمام کا اللہ تعالٰی کو بالفعل علم ہے تو اللہ تعالٰی کا علم غیر متناہی، غیر متناہی میں غیر متناہی ہے، گویا کہ حساب والوں کی اصطلاح میں غیر متناہی معکب ہے اور تمام بیان کردہ اس شخص کے ہاں واضح ہے جس کو اسلام

نصیب۔[1]	نصیب ہے۔(ت)

عقیدہ وُہ ہے جو فقیر نے اس کی تعلیقات الفیوضات الملکیہ میں نقل کیا:

حیث کتبت علٰی قولی بل له سبحٰنه فی کل ذرّۃ علوم لامتناهی ما نصه الحمد لله هذالذی کتبته من عندی ایمانا بربی ثم رأیت التصریح به فی التفسیر الکبیر اذ یقول تحت کریمة وکذٰلك نری ابرٰهیم، سمعت الشیخ الامام الوالد عمر ضیاء الدین رحمه الله تعالٰی قال سمعت الشیخ ابا القاسم الانصاری یقول سمعت امام الحرمین یقول معلومات الله تعالٰی غیر متناهیة ومعلوماته فی کل واحد من تلك المعلومات ایضاً غیر متناهیة وذٰلك لان الجوهر الفرد یمکن وقوعه فی احیاز لا نهایة لها علی البدل ویمکن اتصافه بصفات لانهایة لها علی البدل الخ۔[2]	جہاں میں نے اپنے مذکور قول "بلکہ اللہ تعالٰی سبحٰنہ کے ہر ذرّہ میں علوم غیر متناہی ہیں" پر یہ عبارت لکھی ہے، الحمد للہ یہ جو کچھ میں نے لکھا ہے یہ میں نے اپنی طرف سے اپنے رب پر اپنے ایمان کا اظہار کرتے ہوئے لکھا ہے' اس کے بعد میں نے تفسیر کبیر میں اس کی تصریح پائی، جہاں آیہ کریمہ "وکذٰلک نری ابراھیم" کے تحت فرمایا کہ میں نے اپنے والد شیخ امام عمر ضیاء الدین رحمہ اللہ تعالٰی سے سُنا اُنھوں نے فرمایا میں نے شیخ ابوالقاسم انصاری سے انھوں نے فرمایا میں نے امام الحرمین سے سُنا کہ فرمارہے تھے کہ اللہ تعالٰی کے معلومات غیر متناہی اور ان معلومات میں سے ہر ایک کے معلومات بھی غیر متناہی ہیں یہ اس لئے کہ جو ہر فرد کا غیر متناہی احیاز میں علٰی سبیل البدل پایا جانا ممکن ہے اور یُونہی اس کا بدل کے طور پر غیر متناہی صفات سے متصف ہونا ممکن ہے الخ۔ (ت)

نظیر دوم: مسایرہ میں اصل عقیدہ تو وہی لکھا جو ائمہ اہلسنّت و جماعت کا ہے کہ اللہ کے سوا اصلاً کسی شے کا کوئی خالق نہیں، بندوں کے افعال اختیاریہ بھی تمام و کمال اسی کے مخلوق ہیں، بندہ صرف کاسب ہے، اور اسے دلائل عقلیہ و نقلیہ سے روشن کیا:

حیث قال الا صل الا ول العلم بانه تعالٰی لا خالق سواہ فهو سبحٰنه الخالق لکل حادث جوهرا وعرض کحرکة	جہاں اُنھوں نے فرمایا کہ پہلا ضابطہ یہ ہے کہ اللہ تعالٰی کے متعلق یہ علم ہے کہ وُہ خالق ہے اور اس کے بغیر کوئی بھی خالق نہیں، تو اللہ تعالٰی ہر حادث

[1] الدولة المکیة القسم الاوّل مطبعه اہل السنة والجماعت بریلی ص ۷

[2] الفیوضات الملکیة تعلیقات الدولة المکیة مطبعه اہل السنة والجماعت بریلی ص ۹

کل شعرۃ وکل قدرۃ و فعل اضطراری کحرکۃ المرتعش والنبض اواختیاری کا فعال الحیوانات المقصود لھم ،واصلہ من النقل قولہ تعالٰی اللہ خالق کل شیئ وقولہ تعالٰی واللہ خلقکم وما تعملون ومن العقل ان قدرتہ تعالٰی صالحۃ للکل لا قصورلھا عن شیئ منہ فوجب اضافتھا الیہ بالخلق اھ[1] مختصرا۔	خواہ وہ جوہر ہو یا عرض جیسے ہر بال کی حرکت، ہر طاقت وقدرت اور ہر فعل خواہ اضطراری ہو جیسے رعشہ والے اور نبض کی حرکت، یا فعل اختیاری ہو جیسا کہ اپنے مقصد کے لئے ہر حیوان کی حرکت کا خالق ہے، اور یہ ضابطہ، اللہ تعالٰی کے قول "خالق کل شیئ"، اور اس کے قول "واللہ خلقکم وما تعملون" سے ماخوذ ہے، اور یہ عقلی تقاضا ہے کہ اللہ تعالٰی کی قدرت کاملہ ہے وُہ کسی چیز کے متعلق ناقص نہیں ہے لہٰذا ہر چیز اللہ تعالٰی کی صفت خلق کی طرف منسوب ہے اھ مختصراً (ت)

پھر جب عادت متاخرین اہل کلام بحث کے طور پر ایک بات لکھ گئے اگر مسلّم ہو تو اس بحرِ عمیق مسئلہ قدر میں شناوری اور سرالٰہی کی جلوہ گری چاہے جس میں بحث سے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے صدیق اکبر و فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہما کو ممانعت فرمائی اور آخر نتیجہ وہی ہُوا جو ہونا چاہئے کہ گوہر کی جگہ خزف پر ہاتھ پڑے اور وہ بھی محض "لَّا يُسْمِنُ وَلَا يُغْنِىْ مِنْ جُوْعٍ ؕ "[2] (نہ فربہ کرے اور نہ بُھوک ختم کرے۔ت) وُہ بحث یہ کہ عزم کو نصوص سے مخصوص مان لیجئے اس کا آغاز لقائل ان یقول (سے کہا یعنی کوئی کہنے والا یُوں کہہ سکتا ہے اور وہی شبہات جو معتزلہ پیش کرتے ہیں اس کی تقریر میں بیان کرکے کہا:

فلنفی الجبر المحض و تصحیح التکلیف وجب التخصیص وھو لا یتو قف علٰی نسبۃ جمیع افعال العباد الیھم بالایجاد(ای کما فعلت المعتزلۃ)بل یکفی ان یقال جمیع ما یتو قف علیہ افعال الجوارح من الحرکات وکذاالتروک التی ھی افعال النفس من المیل و الداعیۃ والاختیار ربخلق اللہ تعالٰی	بندے کے مجبور محض ہونے کی نفی اور اس کی تکلیف کی صحت کے لئے تخصیص واجب ہے اور یہ اس بات پر وقوف نہیں کہ بندوں کے تمام افعال کا ایجاد، بندوں کی طرف منسوب ہو، یعنی جیسا کہ معتزلہ نے کیا ہے، بلکہ اس کے لئے اتنا کہہ دینا کافی ہے کہ وہ چیز جس پر بندہ کے افعال جوارح حرکات اور تروک وغیرہ نفس کے افعال مثلاً میلان، دواعی اور اختیارات وغیرہ ہیں یہ سب کے سب اللہ تعالٰی کی تخلیق سے ہیں

[1] المسایرہ متن المسامرۃ الاصل الاول المکتبۃ التجاریۃ الکبرٰی مصر ص ۹۶ تا ۱۰۵

[2] القرآن الکریم ۸۸/ ۷

لاتاثیر لقدرۃالعبد فیه وانما محل قدرته عزمه عقیب خلق الله تعالٰی هذه الامور فی باطنه عزما مصمما بلا ترددو توجهه توجها صادقا للفعل طالبا ایاه فاذااوجد العبد ذٰلك العزم خلق الله له الفعل فیکون منسوبا الیه تعالٰی من حیث هو حرکة والی العبد من حیث هو زنا و نحوه(الٰی ان قال)وکفی فی التخصیص لتصحیح التکلیف هذا الامر الواحد اعنی العزم المصمم وما سواه مما لا یحصی من الافعال الجزئیة والتروك کلها مخلوقة لله تعالٰی متأثرة عن قدرته ابتداء بلا واسطة القدرة الحادثة المتأثرة عن قدرته تعالٰی والله سبحٰنه وتعالٰی اعلم [1] (ملخصًا)	اور ان امور میں بندے کی قدرت کی کوئی تاثیر نہیں ہے، اور بندے کی قدرت صرف اس کے عزم میں ہے جو اللہ تعالٰی کی طرف سے ان امور کی تحقیق کے بعد اس کے باطن میں عزم صمیم بلا تردّد پیدا ہوتا ہے اور اس کی توجہ صادق اور طلب برائے فعل سے حاصل ہوتا ہے، تو جب بندہ اپنے اس عزم کو بروئے کار لاتا ہے تو اللہ تعالٰی اس کے لئے فعل کو پیدا فرمادیتا ہے تو یہ فعل اللہ تعالٰی کی طرف حرکت ہونے کے لحاظ سے منسوب ہوتا ہے اور بندے کی طرف مثلًا زنا وغیرہ ہونے کے لحاظ سے منسوب ہوتا ہے، آگے یہاں تک فرمایا، اور بندے کی تکلیف کی صحت کے لئے یہی ایک امر یعنی عزم مصمم کافی ہے، اسکے علاوہ باقی تمام افعال جزئیہ اور تروک وغیرہ اللہ تعالٰی کی مخلوق ہیں اور براہِ راست اللہ تعالٰی کی قدرت سے متأثر ہیں جبکہ اس تاثیر کے لئے اور جدید تاثیر کی ضرورت نہیں ہے واللہ سبحانہ وتعالٰی (ملخصًا)۔(ت)

مسایرہ کے بیان سے کسی نافہم کو دھوکا نہ ہو کہ یہ حنفیّہ کا مذہب ہے، حاشا بلکہ ان کا مذہب وہ ہے جو ان کے امام امام الائمۃ الانام سیّدنا امام اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فقہ اکبر ووصایائے شریفہ میں تصریح فرمائی کہ افعال عباد جمیع و تمام و کمال بلا تخصیص و بلا استثناء مخلوق الٰہی ہیں، خود مسایرہ کے لفظ صاف بتا رہے ہیں کہ یہ ایک طبع زاد بحث ہے نہ کہ مذہب منقول، بلکہ فی الواقع یہ صاحبِ مسایرہ کا بھی عقیدہ نہیں، بحث عقیدہ نہیں ہوتی، عقیدہ یُوں نہیں کہا جاتا کہ کوئی کہنے والا کہہ سکتا ہے، ان کا عقیدہ وہی ہے جو اصل مسئلہ یہاں بیان کیا اور آخر کتاب میں عقیدہ اہلسنّت وجماعت کی فہرست میں لکھا یہ عبارات عنقریب اِن شاء اللہ مذکور ہوتی ہیں، یہاں مجھے اس بحث کا ناموجہ و بیحاصل ہونا بتانا ہے، جو ضرورت اس بحث کی بیان کی، اس کا باذنہ تعالٰی شافی و کافی جواب فقیر کے رسالہ "ثلج الصدر لایمان القدر ۱۳۳۵ھ" سے کہ تحفہ حنفیّہ میں طبع ہُوا ملے گا اور اس

[1] المسایرۃ متن المسامرۃ الاصل الاول العلم بانہ تعالٰی الخ المکتبۃ التجاریۃ الکبرٰی مصر ص ۱۱۹ تا ۱۲۳

بحث کا نامفید بے ثمر ہونا اس حاشیہ سے واضح جو فقیر نے یہاں ہامشِ مسایرہ پر لکھا، وہ یہ ہے:

قوله فاذا اوجد العبد ذٰلك العزم **اقول: معاذالله** ان يقول بان العبد يخلق شيئا واحدا ولا عشر عشير معشار شيئ الا له الخلق والامر تبارك الله رب العٰلمين افمن يخلق كمن لا يخلق ماكان لهم الخيرة هل من خالق غير الله و كون هذا قليلا بالنسبة الٰى مقدورات الله تعالٰى لا يجدى نفعا فانه كثير بثير فى نفسه جدا فان الانسان لا يحصى ماله من العزمات فى يوم واحد فكيف فى عمره فكيف عزائم الاولين والاٰخرين من الانس والجن والملك وغيرهم فتخرج هٰذه الكثرة التى تفنى دون عد بعضها الا عمار عن مخلوقات العزيز الغفار بلا واسطة وتدخل فى مخلوقات العبيد فيكون جواب هل من خالق غير الله بالا يجاب والعياذ بالله اى بلٰى هناك الوف مؤلفة خالقون غير الله ولم تبثت المعتزلة اكثر من هذا اذ شنع عليهم ائمتنا من مشائخ ماوراء النهر وغيرهم رحمهم الله تعالٰى قائلين انهم اقبح من المجوس حيث ان المجوس لم يقولوا الا بخالقين اثنين	**قوله** اذا اوجد العبد ذٰلك العزم (جب بندہ اس عزم کو ایجاد کرتا ہے) **اقول:** (میں کہتا ہوں) معاذاللہ کہ ہم یہ کہیں کہ بندہ کسی ایک چیز کو پیدا کرتا ہے جبکہ کسی بھی چیز کا عشر عشیر صرف اللہ تعالٰی کی تخلیق اور حکم سے ہوتا ہے اللہ تبارک تعالٰی ہی رب العالمین ہے، کیا خالق غیر خالق کی طرح ہے جو کوئی اختیار نہیں رکھتے، کیا اللہ تعالٰی کے سوا کوئی خالق ہو سکتا ہے، اس عزم کا اللہ تعالی کی مقدورات کی نسبت قلیل ہونا کسی طرح مفید نہیں، کیونکہ یہ فی نفسہ کثیر و وسیع ہے کیونکہ انسان ایک دن کے اپنے عزمات کا شمار نہیں کر سکتا تو اپنی عمر بھر کے عزمات کا احاطہ کیسے کر سکتا ہے تو اولین وآخرین انسانوں، جنات اور فرشتوں وغیر ہم کے عزمات کا کیا اندازہ ہو سکتا ہے، تو اس عظیم کثرت جس کے کچھ حصّہ کو شمار کرنے میں عمریں ختم ہو جائیں، کو تم اللہ تعالٰی عزیز غفار کی مخلوقات سے براہِ راست خارج کر دو اور اس کو بندے کی مخلوقات بنادو تو لازم آئیگا کہ "هل خالق من غيرالله" (کیا اللہ کے ماسوا کوئی خالق ہے) کا جواب ایجاب میں ہوگا (کہ ہاں اور خالق ہے) والعياذ بالله تعالٰى (پھر یوں کہنا ہوگا) ہاں یہاں ہزاروں ہزار ماسوا اللہ خالق ہیں، معتزلہ بھی تو اتنا ہی کہتے ہیں جبکہ ماوراء النہر کے ہمارے ائمہ وغیر ہم رحمہم اللہ تعالٰی نے ان پر زبردست تشنیع کی ہے اور انھوں نے ان کی مذمت کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ معتزلہ لوگ مجوس سے بدتر ہیں کیونکہ مجوس نے دو خالقوں

فما اثبتوا الا شریکا واحدا والمعتزلة اثبتوا شرکاء لا تحصی و ذٰلك انها انما قالت بخلق العبد فعله الا ختیاری وکل فعل اختیاری لا بد له من عزم فعدد العزمات والا فعال سواء بل ربما تکون العزمات اکثر اذ قد یعزم العبد علی فعل ثم یصرف عنه فلا یقع قال سیدنا علی کرم الله تعالٰی وجهه عرفت ربیّ بفسخ العزائم فان کانت العزمات یشملها اسم واحد وهو العزم فکذٰلك الا فعال ینتظمها اسم واحد وهو الفعل، فلا طائل تحت ما قدم الشارح و یأتی اٰنفًا للمصنف انه یکفی اسناد جزئی واحد الی العبد وهو العزم، بل لو فرضنا انه واحد بالشخص فالله تعالٰی متعال عن ان یشارکه احد فی خلق شیئ ولو جزئیا واحدا اما اعتذار المصنف بان البراهین ای الاٰیات الناصة باختصاص الخلق به تعالٰی عمو مات تحتمل التخصیص وقد اوجبه العقل اذ ارادة العموم فیها تستلزم الجبر المحض المستلزم لضیاع التکلیف و بطلان الامر و النهی و تعلق القدرة بلا تاثیر ای کما تقو له الا شاعرة لا ید فعه لا ن موجب الجبر لیس

کا قول کیا ہے یعنی اللہ تعالٰی کے ساتھ ایک اور شریک بنادیا ہے جبکہ معتزلہ نے اللہ تعالٰی کے بے شمار شریک بنا دئے یہ اس طرح کہ انھوں نے کہا کہ بندہ اپنے افعال اختیاریہ کا خود خالق ہے جبکہ ہر اختیاری فعل کے لئے عزم ضروری ہے تو اس طرح افعال اور عزمات کی تعداد مساوی ہُوئی بلکہ عزمات کی تعداد بڑھ جاتی ہے کیونکہ بندہ کبھی ایک فعل کا عزم کرکے اس فعل کو ترک کر دیتا ہے، جس سے فعل وجود میں نہیں آتا جیسا کہ علی المرتضٰی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا کہ میں نے اپنے رب کو عزائم کے ناکام ہونے سے پہچانا ہے، اگر تمام عزائم کو ایک عزم کے نام سے تعبیر کیا جاسکتا ہے اس طرح تو تمام افعال کو بھی ایک فعل کے نام سے تعبیر کیا جاسکتا ہے کہ یہ ایک سب کو شامل ہے، تو یہ بات شارح کی گزشتہ اور مصنّف کی آئندہ گفتگو کہ بندہ کی طرف ایک جزئی چیز یعنی عزم کی نسبت اس کے مکلّف ہونے کے لئے کافی ہے، کو مفید نہیں، بلکہ اگر ہم فرض بھی کرلیں کہ یہ واحد شخصی ہے تب بھی اللہ تعالٰی اپنی تخلیق میں اس ایک شریک سے بھی پاک ہے اگرچہ یہ ایک جزئی ہو، مصنّف کا یہ عذر کہ وہ آیات جن میں تخلیق کو اللہ تعالٰی کا خاصہ بیان کیا گیا ہے وہ ایسے عمومات ہیں جن میں تخصیص کا احتمال ہے اور اس تخصیص کو عقل نے لازم کیا ہے کیونکہ ان آیات کا عموم انسان کے مجبور محض ہونے کو مستلزم ہے جس سے مکلّف ہونے اور امر و نہی کا بطلان اور انسانی قدرت کا غیر مؤثر ہونا لازم آتا ہے اور اشاعرہ کا اس کے متعلق موقف کو ختم

سوٰی ان لا تاثیر لقدرۃ العبد فی ایجاد فعل اھ ملخصًا.[1] فاعترضه القاری فی منح الروض بان ذٰلك العزم المصمم داخل تحت الحکم المعمم اھ۔[2]

نہیں کرتا کیونکہ جبر کا موجب صرف یہی ہے کہ اس کے فعل کے ایجاد میں انسان کی اپنی قدرت کی تاثیر نہیں ہے اھ ملخصا، تو اس عذر پر ملا علی قاری نے منح الروض میں اعتراض کیا ہے کہ انسان کا یہ عزم صمیم خود ان آیات کے عموم میں داخل ہے اور وہ اللہ تعالٰی کا مخلوق ہے اھ۔

اقول: هذا من اعجب ما تسمع من الرد فابن الهمام متی انکر دخوله تحت العام ولو انکره فما کان یحوجه الی التخصیص بل النظر فیه بما ستسمع بتوفیق الله تعالٰی،

اقول: (میں کہتا ہوں) تیری شنید میں یہ پسندیدہ رَد ہے، تو علّامہ ابن ہمام نے عزم کو کب آیات کے عموم میں داخل ہونے سے انکار کیا ہے، اگر انکار کیا ہوتا تو پھر تخصیص کی ان کو ضرورت پیش نہ آتی، بلکہ اس میں قابل غور وُہ بات ہے جو آپ ابھی اللہ تعالٰی کی توفیق سے سُنیں گے،

فاقول اولا: بل الاٰیات عمومات لا تحتمل التخصیص لا جماع ائمة السنة علٰی اجرائها علٰی سننها وان الخلق مختص بالله تعالٰی لا حظ فیه للعبد فما ذا ینفع کون اللفظ فی ذاته محتملا للخصوص مع الاجماع علٰی ان لا خصوص و من کان فی ریب مما قلنا فلیأتنا بنقل من الصحابة والتابعین اومن بعد هم من ائمة السنة المتقدمین

فاقول: (تو میں کہتا ہوں) کہ یہ آیات اپنے عموم پر ہیں ان میں کسی تخصیص کا احتمال نہیں کہ اہلسنّت کے ائمہ کا اجماع ہے کہ یہ آیات اپنے عمومی اقتضاء پر جاری ہیں اور یہ کہ خلق کی صفت صرف اللہ تعالٰی سے خاص ہے اس میں بندے کا کوئی دخل نہیں ہے، تو لفظ کا فی نفسہ محتمل تخصیص ہونا کیا مفید ہو سکتا ہے جبکہ اجماع یہ ہے کہ یہاں تخصیص نہیں ہے، اور اگر ہمارے اس بیان میں کسی کو شک ہو تو اسے چاہیے کہ وُہ صحابہ کرام، تابعین اور ان کے بعد والے متقدمین ائمہ اہلسنّت میں سے کوئی نقل پیش کرے،

---

[1] المسایرۃ مع المسامرۃ العلم بانہ تعالٰی لاخالق سواہ المکتبۃ التجاریۃ الکبرٰی مصر ص ۱۱۶ و ۱۱۷

[2] منح الروض الازہر شرح الفقہ الاکبر افعال العبد کسبھم الخ مصطفٰی البابی مصر ص ۵۲

قبل حدوث ھٰؤلا المتأخرین یکون فیه ان للعبد ایضاً قسطاً من الخلق والایجاد ولن یاتی به حتی یوب القارظان ویمکن التکلف بارجاع ماللقاری الٰی ھذا ای الاجماع قائم علٰی عدم التخصیص فذلك العزم ایضاً غیر مخرج من الحکم۔

جس میں یہ ہو کہ بندے کے لئے کبھی خلق وایجاد میں دخل ہے ان سے قبل کسی امام سے کوئی نقل پیش نہیں کی جاسکتی حتی کہ قارظان واپس لوٹ آئیں، اور علامہ قاری کی کلام کو تکلف سے اسی عدم تخصیص کے اجماع کی طرف راجع کیا جائے گا کہ یہ عزم صمیم بھی ان آیات کے عموم سے خارج نہیں ہے۔

ثانیاً: لا حاجة بنا الٰی تخصیص النصوص و اثبات منصب افاضة الوجود لمن لا وجود له فی حد ذاته بل تندفع الحاجة علٰی وزان ماتز عمون اندفاعھاھٰھنا باثبات تاثیر القدرة الحادثة فی شیئ دون الوجود کما ھو مذھب الامام ابی بکر الباقلانی ان للانسان قدرة مؤثرة لکن لا فی الوجود بل فی حال زائدة علی الوجود وقد ارتضاہ جمع من المحققین ذاھبین الی ان تاثیر ھا فی القصد والقصد حال لا موجود ولا معدوم ای ھو من الامور الاعتباریة التی وجودھا بمنا شیھا والخلف فی الحال لفظی کما فی الفصول البدائع وغیرھا، فلیس افاضتھا خلقاً فانه افاضة الوجود بل ھو احداث والاحداث اھون من الخلق کما فی المسلم وفواتح وعلیه تدور کلمات الامام

ثانیاً: ہمیں ان نصوص کے عموم میں تخصیص کرنے اور ایجاد کا منصب ایسی ذات کے لئے ثابت کرنے کی حاجت نہیں جس کا اپنا وجود ذاتی نہیں ہے بلکہ بندے کے مجبور محض کو دفع کرنے کی حاجت ان کے اس اندفاع سے پُوری ہوجاتی ہے جس کو انھوں نے اپنے خیال میں اندفاع قرار دیتے ہوئے یہ کہا ہے کہ اللہ تعالٰی کی قدرت کی تاثیر کے بعد بندے کی نئی تاثیر کا تعلق وجود میں نہیں بلکہ اور چیز میں ہے جیسا کہ امام ابوبکر باقلانی کا مذہب ہے، کہ انسان کی قدرت مؤثر ہے لیکن وجود میں نہیں بلکہ وجود سے زائد ایک حال میں ہے جس کو بہت سے محققین نے پسند کرتے ہوئے کہا کہ انسان کی تاثیر کا تعلق قصد سے ہے اور یہ قصد ایک حال ہے جو نہ موجود ہے اور نہ معدوم ہے یعنی وہ ایک ایسی اعتباری چیز ہے جس کا وجود صرف اس کے منشاء کے تابع ہے اور اس حال میں اختلاف صرف لفظی جیسا کہ الفصول البدائع وغیرہ میں ہے تو اس قصد کو بروئے کار لانا بطور خلق نہیں ہوتا بلکہ خلق اور وجود کا فیضان ہے جس کو احداث کہا جاتا ہے اور احداث کی شان خلق سے کمزور ہے جیسا کہ مسلم الثبوت اور فواتح میں ہے اور امام محقق

المحقق صدر الشریعۃ فی التوضیح والعلامۃ الشمس الفناری فی الفصول البدائع و تبعہ العلامۃ قاسم تلمیذ المحقق ابن الھمام فی تعلیقاتہ علی المسایرۃ وغیرھم رحمھم اللّٰہ تعالٰی وھم مع تنوع منازعھم یرجعون الٰی ذٰلک الحرف الواحد ولم ار احد منھم یرضی بتخصیص العمومات. اللھم الا ماحکی عن الامام ابی المعالی علی الاضطراب فیہ فتارۃ یثبتہ و تارۃ ینفیہ کما فی الیواقیت عن الشیخ ابی طاھر القزوینی بل الکلام فی ثبوتہ عنہ کما سیأتی. والمنقول عن الحنفیۃ فی کتب المتاخرین ھو ھذا القدر اعنی ان للقدرۃ الحادثۃ اثرا فی القصد اما انہ خلق وایجاد او النصوص مخصصۃ فکلا لا یوجد ھذا الا للمحقق و قد قال الامام صدر الشریعۃ فی التوضیح بعد ما استفرغ وسعہ فی التوضیح والتنقیح فالحاصل ان مشایخنا رحمھم اللّٰہ تعالٰی ینفون عن العبد قدرۃ الایجاد والتکوین فلا خالق ولا مکون الا اللّٰہ تعالٰی لکن یقولون ان للعبد قدرۃ ما علی وجہ لا یلزم منہ وجود امر حقیقی لم یکن بل انما یختلف بقدرتہ النسب والاضافات فقط کتعین احد المتساویین وترجیحہ[1] اھ فھذا نص

صدر الشریعۃ کا توضیح اور علامہ شمس فناری کا الفصول البدائع میں کلام اسی پر دائر ہے، اور علامہ قاسم شاگرد رشید محقق ابن ہمام نے مسایرہ پر اپنی تعلیقات میں اس کی اتباع کی ہے اور مذکور حضرات کے غیر رحمہم اللہ تعالٰی باوجودیکہ وُہ اپنے اپنے بیان میں مختلف ہیں وہ سب اس ایک بات پر متفق ہیں، میں نے اس میں سے کسی کو بھی عمومات میں تخصیص پر راضی نہیں پایا، صرف امام ابوالمعالی سے اس میں اضطراب منقول ہے کہ کبھی وہ تخصیص کو ثابت اور کبھی اسکی نفی کرتے ہیں جیسا کہ یواقیت میں شیخ ابوطاہر قزوینی سے منقول ہے بلکہ ان سے ثبوت میں کلام ہے جیسا کہ آرہا ہے، اور متاخرین کی کتب میں جو کچھ احناف سے منقول ہے وُہ صرف یہ ہے کہ انسان کی قدرت حادثہ کا اثر قصد میں ہے لیکن یہ کہ وُہ خلق وایجاد ہے یا آیات میں تخصیص ہے اس کا ہرگز کہیں وجود نہیں، ہاں صرف محقق مذکور نے ذکر کیا ہے جبکہ امام صدر الشریعۃ نے توضیح میں مکمل توضیح و تنقیح سے فراغت کے بعد فرمایا، کہ حاصل یہ ہے کہ ہمارے مشائخ رحمہم اللہ تعالٰی بندے کی قدرت خلق وایجاد اور تکوین کی نفی کرتے ہیں لہٰذا اللہ تعالٰی کے ماسوا کوئی خالق اور مکوّن نہیں ہے لیکن اس کے باوجود وُہ بندے کی قدرت کے اس طرح قائل ہیں کہ اس سے کسی معدوم چیز کے حقیقی وجود کا قول لازم نہ آئے بلکہ انسانی قدرت سے صرف نسبت و اضافت تبدیل ہوتی ہے مثلاً دو مساوی چیزوں میں سے ایک کا تعین اور ترجیح

[1] التوضیح مع التلویح فصل فی مسائل الجبر والقدر المطبعۃ الخیریۃ مصر ۲/ ۱۵۵

صریح فی ان مذھب الحنفیۃ علی خلاف ما بحث المحقق ولو لا نسحب الکلام علی منوال الا لتزا م لقلت انہ ابداہ نقضا علی القدریۃ اللئام بانہ لو سلم ان الحاجۃ الی تصحیح التکلیف والجزاء تؤ دی الی ذلک ولا بد فھی تندفع بشیئ واحد وھو القصد فلم قلتم فی جمیع الافعال بخالقیۃ العبد، ولعمری ھذا قاطع لھم لا یمکنھم الخروج عنہ۔ ھذا وقال الامام محمد السنوسی رحمہ اللہ تعالٰی فی شرح ام البراھین مقدمتہ فی التوحید وبالجملۃ فلیعلم ان الکائنات کلھا یستحیل منھا الاختراع لا ثر ما، بل جمیعھا مخلوق لمولٰنا جل و عز و مفتقر الیہ اشد الا فتقار ابتداء ودوا ما بلا واسطۃ فبھذا شھد البرھان العقلی و دل علیہ الکتاب والسنۃ واجماع السلف الصالح قبل ظھور البدع، ولا تصغ باذ نیك لما ینقلہ بعض من اولع ینقل الغث والسمین عن مذھب بعض اھل السنۃ مما یخالف ماذ کرناہ لك فشد یدك علی ماذ کر ناہ فھو الحق الذی لا شك فیہ ولا یصح غیرہ واقطع تشرفك الی سماع الباطل تعش سعیدا و تمت ان شاء اللہ تعالٰی

ہو جائے اھ تو یہ صریح نص ہے کہ احناف کا مسلک محقق مذکور کی بحث کے خلاف ہے، اگر محقق مذکور کے کلام کو ان کے التزام پر محمول نہ کریں تو میں کہوں گا کہ انھوں نے یہ گفتگو قدریہ ملعون فرقے پر بطور نقض ذکر کی ہے کہ اگر بقول قدریہ یہ تسلیم بھی کر لیا جائے کہ انسان کے مکلّف ہونے اور علم کی جزادئے جانے کی بنا پر اس چیز کی حاجت ہے تو بھی یہ حاجت صرف ایک قصد کے ایجاد سے پُوری ہو جاتی ہے تو پھر تم تمام افعال کے لئے بندے کی خالقیت کا قول کیوں کرتے ہو تو یقیناً محقق مذکور کا یہ موقف قدریہ کے موقف کا قاطع ہے جس سے ان کو فرار ممکن نہیں ہے، اس کو محفوظ کرو۔ امام سنوسی رحمہ اللہ تعالٰی نے ام البراہین کے مقدمہ فی التوحید میں فرمایا خلاصہ یہ کہ معلوم ہونا چاہئے کہ تمام کائنات میں کسی اثر سے اختراع محال ہے بلکہ پوری کائنات اللہ تعالٰی مولٰی عزوجل کی مخلوق ہے اور ابتداء و دوام میں بلا واسطہ اسی کی سخت محتاج ہے عقلی دلیل کی یہی شہادت ہے اور کتاب و سنّت اور اجماع سلف صالحین کا یہی مدلول ہے اور بدعات کے ظہور سے قبل یہ مسلم ہے، لہٰذا بعض ایسے لوگوں کی بات مت سُنو جو مذہب اہل سنت و جماعت کے متعلق ضعیف و قوی ہر قسم کی بات ہمارے ذکر کردہ کے خلاف نقل کردیتے ہیں، لہٰذا ہمارے ذکر کردہ پر ہاتھ کو مضبوط کر، یہی حق ہے جس میں شک کی گنجائش نہیں ہے اور اس کے علاوہ سب نادرست ہے اس لئے باطل کی طرف اپنی توجہ کو مبذول مت کر ان شاء اللہ

طیبا رشیدا واللہ المستعان [1] اھ، قال محشیہ الفاضل محمد الدسوقی اشاربھذاالی ثلثۃ اقوال نقلت عن اھل السنۃ قول القاضی بتاثیر قدرۃ العبد فی حال الفعل وقول الاستاذالاسفر ائنی تو ثر فی اعتبار لان الاستاذ لایقول بالاحوال وقول امام الحرمین فی ذات الفعل علٰی وفق مشیئۃ الرب وھذہ الاقوال غیرصحیحۃ لمخالفتہا لاجماع السلف الصالح فان قلت کیف یصح من ھٰؤلاء الائمۃ مخالفۃ الاجماع قلت قال فی شرح الکبری لایصح نسبتہا لھم بل ھی مکذوبۃ عنھم ولئن صحت فانما قالوہ فی مناظرۃ مع المعتزلۃ جرالیہا الجدل اھ [2] ملخصًا۔

سعادت مند زندگی پائے گا اور پاکیزہ کامیاب موت پائے گا جبکہ اللہ تعالٰی ہی مستعان ومددگار ہے اھ اس کے محشیٰ فاضل محمد دسوقی نے یہاں کہا کہ انھوں نے بعض ناقلین کہہ کر تین اقوال کی طرف اشارہ کیا ہے جو اہلسنت و جماعت کی طرف منسوب ہیں جن میں ایک قاضی کا قول ہے کہ بندے کی قدرت فعل کے حال میں تاثیر کرتی ہے اور دوسرا قول استاذا سفرائنی کا ہے کہ بندے کی قدرت اعتبار میں مؤثر ہے، کیونکہ یہ استاذ احوال کے قائل نہیں، اور تیسرا قول امام الحرمین کا ہے کہ بندے کی قدرت کی تاثیر نفسِ فعل میں اللہ تعالٰی کی مشیت کے مطابق ہوتی ہے، یہ تینوں اقوال نادرست ہیں کیونکہ یہ سلف صالحین کے اجماع کے خلاف ہیں۔ اگر یہ اعتراض ہو کہ ان ائمہ کرام کے اقوال اجماع کے خلاف کیونکر صادر ہوئے، تو اس کے جواب میں مَیں کہتا ہوں کہ شرح کبرٰی میں فرمایا کہ ان اقوال کی نسبت ان ائمہ کی طرف درست نہیں ہے بلکہ یہ ان پر جھوٹ کہا گیا ہے اور اگر یہ نسبت درست بھی ہو تو انھوں نے یہ بات معتزلہ کے ساتھ مناظرہ میں بطور ارخاء عنان کہی ہے اھ ملخصا۔

اقول: اما مخالفۃ مانقل عن ابی المعالی للاجماع فظاھر وقد صح خلافہ

اقول (میں کہتا ہوں) ابوالمعالی سے جو منقول ہے اس کا اجماع کے مخالف ہونا ظاہر ہے حالانکہ ان سے اس کا خلاف صحیح ثابت ہے جیسا کہ

[1] شرح ام البراہین للامام محمد السنوسی

[2] حاشیہ شرح ام البراہین للفاضل الدسوقی

كما ستسمع اما قول امام اهل السنة الباقلانی والاستاذ الامام ابی اسحٰق علی مانقل ھٰھنا فليس فيه رائحة خلاف ما اسقر عليه الاجماع والاتفاق لما علمت انه ليس فی شیئ من الايجاد والتكوين علی الاطلاق و قال العلامة فی شرح المقاصد المشهور فيما بين القوم والمذكور فی كتبهم ان مذهب امام الحرمين ان فعل العبد واقع بقدرته وارادته كما هو رأی الحكماء وهذا خلاف ما صرح به الامام فيما وقع الينا من كتبه قال فی الارشاد اتفق ائمة السلف قبل ظهور البدع والاهواء علی ان الخالق هو الله ولا خالق سواه ان الحوادث كلها حدثت بقدرة الله تعالٰی من غير فرق بين ما يتعلق قدرة العباد به و بين ما يتعلق فان تعلق الصفة بشیئ لا يستلزم تاثيرها فيه كالعلم بالمعلوم والارادة ؏ بفعل الغير فاً لقدرة

عنقریب آپ سنیں گے، لیکن امام اہلسنت باقلانی اور استاذ امام ابو اسحٰق اسفرائنی سے جو یہاں ان کے اقوال نقل کئے گئے ہیں اس میں اجماع اور اتفاق کے خلاف بُو تک بھی نہیں ہے کیونکہ انکے کلام میں ایجاد و تکوین کے متعلق علی الاطلاق کوئی بات نہیں ہے، اور شرح مقاصد میں علّامہ نے فرمایا کہ قوم میں مشہور اور ان کی کُتب میں مذکور ہے کہ امام الحرمین کا مذہب یہ ہے کہ بندے کا فعل اس کی اپنی قدرت اور ارادہ سے واقع ہوتا ہے جیسا کہ حکماء کی رائے ہے، حالانکہ یہ بات امام کی اس تصریح کے خلاف ہے جو انھوں نے اپنی ان کتب میں کی ہے، جو ہمارے پاس پہنچی ہیں انھوں نے ارشاد میں فرمایا کہ بدعات و گمراہی کے ظہور سے قبل ائمہ سلف کا اتفاق ہے کہ خالق صرف اللہ تعالٰی ہے اس کے سوا کوئی خالق نہیں ہے اور تمام حوادث کا وجود اللہ تعالٰی کی قدرت سے ہوتا ہے خواہ ان کے ساتھ بندوں کی قدرت کا تعلق ہو یا نہ ہو ان میں کوئی فرق نہیں، کیونکہ کسی چیز کے ساتھ صفت کے تعلق سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس صفت کی تاثیر اس چیز میں پائی جائے جیسا کہ علم کا تعلق معلوم سے اور ارادہ کا تعلق

؏: **اقول**: ارادة فعل الغير وان لم تكن من الارادة المبحوث عنها اعنی صفة من شانها تخصيص احد المقدورين كما لا يخفی بل بمعنی المحبة والهوی لكنه

اقول: (میں کہتا ہوں۔ت) غیر کے فعل کا ارادہ وُہ ارادہ نہیں جو زیر بحث ہے یعنی وُہ صفت جو مقدورین میں سے ایک کو خاص کرے، یہ مراد نہیں کما لایخفی بلکہ یہاں بمعنٰی محبت اور خواہش کے ہے، دوسری صفت کے ذکر سے (باقی اگلے صفحہ پر)

الحادثۃ لاتؤثر فی مقدورھا	غیر کے فعل سے ہوتا ہے تو قدرت حادثہ اپنی مقدورات میں ہر گز

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

یریدا الاستیضاح بصفات اخرٰی الاترٰی انہ ذکر العلم ثم التقیید الفعل الغیر لیکون اوضح واظھر والا فارادۃ فعل نفسہ ایضا غیر مؤثرۃ فی الفعل انما شانھا التخصیص والتاثیر شان القدرۃ کما نص علیہ فی المسایرۃ غیرانہ یتجہ لھم الجواب بان الکلام فی القدرۃ ولیس من شانھا الا التاثیر عند تعلق الارادۃ اما العلم والارادۃ فبمعزل عن التاثیر وکانہ لھذا عدل عنہ الامام حجۃ الاسلام فی قواعد العقائد فاستند بنفس القدرۃ اذ یقول ولیس من ضرورۃ تعلق القدرۃ بالمقدوران یکون بالاختراع فقط. اذ قدرہ اللہ تعالٰی فی الازل قد کانت متعلقۃ با لعالم ولم یکن الاختراع حاصلا بھا وھی عندالاختراع متعلقۃ بہ نوعا اٰخر من التعلق فیہ فبطل ان القدرۃ تختص بایجاد المقدراھ[1]

ان کا مقصد صرف وضاحت کرنا، آپ غور نہیں کرتے کہ انھوں نے صفتِ علم ذکر کی اور پھر ارادہ کو غیر کے فعل سے مقید کیا تاکہ زیادہ وضاحت واظہار ہوسکے، ورنہ تو اپنے فعل کا ارادہ بھی غیر مؤثر ہوتا ہے جس کی شان صرف تخصیص کرنا ہے جبکہ تاثیر صرف قدرت کی شان ہوتی ہے جیسا کہ اس پر مسایرہ میں نص کی گئی ہے، علاوہ ازیں وہ معتزلہ کو جواب دے رہے ہیں کہ بحث قدرت میں ہو رہی ہے جو صرف اس وقت تاثیر کرتی ہے جب ارادہ کا تعلق ہو، لیکن محض علم اور ارادہ کا تاثیر میں کوئی دخل نہیں ہے، گویا کہ اسی لئے امام حجۃ الاسلام نے اس انداز کو تبدیل کرتے ہُوئے قواعد العقائد میں نفس قدرت کو دلیل میں اختیار کیا جب انھوں نے فرمایا کہ مقدور کے ساتھ قدرت کے تعلق کو یہ لازم نہیں ہے کہ وہ تعلق صرف ایجاد واختراع کے لئے ہو کیونکہ ازل میں اللہ تعالٰی کی قدرت کا تعلق تمام عالم سے ہُوا حالانکہ اس وقت اختراع وایجاد اس تعلق سے نہ ہُوا جبکہ اختراع کے وقت ایک اور تعلق ہُوا تو اس سے یہ کہنا باطل ٹھہرا کہ قدرت صرف ایجاد مقدر سے مختص ہے اھ، (باقی اگلے صفحہ پر)

[1] احیاء العلوم کتاب قواعد العقائد الفصل الثالث مطبعۃ المشھد الحسینی قاہرہ ۱/ ۱۱۱

اصلا و اتفقت المعتزلة ومن تابعهم من اهل الزیغ	مؤثر نہیں ہوتی جبکہ معتزلہ اور انکے متبعین گمراہ حضرات

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

وانت تعلم ان القدرة انما تؤثر علی وفق الارادة وانما تعلقت الارادة فی الازل ان توجدالکائنات فی اوقاتها المخصوصة فیمالایزال فلانسلم ان القدرة تعلقت مع العراء عن الاختراع بل اثرت واختراعت علی و فق الارادة اماھٰھنا فتعلق بلا تاثیر اصلافلم تکن الااسما بلا مسمی ولفظا بلا معنی وھذاما حصل ماناقشه به فی المسایرة۔

اقول: ولا اری ھذہ العقدةتنفك الاباحدامرین الاول لیست القدرةماتؤثرحتماولامع الارادةولامحیدعنه للمعتزلة ایضا الاتری ان الکفرةبذلوا جهدھم فی ایذاء النبی صلی الله تعالٰی علیه وسلم وھموابمالم ینالوا وردالله الذین کفروا بغیظهم فانّما القدرة صفةمن شانها التاثیروتؤثرمع الارادة لولامانع وقدقال فی المسامرة شرح المسایرةاعلم ان الاشعریةلاینفون عن القدرة الحادثة

آپ جانتے ہیں کہ قدرت کی تاثیر ارادہ کے موافق ہوتی ہے تو ازل میں اس ارادہ کا تعلق ہوا کہ کائنات اپنے مخصوص اوقات میں یعنی لایزال میں موجود ہو، اس لئے ہم یہ تسلیم نہیں کرتے کہ قدرت کا تعلق اختراع سے خالی ہو سکتا ہے بلکہ قدرت ارادہ کے موافق تاثیر کرتی ہے اور اختراع کرتی ہے، لیکن یہاں بندے کے معاملہ میں قدرت کا تعلق ہرگز تاثیر کے لئے معنٰی نہیں، مسایرہ میں جو مناقشہ بیان کیا ہے یہ اس کا ماحصل ہے۔

اقول: (میں کہتاہُوں) اور یہ عقدہ میری رائے میں صرف دو امور میں سے ایک کے ساتھ حل ہو گا، اوّل یہ کہ کوئی بھی قدرت اگرچہ ارادہ کے ساتھ بھی ہو حتمی طور پر موثر نہیں ہے اور معتزلہ کو بھی اس سے فرار نہیں ہے، کیاآپ نہیں دیکھتے کہ کفار نے حضور نبی پاک صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو ایذارسانی میں مکمل جدوجہد کی اور پورا عزم کیا جو حاصل نہ کر پائے اور اللہ تعالٰی نے کفار کے غیظ وغضب کو مردود کر دیا، لہٰذا قدرت ایک ایسی صفت ہے جس کی شان صرف تاثیر کرنا ہے اور وُہ ارادہ کے ساتھ تاثیر کرتی ہے بشرطیکہ کوئی مانع نہ ہو، چنانچہ مسامرہ شرح مسایرہ میں کہا ہے کہ اشعری حضرات قدرت حادثہ کی تاثیر بالفعل کی نفی کرتے ہیں اس کی (باقی اگلے صفحہ پر)

علٰی ان العباد موجدون لافعالھم	اس پر متفق ہیں کہ بندے اپنے فعال کے موجد ہیں

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

الا التاثیر بالفعل لا بالقوۃ لان القدرۃ الحادثۃ عندھم صفۃ شانھا التأثیر والایجاد ولکن تخلف اثرھا فی افعال العباد لمانع ھو تعلق قدرۃ اللہ تعالٰی بایجادھا، کما حقق فی شرح المقاصد وغیرہ اھ[1] **قلت** وصرح بہ الامدی ثم رأیت فی شرح المقاصد من بحث القدرۃ الحادثۃ من مقصد الاعراض نسبہ لہ ولم یأت بتحقیق یزید علی مامر۔

اقول: وفیہ حزازۃ والقلب لا یطمئن بہ ولا یسکن الیہ والالکان کل حیوان ولواخس مایکون واضعہ قادرًا علٰی الخلق والایجاد وان لم یتفق لہ ذٰلک لعروض مانع وھو سبقۃ الخلق الالٰھی وماذا تفعل الاشاعرۃ الاقدمون ح بدلیلھم ان لوقدر العبد علی فعلہ لقدر علی خلق الاجسام والجواھر

بالقوۃ تاثیر کی نفی نہیں کرتے، کیونکہ ان کے ہاں حادث قدرت ایسی صفت ہے جس کی شان تاثیر کرنا ہے لیکن بندوں کے افعال میں اس کا اثر اس لئے نہیں ہوتا کہ وہاں مانع موجود ہے اور وہ اللہ تعالٰی کی قدرت کا تعلق جو ان کے افعال کے ایجاد میں مؤثر ہے، کا موجود ہونا، جیسا کہ شرح مقاصد وغیرہ میں اس کی تحقیق ہے اھ **قلت** (میں کہتا ہوں) اس بیان کی تصریح آمدی نے کی ہے پھر میں نے شرح مقاصد کی بحث قدرت حادثہ جو اعراض کے مقصد میں ہے، اس بحث کو ان کی طرف منسوب پایا جس میں گزشتہ تحقیق سے کچھ زائد نہیں ہے،

اقول: (میں کہتا ہوں) اس میں خلش ہے اور دل کو اطمینان و سکون اس سے حاصل نہ ہوسکا، ورنہ تو اس سے لازم آتا ہے کہ ہر انسان بلکہ خسیس ترین اور ضعیف ترین حیوان بھی خلق و ایجاد پر قادر ہو جائے اگرچہ اس کو مانع کی وجہ سے اتفاق نہ ہوسکے اور وہ مانع اللہ تعالٰی کی تخلیق کا پہلے موجود ہونا ہے، اور اشاعرہ متقدمین اس وقت اپنی اس دلیل کو کیسے بیان کریں گے کہ اگر بندہ اپنے فعل پر قادر ہو تو پھر وُہ اجسام و جواہر کے خلق پر بھی قادر ہو گا کیونکہ فعل اور اجسام دونوں (باقی اگلے صفحہ پر)

[1] المسامرۃ شرح المسایرۃ العلم بانہ تعالٰی لا خالق سواہ المکتبۃ التجاریۃ الکبرٰی مصر ص ۱۱۲

مخترعون لہا بقدرتہم ثم المتقدمون	اور اپنی قدرت سے ان کو سرزد کرتے ہیں پھر معتزلہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

اذلامصحح سوی الحدوث والامکان وھما مشترکان افتراھم قائلین ان کل انسان وحیوان حتی الخناس والدیدان یقدر علٰی خلق السمٰوٰت والارض وان لم یقع لھم لسبقۃ خلق اللہ تعالٰی، وقد نص الاشعریۃ ان لیس للعبد من الفعل الا المحلیۃ فتدبروا نصف، **والثانی** ان الحادثۃ تحدث ولا تخلق وکفی بہ تاثیرا وھذا ھوالذی حمل الحنفیۃ والقاضی والاستاذ وجمعا من المحققین علی القول بان للحادثۃ تاثیرا فیما دون الوجود والحق ان العقل لایستقل بادراك تلك الحقائق فنؤمن بما اتی بہ القراٰن وشھدت بہ الضرورۃ وادی الیہ البرھان ان الفرق بین الانسان والحجر وبین حرکتی البطش والارتعاش والصعود والھبوط والوثبۃ والسقوط بدیھی، وان لیس للانسان الا ماسعی ولان لاخالق لشیئ الا العلی الاعلی وان لامشیئۃ للانسان الا بمشیئۃ اللہ تعالٰی ولانزید علی ھذا ولانقتحم

حدوث وامکان میں مساوی طور پر مشترک ہیں اور یہی حدوث و امکان ہی خلق وایجاد کی صحت کا معیار ہیں تو کیا اشعریہ کو اس بات کا قائل تصور کروگے کہ ہر انسان اور حیوان حتٰی کہ کیڑے مکوڑے زمین وآسمان کی تخلیق پر قادر ہیں اگرچہ اس تخلیق کا ان کو اتفاق نہ ہوا کہ اللہ تعالٰی کا خلق پہلے موجود ہے حالانکہ اشعریہ کی صریح نص ہے کہ فعل میں بندے کا دخل صرف محلیۃ کا ہے، تو غور اور انصاف کرو۔ دوسرا یہ کہ قدرت حادثہ صرف حدوث کرسکتی ہے خلق نہیں کرسکتی اس کے لئے اتنی تاثیر ہی کافی ہے، یہی وُہ حقیقت ہے جس نے احناف قاضی، استاذ اور محققین کی جماعت کو اس قول پر مجبور کیا کہ حادث قدرت کی تاثیر ہے لیکن وجود کے لئے مؤثر نہیں ہے، حق تو یہ ہے کہ ان حقائق کے ادراک میں عقل کو استقلال نہیں ہے لہٰذا قرآن کے بیان کردہ اور بداہت کی شہادت اور جہاں تک دلائل کی رسائی ہے کہ انسان اور پتھر، ارادی اور رعشہ کی حرکتوں، اٹھنے اور کُودنے، گرنے اور اترنے میں بدیہی فرق پر ہم ایمان رکھیں اور انسان کے بس میں صرف سعی کرنا ہے اور اللہ تعالٰی کے بغیر کسی چیز کا کوئی خالق نہیں اور انسان کی مشیئت اللہ تعالٰی کی مشیئت کے تابع (باقی اگلے صفحہ پر)

منهم كانوا يمنعون من تسمية العبد خالقالقرب عهد هھم باجماع السلف علٰى انه لا خالق الا الله تعالٰى واجترأ المتأ خرون فسموا العبد خالقا على الحقيقة هذا كلامه ثم اورد ادلة الاصحاب واجاب عن شبه المعتزلة وبالغ فی الردعليهم وعلى الجبرية واثبت للعبد كسبا وقدرة مقارنة للفعل غير مؤثرفيه [1] اھ فهذا اصرح نص على ان معتقده رحمه الله تعالٰى هواهل السنة سواء بسواء فلم يبق احد تسايره المسايرة.

کے متقدمین حضرات اجماع سلف سے قریب زمانہ کی بنا پر بندے پر خالق کا اطلاق نہ کرتے تھے اور لا خالق الا اللہ پر اجماع کے خلاف قول نہ کرتے اور انکے متاخرین نے جرات کرتے ہوئے بندے پر حقیقی خالق کا اطلاق شروع کردیا، امام نے اپنے اس کلام کے بعد معتزلہ کے دلائل کا رَد اور ان کے شبہات کا جواب دیا انھوں نے ان کا اور جبریہ کا خُوب رَد فرمایا اور یہ ثابت کیا کہ بندے کا صرف کسب ہوتا ہے اور فعل کے مقارن اس کو ایک قسم کی قدرت حاصل ہوتی ہے جو کہ غیر مؤثر ہوتی ہے اھ، تو ان کیطرف سے یہ واضح نص ہے کہ انکا عقیدہ وہی ہے جو اہلسنت کا عقیدہ ہے اور کوئی فرق نہیں ہے تو مسایرہ کی راہ چلنے والا کوئی بھی نہ ہُوا،

اقول: ولكن العجب كل العجب من العلامة بحرالعلوم الكنوی عفاالله تعالٰى عنا وعنه جنح فی الفواتح الى مافی المسايرة مع تصريحه فيهاقبله باسطربما نصه(وما فهموا)ادی المعتزلة بل هٰؤلاء الجهلة ايضا(ان الامكان ليس من شانه افاضة الوجود)

اقول: (میں کہتا ہُوں) لیکن تعجب ہے کہ علامہ بحرالعلوم لکھنوی (ہمیں اور انھیں اللہ تعالٰی معاف فرمائے) نے فواتح میں مسایرہ میں مذکور کی طرف میلان فرمایا، حالانکہ انھوں نے خود فواتح میں چند سطر قبل ازیں تصریح کی ہے جس کی عبارت یُوں ہے کہ (ومافھموا) یعنی معتزلہ اور ان جاہلوں نے بھی نہ سمجھا کہ (ممکن کی یہ شان نہیں کہ وُہ وجود عطا کرے)

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

بحرالانقدر علٰى سباحته والله الهادی ۱۲منه۔

ہے، پر پختہ یقین کریں اور اس پر مزید کوئی بات نہ کریں، اور ایسے سمندر میں چھلانگ نہ لگائیں جس میں تیرنے کی ہمیں قدرت نہیں ہے اور اللہ تعالٰی ہی ہدایت دینے والا ہے ۱۲منہ (ت)

[1] شرح المقاصد الفصل الخامس فی افعال البحث الاول فعل العبد الخ دارالمعارف النعمانیہ لاہور ۲/ ۱۲۶

فان من ھو فی نفسہ باطل الذات محتاج فی الواقعیة الی الغیروکل عـــہ علی مولاہ کیف یقدر علی ایجاد الافعال من غیراختلال بالنظام الاجود،وھذاظاھر لمن لہ اقل حدس من اصحاب العنایة الالٰھیة،لکن من لم یجعل اللہ لہ نورفمالہ من نور(وعند اھل الحق)اصحاب العنایة الذین ھم اھل السنة الباذلون انفسھم فی سبیل اللہ بالجھادالاکبر(لہ قدرۃکاسبة)فقط لا خالقة[1] الخ فکیف رضی مع ھذا بان جعل الممکن الباطل الذات خالقالعزائمہ مع ان قول التاثیرفی امر اعتباری کان بمرأی عینیہ و قد کان بینہ ھو بنفسہ علی وجہ کاف و لم یتعقبہ فان کان مختار اولا بدفکان اختیار ماعلیہ جمع من المحققین ولبس

کیونکہ جو چیز فی نفسہ اپنی ذات میں باطل اور اپنے وجود میں غیر کی محتاج ہو اور اپنے مالک پر بوجھ قرار پائے، وُہ بہترین نظام عالم میں خلل انداز ہو کر افعال کو کیسے ایجاد کر سکتی ہے اور یہ حقیقت ہر اس شخص پر عیاں ہے جس کو اللہ تعالٰی کی طرف سے عنایت پر معمولی سی سمجھ ہے، لیکن جس کو اللہ تعالٰی نورِ علم نہ عطا فرمائے اس کو نور کیسے نصیب ہو سکتا ہے (اور اہل حق کے ہاں) یعنی اللہ تعالٰی کی عنایت والے لوگ وُہ اہل سنت و جماعت ہیں جو اللہ تعالٰی کے راستے میں جہاد اکبر کرتے ہُوئے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کرتے ہیں (بندہ کو صرف قدرت کاسبہ حاصل ہے) نہ کہ قدرت خالقہ الخ، تو اس تصریح کے باوجود انھوں نے ممکن باطل الذات کو کیسے اپنے عزائم کا خالق کہہ دیا حالانکہ انکا مطمح نظر یہ ہے کہ بندے کی تاثیر صرف اعتباری چیز میں ہوتی ہے اس کو انھوں نے خود کافی تفصیل سے بیان کیا اور پھر اس پر کوئی اعتراض نہیں کیا، اگر یہی ان کا مختار ہے اور ہونا بھی ضروری ہے تو یہ تمام محققین کا اجماعی مختار ہے اور اس میں نہ کسی نص کی

عـــہ: استعملہ بمعنی المحتاج وانماھو بمعنی التقیل واللہ متعال ان یکون احد کلا علیہ ۱۲منہ۔

"کَلٌّ" کا لفظ انھوں نے یہاں محتاج کے معنٰی میں استعمال کیا ہے اور اس کا معنٰی بوجھ ہے جبکہ اللہ تعالٰی اس سے پاک ہے کہ کوئی اس پر بوجھ بنے ۱۲منہ (ت)

[1] فواتح الرحموت بذیل المستصفی فائدہ فی تحقیق صدور الافعال الخ منشورات الشریف الرضی قم ایران ۱/ ۴۰ و ۴۱

فیہ مخالفۃ نص ولا اجماع وھو اولٰی واحری ولکن اللہ یفعل مایرید ھذا وتلمیذ المحقق العلامۃ الکمال بن ابی شریف وان سایر ھٰھنا شیخہ رحمہما اللہ تعالٰی لکنہ اشار بعدہ الی ان ھذا خلاف ما علیہ اھل السنۃ حیث قال فی المسامرۃ عند قول المصنف قد منا ان للمکلف اختیارا اوعزما یصمم مانصہ (اختیارا) علٰی ما علیہ اھل السنۃ (اوعزما) علٰی مااختارہ المصنف[1] اھو تلمیذہ الاٰخر العلامۃ الزین بن قطلوبغا فی تعلیقہ علی المسایرۃ لم یرض بہ من اول الامر وقال للطریق الذی سلکہ المصنف انہ المرضی عندہ الرفع للجبر فلم یندفع بہ سأنبہ علیہ ثم اوردطریقا اختارہ العلامۃ الفناری فی الفصول واقرہ ومحصلہ ھو التاثیر فی الا عتباری ولو لاغرابۃ المقام لاوردتہ مع ما یرد علیہ. **اقول:** وبما ذکرنا ظھران الفرق بین ما سارہ فی المسایرۃ

مخالفت ہے نہ اجماع کی، یہی مناسب اور اولی ہے، لیکن اللہ تعالٰی جو چاہتا ہے کرتا ہے اسے محفوظ کرو، ار محقق مذکور کے شاگرد علامہ کمال بن ابی شریف اگرچہ یہاں انھوں نے اپنے شیخ کی موافقت کی ہے لیکن اس کے بعد انھوں نے اشارہ دیا کہ یہ بات اہلسنّت کے مسلک کے خلاف ہے، جہاں انھوں نے مسامرہ میں مصنّف کے قول (کہ ہم نے پہلے ذکر کیا کہ مکلّف کو اختیار یا عزم صمیم حاصل ہے) پر کہا جس کی عبارت یوں ہے (اختیار حاصل ہے) جیسا کہ اہلسنّت کا مؤقف ہے (یا عزم صمیم حاصل ہے) جیسا کہ مصنف نے خود پسند کیا اھ، اور محقق مذکور کے دوسرے شاگرد (علامہ زین بن قطلوبغا مسایرہ پر اپنی تعلیقات میں ابتداہی اپنے استاذ کے موقف پر راضی نہ ہوئے اور یوں کہا جس راستہ پر مصنف چلے وہ انکا اپنا پسندیدہ ہے اور وہ جبر کو ختم کرنے کے لئے کہا جبکہ اس سے جبر مندفع نہ ہوا میں اس پر عنقریب تنبیہ لاؤں گا، اس کے بعد انھوں نے علامہ فناری کا راستہ اپنایا جس کو انھوں نے فصول میں بیان کرکے اس پر ثابت قدم رہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ بندے کی تاثیر اعتباری چیز میں ہوتی ہے، اگر یہ مقام غرابت کا حامل نہ ہوتا تو میں اس کو اور اس پر اعتراض کو ذکر کرتا، **اقول:** (میں کہتاہوں) ہمارے ذکر کردہ سے مسایرہ کی روش

---

[1] المسامرۃ شرح المسایرۃ فعل العبد الخ المکتبۃ التجاریۃ الکبرٰی مصر ص ۱۴۳

وماقضٰی به القاضی کالفرق بین الغرب والشرق فماقال فی المسامرة ان حاصل کلام المصنف رحمه الله تعالٰی تعویل علٰی مذهب القاضی الباقلانی [1] الخ وتبعه علی القاری فی منح الروض الازهر فقال ما اختاره هو قول الباقلانی من ائمة اهل السنة [2] الخ فهما لا وجه له نعم انما وافقه فی لفظ وهوانه یکون منسوبًاالیه تعالٰی من حیث هوحرکة والی العبد من حیث هوزنا ونحوه وقال القاضی قدرة الله تعالٰی تتعلق باصل الفعل، وقدرة العبد بوصفه من کونه طاعة اومعصیة. فمتعلق تاثیرالقدرتین مختلف کمافی لطم الیتیم تادیباواایذاء فان ذات اللطم واقعة بقدرةالله تعالٰی وتاثیره، وکونه طاعة علی الاول ومعصیة علی الثانی بقدرةالعبدوتاثیره لتعلق ذٰلك بعزمه المصمم [3] اه فانماالاشتراك فی نسبة

اور قاضی باقلانی کے فیصلہ میں فرق واضح ہو گیا یہ مغرب و مشرق جیسا فرق ہے، مسامرہ میں جو کہا کہ مصنّف رحمہ اللہ تعالٰی کے کلام کا ماحصل قاضی باقلانی کے مذہب پر اظہار اعتماد ہے الخ، اور ملا علی قاری نے منح الروض الازہر میں اس کی اتباع کرتے ہوئے کہا کہ مصنّف نے جسے اختیار کیا وُہ اہلسنّت کے ایک امام قاضی باقلانی کا قول ہے الخ، حالانکہ ان دونوں کی بات میں کوئی وزن نہیں ہے، ہاں اتنا ضرور ہے کہ فعل سے دو۲ قسم کی تاثیروں کے تعلق میں دونوں کا لفظی اشتراک ہے، مصنّف نے کہا کہ فعل حرکت ہونے کے اعتبار سے اللہ تعالٰی کی طرف منسوب ہے اور مثلًازنا وغیرہ ہونے کے اعتبار سے بندے کی طرف منسوب ہے اور قاضی نے فرمایا اللہ تعالٰی کی قدرت کا تعلق اصل فعل سے ہے اور بندے کی قدرت کا تعلق فعل کی صفت کہ طاعت یا معصیت ہونے سے ہے تو دونوں قدرتوں کی تاثیر کا تعلق مختلف ہے، جیسا کہ یتیم بچے کو تھپڑ مارنا تربیت اور ایذا بھی ہوتا ہے تو تھپڑ کالگنا اللہ تعالٰی کی قدرت اور تاثیر سے ہوتا ہے اور طاعت کے لحاظ سے نیکی اور اذیت کے لحاظ سے گناہ ہونا یہ بندے کی قدرت اور تاثیر سے ہے جو اس کے عزم مصمم کے تعلق کی وجہ سے ہُوئی اھ، تو یہاں

[1] المسامرة العلم بانه تعالٰی لا خالق سواه المکتبة التجاریة الکبرٰی مصر ص ۱۴۳
[2] منح الروض الازهر شرح الفقه الاکبر افعال العبد کسبهم الخ مصطفی البابی مصر ص ۵۲
[3] منح الروض الازهر شرح الفقه الاکبر افعال العبد کسبهم الخ مصطفی البابی مصر ص ۵۲

صفة الفعل الٰی تاثیر قدرۃ العبد واین مادعی المحقق من خلقه عزمه۔

اقول: ماذکر من ان الصفۃ اثر قدرۃ العبد حق بلا مریۃ لکن لاعلی الوجه الذی قرر المصنّف بل الا مر ان المولٰی تعالٰی اجری سنته بان العبد اذا اراد فعلا یخلقه الله تعالٰی فیه فالارادۃ بخلق الله تعالٰی والفعل بخلق الله تعالٰی ولیس للعبد من الخلق شیئ لکن کون الفعل ارادیا یتوقف علی ارادۃ العبد توقفا عقلیا قطعیا اذ لو خلق الله فیه الفعل من دون ان یخلق فیه ارادۃ له لکان کحرکۃ الحجر بالتحریك فلم یکن ارادیا والفعل لایکون طاعۃ ولامعصیۃ الا اذا کان ارادیا فهذه الصفۃ للفعل لاتحصل الا بارادتنا ای لکونه مصحوبا لارادۃ خلقها الله تعالٰی فینا ولولا ذٰلك لم یکن طاعۃ ولامعصیۃ قطعًا. ثمّ انیّ رأیت المحقق ذکر فی التحریر اما الحنفیۃ فالکسب صرف القدرۃ المخلوقۃ الی القصد المصمم فاثرها فی القصد ویخلق سبحٰنه الفعل عنده بالعادۃ

اشتراک صرف فعل کی صفت کو بندے کی قدرت کی طرف منسوب کرنے میں ہے جبکہ محقق مذکور کا یہ دعوٰی کہ بندہ اپنے عزم کا خالق ہے، وہ کہاں ہے۔

اقول: (میں کہتا ہوں) قاضی کا یہ کہنا کہ فعل کی صفت بندے کی قدرت کا اثر ہے بلا شک یہ حق ہے لیکن اس طور پر نہیں جس طرح مصنّف نے اس کی تقریر کی بلکہ معاملہ یُوں ہے کہ اللہ تعالٰی کی یہ سنت جاریہ ہے کہ بندہ جب کسی فعل کا ارادہ کرتا ہے تو اللہ تعالٰی اس کے ارادہ پر فعل کی تخلیق فرماتا ہے لہٰذا ارادہ اور فعل دونوں اللہ تعالٰی کی مخلوق ہوئے اور بندے کا خلق میں کسی قسم کا کوئی دخل نہیں ہوتا لیکن کسی فعل کے ارادی ہونے کا دار و مدار بندے کے ارادے پر ہے یہ دار و مدار عقلی اور قطعی ہے کیونکہ اگر اللہ تعالٰی بندے کے ارادہ کے بغیر فعل کی اس میں تخلیق کر دے تو پھر یُوں ہُوا جیسے پتھر کو حرکت دی جائے تو وہ حرکت کرتا ہے، تو اس طرح فعل نہ ارادی ہوگا نہ طاعت و معصیت ہوگا، یہ جبھی ممکن ہے وُہ فعل ارادی ہو تو فعل کی یہ صفت ہمارے ارادے سے حاصل ہُوئی، یعنی یہ صفت اللہ تعالٰی کی طرف سے ارادہ کی تخلیق کے ساتھ حاصل ہُوئی، اگر یہ نہ ہو تو وہ فعل قطعًا طاعت و معصیت نہ بنے گا۔ پھر میں نے محقق ابن ہمام کو تحریر میں یہ ذکر کرتے ہوئے پایا کہ حنفی حضرات کے ہاں کسب یہ ہے کہ مخلوق قدرت کو مصمم قصد کے لئے صرف کرنا اس مخلوق قدرت کا اثر قصد میں ہوتا ہے تو اللہ تعالٰی اس وقت اپنی عادت کریمہ کے مطابق فعل کو پیدا فرماتا ہے

فان کان القصد حالا غیر موجود و لا معدوم فلیس بخلق وعلیه جمع من المحققین وعلٰی نفیه فکذٰلك (ای لیس الکسب بخلق ایضا) علٰی ما قیل (ای قول صدر الشریعة) الخلق یقع به المقدور لا محل فی القدرة و یصح انفراد القادر با یجاد المقدور و الکسب یقع به فی محلها ولا یصح انفراده با یجاده ولو بطلت ھٰذہ التفرقة (بین الخلق و الکسب) علٰی تعذرہ (ای بطلانها) وجب تخصیص القصد المصمم من عموم الخلق بالعقل اھ[1] باختصار، مزیدا ما بین الھلالین من شرحه التقریر والتحبیر لتلمیذہ المحقق ابن امیر حاج رحمهما اللہ تعالٰی فقد ابان البون البین بین مابحثه فی المسایرة وبین ماذھب الیه الامام القاضی وظهرت بحمد اللہ تعالٰی منه علیّ فائدۃ نفسیة وھو انی کنت کتبت علی المسایرة قبل ھذا بنحو اربع سنین مانصه نرجوان المصنف رحمه اللہ تعالٰی رجع عنه اذلم یذکرہ فی فکذٰلك مایعتقدہ الا ما علیه اھل السنة کما سیأتی و نرجوان المولٰی سبحٰنه وتعالٰی

تو اگر قصد صرف ایسا حال ہو جو نہ معدوم اور نہ موجود ہو تو مخلوق نہ بنے گا۔ قصد کے مخلوق نہ ہونے اور اس کے حال ہونے کی نفی محققین کی ایک جماعت کا موقف ہے اوریُوں ہی کسب بھی مخلوق نہیں ہے ایک قول کے مطابق یعنی صدر الشریعہ کے قول پر کہ خلق سے مقدور کا وجود محل قدرت کے بغیر ہوتا ہے اور اس میں قادر کا مقدور کے ایجاد میں منفرد ہونا صحیح ہوتا ہے اور کسب سے مقدور کا وجود محل قدرت (قصد) کے ذریعہ ہوتا ہے اور اس کے بغیر ایجاد میں منفرد ہونا صحیح نہیں ہوتا، اور اگر (خلق اور کسب کا یہ فرق) باطل ہو جائے جبکہ یہ فرق متعذر ہے یعنی یہ فرق باطل ہے، تو پھر عموم خلق میں سے قصد مصمم کی تخصیص ضروری ہو گی اھ اختصارًا، اور ہلالین میں اسکی شرح التقریر والتحبیر سے اضافہ ہے، یہ شرح ان کے شاگرد محقق ابن امیر الحاج (رحمہا اللہ تعالٰی) کی ہے، تو انھوں نے اپنی مسایرہ کی بحث اور امام قاضی کے مذہب میں واضح فرق کر دیا ہے اور میرے لئے بحمد اللہ تعالٰی یہاں ایک نفیس فائدہ ظاہر ہُوا، وہ یہ کہ میں نے مسایرہ پر چار سال قبل حاشیہ لکھا تھا جس کی عبارت یہ ہے، ہمیں امید ہے کہ مصنف رحمہ اللہ تعالٰی نے اسی سے رجوع کر لیا ہو گا کیونکہ انھوں نے تشبیہ (فکذٰلک) میں اپنا عقیدہ ذکر کئے بغیر صرف اہلسنت کا موقف ذکر فرمایا ہے، کما سیأتی اور مجھے امید ہے کہ اللہ تعالٰی

[1] التحریر فی اصول الفقه الباب الاول الفصل الثانی فی الحکم مصطفی البابی مصر ص ۲۲۸

جعل هذه الزلة الواحدة وان عظمت مغمورة فيما اولاه من بحار الحسنات الجميلة ونسأل الله الثبات على الحق وهداية الصواب فی كل باب وصلى الله تعالٰى على سيدنا محمد واٰله وسلم ابدًا اٰمين[1] اھ۔ فبحمد الله تعالٰى قد حقق الله رجائی وظهر رجوع المحقق عن اختيار ما بحثه۔ اذ علقه ھٰهنا على تعذر التفرقة بين الخلق والكسب وصرح ببطلان التعذر فاذا بطل المبنی وجب تهدم البناء ولله الحمد وتصنيف التحرير متأخر عن تاليف المسايرة كما لاتخفى على من طالعه وذٰلك قوله تعالٰى يثبت الله الذين اٰمنوا بالقول الثابت فی الحيٰوة الدنيا والاٰخرة[2] والحمد لله ربّ العٰلمين۔ امّا ما اورد الشيخ القزوينی على الامام ابی بكر الباقلانی كما نقله فی اليواقيت لامام الشعرانی مقرا عليه انه يقال له هذه الحال مقدورة لله تعالٰى ام لا على الثانی لا محالة تكون مقدورة للعبد وهو مذهب المعتزلة بعينه وعلى الا ول لم يكن للعبد شيئ البتة وذٰلك هو مذهب الجبرية بعينه

ان کی اس ایک خطا کو (اگرچہ یہ گراں ہے) انکو عطا کردہ نیکیوں کے دریاؤں میں غوطہ زن کردے گا اور ہم اللہ تعالٰی سے ثابت قدمی کے سائل ہیں کہ وہ ہمیں ہر معاملہ میں حق اور صواب کی رہنمائی فرمائے و صلی اللہ تعالٰی علٰی حبیبہ محمد وآلہ و سلم ابداً، آمین، اھ۔ اللہ تعالٰی کا شکر ہے کہ اس نے میری امید کو پُورا فرمادیا اور محقق مذکور نے اپنی بحث کو مختار قرار دینے سے رجوع فرمالیا جب انھوں نے خلق اور کسب میں فرق کے متعذر ہونے پر حاشیہ لکھ کر اس تعذر کو باطل قرار دیا، توجب مبنٰی باطل ہو گیا تو اس پر بنی ہوئی عمارت بھی گر گئی، وللہ الحمد، اور انکی کتاب التحریر مسایرہ سے بعد کی تصنیف ہے جیسا کہ مطالعہ کرنے والے پر مخفی نہیں ہے، اور یہ اللہ تعالٰی کے ارشاد کہ "اللہ تعالٰی ایمان والوں کو دُنیا وآخرت میں حق پر ثابت قدمی عطا فرماتا ہے" کا مظہر ہے الحمد للہ رب العالمین، لیکن شیخ قزوینی کا امام ابو بکر باقلانی پر وہ اعتراض جس کو امام شعرانی نے یواقیت میں نقل کرکے ثابت رکھا یعنی اس حال (قصد) کے متعلق ان سے سوال کیا گیا کہ یہ اللہ تعالٰی کا مقدور ہے یا نہیں، اور اگر نہیں، تو پھر لا محالہ یہ بندے کا مقدور ہو گا جبکہ معتزلہ کا بعینہٖ یہی مذہب ہے اور اوّل صورت یعنی اگر اللہ تعالٰی کا مقدور ہے تو پھر بندے کے لئے کچھ مقدور نہ ہُوا جبکہ یہ بعینہٖ جبریہ کا

[1] حاشیہ اعلیحضرت علی المسایرۃ
[2] القرآن الکریم ۱۴/ ۲۷

فلا فائدة لتمسك بالحال[1] اھ باختصار۔

اقول: و تلك شكاة ظاهر عنك عارها، و لما یترأی ظاهر ان ھٰذا سوال عام الورود لا محیص عنه لشیئ من الاقوال فشان من اثبت للقدرة الحادثة تاثیرا ما فی شیئ من عین او حال فیقال له کما قلتم فان قال ان ذلك الشیئ لیس مقدور اللّٰه تعالٰی فهو الاعتزال او قال مقدور له فلم یبق للعبد شیئ و هو الجبر و من لم یثبت کسادتنا الاشعریة فقد افصح بالشق الاخیر من الاول فیقال اذن لا شیئ للعبد البتة فهو الجبر بعینه و ذٰلك لانه انما یرید انکم لجأتم الٰی ھٰذا نفیا للجبر فاذا اعترفتم انه واقع بقدرة اللّٰه تعالٰی لا بقدرة العبد لاستحالة اجتماع مؤثرین علٰی اثر فقد انتفی الملجأ و لزم القرار علٰی ما منه الفرار فالمعنی هو الجبر بعینه عندکم بل لما **اقول** یختار انه مقدور اللّٰه تعالٰی بل و مراده ایضا لکن اراد ان یرید العبد فیکون فلا جبر و لا اعتزال

مذہب ہے، لہٰذا حال کا سہارا لینا بیکار ہوا اھ اختصارًا

اقول (میں کہتا ہوں) یہ ایسی شکایت ہے جس کی عار آپ کی طرف سے ظاہر، اور ظاہرًا نظر آرہا ہے کہ یہ سوال عام الورود ہے اس سے کسی قول کو بھی چھٹکارا نہیں ہے، تو جو بھی حادث قدرت کے لئے کسی قسم کی تاثیر کسی عین چیز یا حال میں ثابت کرے گا تو اس پر تمھارا یہی اعتراض وارد ہو گا کہ اگر یہ چیز اللہ تعالٰی کا مقدور نہیں تو اعتزال لازم آئے گا، اور اگر اللہ تعالٰی کا مقدور ہو تو پھر بندے کا کچھ دخل نہ رہا، تو یہ جبر ہے، اور جو لوگ اس قدرت کے لئے کوئی تاثیر ثابت نہ مانیں جیسا کہ ہمارے سادات اشعریہ کا موقف ہے تو ان پر پہلی دو ۲ شقوں میں سے دوسری شق والا اعتراض ہو گا کہ بندے کی کوئی تاثیر نہیں تو یہ بعینہٖ جبر ہے، بندے کے لئے تاثیر نہ ماننے والوں کی مراد یہ ہے کہ بندے کی تاثیر ماننے والوں کو اس بات پر جبر کی نفی کرنے کے لئے مجبور ہونا پڑا، تو ان سے کہا جائے گا کہ تم نے بندے کی تاثیر ماننے کے باوجود جب یہ اعتراف کر لیا کہ اللہ تعالٰی کی قدرت سے بندے کا فعل ہوتا ہے اور بندے کی قدرت سے نہیں کیونکہ ایک اثر کے لئے دو موثر محال ہیں تو اس سے تمھارا مقصد (یعنی جبر کی نفی) فوت ہو گیا اور جس سے فرار تھا اسی پر قرار ہُوا، یہی فعل کا اللہ تعالٰی کی قدرت سے ہونا تمھارے ہاں بعینہٖ جبر ہے، تو

[1] الیواقیت والجواہر المبحث الرابع والعشرون الخ مصطفی البابی مصر ۱/ ۱۴۰

والٰی منحی ھذا ینحو مافی المسایرۃ غایۃ مافیہ انہ تعالٰی قدرہ علی بعض مقدوراتہ تعالٰی کما انہ اعلمنا بعض معلوماتہ سبحٰنہ تفضلا[1] الخ

وبالجملۃ لاتنافی بین کونہ مقدوراللہ تعالٰی ومقدورالعبد باقدارہ حتی یقال لم یکن للعبد شیئ وایضًا لایلزم من کونھا مقدورۃ للعبد الاعتزال لانھم یقولون بخالقیۃ العبد والخلق افاضۃ الوجود والحال غیر موجود ھذا، ولیعلم انی لااریدبالدفاع عن ھذاالقول ان اقول بہ انما اقول انی لااعلم مایردہ من نص اواجماع وقدرأوا ان ھٰھنا ثلٰثۃ اشیاء حال بین عینین ارادۃ العبد وفعلہ وتعلقھا بہ فان

کوئی قول بھی مذکورہ اعتراض سے نہ بچ سکے گا بلکہ یہ اعتراض ختم ہوگا تو میرے اس قول سے ہوگا کہ بندے کا فعل اللہ تعالٰی کا مقدور ہے بلکہ اسکی مراد بھی ہے لیکن اللہ تعالٰی ارادہ فرماتا ہے کہ بندہ اس فعل کا ارادہ کرے تو پایا جائے، تواس طرح نہ جبر لازم آیا اور نہ ہی اعتزال ہوا میرے کلام کے انداز پر ہی مسایرہ کا یہ بیان ہے، اس میں انتہائی قابل اعتراض بات یہ ہوگی کہ اللہ تعالٰی نے اپنے بعض مقدورات پر بندے کو قادر بنادیا (جبکہ واقع میں ایسا ہے) جیسے اللہ تعالٰی اپنے بعض معلومات کا ہمیں علم دیتا ہے اور یہ اس کا فضل ہے الخ، خلاصہ یہ کہ اللہ تعالٰی کے مقدور اور اللہ تعالٰی کے قادر بننے پر بندے کے مقدور، میں کوئی منافات نہیں تاکہ یہ کہا جائے کہ بندے کی کوئی قدرت نہیں، نیز فعل کا اللہ تعالٰی کی قدرت سے بندے کا مقدور ہوجانے سے اعتزال بھی لازم نہ آئے گا، کیونکہ معتزلہ بندے کی خالقیت کا قول کرتے ہیں، جبکہ خلق وجود عطا کرنے کا نام ہے حالانکہ حال (قصد) موجود نہیں ہوتا، اسے محفوظ کرو۔ معلوم ہونا چاہئے کہ حال (قصد) میں بندے کی تاثیر والے قول کے دفاع سے میرا مقصد یہ نہیں کہ میں اس کا قائل ہوں، میں تو یہ کہہ رہا ہوں کہ اس قول کے رد میں کوئی نص یا اجماع میرے علم میں نہیں ہے، جبکہ ان کے خیال میں یہاں تین

[1] المسایرۃ متن المسامرۃ العلم بانہ تعالٰی لاخالق سواہ المکتبۃ التجاریۃ الکبرٰی مصر ص۱۸۔۱۱۷

لم یکن للعبد مدخل فی شیئ من ذٰلك خرج من البین قطعًا وھوالجبر حقاکما لازم به الحنفیة الاشعریة بل قدنصت الاشاعرة انفسھم فی بحث عقلیة الحسن والقبح ان فعل العبد اضطراری غیر اختیار فوجب ان لایوصف بحسن ولاقبح عقلا، ونص الامام ابوالحسن الاشعری ان العبد محل الفعل فحسب وصرح کبراء الاشاعرة کالامام الفخر والعلامة سعدالدین فی اٰخرین ان المآل ھو الجبر وان العبد مجبور فی صورة مختار وتبعھم القاری فی منح الروض فجعله الانصاف، ومن المعلوم قطعًا اجماعًا وسمعًا ان لیس للعبد شیئ من الایجاد فارادته کقوله لیست الاخلق ربه تبارك وتعالٰی فلم یبق الاالتعلق المسمی بالقصد فقالوا ھذاماأقدره علیه ربه ولیس من الخلق فی شیئ کما عرفت. فھذا نزاع ساداتنا الحنفیة فی ھذاالباب اما انا فکما ذکرت فی الفیوض الملکیة تعلیقات کتابی الدولة المکیة لست ممن یخوض فی ھذاوانما ایمانی و للّٰه الحمد ماثبت بالقراٰن

امور ہیں، بندے کے فعل اور اس کے ارادے کے درمیان ایک حال اور بندے کے ارادے کا اس سے تعلق ان تینوں امور میں اگر بندے کا کوئی دخل نہیں تو بندہ بالکل الگ تھلگ رہا تو یہ قطعًا جبر ہے جس کا اشعری حنفی لوگ الزام دیتے ہیں، بلکہ اشاعرہ نے حسن وقبح کے عقلی ہونے کی بحث میں خود تصریح کی ہے کہ بندے کا فعل اضطراری غیر ارادی ہے تو وہ کیسے حسن وقبح سے عقلاً موصوف ہوسکتا ہے، امام ابوالحسن اشعری نے یہ تصریح کی ہے کہ بندہ تو صرف فعل کا محل ہے اور بس، اور امام فخر الدین اور علامہ سعدالدین جیسے بڑے اشاعرہ نے آخری دور میں تصریح کی ہے کہ نتیجۃً جبر لازم ہے اور بندہ مختار کی صورت میں مجبور ہے اور ملا علی قاری نے منح الروض میں ان کی اتباع کرتے ہوئے اسی کو انصاف قرار دیا ہے، اور یہ بات قطعًا اجماعی اور سماعی طور پر معلوم ہے کہ بندے کو ایجاد میں کوئی دخل نہیں ہے تو اس کا ارادہ اس کے قول کی طرح صرف اور صرف اللہ تعالٰی کی مخلوق ہے اب صرف ارادے کا فعل سے تعلق باقی ہے جس کو قصد کا نام دیا جاتا ہے تو اس کے لئے انہوں نے کہا ہے کہ اس پر اللہ تعالٰی نے بندے کو قادر فرمایا ہے اور یہ قصد کسی شیئ کے خلق میں دخیل نہیں ہے جیسا کہ تو معلوم کرچکا ہے تو اس باب میں ہمارے سادات احناف کا یہ نزاع ہے۔ لیکن میرا معاملہ تو وہ ہے جو میں نے اپنی کتاب الدولۃ المکیہ کے حاشیہ الفیوض الملکیہ میں ذکر کردیا ہے کہ میں اس گہرائی میں نہیں پڑتا، میرا تو صرف وہ ایمان ہے (وللّٰہ الحمد) جس کو قرآن نے

واجمع علیه الفریقان،شهدت به البداهة وادی الیه البرهان،ان لاجبرولاتفویض ولکن امربین امرین، (وسرت اسرد فیه الکلام الی ان قلت) فالتکلیف حق، والجزاء حق،والحکم عدل، والاعتراض کفر، والاستبداد ضلال، والتحجر جنون،والجنون فنون، ولا حجة لاحد علی الله تعالٰی مهما فعل ولله الحجة البالغة، لایسئل عما یفعل وهم یسئلون، فهٰذا ایماننا ولانزید علیه وان سئلنا عما ورائه قلنا لا ندری ولاکلفنا به ولا نخوض بحرا لانقدر علی سباحته نسأل الله الثبات علی دین الحق وسدا جته،والحمد لله رب العٰلمین اھ[1]

ثابت کیا، جس پر دونوں فریق متفق ہیں، جس پر بداہت شاہد ہے اور جس پر دلیل و برہان نے آگاہی دی ہے کہ نہ جبر ہے نہ تفویض ہے بلکہ ان دونوں چیزوں کے بین بین ایک امر ہے، میں نے اپنا کلام جاری رکھتے ہوئے آخر میں یہ کہا کہ تکلیف حق ہے، جزاء حق ہے اور حکم عدل اور انکار کفر ہے، بندہ کو مستقل بنانا گمراہی ہے اور اس کو پتھر بنانا جنون ہے اور جنون کئی قسم ہے اور اللہ تعالٰی جو کرتا ہے اس پر کسی کو اعتراض نہیں ہے، کامل حجت اللہ تعالٰی کی ہے وہ جو کرے اس پر اعتراض نہیں، لوگ جو کریں ان سے پوچھ ہوگی، پس ہمارا تو یہ ایمان ہے اور بس، اس سے زائد کوئی ہم سے سوال کرے تو کہہ دیں گے، کہ ہم نہیں جانتے اور نہ ہم اس کے مکلّف ہیں، ہم اس سمندر میں غوطہ زن نہ ہونگے جس میں تیراکی نہیں کرسکتے، ہم تو اللہ تعالٰی سے اس کے دین پر ثابت قدمی اور سادہ فہمی کی دعا کرتے ہیں والحمدللہ رب العالمین اھ

وثالثًا: الخلق لغة وعرفا وشرعا هوالایجاد بالاختیار، قال تعالٰی "اَلَا یَعۡلَمُ مَنۡ خَلَقَ ؕ"[2]، فافادان العلم لازم للخلق وذٰلك هوالایجاد بالقصد فان الموجب لایجب ان یعلم الموجب من جهة کونه موجبا

ثالثًا: لغت، عرف اور شرع میں خلق کا معنٰی "اختیار سے کسی چیز کو ایجاد کرنا" ہے، اللہ تعالٰی کا ارشاد ہے **الایعلم من خلق** یعنی کیا تخلیق کرنے والا علم نہیں رکھتا، تو اس آیہ کریمہ نے یہ فائدہ دیا کہ خلق کو علم لازم ہے جبکہ یہی ایجاد بالقصد ہے، اس کے برخلاف موجب کے لئے ضروری نہیں کہ وہ موجب ہونے کی حیثیت سے موجب کو جانے۔

---

[1] الفیوضات الملکیة تعلیقات الدولة المکیة مطبعة اہل السنة والجماعت بریلی ص ۲۲

[2] القرآن الکریم ۶۷/ ۱۴

وان علم علمه من جهة اخرى واما ما نوزع فيه بان الدلالة بالتتمة "وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ" [1]. **فاقول:** كونه لطيفا خبيرا كاف فلو لم يكف للخالقية لكان اقحام من خلق مستدركا، على انه قد تواتر من القراء الوقف على من خلق فهى جملة مستقلة ولا توقف لها على مابعدها والحق ان الكل دليل مستقل. فلو كان قصدنا بخلقنا لكان بقصد نا وكل احد يعلم من وجدا نه انما يريد الفعل لا انه يريد ان يريد ثم يريد۔

ورابعًا، لايخالف ملأ حتى المعتزلى ان الارادة الكلية فينا ليس بخلقنا بل خلق ربنا خالق القول والقدر، فلا يكون لنا ان كان الا القصد الجزئی۔

اقول: وليست كلية الارادة المخلوقة فی عبدا نها نوع تحته افراد بل هی صفة شخصية قائمة بشخص وانما كليتها بمعنى الاطلاق

اگر وہ اسے جانے گا تو دوری جہت سے جانے گا اور یہ نزاع کہ علم پر اس آیہ کریمہ کا تتمہ دلالت کررہا ہے تو **میں کہتا ہوں** کہ اللہ تعالٰی کا لطیف و خبیر ہونا خالقیت کے لئے کافی ہے اور اگر یہ خالقیت کیلئے کافی نہ ہو تو پھر اس آیہ کریمہ کے درمیان "**من خلق**" کا ذکر زائد قرار پائے گا، اس کے علاوہ قراء حضرات کا "**من خلق**" پر وقت تواتر سے منقول ہے لہٰذا یہ مستقل جملہ ہے جس کا معنٰی مابعد پر موقوف نہیں ہے، اور حق تو یہ کہ یہ دونوں جملے خالق کے عالم ہونے پر مستقل دلیل ہیں تو اگر ہمارا قصد ہمارے خلق سے ہو تو وہ بھی ہمارے قصد سے ہوگا اور ہر ایک اپنے وجدان سے جانتا ہے کہ یہ فعل کا قصد اور ارادہ ہے نہ کہ یہ ارادے کا ارادہ ہے اور پھر اس ارادے کے لئے ارادہ کرنا ہوگا (تو اگر یہ قصدوارادہ فعل کیلئے نہ ہو بلکہ ارادے کے لئے ہو تو یوں ارادہ در ارادہ سے تسلسل لازم آئے گا)

رابعًا، کوئی گروہ حتی کہ معتزلہ حضرات بھی اس بات سے انکاری نہیں ہیں کہ ہمارا کلی ارادہ ہمارا خلق نہیں ہے بلکہ یہ ارادہ کلیہ ہم میں اللہ تعالٰی کا خلق ہے، اور ہمارا رب خالق قول اور خالق قدر ہے، تو یہ ارادہ کلیہ ہمارا خلق نہیں، اگر ہمارا ہے تو صرف جزئی ارادہ ہے۔ **اقول:** (میں کہتا ہوں) بندے میں پیدا شدہ ارادہ اس معنی میں کلیہ نہیں کہ اس کے تحت کئی افراد ہوں بلکہ یہ ایک صفت ہے جو شخصی ہے اور ایک شخص سے قائم ہے، اس ارادے کی کلیت اس معنی میں ہے کہ یہ ارادہ تمام

[1] القرآن الکریم ۶۷ /۱۴

| عن التعلقات فکلما تعلقت بمقدور معین سمیت جزئیۃ،فما القصد الجزئی الاخصوص تعلق تلك الصفۃ الشخصیۃ بفعل شخصی والتعلق امر اضافی لاوجود لہ فی الاعیان فان اسند الی العبد لم یکن فی شیئ من الخلق فلم عدلتم عن قول الحنیفۃ وملتم الی تخصیص النصوص۔ **وخامسًا**^{عـــہ} ھب ان القصد بالقصد | تعلقات سے خالی ہے توجب اس کا تعلق کسی جزئی اور معین مقدور سے ہوتا ہے تو وہی ارادہ جزئی کہلاتا ہے لہٰذا جزئی قصد وارادہ صرف اسی معنٰی میں ہے کہ اس شخصی صفت کا شخصی فعل سے خصوصی تعلق ہوتا ہے جبکہ یہ تعلق ایک نسبت و اضافت ہے جس کا خارج میں کوئی وجود نہیں ہے،لہٰذا اگر اس قصد جزئی کو بندے کی طرف منسوب کیا جائے تو کسی بھی چیز کا خلق نہ ہوگا(کیونکہ یہ خاص تعلق ہے جس کا کوئی وجود نہیں ہے)توآپ حضرات نے کس خاطر احناف رضی اللہ تعالٰی عنہم کے قول سے اعراض کیا اور کیوں نصوص میں تخصیص کا تکلف کیا۔**خامسًا،** تسلیم کرلیں کہ قصد وارادہ کے لئے |

عـــہ:**اقول** وھنا دلیلان اٰخران یمکن لہ الجواب عنھما۔

سادسًا:"وَمَاتَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ یَّشَآءَ اللّٰہُ ط"[1] فمشیتنا لیست بمشیتنا بل بمشیۃ ربنا۔

سابعًا: ورد مرفوعا وانعقد اجماع المسلمین علٰی قولھم ماشاء اللہ

اقول(میں کہتاہوں)یہاں دو دلیلیں اور ہیں،ان کا جواب ممکن ہے،پہلی سادسًا اور دوسری سابعًا ہے۔

سادسًا، اللہ تعالٰی کے ارشاد"تم نہیں چاہوگے سوائے اس کے کہ اللہ تعالٰی چاہے"کی رو سے ہماری کوئی مشیت نہیں ہے اگر ہے تو اللہ تعالٰی کی مشیت سے ہے(توبندے کا مجبور ہونا ثابت ہے)

سابعًا، مرفوع حدیث اور اجماعِ مسلمین سے ثابت ہے کہ یہ مسلم قول ہے جو اللہ تعالٰی چاہے گا وہ (باقی اگلے صفحہ پر)

[1] القرآن الکریم ۷۶/ ۳۰

فلابد من الانتهاء الی قصد لیس بالقصد والا تسلسل فی الاعیان لانه وجودی عندکم، واذا انتهی الامر الی الایجاب انتهی الاختیار لزم القرار علی ماکان منه الفرار ماقولهم الوجوب بالاختیار لا ینافی الاختیار بل یحققه۔**اقول**:لیس هذا وجوبا بالاختیار بل اختیار بالوجوب ای لایستطیع ان لا یختار وهو ینافی الاختیار بمعنی التمکن من الترك قطعًا فیعود المحذور واردا علی القائلین بالتاثیر فی الحال ایضا ولا محیص بماقالوا	بھی قصد ضروری ہے تو لازمًا آخر میں ایسا قصد ہوگا ورنہ تو خارج میں تسلسل کا وجود لازم آئے گا کیونکہ تمہارے ہاں قصد وجودی چیز ہے، توجب آخر میں قصد خود بخود بغیر قصد پایا گیاتو یہ بطور ایجاب ہوگااور اختیاری نہ ہوگا یہی وہ جبر ہے، تو نے جس سے فرار اختیار کیا وہی پیش آیا، لیکن یہاں ان کا یہ کہنا کہ یہ وجوب بالاختیار ہے جو اختیار کے منافی نہیں بلکہ اس کے بندے کا اختیار ثابت ہوتا ہے، **اقول**: (میں کہتا ہوں) یہ وجوب بالاختیار نہیں بلکہ اختیار بالوجوب ہے یعنی بندہ کو اس کے اختیار نہ کرنے کی استطاعت نہ ہوگی، یہ تو قطعاً اختیار بمعنی قدرت ترک کے منافی ہے تو خرابی کا عود لازم آیا جو بندے کے لئے حال میں تاثیر کے قائل ہیں ان پر بھی یہ اعتراض وارد ہوگا، اور ان کا یہ کہنا کہ قصد اعتباری چیز ہے جس میں

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

کان ومالم یشاء لم یکن فلولم یشاء مشیتنالما کانت لکن کانت فقد شاء ها والجواب عنهما مشیتنا بمشیتنا لمشیته ان تکون بمشیتنا ویخص الاول ان المعنی لاتشاؤن شیئا من افعالکم الاماشاء الله ان یخلقه عند مشیتکم ۱۲ منه۔

ہوگا اور جو نہ چاہے گا نہ ہوگا، تو اگر اللہ تعالٰی ہماری مشیئت کو نہ چاہے تو نہ ہوگی، لیکن ہماری مشیئت پائی جاتی ہے لہٰذا اللہ تعالٰی نے اس کی مشیئت فرمائی ہے (تو بندے کے لئے جبر ثابت ہے) دونوں دلیلوں کاجواب یہ ہے کہ ہماری مشیئت کا وجود ہماری مشیئت سے ہے کہ اللہ تعالی کی مشیئت ہے کہ بندے کی مشیئت پائی جائے، اور پہلی دلیل میں آیہ کریمہ میں تخصیص یوں ہوگی تم اپنے افعال سے کچھ نہ چاہوگے مگر جب اللہ تعالٰی تمہاری مشیت سے اس کو پیدا کرنا چاہے گا ۱۲ منہ (ت)

ان القصد اعتباری فلیتسلسل وذٰلك لانه فی المبدء محال ولوفی الاعتباریات **اقول** لان سر تجویزہ ھو انقطاعه بانقطاع الاعتبار وھٰھنا حیث انقطع انقطع ماتحته لانعدام العلة فینعدم الفعل، ولابان قصد القصد عین القصد فان المحتاج کیف یکون عین المحتاج الیه ولا بانه عدمی فلایحتاج الٰی مؤثر فان کل متجدد لاغناء له عن مؤثر ولو عدمیا کالعمی ولابان اختیار المختار لایعلل کایجاب الموجب، **اقول** نعم لایسأل لم خصص ھذا لاذاك کما حققته فی رسالة "الافھام المصحح للترجیح بدون مرجح" التی الفتھا بعد ورود ھذاالاستفتاء اما نفس التخصیص فمتجدد ولیس له عن المؤثر محیص، فان قال الکل لانرید بالاختیاری الامایقع بالاختیار او عند الاختیار وان لم یکن الاختیار بالاختیار

تسلسل ہوسکتا ہے (یہ قول بھی اس اعتراض سے ان کو نجات نہیں دے سکتا) کیونکہ اس تسلسل کے مبدء میں (بلاقصد ہونا) ایک محال چیز ہے اگرچہ یہ اعتباری چیزوں کا تسلسل بھی ہو **اقول**: (میں کہتا ہوں) اعتباریات میں تسلسل کے جواز کا قول اس بنیاد پر تھا کہ یہ اعتبار کے انقطاع سے منقطع ہوجاتا ہے تو یہاں جب اعتباری قصد منقطع ہوگیا تو تسلسل بھی ختم ہوگیا کیوں کہ علت (قصد) جب ختم ہوگئی تو فعل ختم ہوجائے گا، اس تسلسل کے جواز کی بنیاد یہ نہیں کہ قصد کا قصد عین وہی قصد ہوتا ہے کیونکہ یہ غلط ہے اس لئے دوسرا قصد پہلے کی طرف محتاج ہے اور پہلا محتاج الیہ ہے تو محتاج کا عین محتاج الیہ ہونا کیونکر ہوسکتا ہے، اور اس کے جواز کی بنیاد یہ بھی نہیں، کہ قصد عدمی ہے تو عدمی کسی مؤثر کا محتاج نہیں ہوتا، یہ اس لئے غلط ہے کہ قصد متجدد ہوتا ہے تو متجدد چیز مؤثر سے مستغنی نہیں ہوسکتی اگرچہ وہ متجدد عدمی ہو، جیسا کہ بینانہ ہونا، اور اس کے جواز کی وجہ یہ بھی نہیں کہ مختار کے اختیار کے لئے کسی اور علت کی ضرورت نہیں، جیسا کہ موجِب کے ایجاب کے لئے ضرورت نہیں، **اقول** یہ اس لئے غلط ہے کہ مختار کے اختیار سے تخصیص ہوتی ہے تو اس تخصیص کے متعلق وجہ نہیں پوچھی جاسکتی کہ اس کو کیوں خاص کیا یا اسکو کیوں خاص نہ کیا مختار کو اختیار تخصیص کی تحقیق میں نے اپنے رسالہ الافھام المصحح للترجیح بدون المرجح میں کی ہے جس کو میں نے اس استفتاء کے بعد تالیف کیا ہے لیکن

قلنا ان دفع قول الاشعری ان فعل العبد اضطراری ولکن این المحیص من ثبوت الحجة للعبد فی المعاصی فانه یقول ماخلقت وانما قصدت وماکان قصدی ایضًا باختیاری فماذنبی، **واعلم** ان الکلام ھٰھنا ینجر الی حویصة اخری امر وادھی، لاتنحل بانامل الافکار الابتوفیق العزیز الغفار ولعصوبة ھذاسکت عنه مثل السید الشریف فی موضعین من شرح المواقف والتزم مصیبته البحر فی الفواتح والعیاذ باللّٰه تعالٰی وتتبعت کلمات المتکلمین و الاصولیین من جمیع مظان ھذا البحث الیھا فاجتمعت لی منھا ثمانیة اجوبة لاغناء فی شیئ منھا ثم المولٰی سبحٰنه وتعالٰی فتح بفضله وھدانی للجواب الحق کما اوردت کل ذٰلك فی رسالتی "تحبیرالحبر بقصم الجبر ۱۳۲۹ھ" التی الفتھا بعد ورود ھذا الاستفتاء قبل ان انھی الجواب عنه فنکل ھذا البحث قبل ان انھی الجواب عنه فنکل ھذا البحث الیھا ونفیض فیما کنا فیه فنقول لھم تبین ان

نفسِ تخصیص تومتحدد ہے جس کو مؤثر سے غنیٰ نہیں، اور تمام مذکور حضرات یہ کہیں کہ اختیاری سے ہماری مراد یہ ہے کہ وہ مختار سے یا اختیار پر صادر ہوا اگرچہ وہ اختیار اختیاری نہ ہو، توہم کہیں گے کہ یہ بات اگرچہ اشعری کے اس قول کے لئے دافع ہوجائیگی کہ بندے کا فعل اضطراری ہے، لیکن قیامت کے روز گناہوں پر جواب طلبی کے وقت بندے کی اس حجت، کہ میں نے گناہ کے فعل کی تخلیق نہ کی صرف قصد کیا، اور میرا قصد اختیاری بھی نہ تھا تو گناہ میرا کیسے ہوگیا، کا جواب کیسے بنے گا تو خلاصی نہ ہوئی، اور معلوم ہونا چاہئے کہ یہاں کلام ایک نئی مشکل میں پڑگیا ہے جو مشکل ترین ہے اوراللہ تعالٰی العزیز الغفار کی توفیق کے بغیر افکار کے ذریعہ حل نہیں ہوسکتی بحث کی اس صعوبت کی بناء پر سید شریف نے شرح المواقف کے دو مقام پر خاموشی اختیار کرلی، اور بحر العلوم نے فواتح میں اس کو مصیبت تسلیم کیا ہے، والعیاذ باللہ تعالٰی، اس معاملہ میں متکلمین اوراصولیین کے مواقعِ بحث کی میں نے چھان بین کی تو مجھے وہاں سے آٹھ جواب ملے جن سے کوئی تسلی بخش اطمینان نہ ملا، پھر مولٰی تعالٰی نے اپنے فضل اور رہنمائی سے حق جواب کا راستہ کھول دیا، جیسا کہ میں نے اس تمام بحث کو اپنے رسالہ "تحبیر الحبر بقصم الجبر" میں لایا ہوں، اس رسالہ کو میں نے اس استفتاء کے ورود کے بعد اور اس کے جواب کو مکمل کرنے سے قبل تالیف کیا ہے، تو میں اس بحث کو اس کے سپرد کرتا ہوں اور اپنی جاری کلام میں چل رہا ہوں، توہم ان سے

ما زعمتم ان الحاجة تندفع به فماحملکم علی تخصیص النصوص، وانت تعلم ان ھذا کما یکفی للرد علی المحقق رحمہ اللہ تعالٰی کذٰلك لرد کل مایدعی العبد خالقاله من فعل اوعزم اوغیر ذٰلك للخلاص من ھذہ الورطة الظلماء، فان الکلام یجری فی الکل، ولایزال یتسلسل الابالانتہاء الی الالجاء، وھذامانقل فی شرح المقاصد وغیرہ عن المحققین ان المآل ھوالجبر فثبت بالبرھان اسناد خلق شیئ ماالی العبد مع کونه مخالفًا للقراٰن العظیم والاجماع القدیم والدین القویم لایسمن ولایغنی من جوع، فوجب حمل کلام اللہ تعالٰی علی عمومه والایمان بان لاخالق الااللہ تعالٰی، ثم البداھة شاھدة بالفرق بین البشروالحجر فلاجبر ولا تفویض ولکن امربین امرین، ولا یلزم للعلم بحقیقة شیئ العلم بحقیقته کما بینته فی "ثلج الصدر لایمان القدر" وھذا ھو العلم الموروث عن رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی

گزارش کررہے ہیں کہ واضح ہوچکا ہے کہ تمہاری مجبوری والی حاجت اس سے ختم ہوگئی ہے تو پھر کس لئے تم نصوص کی تخصیص کررہے ہو۔آپ جانتے ہیں کہ جس طرح یہ بیان محقق رحمہ اللہ تعالٰی کے رد کے لئے کافی ہے اسی طرح ان تمام لوگوں کے رد کے لئے کافی ہے جو بندے کو فعل یا عزم وغیرہ کیلئے خالق ہونے کا دعوی کرتے ہیں اور اس اندھیری نگری سے خلاصی دینے کے لئے کافی ہے کیونکہ یہ کلام تمام لوگوں کے موقف پر جاری ہوتا ہے اور یہ سلسلہ کلام جاری رہے گا تاوقتیکہ جبر تک انتہا نہ ہوجائے، اور یہی کچھ ہے جو شرح المقاصد وغیرہ میں محققین سے منقول ہے کہ بالآخر معاملہ جبر پر ختم ہوتا ہے، تو برہان سے ثابت ہوگیا ہے کہ بندے کی طرف کسی چیز کے خلق کو منسوب کرنا باوجودیکہ، قرآن قدیم، اجماع اور دین قویم کے مخالف ہے، نہ کسی طرح مفید ہے اور نہ ہی کسی حاجت میں کارآمد ہے، تو ضروری ہے کہ اللہ تعالٰی کے کلام کو اس کے عموم پر محمول کیا جائے اور اللہ تعالٰی کے سوا کسی کے خالق نہ ہونے پر ایمان رکھا جائے، پھر بداہت اس بات پر شاہد ہے کہ بشر اور حجر میں فرق ہے لہٰذا جبر کا قول نہ کیا جائے اور نہ ہی تفویض کی بات کی جائے بلکہ ان دونوں کے درمیان معاملہ ہے، اور کسی چیز کے حق ہونے کے علم سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس کی حقیقت کا علم ہوجائے جیسا کہ میں نے اپنے رسالہ "ثلج الصدر لایمان بالقدر" میں بیان کیا ہے یہی وہ علم ہے

علیه وسلم ومن رام فوقه فانمایرومر خرط القتاد۔

اقول: ومن الدلیل القاطع علی بطلان کل کلام ارید به حل هذه العقدة ماتواتر عن النبی صلی الله تعالٰی علیه وسلم من نهیه الامة حتی اجلة صحابة الکرام الذین کانوا اعقل واعلم وافهم من کل من بعدهم عن الخوض فیه وقد اخرج الطبرانی فی المعجم الکبیر عن ثوبان رضی الله تعالٰی عنه مولٰی رسول الله صلی الله تعالٰی علیه وسلم قال اجتمع اربعون من الصحابة رضی الله تعالٰی عنهم ینظرون فی القدر والجبر فیهم ابوبکر وعمر رضی الله تعالٰی عنهما، فنزل الروح الامین جبرئیل علیه الصلٰوة والسلام فقال یامحمد اخرج علی امتك فقد احدثوا، فخرج صلی الله تعالٰی علیه وسلم ملتمعالونه متوردة وجنتاه کانما تفقأ بحب الرمان الحامض، فنهضوا الی رسول الله صلی الله تعالٰی علیه وسلم حاسرین اذرعهم ترعدا کفهم واذرعهم، فقالوا

جو رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے وراثت میں ملا ہے اور جو شخص اس سے زائد کا متلاشی ہے وہ ناممکن کا متلاشی ہے۔

اقول: (میں کہتا ہوں) اس پیچیدہ بحث میں ہر کلام کے بطلان پر ایک قاطع دلیل وہ ہے جو تواتر کے ساتھ حضور علیہ الصلٰوۃ والسلام سے منقول ہے کہ آپ نے اپنی امت حتی کہ اجلہ صحابہ کرام جو کہ اپنے بعد والے لوگوں سے ہر طرح زیادہ عقل، زیادہ علم اور زیادہ فہم والے تھے، کو اس خطرناک بحث سے منع فرمایا چنانچہ امام طبرانی نے معجم کبیر میں حضرت ثوبان رضی اللہ تعالٰی عنہ جو حضور علیہ الصلٰوۃ والسلام کے آزاد کردہ تھے، سے روایت کیا کہ چالیس صحابہ کرام جن میں ابوبکر اور عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما بھی تھے جمع ہو کر جبر وقدر میں بحث کرنے لگے تو روح الامین جبرائیل علیہ الصلٰوۃ والسلام حضور علیہ الصلٰوۃ والسلام کے دربار میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیک وسلم! آپ باہر اپنی امت کے پاس تشریف لے جائیں انہوں نے ایک نیا کام شروع کردیا ہے، تو حضور علیہ الصلٰوۃ والسلام باہر اس حال میں تشریف لائے کہ غصہ سے آپ کا چہرہ مبارک سرخی میں اس طرح نمایاں تھا جیسے سرخ انار کا دانہ آپ کے رخسار مبارک پر نچوڑا گیا ہو، تو صحابہ کرام حضور علیہ الصلٰوۃ والسلام کی اس کیفیت کو دیکھ کر کھلے بازو حضور علیہ الصلٰوۃ والسلام کے استقبال

تبنا الی اللہ ورسولہ۔فقال اولٰی لکم ان کدتم لتوجبون۔اتانی الروح الامین فقال اخرج الی امتك یامحمد فقد احدثت [1] اھ افتری ان ھذا الغضب الشدید والنھی الاکید کان لان ابابکر وعمر وسائر الصحابۃ رضی اللہ تعالٰی عنھم لم یکونوا اھلالان یعرفوا کلمۃ سھلۃ خفیفۃ ان العزم لکم والباقی لربکم اوغیر ذٰلك مایزعمہ زاعم کلابل ھو دلیل قاطع علی ان الامر سر لاتبلغہ العقول ولایحیط بہ البیان۔وان لاخیر للامۃ فی کشفہ علیھم والالماضن اللہ بہ ورسولہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فالحق الناصع ماعلیہ ائمۃ السلف ان الامر بین لاولا ولا مصدر لنا الاٰن فوق ذٰلك ومانحن من المتکلفین الحمدللہ رب العٰلمین	کے لئے آگے بڑھے درانحالیکہ ان کے ہاتھ اور بازو کانپ رہے تھے اور عرض کی ہم نے اللہ تعالٰی اور رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے دربار میں توبہ پیش کی تو آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا قریب تھا کہ تم اپنے پر جہنم کو واجب کرلیتے، میرے پاس جبرائیل امین تشریف لائے اور کہا کہ آپ باہر امت کے پاس جائیں انہوں نے حادثہ کردیا ہے، الخ،آپ نے یہ شدید غضب اور پُرتاکید نہی دیکھ لی اور کیا یہ اس وجہ سے تھی کہ ابوبکر اور عمر فاروق و دیگر صحابہ رضوان اللہ تعالٰی علیہم اجمعین معمولی سی اس بات کو سمجھنے کے اہل نہ تھے کہ عزم بندے کا خلق ہے اور باقی سب اللہ تعالٰی کی مخلوق ہے یا جیسا کہ گمان کرنے والوں نے یہ گمان کیا ہرگز ہرگز یہ بات نہ تھی بلکہ یہ اس بات پر قطعی دلیل تھی کہ جبر وقدر کا معاملہ ایک راز ہے جس تک عقلوں کی رسائی نہیں اور جس کو احاطہ بیان میں نہیں لایا جاسکتا اور اس راز کو عیاں کرنے میں امت کے لئے بھلائی نہیں ورنہ اللہ تعالٰی اور اس کا رسول صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اس کے بیان پر بخیل نہ تھے،تو خالص حق وہی ہے جس پر ائمہ سلف قائم رہے کہ یہ معاملہ نہ جبر ہے نہ قدر ہے بلکہ دونوں کے درمیان ایک امر ہے جس کو اب تک ہم پر اس سے زائد واضح نہیں کیا گیا اور نہ ہی ہم تکلف میں مبتلا ہوں گے،الحمدرب العٰلمین۔(ت)

[1] العجم الکبیر حدیث ۱۴۲۳ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۲/ ۹۵و۹۶

بالجملہ یہ بحث کہ نصوص کے خلاف، اجماع کے خلاف، اشعریہ کے خلاف، حنفیّہ کے خلاف، وجدان کے خلاف، برہان کے خلاف، کیا عقیدہ اہلسنت ہوسکتی ہے، یا امام ابن الہمام کا یہ عقیدہ ہے حاش ﷲ، **عقیدہ** وہی ہے جو خود ہمارے رب عزوجل نے فرمایا: "**هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَيْرُ اللّٰهِ**"[1] (کیااللہ تعالٰی کے بغیر کوئی خالق ہے۔ت) اور فرمایا: "**اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ**"[2] (صرف اسی کے لئے خلق اور امر ہے۔ت) اور فرمایا: "**اَفَمَنْ يَّخْلُقُ كَمَنْ لَّا يَخْلُقُ**"[3] (توکیا پیدا کرنے والا اس کی طرح ہے جو پیدا نہیں کرتا۔ت) اور فرمایا: "**لَا يَخْلُقُوْنَ شَيْـًٔا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ**"[4] (وہ کسی چیز کو پیدا نہیں کرتے جبکہ وہ خود مخلوق ہیں۔ت)

عقیدہ وہی ہے جو خود امام ابن الہمام نے اسی اصل کے آغاز میں لکھا کہ **ان اللہ لاخالق سواہ**[5] (بیشک اللہ تعالٰی کے سوا کوئی خالق نہیں۔ت)

عقیدہ وہی ہے جو خود امام ممدوح نے اسی کتاب مسایرہ کے آخر میں لکھا، جہاں عقائد اہلسنت کی فہرست دی اور تادمِ مرگ اس پر اپنے ثابت قدم رہنے کی دعا کی کہ فرماتے ہیں:

ولنختم الکتاب بایضاح عقیدۃ اھل السنۃ و الجماعۃ، وھی انہ تعالٰی واحد لاشریک لہ، منفرد بخلق الذوات وافعالھا.[6] (الٰی ان قال علیہ رحمۃ ذی الجلال) واللہ سبحٰنہ نسألہ من عظیم جودہ وکبر منہ ان یتوفانا علٰی یقین ذٰلک مسلمین انہ ذو الفضل العظیم، وھو	ہم اپنی کتاب کو اہلسنت وجماعت کے عقیدہ کی وضاحت پر ختم کرتے ہیں، اور وہ یہ ہے کہ اللہ تعالٰی واحد لاشریک ہے وہ ذات اور افعال کے پیدا کرنے میں منفرد ہے، اور ان رحمہ اللہ تعالٰی نے آخر میں یوں فرمایا، اور اللہ سبحانہ وتعالٰی کے جودو کرم اور اس کی کبریائی سے ہم سوالی ہیں کہ وہ ہمیں اس پختہ یقین حالت اسلام میں وفات نصیب فرمائے، وہ بڑے فضل والا ہے، اور وہی

---

[1] القرآن الکریم ۳۵/ ۳

[2] القرآن الکریم ۷/ ۵۴

[3] القرآن الکریم ۱۶/ ۱۷

[4] القرآن الکریم ۱۶/ ۲۰

[5] المسایرۃ متن المسامرۃ العلم بانہ تعالٰی لاخالق سواہ المکتبۃ التجاریۃ الکبرٰی مصر ص۹۶

[6] المسایرۃ متن المسامرۃ ختم المصنف کتابہ ببیان عقیدہ اہلسنت المکتبۃ التجاریۃ الکبرٰی مصر ص۳۹۰

حسبنا ونعم الوکیل، ولاحول ولاقوۃ الاباللہ العلی العظیم[1]۔	ہمیں کافی ہے اور بہترین وکیل ہے، ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ (ت) **عقیدہ** وہ ہے جو امام صدر الشریعۃ کی توضیح سے گزرا، (یہ رسالہ ناقص ملا)

مسئلہ ۷۵: از ڈیرہ غازی خاں، بلاک ۱۲، مرسلہ مولوی احمد بخش صاحب ۲۱ ذی القعدہ ۱۳۳۹ھ

حضرت ملک العلماء والفضلاء ثقتی رجائی **ادام اللہ تعالٰی ظلہ علی رؤس المستفیضین!** نیاز بے انداز و شوقِ زیارت کے بعد جن کا کوئی حد و انداز نہیں، گزارش، میں دیوبندیوں کو امکان کذب کے متعلق سخت مبغوض اور ملحد جانتا تھا ان ایام میں جہد المقل مؤلفہ محمود حسن دیوبندی کا اتفاقِ مطالعہ ہوا تو عقلی دلائل کی پرواہ نہ کرکے کتب معتبرہ کی نقول وروایات جو اس میں موجود ہیں سخت مخالف عقیدہ خود ثابت ہوئی ہے، سوا اس کے کوئی چارہ نہ ملا کہ حضور کی خدمت میں دریافت کرنے سے یہ مشکل حل ہو، اگر کوئی جہد المقل کا جواب مفصل یا کوئی اور تسلی بخش رسالہ یا کتاب چھپی ہو تو کسی خادم کے نام حکم فرما کر کہ وی پی بھیج دیں ممنون فرمائیں، ورنہ مجھے مطمئن فرمادیں کہ شرح مقاصد وشرح مواقف وشرح طوالع ومسائرہ وغیرہ کتبِ کثیرہ کی عبارات کا کیا جواب ہے جن میں صاف طور پر موجود ہے کہ خدائے پاک جل شانہ سے صدور قبائح ممکن ہے، **فقط**۔

الجواب:

بملاحظہ مولٰینا المکرم ذی المجد الاتم والفضل والکرم دامت معالیہ وبورکت ایامہ ولیالہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، نامی نامہ بریلی سے واپس ہوکر یہاں آیا، فقیر ۱۲ ربیع الاول شریف کی مجلس مبارک پڑھ کر شام سے سخت علیل ہوا کہ ایسا مرض کبھی نہ ہوا تھا، میں نے وصیت نامہ لکھوادیا، بارے بحمدہٖ تعالٰی مولٰی عزوجل نے شفا بخشی ولہ الحمد۔ اسی دوران میں آپ کا قصیدہ حمیدہ نعتیہ آیا تھا مجھ میں دیکھنے کی قوت کہاں تھی وہ کاغذات میں مل گیا اور مہینوں گم رہا، مجھے زیادہ ندامت اس کی تھی کہ جناب نے تحریر فرمایا کہ اس کا مثنٰی یہاں نہیں، اب الحمد للہ مہینوں کے بعد مل گیا، زوال مرض کو مہینے گزرے مگر جو ضعف شدید اس سے پیدا ہوا تھا اب تک بدستور ہے۔ فرض ووتر اور صبح کی سنتیں بدقت کھڑے ہوکر پڑھتا ہوں باقی سنتیں بیٹھ کر۔ مسجد میرے دروازے سے دس بارہ قدم ہے وہاں تک چار آدمی کرسی پر بٹھا کرلے جاتے اور لاتے، اور باقی امراض کہ کئی برس سے کاللازم ہیں بدستور ہیں، کبھی ترقی کبھی تنزل،

والحمدللہ علٰی کل حال واعوذ باللہ من حال اھل النار۔	تمام تعریفیں ہر حال میں اللہ تعالٰی کے لئے ہیں اور دوزخیوں کے حال سے میں اللہ تعالٰی کی پناہ مانگتا ہوں (ت)

[1] المسایرۃ متن المسامرۃ ختم المصنف کتابہ ببیان عقیدۃ اہلسنت اجمالاً المکتبۃ التجاریۃ الکبرٰی مصر ص ۳۹۵

حاش للہ استغفر اللہ معاذاللہ یہ بطور شکایت نہیں بلکہ صرف معذرت کیلئے اظہار واقعیت، اس کی وجہ کریم کو حمد ابدی ہے بعزتہ وجلالہ سر سے پاؤں تک ایک ایک رونگٹے پر کروڑوں بے شمار نعمتیں ہیں لاکھوں بے حساب عافیتیں ہیں۔

ولہ الحمد حمدا کثیرا طیبا مبارکا فیہ کما یحب ربنا ویرضی ملأ السمٰوٰت وملأ الارض وملأ ماشاء من شیئ بعد والحمدللہ رب العالمین۔	حمد اسی کے لئے ہے ایسی حمد جو بہت زیادہ پاک، برکت والی ہے جیسے ہمارا رب چاہے آسمان بھر، زمین بھر اور ہر وہ شیئ بھر جو وہ چاہے، اور تمام تعریفیں اس معبود کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے (ت)

ان حالات میں شدت گرما سے گھبرا کر رمضان شریف کرنے اور گرمیاں گزارنے ۲۹ شعبان سے یہاں پہاڑ پر آیا، طالب دعا ہوں، یہ کمزوری یہ قوت ضعف یہ علالتیں پھر میری تنہائی اور اس پر اعدائے دین کا چاروں طرف سے نرغہ، اسی کی پھر اس کے حبیب صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی مدد ہے کہ برابر دفعِ اعداءِ دین ودشمنانِ اسلام میں وقت صرف ہوتا ہے،

تقبل المولٰی بکرمہ ولہ الحمد علی نعمہ۔	مولا تعالٰی اپنے کرم سے قبول فرمائے اور اس کی نعمتوں پر اسی کے لئے حمد ہے (ت)

یہاں آکر بھی پانچ رسالے رد خبثاء میں تصنیف ہو چکے ہیں اور چھٹا زیر تصنیف ہے۔ یہ سوال کہ جناب نے فرمایا مدت ہوئی اس کے جواب میں بھی ایک مستقل رسالہ "القمع المبین لآمال المکذبین" تصنیف کر چکا ہوں جو میرے رسالہ "سبحٰن السبوح عن عیب کذب مقبوح" کے آخر میں طبع ہونا شروع ہوا تھا مگر افسوس کہ اب تک پورا نہ چھپا، میں مطبع کو لکھتا ہوں کہ وہ جس قدر بھی چھپا ہے حاضر خدمت کرے۔ اجمالاً یہاں بھی دو حرف گزارش کروں کہ جناب جیسے فاضل کامل کے لئے بعونہ عزوجل کافی ووافی ہوں گے۔ ان عبارتوں کے جواب کو اربابِ دین وانصاف کے لئے بحمدہٖ تعالٰی ایک نکتہ بس ہے۔ عقیدہ وہ ہوتا ہے جو متون، یا تراجم ابواب وفصول، یا فہرست وفذلکہ عقائد میں لکھتے ہیں وہی اہلسنت کا معتقد ہوتا ہے وہ ہی خود ان علماء کا دین معتمد ہوتا ہے۔ ہنگامِ ذکر دلائل وابحاث ومناظرہ جو کچھ ضمناً لکھ جاتے ہیں اس پر نہ اعتماد ہے نہ خود انکا اعتقاد ہے، اور تو اور خود سب سے اعلٰی واجلٰی مسئلہ توحید میں ملاحظہ فرمایئے۔ اس کلام محدث میں اس کے دلائل پر کیا کیا نقض وارد کئے ہیں۔ دلائل عقلیہ بالائے طاق رکھئے خود برہان قطعی یقینی ایمانی قرآنی:

"لَوْ کَانَ فِیْہِمَآ اٰلِھَۃٌ اِلَّا اللّٰہُ لَفَسَدَتَا ؕ"[1]۔	اگر زمین وآسمان میں اللہ تعالٰی کے سوا اور خدا ہوتے تو ضرور تباہ ہو جاتے (ت)

[1] القرآن الکریم ۲۱/ ۲۲

پر کیا کچھ شور و شغب نہ ہوا، حتی کہ علامہ سعد الدین تفتازانی نے اسے محض اقناعی لکھ دیا جس پر نوبت کہاں تک پہنچی، کیا معاذ اللہ اس کے یہ معنی ہیں کہ ان کو توحید پر ایمان نہیں یا اس میں کچھ شک ہے، نہیں یہ صرف طبع آزمائیاں اور بحث و مباحثہ کی خامہ فرسائیاں ہیں، جو گمراہوں کے لئے باعثِ ضلال ودستاویز اضلال ہو جاتی ہیں، اور اہل متانت واستقامت جانتے ہیں کہ:

"مَاضَرَبُوْهُ لَكَ اِلَّا جَدَلًا ؕ بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُوْنَ ﴿۵۸﴾ "[1]۔	انہوں نے تم سے یہ نہ کہی مگر ناحق جھگڑنے کو بلکہ وہ ہیں جھگڑالو لوگ (ت)

ولہذا ائمہ دین وکبرائے ناصحین ہمیشہ سے اس کلام محدث کی مذمت اور اس میں اشتغال سے ممانعت فرماتے آئے یہاں تک کہ سیدنا امام ابویوسف رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا:

من طلب العلم بالکلام تزندق[2]۔	جس نے علم کلام حاصل کیا وہ زندیق ہو گیا (ت)

فقہائے کرام نے فرمایا جو وصیت علماء کے لئے کی جائے متکلمین اس سے کچھ حصہ نہ پائیں گے۔ میں نے "**القمع المبین**" میں متعدد نظائر اس کے ذکر کئے ہیں کہ ایمان وعقیدہ کچھ ہے، اور بحث ومباحثہ میں کچھ کا کچھ، حتی کہ کفر صریح تک لکھتے ہیں، مولوی نے حاشیہ خیالی میں خود خیالی سے کیسا ناپاک خیال نقل کیا اور خود اسے مسلم ومقرر رکھا کہ باری عزوجل کا علم متناہی ہے "اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّاۤ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ ﴿۱۵۶﴾ "[3] (ہم اللہ کے مال ہیں ہم کو اسی کی طرف پھرنا ہے۔ت) یہ صریح مناقض ایمان ہے۔ علامہ سید شریف قدس سرہ کے استاد سید مبارک شاہ نے شرح حکمۃ العین میں لکھ دیا کہ واجب صرف اپنے وجود میں کسی کا محتاج نہیں ہوتا اپنے تعین وتشخص میں دوسرے کا محتاج ہو تو کیا حرج ہے، کیا یہ دین ہے، کیا یہ اسلام ہے، **کلا واللہ**، اور اتنا بھی خیال نہ کیا کہ اس کے تعین ووجود تو ایک ہی ہیں کہ اسکے ذات کریم کے عین ہیں، **معاذاللہ** تعین میں محتاج ہوا تو نفس وجود میں محتاج غیر ہوا پھر واجب الوجود کیسے رہا **ولاحول ولاقوۃ الاباللہ العلی العظیم**، یہ حضرات خود بھی تصریح کر گئے ہیں کہ عقائد معلوم ومتعین ہو چکے ابحاث ومشاجرات وغیرہا میں جو کچھ ہم لکھیں اس پر اعتماد نہ کرو۔ عقیدہ سے مطابقت سے و مخالفت دیکھ لو پھر بھی اگر "الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ زَیْغٌ"[4] (وہ لوگ جن کے دلوں میں کجی ہے) بگڑیں "فَیَتَّبِعُوْنَ

---

[1] القرآن الکریم ۴۳ / ۵۸

[2] منح الروض الازہر شرح الفقہ الاکبر عن ابی یوسف مصطفی البابی مصر ص ۴

[3] القرآن الکریم ۲/ ۱۵۶

[4] القرآن الکریم ۳/ ۷

مَاتَشَابَہَ مِنْہُ ابْتِغَآءَ الْفِتْنَۃِ"[1] (وہ تو اشتباہ والی آیتوں کے پیچھے پڑتے ہیں گمراہی چاہنے کو۔ت) پر اڑیں تو یہ ان کی بد نصیبی و بے ایمانی۔ شرح مقاصد میں فرمایا:

کثیر ماتوردالاراء الباطلۃ للفلاسفۃ من غیر تعرض لبیان البطلان الافیمایحتاج الی زیادۃ بیان[2]۔	بسااوقات فلاسفہ کی آراء باطلہ ذکر کردی جاتی ہیں اور ان کے بطلان کے بیان سے تعرض نہیں کیا جاتا سوائے اس کے جس کے بیان کی زیادتی اور تفصیل کی محتاجی ہو۔(ت)

اسی طرح حسن چلپی علٰی شرح المواقف میں ہے ___ خود مواقف میں فرمایا:

انمالانتعرض لامثالہ للاعتماد علی معرفتك بھافی موضعھا[3]۔	ہم اس مباحث کا تعرض نہیں کرتے اس اعتماد پر کہ تو ان کو ان کی جگہوں پر پہچان چکا ہے(ت)

شرح مواقف میں فرمایا:

علیك برعایۃ قواعد اھل الحق فی جمیع المباحث وان لم یصرح بھا۔[4]	تجھ پر تمام مباحث میں اہل حق کے قواعد کی رعایت لازم ہے اگرچہ ان کی تصریح نہ کی گئی ہو(ت)

فتح القدیر و نہر الفائق ودر مختار کتاب النکاح میں ہے:

الحق عدم تکفیر اھل القبلۃ وان وقع الزامًا لھم فی المباحث۔[5]	حق اہل قبلہ کی عدم تکفیر ہے اگرچہ مباحث میں الزامی طور پر تکفیر واقع ہوئی ہے(ت)

شاہ عبدالعزیز صاحب نے تحفہ اثنا عشریہ میں تصریح کی کہ جو کچھ میں اس میں کہوں میرا مذہب نہ سمجھا جائے میری باگ ایک قوم بے ادب کے ہاتھ میں ہے جدھر لیجاتے ہیں جانا پڑتا ہے، بالجملہ مباحث کلام و مناظرہ کا کچھ اعتبار نہیں کہ محل بیان عقائد میں جو لکھا ہے وہ عقیدہ ہے، یا جس پر صراحۃً اجماع ملت بتایا جائے، یا اسے تصریحًا عقیدہ اہلسنت کہا جائے، یا اس کے خلاف کو مذہب گمراہاں بتایا جائے ایسے مواقع پر ملاحظہ فرمائے کتب مذکورہ میں کیا لکھا ہے، شرح مقاصد میں ہے:

---

[1] القرآن الکریم ۳/ ۷

[2] شرح المقاصد المقصد الثالث النوع الثالث المسموعات دار المعارف النعمانیہ لاہور ۱/ ۲۴۲

[3] المواقف مع شرح المواقف القسم الاول فی الالوان المقصد الثانی منشورات الشریف الرضی ۵/ ۲۴۲

[4] شرح المواقف القسم الاول فی الالوان المقصد الثانی منشورات الشریف الرضی ۵/ ۲۴۲

[5] درمختار کتاب النکاح فصل فی المحرمات مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۱۸۹

طریقة اهل السنة ان العالم حادث والصانع قدیم متصف بصفات قدیمة لیست عینه ولاغیره، وواحد لاشبة له ولاضد ولاند ولانهایة له ولاصورة ولاحد ولایحل فی شیئ ولایقوم به حادث ولایصح علیه الحرکة والانتقال ولاالجهل ولا الکذب ولاالنقص وانه یری فی الاٰخرة[1]۔	اہل سنت وجماعت کا راستہ یہ ہے کہ بے شک عالم حادث ہے اور صانع عالم قدیم ایسی صفات قدیمہ سے متصف ہے جو نہ اس کا عین ہیں نہ غیر۔ وہ واحد ہے، نہ اس کی کوئی مثل ہے، نہ مقابل، نہ شریک، نہ انتہا، نہ صورت، نہ حد، نہ وہ کسی میں حلول کرتا ہے۔ نہ اسکے ساتھ کوئی حادث قائم ہوتا ہے، نہ اس پر حرکت صحیح، نہ انتقال، نہ جہالت، نہ جھوٹ اور نہ نقص۔ اور بیشک آخرت میں اس کو دیکھا جائے گا۔ (ت)

اسی میں ہے:

الکذب محال، اما **اولا** فباجماع العلماء واما **ثانیا** فبما تواتر من اخبار الانبیاء علیهم الصلوٰة والسلام واما **ثالثا** فلان الکذب نقص باتفاق العقلاء وهو علی الله تعالٰی محال[2] الخ۔	اللہ تعالٰی کے لئے جھوٹ محال ہے، **اولاً** اس لئے کہ اس پر علماء کا اجماع ہے، اور **ثانیا** اس لئے کہ اس میں پہلے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سے متواتر خبریں منقول ہیں، اور **ثالثاً** اس لئے کہ جھوٹ نقص ہے جس پر تمام عقلمندوں کا اتفاق ہے اور نقص کا اللہ تعالٰی میں ہونا محال الخ (ت)

مواقف وشرح مواقف میں ہے:

(تفریع علی) ثبوت (الکلام) لله تعالٰی وهو انه (یمتنع علیه الکذب اتفاقا. اما عندنا فثلثة اوجه الاول انه نقص والنقص علی الله تعالٰی محال) اجماعا[3]۔	یہ اللہ تعالٰی کے لئے ثبوت کلام پر متفرع ہے اور وہ یہ کہ بیشک بالاتفاق اللہ تعالٰی کے لئے جھوٹ ممتنع ہے، ہمارے نزدیک اس کی تین وجوہ ہیں، پہلی وجہ یہ کہ جھوٹ نقص ہے اور نقص اللہ تعالٰی پر بالاجماع محال ہے۔ (ت)

---

[1] شرح المقاصد المبحث الثامن حکم المومن الخ دار المعارف النعمانیہ لاہور ۲/ ۲۷۰

[2] شرح المقاصد المبحث السادس فی انه متکلم دار المعارف النعمانیہ لاہور ۲/ ۱۰۴

[3] شرح المواقف المرصد الرابع المقصد السابع منشورات الشریف الرضی قم ایران ۸/ ۱۰۱۔۱۰۰

انہیں میں آخر کتاب فذلکہ عقائد اہلسنت میں ہے:

الفرق الناجیة اھل السنة والجماعة فقد اجمعوا علٰی حدوث العالم ووجود الباری تعالٰی، وانہ لاخالق سواہ وانہ قدیم لیس فی حیز ولاجھة ولایصح علیہ الحرکة والانتقال ولاالجھل ولایصح الکذب ولا شیئ من صفات النقص۔[1] (ملخصًا)	ناجی فرقے یعنی اہلسنت وجماعت کا اس پر اجماع ہے کہ عالم حادث ہے اور باری تعالٰی موجود ہے اور یہ کہ اس کے بغیر کوئی خالق نہیں اور یہ کہ وہ قدیم ہے، نہ وہ کسی جہت میں ہے نہ حیز میں، اس پر حرکت وانتقال اور جہل وکذب صحیح نہیں، اور نہ ہی کوئی صفت نقص اس کے لئے صحیح ہے (ت)

انہیں میں بیان فرقہ ضالہ میں ہے:

(المزداریة ھوابوموسٰی عیسٰی بن صبیح المزدار تلمیذ بشر) اخذ العلم عنہ وتزھد حتی سمی راھب المعتزلة (قال اللہ قادر علی ان یکذب ویظلم) ولوفعل لکان الھاکاذباظالمًاتعالٰی اللہ عماقالہ علوا کبیرا[2]۔	(مزداریہ، وہ ابوموسٰی عیسٰی بن صبیح مزدار شاگرد ہے بشر کا) اس سے علم حاصل کیا اور زہد اختیار کیا حتی کہ اس کا نام راہب معتزلہ پڑگیا (اس نے کہا کہ اللہ تعالٰی جھوٹ اور ظلم پر قادر ہے) اگر وہ ایسا کرلے تو وہ جھوٹا ظالم معبود ہوگا، حالانکہ اللہ تعالٰی بہت بلند ہے اس سے جو کچھ اس نے کہا۔ (ت)

مسایرہ امام ابن الہمام میں ہے:

یستحیل علیہ تعالی سمات النقص والجھل والکذب[3]۔	اللہ تعالٰی پر نقص، جہل اور جھوٹ کی علامات محال ہیں۔ (ت)

اس کی شرح مسایرہ میں ہے:

لاخلاف بین الاشعریة وغیرہم فی ان کل ماکان وصف نقص فالباری تعالٰی عنہ منزہ، وھو محال علیہ تعالٰی والکذب وصف	اشاعرہ اور ان کے غیر میں اس بات پر کوئی اختلاف نہیں جو بھی وصف نقص ہے باری تعالٰی اس سے پاک ہے اور ایسا وصف اس پر محال ہے اور جھوٹ

[1] شرح المواقف المرصد الرابع فی الامة منشورات الشریف الرضی قم ایران ۸/ ۴۰۰

[2] شرح المواقف المرصد الرابع فی الامة منشورات الشریف الرضی قم ایران ۸/ ۳۸۱

[3] المسایرہ مع المسامرۃ ختم المصنف کتابہ ببیان عقیدہ اہل سنۃ اجمالا المکتبۃ التجاریۃ الکبرٰی مصر ص ۳۹۳

نقص[1]۔	وصف نقص ہے۔(ت)

یونہی مسایرہ میں تلخیص عقائد اہلسنت میں اس کی تصریح فرمائی۔ مسایرہ کی یہ عبارت میرے پاس منقول نکل آئی، کتاب وطن میں ہے۔ یونہی شرح طوالع یہاں پاس نہیں ورنہ اور عبارتیں بھی حاضر کرتا اور انصافاً کسی مسلم صحیح الاعتقاد کو یہاں عبارات کی کیا حاجت، اگر بفرض غلط علماء تصریح نہ بھی فرماتے تو اپنا ایمان بھی کوئی چیز ہے جس میں **معاذ اللہ** نقص کی گنجائش، وہ سبوح وقدوس کیونکر ہوا اور اس کی تسبیح کیسی، **تعالٰی اللہ عما یقول الظلمون علوا کبیرا** (جو کچھ ظالم کہتے ہیں اللہ تعالٰی اس سے بہت بلند ہے۔ت) اور دیوبندیوں سے تو اب امکان کذب کی بحث ہی فضول ہے، ان کے پیشوا گنگوہی نے صراحۃً وقوعِ کذب مان لیا اور تصریح کردی کہ جو "اللہ تعالٰی کو **معاذ اللہ** کاذب بالفعل کہے اسے کافر یا گمراہ یا فاسق کہنا کیا معنی، کوئی سخت لفظ نہ کہنا چاہئے، اس کا اختلاف حنفی شافعی کا سا ہے"، اس بیان کے لئے میرے قصیدہ الاستمداد صفحہ ۲۴ کے پہلے تین شعر، پھر ص۲۵ پر ان کا حاشیہ نمبری ۱۷۶ تا ۱۸۰ پھر اس کی تکمیلات میں ص۹۱ سے ص۹۴ تک تکمیل ۵۹ ملاحظہ فرمایئے۔ جہد المقل کا مصنف اللہ عزوجل کا نہ صرف کاذب ہونا ممکن جانتا تھا بلکہ اسے بالامکان ظالم، چور، شرابی بھی جانتا تھا۔ یوں کروڑوں خدا موجود بالفعل مانتا تھا اس کے بیان کے لئے قصیدہ الاستمداد صفحہ ۲۲ پر ع چور شرابی ظالم جاہل، یہاں سے چار شعر تک، اور اسی صفحہ پر اس کا حاشیہ نمبری ۱۵۴ تا ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰ اور تکمیلات آخر صفحہ ۸۱ سے ص۸۲ تک تکمیل ۵۰ و ۵۱، اور اس کے متعلق رسالہ اڈیٹر شکن کہ ص۸۲ سے ص۹۰ تک نوٹ میں ملاحظہ ہو، میں مطبع کو لکھ دوں گا کہ یہ اور سبحٰن السبوح ہدیۃً خدمت میں بنظرِ احتیاط بیرنگ حاضر کرے، والسلام مع الاکرام۔

تحریر عــــہ فہرست عقائد دیوبندیان مرتبہ مولوی رکن الدین صاحب الوری پیش کردہ مولوی حاکم علی صاحب پروفیسر اسلامیہ کالج لاہور غرہ ربیع الاول ۱۳۳۹ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی لاسیما علی حبیبہ المصطفی

فہرست نظر سے گزری جزی اللہ من حررہ ووصف بہ وقدرہ حضرات کفر سمات گنگوہ ونانوتہ وانبٹھ وتھانہ بھون

عــــہ: اصل میں۔

[1] المسامرۃ شرح المسایرۃ اتفقوا علی ان ذلك غیر واقع المکتبۃ التجاریۃ الکبرٰی مصر ص۲۰۶

وسائر وہابیہ (اخذھم اللہ تعالٰی اخذۃ الرابیہ) کے کفر وضلال حد شمار سے خارج ہیں جسے انموذج وافر ووافی پر اطلاع منظور ہو فقیر کا قصیدہ الاستمداد علٰی اجیال الارتداد اس کی شرح کشف ضلال دیوبند مطالعہ فرمائے جس میں بحوالہ کتب وصفحات ان کے دو سو تیس اقوال کفر وضلال ہیں یہ پندرہ سولہ کہ یہاں شمار ہوئے بلکہ ان میں سے صرف دو ایک "علم شیطان کا علم نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے زائد ہونا[1]" کہ براہین قاطعہ گنگوہی میں ہے،

دوسرا "حضور کا سالم علم غیب ہر پاگل ہر چوپایہ ہر جانور کو حاصل ہونا[2]" کہ حفظ الایمان تھانوی میں ہے"۔ ہر مسلمان کے سمجھنے کو یہی بس ہیں۔

یہ دونوں کفر قطعی وارتداد یقینی ہیں، ان پر علمائے حرمین شریفین نے بحوالہ شفا شریف وبزازیہ ومجمع الانہر ودر مختار وغیرہا حکم فرمایا کہ:

من شك في كفره وعذابه فقد كفر[3]۔	ان قائلوں کے کافر ہونے میں جو شک کرے وہ بھی کافر۔

(۱) ابن عبدالوہاب نجدی کے کفر عام آشکار ہیں، اکابر عرب وعجم نے دفتر کے دفتر اس کی تکفیر وتضلیل میں تصنیف فرمائے۔ وہ روضہ انور کو صنمِ اکبر کہتا اور چھ سو برس کے تمام ائمہ واکابر کو کافر اکفر۔ اور کچھ نہ ہوتا تو یہی اس کے کفر کو کیا کم تھا کہ حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وامیر المومنین مولا علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ وسیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کے خالی اسماء طیبہ بلا تعظیم لکھ کر کہا کہ یہ سب جہنم کی راہیں ہیں۔

الالعنة الله على الظلمين (خبردار ظالموں پر اللہ تعالٰی کی لعنت ہے۔ت) گنگوہی صاحب اسے اچھا اور اس کے عقائد کو عمدہ کیوں نہ بتائیں کہ وہ ان کے دشمن محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو سخت گالیاں دینے والا تھا۔ طرفہ یہ کہ گنگوہی صاحب کو اس پر ایمان بالغیب ہے، ان کے فتاوٰی حصہ اول ص ۶۴ میں ہے: "محمد بن عبدالوہاب کے عقائد کا حال مجھ کو معلوم نہیں[4]"۔ پھر بھی ص ۸ پر لکھتے ہیں: "

محمد بن عبدالوہاب کے عقائد عمدہ تھے وہ اور ان کے مقتدی اچھے ہیں[5]"۔

یعنی اتنا اجمالاً معلوم تھا کہ وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو سخت گالیاں دیتا، بس اتنا ہی اس کے اچھے

---

[1] براہین قاطعہ بحث علم غیب مطبع لے بلاساواقع ڈھور ص ۵۱

[2] حفظ الایمان مع بسط البنان کتب خانہ اعزازیہ دیوبند سہانپور ص ۸

[3] حسام الحرمین مکتبہ نبویہ، لاہور ص ۱۳

[4] فتاوٰی رشیدیہ کتاب الایمان والکفر قرآن محل کراچی ص ۴۴

[5] فتاوٰی رشیدیہ مسائل مشورہ قرآن محل کراچی ص ۲۳۵

اور اس کے عقائد عمدہ ہونے کے لئے کافی ہے، زیادہ تحقیقات کی کیا حاجت ہے دیگ سے ایک ہی چاول دیکھ لینا بس ہے۔

(۲) قول دوم میں وہابیہ غیر مقلدین کے ساتھ عقائد میں اپنا اتحاد اور اعمال میں خلاف بتایا پہلا جملہ ضرور صحیح ہے بیشک وہابیہ مقلدین وغیر مقلدین یقینا تمام عقائد کفر وضلال میں متحد ہیں اور اگر کچھ اختلاف ہوتا تو نہ ہوتا کہ "**الکفر ملة واحدة**"، عجب کہ گنگوہی صاحب جو اپنے رب کو کاذب مانتے ہیں، خود یہاں سچ بول گئے مگر **الکذاب قد یصدق** (بہت بڑا جھوٹا کبھی کبھار سچ بول دیتا ہے۔ت) دوسرا جملہ کہ اعمال میں اختلاف ہے جھوٹ ہے صوری اختلاف ہو معنوی کچھ نہیں کہ براہین قاطعہ ص ۱۳۷ میں صاف لکھا ہے کہ؛

"مختلف فیہ مسئلہ تو یوں بھی بلاضرورت جائز ہوجاتا ہے[1]"۔

اور فتاوٰی حصہ اول ص ۵ میں ہے: "حدیث پر عمل کرنا لوجہ اللہ تعالٰی اچھا ہے[2]"

ص ۶ پر رفع یدین وآمین بالجہر کرنے والے کو کہا: "تعصب اچھا نہیں وہ بھی عامل بحدیث ہے"[3]۔

بلکہ کہا: "اگرچہ نفسانیت سے کرتا ہے مگر فعل تو فی حد ذاتہ درست ہے"[4]۔

صفحہ ۵ پر تھا: "سب حدیث پر ہی عامل ہیں مقلد ہو یا غیر مقلد[5]"۔

(۳) ترک تقلید کا بیج ہندوستان میں اسمٰعیل دہلوی نے بویا جیساکہ اس کی تقویۃ الایمان اور تنویر العینین سے ظاہر ہے۔ گنگوہی صاحب کا اس پر ایمان قرآن عظیم پر ایمان سے بہت زائد ہے۔

فتاوٰی حصہ اول ص ۱۲۲ میں کہتے ہیں: "اس کا رکھنا اور پڑھنا اور عمل کرنا عین اسلام ہے"[6]

---

[1] البراہین القاطعۃ تحقیق مسئلہ اجرۃ تعلیم القرآن الخ مطبع لے بلاساواقع ڈھورہ ص ۱۳۷

[2] فتاوٰی رشیدیہ کتاب التقلید والجہاد قرآن محل کراچی ص ۱۷۹

[3] فتاوٰی رشیدیہ کتاب التقلید والجہاد قرآن محل کراچی ص ۱۸۰

[4] فتاوٰی رشیدیہ کتاب التقلید والجہاد قرآن محل کراچی ص ۱۸۰

[5] فتاوٰی رشیدیہ کتاب التقلید والجہاد قرآن محل کراچی ص ۱۷۹

[6] فتاوٰی رشیدیہ کتاب الایمان والکفر قرآن محل کراچی ص ۴۱

ہر شخص جانتا ہے کہ عین کی نفی ضد کا ثبوت ہے، جب تقویۃ الایمان کا پڑھنا عین اسلام ہے تو نہ پڑھنا قطعًا کفر ہے، حالانکہ کروڑوں مسلمان ہیں جو قرآن عظیم پڑھے ہوئے نہیں وہ کافر نہ ہوئے جب تقویۃ الایمان کا رکھنا عین اسلام ہے تو نہ رکھنا کفر ہے، حالانکہ کروڑوں مسلمانوں کے پاس قرآن نہیں ہوتا وہ کافر نہ ہوئے لیکن تقویۃ الایمان وہابیہ ضرور پاخانہ میں لیجاتے ہوں گے کہ جس وقت نہ رکھی عین اسلام سے چھٹے اور کافر ہوئے غالبًا گنگوہی صاحب کی قبر میں بھی رکھ دی گئی ہو گی کہ مر کر تو کافر نہ ہوں۔ مگر مصیبت یہ ہے کہ انہیں مٹی میں ملے پندرہ سال سے زائد ہوئے کتاب بھی گل گئی ہو گی، جب رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے دشمن ان کے نزدیک مر کر مٹی میں مل گئے تو وہ ناپاک کتاب کیا رہی ہو گی، بہر حال گنگوہی صاحب اب تو اپنے حکم سے بھی کافر ہوئے ہونگے۔ خیر، کہنا یہ ہے کہ جب ایک ایسی کتاب نے غیر مقلدی بوئی تو گنگوہی صاحب اس کی اجازت کیوں نہ دیں ثابت ہوا کہ ان کے نزدیک مقلدین ائمہ معاذ اللہ کفار تھے اور ہیں کہ تقلید کرکے تقویۃ الایمان کا خلاف کیا اور اس پر عمل عین اسلام تھا تو ضرور کافر ہوئے، اور اگر کہئے کہ یوں تو گنگوہی و نانوتوی و تھانوی و دیوبندی صاحبان سب کفار ٹھہر ینگے کہ ظاہرًا ان سب کا عمل تقلید پر ہے تو گنگوہی صاحب تقیہ کا حکم دے کر اس کا علاج کر گئے ہیں وہ کہہ دیں گے کہ ہمارا اور ان کا تقلید پر عمل تقیۃً ہے تو صورۃً کافر ہوئے دل میں تو کفر نہیں غیر مقلدی بھری ہے۔

(۴) امکان کذب کا اب ذکر فضول ہے گنگوہی اور ان کے اتباع صراحۃً وقوعِ کذب لکھ چکے اس کی تفصیل کشفِ ضلالِ دیوبند میں ص ۹۱ سے ص ۹۴ تک دیکھئے۔

(۵) وصف کریم رحمۃ للعالمین مسلمانوں کے نزدیک تو ضرور خاصہ رحمتِ عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم، مگر گنگوہی صاحب اسے کیونکر مانتے کہ اس سے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا مثل محال ہو جاتا کہ آیہ کریمہ

"وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝" [1] (اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت تمام جہانوں کیلئے۔ت) تمام ماسوااللہ کو حضور کی رسالت عام کر رہی ہے، سب ماسوااللہ حضور کے امتی ہیں اور امتی کا مثل نبی ہونا بداہۃً محال، لہٰذا عالمین کے عموم قطعی کو رد کرکے اس وصف کریم کو گلی گلی کے ملوں میں متبذل کر دیا۔

(۶) اس کی نسبت اوپر گزرا کہ کفر قطعی ہے مگر گنگوہی صاحب سے اس کی شکایت نہ چاہئے ہر شخص اپنے بڑے کی بڑائی چاہتا ہے۔

(۷) مجلس میلاد مبارک کی نسبت جو مبشرات علمائے کرام و صلحائے عظام نے دیکھے کہ حضور اقدس

---

[1] القرآن الکریم ۲۱/ ۱۰۷

صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اس عمل مبارک سے شاد ہیں۔ اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم: "من فرح بنافرحنابه[1] "جو ہماری خوشی کرتا ہے ہم اس سے خوش ہوتے ہیں۔ یونہی ولی اللہ صاحب کے والد شاہ عبدالرحیم صاحب نے حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو اپنی نیاز سالانہ پر شادوفرحاں دیکھا، ان خوابوں کے جواب میں ان کے متکلمین کہتے ہیں کہ خواب کا کیا اعتبار، یہاں تک کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما کی خواب مروی صحیح بخاری شریف کہ شادی ولادتِ اقدس پر ابولہب ملعون پر روز دوشنبہ قدرے تخفیف ہوتی ہے، اسے بھی مہمل بتاتے اور یہ شعر گاتے ہیں۔

چوغلام آفتابم ہمہ زآفتاب گویم نہ شبنم نہ شب پرستم کہ حدیث خواب گویم[2]

(جب میں آفتاب کاغلام ہوں تو میں یہ کہتا ہوں کہ سب کچھ آفتاب سے ہے، میں شبنم و شب پرست نہیں کہ خواب کی بات کروں۔ت)

سبحان اللہ! غلام محمد وغلام نبی شرک، اور غلامِ آفتاب ہونے کا خود اقرار، اس کا ترجمہ عربی میں عبدِ شمس اور ہندی میں سورج داس ہی ہوا یا کچھ اور، وہاں تو خوابوں کی یہ کیفیت اور اپنے سے استاذی نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا فخر ثابت کرنے کے لئے ایک جعلی خواب سے تمسک، مگر ہونا ضرور تھا "لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ ﴿۱۹﴾ "[3] (ضرور تم منزل بمنزل چڑھوگے۔ت)، ان کے اگلوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو کیا کہا تھا "قَالُوْا مُعَلَّمٌ مَّجْنُوْنٌ ﴿۱۴﴾ "[4] پڑھایا ہوا دیوانہ، انہوں نے پڑھائے کی تصدیق اس خواب سے کی اور دیوانہ کی تکمیل تھانوی صاحب نے خفض الایمان کہ "ان کا ساعلم غیب ہر مجنون کو ہے[5] "وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ ﴿۲۲۷﴾ "[6] (عنقریب جان لیں گے ظالم کہ کس کروٹ پر پلٹا کھائیں گے۔ت)

(۸) وہ مجلس مبارک جنم کنھیا سے تشبیہ کیوں نہ دیں جو قرآن عظیم کو ویدا شلوک سے تشبیہ دے چکے ہیں دیکھو براہین قاطعہ ص۷۹۔

(۹و۱۰) نفسِ میلاد وعرس سے انکار کا کیا گلہ جب کہ انہیں نفسِ انبیاء واولیاء اور خود حضور سید الانبیاء

1

2

3 القرآن الکریم ۸۴/ ۱۹

4 القرآن الکریم ۴۴/ ۱۴

5 حفظ الایمان مع بسط البنان کتب خانہ اعزازیہ دیوبند ضلع سہارن پور ص۸

6 القرآن الکریم ۲۶/ ۲۲۷

علیہم الصلٰوۃ والسلام سے صاف انکار ہے اور ان کا ماننا نرا خبط ٹھہراتے ہیں۔ ان کے قرآن بلکہ ان کے نزدیک قرآن سے اعظم تقویت الایمان مطبع صدیقی دہلی ۱۲۷۰ھ ص۲۱ میں ہے: اللہ کے سوا کسی کو نہ مان[1]۔"

ص۸: "اوروں کا ماننا محض خبط ہے"[2]۔

ص۱۹: "اللہ صاحب نے فرمایا میرے سوا نہ مانیو۔[3]"۔

ص۱۷: "جتنے پیغمبر آئے سواللہ کی طرف سے یہی حکم لائے ہیں کہ اللہ کو ماننے اور اس کے سوا کسی کو نہ مانے[4]"۔

(۱۱) ایصال ثواب کے طریقوں کو بدعت سیئہ وحرام کیوں نہ کہیں۔

جگ بیتی سے کیا مطلب ہے　　　اپنی بیتی سناتے یہ ہیں

ان کی میت کو ثواب پہنچنا محال کہ "مَالَهٗ فِی الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ﴿۲۰۰﴾"[5] (آخرت میں اس کا کچھ حصہ نہیں۔ت) ان کے قاری کو ثواب ملنا محال کہ "وَقَدِمْنَآ اِلٰی مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰهُ هَبَآءً مَّنْثُوْرًا ﴿۲۳﴾"[6] (جو کچھ انہوں نے کام کئے تھے ہم نے قصد فرما کر انہیں باریک باریک غبار کے بکھرے ہوئے ذرے کر دیا یعنی برباد کر دیا۔ت)

(۱۲) سالگرہ دو طرح ہوتی ہے، ایک میں کچھ قرآن مجید ودرود شریف پڑھ کر حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وسیدنا غوث اعظم وغیرہ اولیائے کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم کی نیاز اور احباب وفقراء کو کچھ تقسیم، گنگوہی صاحب اسے ہرگز جائز نہیں کہہ سکتے کہ اس میں تو دن کی تعیین بھی ہے اور ہر سال کا التزام بھی، اور ان کے دشمنوں کی نیاز بھی، اسے جائز کہہ کر وہابیت میں کس دین کے رہتے۔ دوسری وہ جو کہ کفار وفجار کرتے ہیں کہ جس میں لہو لعب ناچ رنگ وغیرہا شیطنتیں ہوتی ہیں، گنگوہی صاحب اسے جائز فرماتے ہیں

---

[1] تقویۃ الایمان الفصل الاول فی الاجتناب عن الاشراك مطبع علیمی لوہاری دروازہ لاہور ص ۱۲

[2] تقویۃ الایمان مقدمہ کتاب مطبع علیمی لوہاری دروازہ لاہور ص ۵

[3] تقویۃ الایمان الفصل الاول فی الاجتناب عن الاشراك مطبع علیمی لوہاری دروازہ لاہور ص ۱۲

[4] تقویۃ الایمان الفصل الاول فی الاجتناب عن الاشراك مطبع علیمی لوہاری دروازہ لاہور ص ۱۰

[5] القرآن الکریم ۲/ ۲۰۰

[6] القرآن الکریم ۲۵/ ۲۳

توان پر اعتراض بیجا ہے، رہا یہ کہ اس میں بھی تعیین والتزام ہے، ہوا کرے، تعیین تو التزام ہی کے لئے ہوتی ہے اور ان کے یہاں حسنات ہی کا التزام حرام ہے نہ کہ سیئات، بلکہ بسا اوقات سیئات کا التزام ان کے یہاں فرض قطعی بلکہ مدارِ ایمان ہے، جیسا ان کے قرآن تقویۃ الایمان سے عیاں ہے۔ ص ۱۲ میں ہے :

"اس کے گھر دور دور سے قصد کرکے سفر کرنا اور راستے میں نامعقول باتیں کرنے سے بچنا یہ کام عبادت کے ہیں جو کسی پیغمبر یا بھوت کو کرے اس پر شرک ثابت ہے[1]"۔ (ملخصًا)

تو ثابت ہوا کہ مدینہ طیبہ کے راستے میں نامعقول باتیں کرنا فرض بلکہ مدارِ ایمان ہیں اگر نہ کرے گا مشرک ہوجائیگا، اور نہ ایک مدینہ طیبہ بلکہ سفر حج کے سوا گنگوہ یا دیوبند یا تھانہ بھون جہاں کہیں جاتے ہوئے بھی نامعقول باتیں اور جنگ وجدال بلکہ فسق وفجور بھی نہ کرے گا مشرک ہوجائے گا کہ آیت نے سب کو ایک نسق میں بیان فرمایا ہے کہ :

"فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ ۙ وَلَا جِدَالَ فِی الْحَجِّ ؕ "[2]۔	تو نہ عورتوں کے سامنے صحبت کا تذکرہ ہو، نہ کوئی گناہ، نہ کسی سے جھگڑا حج کے وقت (ت)

(۱۳) دادا پیر سے بغض کی کیا شکایت جب خود رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے شدید بغض رکھتے ہیں جن کی تفصیل کتب کثیرہ میں ہوچکی اور پھر آپس میں اپنا اصطلاحی فیض بانٹ رہے ہیں، الحق یہ فیض شیطانی ہے، اور محبوبوں کے بغض ہی سے ملتا ہے، تو نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے انقطاع سلسلہ جو بغض مشائخ سلسلہ سے حاصل ہوگا، مضر نہیں بلکہ ضرور ہے۔

(۱۴) اوپر گزرا کہ یہ ملعون اخبث قول کفر قطعی وارتداد یقینی ہے لعن اللہ قائلہ وقابلہ (اللہ تعالٰی لعنت کرے اس کے قائل اور اس کو قبول کرنے والے پر۔ت) ان مرتدین سے کیا شکایت عجب ان سے جو مسلمان کہلاتے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی شان میں ایسی شدید ناپاک گالیاں سنتے اور پھر ان کی تاویل کرتے یا قائل کو کافر کہتے ہچکچاتے ہیں لاواللہ وہ خود اپنا ایمان اس دشنام دہندہ پر لٹاتے ہیں۔ اللہ تعالٰی فرماتا ہے :

"لَا تَجِدُ قَوْمًا یُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ یُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْۤا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ	تو نہ پائے گا ان لوگوں کو جو اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتے ہیں کہ دوستی کریں ان سے جنہوں نے اللہ ورسول سے مخالفت کی اگرچہ وہ ان کے باپ یا بیٹے

[1] تقویۃ الایمان مقدمہ کتاب مطبع علیمی لاہاری دروازہ لاہور ص ۷ و ۸

[2] القرآن الکریم ۲/ ۱۹۷

اَوْ عَشِیْرَتَهُمْ ؕ"[1]	یا بھائی یا عزیز ہوں۔

(۱۵) تقیہ کی اجازت بلکہ حکم دینے کی کیا شکایت کہ آخر ان بڑوں کی وراثت ہے جو بارگاہِ اقدس میں حاضر آکر شدید غلیظ قسمیں کھا کر کہا کرتے: "نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ ۘ"[2] ہم گواہی دیتے ہیں کہ بیشک حضور یقیناً اللہ کے رسول ہیں۔ رب العزت نے اس پر ارشاد فرمایا کہ اللہ خوب جانتا ہے بیشک تم اس کے رسول ہو اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ یہ خبیث جھوٹے ہیں، زبانی ادعایہ تھا اور دل کی خباثت وہ کہ "لَىِٕنْ رَّجَعْنَاۤ اِلَى الْمَدِیْنَةِ "الآیۃ[3] (کہ اگر ہم لوٹ کر مدینہ گئے الآیۃ۔ت) یہی حال ان صاحبوں کا ہے مسلمانوں کے دکھاوے کو حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی تعریفیں کرینگے بات بات پر "بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر" کہیں گے اور دلی خباثتیں وہ کہ چوڑھا چمار ہر ذرہ ناچیز سے کمتر، ان کی سرداری ایسی جیسے گاؤں کا چودھری، عاجز ناکارے، مر کر مٹی میں مل گئے وغیرہ وغیرہ۔

"اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِیْنَ ۟ۙ"[4] "اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَةِ وَ اَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِیْنًا ۟"[5]	خبردار ظالموں پر اللہ کی لعنت۔ بیشک وہ لوگ جو ایذا دیتے ہیں اللہ تعالٰی اور اس کے رسول کو ان پر دنیا و آخرت میں اللہ تعالٰی کی لعنت اور اللہ نے ان کیلئے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔ (ت)

(۱۶) سبحان اللہ وہ جو اللہ و رسول کو شدید گالیاں دے چکے ان سے کوّا کھانے بلکہ اسے ثواب بتانے کی کیا شکایت۔ سنن ابن ماجہ شریف میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے ہے کہ فرمایا:

من یاکل الغراب وقد سماہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فاسقا واللہ ماھو من الطیبات[6]۔	کوا کون کھائے گا رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے تو اس کا نام فاسق رکھا ہے خدا کی قسم وہ پاک چیزوں سے نہیں۔

یہی مجانست وجہ موانست ہوئی، شاعر کا قول ؎

پرد ہم جنس باہم جنس درزاغ کبوتر با کبوتر زاغ بازاغ

(ہر جنس اپنی جنس کے ساتھ پرواز کرتی ہے۔ کبوتر کبوتر کے ساتھ، کوا کوے کے ساتھ۔ت)

[1] القرآن الکریم ۵۸/ ۲۲

[2] القرآن الکریم ۶۳/ ۱

[3] القرآن الکریم ۶۳/ ۸

[4] القرآن الکریم ۱۱/ ۱۸

[5] القرآن الکریم ۳۳/ ۵۷

[6] سنن ابن ماجہ ابواب الصید باب الغراب ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۲۴۱

اگر نہ مانے تو کیا اللہ عزوجل کا ارشاد بھی نہ مانیں گے کہ "اَلْخَبِیْثٰتُ لِلْخَبِیْثِیْنَ وَ الْخَبِیْثُوْنَ لِلْخَبِیْثٰتِ"[1] (گندیاں گندوں کے لئے اور گندے گندیوں کے لئے ہیں۔ت) تمام کتب مذہب متون وشروح وفتاوٰی مملو ہیں کہ غراب ابقع یعنی دورنگا کوا حرام ہے۔ گنگوہی صاحب اگر آنکھوں سے معذور ہوگئے تھے تو مادرزاد اندھے تو نہ تھے کہ دیسی کوے میں دورنگ نظر نہ آئے بڑی دلیل یہ لاتے ہیں کہ وہ صرف نجاست نہیں بلکہ دانہ بھی کھاتا ہے تو مرغی کی طرح ہوا۔ یوں تو پہاڑی کوا بھی حلال کرلیں وہ بھی بکثرت دانہ کھاتا ہے کھیتوں پر کثرت سے گرتا ہے اور کتا تو روٹی اور گوشت سب کھاتا ہے، یہ مرغی کے دانہ کھانے پر گئے اور نہ دیکھا کہ وہ فاسق نہیں جیفہ خوار نہیں اور کوا فاسق وجیفہ خوار ہے، بہر حال ان باتوں میں ان سے بحث بیکار ہے کہ ان کو نفسِ اسلام ہی سے انکار ہے،

"وَ سَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْۤا اَیَّ مُنْقَلَبٍ یَّنْقَلِبُوْنَ۠" ۔ سیعلم الذین اجرموا ای منقلب ینقلبون۔ نسأل اللہ العافیۃ، ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم، وصلی اللہ تعالٰی علٰی سیدنا ومولٰنا محمد واٰلہ وصحبہ اجمعین وبارك وسلم ومجد وکرم۔ واللہ تعالٰی اعلم۔	اور عنقریب جان لیں گے ظالم کہ کس کروٹ پلٹا کھائیں گے۔ اور عنقریب جان لیں گے مجرم کہ کس کروٹ پلٹا کھائیں گے۔ اور ہم اللہ تعالٰی سے عافیت مانگتے ہیں۔ گناہ سے بچنے اور نیکی کرنے کی قوت نہیں سوائے اللہ تعالٰی کی مدد کے۔ اللہ تعالٰی ہمارے آقا و مولٰی محمد مصطفٰی، آپ کی آل اور آپ کے تمام اصحاب پر درود، برکت اور سلام نازل فرمائے اور انہیں بزرگی وکرم سے نوازے (ت) واللہ تعالٰی اعلم۔

---

[1] القرآن الکریم ۲۴/ ۲۶

رسالہ

باب العقائد والکلام ۱۳۳۵ھ

(عقائد وکلام کا باب)

مسئلہ ۷۶: کفار اللہ تعالٰی کو جانتے ہیں یا نہیں؟

رسالہ **باب العقائد والکلام** جس کا رسالہ **حسن التعمم** میں وعدہ عـــہ تھا، یہ بیان اگرچہ مسائل تیمّم وطہارت ظاہری سے جدا ہے مگر باذنہٖ تعالٰی طہارت باطن کا اعلٰی ذریعہ ہے، جس طرح قرآن عظیم نے مسائل طلاق کے وسط میں تاکیدِ نماز کا ذکر فرمایا کہ:

"حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى ۚ وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ ۝ "[1] ۔	نگاہداشت کرو نمازوں اور خصوصًا نماز اوسط کی اور اللہ کے حضور ادب سے کھڑے ہو۔

اسی سنتِ کریمہ کے اتباع سے یہ مسائل تیمّم کے وسط میں عقائد اسلام کی یاددہانی ہے، مولٰی تعالٰی قبول فرمائے

عـــہ: مصنف علیہ الرحمۃ کی طرف سے یہ نوٹ اس صورت میں ہے جبکہ یہ رسالہ جلد اول قدیم، **کتاب الطھارت، باب التیمم** (از صفحہ ۷۳۵ تا صفحہ ۷۴۹) پر تھا، اب اسے باقی رکھتے ہوئے وہاں سے خارج کرکے مضمون کی مناسبت سے یہاں شامل کیا جارہا ہے۔

[1] القرآن الکریم ۲/ ۲۳۸

اور مسلمانوں کے لئے ذریعہ ثبات ایمان بنائے، اور اس کے کرم پر دشوار نہیں کہ بعض مخالفین کو بھی اس سے راہِ ہدایت دکھائے **وباللہ التوفیق**۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للذی ھدانا للایمان: واٰتانا القراٰن والفرقان: والصلوۃ والسلام الاتمان الاکملان: علی من اعطانا العلم بربنا فصح لنا الایمان: وعلٰی اٰلہ وصحبہ وتابعیھم باحسان:

جانا جس نے جانا اور جس نے نہ جانا وہ اب جانے کہ اللہ عزوجل کو جاننا **بحمدہ تعالٰی** مسلمانوں کے ساتھ خاص ہے، کوئی کافر کسی قسم کا ہو ہرگز اسے نہیں جانتا، کفر کہتے ہی جہل باللہ کو ہیں، یہاں ناواقفوں کو ایک شبہہ گزرتا ہے جس کا جواب کاشف صواب ورافع حجاب **والتوفیق من اللہ الوھاب**۔

تقریر شبہہ: کافروں کے صدہا فرقے اللہ تعالٰی کو جانتے بلکہ مانتے بھی ہیں،
فلاسفہ تو اس کی توحید پر دلائل قائم کرتے ہیں، یہود ونصارٰی توراۃ وانجیل، اور مجوس اپنے زعم میں ژند واستا کو اسی کا کلام جان کر اعتقاد رکھتے ہیں، آریہ اگرچہ وید کو اس کا کلام نہیں جانتے مگر بزعمِ خود اسی کا الہام مانتے اور اسی کو مالک وخالق کل اعتقاد کرتے اور توحید کا محض جھوٹا دم بھرتے ہیں، ہنود وغیرہم بت پرست تک کہتے ہیں کہ سارے جہاں کا مالک سب خداؤں کا خدا ایک ہی ہے، عرب کے مشرک کہا کرتے

"مَانَعۡبُدُھُمۡ اِلَّا لِیُقَرِّبُوۡنَآ اِلَی اللّٰہِ زُلۡفٰی ؕ"[1]	یعنی وہ تو ان بتوں کو صرف اس لئے پوجتے ہیں کہ بت انہیں اللہ سے قریب کردیں۔

اور لبیک میں کہا کرتے:

لبیك لاشریك لك الاشریکا ھولك تملکہ وماملک[2]۔	ہم تیری خدمت کو حاضر ہیں تیرا کوئی شریک نہیں مگر وہ شریک کہ تیرا ہی مملوک ہے تو اس کا بھی مالک اور اس کی ملک کا بھی مالک۔

جب وہ لاشریک لک تک پہنچتے کہ تیرا کوئی شریک نہیں حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے: **ویلکم قدقد**[3] تمہیں خرابی ہو بس بس، یعنی آگے نہ بڑھو استثناء نہ گھڑو، رب عزوجل فرماتا ہے:

---

[1] القرآن الکریم ۳۹/ ۳

[2] صحیح مسلم باب التلبیۃ وصفتھا ووقتھا قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۳۷۶

[3] صحیح مسلم باب التلبیۃ وصفتھا ووقتھا قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۳۷۶

"وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ؕ" [1]	اور اگر تم ان سے پوچھو کہ آسمان وزمین کس نے بنائے، ضرور کہیں گے اللہ نے۔

اور کلمہ گو فرقوں میں جو مرتد ہیں وہ تو نبی وقرآن سبھی کو جانتے قال اللہ وقال الرسول سے سند لاتے نمازیں پڑھتے روزے رکھتے ہیں جیسے قادیانی، نیچری، چکڑالوی، وہابی، رافضی، دیوبندی، غیر مقلد خذلھم اللہ تعالٰی اجمعین، پھر کیونکر کہا جائے کہ یہ اللہ عزوجل کو جانتے ہی نہیں، ہاں نرے دہریوں کی نسبت یہ کہنا ٹھیک ہے جو اللہ تعالٰی کو مانتے ہی نہیں۔

تقریر جواب: بعون الوھاب اقول وباللہ التوفیق ایجاب وسلب متناقض ہیں جمع نہیں ہوسکتے وجود شیئ اس کے لوازم کے وجود کا مقتضی اور ان کے نقائض ومنافیات کا نافی ہے کہ لازم کا منافی موجود ہو تو لازم نہ ہو اور لازم نہ ہو تو شیئ نہ ہو، تو ظاہر ہوا کہ سلب شے کے تین طریقے ہیں:

اول: خود اس کی نفی مثلاً کہے انسان ہے ہی نہیں۔

دوم: اس کے لوازم سے کسی شئے کی نفی مثلاً کہے انسان تو ہے لیکن وہ ایک ایسی شیئ کا نام ہے جو حیوان یا ناطق نہیں۔

سوم: ان کے منافیات سے کسی شئے کا اثبات مثلاً کہے انسان حیوان ناہق یا صاہل سے عبارت ہے ظاہر ہے کہ ان دونوں پچھلوں نے اگرچہ زبان سے انسان کو موجود کہا مگر حقیقۃً انسان کو نہ جانا وہ اپنے زعم باطل میں کسی ایسی چیز کو انسان سمجھے ہوئے ہیں جو ہر گز انسان نہیں، تو انسان کی نفی اور اس سے جہل میں یہ دونوں اور وہ پہلا جس نے سرے سے انسان کا انکار کیا سب برابر ہیں فقط لفظ میں فرق ہے۔

مولٰی عزوجل کو جمیع صفات کمال لازم ذات، اور جمیع عیوب ونقائص اس پر محال بالذات کہ اس کے کمال ذاتی کے منافی ہیں، کفار میں ہر گز کوئی نہ ملے گا جو اس کی کسی صفتِ کمالیہ کا منکر یا معاذ اللہ اس کے عیوب ونقص کا مثبت نہ ہو، تو دہریے اگر قسم اول کے منکر ہیں کہ نفسِ وجود سے انکار رکھتے ہیں، باقی سب کفار دو قسم اخیر کے منکر ہیں کہ کسی کمال لازم ذات کے نافی یا کسی عیب منافی ذات کے مثبت ہیں، بہر حال اللہ عزوجل کو نہ جاننے میں وہ اور دہریے برابر ہوئے وہی لفظ وطرزِ ادا کا فرق ہے، دہریوں نے سرے سے انکار کیا اور ان قہریوں نے اپنے اوہام تراشیدہ کا نام خدا رکھ کر لفظ کا اقرار کیا، مولٰی سبحٰنہ وتعالٰی فرماتا ہے:

---

[1] القرآن الکریم ۳۱/ ۲۵

"اَفَرَءَیْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰـهَهٗ هَوٰىهُ"[1]	دیکھو تو وہ جس نے اپنی خواہش کو خدا بنالیا۔

ولہٰذا کریمہ "لیقولن اللہ" کے تتمہ میں ارشاد ہوا: "قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ ۝" [2]۔ اگر ان سے پوچھو کہ آسمان وزمین کا خالق کون ہے، کہیں گے "اللہ قل الحمد للہ" تم کہو حمد اللہ کو کہ اس کے منکر بھی ان صفات میں اسی کا نام لیتے ہیں اپنے معبودان باطل کو اس لائق نہیں جانتے، مگر کیا اس سے کوئی یہ سمجھے کہ وہ اللہ کو جانتے ہیں، نہیں نہیں بل اکثر ھم لایعلمون o بلکہ اکثر اسے جانتے ہی نہیں، [3] وہ تو یونہی اپنی سی اٹکلیں دوڑاتے ہیں، جیسے اور بہتیرے معبود گھڑ لئے کہ:

"اِنْ هِیَ اِلَّاۤ اَسْمَآءٌ سَمَّیْتُمُوْهَاۤ اَنْتُمْ وَ اٰبَآؤُكُمْ مَّاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ؕ" [4]۔	وہ تو نرے نام ہیں کہ تم نے اور تمہارے باپ دادوں نے دھر لئے اللہ نے ان کی کوئی سند نہ اتاری۔

یونہی اپنی اندھی اٹکل سے ایک سب سے بڑی ہستی خیال کرکے اس کا نام اللہ رکھ لیا ہے حالانکہ وہ اللہ نہیں کہ جس صفات کی اسے بتاتے ہیں اللہ عزوجل ان سے بہت بلند وبالا ہے، تعالی اللہ عما یقول الظلمون علوا کبیرا o سبحٰن رب العرش عما یصفون o رہا یہ کہ یہاں اکثر سے نفی علم فرمائی **اقول اولاً:** دفع شبہہ کو اتنا ہی کافی کہ آخر یہ ان کے اکثر سے نفی ہے جو اقرار کرتے تھے کہ آسمان وزمین کا خالق اللہ ہی ہے، معلوم ہوا کہ ان کا اقرار باللہ منافی جہل باللہ نہیں اور ہمارے سالبہ کلیہ کی نفی نہ فرمائے گا کہ یہ مفہوم لقب سے استدلال ہوا اور وہ صحیح نہیں اکثر سے نفی سلب جزئی ہوئی اور سلب جزئی کلی کو لازم ہے نہ کہ اس کا منافی۔ **ثانیاً:** ایسی جگہ اکثر پر حکم فرمانا قرآن عظیم کی سنت کریمہ ہے حالانکہ وہ احکام یقیناً سب کفار پر ہیں

"اَوَ كُلَّمَا عٰهَدُوْا عَهْدًا نَّبَذَهٗ فَرِیْقٌ مِّنْهُمْ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ ۝" [5] "وَ اَنَّ اَكْثَرَكُمْ فٰسِقُوْنَ ۝" "وَّ لٰكِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا یَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ؕ وَ اَكْثَرُهُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ ۝" [6] "[7] "وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ یَجْهَلُوْنَ ۝" [8] "یُرْضُوْنَكُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ وَ تَاْبٰى قُلُوْبُهُمْ ۚ وَ اَكْثَرُهُمْ فٰسِقُوْنَ ۝" [9] "یَعْرِفُوْنَ نِعْمَتَ اللّٰهِ ثُمَّ یُنْكِرُوْنَهَا وَ اَكْثَرُهُمُ الْكٰفِرُوْنَ ۝" [10] کافروں کو "زفرمایا ان میں اکثر ایمان نہیں رکھتے، ان کے اکثر فاسق ہیں، ان کے

---

[1] القرآن الکریم ۴۵/ ۲۳
[2] القرآن الکریم ۳۱/ ۲۵
[3] القرآن الکریم ۴۳/ ۲۰
[4] القرآن الکریم ۵۳/ ۲۳
[5] القرآن الکریم ۲/ ۱۰۰
[6] القرآن الکریم ۵/ ۵۹
[7] القرآن الکریم ۵/ ۱۰۳
[8] القرآن الکریم ۶/ ۳۷
[9] القرآن الکریم ۹/ ۸
[10] القرآن الکریم ۱۶/ ۸۳

اکثر بے عقل ہیں، ان کے اکثر جاہل ہیں، ان کے اکثر کافر ہیں، حالانکہ وہ سب ایسے ہی ہیں۔ یونہی یہاں فرمایا کہ ان کے اکثر نہیں جانتے حالانکہ ان میں کوئی بھی نہیں جانتا یہاں تک کہ شیاطین کے بارے میں فرمایا "یُّلْقُوْنَ السَّمْعَ وَ اَكْثَرُهُمْ كٰذِبُوْنَ ﴿۲۲۳﴾"[1] ان میں اکثر جھوٹے ہیں حالانکہ یقیناً وہ سب جھوٹے ہیں اور ان کے سوا اور آیاتِ کثیرہ، اب یا تو یہ کہ اکثر سے کل مراد ہے جیسے کبھی کل سے اکثر مراد ہوتا ہے کریمہ "**وما یتبع اکثرھم الاظنا**" کے تحت میں مدارک التنزیل میں ہے: **المراد بالاکثر الجمیع**[2] اکثر سے مراد کل ہے۔ت) معالم التنزیل میں ہے: **اراد بالاکثر جمیع من یقول ذٰلک**[3]۔ اکثر سے مراد وہ سب جو یہ کہتے ہیں (ت) شہاب علی البیضاوی میں ہے:

یعنی ان الاکثر یستعمل بمعنی الجمیع کما یرد القلیل بمعنی العدم، وحمل النقیض علی النقیض حسن وطریقۃ مسلوکۃ[4] اھ۔ **اقول:** لکن لاشك ان منھم من لایتبع ظناولاوھما ولاادنی شبھۃ انما یتبع ھوی نفسہ عناداواستکبارا "یَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا یَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ ؕ"[5]، "فَلَمَّا جَآءَهُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ ۫ فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰفِرِیْنَ ﴿۸۹﴾"[6] "وَجَحَدُوْا بِهَا وَاسْتَیْقَنَتْهَاۤ"	یعنی اکثر بمعنی کل ہے جیسے قلیل بمعنی معدوم استعمال ہوتا ہے اور ایک نقیض کی مراد پر دوسری نقیض کو مراد لینا اچھا اور مروج طریقہ ہے اھ۔ **میں کہتا ہوں**، لیکن اس میں شک نہیں کہ ان کے بعض ظن اور وہم اور کسی ادنٰی شبہ میں مبتلا نہیں وہ تو قطعًا عناد اور تکبر کی بنا پر نفسانی خواہش کے پیروکار ہیں (جس کو قرآن میں ہم نے یوں بیان فرمایا) نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو وہ خوب جانتے ہیں جیسے وہ اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں (اور فرمایا) جب انکی پہچان کے مطابق وہ تشریف لائے تو انہوں نے اس کا انکار کردیا تو

---

[1] القرآن الکریم ۲۶/ ۲۲۳

[2] مدارك التنزیل سورۃ یونس آیۃ وما یتبع اکثرھم الاظنا کے تحت دارالکتاب العربی بیروت ۲/ ۱۶۳

[3] معالم التنزیل علی ہامش الخازن سورۃ یونس آیۃ وما یتبع اکثرھم الاظنا کے تحت مصطفی البابی مصر ۱/ ۱۸۹

[4] حاشیۃ الشہاب علی البیضاوی سورۃ یونس آیۃ وما یتبع اکثرھم الاظنا کے تحت دار صادر بیروت ۵/ ۲۸

[5] القرآن الکریم ۲/ ۱۴۲ و ۶/ ۲۰

[6] القرآن الکریم ۲/ ۸۹

اَنۡفُسُهُمۡ ظُلۡمًا وَّعُلُوًّا" [1]۔ وقد سلفت الاٰية يعرفون نعمة الله ثم ينكرونها، نعمة الله محمد صلى الله تعالٰى عليه وسلم [2] قاله ابن عباس رضى الله تعالٰى عنهما۔	کافروں پر اللہ تعالٰی کی لعنت ہے (نیز فرمایا) انہوں نے ان کا انکار کردیا باوجودیکہ دلی طور پر وہ یقینی سمجھتے تھے یہ انکار ظلم اور تکبر کی بناء پر کیا۔ پہلے آیہ کریمہ گزری کہ اللہ تعالٰی کی نعمت کو پہچانتے ہیں اور پھر اس کا انکار کردیتے ہیں، ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما کے قول کے مطابق نعمۃ اللہ سے مراد محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ہیں (ت)

اقول: (میں کہتا ہوں۔ت) یا یہ کہ ان میں سے جو علمِ الٰہی میں ایمان لانے والے ہیں ان کا استثناء فرمایا جاتا ہے۔

وهو مسلك حسن نفيس ذهب اليه خاطرى بحمد الله تعالٰى اول وهلة ثم رأيت العلامة ابا السعود اشار اليه فى "ارشاد العقل السليم" حيث قال تخصيص اكثرهم للتلويح بما سيكون من بعضهم من اتباع الحق والتوبة [3]۔	یہ نفیس اور خوب مسلک ہے، ابتداءً ہی میرا دل اس کی طرف مائل ہوا، پھر میں نے علامہ ابوالسعود کو "ارشاد العقل السلیم" میں اس کی طرف اشارۃ کرتے ہوئے پایا جہاں انہوں نے فرمایا کہ خصوصیت سے اکثر کفار کا ذکر اس لئے کہ ان میں سے بعض حق کی اتباع اور توبہ کو پالیں گے (ت)

مشرکین کا جہل باللہ تو اسی کریمہ سے ثابت جس سے ان کے جاننے پر شبہہ میں استدلال تھا مدعیانِ توحید پر کلام کیجئے جن میں نصارٰی بھی باوصف تثلیث اپنے آپ کو شریک کرتے ہیں اور شرع مطہر نے بھی ان کے احکام کو احکام مشرکین سے جدا فرمایا: **فاقول:** وبالله التوفيق پس میں کہتا ہوں اور توفیق اللہ تعالٰی سے ہے۔ت)

(۱) فلاسفہ کے جھوٹے خدا

فلاسفہ ایسے کو خدا کہتے ہیں جو صرف ایک عقل اول کا خالق ہے، دوسری چیز بناہی نہیں سکتا، تمام جزئیاتِ عالم سے جاہل ہے،

---

[1] القرآن الکریم ۲۷/ ۱۴

[2] الجامع لاحکام القرآن بحوالہ السدی دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۰/ ۱۶۱

[3] ارشاد العقل السلیم سورہ یونس آیۃ ومایتبع اکثرہم الاظنا دار احیاء التراث العربی بیروت ۴/ ۱۴۵

اپنے افعال میں مختار نہیں، اجسام کو معدوم کرکے پھر نہیں بناسکتا، ولہذا حشر جساد کے منکر ہیں، آسمان اس نے نہ بنائے بلکہ عقلوں نے، اور ایسے مضبوط گھڑے کہ فلسفی خدا انہیں شق نہیں کرسکتا، ولہذا قیامت کے منکر ہیں وغیرہ وغیرہ خرافاتِ ملعونہ، کیاانہوں نے خدا کو جانا، حاش للہ سبحٰن رب العرش عمایصفون۔

(۲) آریہ کے جھوٹے خدا

آریہ ایسے کو ایشر کہتے ہیں جس کے برابر کے ہم عمر دوواجب الوجود اور ہیں روح ومادہ۔ ایشر نہ کا خالق نہ ان کے مالک اور ناحق ناروا انہیں دبا بیٹھا ان پر ظالمانہ حکم چلارہا ہے۔ ایسے کو جس کا اصلاً کوئی ثبوت ہی نہیں آریہ نے زبردستی مان رکھا ہے۔ جب روح ومادہ بے کسی کے بنائے آپ ہی ازل سے موجود ہیں تو کیا آپ ہی اپنا میل نہیں کرسکتے تو جونون کے بننے میں بھی اس کے وجود پر دلیل نہیں، رہا جونون کا بدلنا وہ کرم کے ہاتھ ہے ایشور کی کیا حاجت اور اس کے ہونے پر کیا دلیل، ایسے کو جو، عـــہ۱ ماں رکھتا ہے، اور وہ اس کی جان کی حفاظت کرتی ہے تو باپ بھی ضرور ہوگا کہ خود آریہ ولادتِ مسیح علیہ الصلٰوۃ والسلام پر کہتے ہیں کہ بے باپ ولادت نرا مضحکہ ہے، جب ایشور کے ہوتے ہوئے بے باپ ولادت نہیں ہوسکتی تو جب ایشور بھی نہ تھے ان کی ماتا آپ سے آپ کیسے گربھ کرلاتی۔ اور خاکی انڈا ہو بھی تو گندا۔ ایسے کو جو بستر عـــہ۲ پر بیمار پڑا اور اپنی ماں کو دوا کے لئے پکار رہا ہے وید آتے اور اس کا تنگ حال دیکھ کر سخت کڑھتے اور سر ہلاتے ہیں، ایسے کو جس سے زیادہ علم وعقل والے موجود ہیں یہ اپنی بیماری میں جن کی دوہائی دیتا اور چیخ رہا ہے کہ او سیکڑوں طرح کے عقل وعلم والو! تمہاری ہزاروں بوٹیاں عـــہ۳ ہیں ان سے میرے شریر کو نروگ کرو، اے اماں جان! تو بھی ایسا ہی کر، ایسے کو جو گونگا ہے اصلاً بول نہیں سکتا (اور یہ دوا کے لئے دوہائی تہائی کون مچارہا تھا) بات تو یوں نہیں کرتا کہ انسان کی مشابہت نہ پیدا ہو، مگر وید اتارنے کے لئے رشیوں کو بینڈ باجے کی طرح بجاتا اور کٹھ پتلیوں کی مانند نچاتا ہے فضیلت انسانی میں مشابہت گوارانہ ہوئی اور بجانے نچانے کے رذیل

عـــہ۱: دیکھو یجروید ۱۲

عـــہ۲: یجروید ادھیا نمبر ۱۲ و ۱۴

عـــہ۳: یہ سمجھ میں آنے کی بات نہیں کہ بوٹی بواؤ معروف اور ان کے پاس ہو ایشر جی کے پاس نہ ہو، دیکھنا کہیں یہ بوٹی بواؤ مجہول تو نہیں، تو یہ ضرور ایشر جی کے یہاں کہاں کہ ان کے ہوم کرنے والے ماس سے بہت برامانتے ہیں عجب نہیں کہ بیماری میں طاقت آنے کے لئے مسلمانوں سے گوشت کی بوٹیاں مانگتے ہوں ۱۲ عجب العقاب تصنیف مولوی نواب مرزا صاحب قادری برکاتی رضوی۔

کاموں میں شرکت کی ع

فکر ہر کس بقدر ہمت اوست

(ہر شخص کی فکر اس کی ہمت بھر ہوتی ہے۔ت)

اس بجنے ناچنے میں جو کچھ رشیوں کے سُر کے بولے وہ اس کی الہامی کتاب وید ہے، ایسے کو جس نے نیوگ جیسی بیحیائی کو ذریعہ نجات کیا ہے، ایسے کو جس کے عـــہ ۱ہزار سر ہیں دو ۲مُونھے سانپ سے پانسو حصے سوا ہزار آنکھ ہیں ہر سر میں ایک ☆ہر منہ سے کانا، یا بعض چہروں میں کئی کئی باقی چہروں سے اندھا، ہزار پاؤں ہیں کنکھجورا تو نہیں جسے ہزار پا کہتے ہیں۔ ایسے کو جو زمین پر ہر جگہ ہے اُلٹا سیدھا، نٹ کی کلا کو بھی مات کیا، اور کلام حرام کہ انسان سے مشابہت نہ ہو، پھر جگہ پاخانہ بھی ہے سیدھا ہوتا تو پاؤں ہی بھرتے، الٹا بھی ہے تو سَر بھی سَنا تب بھی دس ۱۰انگل کے فاصلے پر ہر آدمی کے آگے بیٹھا ہے تو ہر جگہ کب ہُوا پھر دو ۲ آدمی آمنے سامنے دس ۱۰انگل کے فاصلے سے ہوں تو ان میں ہر ایک ایشور کا جگہ میں شریک ہُوا، اور دو ۲انگل کے فاصلے پر ہوں تو ایشور آٹھ آٹھ انگل ہر ایک کے پیٹ میں گُھسا ٹھہرا، ایسے کہ جو سروبیاپک ہے ہر چیز میں حلول کئے ہوئے ہے ہر مادہ کی فرج ہر شخص کی مقعد ہر پاخانے کی ڈھیری میں نجاست کا کیڑا بھی اتنا گھناؤنا تو نہیں ہوتا۔ پھر یہ سب جگہ رما ہُوا ایک ہی ایشور ہے یا ہر جگہ نیا، بر تقدیر دوم ایشوروں کی گنتی تمام مخلوقات کے شمار سے بڑھ نہ گئی تو برابر ضرور رہی اس پر توحید کا دم بھرتے ہیں، بر تقدیر اول ایشور کے سنکھوں مہا سنکھوں ٹکڑے ہُوئے کہ ذرّے ذرّے بھر جگہ میں اس کا نیا ٹکڑا ہے تو ایشور مرکب ہُوا اور ہر مرکب محتاج ہے کہ جب تک اس کے سب اجزا اکٹھے نہ ہوں نہیں ہو سکتا، تو ایشور محتاج ہوا، پھر جب ہر جگہ رما ہوا ہے فرض کرو ایک شخص نے دُوسرے کے جُوتا مارا تو یہ فضا جس میں جُوتا چل کر اُس کے بدن تک گیا اس میں بھی ایشور تھا یا نہیں، نہ کیونکر ہوگا وہ سب جگہ ہے اور جب یہاں بھی تھا تو جُوتا آتے ہوئے دیکھ کر ہٹ گیا یا جُوتا اس کے اندر ہوتا ہُوا گزر گیا ہٹ تو سکتا نہیں ورنہ ہر جگہ کب رہا یہ جگہ خالی ہو جائے گی ضرور جُوتا اُس میں ہو کر گزرا عجب ایشور کے جُوتے سے پَھٹ گیا، پھر اُس شخص کے جس حصہ بدن پر جوتا پڑا وہاں بھی ایشور تھا یا نہیں، نہ کیسے ہوگا ورنہ ہر جگہ نہ رہے گا اور جب وہاں بھی تھا تو اب بتاؤ کہ یہ جُوتا کس پر پڑا، کاش نرا الٹا ہوتا تو پاؤں پر لگتا، سیدھا بھی ہے تو سر پر پڑا، یہ ہیں آریہ اور اُن کا ایشور، کیا اُنھوں نے خدا کو جانا، حاش للہ

سبحٰن رب العرش عمّا یصفون o

عـــہ: یہاں سے اُن الفاظ تک کہ ہر آدمی کے آگے بیٹھا ہے جس جس عبارت پر خط ہے یہ مضمون یجروید ادھیا ۳۱ منتر اول کا ہے ۱۲۔

(۳) مجوس کے جھوٹے خدا

ایسے کو خدا کہتے ہیں جس کے برابر کی چوٹ کا دوسرا خالق شیطان ہے، پھر بعض کے نزدیک تو شیطان اُس کا مخلوق ہی نہیں اُسی کی طرح واجب الوجود ہے خود بخود موجود ہے جب تو شیطان اُس کا ہمسر ہونا ظاہر، اور جن کے نزدیک وُہ بھی اسی سے پیدا ہوا وہ اور سخت اعجوبہ ہے۔ یزدان سے کوئی جزئی شر تواس لئے نہ بن سکا کہ وہ خیر محض ہے اُس سے شر کیونکر پیدا ہو، مگر اہرمن کی ہر شر کی جڑ اور کلی شر ہے اس سے پیدا ہوگیا اور جب سب شر اہرمن سے پیدا ہیں اور اہرمن یزدان سے تو جملہ شرور کا ٹیکا یزدان ہی کے ماتھے رہا، ایسے کو جسے بیٹھے بٹھائے ایک دن فکر ہوئی کہ اگر کوئی میرا مخالف ہو تو کیسا ہو، اس خیال فاسد سے ایک دُھواں اُٹھا جو شیطان بنا اور اس نے قوت پکڑی یہاں تک کہ لشکر جوڑ کر یزدان کے مقابل ہُوا مجوس کا یزدان اُس کے مقابلہ کی تاب نہ لا کر بھاگا اور جنت میں قلعہ بند ہوا، اہرمن تین ہزار برس جنت کا محاصرہ کئے رہا، یزدان اس کا کچھ نہ بگاڑ سکا، آخر فرشتوں نے بیچ بچاؤ کرکے تصفیہ کرادیا کہ سات ہزار برس دنیا میں شیطان سلطنت کرے پھر ملک یزدان کو سونپ دے، مجوس کا یزدان طول محاصرہ سے عاجز آچکا تھا جبراً و قہراً قبول کیا اور اب اس سے دعا فضول کی کہ وُہ دنیا کی سلطنت سے معزول، ایسے کو جس نے بیٹے کے لئے ماں باپ کے لئے بیٹی جیسی بیجیائیاں حلال کی ہیں، کیا انھوں نے خدا کو جانا، حاش ﷲ سبحٰن رب العرش عمّا یصفون○

(۴) یہود کے جھوٹے خدا

یہود ایسے کو خدا کہتے ہیں جو آسمان وزمین بنا کر اتنا تھکا کہ عرش پر جا کر پاؤں پر پاؤں رکھ کر چت لیٹ گیا، ایسے کو جو ان میں بعض کے نزدیک عزیر کا باپ ہے ایسے کو جو ایک حکم دے کر اس کا پابند ہو جاتا ہے زمانہ و مصالح کتنے ہی بدلیں اس کے بدلے دوسرا حکم نہیں بھیج سکتا و لہٰذا نسخ کے منکر ہیں اور شریعتِ موسوی کو ابدی کہتے اور اس صریح کذب کا افترا اپنے معبود کے سر دھرتے ہیں، ایسے کو جس نے آپ ہی قومِ نوح پر طوفان بھیجا پھر اپنی اس حرکت پر ایسا نادم ہُوا اتنا رویا کہ آنکھیں دُکھ آئیں، نسخ تو پچتانا ٹھہر کر محال، حالانکہ اُسے پچتانے سے کوئی تعلق نہیں، رات کو دن کرتا ہے پھر دن کو رات کر دیتا ہے، کوئی مجنون ہی اسے پچتانا کہے گا، جب احکامِ تکوینیہ میں یہ ہے احکامِ تشریعیہ میں کون مانع ہے، خیر وُہ تو پچتانے کے خوف سے نہ بدل سکے مگر آدم کو بنا کر پچتایا اور طوفان بھیج کر تو پچتانے کا وُہ طوفان آیا جس نے رُلا رُلا کر آنکھوں کا یہ دن کر دکھایا، ایسے کو جس نے یہودی کے لئے اسکی سگی بہن حلال کی اور توراۃ میں اسکی حرمت غلط لکھ دی اس لئے کہ شریعت آدم میں یقیناً حلّت تھی اب حرام کرے تو منسوخی حکم سے پچتانا ٹھہرے ایسے کو جس نے خلیل و اسمٰعیل علیہما الصلٰوۃ والسلام کی دُعا قبول کی اور ان سے کہا کہ میں نے اسمٰعیل و اولاد اسمٰعیل کو برکت دی اور تمام خیر و خُوبی اُن میں رکھی عنقریب تمام اُمتوں پر اُنھیں غالب کروں گا اور اُن میں اُنھیں میں سے اپنا رسول اپنے کلام کے ساتھ بھیجوں گا، پھر کیا کچھ نہیں بلکہ ان کا عکس کیا جیسا یہود بکتے ہیں۔ ایسے کو کہ نہ تورات اُس کی کتاب

نہ موسٰی سے اُس کا کلام، یہ سارے کرشمے ایک فرشتے کے ہیں۔ کیا انھوں نے خدا کو جانا، حاشَ للہ سبحٰن رب العرش عمّا یصفون○

(۵) نصارٰی کے جھوٹے خدا

نصارٰی ایسے کو خدا کہتے ہیں جو مسیح کا باپ ہے اور مزہ یہ کہ اُس کے بھائیوں [عہ۱] کا بھی باپ ہے، اُس [عہ۲] کے شاگردوں کا باپ ہے، اُس [عہ۳] کے چھوٹے جھنڈ کا باپ ہے۔ ہر عیسائی [عہ۴] کا باپ ہے، پھر [عہ۵] ہر مصلح کا باپ ہے، خود [عہ۶] آدمیوں کے باپ آدم کا باپ ہے، تو ہر بشر کا باپ ہے یہاں تک کہ حکم [عہ۷] ہے کہ زمین پر کسی کو اپنا باپ مت کہو کیونکہ تمھارا ایک ہی باپ ہے جو آسمان پر ہے، یہ کچھ تو نات پودھ پھیلی ہوئی ہے اور پھر اکیلا مسیح اُس کا اکلوتا، ایسے کو جو اپنے اکلوتے کو سُولی سے نہ بچا سکا، ایسے کو کہ جب اس کا بیگناہ اکلوتا یہاں کی مصیبت جھیل کر ہاں ہاں عیسائیوں کا خدا مخلوق کے مارے سے دَم گنوا کر باپ کے پاس گیا اُس نے اکلوتے کی یہ عزت کی اُس کی مظلومی و بیگناہی کی یہ داد دی کہ اُسے [عہ۸] دوزخ میں جھونک دیا اوروں کے بدلے اسے تین دن جہنم میں بُھونا، ایسے کو [عہ۹] جو روٹی اور گوشت کھاتا ہے اور سفر سے آکر اپنے پاؤں دُھلوا کر درخت کے نیچے آرام کرتا ہے درخت اونچا اور وُہ نیچا ہے، ایسے کو جو فقط زندوں [عہ۱۰] کا خدا ہے مُردوں کا نہیں جو جو مرتے جاتے ہیں اس کی خدائی سے نکلتے جاتے ہیں، ایسے کو جو اپنے ایک بندے [عہ۱۱] سے رات کو صبح ہونے تک کشتی لڑا اور اُسے گرا نہ سکا جب دیکھا کہ میں اس پر غالب نہیں آتا اُس کے پاؤں کی نس چڑھا کر کمزور کیا، ایسے کو جس کا [عہ۱۲] بیٹا اُسے جلال بخشتا ہے آریوں کے ایشور کی تو ماں اس کی جان کی حفاظت کرتی تھی عیسائیوں کے خدا کا بیٹا اُسے عزت بخشتا ہے، کیوں نہ ہو سپوت ایسے ہی ہوتے ہیں، اس پر پھر اسے بے خطا جہنم میں جھونکنا کیسی محسن کشی ناانصافی ہے۔ ایسے کو جو [عہ۱۳] یقیناً دغاباز ہے پچتاتا [عہ۱۴] بھی ہے،

عہ۱: انجیل یوحنا باب ۲۰ درس ۱۷، عہ۲: انجیل متی باب ۵ درس ۴۵ و ۴۸ و باب ۶ درس ۲ و ۴ و ۱۵ و ۱۸ و ۲۶ و ۳۲ و باب، درس ۱۱۔ وانجیل لوقا باب ۱۱ درس ۲ و باب ۱۲ درس ۳۰۔ عہ۳: انجیل لوقا باب ۲ درس ۳۲۔ عہ۴: پولس کا خط گلتیوں کو باب ۳ درس ۲۶۔ عہ۵: انجیل متی باب ۵ درس ۹۔ عہ۶: انجیل لوقا باب ۳ درس ۳۸۔ عہ۷: انجیل متی باب ۲۳ درس ۹۔ عہ۸: مسئلہ کفارہ ۱۲۔ عہ۹: پیدائش باب ۱۸ درس ۴ تا ۸۔ عہ۱۰: انجیل متی باب ۲۲ درس ۳۲۔ عہ۱۱: موسٰی کی پہلی کتاب باب ۳۲ درس ۲۵ و ۲۴۔ عہ۱۲: انجیل یوحنا باب ۱۷ درس اول۔ عہ۱۳: کتاب یرمیاہ نبی باب ۴ درس ۱۹۔ عہ۱۴: کتاب یرمیاہ باب ۱۵ درس ۶۔

تھک جاتا بھی ہے، ایسے کو عــــہ۱ جس کی دو ۲ جورو ہیں ہیں دونوں بچّی زناکار حد بھر کی فاحشہ، ایسے کو جس عــــہ۲ کے لئے زنا کی کمائی فاحشہ کی خرچی، کمال مقدس پاک کمائی ہے، ایسے کو جس عــــہ۳ نے باندی غلام بنانا جائز رکھ کر نصارٰی کے دھرم میں حددرجے کی ناپاک ظالمانہ وحشیانہ حرکت کی، اور پھر خالی عــــہ۴ کام خدمت ہی کے لئے نہیں بلکہ موسٰی کو حکم دیا کہ مخالفوں کی عورتیں پکڑ کر حرم بناؤ اُن سے ہم بستری کرو، ایسے کو جس عــــہ۵ کی شریعت محض باطل ہے اُس سے راستبازی نہیں آتی اُسے ایمان عــــہ۶ سے کچھ علاقہ نہیں جو اس کی شریعت عــــہ۷ پر عمل کرے ملعون ہے بلکہ اس کا اکلوتا عــــہ۸ بیٹا خود ہی ملعون ہے پھر بھی ایسی لعنتی شریعت عــــہ۹ پر عمل کا حکم دیتا، بندوں سے اس کا التزام مانگتا اُسکے ترک عــــہ۱۰ پر عذاب کرتا ہے، ایسے کو عــــہ۱۱ جو اتنا جاہل کہ نہایت سیدھا سا حساب نہ کر سکا بیٹے کو باپ سے عمر میں بڑا بتایا گیا، ایسے کو جو عــــہ۱۲ اتنا بھلکّڑ کہ اپنے اکلوتے کے باپوں کی صحیح گنتی نہ گنا سکا، کہیں داؤد تک اس کے ستائیس ۲۷ باپ، کہیں پندرہ ۱۵ بڑھا کر بیالیس ۴۲ باپ وغیرہ وغیرہ خرافات ملعونہ، کیا انھوں نے خدا کو جانا۔ حاش للّٰہ سبحٰن رب العرش عمّا یصفون ۝

(۶) نیچریوں کے جھوٹے خدا

نیچری ایسے کو خدا کہتا ہے جو نیچر کی زنجیروں میں جکڑا ہے اس کے خلاف کچھ نہیں کر سکتا اور نیچر بھی اُتنا جو نیچری کی سمجھ میں آئے جو اس کی ناقص عقل سے وراء ہے معجزہ ہو یا قدرت سب پادَر ہوا ہے، ایسے کو جس نے (خاک بدہن ملعونان) جھوٹا دین اسلام بھیجا کہ اس میں باندی غلام حلال کیا (اگرچہ پیر نیچر کے نزدیک ابتدا ہی میں) عــــہ۱۳ اور وہ دین جس

عــــہ۱: کتاب حزقیل نبی باب ۲۳ درس ۱ تا ۲۳ عــــہ۲: کتاب یسیعاہ نبی باب ۲۳ درس ۱۸۔ عــــہ۳: خروج باب ۱۲ درس ۱و ۴ تا ۶ و پیدائش باب ۱۶ درس ۱ تا ۶ وغیرہ۔ عــــہ۴: استثنا باب ۷ درس ۲ باب ۲۱ درس ۱۰ و ۱۱۔ عــــہ۵: پولس کا خط گلتیوں کو باب ۳ ورس ۱۱۔ عــــہ۶: ایضًا درس ۱۲۔ عــــہ۷: ایضًا درس ۱۰ و ۱۳۔ عــــہ۸: ایضًا درس ۱۳۔ عــــہ۹: انجیل متی باب ۲۳ درس ۲۳۔ عــــہ۱۰: کتاب یرمیاہ باب ۹ درس ۱۲ تا ۱۶۔ عــــہ۱۱: تواریخ کی دوسری کتاب باب ۲۲ درس او ۲ مع باب ۲۱ درس ۲۰۔ عــــہ۱۲: انجیل لوقا درس ۲۳ تا ۳۱ مع انجیل متی درس ۶ تا ۱۷۔

عــــہ۱۳: رسالہ سید احمد خان پیر نیچر ابطال غلامی صفحہ ۱۳ ایسی حالت صانع کی مرضی نہیں ہو سکتی صاف عیاں ہے کہ غلامی اس قادر مطلق کی مرضی اور قانون قدرت دونوں کے برخلاف ہے صفحہ ۲۰ غلامی خدا کی مرضی کے مطابق نہیں ہو سکتی کیا پاک پروردگار ہی ناپاک چیز کو انسان کے حق میں جائز کرتا اصلی ظلم اور ٹھیٹ ناانصافی ہے (باقی اگلے صفحہ پر)

میں باندی غلام بنانا حلال ہوا ہو نیچری کے نزدیک خدا کی طرف سے ہر گز نہیں ہو سکتا، ایسے کو جس نے مدتوں اسلام میں اپنی خلاف مرضی باتیں ناپاک چیزیں، اصلی ظلم، ٹھیٹ ناانصافی روا رکھی، ایسی بد باتیں بہائم کی حرکتیں کہ ایک لمحہ کے لئے بھی یہ بات مانی نہیں جا سکتی کہ سچّا مذہب جو خدا کی طرف سے اترا ہو اُس میں ایسے امور جائز ہوں۔ ایسے کو جو ان سخت ظالموں، ٹھیٹ ناانصافوں جانور سے بدتر وحشیوں کو جن کا

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

خدا ایسے قصور کا تقصیر وار نہیں ہو سکتا صفحہ ۲۴ جو امور لونڈیوں اور قیدی عورتوں کے ساتھ جائز سمجھے جاتے ہیں کیا حرکات بہائم سے کچھ زیادہ رتبہ رکھتے ہیں، کیا وہ کسی مذہب کے سچے اور خدا کے دئے پر دلیل ہو سکتے ہیں، حاشا وکلا ایک لمحہ کے لئے بھی یہ بات مانی نہیں جا سکتی کہ سچا مذہب جو خدا کی طرف سے اترا ہو اس میں ایسے امور جائز ہوں، صفحہ ۲۵ یہودی مذہب نے غلامی کے قانون کو جائز سمجھا، اور عیسٰی مسیح نے اس کی نسبت کچھ نہ کہا مگر محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے جو کچھ کہا اس کو کسی نے نہ سمجھا، صفحہ ۲۹ زمانہ اسلام میں بھی غلامی کی رسم پر جب تک آیتِ حُریت نازل نہ ہُوئی کچھ تھوڑا سا عملدرآمد ہُوا، اس میں کُچھ شک نہیں کہ قبلِ نزول آیتِ حریت جو غلام موجود تھے ان کو اسلام نے دفعۃً آزاد نہ کیا، نہ ان کے تعلقات کو توڑا، ملاحظہ ہو موسوی، عیسوی، محمدی تینوں دین باطل کردئے، مُوسوی تو یوں کہ اس نے غلامی کے قانون کو جائز رکھا، اور عیسوی یُوں کہ عیسٰی مسیح نے اسی شدید بیحیائی ٹھیٹ ظلم پر کچھ نہ کہا نبی کا کسی بات پر سکوت بھی اسے جائز کرنا ہے، اسلام یوں کہ صدر اسلام میں غلامی کی رسم پر عملدرآمد رہا پھر جب اس مرتد کے زعم میں آیت آزادی اُتری اس نے بھی اگلے حکموں کو برقرار رکھا، ان بے حیائیوں کو معدوم نہ کیا۔ سود منع فرمایا جب تو یہ حکم دیا کہ پہلے کا جو باقی رہا ہو وہ ابھی چھوڑ دو ورنہ اللہ ورسول سے لڑائی کو تیار ہو جاؤ، اور یہاں موجودہ ظلموں بے حیائیوں کو قائم رکھا جائز کردیا فقط آئندہ کے لئے اس کے زعمِ ملعون میں منع کیا، بہر حال تینوں دینوں میں ہمیشہ یا ایک زمانہ دراز تک رسمِ غلامی جائز رہی، اور خود کہہ چکا کہ ایک لمحہ کے لئے یہ بات نہیں مانی جا سکتی کہ سچا مذہب جو خدا کی طرف سے اترا ہو اس میں ایسے امور جائز ہوں کیسا صاف صریح کہہ دیا کہ موسوی، عیسوی، محمدی تینوں دین باطل، اور پھر عجب ہے کہ اس کے پیرو اُسے نہ صرف مسلمان بلکہ اسلام کا سنورانے والا بتاتے ہیں کلا واللہ بلکہ "اَبٰی وَاسْتَكْبَرَ ۫ وَ كَانَ مِنَ الْكٰفِرِیْنَ ﴿۳۴﴾"[1]، "وَسَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْۤا اَیَّ مُنْقَلَبٍ یَّنْقَلِبُوْنَ ﴿۲۲۷﴾"[2] (منکر ہوا اور غرور کیا اور کافر ہو گیا، عنقریب جان لیں گے ظالم کہ کس کروٹ پر پلٹا کھائیں گے۔ت) ۱۲ منہ علیہ الرحمۃ۔

---

[1] القرآن الکریم ۲/ ۳۴

[2] القرآن ۲۶ / ۲۲۷

چھوٹا بڑا اوّل سے آج تک اُن ناپاکیوں پر اجماع کئے ہوئے ہے خیر الامم کا خطاب دیتا اور اپنے چُنے ہوئے بندے کہتا ہے۔ ایسے کو جس نے کہا تو یہ روشن آیتیں بھیجتا ہوں تمھیں اندھریوں سے نکال کر روشنی میں لاتا ہوں اور کیا یہ کہ جو کہی کہہ مکر فی کہی تمثیلی داستان پہیلیاں چیستاں، لفظ کچھ مراد کچھ جو لغۃً عرفاً کسی طرح اُس کا مفہوم نہ ہو۔ فرشتے، آسمان، جن، شیطان، بہشت، دوزخ، حشر اجساد، معراج، معجزات سب باتیں بتائیں اور بتائیں بھی کیسی ایمانیات ٹھہرائیں اور من میں یہ کہ در حقیقت یہ کچھ نہیں یوہیں طوطا مینا کی سی کہانیاں کہہ سُنائیں وغیرہ وغیرہ خرافات ملعونہ۔ کیا انھوں نے خدا کو جانا۔ حاش للہ سبحٰن رب العرش عمّا یصفون○

(۷) چکڑالوی کے جُھوٹے خدا

چکڑالوی ایسے کو خدا کہتا ہے جس کے رسول کی قدر ایک ڈاکئے سے زیادہ نہیں جس نے اپنے نبی کا اتباع کچھ نہ رکھا، ایسے کو جس نے کہا تو یہ، کہ میری کتاب میں ہر شیئ کا روشن بیان ہے ہر چیز کی پُوری تفصیل ہے ہم نے اس میں کوئی بات نہ اٹھا رکھی اور حالت یہ کہ نماز فرض کی اور یہ بھی نہ بتایا کہ کَے وقت کی، یہ بھی نہ بتایا کہ ہر وقت میں کَے رکعتیں، یہ بھی نہ بتایا کہ اُس کے پڑھنے کی ترکیب کیا ہے اس کے ارکان کیا ہیں، اگر رکوع سجود قیام قرات اس کے رکن مانے بھی جائیں اگرچہ اس نے کہیں اس کا اظہار نہ کیا تو ان میں آگے کیا ہو پیچھے کیا، اس کے مفسدات کیا کیا ہیں، کیونکر جاتی ہے، کیونکر ہوتی ہے سب سے بڑا فرض ایمان، اُس میں تو یہ گول مجمل بے سود بیان جس سے کچھ پتا ہی نہ چلے اور دعوی وُہ ہے کہ جملہ اشیاء کا روشن بیان، مزہ یہ کہ متواترات کی جڑکاٹ دی کہ سوا میری کتاب کے کچھ حجت نہیں، اپنی کتاب کیا وہ خود ہمارے ہاتھ میں دے گیا یہ بھی تو ہم کو تواتر ہی سے ملی، جب تواتر حجت نہیں، یہ بھی حجت نہیں، غرض ایمان اسلام سب برباد وناکام وغیرہ وغیرہ خرافات ملعونہ۔ کیا اس نے خدا کو جانا۔ حاش للہ سبحٰن رب العرش عما یصفون○

(۸) قادیانی کے جھوٹے خدا

ایسے کو خدا کہتا ہے جس عـــہ[۱] نے چار سو جھوٹوں کو اپنا نبی کیا اُن سے جھوٹی پیشین گوئیاں کہلوائیں جس نے ایسے عـــہ[۲] کو ایک عظیم الشان رسول بنایا جس کی نبوت پر اصلاً دلیل نہیں بلکہ اُس کی نفیِ نبوت پر دلائل قائم جو (خاک بدہن ملعونان) ولد الزنا عـــہ[۳] تھا جس کی تین دادیاں نانیاں زناکار کسبیاں تھیں۔ ایسے کو جس عـــہ[۴] نے ایک بڑھئی کے

عـــہ۱: ازالہ ص ۶۲۹۔ عـــہ۲: اعجاز احمدی ص ۱۳۔ عـــہ۳: ضمیمہ انجام آتھم ص ۷۔ عـــہ۴: رسالہ کشتی نوح ص ۱۶ مع نوٹ۔

بیٹے کو محض جُھوٹ کہہ دیا کہ ہم نے بن باپ کے بنایا اور اس پر یہ فخر کی جھوٹی ڈینگ ماری کہ یہ ہماری قدرت کی کیسی کُھلی نشانی ہے۔ ایسے کو جس نے عـــہ۱ ایک بد چلن عیاش کو اپنا نبی کیا جس نے ایک عـــہ۲ یہودی فتنہ گر عـــہ۳ کو اپنا رسول کرکے بھیجا جس کے پہلے ہی فتنہ نے دنیا کو تباہ کردیا۔ ایسے کو جو عـــہ۴ اسے ایک بار دنیا میں لا کر دوبارہ لانے سے عاجز ہے وہ جس نے ایک شعبدہ باز عـــہ۵ کی مسمریزم والی مکروہ حرکات قابلِ نفرت حرکات جھوٹی بے ثبات کو اپنی آیات بینات بتایا، ایسے کو جس کی آیات بینات لہو لعب ہیں اتنی بے اصل کہ عام لوگ ویسے عجائب کرلیتے تھے اور اب بھی کر دکھاتے ہیں بلکہ آجکل کے کرشمے اُن سے زیادہ بے لاگ ہیں اہل کمال کو ایسی باتوں سے پرہیز رہا ہے۔ ایسے کو جس نے اپنا عـــہ۶ سب سے پیارا بروزی خاتم النبیین دوبارہ قادیان میں بھیجا مگر اپنی جُھوٹ فریب تمسخر ٹھٹول کی چالوں سے اُس کے ساتھ بھی نہ چوکا، اُس سے کہہ دیا کہ تیری جورو کے اس حمل سے بیٹا ہوگا جو انبیاء کا چاند ہوگا بادشاہ اُس کے کپڑوں سے برکت لیں گے، بروزی بیچارہ اس کے دھوکے میں آکر اُسے اشتہاروں میں چھاپ بیٹھا اسے تو یُوں ملک بھر میں جُھوٹا بننے کی ذلّت ورسوائی اوڑھنے کے لئے یہ جُل دیا اور جھٹ پٹ میں اُلٹی کلُ پھرادی بیٹی بنادی بروزی بیچارہ کو اپنی غلط فہمی کا اقرار چھاپنا پڑا اور اب دوسرے پیٹ کا منتظر رہا اب کی یہ مسخرگی کی کہ بیٹا دے کر امید دلائی اور ڈھائی برس کے بچے ہی کا دم نکال دیا، نہ نبیوں کا چاند بننے دیا نہ بادشاہوں کو اُس کے کپڑوں سے برکت لینے دی، غرضکہ اپنے چہیتے بروزی کا جھوٹا کذاب ہونا خوب اُچھالا اور اُس پر مزہ یہ کہ عـــہ۷ عرش پر بیٹھا اُس کی تعریفیں گا رہا ہے، اس پر بھی صبر نہ آیا بروزی کے چلتے وقت کمال بے حیائی کی ذلت ورسوائی تمام ملک میں طشت از بام ہونے کے لئے اُسے یوں چاؤ دلایا کہ اپنی بہن احمدی کی بیٹی محمدی کا پیام دے، بروزی بیچارے کے مُنہ میں پانی بھر آیا، پیام پر پیام، لالچ پر لالچ، دھمکی پر دھمکی، اُدھر احمدی کے دل میں ڈال دیا کہ ہرگز نہ پسیج، یوں لڑائی ٹھنوا کر اپنے امدادی وعدوں سے بروزی کی امیدوار بڑھائی کہ دیکھ احمدی کا باپ اگر دوسری جگہ اس کا

عـــہ۱: ضمیمہ مذکورہ صفحہ ۷۔ عـــہ۲: مواہب الرحمٰن صفحہ ۷۲۔ عـــہ۳: دافع البلا صفحہ ۱۵۔ عـــہ۴: ایضًا عبارت مذکورہ۔

عـــہ۵: ازالہ آخر صفحہ ۱۵۱تا آخر صفحہ ۱۶۲۔ عـــہ۶: دافع البلا صفحہ ۳ وصفحہ ۹ وغیرہ۔ عـــہ۷: اعجاز احمدی ص ۶۹۔

نکاح کر دے گا تو ڈھائی برس میں وہ مرے گا، اور تین برس میں وُہ شوہر، یا بالعکس، بروزی جی تو ہمیشہ اُس کی چالوں میں آجاتے تھے اسے بھی چھاپ بیٹھے یہاں تک تو وہی جُھوٹی پیشن گوئیاں رہتیں جو سدا کی تھیں۔ اب اُس قادیانی کے ساختہ خدا کو اور شرارت سوجھی جھٹ بروزی کو وحی پھنٹا دی کہ "زوجنا کھا" محمدی سے ہم نے تیرا نکاح کر دیا۔ اب کیا تھا بروزی جی ایمان لے آئے کہ اب محمدی کہاں جاسکتی ہے یُوں جُل دے کر بروزی کے منہ سے اُسے اپنی منکوحہ چھپوا دیا، تاکہ وُہ حد بھر کی ذلت جو ایک چمار بھی گوارانہ کرے کہ اُس کی جورو اور اُس کے جیتے جی دوسرے کی بغل میں، یہ مرتے وقت بروزی کے ماتھے پر کلنک کا ٹیکا ہو، اور رہتی دنیا تک بیچارے کی فضیحت وخواری وبے عزّتی وکذابی کا ملک میں ڈنکا ہو، ادھر تو عابد ومعبود کی یہ وحی بازی ہُوئی اُدھر سلطان محمد آیا اور نہ عابد کی چلنے دی نہ معبود کی، بروزی جی کی آسمانی جورو سے بیاہ کر ساتھ لے، یہ جا، وہ جا، چلتا بنا، ڈھائی تین برس پر موت دینے کا وعدہ تھا وُہ بھی جُھوٹا گیا، اُلٹے بروزی جی زمین کے نیچے چل بسے وغیرہ وغیرہ خرافات ملعونہ۔ یہ ہے قادیانی اور اُس کا ساختہ خدا۔ کیا وُہ خدا کو جانتا تھا یا اب اس کے پیرو جانتے ہیں **حاش للہ سبحٰن رب العرش عما یصفون**○

(۹) رافضیوں کے جھوٹے خدا

ایسے کو خدا کہتا ہے جو حکم کرکے پچتاتا ہے جو مصلحت[عہ] سے جاہل رہ کر ایک حکم کرتا ہے جب مصلحت کا علم آیا اُسے بدل دیتا ہے، اس سے تو یہودی خدا غنیمت تھا کہ پچتانے کے عیب سے بچنے کو نسخ تک نہ کر سکا، ایسے کو جو وعدے کا جُھوٹا یا بندوں سے عاجز ہے کہ اپنا کلام اتارا اور اُس کی حفاظت کا ذمہ دار بنا مگر عثمان غنی وغیرہ صحابہ رضی اللہ تعالٰی عنہم واہلسنت نے اس کی آیتیں اُلٹ پُلٹ کر دیں سُورتوں کی سورتیں کتر لیں اور وہ یا تو وعدہ خلافی سے چپکا، دیکھا کیا اور کچھ نہ کہا، یا گھٹانے والوں کے آگے کچھ نہ چل سکی، دم سادھ گیا۔ ایسے کو جس نے کہا تو یہ کہ میں یہ دین سب پر غالب کرتا ہوں، اور کیا یہ کہ خود ہی اُسے ملیا میٹ کر دیا، اپنی کتاب ہی کا آپ ہی تھل بیڑا نہ رکھا، فاسقوں کی روایت بے تحقیق ماننے سے منع کیا اور اپنی کتاب کی روایت کا سلسلہ (خاک بد ہن ملعونان) کافروں سے رکھا، اور کافر بھی وُہ جن کا ایک گروہ ایک جتھا خیانت میں طاق، اور عداوت اہلبیت میں تحریف واخفائے آیات پر سب کا اتفاق، کیا معلوم کہ اُنھوں نے کتنا بدلا، کیا کچھ چھپایا، آیتوں کی ترتیب بدل کر کہاں کا حکم کہاں لگایا، ایسے کو جو بندوں سے عاجز تر ہے وہ بندے سے نیکی چاہے اور بندہ بدی چاہے تو بندہ ہی کا چاہا ہوتا ہے اُس کی ایک نہیں چلتی۔ ایسے کو کہ ہر چمار ہر کافر ہر کُتّا ہر سوئر خالقیت میں اُس کا شریک ہے، وہ اعیان گھڑتا ہے یہ اپنی

عہ۱: فتوائے مجتہد لکھنو مجموعہ تکملہ ردّ روافض ۱۲۔

قدرت سے اپنے افعال، اور پھر اس پر یہ دعوی کہ ہے میرے سوا کوئی خالق۔ ایسے کو جس نے بہتیرا چاہا کہ میرے نائب کے بعد میرا شیر مسند پر بیٹھے مگر امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک نہ چلنے دی، آیت عـــہ اتاری وُہ کتر لی اور سب نے اُس کے کترنے پر اتفاق کیا آج تک ویسی ہی کتری ہوئی چلی آتی ہے، اس کے رسول نے تمام صحابہ کے مجمع میں اپنے بھائی کا ہاتھ پکڑ کر دکھایا اور عمامہ باندھ کر اپنا ولیعہد بنایا مگر رسول کی آنکھیں بند ہوتے ہی بالاتفاق تمام صحابہ نے وہ عہد و پیمان پاؤں کے نیچے مَل ڈالا اور کمیٹی کرکے ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مسند نشین کر دیا اور شیر مُنہ دیکھتا رہ گیا نہ اُسکی چلی نہ رافضی صاحبوں کے ساختہ خدا کی۔ ایسوں کے ہاتھ میں قرآن رکھا اچھا حفاظت کا وعدہ نباہا۔ ایسا بے اعتبار قرآن شائع کیا، اچھا دین کو غلبہ دیا اپنے نبی کی صحبت اور اُس کے دین کی روایت کو چھانٹ چھانٹ کر ایسے چنے لطف وعدل و اصلح کا واجب خوب ادا کیا، ایسے کو جس کا شیر اور شیر بھی کیسا غالب شیر ہمیشہ دشمنوں کا مطیع وفرمانبردار رہا (خاک بدہن ملعونان) کافروں کے پیچھے نماز پڑھا کیا، کافروں کے جھنڈے کے نیچے لڑا کیا، بُزدلی سے دو رویہ و منافق ہو کر دشمنوں کی بڑی بڑی تعریفیں گاتا رہا، اہلبیتِ رسالت پر کرّے کرّے گھنونے گھنونے ظُلم دیکھتا، اور ڈر کے مارے دَم نہ مارتا بلکہ اپنی مدح وستائش سے اور مدد کرتا، یہاں تک کہ کافر لوگ اُس کی سگی بیٹی چھین کر لے گئے اور بی بی بنایا اور وہ تیوری پر میل نہ لایا، ویسا ہی اُن کا خادم و ہمدم بنا رہا، اور وُہ کیا کرے رافضی دھرم میں رسول ہی کو یہ توفیق تھی کہ بیٹیاں لے تو کافروں منافقوں سے، اور بیٹیاں دے تو کافروں منافقوں کو، اور اپنا یار وانیس و وزیر و جلیس بنائے تو کافروں منافقوں کو، اور وُہ بھی کیا کرے روافض کا خدا ہی اُن ظالموں کافروں کے بڑے بڑے مناقب اپنے کلام میں اتارتا رہا، جسے لاکھ کے مجمع میں مقبول تو فقط چار چھ، باقی سب دشمن اور وہ اُس بھری جماعت میں بلا تعیین عام صیغوں سے عام وصفوں سے مہاجرین وانصار و صحابہ کہہ کر تعریفیں کرتا بندوں کو دھوکے دیتا، دوٹوک بات نہ کہنی تھی نہ کہہ سکا، ایسے کو جس نے اُن موجود حاضروں میں اپنے نیک بندوں کو مخاطب کرکے وعدہ دیا کہ ضرور ضرور تمھیں اس زمین کی خلافت دُوں گا اور تمھارا دین تمھارے لئے جماؤں گا اور تمھارا خوف امن سے بدل دوں گا، کاش وہ کسی کے لئے ان میں سے کچھ نہ کرتا تو نرا وعدہ خلاف ہی رہتا۔ نہیں اُس نے کی اور اُلٹی کی اپنے نیک بندوں کے بدلے (خاک بدہن ملعونان) کافروں کو زمینِ عرب کی خلافت دی اور اُنھیں کا دین خوب جما دیا اور انھیں کے خوف کو امن سے بدل دیا۔ رہے

عـــہ: یاایھا النبی بلغ ما انزل الیك من ربك ان علیا ولی المؤمنین قرآن عظیم میں اتنا ٹکڑا روافض زیادہ مانتے ہیں اور یہ کہ صحابہ نے اسے گھٹا دیا ۱۲۔

چار چھ نیک بندے بے بس بیچارے ترساں ہراساں خوف کے مارے انھوں نے ان کی خدمتگاری فرمانبرداری کرتے دن گزارے، جس نے روشن کر دیا کہ کافر ہی اُس کے نیک بندے ہیں تو وعدہ خلاف دغا باز حق کا چھپانے والا باطل کا چمکانے والا بندوں کو دھوکے دے کر اُلٹی سمجھانے والا سب کچھ ہُوا، ایسے کو جو خود مختار نہیں بلکہ اُس پر واجب ہے کہ یہ یہ کرے اور یہ یہ نہ کرے، اور مزہ یہ کہ اس پر واجب تھا بندوں کے حق میں بہتر کرنا یہ بندوں کے حق میں بہتر تھا کہ ان کی ہدایت کو جو کتاب اتری ظالموں کے پنجے میں رکھی جائے کہ وہ اسے کتریں بدلیں اور اصل ہدایت پہاڑ کی کھوہ میں چھپادی جائے جس کی وہ ہوا نہ پائیں یہ بندوں کے حق میں اصلح تھا کہ اعداء غالب محبوب مغلوب، باطل غالب حق مغلوب، اچھا واجب ادا کیا وغیرہ وغیرہ خرافات ملعونہ، یہ ہے رافضیوں کا خدا، کیا خدا ایسا ہوتا ہے تعالٰی اللہ کیا وہ خدا کو جانتے ہیں، حاش للہ سبحٰن رب العرش عما یصفون ○

(۱۰) وہابیوں کے جھوٹے خدا

وہابی ایسے کو خدا کہتا ہے جسے [عہ۱] مکان، زمان، جہت، ماہیت، ترکیب عقلی سے پاک کہنا بدعت حقیقیہ کے قبیل سے اور صریح کفروں کے ساتھ گننے کے قابل ہے جس کا سچا ہونا کچھ ضرور نہیں جھوٹا بھی ہو سکتا ہے۔ ایسے کہ [عہ۲] جس کی بات پر اعتبار نہیں، نہ اُس کی کتاب قابلِ استناد نہ اُس کا دین لائق اعتماد، ایسے کو جس [عہ۳] میں ہر عیب و نقص کی گنجائش ہے جو اپنی مشیخت بنی رکھنے کو قصداً عیبی بننے سے بچتا ہے، چاہے تو ہر گندگی میں آلودہ ہو جائے، ایسے کو جس [عہ۴] کا علم حاصل کئے حاصل ہوتا ہے اس کا علم اس کے اختیار میں ہے چاہے تو جاہل رہے، ایسے کو جس [عہ۵] کا بہکنا، بھولنا، سونا، اونگنا، غافل رہنا، ظالم ہونا حتی کہ مر جانا سب کچھ ممکن ہے کھانا، پینا، پیشاب کرنا، پاخانہ پھرنا، ناچنا، تھرکنا، نٹ کی طرح کلا کھیلنا، عورتوں سے جماع کرنا، لواطت جیسی خبیث بیحیائی کا مرتکب ہونا حتّٰی کہ مخنّث کی طرح خود مفعول بننا، کوئی خباثت کوئی فضیحت اُس کی شان [عہ۶]

عہ۱: ایضاح الحق اسمٰعیل دہلوی مطبع فاروقی ۱۲۹۷ھ دہلی مع ترجمہ صفحہ ۳۵ و ۳۶۔

عہ۲: دیکھو سبحٰن السبوح تنزیہ دوم دلیل دوم۔ عہ۳: رسالہ یکروزی اسمٰعیل دہلوی ص ۱۴۵۔

عہ۴: تقویۃ الایمان اسمٰعیل دہلوی مطبع فاروقی دہلی ۱۲۹۳ھ ص ۲۰۔

عہ۵: دیکھو یکروزی ص ۱۴۵ مع کوکب شہابیہ ۱۵ و سبحٰن السبوح طبع بار سوم ص ۶۴ تا ۶۷ و دامان باغ سبحٰن السبوح ص ۱۵۴ تا ۱۵۶ او پیکان جانگداز ص ۱۶۱ وغیرہ۔ عہ۶: یکروزی مردود مع مذکورہ ردود۔

کے خلاف نہیں، وُہ کھانے عـــہ۱ کامُنہ اور بھرنے کا پیٹ اور مردی وزنی کی دونوں علامتیں بالفعل رکھتا ہے صمد نہیں جوف دار کھگل ہے، سبوح قدوس نہیں، خنثٰی مشکل ہے یا کم از کم اپنے آپ کو ایسا بنا سکتا ہے اور یہی نہیں بلکہ اپنے آپ کو عـــہ۲ جلا بھی سکتا ہے ڈبو بھی سکتا ہے زہر کھا کر یا اپنا گلا گھونٹ کر بندوق مار کر خود کشی بھی کر سکتا ہے اُس کے ماں باپ جورو بیٹا سب عـــہ۳ ممکن ہیں بلکہ ماں باپ ہی سے عـــہ۴ پیدا ہوا ہے ربڑ کی طرح پھیلتا عـــہ۵ سمٹتا ہے۔ برمھا کی طرح چومکھا عـــہ۶ ہے، ایسے کو جس عـــہ۷ کا کلام فنا ہو سکتا ہے جو بندوں کے خوف کے باعث جھوٹ عـــہ۸ سے بچتا ہے کہ کہیں وُہ مجھے جُھوٹا نہ سمجھ لیں، بندوں سے پُرا چھپا کر پیٹ بھر کر جھوٹ بک سکتا ہے، ایسے کو جس کی خبر کچھ ہے عـــہ۹ اور علم کچھ، خبر سچّی ہے تو علم جھوٹا، علم سچا ہے تو خبر جُھوٹی۔ ایسے کو جو سزا عـــہ۱۰ دینے پر مجبور ہے نہ دے تو بے غیرت ہے، معاف کرنا چاہے تو حیلے ڈھونڈھتا ہے، خلق کی آڑ لیتا ہے، ایسے کو جس کی خدائی کی اتنی حقیقت کہ جو شخص ایک پیڑ کے پتّے گِن دے اُس کا شریک ہو جائے، جس نے اپنا سب سے بڑھ کر

عـــہ۱: دیکھو مضمون محمود حسن دیو بندی مطبوع پرچہ نظام الملک ۲۵ اگست ۸۹ء مع رسالہ الھیبۃ الجباریہ علٰی جھالۃ الاخباریہ و پیکان جانگداز وغیرہ۔

عـــہ۲: یکروزی مردود مع مذکورہ ردود۔

عـــہ۳: ایضًا یکروزی و مضمون محمود حسن دیوبندی مع سبحٰن السبوح صفحہ ۴۷ و ۴۸ و ۶۶ و دامان باغ صفحہ ۱۵۸ وغیرہما، اور جورو بیٹے کا امکان ایک دیوبندی اپنے رسالہ ادلہ واہیہ صفحہ ۱۴۲ میں صراحۃً مان گیا دیکھو پیکان جانگداز صفحہ ۱۷۶۔

عـــہ۴: یکروزی و مضمون محمود حسن دیوبندی مع دامان باغ سبحٰن السبوح ص ۱۸۷

عـــہ ۵: یکروزی و محمود حسن مع پیکان جانگداز ص ۱۷۵۔

عـــہ۶: یکروزی و محمود حسن مع پیکان جانگداز ۱۷۶۔

عـــہ۷: یکروزی مع سبحٰن السبوح ص ۸۳۔

عـــہ۸: یکروزی مع سبحٰن السبوح ص ۸۲

عـــہ۹: رسالہ تقدیس دیوبندی ص ۳۶۔

عـــہ۱۰: یہاں سے شروع بیان دیوبندیاں تک سب اقوال تقویۃ الایمان اسمٰعیل دہلوی کے ہیں جو بارہا دکھا کر رَد کر دئے گئے ۱۲

مقرب ایسوں کو بنایا جو اس کی شان کے آگے چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہیں جو چُوڑھوں چماروں سے لائق تمثیل ہیں، ایسے کو جس نے اپنے کلام میں خود شرک بولے اور جابجا بندوں کو شرک کا حکم دیا۔ قرآن عظیم تو فرمائے "اَغْنٰىهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ" [1] انھیں اللہ و رسول نے اپنے فضل سے دولتمند کر دیا اور مسلمانوں کو اس کہنے کی ترغیب دے کہ "حَسْبُنَا اللّٰهُ سَیُؤْتِیْنَا اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَرَسُوْلُهٗۤ" [2] ہمیں اللہ کافی ہے اب دیتے ہیں اللہ و رسول ہمیں اپنے فضل سے۔ اور وہابیہ کا خدا اسمٰعیل دہلوی کے کان میں پھونک جائے کہ ایسا کہنے والا مشرک ہے، قرآن عظیم تو جبریل امین کو بیٹا دینے والا فرمائے کہ اُنھوں نے حضرت مریم سے کہا: "اِنَّمَاۤ اَنَا رَسُوْلُ رَبِّكِ ۖۗ لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِیًّا ۝" [3] میں تو تیرے رب کا رسول ہُوں اس لئے کہ میں تجھے سُتھرا بیٹا دُوں۔ یعنی مسیح علیہ الصلوٰۃ والتسلیم رسول بخش ہیں، اور وہابیہ کا خدا اُن کے کان میں ڈال جائے کہ رسول بخش کہنا شرک قرآن عظیم تو اس گستاخ پر جس نے کہا تھا رسول غیب کیا جانے حکم کفر فرمائے کہ:

"لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِیْمَانِكُمْ ؕ" [4]	بہانے نہ بناؤ تم کافر ہو چکے اپنے ایمان کے بعد۔

اور وہابیہ کا خدا اسمٰعیل دہلوی کو یہی ایمان سُجھائے کہ رسول غیب کیا جانے اور وہ بھی اس تصریح کے ساتھ کہ اللہ کے دیئے سے مانے جب بھی شرک ہے۔ اب کہئے اگر رسول کو غیب کی خبر مانے تو وہابی خدا کے حکم سے مشرک، نہ مانے تو قرآن عظیم کے حکم سے کافر، پھر مفر کدھر، یہی ماننتے بنے گی کہ یہ مسلمانوں کے خدا کے احکام ہیں جس نے قرآن کریم محمد رسول اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر اتارا اور وہ وہابیہ کے خدا کے جس نے تقویۃ الایمان اسمٰعیل دہلوی اتاری، ہاں وہابیہ کا خدا وُہ ہے جس کے سب سے اعلٰی رسول کی شان اتنی ہے جیسے قوم کا چودھری یا گاؤں کا پدھان جس نے حکم دیا ہے کہ رسولوں کو ہرگز نہ ماننا رسولوں کا ماننا نرا خبط ہے وغیرہ وغیرہ خرافات ملعونہ۔ یہ ہے وہابیوں کا خدا، کیا خدا ایسا ہوتا ہے لا الٰہ الّا اللہ کیا وُہ خدا کو جانتے ہیں، حاش للہ سبحٰن رب العرش عمّا یصفون ۝

(۱۱) دیوبندیوں کے جھوٹے خدا

دیوبندی ایسے کو خدا کہتے ہیں جو وہابیہ کا خدا ہے جس کا بیان ابھی گزر چکا ہے اور اتنے وصف اور رکھتا ہے کہ

---

[1] القرآن الکریم ۹/ ۷۴

[2] القرآن الکریم ۹/ ۵۹

[3] القرآن الکریم ۱۹/۱۹

[4] القرآن الکریم ۹/ ۶۶

علمِ ذاتی عــہ۱ میں اس کی توحید یقینی، دوسرے کو اپنی ذات سے بے عطائے خدا عالم بالذات کہنا قطعًا کفر نہیں، ہاں وہ جو بالفعل جُھوٹا ہے جس عــہ۲ کے لئے وقوعِ کذب کے معنے درست ہو گئے جو اسے جھٹلائے مسلمان عــہ۳ سنی صالح ہے اسے کوئی سخت کلمہ نہ کہنا چاہئے، دیوبندی خدا عــہ۴ چوری بھی کر سکتا ہے وہ تمام جہان عــہ۵ کا تنہا مالک نہیں اُس کے سوا اور بھی مالک مستقل ہیں جن کی ملک میں وہ چیزیں ہیں جو دیوبندی خدا کی ملک میں نہیں اُن پر للچائے تو چاہے ٹھگوں لٹیروں کی طرح جبرًا غصب کر بیٹھے کیونکہ وہ ظالم بھی عــہ۶ ہو سکتا ہے اُچکّوں چوروں کی طرح مالکوں کی آنکھ بچا کر لے بھاگے کیونکہ وہ چوری کر سکتا ہے، ہاں وُہ جس کی توحید باطل ہے کہ ایک وہی خدا ہوتا تو دوسرا مالک مستقل نہ ہو سکتا اور دوسرا مالک مستقل نہ ہوتا تو دیو بندی خدا چوری کیسے کر سکتا کہ اپنی ملک لینے کو چوری نہیں کہہ سکتے اور اگر وہ چوری نہ کر سکتا تو دیوبندی بلکہ عام وہابی دھرم میں علٰی کل شیئ قدیر نہ رہتا انسان اُس سے قدرت میں بڑھ جاتا کہ آدمی تو چوری کر سکتا ہے اور وہ کر نہ سکا اور یہ محال ہے۔ لاجرم ضرور ہے کہ دیوبندی خدا چوری کر سکے تو ضرور ہے کہ اس کے سوا اور بھی مالک مستقل ہوں تو لازم ہے کہ دیوبندی خدا کم از کم مجوسی خداؤں کی طرح دو۲ ہوں، نہیں نہیں بلکہ قطعًا لازم کہ کروڑوں ہوں کہ آدمی کروڑوں اشخاص کی چوری کر سکتا ہے دیوبندی خدا نہ کر سکے تو آدمی سے قدرت میں گھٹ رہے، لاجرم ضرور ہے کہ کروڑوں خدا ہوں جن کی چوری دیوبندی خدا کر سکے، رہا یہ کہ وہ سب کے سب اسی کی طرح چوٹے بد معاش ہیں یا صرف یہ، اس کا فیصلہ تھانوی صاحب کے سر ہے۔ ہاں دیو بندی خدا وُہ ہے کہ علم عــہ۷ میں شیطان اس کا شریک ہے سب سے بدتر

عــہ۱: یہ قول رشید احمد گنگوہی کا ہے، فتاوٰی گنگوہی جلد اول ص ۴۳ "جو یہ عقیدہ ہو کہ خود بخود آپ کو علم تھا بدون اطلاع حق تعالٰی کے تو اندیشہ کفر کا ہے امام نہ بنانا چاہیے اگرچہ کافر کہنے سے بھی زبان روکے" تھانوی صاحب وغیرہ علمائے وہابیہ سے استفتا ہے کہ علم ذاتی بے عطائے الٰہی کسی مخلوق کے لئے ماننا ضروریات دین کا انکار ہے یا نہیں، ہے تو ایسے کے کفر میں شک کرنا بلکہ کفر نہ ماننا صرف اندیشہ کفر جاننا کفر ہے یا نہیں، ہے تو جناب گنگوہی صاحب کافر ہُوئے یا نہیں، نہیں تو کیوں ۱۲۔

عــہ۲: فتوائے گنگوہی ۱۲۔ عــہ۳: فتوائے گنگوہی ۱۲۔

عــہ۴: مضمون محمود و حسن دیوبندی پرچہ مذکورہ نظام الملک ۱۲

عــہ۵: دیکھو مضمون مذکور دیوبندی مع پیکان جانگداز ص ۱۷۲۔ عــہ۶: مضمون مذکور

عــہ۷: براہین قاطعہ ایمان گنگوہی صاحب ص ۴۷۔

مخلوق عہ۱ شیطان کا علم اُس کے سب سے اعلٰی رسول کے علم سے وسیع تر ہے اور ہونا ہی چاہئے کہ رسول اس کے برابر کیسے ہو سکے جو خدا کا شریک ہے، اُس نے جیسا عہ۲ علم اپنے حبیب کو دیا اور اُسے اپنا بڑا فضل کہا اور اس پر اعلٰی درجہ کا احسان جتایا اُس کی حقیقت اتنی کہ ایسا تو ہر پاگل ہر چوپائے کو ہوتا ہے، ہاں دیوبندی خدا وُہ ہے جسے قادر مطلق کہنا اسی دلیل سے باطل ہے کہ جمیع اشیاء پر قدرت تو عقلاً و نقلاً باطل ورنہ خود وہ بھی مقدور ہو تو ممکن ہو تو خدا نہ رہے اور اگر بعض مراد تو اس میں اُس کی کیا تخصیص، ایسی قدرت تو ہر پاگل چوپائے کو ہے۔ دیوبندی خدا وہ ہے جس عہ۳ نے ایسے کو اپنا سب سے اعلٰی رسول چُنا جو اُس کا کلام سمجھنے کی لیاقت نہ رکھتا خیالات عوام کے لائق اُس کی سمجھ تھی جس کی خطا اہل فہم پر روشن تھی، پھر یہ دیوبندی خُدا اُسے اس فاحش غلطی پر بھی نہ روکتا یا شاید خود بھی اپنا کلام نہ سمجھتا کیونکہ وہ عہ۴ جاہل بھی ہو سکتا ہے، دیوبندی خدا وُہ ہے کہ جس دلیل سے اس کے خاتم النبیین کے سوا چھ عہ۵ خاتم النبیین اور ماننا خاتم کی شان بڑھانا ہے یو ہیں اُسے تنہا خدا کہنا اُس کی شان گھٹانا ہے اُس کی بڑی بڑائی یہ ہے کہ بہت سے خداؤں کا خدا ہے کیا خدا ایسا ہوتا ہے، **حاش ﷲ سبحٰن رب العرش عما یصفون** O

(۱۲) غیر مقلدوں کے جھوٹے خدا

غیر مقلد کا خدا یہ سب کچھ ہے جو دیوبندی وہابی کا، **قال اللہ تعالٰی** "**بَعْضُهُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ**"[1] (اور وہ بعض نزاکتیں اور زیادہ رکھتا ہے ایسا کہ جس عہ۶ کے دین میں کُتّا حلال، سوئر کی چربی حلال، سوئر کے گُردے حلال، سوئر کی تلی حلال، سوئر کی کلیجی حلال، سوئر کی اوجھڑی حلال، سوئر کی کھال کا ڈول بنا کر اس سے پانی پینا حلال وضو کرنا

عہ۱: براہین قاطعہ ایمان گنگوہی صاحب ص ۴۷۔ عہ۲: حفظ الایمان تھانوی صاحب ص ۷۔

عہ ۳: تحذیر الناس قاسم نانوتوی صاحب ص ۲ مع حدیث متواتر "**انا خاتم النبیین لانبی بعدی**"۔

عہ۴: تقویۃ الایمان ص ۲۰ و تصریح صریح مضمون مذکور محمود حسن دیوبندی۔ عہ۵: تحذیر الناس نانوتوی ص ۷ و ۳۴ و ۳۸۔

حلال۔ عہ۶: آیہ کریمہ "**قُلْ لَّآ اَجِدُ فِیْ مَآ اُوْحِیَ اِلَیَّ مُحَرَّمًا عَلٰی طَاعِمٍ یَّطْعَمُهٗۤ**"[2] میں کھانے کی صرف چار ۴ چیزوں میں حرمت کا حصر ہے جن میں کُتّا نہیں، اور سوئر کا گوشت ہے چربی گردے تلی کلیجی کھال نہیں، اور انکی حرمت میں کوئی صحیح صریح حدیث بھی نہیں اور ہو تو آیت کارد نہیں کر سکتی لہٰذا غیر مقلدی دھرم میں یہ سب چیزیں حلال و شیر مادر ہیں۔

---

[1] القرآن الکریم ۹/ ۶۷

[2] القرآن الکریم ۶/ ۱۴۵

حلال، گندی خبیث عـــہ۱ شراب سے نہا کر سارے کپڑے اس میں رنگ کر نماز پڑھنا حلال ایک وقت میں ایک عورت عـــہ۲ متعدد مردوں پر حلال، وُہ جس نے آپ ہی تو عـــہ۳ حکم دیا کہ خود نہ جانو تو جاننے والوں سے پوچھو، اپنے علماء کی اطاعت کرو، اپنے نیکوں کی پیروی کرو، جب پوچھا اور اطاعت و پیروی کی تو شرک کی جڑ دی۔ وُہ جس نے ائمہ دین کی تقلید حرام و شرک ٹھہرائی اور پُوربی عـــہ۴ بنگالی پنجابی بھوپالی کی فرض۔ وہ جس نے اپنے اور رسولوں کے سوا کسی کی بات حجت نہ رکھی اور بیچ میں چند محدثوں عـــہ۵ اور جارحوں معدلوں کو کھڑا کرکے ان کے قول کو کتاب وسنت کے برابر ٹھہرا کر حجیت دی یعنی یہ شریک الوہیت نہیں تو شریک رسالت ضرور ہیں، نہیں نہیں بلکہ شریک الوہیت ہی ہیں کہ

"اِتَّخَذُوْۤا اَحْبَارَهُمْ وَ رُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ"[1] (انھوں نے اپنے پادریوں اور جوگیوں کو اللہ

عـــہ۱: روضہ ندیہ صدیق حسن بھوپالی ص ۱۲۔ عـــہ۲: دیکھو ضمیمہ النیر الشہابی ص ۳۴ تا ۳۶۔

عـــہ۳: قال اللہ تعالٰی

"فَسْـَٔلُوْۤا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ"[2] (اللہ تعالٰی نے فرمایا، تو اے لوگو! علم والوں سے پوچھو اگر تم کو علم نہیں (ت)

وقال تعالٰی "اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ"[3]۔ (اللہ تعالٰی نے فرمایا: اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کی اور حکم والوں کی جو تم میں سے ہوں (ت)

وقال تعالٰی "وَّ اتَّبِعْ سَبِیْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَیَّ"[4]۔ ۱۲ (اللہ تعالٰی نے فرمایا: اور اس کی راہ چل جو میری طرف رجوع لایا (ت)

عـــہ۴: کہ جو کچھ یہ کہہ دیں کہ قرآن حدیث سے ثابت ہے ان کے جاہلوں پر اس کا ماننا فرض ۱۲

عـــہ۵: بخاری و مسلم فلاں فلاں نے حدیث، روایت کردی صحیح ہوگئی، یحیٰی، نسائی، دار قطنی فلاں فلاں نے راوی کو ثقہ کہہ دیا، ضعیف کہہ دیا ضعیف ہے۔ اگرچہ یحیٰی وغیرہ تک سند خود مقطوع ہو، ذہبی و ابن حجر نے قال کہہ دیا سند صحیح ہے رُوی کہا ضعیف ہے، یہ سب نری تقلید جامد ہے جس پر اللہ نے کوئی سند نہ اتاری، قرآن وحدیث سے اسکا کہیں ثبوت نہیں ۱۲

---

[1] القرآن الکریم ۹ / ۳۱

[2] القرآن الکریم ۱۶ / ۴۳

[3] القرآن الکریم ۴/ ۵۹

[4] القرآن الکریم ۳۱ / ۱۵

کے سواخدا بنالیا۔ت) نہ کہ رسلا من دون النبی (نبی کے سوا رسول۔ت) ہاں وہ جس نے آپ ہی تو عــہ اتباع ظن حرام اور افادہ حق میں محض ناکام کیا پھر ان چند کی ظنی روایات ظنی جرح و تعدیلات کا اتباع عین دین کر دیا، تو بات کیا وہی کہ یہ مثل انبیاء معصوم ہیں، نہیں نہیں بلکہ دین غیر مقلدی کے ارباباً من دون اللہ جُھوٹے خدا ہیں، وُہ جس نے چند جاہلان عالم نما کے سوا جو ابو حنیفہ و شافعی پر منہ آتے اور اُن کے احکام پر رکھنے کی اپنے میں طاقت بتاتے ہیں تمام عالم کو بے نتھا بیل کیا ہے کیونکہ وُہ آپ دلیل نہیں سمجھ سکتے اور دُوسرے کی کہی ہُوئی اگرچہ بنگالی بھوپالی دہلوی امرتسری کی مان لیں کہ دلیل سے یہ ثابت ہے، یہ تو وہی تقلید ہُوئی جو شرک ہے لہذا ضرور بے نتھے بیل ہیں، وُہ کہ عام جہاں پر جس کے لئے کوئی حجت قائم نہیں ہو سکتی کہ حجت قائم ہو دلیل سے، دلیل وُہ خود سمجھ نہیں سکتے اور دُوسرے کی سمجھ پر اعتماد شرک۔ وہ جس نے (خاک بدہن خبثا) کُھلے مشرکوں کو خیر امۃ کہا اور ان کے تین قرنوں کو خیر القرون (کہلوایا جن کا روز اول سے آج تک یہی معمول کہ عامی کو جو مسئلہ پُوچھنا ہوا عالم سے پُوچھا، عالم نے حکم بتادیا سائل نے مانا اور کاربند ہُوا صحابہ سے آج تک کبھی دلیل بتانے اور اُسے عامی کے اس قدر ذہن نشین کرنے کا کہ وُہ خود سمجھ لے کہ واقعی یہ حکم قرآن و حدیث سے ثابت بروجہ صحیح غیر معارض و غیر منسوخ ہے، ہرگز نہ دستور تھا نہ ہُوا نہ ہے، تو پوچھنے والے بے علم دلیل تفصیلی اُن کا فتوٰی مانا کئے اور یہی تقلید ہے، اور تقلید شرک تو عہد صحابہ سے آج تک سب

عــہ: قال اللہ تعالٰی

"وَمَا یَتَّبِعُ اَکْثَرُهُمْ اِلَّا ظَنًّا ؕ اِنَّ الظَّنَّ لَا یُغْنِیْ مِنَ الْحَقِّ شَیْـًٔا ؕ" [1]

(اللہ تعالٰی نے فرمایا اور ان میں اکثر تو نہیں چلتے مگر گمان پر، بیشک گمان حق کا کچھ کام نہیں دیتا (ت)

قال تعالٰی

"اِنْ یَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ ۚ وَ اِنَّ الظَّنَّ لَا یُغْنِیْ مِنَ الْحَقِّ شَیْـًٔا ۚ﴿۲۸﴾" [2]۔

(اللہ تعالٰی نے فرمایا: وہ تو نرے گمان کے پیچھے ہیں اور بیشک گمان یقین کی جگہ کُچھ کام نہیں دیتا (ت)

وقال تعالٰی "وَلَا تَقْفُ مَا لَیْسَ لَکَ بِهٖ عِلْمٌ ؕ" [3]۔۱۲

(اور اللہ تعالٰی نے فرمایا: اور اس بات کے پیچھے نہ پڑ جس کا تجھے علم نہیں (ت)

---

[1] القرآن الکریم ۱۰/ ۳۶

[2] القرآن الکریم ۵۳/ ۲۸

[3] القرآن الکریم ۱۷/ ۳۶

مفتیان وعلماء مشرک گروشرک دوست ہُوئے اور ہر مشرک گرخود مشرک اور مشرکوں سے بدتر، تو غیر مقلد کے دھرم میں صحابہ سے اب تک تمام اُمت مشرک، لیکن غیر مقلد کا خدا انھیں کو **خیر الامۃ** اور **خیر القرون** کہتا کہلواتا ہے، پھر اس کی کیا شکایت کیہ ایسوں کو کہا جو غیر مقلدی دھرم میں "فَرَّقُوْا دِیْنَهُمْ وَ كَانُوْا شِیَعًا"[1] تھے جنھوں نے اپنا دین ٹکڑے ٹکڑے کردیا اور جُداجدا گروہ ہوگئے۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہما کے اتباع اُن سے فتوٰی لیتے اور اس پر چلتے۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما کے اتباع اُن کی طرف تھے، عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما کے اتباع اُن کے ساتھ تھے اور وُہ اختلاف آج تک برابر قائم رہے، سب فریق مشورہ کرکے ایک بات پر عامل نہ ہونے تھے نہ ہوئے، قرآن عظیم میں ہمیشہ پڑھا کئے:

"فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ"۔[2]	(جب تم میں کسی بات میں اختلاف ہو تو اُسے اللہ ورسول کی طرف رجوع کرو۔

اس پر نہ عمل کرنا تھا نہ کیا، اس پر عمل کرتے تو سب ایک نہ ہوجاتے کہ اللہ ورسول کا حکم ایک ہی تھا، مگر وُہ اپنے ہی عالموں کے قول پر اڑے رہے مسعودی عمری عباسی نام نہ کہلانا کوئی چیز نہیں کام وہی رہا جو حنفی شافعی مالکی حنبلی نے کیا کام کام سے ہے نہ کہ نام سے۔ دین کے ایسے ٹکڑے کرنے والوں کو "**خیر امۃ و خیر القرون**" ٹھہرایا وغیرہ وغیرہ خرافات ملعونہ، کیا انھوں نے خدا کو جانا، حاش للہ "مَا لَهُمْ بِذٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ ۗ اِنْ هُمْ اِلَّا یَخْرُصُوْنَ ۝" [3]

"سُبْحٰنَ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا یَصِفُوْنَ ۝" [4] (انھیں اس کی حقیقت کچھ معلوم نہیں یُونہی اٹکلیں دوڑاتے ہیں۔ پاکی ہے عرش کے رب کو ان باتوں سے جو یہ بناتے ہیں۔ت)

تنبیہ: مسلمانو! تم نے دیکھا یہ ہیں گمراہ فرقے، اور یہ ہیں ان کے ساختہ خدا "مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖۤ" [5] (اور یہود نے اللہ کی قدر نہ جانی جیسی چاہئے تھی۔ت) اور ایک عام بات یہ ہے کہ کفر کیا ہے اُس بات کی تکذیب جو بالقطع والیقین ارشاد الٰہی عزوجل ہے اب یہ تکذیب کرنے والا اگر اُسے ارشاد الٰہی عزوجل نہیں مانتا تو ایسے کو خدا سمجھا ہے جس کا یہ ارشاد نہیں حالانکہ خدا وُہ ہے جس کا یہ ارشاد ہے تو اُس نے خدا کو کہاں جانا اور اگر اس کا ارشاد مان کر تکذیب کرتا ہے تو ایسے کو خدا سمجھا ہے جس کی بات

---

[1] القرآن الکریم ۶/ ۱۵۹
[2] القرآن الکریم ۴/ ۵۹
[3] القرآن الکریم ۴۳/ ۲۰
[4] القرآن الکریم ۴۳/ ۸۲
[5] القرآن الکریم ۶/ ۹۱

جھٹلانا رواہے اور خدا اس سے پاک ووراء و بلند و بالا تو اس نے خدا کو کب جانا، حاصل وہی ہوا کہ "اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ"[1] (اپنی خواہش کو اپنا خدا ٹھہرالیا۔ت) اور یہاں سے ظاہر ہُوا کہ اس جہل باللہ میں نِرے دہریوں کے بعد جو سرے سے وجود خدا کے منکر ہیں سب سے بھاری حصہ ان وہابیوں اسمٰعیلیوں خصوصا دیوبندیوں کا ہے کہ اور کافر تو اس سے کافر ہوئے کہ انھوں نے خدا کو جھٹلایا خدا کو عیب لگایا مگر اُن میں ایسا کُھلا بیباک مشکل سے نکلے گا جو اپنی زبان سے خود ہی کہے کہ ہاں ہاں اُس کا خدا جُھوٹا ہونے اور نہ صرف جُھوٹ بلکہ ہر سڑے سے سڑے عیب ہر ناپاک سی ناپاک گندگی میں سننے کے قابل ہے یہودی نصرانی بھی شاید اسے کہتے جھجکیں گے، یہ دھوئی دھائی دیدے کی صفائی، انہی صاحبوں کے حصہ میں آئی کہ اپنے معبود کے کذاب عیبی آلودہ ہونے کو دھڑلے سے جائز کریں اور اُس پر تحریر کریں لکھیں چھاپیں اسی پر کمالِ اسلام کا مدار جانیں "وَسَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْۤا اَیَّ مُنْقَلَبٍ یَّنْقَلِبُوْنَ۠﴿۲۲۷﴾"[2] (اور اب جان جائیں گے ظالم کہ کس کروٹ پلٹا کھائیں گے۔ت)

تنبیہ: ان چند اوراق میں جو کچھ بیان ہُوا کتب ورسائل فقیر واصحاب فقیر میں بحمدہ تعالٰی مبسوط و مبرہن ہیں، مسلمان انھیں حروف کو یاد رکھیں تو ضرور ضرور ان تمام بے دینوں کے سائے سے بچیں، انکی پر چھائیں سے دُور بھاگیں انکے نام سے گھن کریں، انکے قال اللہ وقال الرسول کے مکر کے جال میں نہ پھنسیں، "یُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا" تو بعونہ تعالٰی یہیں روشن ہوا اور ان شاء اللہ الکریم، ان شاء اللہ الکریم، ان شاء اللہ الکریم، ان شاء اللہ الکریم وفی الاخرۃ[3] کل کے دن پر وہ برافگن ہو یعنی ثابت رکھے اللہ ایمان والوں کو حق دین پر دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں، واللہ قدیر واللہ غفور رحیم o وللہ الحمد۔ والیہ الصمد۔ وصلی اللہ تعالٰی علی خیر خلقہ محمد واٰلہ وصحبہ وابنہ وحزبہ اجمعین۔ اٰمین والحمد للہ ربّ العٰلمین o

---

[1] القرآن الکریم ۴۵/ ۲۳

[2] القرآن الکریم ۲۶/ ۲۲۷

[3] القرآن الکریم ۱۴/ ۲۷

رسالہ

حجب العوار عن مخدوم بہار ۱۳۳۹ھ

(مخدوم بہار سے عیب کو روکنا)

مسئلہ ۷۷: از داناپور مرسلہ محمد حنیف خان ۸ شعبان ۱۳۳۹ھ

بخدمت فیضدرجت جناب اعلیٰحضرت مولانا مولوی احمد رضاخاں صاحب مدظلہ العالی، گزرارش ہے کہ اسمٰعیل نے چمار سے مثال دی، یہاں کے غیر مقلد کہتے ہیں کہ مخدوم صاحب نے مینگنی سے مثال دی ہے اس کا کیا جواب ہے حضور کا کوئی رسالہ یا فتوٰی ہے اس بارے میں ہے یا نہیں؟

الجواب:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علٰی رسولہ الکریم

اولا: کوئی کتاب یا رسالہ کسی بزرگ کے نام سے منسوب ہونا اس سے ثبوت قطعی کو مستلزم نہیں، بہت رسالے خصوصا اکابر چشت کے نام منسوب ہیں جس کا اصلا ثبوت نہیں۔

ثانیا: کسی کتاب کا ثابت ہونا اس کے ہر فقرے کا ثابت ہونا نہیں، بہت اکابر کی کتابوں میں الحاقات ہیں جن کا مفصل بیان کتاب الیواقیت والجواھر امام عارف باللہ عبدالوہاب شعرانی

رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ ہے خصوصا حضرت شیخ اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ کے کلام میں تو الحاقات کی گنتی نہیں، کھلے ہوئے صریح کفر بھردئے ہیں، جس پر درمختار ابوالسعود سے نقل کیا:

تیقنا ان بعض الیہود افترٰھا علی الشیخ قدس اللہ سرّہ [1]۔	ہم کو یقین ہے کہ شیخ قدس سرہ پر یہ عبارتیں بعض یہودیوں نے گھڑ دی ہیں۔

حضرت مخدوم صاحب ہی کی کتاب عقائد ترجمہ عمدۃ الکلام میں ہے:

قریش اعلٰی جد مصطفٰی بود واودو پسر داشت یکے را نام ہاشم بود ودوم رانام تیم پیغامبر از نسل ہاشم است وابوبکر از نسل تیم است [2]۔	ہاشم کے باپ کا نام قریش اور ان کے دو بیٹے تھے، ایک ہاشم دوسرا تیم، پیغامبر ہاشم کی نسل سے اور ابوبکر تیم کی نسل سے ہیں۔

کوئی جاہل سے جاہل ایسی بات کہہ سکتاہے کہ ہاشم کے باپ کا نام قریش تھا، اور انکے دو بیٹے تھے، ایک ہاشم دوسرا تیم۔ ہم ہرگز ایسی نسبت بھی مخدوم صاحب کی طرف نہیں مان سکتے ضرور کسی جاہل کا الحاق ہے نہ کہ **معاذاللہ** توہین شان رسالت یہ وہابیہ ہی میں سے کسی کا الحاق ہے۔

ثالثا: امام حجۃ الاسلام غزالی قدس سرہ العالی احیاء العلوم میں فرماتے ہیں:

لاتجوز نسبۃ مسلم الی کبیرۃ من غیر تحقیق نعم یجوز ان یقال قتل ابن ملجم علیاً وقتل ابو لؤلوء عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما فان ذلك ثبت متواتراً فلا یجوز ان یری المسلم بفسق اوکفر من غیر تحقیق [3]۔	یعنی کسی مسلمان کی طرف کسی کبیرہ کی نسبت بلا تحقیق حرام ہے۔ ہاں یہ کہنا جائز ہے کہ ابو ملجم نے مولا علی اور ابولولؤ نے امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما کو شہید کیا کہ یہ تواتر سے ثابت ہے، تو کسی مسلمان کی طرف بلا تحقیق کفر یا فسق کی نسبت اصلا جائز نہیں۔

اس کے بعد وہ احادیث ذکر فرمائیں جن سے ثابت ہے کہ کسی کو کافر کہنے والا خود کافر ہوجاتاہے اگر وہ کافر نہ تھا۔ یوں ہی فسق کی طرف نسبت کرنے والا فاسق ہوجاتاہے اگر وہ فاسق نہ تھا۔ کتاب کا چھپ جانا اسے متواتر نہیں کردیتا کہ چھاپے کا اصل وہ نسخہ ہے جو کسی الماری میں ملا اس سے نقل کرکے کاپی ہوئی سیدھی صاف باتوں میں کسی کتاب سے کہ ظنی طور پر کسی بزرگ کی طرف منسوب ہو۔ اسناد اور بات ہے، اور ایسے

---

[1] درمختار باب المرتد مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۳۵۸

[2] کتاب عقائد ترجمہ عمدۃ الکلام

[3] احیاء العلوم والدین کتاب آفات اللسان الآفۃ الثامنۃ اللعن مطبعۃ المشہد الحسینی القاہرہ ۳/ ۱۲۵

امر میں جسے مسند کلمہ کفر بنایا اور اس سے توہین شانِ رسالت کے جواز پر سند لانا ہے،اس پر اعتماد اور بات، علماکے نزدیک ادنٰی درجہ ثبوت یہ تھاکہ ناقل کے لئے مصنف تک سند مسلسل متصل بذریعہ ثقات ہو، خطیب بغدادی بطریق الرحمان سلمی امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی کہ فرمایا:

اذا وجد احدکم کتابا فیہ علم لم یسمعہ عن عالم فلیدع باناء وماء فلینقعہ فیہ حتی یختلط سوادہ فی بیاضہ[1]۔	جب تک تم میں کوئی ایک کتاب پائے جس میں علم کی بات ہے اور اسے کسی عالم سے نہ سنا تو برتن میں پانی منگا کر وہ کتاب اس میں ڈبودے کہ سیاہی سپیدی سب ایک ہوجائے۔

فتاوٰی حدیثیہ امام زین الدین عراقی سے ہے:

نقل الانسان مالیس لہ بہ روایۃ غیر سائغ بالاجماع عند اھل الدرایۃ[2]۔	یعنی علمائے کرام کا اجماع ہے کہ آدمی جس بات کی سند متصل نہ رکھتا ہو اس کا نقل اسے حلال نہیں۔

ہاں اگر اس کے پاس نسخہ صحیحہ معتمدہ ہو کہ خود اس نے یا کسی ثقہ معتمد نے خود اصل نسخہ مصنف سے مقابلہ کیا یا اس نسخہ صحیحہ معتمدہ سے جس کا مقابلہ اصل نسخہ مصنف یا اور ثقہ نے کیا وسائط زیادہ ہوں تو سب کا اسی طرح کے متعمدات ہونا معلوم ہو تو یہ بھی ایک طریقہ روایت ہے اور ایسے نسخہ کی عبارت کو مصنف کا قول بتانا جائز، فتاوٰی حدیثیہ میں ہے:

قالوا ماوجد فی نسخۃ من تصنیف فان وثق بصحۃ النسخۃ بان قابلھا المصنف اوثقہ غیرہ بالاصل او بفرع مقابل بالاصل وھکذا جاز الجزم بنسبتھا الی صاحب ذلك الکتاب وان لم یوثق لم یجزم[3]۔	یعنی علماء نے فرمایا جو عبارت کسی تصنیف کے کسی نسخہ میں ملے اگر صحت نسخہ پر اعتماد ہے یوں کہ اس نسخہ کو خود مصنف یا کسی اور ثقہ نے خاص اصل مصنف سے مقابلہ کیا ہے یا اس نسخہ سے جسے اصل پر مقابلہ کیا تھا، یوں ہی اس ناقل تک، جب تو یہ کہنا جائز ہے کہ مصنف نے فلاں کتاب میں یہ لکھا ورنہ جائز نہیں۔

[1] الفتاوٰی الحدیثیہ بحوالہ الخطیب مطلب فی ان الانسان لایصح لہ الخ المطبعۃ الجمالیہ مصر ص ۶۵

[2] الفتاوٰی الحدیثیہ بحوالہ الخطیب مطلب فی ان الانسان لایصح لہ الخ المطبعۃ الجمالیہ مصر ص ۶۴

[3] الفتاوٰی الحدیثیہ بحوالہ الخطیب مطلب فی ان الانسان لایصح لہ الخ المطبعۃ الجمالیہ مصر ص ۶۵

مقدمہ امام ابوعمرو بن الصلاح میں عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے ہے کہ انھوں نے اپنے صاحبزادے ہشام سے فرمایا: تم نے لکھ لیا؟ کہا: ہاں۔ مقابلہ کرلیا؟ کہا: نہ۔ فرمایا: لم تکتب[1] تم نے لکھا ہی نہیں۔ اسی میں امام شافعی ویحیٰی بن ابی کثیر سے ہے کہ دونوں صاحبوں نے فرمایا:

من کتب ولم یعارض کمن دخل الماء ولم یستنج[2]۔	جس نے لکھا اور مقابلہ نہ کیا وہ ایسا ہے کہ پانی میں داخل ہے اور استنجانہ کیا۔

اسی میں ہے:

اذا اراد ان ینقل من کتاب منسوب الی مصنف فلا یقل "قال فلان کذا وکذا" الا اذا وثق بصحۃ النسخۃ بان قابلھا ھو او ثقۃ غیرہ باصول متعددۃ[3]۔	جب کسی کتاب سے کہ کسی مصنف کی طرف منسوب ہے کچھ نقل کرنا چاہے تو یوں نہ کہے کہ مصنف نے ایسا کہا جب تک کہ صحت عامہ نسخہ پر اعتماد نہ ہو یوں کہ اس نے خواہ اور ثقہ نے اس متعدد صحیح نسخوں سے مقابلہ کیا ہو۔

اسی میں ہے:

یطالع احدھم کتابا منسوبا الی مصنف معین وینقل منه عنه من غیر ان یثق بصحۃ النسخۃ قائلا "قال فلان کذاوکذا او ذکر فلان کذا وکذا" والصواب ماقدمناہ اھ[4] ولفظ الفتاوی الحدیثیۃ عنه والصواب ان ذلك لایجوز[5]۔	کسی معین مصنف کی طرف منسوب کتاب میں ایک عبارت دیکھ کر آدمی نقل کردیتا ہے کہ مصنف نے ایسا کہا حالانکہ صحت نسخہ پر وثوق (بروجہ مذکور کہ اصل نسخہ مصنف سے بلاواسطہ یا بوساطت ثقات اس نے یا اور ثقہ نے مقابلہ کیا ہو) حاصل نہیں مثلاً یوں کہے کہ فلاں نے یوں یوں کہا یا فلاں نے یوں یوں ذکر کیا، حق یہ ہے کہ یہ ناجائز ہے۔

[1] مقدمہ ابن الصلاح النوع الخامس والعشرون فاروقی کتب خانہ ملتان ص ۹۲
[2] مقدمہ ابن الصلاح النوع الخامس والعشرون فاروقی کتب خانہ ملتان ص ۹۲
[3] مقدمہ ابن الصلاح النوع الرابع والعشرون فاروقی کتب خانہ ملتان ص ۸۷
[4] مقدمہ ابن الصلاح النوع الرابع والعشرون فاروقی کتب خانہ ملتان ص ۸۷
[5] الفتاوٰی الحدیثیہ مطلب ان الانسان لایصح له ان یقول الخ المطبعۃ الجمالیۃ مصر ص ۶۵

امام نووی نے تقریب میں فرمایا:

فان قابلھا باصل محقق معتمد اجزاہ[1]۔	اگر ایک اصل تحقیق معتمد سے اس نے مقابلہ کیا ہے تو یہ بھی کافی ہے۔

یعنی اصول معتمدہ متعدد سے مقابلہ زیادت احتیاط ہے، یہ اتصال سند اصل وہ شیئ ہے جس پر اعتماد کرکے مصنف کی طرف نسبت جائز ہوسکے، اور متاخرین نے کتاب کا علماء میں ایسا مشہور ہونا جس سے اطمینان کہ اس میں تغییر و تحریف نہ ہوئی، اسے بھی مثل اتصال سند جانا اور وہ ایسا ہی ہے مقدمہ امام ابو عمرو نوع اول میں ہے:

اٰل الامران الاعتماد علی مانص علیه فی تصانیفھم المعتمدۃ المشھورۃ التی یؤمن فیھا لشھرتھا من التغییر و التحریف[2] (ملخصا)	یعنی آخر قرار داد اس پر ہوا کہ اعتماد اس پر ہے جو ایسی مشہور و معتمد کتابوں میں ہو جن کی شہرت کے سبب ان میں تغییر و تحریف سے امان ہو۔ (ملخصا)

فتح القدیر و بحر الرائق و نہر الفائق و منح الغفار میں فرمایا:

علی ھذا لو وجدنا بعض نسخ النوادر فی زماننا لایحل عزوما فیھا الی محمد والا الی ابی یوسف لانھا لم تشتھر فی دیارنا ولم تتداول[3]۔	یعنی اگر کتب ستہ کے سوا اور کتب تلامذہ امام کے بعض نسخے پائیں تو حلال نہیں کہ ان کے اقوال کو امام محمد یا امام ابو یوسف کی طرف نسبت کریں کہ وہ کتابیں ہمارے دیار میں مشہور و متداول نہ ہوئیں۔

تداول کے یہ معنی کہ کتاب جب سے اب تک علماء کے درس وتدریس یا نقل و تمسک یا ان کی مطمح نظر رہی ہو، جس سے روشن ہو کہ اس کے مقامات و مقالات علماء کے زیر نظر آچکے اور وہ بحالت موجودہ اسے مصنف کا کلام مانا کئے، زبان علماء میں صرف وجود کتاب کافی نہیں کہ وجود و تداول میں زمین و آسمان کا فرق ہے، پر ظاہر کہ یہاں دونوں باتیں مفقود، تداول درکنار کوئی سند متصل بھی نہیں، نہ کہ تواتر جو ایسی نسبت کے لئے لازم ہے، رہا وجود نسخ، انصافا متعدد بلکہ کثیر و وافر قلمی نسخے موجود ہونا بھی ثبوت تواتر کو بس نہیں، جب تک ثابت نہ ہو کہ یہ سب نسخے جدا جدا اصل مصنف سے نقل کئے گئے یا ان نسخوں سے جو اصل سے نقل ہوئے ورنہ ممکن کہ بعض نسخ محرفہ ان کی اصل ہوں، ان میں الحاق ہوا اور یہ ان سے نقل و نقل در نقل ہو کر کثیر ہوگئے، جیسے آج کل کی

[1] تقریب النووی مع تدریب الراوی النوع الاول الصحیح دار الکتب الاسلامیہ لاہور ۱/ ۱۵۰

[2] مقدمہ ابن الصلاح النوع الاول الصحیح فاروقی کتب خانہ ملتان ص ۹

[3] فتح القدیر کتاب الحوالہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۶/ ۳۶۰

محرف بائبل کے ہزار در ہزار نسخے، فتوحات مکیہ کے تمام مصری نسخے نسخہ محرفہ سے منقول ہوئے اور اس کی نقلیں مصر میں چھپیں اور اب وہ گھر گھر موجود ہیں، حالانکہ تواتر درکنار ایک سلسلہ صحیحہ آحاد سے بھی ثبوت ہیں، "وَاللّٰهُ يَقُوْلُ الْحَقَّ وَهُوَ يَهْدِي السَّبِيْلَ ۝" [1] (اور اللہ حق فرماتا ہے اور وہی راہ دکھاتا ہے۔ت) علامہ شامی کا ظن پر اکتفا صاف باتوں کے لئے وجہ ہے مگر ایسے امور میں اس پر قناعت قطعاً حرام، ورنہ معاذاللہ اکابر ائمہ واعاظم علماء کی طرف نسبت کفر ماننی پڑے، ہماری نظر میں ہیں وہ کلمات جو اکابر اولیاء سے گزر کر اکابر علماء معتمدین مثل امام ابن حجر مکی وملا علی قاری وغیرہما کی کتب مطبوعہ میں پائے جاتے ہیں، اور ہم یقین کرتے ہیں کہ وہ الحاقی ہیں، ایک ہلکی نظیر علی قاری کی شرح فقہ اکبر صفحہ ۷۴ پر ہے:

ماسمی به الرب نفسه وسمی به مخلوقاته مثل الحی والقیوم والعلیم والقدیر [2]۔	نام کہ رب تعالٰی نے اپنے لئے اور مخلوق کے لئے مقرر فرمائے وہ مثل حی، قیوم، علیم، قدیر ہیں۔(ت)

اس میں مخلوقات پر قیوم کے اطلاق کا جواز ہے حالانکہ ائمہ فرماتے ہیں کہ غیر خدا کو قیوم کہنا کفر ہے۔ مجمع الانہر میں ہے:

اذا اطلق علی المخلوق من الاسماء المختصة بالخالق نحو القدوس والقیوم والرحمٰن وغیرها یکفر [3]۔	جو اللہ تعالٰی کے مخصوص ناموں میں سے کسی نام کا اطلاق مخلوق پر کرے، جیسے قدوس، قیوم اور رحمٰن وغیرہ تو وہ کافر ہوجائے گا۔(ت)

اسی طرح اور کتابوں میں ہے۔ حتی کہ خود اسی شرح فقہ اکبر صفحہ ۲۴۵ میں ہے:

من قال لمخلوق یاقدوس اوالقیوم او الرحمٰن کفر [4]۔	جو کسی مخلوق کو قدوس یا قیوم یا رحمٰن کہے کافر ہوجائے۔

پھر کیونکر مان سکتے ہیں کہ وہ صفحہ ۷۴ کی عبارت علی قاری کی ہے ضرور الحاق ہے اگرچہ کتاب اجمالا مشہور ومعروف ہے، بخلاف کلمات اسمٰعیل کہ موافق ومخالف کے نزدیک اس سے متواتر ہیں، مخالفین رد کرتے ہیں۔

---

[1] القرآن الکریم ۳۳/ ۴

[2] منح الروض الازھر شرح الفقہ الاکبر اللہ سبحانہ اوجد المخلوقات مصطفی البابی مصر ص ۳۹

[3] مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر ثم ان الفاظ الکفر انواع دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۶۹۰

[4] منح الروض الازھر شرح الفقہ الاکبر فصل فی الکفر صریحا وکنایۃ مصطفی البابی مصر ص ۱۹۳

موافقین تاویلیں کرتے ہیں، اب یہیں دیکھئے اس چمار والے کلام پر سے دفع ایراد کہ یہ عبارت پیش کی، خود اسمٰعیل کی زندگی میں اس پر مواخذے ہوئے، جامع مسجد دہلی میں شاہ عبدالعزیز کے اعزہ واخص تلامذہ مثل مفتی رشید الدین خاں صاحب وشاہ موسٰی صاحب نے مناظرے کئے الزام دئے، نہ اس نے کہا کہ یہ کلمات میرے نہیں، نہ اس کے ہواخواہوں نے، جب سے آج تک، تو اس سے ثبوت یقینی ہے اور وہابیہ کہ بحالت موجودہ اسے مثل قرآن وعین ایمان مان رہے ہیں ان پر رد تو کسی ثبوت کی بھی حاجت نہیں **کمالایخفی** (جیسا کہ پوشیدہ نہیں۔ت)

رابعًا: ایسی جگہ خلق سے مراد وہ ہوتے ہیں جو عظمت دینی سے اصلاحصہ نہیں رکھتے شیخ سعدی قدس سرہ فرماتے ہیں: ؎

نگہدار دآں شوخ در کیسہ در کہ داند ہمہ خلق را کیسہ بر [1]۔

(موتیوں کی بات ایسے شوخ سے ہوشیار رہو جو تمام لوگوں کو جیب کترا سمجھتا ہے۔ت)

ابلیس ہوگا وہ جو کہے کہ اس سے عام مراد ہے کہ انبیاء واولیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو بھی معاذاللہ گرہ کاٹ جانے، حقیقت امر یہ ہے کہ مخلوق دو قسم ہے:

اول: وہ کہ عظمت دینی رکھتے ہیں جن کے سروسرور مطلق حضور سید المرسلین ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وعلیہم وبارک وسلم، پھر باقی حضرات انبیاء وملائکہ واولیاء واہلبیت وصحابہ، پھر دیگر علماء وصلحاء واتقیاء، پھر سلاطین اسلام، پھر عام مومنین، نیز صحائف دینیہ مثل مصحف شریف وکتب فقہ وحدیث، صفات جمیلہ مثل ایمان وعمل، اعمال صالحہ مثل نماز وحج، اخلاق فاضلہ مثل زہد وتواضع، اماکن مقدسہ مثل کعبہ مکرمہ وروضہ منورہ، غرض جملہ اشخاص واشیاء جن کو مولٰی عزوجل سے علاقہ قرب ہے۔اس علاقہ کے سبب ان کی تعظیم اللہ عزوجل ہی کی تعظیم ہے اور ان کی عزت اس کی عزت ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ان من اجلال اللہ اکرام ذی الشیبۃ المسلم وحامل القراٰن غیر الغالی فیہ والجافی عنہ واکرام ذی السلطان المقسط [2]۔	بیشک اللہ کی تعظیم سے ہے بوڑھے مسلمان کی عزت کرنی، اور حافظ قرآن کی کہ نہ اس میں حد سے بڑھے نہ اس سے دوری کرے، اور حاکم عادل کی۔

[1] بوستان سعدی باب اول منشی گلاب سنگھ لکھنؤ ص ۱۲۸

[2] سنن ابو داؤد کتاب الادب باب فی تنزیل الناس منازلھم آفتاب عالم پریس لاہور ۲/ ۳۰۹

رواہ ابوداؤد بسند حسن عن ابی موسٰی الاشعری رضی اللہ تعالٰی عنہ۔	(اسے ابوداؤد نے سند حسن کے ساتھ ابوموسٰی اشعری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا ہے۔ت)

مولٰی عزوجل فرماتا ہے: "فَاِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِیْعًاؕ ۝۱۳۹"[1] عزت ساری اللہ ہی کے لئے ہے، اور خود فرماتا ہے:

"وَ لِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَ لِرَسُوْلِهٖ وَ لِلْمُؤْمِنِیْنَ وَ لٰكِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ۠ ۝۸"[2]۔	عزت اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں کے لئے ہے مگر منافقوں کو خبر نہیں۔

رسول اور مسلمانوں کی عزت اگر عزت الٰہی سے جدا ہوتی تو عزت کے حصے ہو جاتے۔ ایک حصہ اللہ کے لئے، ایک رسول کا، ایک مومنین کا، حالانکہ رب عزوجل فرماچکا کہ عزت ساری اللہ ہی کے لئے ہے، تو قطعًا ان کی عزت اللہ ہی کی عزت سے ہے اور ان کی تعظیم اللہ ہی کی تعظیم۔ اللہ اور اس کے رسولوں میں تفرقہ کرنے والوں کو قرآن عظیم کافر فرماتا ہے، ایک قوم کا حال ارشاد فرمایا:

"یُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّفَرِّقُوْا بَیْنَ اللّٰهِ وَ رُسُلِهٖ"[3]۔	اللہ اور اس کے رسولوں میں جدائی ڈالنی چاہتے ہیں۔

پھر فرمایا: "اُولٰٓىٕكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ حَقًّاۚ"[4] یہی پکے کافر ہیں۔ رسولوں کی عزت رسولوں کی عظمت اللہ عزوجل کی عزت وعظمت سے جدا ماننی، اللہ اور اس کے رسولوں میں جدائی ڈالنی ہے ؎

خاصان خدا خدا نباشند لیکن زخدا جدا نباشند

(اللہ تعالٰی کے خاص بندے خدا نہیں لیکن خدا سے جدا بھی نہیں۔ت)

ولہذا ان کی تعظیم مدار ایمان ہوئی، اور ان کی ادنٰی توہین کفر، ارسال رسول کا ایک مقصد اعلٰی تعظیم وتوقیر رسول ہے،

قال اللہ تعالٰی "اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِیْرًاۙ ۝۸ لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ تُعَزِّرُوْهُ وَ تُوَقِّرُوْهُؕ"[5]۔	اللہ تعالٰی نے فرمایا: اے نبی! ہم نے تمہیں بھیجا حاضر وناظر اور خوشخبری دینے والا اور ڈر سنانے والا تاکہ اے لوگو! تم اللہ اور رسول پر ایمان لاؤ، اور رسول کی تعظیم وتوقیر کرو۔

[1] القرآن الکریم ۴/ ۱۳۹
[2] القرآن الکریم ۶۳/ ۸
[3] القرآن الکریم ۴/ ۱۵۰
[4] القرآن الکریم ۴/ ۱۵۱
[5] القرآن الکریم ۴۸/ ۸و۹

دوم وہ کہ عظمت دینی سے اصلاً بہرہ نہیں رکھتے کہ اللہ عزوجل سے انھیں کوئی علاقہ قرب نہیں ہے، تو بعد ہی ہے، ان کے بدتر وذلیل تر کفار ومشرکین ومرتدین مثل وہابیہ دیوبندیہ وغیر مقلدین ہیں، پھر باقی ضالین، نیز صفات رذیلہ مثل کفر وضلال، اعمال خبیثہ مثل زنا وشرب خمر، اخلاق رذیلہ مثل تکبر وعجب، اماکن نجسہ مثل معابد کفار غرض دنیا ومافیہا جس کو اللہ عزوجل سے علاقہ قرب نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

الدّنیا ملعونة ملعون مافیها الاما کان منها للّٰه عزوجل [1]۔ رواہ ابو نعیم فی الحلیة والضیاء فی المختارة عن جابر بن عبداللّٰه رضی اللّٰه تعالٰی عنهما بسند حسن۔	دنیا ملعون ہے اور دنیا میں جو کچھ ہے ملعون ہے مگر وہ جو اس میں سے اللہ عزوجل کے لئے ہو (اسے ابو نعیم نے حلیہ میں اور ضیاء نے مختارہ میں جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہما سے سند حسن کے ساتھ روایت کیا۔ت)

اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

الدنیا ملعونة ملعون مافیها الاذکر اللّٰه وماوالاہ وعالمًا اومتعلمًا [2] رواہ ابن ماجة عن ابی هریرة و الطبرانی فی الاوسط عن ابی مسعود رضی اللّٰه تعالٰی عنهما۔	دنیا پر لعنت ہے اور دنیا میں جو کچھ ہے سب پر لعنت ہے مگر اللہ کا ذکر اور جسے اس سے علاقہ قرب ہے اور عالم یا طالب علم دین (اس کو ابن ماجہ نے ابوہریرہ سے اور طبرانی نے اوسط میں ابن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کیا۔ت)

اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

الدنیا ملعونة ملعون مافیها الاما ابتغی به وجه اللّٰه تعالٰی [3]۔ رواہ الطبرانی فی الکبیر عن ابی الدرداء رضی اللّٰه تعالٰی عنه۔	دنیا لعینہ ہے اور جو کچھ دنیا میں ہے سب لعین ہے مگر جس سے رضائے الٰہی مطلوب ہو (اس کو طبرانی نے کبیر میں ابی الدرداء رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا ہے۔ت)

رب عزوجل فرماتا ہے:

---

[1] حلیة الاولیاء ترجمہ ۲۳۰ محمد بن المنکدر دارالکتاب العربی بیروت ۳/ ۱۵۷

[2] سنن ابن ماجه ابواب الزہد باب مثل الدنیا ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۳۱۳۔۳۱۲

[3] مجمع الزوائد بحوالہ المعجم الکبیر کتاب الزہد باب ماجاء فی الریاء دارالکتاب بیروت ۱۰/ ۲۲۲

"اِنَّ الَّذِیۡنَ یُحَآدُّوۡنَ اللّٰہَ وَ رَسُوۡلَہٗۤ اُولٰٓئِکَ فِی الۡاَذَلِّیۡنَ ﴿۲۰﴾"[1]	بیشک اللہ ورسول کے مخالف وہی سب ذلیلوں سے ذلیل تروں میں ہیں۔

اور فرماتا ہے تبارک وتعالٰی:

"اِنَّ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا مِنۡ اَہۡلِ الۡکِتٰبِ وَ الۡمُشۡرِکِیۡنَ فِیۡ نَارِ جَہَنَّمَ خٰلِدِیۡنَ فِیۡہَا ؕ اُولٰٓئِکَ ہُمۡ شَرُّ الۡبَرِیَّۃِ ؕ﴿۶﴾ اِنَّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ اُولٰٓئِکَ ہُمۡ خَیۡرُ الۡبَرِیَّۃِ ؕ﴿۷﴾"[2]	بیشک تمام کافر کتابی ومشرک جہنم کی آگ میں ہیں ہمیشہ اس میں رہیں گے وہ تمام مخلوق الٰہی سے بدتر ہیں (اونٹ کی مینگنی سے بدتر، کتے سور کے غلیظ سے بدتر) بیشک جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے وہ تمام مخلوق الٰہی سے بہتر ہیں (کعبہ وعرش سے بہتر، ملائکہ سے بہتر)

جب یہ دونوں قسمیں معلوم ہوگئیں اور واضح ہوا کہ قسم اول سے جدا نہیں بلکہ بعینہٖ اسی کی تعظیم، تو محل تحقیر میں غیر اللہ یا خلق سے یقیناً وہی مراد ہوتا ہے جسے مولٰی عزوجل سے علاقہ قرب نہیں۔ علاقہ قرب والے تو جانب خالق میں ہیں نہ کہ جانب غیر میں، دیکھو علماء فرماتے ہیں غیر خدا کے لئے تواضع حرام ہے، ملتقط پھر در مختار میں قبیل فصل فی البیع نیز فتاوٰی عالمگیریہ باب ۲۸ میں ہے: التواضع لغیر اللہ حرام[3] (غیر اللہ کے لئے تواضع حرام ہے۔ت) حالانکہ ماں باپ کے لئے تواضع کا قرآن عظیم میں حکم ہے:

"وَاخۡفِضۡ لَہُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحۡمَۃِ"[4]	ماں باپ کے لئے نرم دل سے ذلت کا بازو بچھا۔

اپنے استاد بلکہ شاگردوں کے لئے بھی تواضع کا حدیث میں حکم ہے:

تواضعوا لمن تعلمون منه وتواضعوا لمن تعلمونه ولاتکوا جبابرۃ العلماء[5]۔ رواہ	جس سے علم سیکھتے ہو اس کے لئے تواضع کرو، اور جسے سکھاتے ہو اس کے لئے تواضع کرو۔ اور گردن کش عالم

---

[1] القرآن الکریم ۵۸/ ۲۰

[2] القرآن الکریم ۹۸/ ۶ و ۷

[3] الدر المختار کتاب الحظر والاباحۃ باب الاستبراء مطبع مجتبائی دہلی ۲/ ۲۴۵

[4] القرآن الکریم ۱۷/ ۲۴

[5] الجامع لاخلاق الراوی عن عمر باب ذکر ماینبغی للراوی والسامع دار الکتب العلمیہ بیروت ص ۱۹، اتحاف السادہ عن ابی ہریرہ فضیلۃ الحلم دار الفکر بیروت ۸/ ۲۷

الخطیب عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ۔	نہ بنو (اسے خطیب نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ت)

بلکہ خود حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو رب عزوجل نے صحابہ کی تواضع فرمانے کا حکم دیا ہے:

"وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۸۸﴾ "[1] مومنوں کے لئے اپنا پہلو جھکائے۔اور فرمایا:

"وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۲۱۵﴾ "[2]۔	اپنے پیرو ایمان والوں کے لئے اپنا بازو نرم فرمائیے۔

بات وہی ہے کہ ایسی جگہ غیر اللہ سے وہی مراد جسے اللہ سے علاقہ نہ ہو، ولہذا ردالمحتار میں اس عبارت درمختار کی شرح کی: ای اذلال النفس لنیل الدنیا [3] یعنی تواضع لغیر کا یہ مطلب ہے کہ دنیا ملنے کے لئے اپنے آپ کو کسی کے سامنے ذلیل کرنا۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا:

لعن اللہ من ذبح لغیر اللہ [4]، رواہ احمد ومسلم والنسائی عن امیر المومنین علی کرم اللہ وجھہ۔	اللہ کی لعنت اس پر جو غیر خدا کے لئے ذبح کرے (اسے احمد اور مسلم اور نسائی نے امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کیا۔ت)

حالانکہ خود حدیث کا ارشاد ہے:

من ذبح لضیفہ ذبیحۃ کانت فداءہ من النار [5]۔رواہ الحاکم فی تاریخہ عن جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ۔	جو اپنے مہمان کے لئے جانور ذبح کرے وہ دوزخ سے اس کا فدیہ ہو جائے (اسے حاکم نے اپنی تاریخ میں جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ت)

تو وجہ وہی ہے کہ اکرام مہمان اخلاق سے تھا اور مکارم اخلاق سے رضائے الٰہی مطلوب، مہمان کے لئے ذبح کرنا غیر اللہ کے لئے ذبح نہ ہوا بلکہ اللہ عزوجل ہی کے لئے، صوفی کہ غیر خدا کی تحقیر کرے اور اسے اونٹ کی

---

[1] القرآن الکریم ۱۵/ ۸۸

[2] القرآن الکریم ۲۶/ ۲۱۵

[3] ردالمحتار کتاب الحظر والاباحۃ باب الاستبراء داراحیاء التراث العربی بیروت ۵/ ۲۴۶

[4] صحیح مسلم کتاب الاضاحی باب تحریم الذبح لغیر اللہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۱۶۰

[5] السیاق فی ذیل التاریخ نیشاپور

مینگنی سے حقیر تر جانے قطعاً اسی کی تحقیر کرتا ہے جس کی تعظیم تعظیم الٰہی نہیں۔ جسے مولٰی عزوجل سے علاقہ نہیں ورنہ جانب خالق کی تحقیر کرے تو وہ خود رب عزوجل کی تحقیر کرے گا۔ یہ صوفی کا کام ہوگا یا ابلیس لعین کا۔ ملعون ملعون ہے وہ کہ اس سے یہ سمجھے کہ مصحف شریف وانبیاء کرام کو مینگنی سے حقیر تر بتایا ہے، کیا ایسا بتانے والا قرآن عظیم کی تکذیب نہیں کرتا، کیا خود اللہ عزوجل کو گالی نہیں دیتا۔ کیا تمام دین وشریعت واسلام پائمال نہیں کرتا۔ قرآن وحدیث وشریعت ودین واسلام وایمان جن کی تعظیم کے حکم سے مملو ہیں، جن کی ادنٰی توہین کو کفر بتارہے ہیں۔ کیا ان کی ایسی تحقیر کرنیوالا بجھنم عـــہ) اس مردود کو مسلمان جاننے والا مسلمان رہ سکتا ہے۔

کلا واللہ "بَلْ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ فَقَلِيْلًا مَّا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۸۸﴾ "[1]۔	بلکہ اللہ نے ان پر لعنت کی ان کے کفر کے سبب تو ان میں تھوڑے ایمان لاتے ہیں۔ (ت)

حضرت مخدوم صاحب تو معاذ اللہ اس معنی ملعون کے وہم سے بھی پاک ہیں۔ ہاں یہی کافر وملعون ومرتد وشیطان وابلیس ہیں جو ان کے کلام کو (اگر ان کا کلام ہے) ایسے گندے کفر پر ڈھالتے ہیں "وَمَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ وَلٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ "[2] (سلیمان نے تو کفر نہ کیا ہاں یہ شیطان ہی کافر ہوئے۔ " قٰتَلَهُمُ اللّٰهُ ۚ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ﴿۳۰﴾ "[3] (اللہ انھیں مارے کہاں اوندھے جاتے ہیں۔ ت) بخلاف ذلیل ضلیل دہلوی اسمٰعیل علیہ اللوم والتذلیل کہ اس نے چوڑھے، چمار سے بھی ذلیل اور ناکارے لوگ اور ذرہ ناچیز سے کم تر یہ ناپاک الفاظ صراحۃً تمام انبیاء کرام واولیاء عظام علیہم الصلٰوۃ والسلام کو کہے، اس نے شرک کی چار قسمیں گھڑیں اور ان میں صراحۃً انبیاء واولیاء وبھوت پری سب کو یکساں رکھا۔ تفویت الایمان مطبع صدیقی دہلی ۱۲۷۰ھ ص ۹ " مشکل کے وقت پکارنا شرک ہے " اس بات میں اولیاء انبیاء شیطان، بھوت میں کچھ فرق نہیں جس سے معاملہ کرے گا مشرک ہو جائے گا خواہ انبیاء واولیاء سے کرے خواہ بھوت سے[4]۔

صفحہ ۱۲ جو کوئی کسی پیر پیغمبر بھوت کو ہاتھ باندھ کر کھڑا ہو یا دور سے قصد کرکے جاوے یا وہاں روشنی

عـــہ: کذا فی الاصل لعلہ "بجھنم نہیں"

[1] القرآن الکریم ۲/ ۸۸

[2] القرآن الکریم ۲/ ۱۰۲

[3] القرآن الکریم ۹/ ۳۰

[4] تقویۃ الایمان باب اول توحید وشرک کے بیان میں مطبع لوہاری گیٹ لاہور ص ۶

کرے، ان کی قبر پر شامیانہ کھڑا کرے، وہاں کے گرد و پیش کے جنگل کا ادب کرے اس پر شرک ثابت ہے، [1]۔
صفحہ ۲۵ "جو کوئی کسی نبی ولی بھوت پری کو ایسا جانے وہ مشرک ہے" [2]
صفحہ ۵۱ کسی مخلوق کے نام کا کر دیجئے ولی نبی بھوت پری کا سب حرام ہے اور ناپاک اور کرنیوالے پر شرک ثابت [3]
وغیر ذلک مقامات۔ تو اس کا کلام قطعاً ماسوی اللہ کو عام اور خود حضرات انبیاء و اولیاء کے بالخصوص نام انھیں بیانات ص ۹، ۱۱، ۱۲ کے ثبوت میں اس نے پانچ فصلیں باندھیں جن میں سے فصل اول ص ۲۲ میں کہا: "ہمارا خالق جب اللہ ہے تو ہم کو بھی چاہئے اپنے ہر کاموں پر اسی کو پکاریں اور کسی سے ہم کو کیا کام، جیسے جو کوئی ایک بادشاہ کا غلام ہو چکا وہ اپنے ہر کام کا علاقہ اسی سے رکھتا ہے دوسرے بادشاہ سے بھی نہیں رکھتا اور کسی چوڑھے چمار کا کیا ذکر [4]"
ص ۱۶ میں کہا: "جس نے اللہ کا حق مخلوق کو دیا تو بڑے کا حق ذلیل سے ذلیل کو دیا۔ جیسے بادشاہ کا تاج چمار کے سر پر، اور یہ یقین جان لینا چاہئے کہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے [5]"
فصل سوم ص ۳۵ پر کہا: "ایسے عاجز لوگوں کو پکارنا کہ کچھ فائدہ اور نقصان نہ پہنچا سکتے۔ محض بے انصافی ہے کہ ایسے بڑے شخص کا مرتبہ ایسے ناکارے لوگوں کو ثابت کیجئے [6]"
فصل پنجم ص ۴۷ پر کہا: "سب انبیاء و اولیاء اس کے روبرو ایک ذرہ ناچیز سے کمتر ہیں [7]"
ان صریح ملعون کلاموں کی سند میں وہ عبارت پیش کرنی کیسی شدید کھلی بے ایمانی ہے، مخدوم صاحب نے اگر کہا تو دنیا اور دنیا کی چیزوں کو کہا، جن کو اللہ سے علاقہ نہیں بیشک وہ مینگنی سے حقیر تر ہیں۔ اور اس گمراہ نے صاف صاف یہ چوہڑے چمار سے ذلیل ناکارے لوگ ذرہ ناچیز سے کمتر حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والثناء اور خود سید الانبیاء صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو کہا "وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوٓا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ ﴿۲۲۷﴾" [8] (اب جان جائیں گے ظالم کہ کس کروٹ پر پلٹا کھاتے ہیں۔ ت)

---

[1] تقویۃ الایمان باب اول توحید و شرک کے بیان میں مطبع علیمی لوہاری گیٹ لاہور ص ۸
[2] تقویۃ الایمان الفصل ثانی فی رد الاشراك فی العلم مطبع علیمی لوہاری گیٹ لاہور ص ۱۵
[3] تقویۃ الایمان الفصل الرابع فی ذکر رد الاشراك فی العبادات مطبع علیمی لوہاری گیٹ لاہور ص ۲۸
[4] تقویۃ الایمان الفصل الاول فی الاجتناب عن الاشراك مطبع علیمی لوہاری گیٹ لاہور ص ۱۳
[5] تقویۃ الایمان الفصل الاول فی الاجتناب عن الاشراك مطبع علیمی لوہاری گیٹ لاہور ص ۱۰
[6] تقویۃ الایمان الفصل الثالث فی ذکر رد الاشراك فی التصرف مطبع علیمی لوہاری گیٹ لاہور ص ۲۰
[7] تقویۃ الایمان الفصل الخامس فی رد الاشراك فی العادات مطبع علیمی لوہاری گیٹ لاہور ص ۳۸
[8] القرآن الکریم ۲۶/ ۲۲۷

خامسًا وہابیہ ان میں سے کچھ نہیں مانتے خواہی نخواہی مدعی ہیں کہ حضرت مخدوم نے ایسافرمایااور یہ کہ تمام انبیاء واولیاء وحضور سید الانبیاء علیہ وعلیہم الصلٰوۃ والثناء سب کو کہا **والعیاذ باللہ تعالٰی**۔اب ان سے پوچھئے کہ یہ کہنا تمھارے نزدیک حق ہے یا باطل،اگر باطل ہے تو باطل سے سند لانیوالا مکار عیار اور اس سے توہین شان رسالت کا ہلکا پن چاہنے والا کافر بے دین فی النار ہے یا نہیں۔اور اگر کہیں کہ ہاں وہ حق ہے،۔اور حضرات انبیاء سید الانبیاء صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم معاذاللہ اس ناپاک مثال کے لائق ہیں تو پردہ کھل گیا،ہر بچہ ہر بے علم ہر ناخواندہ بشرطیکہ مسلمان ہو اور محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی عظمت پر ایمان سے اس کا دل کچھ بھی حصہ رکھتا ہو وہ تین باتوں پر فورا یقین کرے گا:

(۱) یہ جو انبیاء کرام واولیاء عظام وخود حضور اقدس سید الانام علیہ وعلیہم الصلٰوۃ والسلام کو اس ناپاک گندی مثال کے لائق بتارہے ہیں قطعاً کافر ہیں۔اور اللہ ورسول کے کھلے دشمن،کیا اسلام نے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی یہی عظمت سکھائی ہے۔"اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِیْنَ"[1] (ارے ظالموں پر خدا کی لعنت۔ت)

(۲) اسے صاف روشن ہوجائے گا کہ ہرگز حضرت مخدوم صاحب نے ایسی ملعون بات نہ فرمائی نہ وہ یا کوئی مسلمان ایسا کہہ سکتا ہے،جن کے غلامان غلام کے غلامان غلاموں کی عمر بھر کفش برداری سے حضرت مخدوم صاحب حضرت مخدوم صاحب ہوئے اگر انھیں کو ایسا ناپاک بتاتے تو خود کہاں رہتے۔اور اپنے آپ اس سے کتنے لاکھ درجے بدتر گندی گھناؤنی ذلیل ناپاک مثال کے قابل ہوتے نہ کہ سند لانے کے لائق،مگر حاشاللہ بات وہی ہے کہ "وَمَا كَفَرَ سُلَیْمٰنُ وَلٰكِنَّ الشَّیٰطِیْنَ كَفَرُوْا"[2] (اور سلیمان نے کفر نہ کیا ہاں شیطان کافر ہوئے۔ت) حضرت مخدوم صاحب نے تو کفر نہ کیا یہ شیاطین ہی کفر کررہے ہیں۔

(۳) کھل جائیگا کہ اسمٰعیل دہلوی کے نجس اقوال ایسے ہی خبیث وناپاک ہیں کہ ان کے بنانے کے لئے انبیاء واولیاء وخود محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وعلیہم وسلم کو ایسی گندی مثال ایسی سڑی دشنامیں دینے کی حاجت ہوتی ہے۔پھر وہ گالیاں اللہ رسول پر تو چسپاں ہو نہیں سکتیں۔وہ پاک ومنزہ ہیں۔انھیں اسمٰعیل پرستوں کے کفر خبیث پر اور رجسٹری ہوتی ہے کہ ان کے دل میں اتنی قدر ہے۔

---

[1] القرآن الکریم ۱۱/ ۱۸

[2] القرآن الکریم ۲/ ۱۰۲

اللہ واحد قہار کے حبیب اکرم وخلیفہ اعظم محمد رسول اللہ کی (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم)۔

واخذ اعداءہ باشد النقم اٰمین ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ واللہ تعالٰی اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

اللہ تعالٰی آپ کے دشمنوں سے سخت انتقام لے، ولا حول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ واللہ تعالٰی اعلم۔ اس جل مجدہ کا علم اتم واکمل ہے۔ (ت)

کتب عبدہ المذنب احمد رضا خاں البریلوی عفی عنہ

بمحمدن المصطفی النبی الامی صلی اللہ علیہ وسلم۔

رسالہ
السوء والعقاب علی المسیح الکذاب ۱۳۲۰ھ
(جھوٹے مسیح پر وبال اور عذاب)

مسئلہ ۷۸: از امر تسر، کڑہ گر باسنگھ، کوچہ ٹنڈا شاہ، مرسلہ جناب مولانا مولوی محمد عبدالغنی صاحب واعظ ۲۱ ربیع الآخر شریف ۱۳۲۰ھ

باسمہٖ سبحانہ مستفتی نے ظاہر کیا کہ ایک شخص نے درآنحالیکہ مسلمان تھا ایک مسلمہ سے نکاح کیا، زوجین ایک عرصہ تک باہم مباشرت کرتے رہے، اولاد بھی ہوئی، اب کسی قدر عرصہ سے شخص مذکور مرزا قادیانی کے مریدوں میں منسلک ہو کر صبغ عقائدِ کفریہ مرزائیہ سے مصطبغ ہو کر علٰی رؤس الاشہاد ضروریاتِ دین سے انکار کرتا رہتا ہے، سو مطلوب عن الاظہار یہ ہے کہ شخص مذکور شرعًا مرتد ہو چکا اور اس کی منکوحہ اس کی زوجیت سے علٰیحدہ ہو چکی اور منکوحہ مذکورہ کا کل مہر معجّل، مؤجل مرتد مذکور کے ذمّہ ہے، اولادِ صغار اپنے والد مرتد کی ولایت سے نکل چکی یا نہ؟ بَیِّنُوْا تُؤْجَرُوْا (بیان کرکے اجر حاصل کیجئے۔ت)

خلاصہ جواباتِ امر تسر:

(۱) شخص مذکور بباعث آنکہ بہم عقیدہ مرزا کا ہے جو باتفاق علمائے دین کافر ہے، مرتد ہو چکا، منکوحہ

زوجیت سے علیحدہ ہوچکی، کل مہر بذمہ مرتد واجب الادا ہوچکا، مرتد کو اپنی اولادِ صغار پر ولایت نہیں۔

(ابو محمد زبیر غلام رسول الحنفی القاسمی عفی عنہ)

(۲) شک نہیں کہ مرزا قادیانی اپنے آپ کو رسول اللہ، نبی اللہ کہتا ہے اور اس کے مرید اس کو نبی مرسل جانتے ہیں، اور دعوی نبوت کا بعد رسول اللہ کے بالاجماع کفر ہے، جب اس طائفے کا ارتداد ثابت ہوا، پس مسلمہ ایسے شخص کے نکاح سے خارج ہوگئی ہے، عورت کو مہر ملنا ضروری ہے، اور اولاد کی ولایت بھی ماں کا حق ہے، عبدالجبار بن عبداللہ الغزنوی۔

(۳) لا یشك فی ارتداد من نسب المسمریزم الذی هو من اقسام السحر الی الانبیاء علیهم السلام واهان روح الله عیسٰی بن مریم علیهما السلام وادعی النبوة وغیرها من الکفریات کالمرزا فنکاح المسلمة لا شك فی فسخه لکن لها المهر والاولاد الصغائر .ابو الحسن غلام مصطفی عفی عنه۔	ترجمہ: بیشک جو شخص جادو کی قسم مسمریزم کو انبیاء علیہم السلام کی طرف منسوب کرے اور حضرت روح اللہ عیسٰی بن مریم علیہما السلام کی توہین کرے اور نبوت کا دعوی وغیرہ کفریات کا ارتکاب کرے جیسے مرزا قادیانی، تو اس کے مرتد ہونے میں کیا شک ہے، تو مسلمان عورت کا اس سے نکاح بلا شک فسخ ہوجائے گا لیکن اس مسلمان عورت کو مہر و اولاد کا استحقاق ہے۔(ابوالحسن غلام مصطفٰی عفی عنہ۔ت)

(۴) شک نہیں کہ مرزا کے معتقدات کا معتقد مرتد ہے، نکاح منفسخ ہوا، اولاد عورت کو دی جائے گی، عورت کامل مہر لے سکتی ہے۔(ابو محمد یوسف غلام محی الدین عفی عنہ)

(۵) انچہ علمائے کرام از عرب وہند و پنجاب در تکفیر مرزا قادیانی و معتقدان وے فتوٰی دادہ اند ثابت و صحیح ست قادیانی خود را نبی و مرسل یزدانی قرار میدہد، وتوہین و تحقیر انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام وانکارِ معجزات شیوہ اوست کہ از تحریر اتش پر ظاہر ست (نقل عبارات ازالہ رسائل مرزاست)۔ (احقر عباداللہ العلی واعظ محمد عبدالغنی)	علماء عرب وہند و پنجاب نے مرزا قادیانی اور اس کے معتقدین کی تکفیر کا جو فتوٰی دیا ہے وہ صحیح وثابت ہے، مرزا قادیانی اپنے کو نبی ورسول یزدانی قرار دیتا ہے اور انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کی توہین و تحقیر کرنا اور معجزات کا انکار کرنا اس کا شیوہ ہے۔ جیسا کہ اس کی تحریروں سے ظاہر ہے (یہ عبارات ازالہ اوہام میں منقول ہیں جو کہ مرزا کے رسائل میں سے ایک رسالہ ہے) احقر عباداللہ العلی واعظ محمد عبدالغنی (ت)

(۶) احقر العباد خدا بخش امام مسجد شیخ خیر الدین۔

(۷) شک نہیں کہ مرزا قادیانی مدعیِ نبوت ورسالت ہے (نقل عبارات کثیرہ ازالہ وغیرہا تحریرات مرزا) پس ایسا شخص کافر تو کیا میرا وجدان یہی کہتا ہے کہ اس کو خدا پر بھی ایمان نہیں، ابوالوفاء ثناء اللہ کفاہ اللہ مصنّف تفسیر ثنائی امرتسری۔

(۸) قادیانی کی کتابوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کو ضروریاتِ دین سے انکار ہے نیز دعوی رسالت کا بھی چنانچہ (ایک غلطی کا ازالہ) میں اس نے صراحتًا لکھا ہے کہ میں رسول ہوں۔ لہٰذا غلام احمد اور اس کے معتقدین بھی کافر بلکہ اکفر ہوئے، مرتد کا نکاح فسخ ہوجاتا ہے، اولادِ صغار والد کے حق سے نکل جاتی ہے، پس مرزائی مرتد سے اولاد لے لینی چاہیے اور مہر معجّل اور مؤجل لے کر عورت کو اس سے علیحدہ کرنا چاہیے۔ (ابوتراب محمد عبدالحق بازار صابونیاں)

(۹) مرزائی مرتد ہیں اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے منکر معجزات کو مسمریزم تحریر کیا ہے، مرزا کافر ہے، مرزا سے جو دوست ہو یا اس کے دوست سے دوست وہ بھی کافر مرتد ہے۔

(صاحبزادہ صاحب سید ظہور الحسن قادری فاضلی سجادہ نشین حضرات سادات جیلانی بٹالہ شریف)

(۱۰) آنحضرت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے بعد نبوت ورسالت کا دعوی اور ضروریات دین کا انکار بیشک کفر وارتداد ہے ایسے شخص پر قادیانی ہو یا غیر، مرتدوں کے احکام جاری ہوں گے۔ (نور احمد عفی عنہ)

از جناب مولانا مولوی محمد عبدالغنی صاحب امرتسری باسم سامی حضرت عالم اہلسنّت دام ظلہم العالی

بخدمت شریف جناب فیض مآب قامع فساد وبدعات دافع جہالت وضلالات مفخر العلماء الحنفیہ قاطع اصول الفرقۃ الضالۃ النجدیہ مولانا مولوی محمد احمد رضاخاں صاحب متعنا اللہ بعلمہ تحفہ تحیات وتسلیمات مسنونہ رسانیدہ مکشوف ضمیر مہر انجلا، آنکہ چوں دریں بلا داز مدّت مدیدہ بہ ظہور دجّال کذّاب قادیانی فتور وفساد برخاستہ است بموجب حکم آزادگی بہ ہیچ صورتے درچنگ علما آں دہری رہزن دین اسلام نمی آید، اکنوں ایں واقعہ درخانہ	بخدمت شریف جناب فیض مآب قامع فساد وبدعات، جہالت وگمراہی کو دفع کرنے والے، حنفی علماء کا فخر، گمراہ نجدی فرقہ کے اصول کو مٹانے والے مولانا مولوی احمد رضا خاں صاحب، اللہ تعالٰی ہمیں اس کے علوم سے بہرہ ور فرمائے، سلام وتحیت مسنونہ پیش ہوں، دلی مراد واضح ہو کہ جب سے اس علاقہ میں قادیانی فتور وفساد برپا ہوا ہے قانونی آزادی کی وجہ سے اس بے دین اسلام کے ڈاکو پر علماء کی گرفت نہ ہوسکی ابھی ایک واقعہ حنفی شخص کے ہاں ہوا ہے کہ اس کے نکاح میں مسلمان عورت

یک شخص حنفی شد کہ زنے مسلمہ در عقد شخصے بود ہ آں مرد مرزائی گردید زن مذکورہ ازوے ایں کفریات شنیدہ گریز نمودہ بخانہ پدر رسید، للذا برائے آں و برائے سد آیندہ وتنبیہ مرزائیاں فتوی ہذا طبع کردہ آید امید کہ آں حضرت ہم بمہر و دستخط شریف خود مزین فرمایند کہ باعثِ افتخار باشد سفیر از ندوہ کدام مولوی غلام محمد ہوشیار پوری وارد امرتسر ازمدت دو ماہ شدہ است فتوائے ہذا نزد وے فرستادم مشارالیہ دستخط ننمود وگفت اگر دریں فتوی دستخط کنم ندوہ از من بیزار شود خاکش بدہن، ازیں جہت مردماں بلدہ را بسیار بدظنی در حق ندوہ می شود زیادہ چہ نوشتہ آید جزاکم اللہ عن الاسلام و المسلمین۔ الملتمس بندہ کثیر المعاصی واعظ محمد عبدالغنی از امرتسر کڑہ کرباسنگھ کُوچہ ٹنڈاشاہ۔	تھی وہ شخص مرزائی ہوگیا اس کی مذکورہ عورت نے اس کے کفریات سن کر اس سے علیحدگی اختیار کرکے اپنے والد کے گھر چلی گئی، للذا اس واقعہ اور آئندہ سدِّ باب اور مرزائیوں کی تنبیہ کے لئے یہ فتوی طبع کرایا ہے امید ہے کہ آپ بھی اپنی مہر اور دستخط سے اس کو مزین فرمائیں گے جو کہ باعثِ افتخار ہوگا۔ ندوہ کا ایک نمائندہ مولوی غلام محمد ہوشیارپوری دو ماہ سے امرتسر میں آیا ہوا ہے میں نے یہ فتوی اس کے پاس بھیجا تاکہ وہ دستخط کردے تو اس نے کہا اگر میں نے اس فتوی پر دستخط کئے تو ندوہ والے مجھ سے ناراض ہوجائیں گے اس کے منہ میں خاک ہو، اس کی اس بات کی وجہ سے شہر کے لوگ ندوہ والوں سے نہایت بدظن ہوگئے ہیں۔ مزید کیا لکھوں، اللہ تعالٰی آپ کو اسلام اور مسلمانوں کی طرف سے جزاء عطا فرمائے، الملتمس گنہگار بندہ واعظ محمد عبدالغنی از امرتسر کڑہ کرباسنگھ کوچہ ٹنڈاشاہ۔ (ت)

الجواب:

الحمدللہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علٰی من لا نبی بعدہ وعلٰی اٰلہ و صحبہ المکرمین عندہ رب انی اعوذ بك من ھمزات الشیطین واعوذبك رب ان یحضرون۔	(تمام تعریفیں اللہ وحدہ لاشریک کے لئے ہیں، اور صلوٰۃ و سلام اس ذات پر جس کے بعد نبی نہیں ہے اور اس کی آل و اصحاب پر جو عزّت و کرامت والے ہیں، اے رب! میں تیری پناہ چاہتا ہوں شیطان کی کھلی بدگوئیوں سے اور تیری پناہ چاہتا ہوں انکے حاضر ہونے سے۔ ت)

اللہ عزوجل دین حق پر استقامت عطافرمائے اور ہر ضلال و وبال و نکال سے بچائے، قادیانی مرزا کا اپنے آپ کو مسیح و مثل مسیح کہنا تو شہرہ آفاق ہے اور بحکم آنکہ ع

عیب می جملہ بگفتی ہنرش نیز بگو

(شراب کے تمام عیب بیان کئے اب اس کے ہنر بھی بیان کر۔ت)

فقیر کو بھی اس دعوی سے اتفاق ہے، مرزا کے مسیح و مثل مسیح ہونے میں اصلًا شک نہیں مگر لا واللہ نہ مسیح کلمۃ اللہ علیہ صلوٰۃ اللہ بلکہ مسیح دجّال علیہ اللّعن والنّکال، پہلے اس ادعائے کاذب کی نسبت سہارن پور سے سوال آیا تھا جس کا ایک مبسوط جواب ولد اعز فاضل نوجوان مولوی حامد رضا خاں محمد حفظہ اللہ تعالٰی نے لکھا اور بنام تاریخی "**الصّارم الربانی علٰی اسراف القادیانی**" مسمّٰی کیا۔ یہ رسالہ حامِی سنن، ماحی فتن، ندوہ شکن، ندوی فگن، مکر منا قاضی عبدالوحید صاحب حنفی فردوسی صین عن الفتن نے اپنے رسالہ مبارکہ تحفہ حنفیہّ میں کہ عظیم آباد سے ماہوار شائع ہوتا ہے طبع فرمادیا، **بحمد اللہ تعالٰی** اس شہر میں مرزا کا فتنہ نہ آیا، اور اللہ عزوجل قادر ہے کہ کبھی نہ لائے، اس کی تحریرات یہاں نہیں ملتیں، مجیب ہفتم نے جو اقوال ملعونہ اس کی کتابوں سے بہ نشان صفحات نقل کئے مثیل مسیح ہونے کے ادعا کو شناعت و نجاست میں ان سے کچھ نسبت نہیں ان میں صاف صاف انکار ضروریاتِ دین اور بوجوہ کثیرہ کفر وارتداد مبین ہے فقیر ان میں سے بعض کی اجمالی تفصیل کرے۔

کفر اوّل: مرزا کا ایک رسالہ ہے جس کا نام "ایک غلطی کا ازالہ" ہے، اس کے صفحہ ۶۷۳ پر لکھتا ہے: میں احمد ہوں جو آیت "**مُبَشِّرًۢا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْۢ بَعْدِی اسْمُهٗۤ اَحْمَدُ**ط" میں مراد ہے،[1] آیہ کریمہ کا مطلب یہ ہے کہ سیدنا مسیح ربّانی عیسٰی بن مریم روح اللہ علیہما الصلوٰۃ والسلام نے بنی اسرائیل سے فرمایا کہ مجھے اللہ عزوجل نے تمہاری طرف رسول بنا کر بھیجا ہے توریت کی تصدیق کرتا اور اس رسول کی خوشخبری سناتا جو میرے بعد تشریف لانے والا ہے جس کا نام پاک احمد ہےؐ۔ ازالہ کے قول ملعون مذکور میں صراحتًا ادّعا ہوا کہ وہ رسول پاک جن کی جلوہ افروزی کا مژدہ حضرت مسیح لائے معاذاللہ مرزا قادیانی ہے۔

کفر دوم: توضیح مرام طبع ثانی صفحہ ۹ پر لکھتا ہے کہ "میں محدث ہوں اور محدث عـــہ بھی ایک معنی سے نبی ہوتا ہے۔[2]

عـــہ: لا الٰہ الا اللہ لقد کذب عدوّ اللہ ایہا المسلمون (اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، دشمن خدا نے جھوٹ بولا اے مسلمانو!۔ت) سید المحدثین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ ہیں کہ انہیں کے (باقی اگلے صفحہ پر)

---

[1] توضیح المرام مطبوعہ ریاض الہند امرتسر، ص ۱۶

[2] توضیح المرام مطبوعہ ریاض الہند امرتسر، ص ۱۶

کفر سوم: دافع البلاء مطبوعہ ریاض ہند صفحہ ۹ پر لکھتا ہے "سچا خداوہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا"[1]

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) واسطے حدیث محدثین آئی۔ انھیں کے صدقے میں ہم نے اس پر اطلاع پائی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا:

قد کان فیما مضی قبلکم من الامم اناس محدثون فان یکن فی امتی منهم احد فانه عمر بن الخطاب[2] رواہ احمد والبخاری عن ابی هریرۃ واحمد ومسلم والترمذی والنسائی عن ام المؤمنین الصدیقة رضی اللہ تعالٰی عنها۔

اگلی امتوں میں کچھ لوگ محدث ہوتے تھے یعنی فراست صادقہ و الہام حق والے، اگر میری امت میں ان میں سے کوئی ہوگا تو وہ ضرور عمر بن خطاب ہے رضی اللہ تعالٰی عنہ (اسے احمد اور بخاری نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے اور احمد، مسلم، ترمذی اور نسائی نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت کیا۔ت)

فاروق اعظم نے نبوت کے کوئی معنی نہ پائے صرف ارشاد فرمایا:

لوکان بعدی نبی لکان عمر بن الخطاب[3] رواہ احمد و الترمذی والحاکم عن عقبة بن عامر والطبرانی فی الکبیر عن عصمة بن مالك رضی اللہ تعالٰی عنهما۔

اگر میرے بعد کوئی نبی ہوسکتا تو عمر ہوتا، (اسے احمد و ترمذی اور حاکم نے عقبہ بن عامر سے اور طبرانی نے کبیر میں عصمۃ بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کیا ہے،ت)

مگر پنجاب کا محدث حادث کہ حقیقۃً نہ محدث ہے نہ محدث، یہ ضرور ایک معنی پر نبی ہوگیا الا لعنة اللہ علی الکٰذبین (خبردار، جھوٹوں پر خدا کی لعنت۔ت) والعیاذ باللہ رب العٰلمین۔

---

[1] دافع البلاء مطبوعہ ضیاء الاسلام قادیان ص ۲۶

[2] صحیح البخاری مناقب عمر بن خطاب رضی اللہ تعالٰی عنہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۵۲۱، جامع الترمذی مناقب عمر بن خطاب رضی اللہ تعالٰی عنہ امین کمپنی مکتبہ رشیدیہ دہلی ۲/ ۲۱۰

[3] صحیح البخاری مناقب عمر بن خطاب رضی اللہ تعالٰی عنہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۵۲۰، المستدرك للحاکم معرفته الصحابة دارالفکر بیروت ۳/ ۸۵، جامع الترمذی مناقب عمر بن خطاب رضی اللہ تعالٰی عنہ امین کمپنی دہلی ۲/ ۲۰۹

کفر چہارم: مجیب پنجم نے نقل کیا، ونیز میگویدکہ خدائے تعالٰی نے براہین احمدیہ میں اس عاجز کا نام امتی بھی رکھا ہے اور نبی بھی، ان اقوال خبیثہ میں **اوّلاً:** کلامِ الٰہی کے معنی میں صریح تحریف کی کہ معاذاللہ آیہ کریمہ میں یہ شخص مراد ہے نہ کہ حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔ **ثانیا:** نبی اللہ و رسول اللہ و کلمۃ اللہ عیسٰی روح اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر افتراء کیا وہ اس کی بشارت دینے کو اپنا تشریف لانا بیان فرماتے تھے۔ **ثالثاً:** اللہ عزوجل پر افتراء کیا کہ اس نے عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس شخص کی بشارت دینے کے لئے بھیجا، اور اللہ عزوجل فرماتا ہے:

"اِنَّ الَّذِیۡنَ یَفۡتَرُوۡنَ عَلَی اللّٰہِ الۡکَذِبَ لَا یُفۡلِحُوۡنَ ﴿۱۱۶﴾ "[1]	بیشک جو لوگ اللہ عزوجل پر جھوٹ بہتان اٹھاتے ہیں فلاح نہ پائیں گے۔

اور فرماتا ہے:

"اِنَّمَا یَفۡتَرِی الۡکَذِبَ الَّذِیۡنَ لَا یُؤۡمِنُوۡنَ "[2]	ایسے افتراء وہی باندھتے ہیں جو بے ایمان کافر ہیں۔

رابعاً: اپنی گھڑی ہوئی کتاب براہین غلامیہ کو اللہ عزوجل کا کلام ٹھہرایا کہ خدائے تعالٰی نے براہین احمدیہ میں یوں فرمایا، اور اللہ عزوجل فرماتا ہے:

"فَوَیۡلٌ لِّلَّذِیۡنَ یَکۡتُبُوۡنَ الۡکِتٰبَ بِاَیۡدِیۡہِمۡ ٭ ثُمَّ یَقُوۡلُوۡنَ ہٰذَا مِنۡ عِنۡدِ اللّٰہِ لِیَشۡتَرُوۡا بِہٖ ثَمَنًا قَلِیۡلًا ؕ فَوَیۡلٌ لَّہُمۡ مِّمَّا کَتَبَتۡ اَیۡدِیۡہِمۡ وَ وَیۡلٌ لَّہُمۡ مِّمَّا یَکۡسِبُوۡنَ ﴿۷۹﴾ "[3]	خرابی ہے ان کے لئے جو اپنے ہاتھوں کتاب لکھیں پھر کہہ دیں یہ اللہ کے پاس سے ہے تاکہ اس کے بدلے کچھ ذلیل قیمت حاصل کریں، سو خرابی ہے ان کے لئے ان کے لکھے ہاتھوں سے اور خرابی ہے ان کے لئے اس کمائی سے۔

ان سب سے قطع نظر ان کلمات ملعونہ میں صراحۃً اپنے لئے نبوت و رسالت کا ادعائے قبیحہ ہے اور وہ باجماعِ قطعی کفر صریح ہے، فقیر نے "رسالہ جزاء اللہ عدوہ باباۂ ختم النبوۃ ۱۳۱۷ھ" خاص اسی مسئلے میں لکھا اور اس میں آیت قرآن عظیم اور ایک سو دس ۱۱۰ حدیثوں اور تیس ۳۰ نصوں کو جلوہ دیا، اور ثابت کیا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ

[1] القرآن الکریم ۱۶/ ۱۱۶

[2] القرآن الکریم ۱۶/ ۱۰۵

[3] القرآن الکریم ۲/ ۷۹

تعالٰی علیہ وسلم کو خاتم النبیین ماننا، ان کے زمانہ میں خواہ ان کے بعد کسی نبی جدید کی بعثت کو یقینا قطعًا محال و باطل جاننا فرض اجل وجزءِ ایقان ہے "وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ" [1] (ہاں اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں کے پچھلے۔ت) نص قطعی قرآن ہے اس کا منکر، نہ منکر بلکہ شک کرنے والا، نہ شاک کہ ادنٰی ضعیف احتمال خفیف سے توہم خلاف رکھنے والا قطعًا اجماعًا کافر ملعون مخلد فی النیران ہے، نہ ایسا کہ وہی کافر ہو بلکہ جو اس کے اس عقیدہ ملعونہ پر مطلع ہو کر اسے کافر نہ جانے وہ بھی، کافر ہونے میں شک وتردّد کو راہ دے وہ بھی کافر ہیں، الکفر جلی الکفران ہے، قول دوم وسوم میں شائد وہ یا اس کے اذناب آج کل کے بعض شیاطین سے سیکھ کر تاویل کی آڑ لیں کہ یہاں نبی ورسول سے معنی لغوی مراد ہیں یعنی خبردار یا خبر دہندہ اور فرستادہ مگر یہ محض ہوس ہے۔

اوّلًا: صریح لفظ میں تاویل نہیں سنی جاتی، فتاوٰی خلاصہ وفصول عمادیہ وجامع الفصولین وفتاوٰی ہندیہ وغیرہا میں ہے:

واللفظ للعمادی لو قال انا رسول الله او قال بالفارسية من پیغمبرم یرید به من پیغام می برم یکفر [2]	یعنی اگر کوئی اپنے آپ کو اللہ کا رسول کہے یا بزبان فارسی کہے میں پیغمبر ہوں اور مراد یہ لے کہ میں کسی کا پیغام پہنچانے والا ایلچی ہوں کافر ہوجائے گا۔

امام قاضی عیاض کتاب الشفاء فی تعریف حقوق المصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم میں فرماتے ہیں:

قال احمد بن ابی سلیمٰن صاحب سحنون رحمهما الله تعالٰی فی رجل قیل له لا وحق رسول الله فقال فعل الله برسول الله كذاوذكر كلا ما قبيحا، فقيل له ما تقول يا عدو الله فی حق رسول الله فقال له اشد من كلامه الاول ثم قال انما اردت برسول الله العقرب فقال ابن ابی سلیمٰن للذی سأله اشهد عليه وانا شريكك يريد فی	یعنی امام احمد بن ابی سلیمان تلمیذ ورفیق امام سحنون رحمہما اللہ تعالٰی سے ایک مردک کی نسبت کسی نے پوچھا کہ اس سے کہا گیا تھا رسول کے حق کی قسم اس نے کہا اللہ رسول اللہ کے ساتھ ایسا ایسا کرے اور ایک بدکلام ذکر کیا کہا گیا اے دشمن خدا! تو رسول اللہ کے بارے میں کیا بکتا ہے تو اس سے بھی سخت تر لفظ بکا پھر بولا میں نے تو رسول اللہ سے بچھّو مراد لیا تھا۔ امام احمد بن ابی سلیمان نے مستفتی سے فرمایا تم اس پر گواہ ہوجاؤ اور اسے سزائے موت دلانے اور

---

[1] القرآن الکریم ۳۳/ ۴۰

[2] فتاوٰی ہندیۃ الباب التاسع فی احکام المرتدین نورانی کتب خانہ پشاور ۲/ ۲۶۳

قتلہ و ثواب ذٰلک.قال حبیب بن الربیع لان ادعاء التاویل فی لفظ صراح لایقبل[1]۔	اس پر جو ثواب ملے گا اس میں میں تمہارا شریک ہوں،(یعنی تم حاکم شرع کے حضور اس پر شہادت دو اور میں بھی سعی کروں گا کہ ہم تم دونوں بحکم حاکم اسے سزائے موت دلانے کا ثوابِ عظیم پائیں)امام حبیب بن ربیع نے فرمایا یہ اس لئے کہ کھلے لفظ میں تاویل کا دعوی مسموع نہیں ہوتا۔

مولانا علی قاری شرح شفاء میں فرماتے ہیں:

ثم قال انما اردت برسول الله العقرب فانه ارسل من عندا لحق وسلط علی الخلق تاویلا للرسالة العرفیة بالارادة اللغویة وھو مردود عند القواعد الشرعیة[2]	یعنی وہ جو اس مردک نے کہا کہ میں نے بچھّو مراد لیا،اس طرح اس نے رسالت عرفی کو معنی لغوی کی طرف ڈھالا کہ بچھو کو بھی خدا ہی نے بھیجا اور خلق پر مسلّط کیا ہے،اور ایسی تاویل قواعدِ شرع کے نزدیک مردود ہے۔

علامہ شہاب خفاجی نسیم الریاض میں فرماتے ہیں:

ھذا حقیقة معنی الارسال وھذا مما لا شك فی معناہ وانکارہ مکابرة لکنه لا یقبل من قائله وادعاؤہ انه مرادہ لبعدہ غایة البعد،وصرف اللفظ عن ظاھرہ لا یقبل کما لو قال انت طالق قال اردت محلولة غیر مربوطة لا یلتفت لمثله ویعد ھذیانا اھملتقطا۔[3]	یعنی یہ لغوی معنی جن کی طرف اس نے ڈھالا ضرور بلا شک حقیقی معنی ہیں اس کا انکار ہٹ دھرمی ہے بایں ہمہ قائل کا ادعا مقبول نہیں کہ اس نے یہ معنی لغوی مراد لئے تھے،اس لئے کہ یہ تاویل نہایت دور از کار ہے اور لفظ کا اس کے معنی ظاہر سے پھیرنا مسموع نہیں ہوتا جیسے کوئی اپنی عورت کو کہے تو طالق ہے اور کہے میں نے تو یہ مراد لیا تھا کہ تو کھلی ہوئی ہے بندھی نہیں ہے(کہ لغت میں طالق کشادہ کو کہتے ہیں)تو ایسی تاویل کی طرف التفات نہ ہوگا اور اسے ہذیان سمجھا جائے گا۔

ثانیا: وہ بالیقین ان الفاظ کو اپنے لئے مدح و فضل جانتا ہے،نہ ایک ایسی بات کہ

دندان تو جملہ در دہانند چشمان تو زیر ابروانند

(تیرے تمام دانت منہ میں ہیں،تیری آنکھیں ابرو کے نیچے ہیں۔ت)

---

[1] الشفاء فی تعریف حقوق المصطفٰی القسم الرابع الباب الاول مطبع شرکة صحافیة فی البلاد العثمانیہ ۲/ ۲۰۹

[2] شرح الشفاء لملّا علی قاری مع نسیم الریاض الباب الاول دار الفکر بیروت ۴/ ۳۴۳

[3] نسیم الریاض شرح الشفاء للقاضی عیاض الباب الاول دار الفکر بیروت ۴/ ۳۴۳

کوئی عاقل بلکہ نیم پاگل بھی ایسی بات کو جو ہر انسان ہر بھنگی چمار بلکہ ہر جانور بلکہ ہر کافر مرتد میں موجود ہو محلِ مدح میں ذکر نہ کریگانہ اس میں اپنے لئے فضل وشرف جانے گا بھلا کہیں. براہین غلامیہ میں یہ بھی لکھا کہ سچا خدا وہی ہے جس نے مرزا کی ناک میں دو۲ نتھنے رکھے، مرزا کے کان میں دو۲ گھونگے بنائے، یا خدا نے براہین احمدیہ میں لکھا ہے کہ اس عاجز کی ناک ہونٹوں سے اوپر اور بھوؤں کے نیچے ہے، کیا ایسی بات لکھنے والا پورا مجنون پکّا پاگل نہ کہلایا جائے گا۔ اور شک نہیں کہ وہ معنی لغوی یعنی کسی چیز کی خبر رکھنا یا دینا یا بھیجا ہوا ہونا، ان مثالوں سے بھی زیادہ عام ہیں بہت جانوروں کے ناک کان بھویں اصلاً نہیں ہوتیں مگر خدا کے بھیجے ہوئے وہ بھی ہیں، اللہ نے انہیں عدم سے وجود نر کی پیٹھ سے مادہ کے پیٹ سے دنیا کے میدان میں بھیجا جس طرح اس مردک خبیث نے بجھّو کو رسول بمعنی لغوی بنایا۔ مولوی معنوی قدس سرہ القوی مثنوی شریف میں فرماتے ہیں:

۱۔	کل یوم ھو فی شان بخواں	مرور ابیکار وبے فعلے مداں
۲۔	کمتریں کارش کہ ہر روز ست آں	کُوسہ لشکر روانہ میکند
۳۔	لشکرے زاصلاب سوئے امہات	بہر آں تا در رحم روید نبات
۴۔	لشکرے زارحام سوئے خاکدان	تاز نر ومادہ پر گردد جہاں
۵۔	لشکرے از خاکداں سوئے اجل	تا بہ بیند ہر کسے حسنِ عمل[1]

((۱) روزانہ اللہ تعالٰی اپنی شان میں، پڑھ اس کو بیکار اور بے عمل ذات نہ سمجھ۔ت) (۲) اس کا معمولی کام ہر روز یہ ہوتا ہے کہ روزانہ تین لشکر روانہ فرماتا ہے۔ت) (۳) ایک لشکر پشتوں سے امہات کی طرف، تاکہ عورتوں کے رحموں میں پیدائش ظاہر فرمائے۔ت) (۴) ایک لشکر ماؤں کے رحموں سے زمین کی طرف، تاکہ نر ومادہ سے جہان کو پُر فرمائے۔ت) (۵) ایک لشکر دنیا سے موت کی جانب تاکہ ہر ایک اپنے عمل کی جزا کو دیکھے۔ت) حق عزوجل فرماتا ہے:

"فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الطُّوْفَانَ وَالْجَرَادَ وَالْقُمَّلَ وَالضَّفَادِعَ وَالدَّمَ"[2]	ہم نے فرعونیوں پر بھیجے طوفان اور ٹڈیاں اور جُوئیں اور مینڈکیں اور خون۔

کیا مرزا ایسی ہی رسالت پر فخر رکھتا ہے جسے ٹڈی اور مینڈک اور جوں اور کتے اور سؤر سب کو شامل مانے گا، ہر جانور بلکہ ہر حجر و شجر بہت سے علوم سے خبر دار ہے اور ایک دوسرے کو خبر دینا بھی صحاح احادیث سے ثابت،

[1] المثنوی المعنوی قصہ آنکس کہ در یارے بکوفت گفت الخ نورانی کتب خانہ پشاور، دفتر اول ص ۷۹

[2] القرآن الکریم ۷/ ۱۳۳

حضرت مولوی قدس سرہ المعنوی ان کی طرف سے فرماتے ہیں: ؎

ما سمیعیم وبصیریم وخوشیم　　　　باشما نامحرماں ماخامشیم [1]

ہم آپس میں سننے، دیکھنے والے اور خوش ہیں، تم نامحرموں کے سامنے ہم خاموش ہیں۔اللہ عزوجل فرماتا ہے:

"وَ اِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَ لٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِیْحَهُمْ" [2]	کوئی چیز ایسی نہیں جو اللہ کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح نہ کرتی ہو مگر ان کی تسبیح تمہاری سمجھ میں نہیں آتی۔

حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ما من شیئ الاّ یعلم انّی رسول اللہ الا کفرۃ او فسقۃ الجن والانس [3] رواہ الطبرانی فی الکبیر عن یعلی بن مرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ وصححہ خاتم الحفاظ۔	کوئی چیز ایسی نہیں جو مجھے اللہ کا رسول نہ جانتی ہو سوا کافر جن اور آدمیوں کے۔(طبرانی نے کبیر میں یعلٰی بن مرہ سے روایت کیا اور خاتم الحفاظ نے اسے صحیح کہا۔ت)

حق سبحانہ تعالٰی فرماتا ہے:

"فَمَكَثَ غَیْرَ بَعِیْدٍ فَقَالَ اَحَطْتُّ بِمَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ وَ جِئْتُكَ مِنْ سَبَاٍۭ بِنَبَاٍ یَّقِیْنٍ ﴿۲۲﴾" [4]	کچھ دیر ٹھہر کر ہدہد بارگاہ سلیمانی میں حاضر ہوا اور عرض کی مجھے ایک بات وہ معلوم ہوئی ہے جس پر حضور کو اطلاع نہیں اور میں خدمت عالی میں ملک سبا سے ایک یقینی خبر لے کر حاضر ہوا ہوں۔

حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ما من صباح ولا رواح الا وبقاع الارض ینادی بعضھا بعضا، یا جارۃ ھل مربك الیوم عبد صالح صلّی علیك او ذکر اللہ؟	کوئی صبح اور شام ایسی نہیں ہوتی کہ زمین کے ٹکڑے ایک دوسرے کو پکار کر نہ کہتے ہوں کہ اے ہمسائے! آج تجھ پر کوئی نیک بندہ گزرا جس نے تجھ پر

[1] المثنوی المعنوی حکایت مارگیرے کہ اژدہائے افسردہ الخ نورانی کتب خانہ پشاور دفتر سوم ص ۲۷

[2] القرآن الکریم ۱۷/ ۴۴

[3] المعجم الکبیر حدیث ۶۷۲ المکتبہ الفیصلیۃ بیروت ۲۲/ ۲۶۲، الجامع الصغیر حدیث ۸۰۴۸ دار الکتب العلمیہ بیروت الجزء الثانی ص ۴۹۲

[4] القرآن الکریم ۲۷/ ۲۲

فان قالت نعم رأت ان لها بذلك فضلا [1]۔رواہ الطبرانی فی الاوسط وابونعیم فی الحلیۃ عن انس رضی اللہ تعالٰی عنہ۔	نماز پڑھی یا ذکر الٰہی کیا، اگر وہ ٹکڑا جواب دیتا ہے کہ ہاں تو وہ پوچھنے والا ٹکڑا اعتقاد کرتا ہے کہ اسے مجھ پر فضیلت ہے۔ (اسے طبرانی نے اوسط میں اور ابونعیم نے حلیہ میں حضرت انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ت)

تو خبر رکھنا، خبر دینا سب کچھ ثابت ہے۔ کیا مرزا ہر اینٹ پتھر، ہر بت پرست کافر، ہر ریچھ بندر، ہر کتے سؤر کو بھی اپنی طرح نبی و رسول کہے گا؟ ہر گز نہیں، تو صاف روشن ہوا کہ معنی لغوی ہر گز مراد نہیں بلکہ یقینا وہی شرعی و عرفی رسالت و نبوت مقصود اور کفر وارتداد یقینی قطعی موجود۔

وبعبارۃ اخری معنی کے چار ہی قسم ہیں، لغوی، شرعی، عرفی، عام یا خاص، یہاں عرف عام تو بعینہٖ وہی معنی شرعی ہے جس پر کفر قطعًا حاصل، اور ارادہ لغوی کا ادعاء یقینًا باطل، اب یہی رہا کہ فریب دہی عوام کو یوں کہہ دے کہ میں نے اپنی خاص اصطلاح میں نبی و رسول کے معنی اور رکھے ہیں جن میں مجھے سگ وخوک سے امتیاز بھی ہے اور حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے وصفِ نبوت میں اشتراک بھی نہیں، مگر حاش للہ! ایسا باطل ادعاء اصلًا شرعًا عقلًا عرفًا کسی طرح بادشتر سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا، ایسی جگہ لغت وشرع وعرف عام سب سے الگ اپنی نئی اصطلاح کا مدعی ہونا قابل قبول ہو تو کبھی کسی کافر کی کسی سخت سے سخت بات پر گرفت نہ ہوسکے کوئی مجرم کسی معظم کی کیسی ہی شدید توہین کرکے مجرم نہ ٹھہر سکے کہ ہر ایک کو اختیار ہے اپنی کسی اصطلاح خاص کا دعوی کردے جس میں کفر و توہین کچھ نہ ہو، کیا زید کہہ سکتا ہے خدا دو ہیں جب اس پر اعتراض ہو کہہ دے میری اصطلاح میں ایک کو دو کہتے ہیں، کیا عمرو جنگل میں سؤر کو بھاگتا دیکھ کر کہہ سکتا ہے وہ قادیانی بھاگا جاتا ہے، جب کوئی مرزائی گرفت چاہے کہہ دے میری مراد وہ نہیں جو آپ سمجھے میری اصطلاح میں ہر بھگوڑے یا جنگلی کو قادیانی کہتے ہیں، اگر کہئے کوئی مناسبت بھی ہے تو جواب دے کہ اصطلاح میں مناسبت شرط نہیں لا مشاحۃ فی الاصطلاح (اصطلاح میں کوئی اعتراض نہیں) آخر سب جگہ منقول ہی ہونا کیا ضرور، لفظ مرتجل بھی ہوتا ہے جس میں معنی اوّل سے مناسبت اصلًا منظور نہیں، معہذا قادی بمعنی جلدی کنندہ ہے یا جنگل سے آنے والا۔ قاموس میں ہے:

قدت قادیۃ جاء قوم قدا قحموا	قوم جلدی میں آئی، قدت قادیۃ کا ایک معنی

[1] المعجم الاوسط حدیث ۵۲۶ مکتبہ المعارف الریاض ۱/ ۳۳۶

من البادیة والفرس قدیانا اسرع [1]	قدت من البادیۃ یا قدت الفرس جنگل سے آیا، یا گھوڑے کو تیز کیا۔

قادیان اس کی جمع اور قادیانی اس کی طرف منسوب یعنی جلدی کرنے والوں یا جنگل سے آنے والوں کا ایک، اس مناسبت سے میری اصطلاح میں ہر بھگوڑے جنگلی کا نام قادیانی ہوا، کیا زید کی وہ تقریر کسی مسلمان یا عمرو کی یہ توجیہ کسی مرزائی کو مقبول ہو سکتی ہے، حاشا وکلّا کوئی عاقل ایسی بناوٹوں کو نہ مانے گا بلکہ اسی پر کیا موقوف، یوں اصطلاح خاص کا ادعاء مسموع ہو جائے تو دین و دنیا کے تمام کارخانے درہم برہم ہوں، عورتیں شوہروں کے پاس سے نکل کر جس سے چاہیں نکاح کرلیں کہ ہم نے تو ایجاب وقبول نہ کیا تھا، اجازت لیتے وقت ہاں کہا تھا، ہماری اصطلاح (ہاں) بمعنی (ہوں) یعنی کلمہ جزر وانکار ہے، لوگ بیع نامے لکھ کر رجسٹری کرا کر جائدادیں چھین لیں کہ ہم نے تو بیع نہ کی تھی بیچنا لکھا تھا، ہماری اصطلاح میں عاریت یا اجارے کو بیچنا کہتے ہیں الٰی غیر ذٰلک من فسادات لا تحصٰی (ایسے بہت سے فسادات ہوں گے۔ت) تو ایسی جھوٹی تاویل والا خود اپنے معاملات میں اسے نہ مانے گا، کیا مسلمانوں کو زن ومال اللہ ورسول (جل جلالہ وصلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) سے زیادہ پیارے ہیں کہ جورو اور جائداد کے باب میں تاویل سنیں اور اللہ ورسول کے معاملے میں ایسی ناپاک بناوٹیں قبول کرلیں لا الٰہ الا اللہ مسلمان ہرگز ایسے مردود بہانوں پر التفات بھی نہ کریں گے انہیں اللہ ورسول اپنی جان اور تمام جہان سے زیادہ عزیز ہیں وللہ الحمد جل جلالہ وصلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم خود ان کا رب جل وعلا قرآن عظیم میں ایسے بیہودہ عذروں کا دربار جلا چکا ہے، فرماتا ہے:

لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِیْمَانِكُمْ " [2]	ان سے کہہ دو بہانے نہ بناؤ بیشک تم کافر ہو چکے ایمان کے بعد۔ والعیاذ باللہ تعالٰی رب العالمین۔

ثالثاً: کفر چہارم میں امتی ونبی کا مقابلہ صاف اسی معنی شرعی وعرفی کی تعیین کر رہا ہے۔

رابعاً: کفر اول میں تو کسی جھوٹے ادعائے تاویل کی بھی گنجائش نہیں، آیت میں قطعاً معنی شرعی ہی مراد ہیں نہ کہ لغوی، نہ اس شخص کی کوئی اصطلاح خاص، اور اسی کو اس نے اپنے نفس کے لئے مانا تو قطعاً یقیناً بمعنی شرعی ہی اپنے نبی اللہ ورسول اللہ ونے کا مدعی اور "وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ " [3]

---

[1] القاموس المحیط باب الواؤ فصل القاف مصطفی البابی مصر ۴/ ۳۷۹

[2] القرآن الکریم ۹/ ۶۶

[3] القرآن الکریم ۳۳/ ۴۰

(ہاں اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں میں پچھلے۔ت) کا منکر اور باجماع قطعی جمیع امت مرحومہ مرتد وکافر ہوا، سچ فرمایا سچے خدا کے سچے رسول سچے خاتم النّبیین محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ عنقریب میرے بعد آئیں گے **ثلٰثون دجّالون کذّابون کلھم یزعم انہ نبی** تیس ۳۰ دجال کذاب کہ ہر ایک اپنے کو نبی کہے گا **وانا خاتم النبیین لا نبی بعدی** [1] حالانکہ میں **خاتم النبیین** ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں، اٰمنت اٰمنت صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم۔ میں ایمان لایا میں ایمان لایا، اللہ تعالیٰ آپ پر صلوٰۃ وسلام نازل فرمائے۔ت) اسی لئے فقیر نے عرض کیا تھا کہ مرزا ضرور شیل مسیح ہے صَدَق بلکہ مسیح دجّال کا کہ ایسے مدعیوں کو یہ لقب خود بارگاہ رسالت سے عطا ہوا **والعیاذ باللہ رب العٰلمین**۔

کفر پنجم: دافع البلاء ص ۱۰ پر حضرت مسیح علیہ السلام سے اپنی برتری کا اظہار کیا ہے [2]

کفر ششم: اسی رسالے کے صفحہ ۷ اپر لکھا ہے:

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو

اس سے بہتر غلام احمد ہے [3]

کفر ہفتم: اشتہار معیار الاخیار میں لکھا ہے میں بعض نبیوں سے بھی افضل ہوں۔ یہ ادعاء بھی باجماعِ قطعی کفر وارتداد یقینی ہیں، فقیر نے اپنے فتوی مسمّٰی بہ ردّالرفضۃ میں شفاء شریف امام قاضی عیاض و روضہ امام نووی وارشاد الساری امام قسطلانی وشرح عقائد نسفی وشرح مقاصد امام تفتازانی واعلام امام ابن حجر مکی ومنح الروض علامہ قاری وطریقہ محمدیہ علامہ برکوی وحدیقہ ندیہ مولیٰ نابلسی وغیرہا کتب کثیرہ کے نصوص سے ثابت کیا ہے کہ باجماعِ مسلمین کوئی ولی کوئی غوث کوئی صدیق بھی کسی نبی سے افضل نہیں ہوسکتا، جو ایسا کہے قطعًا اجماعًا کافر ملحد ہے، ازاں جملہ شرح صحیح بخاری شریف میں ہے:

النبی افضل من الولی وھو امر مقطوع بہ والقائل بخلافہ کافر کانہ معلوم من	یعنی ہر نبی ہر ولی سے افضل ہے اور یہ امر یقینی ہے اور اس کے خلاف کہنے والا کافر ہے کہ

[1] جامع ترمذی ابواب الفتن باب لاتقوم الساعۃ الخ امین کمپنی کتب خانہ رشیدیہ دہلی ۲/ ۴۵، مسند احمد بن حنبل دار الفکر بیروت ۵/ ۳۹۶

[2] دافع البلاء ضیاء الاسلام قادیان ص ۳۰

[3] دافع البلاء ضیاء الاسلام قادیان ص ۳۰

الشرع بالضرورۃ[1]	یہ ضروریاتِ دین سے ہے۔

کفر ہفتم: میں ایسے ایک لطیف تاویل کی گنجائش تھی کہ یہ لفظ (نبیوں) بتقدیم نون نہیں بلکہ (بنیوں) بہ تقدیم با ہے یعنی بھنگی در کنار کہ خود ان کے تو لال گرو کا بھائی ہوں ان سے تو افضل ہوا ہی چاہوں میں تو بعض بنیوں سے بھی افضل ہوں کہ انہوں نے صرف آٹے دال میں ڈنڈی ماری اور یہاں وہ ہتھ پھیری کی بیبیوں کا دین ہی اڑ گیا، مگر افسوس کہ دیگر تصریحات نے اس تاویل کی جگہ نہ رکھی۔

کفر ہشتم: ازالہ صفحہ ۳۰۹ پر حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے معجزات کو جن کا ذکر خداوند تعالٰی بطور احسان فرماتا ہے مسمریزم لکھ کر کہتا ہے: اگر میں اس قسم کے معجزات کو مکروہ نہ جانتا تو ابن مریم سے کم نہ رہتا[2] یہ کفر متعدد کفروں کا خمیرہ ہے معجزات کو مسمریزم کہنا ایک کفر کہ اس تقدیر پر وہ معجزہ نہ ہوئے بلکہ معاذ اللہ ایک کسبی کرشمے ٹھہرے، اگلے کافروں نے بھی ایسا ہی کہا تھا۔

"اِذْ قَالَ اللّٰهُ یٰعِیْسَى ابْنَ مَرْیَمَ اذْكُرْ نِعْمَتِیْ عَلَیْكَ وَ عَلٰى وَالِدَتِكَ ۘ اِذْ اَیَّدْتُّكَ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ۫ تُكَلِّمُ النَّاسَ فِی الْمَهْدِ وَ كَهْلًا ۚ وَ اِذْ عَلَّمْتُكَ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَ التَّوْرٰىةَ وَ الْاِنْجِیْلَ ۚ وَ اِذْ تَخْلُقُ مِنَ الطِّیْنِ كَهَیْــٴَـةِ الطَّیْرِ بِاِذْنِیْ فَتَنْفُخُ فِیْهَا فَتَكُوْنُ طَیْرًۢا بِاِذْنِیْ وَ تُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَ الْاَبْرَصَ بِاِذْنِیْ ۚ وَ اِذْ تُخْرِجُ الْمَوْتٰى بِاِذْنِیْ ۚ وَ اِذْ كَفَفْتُ بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ عَنْكَ اِذْ جِئْتَهُمْ بِالْبَیِّنٰتِ فَقَالَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ اِنْ هٰذَاۤ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِیْنٌ ۝۱۱۰"[3]	جب فرمایا اللہ سبحانہ نے اے مریم کے بیٹے! یاد کر میری نعمتیں اپنے اوپر اور اپنی ماں پر جب میں نے پاک روح سے تجھے قوت بخشی لوگوں سے باتیں کرتا پالنے میں اور پکی عمر کا ہو کر اور جب میں نے تجھے سکھایا لکھنا اور علم کی تحقیقی باتیں اور توریت اور انجیل اور جب تو بناتا مٹی سے پرند کی سی شکل میری پروانگی سے پھر تو اس میں پھونکتا تو وہ پرند ہو جاتی میرے حکم سے اور تو چنگا کرتا مادر زاد اندھے اور سفید داغ والے کو میری اجازت سے، اور جب تو قبروں سے جیتا نکالتا مردوں کو میرے اذن سے اور جب میں نے یہود کو تجھ سے روکا جب تو ان کے پاس یہ روشن معجزے لے کر آیا تو ان میں کے کافر بولے یہ تو نہیں مگر کھلا جادو۔

مسمریزم بتایا یا جادو کہا، بات ایک ہی ہوئی یعنی الٰہی معجزے نہیں کسبی ڈھکوسلے ہیں، ایسے ہی

---
[1] ارشاد الساری شرح صحیح البخاری کتاب العلم باب ما یستحب للعالم الخ دار الکتاب العربی بیروت ۱/ ۲۱۴
[2] ازالہ اوہام، ریاض الہند امرتسر، بھارت، ص ۱۱۶
[3] القرآن الکریم ۵/ ۱۱۰

منکروں کے خیال ضلال کو حضرت مسیح کلمۃ اللہ صلی اللہ تعالٰی علی سیّدہ وعلیہ وسلم نے بار بار بتاکید رد فرمادیا تھا اپنے معجزات مذکورہ ارشاد کرنے سے پہلے فرمایا:

"اَنِّیْ قَدْ جِئْتُكُمْ بِاٰیَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۙ اَنِّیْۤ اَخْلُقُ لَكُمْ مِّنَ الطِّیْنِ كَهَیْـَٔةِ الطَّیْرِ "[1] الآیۃ۔	میں تمہارے پاس رب کی طرف سے معجزے لایا کہ میں مٹی سے پرند بناتا اور پھونک مار کر اسے جِلاتا اور اندھے اور بدن بگڑے کو شفا دیتا اور خدا کے حکم سے مردے جِلاتا اور جو کچھ گھر سے کھا کر آؤ اور جو کچھ گھر میں اٹھا رکھو وہ سب تمہیں بتاتا ہوں۔

اور اس کے بعد فرمایا:

" اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ﴿۴۹﴾ "[2]	بیشک ان میں تمہارے لئے بڑی نشانی ہے اگر تم ایمان لاؤ۔

پھر مکرر فرمایا:

" جِئْتُكُمْ بِاٰیَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۟ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوْنِ ﴿۵۰﴾ "[3]	میں تمہارے رب کے پاس سے معجزہ لایا ہوں تو خدا سے ڈرو اور میرا حکم مانو۔

مگر جو حضرت عیسٰی علیہ السلام کے رب کی نہ مانے وہ حضرت عیسٰی علیہ السلام کی کیوں ماننے لگا، یہاں تو اسے صاف گنجائش ہے کہ اپنی بڑائی سبھی کرتے ہیں ع

کس نہ گوید کہ دروغ من ترش ست

(کوئی نہیں کہتا کہ میرا جھوٹ ترش ہے۔ت)

پھر ان معجزات کو مکروہ جاننا دوسرا کفر یہ کہ کراہت اگر اس بنا پر ہے کہ وہ فی نفسہ مذموم کام تھے جب تو کفر ظاہر ہے **قال اللہ تعالٰی**:

تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ۘ [4]	یہ رسول ہیں کہ ہم نے ان میں ایک کو دوسرے پر فضیلت دی۔

---

[1] القرآن الکریم ۳/ ۴۹

[2] القرآن الکریم ۳/ ۴۹

[3] القرآن الکریم ۳/ ۵۰

[4] القرآن الکریم ۲/ ۲۵۳

اور اسی فضیلت کے بیان میں ارشاد ہوا:

"وَاٰتَيْنَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنٰتِ وَاَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ" [1]	اور ہم نے عیسٰی بن مریم کو معجزے دئے اور جبرئیل سے اس کی تائید فرمائی۔

اور اگر اس بنا پر ہے کہ وہ کام اگرچہ فضیلت کے تھے مگر میرے منصب اعلٰی کے لائق نہیں تو یہ وہی نبی پر اپنی تفضیل ہے ہر طرح کفر وارتداد قطعی سے مفر نہیں، پھر ان کلمات شیطانیہ میں مسیح کلمۃ اللہ صلی اللہ تعالٰی علٰی سیّدہ وعلیہ وسلم کی تحقیر تیسرا کفر ہے اور ایسی ہی تحقیر اس کلام ملعون کفر ششم میں تھی اور سب سے بڑھ کر اس کفر نہم میں ہے کہ ازالہ صفحہ ۱۶۱ پر حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسبت لکھا" بوجہ مسمریزم کے عمل کرنے کے تنویر باطن اور توحید اور دینی استقامت میں کم درجے پر بلکہ قریب ناکام رہے[2]

انا للہ وانّا الیہ راجعون، الا لعنۃ اللہ علٰی اعداء انبیاء اللہ وصلی اللہ تعالٰی علٰی انبیائہ وبارك وسلم۔	(ہم اللہ کی ملکیت اور ہم اس کی طرف ہی لوٹنے والے ہیں، انبیاء اللہ کے دشمنوں پر اللہ تعالٰی کی لعنت، اللہ تعالٰی کی رحمتیں اس کے انبیاء علیہم السلام پر اور برکتیں اور سلام۔ت)

ہر ۱ نبی کی تحقیر مطلقًا کفر قطعی ہے جس کی تفصیل سے شفاء شریف وشروح شفاء وسیف مسلول امام تقی الملۃ والدین سبکی وروضہ امام نووی و وجیز امام کردری واعلام امام حجرمکّی وغیرہا تصانیف ائمہ کرام کے دفتر گونج رہے ہیں نہ کہ ۲ نبی بھی کون نبی مرسل نہ کہ ۳ مرسل بھی کیسا ۴ مرسل اولوالعزم نہ کہ تحقیر بھی کتنی کہ مسمریزم کے سبب نور باطن نہ نور ۵ باطن بلکہ دینی استقامت نہ ۶ دینی استقامت بلکہ نفس توحید میں ۷ کم درجہ بلکہ ناکام رہے اس ملعون قول **لعن اللہ قائلہ وقابلہ** (اسے کہنے والے اور قبول کرنے والے پر اللہ کی لعنت) نے اولوالعزمی ورسالت و نبوت درکنار اس عبداللہ و کلمۃ اللہ و روح اللہ علیہ وصلوٰۃ اللہ وسلام و تحیات اللہ کے نفس ایمان میں کلام کردیا اس کا جواب ہمارے ہاتھ میں کیا ہے سوا اس کے کہ:

"اِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِيْنًا ۝" [3]	بیشک جو لوگ ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو ان پر اللہ نے لعنت کی دنیا وآخرت میں اور ان کے لئے تیار کر رکھا ہے ذلّت کا عذاب۔

---

[1] القرآن الکریم ۲/ ۲۵۳

[2] ازالہ اوہام ریاض الہند امرتسر، بھارت ص ۱۱۶

[3] القرآن الکریم ۳۳/ ۵۷

کفر دہم: ازالہ صفحہ ۶۲۹ پر لکھتا ہے: ایک زمانے میں چار سو نبیوں کی پیشگوئی غلط عـــہ ہوئی اور وہ جھوٹے۔[1] یہ صراحۃً انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسّلام کی تکذیب ہے عام اقوام کفار لعنہم اللہ کا کفر حضرت عزت عزّجلالہ نے یوں ہی تو بیان فرمایا:

"كَذَّبَتْ قَوْمُ نُوْحِ ﹰالْمُرْسَلِيْنَ ۚ﴿۱۰۵﴾"[2] "كَذَّبَتْ عَادُ ﹰالْمُرْسَلِيْنَ ۚ﴿۱۲۳﴾"[3] "كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ الْمُرْسَلِيْنَ ۚ﴿۱۴۱﴾"[4] "كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوْطِ ﹰالْمُرْسَلِيْنَ ۚ﴿۱۶۰﴾"[5] "كَذَّبَ اَصْحٰبُ لْــَٔيْكَةِ الْمُرْسَلِيْنَ ۚ﴿۱۷۶﴾"[6]	(نوح کی قوم نے پیغمبروں کو جھٹلایا، عاد نے رسولوں کو جھٹلایا، ثمود نے رسولوں کو جھٹلایا، لوط کی قوم نے رسولوں کو جھٹلایا، بَن والوں نے رسولوں کو جھٹلایا۔ت)

ائمہ کرام فرماتے ہیں، جو نبی پر اس کی لائی ہوئی بات میں کذب جائز ہی مانے اگرچہ وقوع نہ جانے باجماع کفر ہے نہ کہ معاذ اللہ چار سو انبیاء کا اپنے اخبار بالغیب میں کہ وہ ضرور اللہ ہی کی طرف سے ہوتا ہے۔ واقع میں جھوٹا ہو جانا، شفا شریف میں ہے:

من دان بالوحدانية وصحة النبوة و نبوة بنبينا صلى الله تعالٰى عليه وسلم و لكن جوز على الانبياء الكذب فيما اتوا به ادعى فى ذٰلك المصلحة بزعمه اولم يدعها فهو كافر باجماع[7]	یعنی جو اللہ تعالٰی کی وحدانیت نبوّت کی حقانیت ہمارے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم کی نبوت کا اعتقاد رکھتا ہو بایں ہمہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام پر انکی باتوں میں کذب جائز مانے خواہ بزعم خود اس میں کسی مصلحت کا ادعا کرے یا نہ کرے ہر طرح بالاتفاق کافر ہے۔

عـــہ: یہ اس کی پیش بندی ہے کہ یہ کذّاب اپنی بڑ میں ہمیشہ پیشگوئیاں ہانکتا رہتا ہے اور بعنایت الٰہی وہ آئے دن جھوٹی پڑا کرتی ہیں تو یہاں یہ بتانا چاہتا ہے کہ پیشگوئی غلط پڑی کچھ شان نبوت کے خلاف نہیں معاذ اللہ اگلے انبیاء میں بھی ایسا ہوتا ہے۔ (ا یمنم بر علم)

---

[1] ازالہ اوہام ریاض الھند امر تسر بھارت ص ۲۳۴
[2] القرآن الکریم ۲۶/ ۱۰۵
[3] القرآن الکریم ۲۶/ ۱۲۳
[4] القرآن الکریم ۲۶/ ۱۴۱
[5] القرآن الکریم ۲۶/ ۱۶۰
[6] القرآن الکریم ۲۶/ ۱۷۶
[7] الشفا بتعریف حقوق المصطفٰی فصل فی بیان ما ھو من المقالات مکتبہ شرکۃ صحافیہ فی بلاد العثمانیہ ۲/ ۲۶۹

ظالم نے چار سو کہہ کر گمان کیا کہ اس نے باقی انبیاء کو تکذیب سے بچالیا حالانکہ یہی آیتیں جو ابھی تلاوت کی گئی ہیں شہادت دے رہی ہیں کہ اس نے آدم نبی اللہ سے محمد رسول اللہ تک تمام انبیائے کرام علیہم افضل الصلوۃ والسلام کو کاذب کہہ دیا کہ ایک رسول کی تکذیب تمام مرسلین کی تکذیب ہے۔
دیکھو قوم نوح وہود وصالح ولوط وشعیب علیہم الصلوۃ والسلام نے اپنے ایک ہی نبی کی تکذیب کی تھی مگر قرآن نے فرمایا: قوم نوح نے سب رسولوں کی تکذیب کی، عاد نے کل پیغمبروں کو جھٹلایا، ثمود نے جمیع انبیاء کو کاذب کہا، قوم لوط نے تمام رسل کو جھوٹا بتایا، ایکہ والوں نے سارے نبیوں کو دروغ گو کہا، یونہی واللہ اس قائل نے نہ صرف چار سو بلکہ جملہ انبیاء و مرسلین کو کذاب مانا۔

فلعن اللہ من کذب احدا من انبیائه وصلی اللہ تعالٰی علٰی انبیائه ورسله والمؤمنین بھم اجمعین، وجعلنا منھم وحشرنا فیھم وادخلنا معھم دار النعیم بجاھھم عندہ وبرحمته بھم ورحمتھم بنا انه ارحم الراحمین والحمد للہ رب العٰلمین۔	(اللہ تعالٰی کے کسی نبی کو جھوٹا کہنے والے پر اللہ تعالٰی کی لعنت اور اللہ تعالٰی اپنے انبیاء ورسولوں پر اور ان کے وسیلہ سے تمام مومنین پر رحمت فرمائے اور ہمیں ان میں بنائے، ان کے ساتھ حشر اور ان کے ساتھ جنت میں داخل فرمائے، ان کی اپنے ہاں وجاہت اور ان پر اپنی رحمت اور انکی ہم پر رحمت کے سبب وہ برحق بڑا رحیم ورحمٰن ہے سب حمدیں اللہ تعالٰی کے لئے جو سب جہانوں کا رب ہے۔ت)

طبرانی معجم کبیر میں وَبَر حنفی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

انیّ اشھد عدد تراب الدنیا ان مسیلمة کذّاب[1]	بیشک میں ذرّہ ہائے خاک تمام دنیا کے برابر گواہیاں دیتا ہوں کہ مسیلمہ (جس نے زمانہ اقدس میں ادعائے نبوت کیا تھا) کذاب ہے۔

وانا اشھد معك یارسول اللہ (یارسول اللہ! میں بھی آپ کے ساتھ گواہی دیتا ہوں) اور محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی بارگاہ عالم پناہ کا یہ ادنٰی کتا بعدد دانہائے ریگ وستارہائے آسمان گواہی دیتا ہے اور میرے ساتھ تمام ملائکہ سمٰوٰت وارض وحاملانِ عرش گواہ ہیں اور خود عرش عظیم کا مالک گواہ ہے "وَ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِیْدًا ﴿۲۸﴾"[2] (اور اللہ کافی ہے گواہ۔ت) کہ ان اقوال مذکورہ کا قائل بیباک کافر مرتد ناپاک ہے۔

[1] المعجم الکبیر حدیث ۴۱۲ از وبر بن مشھر الحنفی المکتبه الفیصلیه بیروت ۲۲/ ۱۵۴
[2] القران الکریم ۴۸/ ۲۸

اگر یہ عـــہ اقوال مرزا کی تحریروں میں اسی طرح ہیں تو واللہ واللہ وہ یقیناً کافر اور جو اس کے ان اقوال یا ان کے امثال پر مطلع ہو کر اسے کافر نہ کہے وہ بھی کافر، ندوہ مخذولہ اور اس کے ارا کین کہ صرف طوطے کی طرح کلمہ گوئی پر مدارِ اسلام رکھتے اور تمام بددینوں گمراہوں کو حق پر جانتے، خدا کو سب سے یکساں راضی مانتے، سب مسلمانوں پر مذہب سے لادعوے دینا لازم کرتے ہیں جیسا کہ ندوہ کی روداد اوّل و دوم ورسالہ اتفاق وغیرہا میں مصرح ہے ان اقوال پر بھی اپنا وہی قاعدہ ملعونہ مجرد کلمہ گوئی نیچریت کا اعلیٰ نمونہ جاری رکھیں اس کی تکفیر میں چون وچرا کریں تو وہ بھی کافر، وہ ارا کین بھی کفار، مرزا کے پیرو اگرچہ خود ان اقوال انجس الابوال کے معتقد نہ بھی ہوں مگر جب کہ صریح کفر وکھلے ارتداد دیکھتے سنتے پھر مرزا کو امام و پیشوا و مقبول خدا کہتے ہیں قطعاً یقیناً سب مرتد ہیں سب مستحقِ نار۔ شفاء شریف میں ہے:

نکفر من لم یکفر من دان بغیر ملة المسلمین من الملل اووقف فیھم اوشک[1]	یعنی ہم ہر اس شخص کو کافر کہتے ہیں جو کافر کو کافر نہ کہے یا اسکی تکفیر میں توقف کرے یا شک رکھے۔

شفاء شریف نیز فتاوٰی بزازیہ ودرر وغرر وفتاوٰی خیریہ ودرمختار ومجمع الانہر وغیرہا میں ہے:

من شك فی کفرہ وعذابه فقد کفر[2]۔	جو اس کے کفر و عذاب میں شک کرے یقیناً خود کافر ہے۔ (ت)

اور جو شخص باوصف کلمہ گوئی وادعائے اسلام، کفر کرے وہ کافروں کی سب سے بدتر قسم مرتد کے حکم میں ہے، ہدایہ و درمختار وعالمگیری وغرر وملتقی الابحر ومجمع الانہر وغیرہا میں ہے:

صاحب الھوٰی ان کان یکفر فھو بمنزلة المرتد[3]	(بدعتی اگر کفر کرے تو وہ مرتد کے حکم میں ہے۔ت)

فتاوٰی ظہیریہ وطریقہ محمدیہ وحدیقہ ندیہ وبرجندی شرح نقایہ وفتاوٰی ہندیہ میں ہے:

عـــہ: یہ اقوال دوسرے کے منقول تھے اس فتوے کے بعد مرزا کی بعض نئی تحریریں خود نظر سے گزریں جن میں قطعی کفر بھرے ہیں بلاشبہ وہ یقیناً کافر مرتد ہے ۱۲۔

---

[1] الشفا بتعریف حقوق المصطفٰی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فصل فی بیان ماھو من المقالات مکتبہ شرکۃ صحافیہ فی البلاد العثمانیہ ۲/ ۲۵

[2] درمختار باب المرتد مطبع مجتبائی دہلی، ۱/ ۳۵۶

[3] درمختار فصل فی وصایا الذمی وغیرہ مطبع مجتبائی دہلی، ۲/ ۳۳۳

هٰؤلاء القوم خارجون عن ملّة الاسلام واحکامهم احکام المرتدین[1]	یہ لوگ دین اسلام سے خارج ہیں اور انکے احکام بعینہٖ مرتدین کے احکام ہیں۔

اور شوہر کے کفر کرتے ہی عورت نکاح سے فوراً نکل جاتی ہے، اب اگر بے اسلام لائے اپنے اس قول ومذہب سے بغیر توبہ کئے یا بعد اسلام وتوبہ عورت سے بغیر نکاح جدید کئے اس سے قربت کرے زنائے محض ہو جو اولاد ہو یقینا ولدالزنا ہو، یہ احکام سب ظاہر اور تمام کتب میں دائر وسائر ہیں۔

فی الدر المختار عن غنیة ذوی الاحکام مایکون کفرا اتفاقا یبطل العمل والنکاح واولادہ اولاد زنا[2]	در مختار میں غنیۃ ذوی الاحکام سے منقول ہے جو بالاتفاق کفر ہو وہ عمل، نکاح کو باطل کردیتا ہے اسکی اولاد ولد الزنا ہے۔

اور عورت کا کل مہر اس کے ذمّہ عائد ہونے میں بھی شک نہیں جب کہ خلوت صحیحہ ہوچکی ہو کہ ارتداد کسی دَین کو ساقط نہیں کرتا۔

فی التنویر وارث کسب اسلامه وارثه المسلم بعد قضاء دین اسلامه وکسب ردته فی بعد قضاء دین ردته[3]	تنویر میں ہے قرضہ کی ادائیگی کے بعد اس کے اسلامی وقت کی کمائی کا وارث مسلمان ہے اور اس کے ارتدادی دور کی کمائی بیت المال میں جمع ہوگی۔

اور معجّل تو فی الحال آپ ہی واجب الادا ہے، رہا مؤجل، وہ ہنوز اپنی اجل پر رہے گا، مگر یہ کہ مرتد بحال ارتداد ہی مرجائے یا دارالحرب کو چلا جائے اور حاکم شرع حکم فرمادے کہ وہ دارالحرب سے ملحق ہوگیا اس وقت مؤجل بھی فی الحال واجب الادا ہوجائے گا اگرچہ اجل موعود میں دس بیس برس باقی ہوں۔

فی الدر ان حکم القاضی بلحاقه حل دینه[4] فی رد المحتار لانه باللحاق صار من اهل الحرب وهم اموات فی حق احکام الاسلام فصار کالموت، الا	(درمختار میں ہے کہ اگر قاضی نے مرتد کو دارالحرب سے ملحق ہونے کا فیصلہ دے دیا تو اس کا دَین لوگوں کو حلال ہے، ردالمحتار میں ہے کیونکہ دارالحرب سے لاحق ہونے پر حربی ہوگیا اور حربی اسلام کے احکام میں مُردوں

[1] فتاوٰی ہندیہ الباب التاسع فی احکام المرتدین نورانی کتب خانہ پشاور ۲/ ۲۶۴
[2] درمختار باب المرتد مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۳۵۹
[3] درمختار باب المرتد مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۳۵۹
[4] درمختار باب المرتد مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۳۵۹

انه لا یستقر لحاقه الا بالقضاء لاحتمال العود، واذا تقرر موته تثبت الاحکام المتعلقة به کما ذکر نهر [1]	کی طرح ہوتے ہیں مگر اس کا طوق قاضی کے فیصلہ پر دائمی قرار پائے گا کیونکہ قبل ازیں اس کے واپس دارالاسلام آنے کا احتمال ہے، تو جب اس کی موت ثابت ہوگئی تو موت سے متعلقہ تمام احکام نافذ ہوجائیں گے جیسا کہ نہر نے ذکر کیا۔ ت)

اولاد صغار ضرور اس کے قبضے سے نکال لی جائے گی،

حذرا علی دینهم الاتری انهم صرحوا بنزع الولد من الام الشفیقة المسلمة ان کانت فاسقة والولد یعقل یخشی علیه التخلق بسیرها الذمیة فما ظنك بالاب المرتد والعیاذ بالله تعالٰی قال فی ردالمحتار الفاجرة بمنزلة الکتابیة فان الولد یبقی عندها الی ان یعقل الادیان کما سیاتی خوفا علیه من تعلمه منها ما تفعله فکذا الفاجرة [2] الخ وانت تعلم الولد لا یحضنه الاب الا بعد ما بلغ سبعا او تسعا وذلك عمر العقل قطعا فیحرم الدفع الیه ویجب النزع منه وانما احوجنا الی هذا لان الملك لیس بید الاسلام والا عــه فالسلطان این یبقی	نابالغ بچوں کے دین کے خطرے کی وجہ سے، کیا آپ نے نہ دیکھا کہ فقہاء نے مسلمان شفیق ماں اگر فاسقہ ہو تو اس سے بچے کو الگ کرنے کی تصریح کی ہے بچے کے سمجھدار ہونے پر اس کی ماں کے بُرے اخلاق سے متاثر ہونے کے خوف کی وجہ سے، تو مرتد باپ کے بارے میں تیرا کیا گمان ہوگا، والعیاذ باللہ تعالٰی، ردالمحتار میں فرمایا کہ فاجر عورت اہلِ کتاب عورت کے حکم میں ہے کہ اس کے پاس بچہ صرف اس وقت تک رہے گا جب تک دین سمجھنے نہ پائے جیسا کہ بیان ہوگا، اس خوف سے کہ کہیں بچہ اس کے اعمال سے متاثر نہ ہوجائے، تو فاجرہ عورت کا بھی یہی حکم ہے الخ، اور تجھے علم ہے کہ والد بچے کو سات یا نو سال کے بعد ہی اپنی پرورش میں لیتا ہے اور یہ سمجھ کی عمر ہے لہٰذا بچے کو اس کے سپرد کرنا حرام ہے اور اس سے الگ کرلینا ضروری ہے اور

عــه: فان سلطان الاسلام مامور بقتله لایجوز له ابقاؤه بعد ثلثة ایام ۱۲ منه	کیونکہ اسلامی حکمران کو مرتد کے قتل کا حکم ہے تو اسے جائز نہیں کہ مرتد کو تین دن کے بعد باقی رکھے۔ ۱۲ منہ

[1] ردالمحتار باب المرتد دار احیاء التراث العربی بیروت ۳/ ۳۰۰

[2] ردالمحتار باب الحضانة دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/ ۶۳۴

المرتد حتی یبحث عن حضانته الاتری الیٰ قولهم لا حضانة لمرتدة لانها تضرب وتحبس کالیوم فانی تتفرغ للحضانة فاذا کان هذا فی المحبوس فما ظنك بالمقتول ولکن انا لله وانا الیه راجعون ولا حول ولا قوة الا بالله العلی العظیم۔	ہم نے یہ ضرورت اس لئے محسوس کی کہ یہ ملک مسلمان کے اختیار میں نہیں ورنہ اسلامی حکمران مرتد کو کب چھوڑے گا کہ مرتد کی پرورش کا مسئلہ زیر بحث آئے، آپ نے غور نہیں کیا کہ فقہاء کا ارشاد ہے کہ مرتدہ کو حق پرورش نہیں ہے کیونکہ وہ قید میں سزا یافتہ ہوگی جیسا کہ آج ہے لہٰذا وہ پرورش کرنے کی فرصت کہاں پاسکتی ہے تو یہ حکم قیدی کے متعلق ہے تو مقتول مرتد کے متعلق تیرا کیا گمان ہوسکتا ہے، لیکن ہم اللہ تعالٰی کا مال اور ہم اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔ولا حول ولا قوۃ الاّ باللہ العلی العظیم۔ت

مگر ان کے نفس یا مال میں بدعوے ولایت اس کے تصرفات موقوف رہیں گے اگر پھر اسلام لے آیا اور اس مذہب ملعون سے توبہ کی تو وہ تصرف سب صحیح ہوجائیں گے اور اگر مرتد ہی مرگیا یا دارالحرب کو چلا گیا تو باطل ہوجائیں گے،

فی الدر المختار یبطل منه اتفاقا ما یعتمد الملة وهی خمس النکاح والذبیحة والصید والشهادة والارث و یتوقف منه اتفاقا ما یعتمد المساواة وهو المفاوضة، او ولایة متعدیة وهوالتصرف علی ولده الصغیر، ان اسلم نفذ وان هلك اولحق بدارالحرب وحکم بلحاقه بطل[1] اھ مختصرا، نسأل الله الثبات علی الایمان وحسبنا الله ونعم الوکیل وعلیه التکلان ولا حول ولا قوة الاّ بالله العلی العظیم وصلی الله تعالیٰ علی سیدنا ومولانا محمد وٰاله وصحبه اجمعین، اٰمین	(درمختار میں ہے مرتد کے وہ تمام امور بالاتفاق باطل ہیں جن کا تعلق دین سے ہو اور وہ پانچ امور ہیں: نکاح، ذبیحہ، شکار، گواہی اور وراثت، اور وہ امور بالاتفاق موقوف قرار پائیں گے جو مساوات عمل مثلاً لین دین اور کسی پر ولایت اور یہ نابالغ اولاد کے بارے میں تصرفات ہیں، اگر وہ دوبارہ مسلمان ہوگیا تو موقوف امور نافذ ہوجائیں گے، اور اگر وہ ارتداد میں مرگیا یا دارالحرب پہنچ گیا اور قاضی نے اس کے طوق کا فیصلہ دے دیا تو وہ امور باطل ہوجائیں گے، اھ مختصراً، ہم اللہ تعالٰی سے ایمان پر ثابت قدمی کے لئے دعا گو ہیں، ہمیں اللہ تعالٰی کافی ہے اور وہ اچھا وکیل ہے اور اس پر ہی بھروسا ہے، لاحول

[1] درمختار، باب المرتد، مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۳۵۹

واللہ تعالٰی اعلم۔	ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم، وصلی اللہ تعالٰی علٰی سیدنا و مولانا محمد و آلہ وصحبہ اجمعین، آمین۔ واللہ تعالٰی اعلم۔ (ت)

محمد وصی احمد　　عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی عبد المصطفٰی

ناصر دین　　احمد رضا خاں عفی عنہ بمحمدن المصطفٰی النبی الامّی

محمدی سُنّی حنفی قادری

صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم

رسالہ

قھرالدّیان علٰی مرتدٍّ بقادیان ۱۳۲۳ھ

(قادیانی مرتد پر قہر خداوندی)

الحمدﷲ وکفٰی، سمع اﷲ لمن دعا، لیس وراء اﷲ منتھٰی، ان ربی لطیف لما یشاء، صلوات العلی الاعلٰی، وتسلیماتہ المنزھۃ عن الانتھاء، وبرکاتہ التی تنمی وتنمٰی، علٰی خاتم النبیین جمیعا، فمن تنبّأ بعدہ تامّا اوناقصا فقد کفر وغوٰی، اﷲ اکبر علٰی من عاث وعتا، ومرد وعطٰی، وفی ھوۃ ھواہ ھوٰی، اللھم اجرنا من ان نذل ونخزٰی، او نزلّ ونشقٰی، ربنا وانصرنا بنصرك علٰی من طغٰی وبغٰی،	تمام تعریفیں اللہ تعالٰی کے لئے، دعا کرنے والے کیلئے کفایت فرماتا اور سنتا ہے، اللہ تعالٰی کے بغیر کو منتہٰی نہیں بیشک میرا رب جس پر چاہے لطف فرماتا ہے، اللہ تعالٰی کی صلوٰتیں، تسلیمات اور برکتیں جو بڑھتی ہیں اور انتہا سے پاک ہیں تمام انبیاء کے خاتم پر، تو جو آپ کے بعد تام یا ناقص نبوت کا مدعی ہوا تو وہ کافر ہوا اور گمراہ، اللہ تعالٰی ہر سرکش، باغی، کھلے نافرمان اور اپنی خواہش کے گڑھے میں گرنے والے پر غالب و بلند ہے، اے باری تعالٰی! ہمیں ذلّت، رسوائی، پھسلنے اور بدبختی سے محفوظ فرما۔ یا اللہ! ہماری اپنی خاص مدد فرما ہر باغی اور سرکش اور

وضل واضل عن سبیل الاھتداء، صل علی المولٰی واٰلہ وصحبہ ابدا ابدا، واشھد ان لا الٰہ الّا اللّٰہ وحدہ لا شریك لہ احدا صمدا، وان محمدا عبدہ ورسولہ بالحق ودین الھدٰی، صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وعلٰی اٰلہ و صحبہ دائماسرمدا۔	جو بھی گمراہ ہو اور گمراہ کرتا ہو سیدھے طریقے سے ان سب کے خلاف۔اور رحمت نازل فرما ہمارے آقا پر اور ان کی آل واصحاب پر ہمیشہ ہمیشہ،اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی برحق معبود نہیں،وہ وحدہ لاشریک احد صمد ہے اور یہ کہ محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اس کے خاص بندے اور برحق رسول ہیں اور اس کا دین ہدایت ہے۔اللہ تعالٰی کی رحمت نازل ہو ان پر اور ان کے آل واصحاب پر دائمی۔ت

اللہ اکبر علٰی من عتاوتکبر

(اللہ تعالٰی ہر سرکش اور متکبر پر غالب وبلند ہے۔ت)

مدّتے ایں مثنوی تاخیر شُد مُہلتے بایست تاخُوں شیر شد

(اس مثنوی کو ایک مدّت تاخیر ہوئی،خون کے دودھ بننے کے لئے مدت چاہیے۔ت)

اللہ عزوجل اپنے دین کا ناصر،اپنے بندوں کا کفیل،**وحسبنا اللّٰہ ونعم الوکیل**،رسالہ ماہواری رَدِّ قادیانی کی ابتداء حکمتِ الٰہیہ نے اس وقت پر رکھی تھی کہ یہاں دوچار جاہلان محض اس کے مرید ہوآئے،مسلمانوں نے حسب حکم شرع شریف ان سے میل جول،ارتباط،سلام،کلام یک لخت ترک کردیا۔دین میں فساد،مسلمانوں میں فتنہ پیدا کرنے والوں نے یہ "اَلْعَذَابِ الْاَدْنٰی دُوْنَ الْعَذَابِ الْاَکْبَرِ"[1] (بڑے عذاب سے قبل دنیاوی چھوٹا عذاب چکھا) مسلمانوں پر حملے میں اپنی چلتی میں کوئی گئی نہ کی،بس نہ چلا تو متواتر عرضیاں دیں کہ ہمارا پانی بند ہے،ہم پر زندگی تلخ ہے،بیدار مغز حکومت ایسی لغویات کو کب سنتی،ہر بار جواب ملا کہ مذہبی امور میں دست اندازی نہ ہوگی،سائلان آپ اپنا انتظام کریں،آخر بحکم آنکہ

ع دست بگیرد سرِ شمشیر تیز

(تیز تلوار کا سرا ہاتھ میں پکڑا۔ت)

ایک بے قید پرچے روہیل کھنڈ گزٹ میں اشتہار چھاپا کہ عمائدِ شہر اگر علمائے طرفین سے مناظرہ کرائیں اور وہ

---

[1] القرآن الکریم ۳۲/ ۲۱

بھی اس شرط پر کہ دونوں طرف سے خود وہی منتظم رہیں تو ہمیں اطلاع دیں کہ ہم بھی مرزائی ملانوں کو بلالیں اور اس میں علمائے اہلسنّت کی شان میں کوئی دقیقہ بدزبانی واکاذیب بہتانی وکلماتِ شیطانی کا اٹھانہ رکھا، یہ حرکت نہ فقط ان بے علم بے فہم مرزائیوں بلکہ بعونہ تعالٰی خود مرزا کے حق میں **کالباحث عن حتفه بظلفه** (اس کی طرح جو اپنی موت اپنے کُھر سے کرید کر نکالے۔ت) سے کم نہ تھی۔

ست بازو بجہل میفگند　　　پنجہ با مردِ آہنیں چنگال

(ہر فاہم وجاہل کو چھیڑا، آہنی پنجے والے مرد سے پنجہ آزمائی کی۔ت)

مگر از انجاکہ "**عَسٰۤى اَنْ تَكْرَهُوْا شَیْــٴًـا وَّ هُوَ خَیْرٌ لَّكُمْ**"[1]۔ قریب ہے کہ تم ناگوار سمجھوگے بعض چیزیں اور وہ تمہارے لئے بہتر ہوں گی۔ت)

ع خدا شرّے برانگیزد کہ خیر ما دراں باشد

(اللہ تعالٰی ایسا شر لاتا ہے جس میں ہماری خیر ہو۔ت)

یہ ایک غیبی تحریک خیر ہوگئی جس نے اس ارادہ رسالہ کی سلسلہ جنبانی فرمادی، اشتہار کا جواب اشتہاروں سے دیا گیا۔ مناظرہ کے لئے ابکار افکار مرزا قادیانی کو پیام دیا، اس کے ہولناک اقوال ادّعائے رسالت ونبوت وافضلیت من الانبیاء وغیرہا کفر وضلال کا خاکہ اڑایا، گالیوں کے جواب میں گالی سے قطعی احتراز کیا، صرف اتنا دکھا دیا کہ تمہاری آج کی گالی نرالی نہیں، قادیانی تو ہمیشہ سے اللہ ورسول وانبیائے سابقین وائمہ دین سب کو گالیاں سناتا رہا ہے، ہر عبارت اس کی کتابوں سے بحوالہ صفحہ مذکور ہوئی، مضمون کثیر تھا، متعدد پرچوں میں اشاعت منظور ہوئی، "ہدایت نوری بجواب اطلاع ضروری" نام رکھا گیا، اس میں دعوتِ مناظرہ، شرائط مناظرہ، طریق مناظرہ، مبادی مناظرہ سب کچھ موجود ہے۔ اس مختصر تحریر نے اپنی سلک منیر میں متعدد سلاسل لئے، سلسلہ دشنام ہائے قادیانی بر حضرتِ ربّانی ورسولانِ رحمانی ومحبوبانِ یزدانی، سلسلہ کفریات وضلالاتِ قادیانی، سلسلہ تناقضات وتہافتات قادیانی، سلسلہ دجّالی وتلبیساتِ قادیانی، سلسلہ جہالات وبطالاتِ قادیانی، سلسلہ تاصیلات، سلسلہ سوالات اور واقعی وقتی ضرورات مختلف مضامین پر کلام کی مقتضی ہوتی ہیں اور اس کے اکثر رسائل الٹ پھیر کر انہیں ڈھاک کے تین پات کے حامل، لہٰذا ہر رسالے کے جداگانہ رو سے انہیں سلاسل کا انتظام احسن واولٰی۔

اب بعونہٖ تعالٰی اسی ہدایت نوری سے ابتدائے رسالہ ہے اور مولٰی تعالٰی مدد فرمانے والا ہے، اس کے

---

[1] القرآن الکریم ۲/ ۲۱۶

بعد وقتاً فوقتاً رسائل و مضامین میں حسبِ حاجت اندراج گزین مناسب، کہ جو کلام جس سلسلے کے متعلق آتا جائے بہ شمار سلسلہ اسی کی سلک میں انسلاک پائے جو نیا کلام اس سلاسل سے جدا شروع ہو اس کے لئے تازہ سلسلہ موضوع ہو۔اعتراضات کے تازیانے جن کا شمار خدا جانے اوّل تا آخر ایک سلسلہ میں منضود اور ہر اعتراض حاشیہ پر تازیانہ یا اس کی علامت "ت" لکھ کر جُدا معدود۔

مسلمانوں سے تو بفضلہٖ تعالٰی یقینی امید مدد و موافقت ہے، مرزائی بھی اگر تعصّب چھوڑ کر خوف خدا اور روز جزاء سامنے رکھ کر دیکھیں تو بعونہٖ تعالٰی امید ہدایت ہے وما توفیقی الاّ باللّٰہ علیہ توکّلت والیہ انیب وصلی اللّٰہ تعالٰی علٰی سیدنا محمد واٰلہٖ وصحبہ انہ ھو القریب المجیب۔

ہدایت نوری بجواب اطلاع ضروری

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم ط

نحمدہ ونصلی علٰی رسولہ الکریم خاتم النبیین واٰلہ وصحبہ اجمعین ط

اس میں قادیانی کو دعوتِ مناظرہ اور اس کے بعض سخت ہولناک اقوال کا تذکرہ ہے۔

اللّٰہ عزوجل مسلمانوں کو دین حق پر استقامت اور اعدائے دین پر فتح و نصرت بخشے، آمین!

روہیل کھنڈ گزٹ مطبوعہ یکم جولائی ۱۹۰۵ء فقیر غفرلہ میں تصور حسین نیچے بند کے نام سے ایک مضمون بعنوان "اطلاع ضروری" نظر سے گزرا جس میں اوّلاً علمائے اہلسنّت نصرھم اللّٰہ تعالٰی پر سخت زبان درازی وافتراء پردازی کی ہے، کوئی دقیقہ توہین کا باقی نہ رکھا اور آخر میں عمائدِ شہر کو ترغیب دی ہے کہ علمائے طرفین میں مناظرہ کرادیں کہ حق جس طرف ہو ظاہر ہو جائے

ہر ذی عقل جانتا ہے کہ نیچے بند صاحب جیسے بے علم فاضل، کیا کلام وخطاب کے قابل، بلکہ فوج کی اگاڑی آندھی کی پچھاڑی مشہور ہے، جس فوج کی یہ اگاڑی یہ ہراوّل، اس کی پچھاڑی معلوم از اوّل، مگر اپنے دینی بھائیوں سے دفعِ فتنہ لازم، لہٰذا دونوں باتوں کے جواب کو یہ ہدایت نوری دو عدد پر منقسم، آئندہ حسبِ حاجت اس کے شمار کا اللّٰہ عالم (پہلے عدد میں) ان گالیوں کا جوابِ متین جو علمائے اہلسنّت کو دی گئیں۔

پیارے بھائیو! عزیز مسلمانو! کیا یہ خیال کرتے ہو کہ ہم گالیوں کا جواب گالیاں دیں؟ حاشاللّٰہ ہر گز نہیں بلکہ ان دل کے مریضوں اور ان کے ساختہ مسیح مرزا قادیانی کو گالی کے جواب میں یہ دکھائیں گے، ان کی آنکھیں صرف اتنا دکھا کر کھولیں گے کہ شُستہ دہنو! تمہاری گندی گالی تو آج کی نئی نرالی نہیں، قادیانی بہادر

ہمیشہ سے علماء وائمہ کو سڑی گالیاں دینے کا دھنی ہے، استغفر اللہ! علماء وائمہ کی کیا گنتی، وہ کون سی شدید خبیث ناپاک گالی ہے جو اس نے اللہ کے محبوبوں، اللہ کے رسولوں بلکہ خود اللہ واحد قہار کی شان میں اٹھار کھی ہے، یہ اطلاع ضروری کی پہلی بات کا جواب ہوا۔

(دوسرے عدد) میں بعونہ تعالٰی قادیانی مرزا کو دعوتِ مناظرہ ہے، اس میں شرائط مناظرہ مندرج ہیں اور نیز اس کا طریق مذکور ہے جو نہایت متین ومہذّب اور احتمالِ فتنہ سے یکسر دور ہے اس میں قادیانی کی طرح فریق مقابل پر شرائط میں کوئی سختی نہ رکھی گئی بلکہ قادیانی کی باگ ڈھیلی کی اور اس کی تنگی کھول دی گئی ہے، اس میں بحولہ تعالٰی شرائط کے ساتھ مبادی بھی ہیں جو کمال تہذیب ومتانت سے ضلالتِ ضال کے کاشف اور مناظرہ حسنہ کے بادی بھی ہیں۔

ایک مُدعی وحی کو لازم کہ اپنے وحی کنندوں کو جو رات دن اس پر اترتے رہتے ہیں جمع کر رکھے اور اپنی حال کی اور پچھلی قوت سب حق کا وار سہارنے کے لئے ملا لے۔ ہاں ہاں قادیانی کو تیار ہورہنا چاہیے اس سخت وقت کے لئے جب واحد قہار اپنی مدد مسلمانوں کے لئے نازل فرمائے گا اور جھوٹی مسیحی جھوٹی وحی کا سب جال پیچ بعونہ کھل جائے گا۔

وما ذٰلك على الله بعزيز لقد عز نصر من قال وقوله الحق ان جندنا لهم الغٰلبون ولن يجعل الله للكٰفرين على المؤمنين سبيلا والحمد لله ربّ العٰلمين۔	(اور یہ اللہ تعالٰی پر گراں نہیں، اس ذات کی مدد غالب جس نے فرمایا اور اس کا فرمان برحق ہے کہ ہمارا تیار کردہ لشکر ہی ان پر غالب رہے گا، اور اللہ تعالٰی کافروں کو مومنوں پر ہرگزر اہ نہ دے گا، الحمد للہ رب العالمین۔ت)

یہ دوسرا عدد بحولہ تعالٰی اس کے متصل ہی آتا ہے، اب بعونہ تعالٰی پہلے عدد کا آغاز ہوتا ہے۔

وماتوفيقي الاّ بالله عليه توكلت واليه انيب۔	(اور مجھے صرف اللہ تعالٰی سے توفیق ہے اور اسی پر بھروسا ہے اور اسی کی طرف میرا لوٹنا ہے۔ت)

عددِ اوّل

اللہ کے محبوبوں، اللہ کے رسولوں حتّٰی کہ خود اللہ عزوجل پر قادیانی کی لچھے دار گالیاں

مسلمانو! اللہ تعالٰی تمہارا مالک ومولٰی تمہیں کفر وکافرین کے شر سے بچائے، قادیانی نے سب سے زیادہ اپنی گالیوں کا تختہ مشق رسول اللہ وکلمۃ اللہ وروح اللہ سیدنا عیسٰی بن مریم علیہما الصلوٰۃ والسّلام کو

بنایا ہے اور واقعی اسے اس کی ضرورت بھی تھی، وہ مثیل عیسٰی بلکہ نزول عیسٰی یا دوسرے لفظوں میں عیسٰی کا اتار بنا ہے، عیسٰی کے تمام اوصاف اپنے میں بتاتا ہے اور حقیقت دیکھئے تو مسیح صادق کی جمیع اوصاف حمیدہ سے اپنے آپ کو خالی اور اپنے تمام شنائع ذمیمہ سے اس پاک مبارک رسول کو منزّہ پاتا ہے لہٰذا ضرور ہوا کہ ان کے معجزات، ان کے کمالات سے یک لخت انکار اور اپنی تمام شنیع خصلتوں، ذمیم حالتوں کی ان پر بوچھاڑ کرے جب تو اتار بننا ٹھیک اترے۔ میں یہاں اس کی گالیاں جمع کروں تو دفتر ہو لہٰذا اس کی خروار سے مُشتِ نمونہ پیش نظر ہو۔

فصل اول

رسول اللہ عیسٰی بن مریم اور انکی ماں علیہما الصلوٰۃ والسلام پر قادیانی کا گالیاں

تازیانہ ۱ تا ۳ (۱): اعجاز احمدی ص ۱۳ پر صاف لکھ دیا کہ: "یہود عیسٰی کے بارے میں ایسے قوی اعتراض رکھتے ہیں کہ ہم بھی جواب میں حیران ہیں، بغیر اس کے کہ یہ کہہ دیں کہ ضرور عیسٰی نبی ہے کیونکہ قرآن نے اس کو نبی قرار دیا ہے اور کوئی دلیل ان کی نبوت پر قائم نہیں ہو سکتی بلکہ ابطالِ نبوت پر کئی دلائل قائم ہیں۔ یہاں عیسٰی کے ساتھ قرآن عظیم پر بھی جڑ دی کہ وہ ایسی باطل بات بتارہا ہے جس کے ابطال پر متعدد دلائل قائم ہیں"۔

ت ۴ و ۵۔ (۲): ایضًا ص ۲۴: "کبھی عــہ آپ کو شیطانی الہام بھی ہوتے تھے۔"

ت ۶۔ (۳): ایضًا ص ۲۴: "ان کی اکثر پیشگوئیاں غلطی سے پر ہیں۔" یہ بھی صراحۃً نبوت عیسٰی سے انکار ہے کیونکہ قادیانی خود اپنی ساختہ کشتی ص ۵ پر کہتا ہے: "ممکن نہیں کہ نبیوں کی پیشین گوئیاں ٹل جائیں۔"

ت ۷: نیز پیشگوئی لیکھرام آخر دافع الوساوس ص ۷ پر کہتا ہے: "کسی انسان کا اپنی پیشگوئی میں جھوٹا نکلنا تمام رسوائیوں سے بڑھ کر رسوائی ہے۔"

ت ۸: ضمیمہ انجام آتھم ص ۲۷ پر کہا: "کیا اس کے سوا کسی اور چیز کا نام ذلت ہے کہ جو کچھ اس نے کہا وہ پورا نہ ہوا۔"

ت ۹: اور کشتی ساختہ میں اپنی نسبت یوں لکھتا ہے ص ۶: "اگر کوئی تلاش کرتا کرتا مر بھی جائے تو ایسی کوئی

عــہ: یہ خود ان کا اپنا عقیدہ ہے بظاہر انجیل کے سر تھوپا ہے، خود اسے اپنے یہاں حدیث سے ثابت مانتا ہے۔ اس کا بیان ان شاء اللہ آگے آتا ہے۔

پیشگوئی جو میرے منہ سے نکلی ہو اسے نہیں ملے گی جس کی نسبت وہ کہہ سکتا ہو کہ خالی گئی۔" تو مطلب یہ ہوا کہ اس کے لئے تو بھاری عزت ہے اور سیدنا عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے وہ خواری و ذلّت ہے جس سے بڑھ کر کوئی رسوائی نہیں۔ الا لعنۃ اللہ علی الظّٰلمین۔

ت ۱۰ تا ۱۲ (۴): دافع البلاء ٹائیٹل پیج ص ۳: "ہم مسیح کو بیشک راستباز آدمی جانتے ہیں کہ اپنے زمانہ کے اکثر لوگوں سے البتہ اچھا تھا، واللہ اعلم، مگر وہ حقیقی منجی نہ تھا"۔

رسول اللہ اور وہ بھی ان پانچ مرسلین اولوالعزم سے کہ تمام رسولوں سے افضل ہیں یعنی ابراہیم و نوح و موسٰی و عیسٰی و محمد صلی اللہ علیہ وعلیہم وسلم اس کی صرف اتنی قدر ہے کہ ایک راستباز آدمی تھا جو ان کی خاک پا کے ادنٰی غلاموں کا بھی پورا وصف نہیں تو بات کیا، وہی کہ عیسٰی کی نبوّت باطل ہے فقط ایک نیک شخص تھا وہ بھی نہ ایسا کہ دوسرے کو نجات ملنے کا واقعی سبب ہو سکے بلکہ حقیقی نجات دہندہ نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم تھے، اور اب قادیانی ہے کہ اسی کے متصل کہتا ہے کہ "حقیقی منجی وہ ہے جو حجاز میں پیدا ہوا تھا اور اب آیا مگر بروز کے طور پر خاکسار غلام احمد از قادیان"۔

ت ۱۳۔ (۵): پھر یہاں تک تو عیسٰی کا ایک راستباز آدمی اور اپنے بہت اہل زمانہ سے اچھا ہونا یقینی تھا کہ بیشک اور البتہ کے ساتھ کہا، نوٹ میں چل کر وہ یقین بھی زائل ہوگیا، اسی صفحہ پر کہا "یہ ہمارا بیان محض نیک ظنّی کے طور پر ہے ورنہ ممکن ہے کہ عیسٰی کے وقت میں بعض راستباز اپنی راستبازی میں عیسٰی سے بھی اعلٰی ہوں۔" اے سبحٰن اللہ!

ایماں یقین شعار باید   حسنِ ظن تو چکار آید

(پختہ ایمان انسان کا شعار ہونا چاہیے صرف اچھا گمان تیرے کیا کام آئے گا۔ت)

ت ۱۴۔ (۶): پھر ساتھ لگے خدا کی شریعت بھی ناقص وہ تمام ہوگئی، اسی کے ص ۴ پر کہا "عیسٰی کوئی کامل شریعت نہ لائے تھے"۔

ت ۱۵ تا ۱۷۔ (۷): عیسٰی کی راستبازی پر شراب خوری اور انواع انواع بد اطواری کے داغ بھی لگ گئے، ایضا ص ۴۔ مسیح کی راستبازی اپنے زمانے میں دوسرے راستبازوں سے بڑھ کر ثابت نہیں ہوتی بلکہ یحیٰی کو اس پر ایک فضیلت ہے کیونکہ وہ (یعنی یحیٰی) شراب نہیں پیتا تھا اور کبھی نہ سنا کہ کسی فاحشہ عورت نے اپنی کمائی کے مال سے اس کے سر پر عطر ملا تھا یا ہاتھوں اور اپنے سر کے بالوں سے اس کے بدن کو چھوا تھا یا کوئی بے تعلق جوان عورت اس کی خدمت کرتی تھی، اسی وجہ سے قرآن میں یحیٰی کا نام حصور رکھا گیا مگر مسیح کا نہ رکھا کیونکہ ایسے قصّے اس نام کے رکھنے سے مانع تھے۔

ت۱۸تا۲۰۔(۸): اسی ملعون قصے کو اپنے رسالہ ضمیمہ انجام آتھم ص ۷ میں یوں لکھا: "آپ کا کنجریوں سے میلان اور صحبت بھی شاید اسی وجہ سے ہو کہ جدّی مناسبت درمیان ہے (یعنی عیسٰی بھی ایسوں ہی کی اولاد تھے) ورنہ کوئی پرہیزگار انسان ایک جوان کنجری کو یہ موقع نہیں دے سکتا کہ وہ اس کے سر پر اپنے ناپاک ہاتھ لگاوے اور زناکاری کی کمائی کا پلید عطر اس کے سر پر ملے اور اپنے بالوں کو اس کے پیروں پر ملے، سمجھنے والے سمجھ لیں کہ ایسا انسان کس چلن کا آدمی ہو سکتا ہے۔"

ت۲۱تا۳۶: اسی رسالہ ص ۴ سے ص ۸ تک مناظرہ کی آڑ لے کر خوب ہی جلے دل کے پھپھولے پھوڑے ہیں۔ اللہ عزوجل کے سچے مسیح عیسٰی بن مریم کو نادان[۹] اسرائیلی، شریر[۱۰]، مکار[۱۱]، بدعقل[۱۲]، زنا نے خیال والا[۱۳] فحش گو[۱۴]، بدزبان[۱۵]، کٹیل[۱۶]، جھوٹا[۱۷]، چور[۱۸]، علمی[۱۹] عملی[۲۰] قوت میں بہت کچا، خلل دماغ والا[۲۱]، گندی گالیاں دینے والا[۲۲]، بدقسمت[۲۳]، نرافریبی[۲۴]، پیرو شیطان[۲۵] وغیرہ وغیرہ خطاب اس قادیانی دجّال نے دیئے۔

ت ۳۷(۲۶): صاف لکھ دیا ص ۶ "حق بات یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ نہ ہوا۔"

ت۳۸(۲۷): "اس زمانے میں ایک تالاب سے بڑے بڑے نشان ظاہر ہوتے تھے، آپ سے کوئی معجزہ ہوا بھی ہو تو آپ کا نہیں اس تالاب کا ہے، آپ کے ہاتھ میں سوا مکروفریب کے کچھ نہ تھا۔"

ت۳۹و۴۰۔(۲۸): انتہاء یہ کہ ص ۷ پر لکھا: آپ کا خاندان بھی نہایت پاک و مطہر ہے، تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زناکار اور کسبی عورتیں تھیں جن کے خون سے آپ کا وجود ہوا۔ **انّا للہ وانّا الیہ راجعون**۔ خدائے قہار کا حلم کہ رسول اللہ کو بحیلہ وبے حیلہ[عہ] یہ ناپاک گالیاں دی جاتی ہیں اور آسمان نہیں پھٹتا۔ ان شدید ملعون گالیوں کے آگے ان لچھے دار شرافتوں کا کیا ذکر جو نیچربند صاحب نے علماء اہلسنّت کو دیں ان کا پیر تو نانی دادی تک کی دے چکا۔ **الا لعنۃ اللہ علی الظّٰلمین**۔

ت۴۱تا۴۴۔(۲۹): وہ پاک کنواری مریم صدیقہ کا بیٹا کلمۃ اللہ جسے اللہ نے بے باپ کے پیدا کیا نشان سارے جہان کے لئے۔ قادیانی نے اس کے لئے دادیاں بھی گنا دیں، اور ایک جگہ اس کا دادا بھی لکھا ہے اور اس کے حقیقی بھائی سگی بہنیں بھی لکھی ہیں، ظاہر ہے کہ دادا، دادی، حقیقی بہنیں، سگے بھائی اسی کے ہو سکتے ہیں جس کے لئے باپ ہو، جس کے نطفے سے وہ بنا ہو، پھر بے باپ کے پیدا ہونا کہاں رہا؟ یہ قرآن عظیم کی تکذیب اور طیبہ طاہرہ مریم کو سخت گالی ہے۔

ت۴۵: کشتی ساختہ ص ۱۶ پر لکھا: "مسیح تو مسیح ہیں اس کے چاروں بھائیوں کی بھی عزت کرتا ہوں۔ مسیح کی

عہ: خبیث حیلہ مناظرہ کا ہے اس کا رد عنقریب آتا ہے۔

دونوں ہمشیروں کو بھی مقدسہ سمجھتا ہوں"۔اور خود ہی اس کے نوٹ میں لکھا"یسوع مسیح کے چار بھائی اور دو بہنیں تھیں، یہ سب یسوع مسیح کے حقیقی بھائی اور حقیقی بہنیں تھیں یعنی یوسف اور مریم کی اولاد تھے۔"

ت۴۶: دیکھو کیسے کھلے لفظوں میں یوسف بڑھئی کو سیدنا عیسٰی کلمۃ اللہ کا باپ بنا دیا اور اس صریح کفر میں صرف ایک پادری کے لکھ جانے پر اعتماد کیا۔ہاں ہاں یقین جانو آسمانی قہر سے واحد قہار سے سخت لعنت پائے گا اور جو ایک پادری کی بے معنی زٹل سے قرآن کو رد کرتا ہے۔

ت۴۷۔(۳۰): نیز اسی دافع البلاء کے ص ۱۵ پر لکھا"خدا ایسے شخص (یعنی عیسٰی) کو کسی طرح دوبارہ دنیا میں نہیں لاسکتا جس کے پہلے فتنے نے ہی دنیا کو تباہ کر دیا۔" یہ ان گالیوں کے لحاظ سے عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایک ہلکی سی گالی ہے کہ اس کے فتنے نے دنیا تباہ کر دی مگر اس میں دو شدید گالیاں اور ہیں کہ ان شاء اللہ تعالٰی فصل سوم میں مذکور ہوں گی۔

ت۴۸(۳۱): اربعین نمبر ۲ ص ۱۳ پر لکھا"کامل مہدی نہ موسٰی تھا نہ عیسٰی۔ان مرسلین اولوالعزم کا کامل ہادی ہونا بالائے طاق، پورے مہدی بھی نہ ہوئے، اور کامل کون ہیں، جناب قادیانی۔"دیکھو اسی کا ص ۱۲ و ۱۳۔

ت۴۹ و۵۰(۳۲) مواہب الرحمٰن پر صاف لکھ دیا کہ عیسٰی یہودی تھا **لو قدر اللہ رجوع عیسی الذی ھو من الیھود لرجع العزۃ الی تلك الیوم** (اگر اللہ تعالٰی نے یہودی عیسٰی کا دوبارہ آنا مقدر کیا تو عزت اس دن لوٹ آئے گی۔) ت ظاہر ہے کہ یہودی مذہب کا نام ہے نہ کہ نسب کا، کیا مرزا کہ پارسیوں کی اولاد ہے مجوسی ہے۔

قادیانی نے حضرت عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تکفیر کر دی۔

ت۵۲(۳۳): حد یہ کہ عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تکفیر کر دی۔ مسلمانو! وہ اتنا احمق نہیں کہ صاف حرفوں میں لکھ دے عیسٰی کافر تھا بلکہ اس کے مقدمات متفرق کرکے لکھے، یہ تو شام سوم میں سن چکے کہ عیسٰی کی سخت رسوائیاں ہوئیں، اور کشتی ساختہ ص ۱۸ پر کہتا ہے"جو اپنے دلوں کو صاف کرتے ہیں ممکن نہیں کہ خدا ان کو رسوا کرے، کون خدا پر ایمان لایا صرف وہی جو ایسے ہیں"دیکھو کیسا صاف بتا دیا کہ جسے خدا پر ایمان ہے ممکن نہیں کہ اسے خدا رسوا کرے لیکن عیسٰی کو رسوا کیا تو ضرور اسے خدا پر ایمان نہ تھا اور کیا کافر کہنے کے سر پر سینگ ہوتے ہیں۔**الا لعنۃ اللہ علی الکفرین**۔

قصد تھا کہ فصل اوّل یہیں ختم کی جائے کہ اتنے میں قادیانی کی"**ازالۃ الاوھام**"ملی، اس کی برہنہ گوئیاں بہت بے لاگ اور قابلِ تماشا ہیں۔

معجزات مسیح کی تحقیر وانکار۔

ت۵۳تا۵۷(۳۴): یہ جو مثیل مسیح بنا اور اس پر لوگوں نے مسیح کے معجزے مثلاً مردے جِلانا اس سے طلب کئے تو صاف جواب دیتا ہے ص ۳"احیاء جسمانی کچھ چیز نہیں، احیاء روحانی کے لئے یہ عاجز آیا ہے"۔دیکھو

وہ ظاہر باہر قاہر معجزہ جسے قرآن عظیم نے جابجا کمال تعظیم کے ساتھ بیان فرمایا اور آیۃ اللہ ٹھہرایا، قادیانی کیسے کھلے لفظوں میں اس کی تحقیر کرتا ہے کہ وہ کچھ نہیں، پھر اس کے متصل کہتا ہے ص ۴۔ "ماسوائے اس کے اگر مسیح کے اصلی کاموں کو ان حواشی سے الگ کرکے دیکھا جائے جو محض افتراء یا غلط فہمی سے گھڑے ہیں تو کوئی اعجوبہ نظر نہیں آتا بلکہ مسیح کے معجزات پر جس قدر اعتراض ہیں میں نہیں سمجھ سکتا کہ کسی اور نبی کے خوارق پر ایسے شبہات ہوں، کیا تالاب کا قصہ مسیحی معجزات کی رونق دور نہیں کرتا"۔

دیکھو" کوئی اعجوبہ نظر نہیں آتا" کہہ کر ان کے تمام معجزات سے کیسا صاف انکار کیا اور تالاب کے قصّے سے اور بھی پانی پھیر دیا اور آخر میں لکھا ص ۴ و ۵ "زیادہ تر تعجب یہ ہے کہ حضرت مسیح معجزہ نمائی سے صاف انکار کرکے کہتے ہیں کہ میں ہر گز کوئی معجزہ دکھا نہیں سکتا مگر پھر بھی عوام الناس ایک انبار معجزات کا ان کی طرف منسوب کررہے ہیں۔"

غرض اپنی مسیحیت قائم رکھنے کو نہایت کھلے طور پر تمام معجزاتِ مسیح وتصریحاتِ قرآن عظیم سے صاف منکر ہے اور پھر مہدی و رسول و نبی ہونے کا ادّعا، مسلمان تو مکذّبِ قرآن کو مسلمان بھی نہیں کہہ سکتے، قطعًا کافر مرتد زندیق بے دین ہے نہ کہ نبی ورسول بن کر اور کفر پر کفر چڑھے **الا لعنۃ اللہ علی الکفرٰین** (خبردار! کافروں پر اللہ کی لعنت ہے۔ت) اور اس کذاب کا کہنا کہ مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام خود اپنے معجزے سے منکر تھے، رسول اللہ پر محض افتراء اور قرآنِ عظیم کی صاف تکذیب ہے، قرآنِ عظیم تو مسیح صادق سے یہ نقل فرماتا ہے کہ:

"اَنِّیْ قَدْ جِئْتُكُمْ بِاٰیَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۙ اَنِّیْۤ اَخْلُقُ لَكُمْ مِّنَ الطِّیْنِ كَهَیْـٴَـةِ الطَّیْرِ فَاَنْفُخُ فِیْهِ فَیَكُوْنُ طَیْرًۢا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَ اُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَ الْاَبْرَصَ وَ اُحْیِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَ اُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَاْكُلُوْنَ وَ مَا تَدَّخِرُوْنَ ۙ فِیْ بُیُوْتِكُمْ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ۚ"[1]	بیشک میں تمہارے پاس تمہارے رب سے یہ معجزے لے کر آیا ہوں کہ میں تمہارے لئے مٹی سے پرند کی سی صورت بنا کر اس میں پھونک مارتا ہوں، وہ خدا کے حکم سے پرند ہوجاتی ہے اور میں بحکم خدا مادر زاد اندھے اور بدن بگڑے کو اچھا کرتا اور مردے زندہ کرتا ہوں، اور تمہیں خبر دیتا ہوں جو تم کھاتے اور جو گھروں میں اٹھا رکھتے ہو، بیشک اس میں تمہارے لئے بڑا معجزہ ہے اگر تم ایمان رکھتے ہو۔

[1] القرآن الکریم ۳/ ۴۹

پھر مکرّر فرمایا:

"وَ جِئْتُكُمْ بِاٰیَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۫ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوْنِ۝۵۰ "[1]	میں تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے بڑے معجزات لے کر آیا تو اللہ سے ڈرو اور میرا حکم مانو اور یہ قرآن کا جھٹلانے والا ہے کہ انہیں اپنے معجزات سے انکار تھا۔

کیوں مسلمانو! قرآن سچا یا قادیانی؟ ضرور قرآن سچا ہے اور قادیانی کذّاب جھوٹا، کیوں مسلمانو! جو قرآن کی تکذیب کرے وہ مسلمان ہے یا کافر؟ ضرور کافر ہے، ضرور کافر بخدا۔

ت۵۸و۵۹: (۳۵) اسی بکر فکر قادیانی کے ازالہ شیطانی میں آخر ص ۱۶۱ سے آخر ۱۶۲ تک تو نوٹ میں پیٹ بھر کر رسول اللہ و کلمۃ اللہ کو وہ گالیاں دیں اور آیات اللہ و کلام اللہ سے وہ مسخریاں کیں جن کی حد و نہایت نہیں، صاف لکھ دیا کہ جیسے عجائب انہوں نے دکھائے عام لوگ کر لیتے تھے، اب بھی لوگ ویسی باتیں کر دکھاتے ہیں۔

ت۶۰ (۳۶): بلکہ آجکل کے کرشمے ان سے زیادہ بے لاگ ہیں۔

ت۶۱ و ۶۲ (۳۷): وہ معجزے نہ تھے، کل کا دَور تھا عیسٰی نے اپنے باپ بڑھئی کے ساتھ بڑھئی کا کام کیا تھا، اس سے یہ کلیں بنانی آ گئی تھیں۔　**ت۶۳ (۳۸)**: عیسٰی کے سب کرشمے مسمریزم سے تھے۔

(۳۹): وہ جھوٹی جھلک تھی۔

(۴۰): سب کھیل تھا، لہو ولعب تھا۔　**ت۶۴ (۴۱)**: سامری جادوگر کے گئوسالے کے مانند تھا۔

ت۶۵ (۴۲): بہت مکروہ و قابلِ نفرت کام تھے۔　**ت۶۶ (۴۳)**: اہل کمال کو ایسی باتوں سے پرہیز رہا ہے۔

ت۶۷ (۴۴): عیسٰی روحانی علاج میں بہت ضعیف اور نکمّا تھا۔

ت۶۸: وہ ناپاک عبارات بروجہ التقاط یہ ہیں ص ۱۵۱: انبیاء کے معجزات دو قسم ہیں، ایک محض سماوی جس میں انسان کی تدبیر و عقل کو کچھ دخل نہیں جیسے شق القمر، دوسرے عقلی جو خارقِ عادت عقل کے ذریعہ سے ہوتے ہیں جو الہام سے ملتی ہے جیسے سلیمان کا معجزہ **صرح ممرد من قواریر**[2] (شیشے جڑا صحن ہے۔ت) بظاہر مسیح کا معجزہ سلیمان کی طرح عقلی تھا۔ تاریخ سے ثابت ہے کہ ان دونوں میں ایسے امور کی طرف لوگوں کے خیالات جھکے ہوئے تھے جو شعبدہ بازی اور دراصل بے سود اور عوام کو فریفتہ کرنے والے تھے، وہ لوگ جو سانپ بنا کر دکھلا دیتے اور کئی قسم کے جانور تیار کرکے

---

[1] القرآن الکریم ۳/ ۵۰

[2] القرآن الکریم ۲۷/ ۴۴

زندہ جانوروں کی طرح چلادیتے، مسیح کے وقت میں عام طور پر ملکوں میں تھے سو کچھ تعجب نہیں کہ خدائے تعالٰی نے مسیح کو عقلی طور سے ایسے طریق پر اطلاع دے دی ہو جو ایک مٹی کا کھلونا کسی کل کے دبانے یا پھونک مارنے پر ایسا پرواز کرتا ہو جیسے پرندہ یا پیروں سے چلتا ہو کیونکہ مسیح اپنے باپ عــہ۱ یوسف کے ساتھ بائیس ۲۲ برس تک نجاری کرتے رہے ہیں اور ظاہر ہے کہ بڑھئی کا کام در حقیقت ایسا ہے جس میں کلوں کے ایجاد میں عقل تیز ہو جاتی ہے پس کچھ تعجب نہیں کہ مسیح نے اپنے دادا عــہ۲ سلیمان کی طرح یہ عقلی معجزہ دکھلایا ہو، ایسا معجزہ عقل سے بعید بھی نہیں، حال کے زمانہ میں اکثر صنّاع ایسی چڑیاں بنالیتے ہیں کہ بولتی بھی ہیں، ہلتی بھی ہیں۔ دم بھی ہلاتی ہیں، اور میں نے سنا ہے کہ بعض چڑیاں کل کے ذریعہ سے پرواز بھی کرتی ہیں، بمبئی اور کلکتے میں ایسے کھلونے بہت بنتے ہیں اور ہر سال نئے نئے نکلتے آتے ہیں عــہ۳ ماسوا اس کے یہ قرین قیاس ہے کہ ایسے ایسے اعجاز عمل الترب یعنی مسمریزی طریق سے بطور لہو ولعب نہ بطور حقیقت ظہور میں آسکیں کیونکہ مسمریزم میں ایسے ایسے عجائبات ہیں، سو یقینی طور پر خیال کیا جاتا ہے کہ اس فن میں مشق والا مٹی کا پرند بنا کر پرواز کرتا دکھادے تو کچھ بعید نہیں کیونکہ کچھ اندازہ کیا گیا کہ اس فن کی کہاں تک انتہا ہے عــہ۴ سلبِ امراض عمل الترب (مسمریزم) کی شاخ ہے، ہر زمانے میں ایسے لوگ ہوتے رہے ہیں اور اب بھی ہیں جو اس عمل سے سلب امراض کرتے ہیں اور مفلوج مبروص ان کی توجہ سے اچھے ہوتے ہیں، بعض نقشبندی وغیرہ نے بھی ان کی طرف بہت توجہ کی تھی، محی الدین ابن عربی کو بھی اس میں خاص مشق تھی، کاملین ایسے عملوں سے پرہیز کرتے رہے ہیں، اور یقینی طور پر ثابت ہے کہ مسیح بحکم الٰہی اس عمل (مسمریزم) میں کمال رکھتے تھے مگر یاد رکھنا چاہیے کہ یہ عمل ایسا قدر کے لائق نہیں جیسا کہ عوام الناس اس کو خیال کرتے ہیں، اگر یہ عاجز اس عمل کو مکروہ اور قابلِ نفرت نہ سمجھتا تو ان عجوبہ نمائیوں میں ابن مریم سے کم نہ رہتا، اس عمل کا ایک نہایت برا خاصہ یہ ہے کہ جو اپنے تئیں اس مشغولی میں ڈالے وہ روحانی تاثیروں میں جو روحانی بیماریوں کو دور کرتی ہیں، بہت ضعیف اور نکما ہو جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ گو مسیح جسمانی بیماریوں کو اس عمل (مسمریزم) کے ذریعہ سے اچھا کرتے رہے مگر ہدایت و توحید اور دینی استقامتوں کے دلوں میں قائم

عــہ۱: اس کا باپ، دیکھئے مسیح و مریم دونوں کو سخت گالی ہے۔

عــہ۲: اس کا دادا، دیکھئے وہی مسیح و مریم کو گالی ہے۔

عــہ۳: یہاں تک تو مسیح کا معجزہ کل دبانے سے تھا، اب دوسرا پہلو بدلتا ہے کہ مسمریزم تھا۔

عــہ۴: یہاں تک مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پرند بنانے پر استہزاء تھے اب اندھے اور کوڑھی کو اچھا کرنے پر مسخرگی کرتا ہے۔

کرنے میں ان کا نمبر ایسا کم رہا کہ قریب قریب ناکام رہے، جب یہ اعتقاد رکھا جائے کہ ان پرندوں میں صرف جھوٹی حیات جھوٹی جھلک نمودار ہوجاتی تھی تو ہم اس کو تسلیم کرچکے ہیں، ممکن ہے کہ عمل الترب (مسمریزم) کے ذریعہ سے پھونک میں وہی قوت ہوجائے جو اس دخان میں ہوتی ہے جس سے غبارہ اوپر کو چڑھتا ہے۔ مسیح جو جو کام اپنی قوم کو دکھلاتا تھا وہ دعا کے ذریعہ سے ہرگز نہ تھے بلکہ وہ ایسے کام اقتداری طور پر دکھاتا تھا۔ خدا تعالٰی نے صاف فرمادیا ہے کہ وہ ایک فطری طاقت تھی جو ہر فردِ بشر میں ہے، مسیح کی کچھ خصوصیت نہیں، چنانچہ اس کا تجربہ اس زمانے میں ہورہا ہے، مسیح کے معجزات تو اس تالاب کی وجہ سے بے رونق وبے قدر تھے جو مسیح کی ولادت سے پہلے مظہرِ عجائبات تھا جس میں ہر قسم کے بیمار اور تمام مجذوم مفلوج مبروص ایک ہی غوطہ مار کر اچھے ہوجاتے تھے لیکن بعض بعد کے زمانوں میں جو لوگوں نے اس قسم کے خوارق دکھلائے، اس وقت تو کوئی تالاب بھی نہ تھا، یہ بھی ممکن عـــہ ہے کہ مسیح ایسے کام کے لئے اس تالاب کی مٹی لاتا تھا جس میں روح القدس کی تاثیر تھی، بہرحال یہ معجزہ صرف ایک کھیل تھا جیسے سامری کا گوسالہ۔

مسلمانو! دیکھا کہ اس دشمن اسلام نے اللہ عزوجل کے سچے رسول کو کیسی مغلظ گالیاں دیں، کون سی ناگفتنی اس ناشدنی نے ان کے حق میں اٹھا رکھی، ان کے معجزوں کو کیسا صاف صاف کھیل اور لہو ولعب و شعبدہ و سحر ٹھہرایا، ابرائے اکمہ وابرص کو مسمریزم پر ڈھالا اور معجزہ پرند میں تین احتمال پیدا کئے، بڑھئی کی کل یا مسمریزم یا کراماتی تالاب کا اثر، اور اسے صاف سامری کا بچھڑا بتادیا بلکہ اس سے بدتر کہ سامری نے جو اسپ جبریل کی خاک سُم اٹھائی وہ اسی کو نظر آئی دوسرے نے اطلاع نہ پائی، قال اللہ تعالٰی:

"قَالَ بَصُرْتُ بِمَا لَمْ یَبْصُرُوْا بِهٖ فَقَبَضْتُ قَبْضَةً مِّنْ اَثَرِ الرَّسُوْلِ فَنَبَذْتُهَا وَ كَذٰلِكَ سَوَّلَتْ لِیْ نَفْسِیْ ﴿۹۶﴾"[1]	سامری نے کہا میں نے وہ دیکھا جو انہیں نظر نہ آیا تو میں نے اسپِ رسول کی خاک قدم سے ایک مٹھی لے کر گوسالے میں ڈال دی کہ وہ بولنے لگا نفسِ امّارہ کی تعلیم سے مجھے یونہی بھلا معلوم ہوا۔

مگر مسیح کا کرتب ایک دست مال تھا جس سے دنیا جہان کو خبر تھی، مسیح پیدا بھی نہ ہوئے تھے جب تالاب کی کرامات شہرہ آفاق تھیں، تو اللہ کا رسول یقیناً اس کافر جادوگر سے بہت کم رہا، اور مزہ یہ ہے کہ مسیح کے وقت میں بھی ایسے شعبدے تماشے بہت ہوتے تھے پھر معجزہ کدھر سے ہوا، اللہ اللہ رسولوں کو گالیاں، معجزات کے انکار،

عـــہ: یہ تیسرا پہلو ہے کہ حضرت مسیح اس مٹی کے پرند میں تالاب کی مٹی ڈال دیتے جس میں روح القدس کا اثر تھا، اس کے زور سے حرکت کرتا جیسے سامری نے اسپِ روح القدس کے پاؤں تلے کی خاک بچھڑے میں ڈال دی بولنے لگا۔

[1] القرآن الکریم ۲۰/ ۹۶

قرآن کی تکذیبیں اور پھر اسلام باقی ہے ع

چوں وضوئے محکم بی بی تمیزہ

(جیسے تمیزہ بی بی کا وضوئے محکم ہو۔ت)

اس سے تعجب نہیں کہ ہر مرتد جو اتنے بڑے دعوے کرکے اٹھے اسے ایسے کفروں سے چارہ نہیں، اندھے تو وہ ہیں جو یہ کچھ دیکھتے ہیں پھر اتنے بڑے مکذبِ قرآن و دشمنِ انبیاء وعدوّالرحمٰن کو امامِ وقت مسیح و مہدی مان رہے ہیں۔

ع گر مسیح ایں ست لعنت بر مسیح

(اگر یہی مسیحیت ہے ایسی مسیحیت پر لعنت۔ت)

اور ان سے بڑھ کر اندھا وہ ہے جو شد بد پڑھ لکھ کر اس کے ان صریح کفروں کو دیکھ بھال کر کہے میں جناب عــــه مرزا صاحب کو کافر نہیں کہتا خطا پر جانتا ہوں، ہاں شاید ایسوں کے نزدیک کافر وہ ہوگا جو انبیاء اللہ کی تعظیم کرے، کلام اللہ کی تصدیق و تکریم کرے ولا حول ولا قوۃ الاّ باللہ العلی العظیم۔

" كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ قَلْبِ مُتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ ﴿۳۵﴾ "[1]	اللہ یوں ہی مہر کردیتا ہے متکبر سرکش کے سارے دل پر۔

تنبیہ: ان عباراتِ ازالہ سے **بحمد اللہ تعالٰی** اس جھوٹے عذر معمولی کا ازالہ بھی ہوگیا جو عبارات ضمیمہ انجام آتھم کی نسبت بعض مرزائی پیش کرتے ہیں کہ یہ تو عیسائیوں کے مقابلہ میں حضرت عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو گالیاں دی ہیں۔

عــــه: ایسوں کو شاید اتنی بھی خبر نہیں کہ جو مخالفِ ضروریات دین کو کافر نہ جانے خود کافر ہے۔

من شك فی كفره وعذابه فقد كفر۔[2]	جس نے اس کے کفر اور عذاب میں شک کیا وہ خود کافر ہے۔

جب تکذیب قرآن وسب و شتم انبیاء کرام بھی کفر نہ ٹھہرے تو خدا جانے آریہ وہنود و نصارٰی نے اس سے بڑھ کر کیا جرم کیا ہے کہ وہ کفار ٹھہرائے جائیں، یا شاید ایسوں کے دھرم میں تمام دنیا مسلمان ہے کافر کوئی تھا نہ ہے نہ ہو، یہ بھی معجزاتِ مسیح کی طرح قرآن کے بے اصل کہ فلانا مسلم فلانا کافر، ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

---

[1] القرآن الکریم ۴۰/ ۳۵

[2] درمختار باب المرتد، مطبع مجتبائی دہلی، ۱/ ۳۵۶

اوّلاً ان عبارات کے علاوہ جو گالیاں اس کے اور رسائل مثل اعجاز احمدی ودافع البلاء وکشتی نوح وار بعین ومواہب الرحمٰن وغیرہ میں اہلی وکھلی پھر رہی ہیں، وہ کس عیسائی کے مقابلہ میں ہیں، مثل مشہور ہے، دلہن کا منہ کالا، مشاطہ کب تک ہاتھ دئے رہے گی۔

ثانیا: کس شریعت نے اجازت دی ہے کہ کسی بدمذہب کے مقابل اللہ کے رسولوں کو گالیاں دی جائیں؟

ثالثاً: مرزا کو ادّعا ہے کہ اگرچہ اس پر وحی آتی ہے مگر کوئی نیا حکم جو شریعتِ محمدیہ سے باہر ہو، نہیں آسکتا، ہم تو قرآن عظیم میں یہ حکم پاتے ہیں کہ:

"لَا تَسُبُّوا الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَیَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًۢا بِغَیْرِ عِلْمٍؕ"[1]	کافروں کے جھوٹے معبودوں کو گالی نہ دو کہ وہ اس کے جواب میں بے جانے بوجھے دشمنی کی راہ سے اللہ عزوجل کی جناب میں گستاخی کریں گے۔

مرزا اپنی وہ وحی بتائے جس نے قرآن کے اس حکم کو منسوخ کردیا۔

رابعًا: مرزا کو ادّعا ہے کہ وہ مصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے قدم بقدم چل رہا ہے، التبلیغ ص ۸۳ پر لکھتا ہے:

من اٰیات صدق انه تعالٰی وفقنی باتباع رسوله واقتداء نبیه صلی الله تعالٰی علیه وسلم فمارأیت اثرا من اٰثار النبی الاقفوته۔	(میری سچائی کی نشانی یہ ہے کہ اللہ تعالٰی نے مجھے اپنے رسول کی اتباع اور نبی کی اقتداء پر توفیق دی میں نے نبی کا جو بھی نشان دیکھا اس پر قدم رکھا۔ت)

بتائے تو کہ مصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے کس دن عیسائیوں کے مقابل **معاذ اللہ** عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کی والدہ ماجدہ کو گالیاں دی ہیں۔

خامسًا: مرزا کے ازالہ نے مرزائیوں کی اس بکر فکر کا کامل ازالہ کردیا، ازالہ کی یہ عبارتیں تو کسی عیسائی کے مقابل نہیں، ان میں وہ کون سی گالی ہے جو ضمیمہ انجام آتھم سے کم ہے حتی کہ چور اور ولد الزنا کا بھی اثبات ہے وہاں چوری کسی مال کی نہ بتائی تھی بلکہ علم کی، ضمیمہ انجام ص ۶، نہایت شرم کی یہ بات ہے کہ آپ نے پہاڑی تعلیم کو یہودیوں کی کتاب طالمود سے چرا کر لکھا ہے اور پھر ایسا ظاہر کیا کہ گویا یہ میری

[1] القرآن الکریم ۶/ ۱۰۸

تعلیم ہے۔

ازالہ میں اس سے بدتر چوری معجزہ کی چوری مانی کہ تالاب کی مٹی لاکر بے پر کی اڑاتے اور اپنا معجزہ ٹھہراتے، رہی ولادتِ زنا وہ اس نے اس بائیبل محرف کے بھروسے پر لکھی، برائے نام کہہ سکتا تھا کہ عیسائیوں پر الزامًا پیش کی اگرچہ مرزا کی عملی کارروائی صراحۃً اس کی مکذّب تھی کہ وہ اپنے رسائل میں بکثرت مسلمانوں کے مقابل اسی بائیبل محرف کو نزول الیاس وغیرہ کے مسئلہ میں پیش کرتا ہے مگر ازالہ میں تو صاف تصریح کردی کہ قرآن عظیم اسی بائیبل محرف کی طرف رجوع کرنے اور اس سے علم سیکھنے کا حکم دیتا ہے، ازالہ ص ۳۰۸ "آیت ہے "فَسْـَٔلُوْۤا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ" یعنی تمہیں علم نہ ہو تو اہل کتاب کی طرف رجوع کرو، ان کی کتابوں پر نظر ڈالو، اصل حقیقت منکشف ہو، ہم نے موافق حکم اس آیت کے یہود و نصارٰی کی کتابوں کی طرف رجوع کیا تو معلوم ہوا کہ مسیح کے فیصلے کا ہمارے ساتھ اتفاق ہے دیکھو کتاب سلاطین و کتاب ملاکی نبی اور انجیل"۔ تو ثابت ہوا کہ یہ توریت وانجیل بلکہ تمام بائیبل موجودہ اس کے نزدیک سب بحکم قرآن مستند ہیں تو جو کچھ اس سے لکھا ہرگز الزامًا نہ تھا بلکہ اس کے طور پر قرآن سے ثابت، اور خود اس کا عقیدہ تھا، اور اللہ تعالٰی دجّالوں کا پردہ یونہی کھولتا ہے **والحمد للہ رب العٰلمین**۔

رسالہ

الجُرازالدّیانی علی المرتدّالقادیانی ۱۳۴۰ھ

(قادیانی مرتد پر خدائی خنجر)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مسئلہ ۷۹-۸۰: از پیلی بھیت مسؤلہ شاہ میر خاں قادری رضوی ۳ محرم الحرام ۱۳۴۰ھ

اعلٰی حضرت مد ظلکم العالی، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، اس میں شک نہیں آپ کی خدمت میں بہت سے جواب طلب خطوط موجود ہوں گے لیکن عریضہ ہذا بحالت اشد ضرورت ارسالِ خدمت ہے امید کہ بواپسی جواب سے شرف بخشا جائے۔

(۱) آیت کریمہ:

"وَالَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا یَخْلُقُوْنَ شَیْــٴًـا وَّ هُمْ یُخْلَقُوْنَ ؕ﴿۲۰﴾ اَمْوَاتٌ غَیْرُ اَحْیَآءٍ ۚ وَ مَا یَشْعُرُوْنَ ۙ اَیَّانَ یُبْعَثُوْنَ ﴿۲۱﴾ "[1]	(اور اللہ کے سوا جن کی عبادت کرتے ہیں وہ کچھ بھی نہیں بناتے اور وہ خود بنائے ہوئے ہیں، مردے ہیں زندہ نہیں، اور انہیں خبر نہیں لوگ کب اٹھائے جائیں گے۔ت)

یہ ظاہر کرتی ہے کہ ماسوا اللہ تعالٰی کے جس کسی کو خدا کہا جاتا ہے وہ خالق نہ ہونے اور مخلوق ہونے کے علاوہ

[1] القرآن الکریم ۱۶/ ۲۰ و ۲۱

مردہ ہے زندہ نہیں۔

بنابریں عیسٰی علیہ السلام کو بھی جبکہ نصارٰی خدا کہتے ہیں تو کیوں نہ ان کو مردہ تسلیم کیا جائے اور کیوں ان کو آسمان پر زندہ مانا جائے؟

(۲) صاحبِ بخاری بروایت عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا ارقام فرماتے ہیں۔ (منقول از مشارق الانوار، حدیث ۱۱۱۸):

لَعَنَ اللهُ الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى اِتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِيَائِهِمْ مَسٰجِدَ [1]	اللہ تعالٰی یہود و نصارٰی پر لعنت فرمائے انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو مسجدیں بنالیا۔ (ت)

اس سے ظاہر ہے کہ نبیِ یہود حضرت موسٰی و نبیِ نصارٰی حضرت عیسٰی علٰی نبینا وعلیہما الصلوٰۃ والسلام کی قبریں پوجی جاتی تھیں۔ حسب ارشاد باری تعالٰی عزّاسمہ "فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ" [2] (پھر اگر تم میں کسی بات کا جھگڑا اٹھے تو اسے اللہ و رسول کے حضور رجوع کرو۔ت) آیاتِ الٰہیہ، احادیث نبویہ ثبوتِ مماتِ عیسٰی علیہ السلام میں موجود ہوتے ہوئے کیونکر ان کو زندہ مان لیا جائے؟ میں ہوں حضور کا ادنٰی خادم شاہ میر خاں قادری رضوی غفرلہ ربّہ ساکن پیلی بھیت ۳ محرم الحرام ۱۳۴۰ھ

الجواب:

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ ط

(۱) قبلِ جواب ایک امر ضروری کہ اس سوال وجواب سے ہزار درجہ اہم ہے، معلوم کرنا لازم، بے دینوں کی بڑی راہِ فرار یہ ہے کہ انکار کریں ضروریاتِ دین کا، اور بحث چاہیں کسی ہلکے مسئلے میں جس میں کچھ گنجائش دست و پازدن ہو۔

قادیانی صدہا درجہ سے منکر ضروریاتِ دین تھا اور اس کے پس ماندے حیات و وفاتِ سیدنا عیسٰی رسول اللہ علٰی نبیّنا الکریم وعلیہ صلوات اللہ وتسلیمات اللہ کی بحث چھیڑتے ہیں، جو ایک فرعی مسئلہ خود مسلمانوں میں ایک نوع کا اختلافی مسئلہ ہے جس کا اقرار یا انکار کفر تو در کنار ضلال بھی نہیں (فائدہ نمبر ۴ میں آئے گا کہ

[1] صحیح البخاری کتاب الجنائز باب مایکرہ من اتخاذ المسجد علی القبور، قدیمی کتب خانہ کراچی، ۱/ ۱۷۷

[2] القرآن الکریم ۴/ ۵۹

نزول حضرت عیسٰی علیہ السلام اہلسنّت کا اجماعی عقیدہ ہے) نہ ہرگز وفاتِ مسیح ان مرتدین کو مفید، فرض کردم کہ رب عزوجل نے ان کو اس وقت وفات ہی دی، پھر اس سے انکا نزول کیونکر ممتنع ہوگیا؟ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی موت محض ایک آن کو تصدیق وعدہ الٰہیہ کے لئے ہوتی ہے، پھر وہ ویسے ہی حیاتِ حقیقی دنیاوی و جسمانی سے زندہ ہوتے ہیں جیسے اس سے پہلے تھے، زندہ کا دوبارہ تشریف لانا کیا دشوار؟ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اَلْاَنْبِیاءُ اَحْیاءٌ فِیْ قُبُوْرِهِمْ یصلّوْنَ [1]	انبیاء زندہ ہیں اپنی قبروں میں، نماز پڑھتے ہیں۔

(۲) معاذاللہ کوئی گمراہ بددین یہی مانے کہ ان کی وفات اوروں کی طرح ہے جب بھی ان کا دوبارہ تشریف لانا کیوں محال ہوگیا؟ وعدہ "وَحَرٰمٌ عَلٰی قَرْیَةٍ اَهْلَكْنٰهَاۤ اَنَّهُمْ لَا یَرْجِعُوْنَ۝۹۵ " [2] (اور حرام ہے اس بستی پر جسے ہم نے ہلاک کردیا کہ پھر لوٹ کر آئیں۔ت) ایک شہر کے لئے ہے، بعض افراد کا بعد موت دنیا میں پھر آنا خود قرآن کریم سے ثابت ہے جیسے سیدنا عزیر علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ قال اللہ تعالٰی:

"فَاَمَاتَهُ اللّٰهُ مِائَةَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَهٗؕ" [3]	(تو اللہ نے اسے مردہ رکھا سو برس، پھر زندہ کردیا۔ت)

چاروں طائرانِ خلیل علیہ الصلوٰۃ والسلام، قال اللہ تعالٰی:

"ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰی كُلِّ جَبَلٍ مِّنْهُنَّ جُزْءًا ثُمَّ ادْعُهُنَّ یَاْتِیْنَكَ سَعْیًاؕ" [4]	(پھر ان کا ایک ایک ٹکڑا ہر پہاڑ پر رکھ دے، پھر انہیں بلا، وہ تیرے پاس چلے آئیں گے دوڑتے ہوئے۔ت)

ہاں مشرکین ملاعنہ منکرین بعث اسے محال جانتے ہیں اور دربارہ مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام قادیانی بھی اس قادر مطلق عزّجلالہ کو **معاذاللہ** صراحۃً عاجز مانتا اور دافع البلاء کے صفحہ ۳۴ پر یوں کفر بکتا ہے: خدا ایسے شخص کو پھر دنیا میں نہیں لاسکتا جس کے پہلے فتنے ہی نے دنیا کو تباہ کردیا ہے [5]۔ مشرک و قادیانی دونوں کے رد میں اللہ عزوجل فرماتا ہے:

"اَفَعَیِیْنَا بِالْخَلْقِ الْاَوَّلِؕ بَلْ هُمْ فِیْ لَبْسٍ مِّنْ	(تو کیا ہم پہلی بار بنا کر تھک گئے بلکہ وہ نئے بننے سے

[1] مسند ابو یعلٰی مروی از انس رضی اللہ تعالٰی عنہ حدیث ۳۴۱۲، موسسہ علوم القرآن بیروت ۳/ ۳۷۹
[2] القرآن الکریم ۲۱/ ۹۵
[3] القرآن الکریم ۲/ ۲۵۹
[4] القرآن الکریم ۲/ ۲۶۰
[5] دافع البلاء مطبوعہ ربوہ ص ۳۴

خَلۡقٍ جَدِيۡدٍ ؏ "[1]	شُبہ میں ہیں۔ت)

جب صادق و مصدوق صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ان کے نزول کی خبر دی اور وہ اپنی حقیقت پر ممکن و داخل زیر قدرت و جائز، تو انکار نہ کرے گا مگر گمراہ۔

(۳) اگر وہ حکم افراد کو بھی عام مانا جائے تو موت بعدِ استیفائے اجل کے لئے ہے، اس سے پہلے اگر کسی وجہ خاص سے اماتت ہو تو مانع اعادت نہیں بلکہ استیفائے اجل کے لئے ضرور اور ہزاروں کے لئے ثابت ہے، **قال اللہ تعالٰی**:

"اَلَمۡ تَرَ اِلَى الَّذِيۡنَ خَرَجُوۡا مِنۡ دِيَارِهِمۡ وَهُمۡ اُلُوۡفٌ حَذَرَ الۡمَوۡتِ فَقَالَ لَهُمُ اللّٰهُ مُوۡتُوۡا ثُمَّ اَحۡيَاهُمۡ ؕ "[2]	(اے محبوب! کیا تم نے نہ دیکھا انہیں جو اپنے گھروں سے نکلے اور وہ ہزاروں تھے موت کے ڈر سے، تو اللہ نے ان سے فرمایا مرجاؤ، پھر انہیں زندہ فرمادیا۔ت)

قتادہ نے کہا:

اَمَاتَهُمۡ عُقُوۡبَةً ثُمَّ بُعِثُوۡا لِيَتَوَفَّوۡا مُدَّةَ اٰجَالِهِمۡ وَلَوۡ جَآءَتۡ اٰجَالُهُمۡ مَا بُعِثُوۡا۔(معنًا)[3]	(اللہ تعالٰی نے ان کو سزا کے طور پر موت دی پھر زندہ کردیئے گئے تاکہ اپنی مقررہ عمر کو پورا کریں، اگران کی مقررہ عمر پوری ہوجاتی تو دوبارہ نہ اٹھائے جاتے۔ت)

(۴) اس وقت حیات و وفاتِ حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مسئلہ قدیم سے مختلف چلا آتا ہے مگر آخر زمانے میں ان کے تشریف لانے اور دجّال لعین کو قتل فرمانے میں کسی کو کلام نہیں، یہ بلا شبہ اہلسنّت کا اجماعی عقیدہ ہے تو وفات مسیح نے قادیانی کو کیا فائدہ دیا اور مغل بچہ، عیسٰی رسول اللہ بے باپ سے پیدا ابن مریم کیونکر ہوسکا؟ قادیانی اس اختلاف کو پیش کرتے ہیں، کہیں اس کا بھی ثبوت رکھتے ہیں کہ اس پنجابی کے ابتداع فی الدین سے پہلے مسلمانوں کا یہ اعتقاد تھا کہ عیسٰی آپ تو نہ اتریں گے کوئی ان کا مثیل پیدا ہوگا، اسے نزول عیسٰی فرمایا گیا اور اس کو ابن مریم کہا گیا؟ اور جب یہ عام مسلمانوں کے عقیدے کے خلاف ہے تو آیہ:

"يَتَّبِعۡ غَيۡرَ سَبِيۡلِ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصۡلِهٖ جَهَنَّمَ ؕ وَسَآءَتۡ مَصِيۡرًا ؏ "[4]	(مسلمانوں کی راہ سے جدا راہ چلے ہم اسے اس کے حال پر چھوڑ دیں گے اور اسے دوزخ میں داخل کرینگے اور کیا ہی بُری جگہ پلٹنے کی۔ت)

---

[1] القرآن الکریم ۵۰/ ۱۵

[2] القرآن الکریم ۲/ ۲۴۳

[3] جامع البیان (تفسیر ابن جریر طبری) القول فی تاویل قولہ تعالٰی الم تر الی الذین الآیۃ المطبعۃ المیمنہ مصر ۲/ ۳۴۷

[4] القرآن الکریم ۴/ ۱۱۵

کا حکم صاف ہے۔

(۵) مسیح سے مثیل مسیح مراد لینا تحریف نصوص ہے کہ عادتِ یہود ہے، بے دینی کی بڑی ڈھال یہی ہے کہ نصوص کے معنی بدل دیں "یُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ"[1] (اللہ کی باتوں کو ان کے ٹھکانوں سے بدل دیتے ہیں۔ت) ایسی تاویل گھڑنی نصوصِ شریعت سے استہزاء اور احکام وارشادات کو درہم برہم کر دینا ہے، جس جگہ جس شیئ کا ذکر آیا، کہہ سکتے ہیں وہ شیئ خود مراد نہیں اس کا مثیل مقصود ہے، کیا یہ اس کی نظیر نہیں جو اباحیہ مُلاعِنہ کہا کرتے ہیں کہ نماز و روزہ فرض ہے نہ شراب و زنا حرام بلکہ وہ کچھ اچھے لوگوں کے نام ہیں جن سے محبت کا ہمیں حکم دیا گیا اور یہ کچھ بدوں کے جن سے عداوت کا۔

(۶) بفرضِ باطل اینہم بر عَلم پھر اس سے قادیان کا مرتد، رسول اللہ کا مثیل کیونکر بن بیٹھا؟ کیا اس کے کفر، اس کے کذب، اس کی وقاحتیں، اس کی فضیحتیں، اس کی خباثتیں، اس کی ناپاکیاں، اس کی بیباکیاں کہ عالم آشکار ہیں، چھپ سکیں گی؟ اور جہان میں کوئی عقل و دین والا ابلیس کو جبریل کا مثیل مان لے گا؟ اس کے خروارِ ہزار ہا کفریات سے مُشتے نمونہ، رسائل السوء والعقاب علی المسیح الکذاب وقہر الدیان علٰی مرتد بقادیان و نور الفرقان و باب العقائد والکلام وغیرہا میں ملاحظہ ہوں کہ یہ نبیوں کی علانیہ تکذیب کرنے والا، یہ رسولوں کو فحش گالیاں دینے والا، یہ قرآن مجید کو طرح طرح رد کرنے والا، مسلمان بھی ہونا محال، نہ کہ رسول اللہ کی مثال، قادیانیوں کی چالاکی کہ اپنے مسیلمہ کے نامسلم ہونے سے یوں گریز کرتے اور اس کے ان صریح ملعون کفروں کی بحث چھوڑ کر حیات و وفات مسیح کا مسئلہ چھیڑتے ہیں۔

(۷) مسیح رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مشہور اوصافِ جلیلہ اور وہ کہ قرآن عظیم نے بیان کئے، یہ تھے کہ اللہ عزّوجل نے ان کو بے باپ کے کنواری بتول کے پیٹ سے پیدا کیا نشانی سارے جہان کے لئے:

"قَالَتْ اَنّٰى یَكُوْنُ لِیْ غُلٰمٌ وَّ لَمْ یَمْسَسْنِیْ بَشَرٌ وَّ لَمْ اَكُ بَغِیًّا ﴿۲۰﴾ قَالَ كَذٰلِكِ ۚ قَالَ رَبُّكِ هُوَ عَلَیَّ هَیِّنٌ ۚ وَ لِنَجْعَلَهٗۤ اٰیَةً لِّلنَّاسِ وَ رَحْمَةً مِّنَّا ۚ وَ كَانَ اَمْرًا مَّقْضِیًّا ﴿۲۱﴾"[2]	بولی میرے لڑکا کہاں سے ہوگا، مجھے تو کسی آدمی نے ہاتھ نہ لگایا، نہ میں بدکار ہوں، کہا یونہی ہے، تیرے رب نے فرمایا ہے کہ یہ مجھے آسان ہے اور اس لئے کہ ہم اسے لوگوں کے واسطے نشانی کریں اور اپنی طرف سے ایک رحمت اور یہ امر ٹھہر چکا ہے۔ (ت)

[1] القرآن الکریم ۵/ ۱۳
[2] القرآن الکریم ۱۹/ ۲۰و۲۱

انہوں نے پیدا ہوتے ہی کلام فرمایا:

"فَنَادٰىهَا مِنْ تَحْتِهَاۤ اَلَّا تَحْزَنِیْ قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِیًّا ﴿۲۴﴾ " الآیۃ۔[1] علی قراءۃ من تحتها بالفتح فیهما وتفسیرہ بالمسیح علیه الصلوٰۃ والسلام (معنًا)[2]	تو اس کے نیچے والے نے اسے آواز دی کہ تو غم نہ کر، تیرے رب نے تیرے نیچے نہر بہادی ہے۔ اس قراءت پر جس میں مَنْ کی میم مفتوح اور تَحْتَهَا کی دوسری تاء مفتوح ہے اور اس کی تفسیر حضرت عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کی گئی ہے۔

انہوں نے گہوارے میں لوگوں کو ہدایت فرمائی۔

"یُكَلِّمُ النَّاسَ فِی الْمَهْدِ وَ كَهْلًا" [3]	لوگوں سے باتیں کرے گا پالنے میں اور پکی عمر میں۔ (ت)

انہیں ماں کے پیٹ یا گود میں کتاب عطا ہوئی، نبوت دی گئی،

"قَالَ اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰهِ ؕ اٰتٰىنِیَ الْكِتٰبَ وَ جَعَلَنِیْ نَبِیًّا ﴿۳۰﴾ " [4]	بچہ نے فرمایا میں ہوں اللہ کا بندہ، اس نے مجھے کتاب دی اور مجھے غیب کی خبریں بتانے والا (نبی) کیا۔

وہ جہاں تشریف لے جائیں برکتیں ان کے قدم کے ساتھ رکھی گئیں۔

"وَّ جَعَلَنِیْ مُبٰرَكًا اَیْنَ مَا كُنْتُ " [5]	اس نے مجھے مبارک کیا میں کہیں ہوں۔ (ت)

برخلاف کفر طاغیہ قادیان کہ کہتا ہے جس کے پہلے فتنے ہی نے دنیا کو تباہ کردیا۔ انہیں اپنے غیبوں پر مسلّط کیا،

"عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰى غَیْبِهٖۤ اَحَدًا ﴿۲۶﴾ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ" [6]۔	غیب کا جاننے والا تو اپنے غیب پر کسی کو مسلّط نہیں کرتا سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔ (ت)

جس کا ایک نمونہ یہ تھا کہ لوگ جو کچھ کھاتے اگرچہ سات کوٹھڑیوں میں چھپ کر، اور جو کچھ گھروں میں ذخیرہ

---

[1] القرآن الکریم ۱۹/ ۲۴

[2] جامع البیان (تفسیر ابن جریر طبری) القول فی تاویل قولہ تعالٰی فناداہا من تحتہا الخ مطبعہ میمنہ مصر ۱۶/ ۴۵

[3] القرآن الکریم ۳/ ۴۶

[4] القرآن الکریم ۱۹/ ۳۰

[5] القرآن الکریم ۱۹/ ۳۱

[6] القرآن الکریم ۷۲/ ۲۶، ۲۷

رکھتے اگرچہ سات تہ خانوں کے اندر، وہ سب ان پر آئینہ تھا۔

"وَ اُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَاْكُلُوْنَ وَ مَا تَدَّخِرُوْنَ فِیْ بُیُوْتِكُمْ" [1]	اور تمہیں بتاتا ہوں جو تم کھاتے ہو اور جو اپنے گھروں میں جمع کر رکھتے ہو۔ (ت)

انہیں تورات مقدس کے بعض احکام کا ناسخ کیا،

"وَ مُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَ لِاُحِلَّ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِیْ حُرِّمَ عَلَیْكُمْ" [2]	اور تصدیق کرتا آیا ہوں اپنے سے پہلی کتاب توارت کی اور اس لئے کہ حلال کروں تمہارے لئے کچھ وہ چیزیں جو تم پر حرام تھیں۔ (ت)

انہیں قدرت دی کہ مادر زاد اندھے اور لاعلاج برص کو شفا دیتے،

"وَ تُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَ الْاَبْرَصَ بِاِذْنِیْ" [3]	اور تو مادر زاد اندھے اور سفید داغ والے کو میرے حکم سے شفا دیتا۔ (ت)

انہیں قدرت دی کہ مردے زندہ کرتے،

"وَ اِذْ تُخْرِجُ الْمَوْتٰى بِاِذْنِیْ" [4] "وَ اُحْیِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ" [5]	اور جب تو مردوں کو میرے حکم سے زندہ نکالتا۔ اور میں مردے جِلاتا ہوں اللہ کے حکم سے۔ (ت)

ان پر اپنے وصفِ خالقیت کا پرتو ڈالا کہ مٹی سے پرند کی صورت خلق فرماتے اور اپنی پھونک سے اس میں جان ڈالتے کہ اُڑتا چلا جاتا،

"وَ اِذْ تَخْلُقُ مِنَ الطِّیْنِ كَهَیْـٴَـةِ الطَّیْرِ بِاِذْنِیْ فَتَنْفُخُ فِیْهَا فَتَكُوْنُ طَیْرًۢا بِاِذْنِیْ" [6]	اور جب تو مٹی سے پرند کی سی مورت میرے حکم سے بناتا پھر اس میں پھونک مارتا تو وہ میرے حکم سے اڑنے لگتا۔ (ت)

ظاہر ہے کہ قادیانی میں ان میں سے کچھ نہ تھا پھر وہ کیونکر مثیل مسیح ہوگیا؟

اخیر کی چار یعنی ۱ مادر زاد اندھے اور ۲ ابرص کو شفاء دینا، ۳ مردے جِلانا، مٹی کی مورت میں پھونک سے ۴ جان ڈال دینا، یہ قادیانی کے دل میں بھی کھٹکے کہ اگر کوئی پوچھ بیٹھا کہ تو مثیل مسیح بنتا ہے ان میں سے

---

[1] القرآن الکریم ۳/ ۴۹

[2] القرآن الکریم ۳/ ۵۰

[3] القرآن الکریم ۵/ ۱۱۰

[4] القرآن الکریم ۵/ ۱۱۰

[5] القرآن الکریم ۳/ ۴۹

[6] القرآن الکریم ۵/ ۱۱۰

کچھ کر دکھا اور وہ اپنا حال خوب جانتا تھا کہ سخت جھوٹا ملوم ہے اور الٰہی برکات سے پورا محروم، للذا اس کی یوں پیش بندی کی کہ قرآن عظیم کو پسِ پشت پھینک کر رسول اللہ کے روشن معجزوں کو پاؤں تلے مل کر صاف کہہ دیا کہ معجزے نہ تھے مسمریزم کے شعبدے تھے، میں ایسی باتیں مکروہ نہ جانتا تو کر دکھاتا، وہی ملاعنہ مشرکین کا طریقہ اپنے عجز پریوں پردہ ڈالنا کہ "لَوْ نَشَآءُ لَقُلْنَا مِثْلَ هٰذَآ"[1] اگر ہم چاہتے تو ایسا کلام کہتے۔ ہم چاہتے تو اس قرآن کا مثل تصنیف کر دیتے، ہم خود ہی ایسا نہیں کرتے، الا لعنۃ اللہ علی الکٰفرین۔

قادیانی خَذَلَهُ اللہ کے ازالہ اوہام ص ۵، ۴، ۳ و نوٹ آخر میں ۱۵۱ تا آخر صفحہ ۱۶۲ ملاحظہ ہوں جہاں اس نے پیٹ بھر کر یہ کفر بکے ہیں یا ان کی تلخیص رسالہ قہر الدیان ص ۱۰ تا ۱۵ مطالعہ ہوں، یہاں دو چار صرف بطور نمونہ منقول:

ملعون ازالہ ص ۳: ۱احیاءِ جسمانی کچھ چیز نہیں۔

ملعون ازالہ ص ۴: کیا ۲تالاب کا قصّہ مسیحی معجزات کی رونق دور نہیں کرتا۔

ملعون ازالہ ص ۱۵۱: عـــہ ۳شعبدہ بازی اور ۴دراصل بے سود، ۵عوام کو فریفتہ کرنے والے ۶مسیح اپنے باپ یوسف کے ساتھ بائیس ۲۲ برس تک نجاری کرتے رہے، ۷بڑھئی کا کام در حقیقت ایسا ہے جس میں کلوں کے ایجاد میں عقل تیز ہو جاتی ہے، ۸بعض چڑیاں کل کے ذریعہ سے پرواز کرتی ہیں، ۹بمبئی کلکتہ میں ۱۰ایسے کھلونے بہت بنتے ہیں، یہ بھی قرین قیاس ہے کہ ایسے اعجاز ۱۱مسمریزمی ۱۲بطور لہو و لعب نہ ۱۳بطور حقیقت ظہور میں آسکیں، ۱۴سلبِ امراض مسمریزم کی شاخ ہے ایسے لوگ ہوتے رہے ہیں جو اس سے سلبِ امراض کرتے ہیں، مبروص ان کی توجہ سے اچھے ہوتے ہیں، ۱۵مسیح مسمریزم میں کمال رکھتے تھے، یہ ۱۶قدر کے لائق نہیں، یہ ۱۷عاجز اس کو مکروہ قابل نفرت نہ سمجھتا تو ان عجوبہ نمائیوں میں ۲۰ابن مریم سے کم نہ رہتا، اس عمل کا ایک نہایت بُرا خاصہ ہے جو اپنے تئیں اس میں ڈالے روحانی تاثیروں میں بہت ۲۲ضعیف اور ۲۳نکمّا ہو جاتا ہے، یہی وجہ ہے کہ مسیح جسمانی بیماریوں کو اس ۲۴عمل (مسمریزم) سے اچھا کرتے، مگر ۲۵ہدایت توحید اور دینی استقامتوں کے دلوں میں قائم کرنے میں ان کا نمبر ایسا کم رہا کہ ۲۶قریب قریب ناکام رہے، ان پرندوں میں صرف ۲۷جھوٹی حیات،

عـــہ: ازالہ اوہام، مطبع ریاض الہند ص ۱۲۱۔ ۱۱۳

[1] القرآن الکریم ۸/ ۳۱

۲۸جھوٹی جھلک نمودار ہو جاتی تھی، ۲۹مسیح کے معجزات اس تالاب کی وجہ سے ۳۰بے رونق ۳۱بے قدر تھے جو مسیح کی ولادت سے پہلے مظہرِ عجائبات تھا، بہر حال یہ معجزہ صرف ایک ۳۲کھیل تھا جیسے ۳۳سامری کا گوسالہ۔
مسلمانو! دیکھا، ان ملعون کلمات میں وہ کون سی گالی ہے جو رسول اللہ کو نہ دی اور وہ کونسی تکذیب ہے جو آیاتِ قرآن کی نہ کی، اتنے ہی جملوں میں تینتیس ۳۳کفر ہیں۔
بہر حال یہ تو ثابت ہوا کہ یہ مرتد مثیل مسیح نہیں، مسلمانوں کے نزدیک یوں کہ وہ نبی مرسل اولواالعزم صاحب معجزات وآیات بینات، اور یہ مردود و مطرود و مرتد و موردِ آفات، اور خود اس کے نزدیک یوں کہ **معاذاللہ** وہ شعبدہ باز بھانمتی مسمریزمی تھے، روحانی تاثیروں میں ضعیف نکمّے اور یہ ڈال کا ٹوٹا مقدس مہذب بر گزیدہ ہادی، **الا لعنۃ اللہ علی الظّٰلمین** خبردار! ظالموں پر خدا کی لعنت۔ (ت)
ہاں ایک صورت ہے، اس نے اپنے زعمِ ملعون میں مسیح کے یہ اوصاف گنے، دافع البلاء ص ۴: مسیح کی راستبازی اپنے زمانے میں دوسروں سے بڑھ کر ثابت نہیں ہوتی بلکہ یحیٰی کو اس پر ایک فضیلت ہے کیونکہ وہ (**یحیٰی**) ۳۴شراب نہ پیتا تھا، کبھی نہ سنا کہ کسی ۳۵فاحشہ نے اپنی کمائی کے مال سے اس کے سر پر عطر ملا یا ۳۶ہاتھوں اور اپنے سر کے بالوں سے اس کے بدن کو چھوا یا کوئی ۳۷بے تعلق جوان عورت اس کی خدمت کرتی، اسی وجہ سے خدا نے یحیٰی کا نام حصور رکھا مسیح نہ رکھا کہ ۳۸ایسے قصے اس نام کے رکھنے سے مانع تھے۔[1]
ضمیمہ انجام آتھم ص ۷: آپ (یعنی عیسٰی) کا ۳۹کنجریوں سے میلان اور ۴۰صحبت بھی شاید اسی وجہ سے ہو کہ جدی ۴۱مناسبت درمیان ہے (یعنی عیسٰی بھی ایسوں ہی کی اولاد تھے) ۴۲ورنہ کوئی پرہیزگار ایک جوان کنجری کو یہ موقع نہیں دے سکتا کہ وہ اس کے سر پر اپنے ناپاک ہاتھ لگائے، ۴۳زناکاری کی کمائی کا پلید عطر اس کے سر پر ملے، ۴۴اپنے بال اس کے پیروں پر ملے، سمجھنے والے سمجھ لیں کہ ایسا ۴۵انسان کس چلن کا آدمی ہو سکتا ہے۔
ص ۶: ۴۶حق یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ نہ ہوا۔
ص ۷: آپ کے ہاتھ میں سوا ۴۷مکر و ۴۸فریب کے کچھ نہ تھا، آپ کا ۴۹خاندان بھی نہایت ناپاک ہے، تین ۵۰دادیاں اور نانیاں آپ کی زناکار اور کسبی عورتیں تھیں جن کے خون سے آپ کا وجود ہوا۔ یہ پچاس ۵۰کفر ہوئے۔
نیز اسی رسالہ ملعونہ میں ص ۴ سے ۸ تک بحیلہ باطلہ مناظرہ خود ہی جلے دل کے پھپھولے پھوڑے، اللہ عزوجل کے سچے رسول مسیح عیسٰی بن مریم کو ۵۱نادان، ۵۲شریر، ۵۳مکار، ۵۴بدعقل، ۵۵زنانے خیال والا، ۵۶فحش گو، ۵۷بدزبان، ۵۸کٹیل، ۵۹جھوٹا،

---
[1] دافع البلاء مطبع ضیاء الاسلام، قادیان ص ۶۔۵

۶۰ چور، ۶۱ علمی ۶۲ عملی قوت میں بہت کچّا، ۶۳ خلل دماغ والا، ۶۴ گندی گالیاں دینے والا، ۶۵ بد قسمت، ۶۶ نرافریبی، ۶۷ پیرو شیطان وغیرہ وغیرہ خطاب اس قادیانی دجّال نے دیئے اور اس کے تین کفر اوپر گزرے کہ اللہ مسیح کو دوبارہ نہیں لاسکتا، ۶۹ مسیح فتنہ تھا، ۷۰ مسیح کے فتنے نے تباہ کردیا۔ یہ سب ستر ۷۰ کفر ہوئے اور ہزاروں ستر کی گنتی کیا، غرض تیس ۳۰ سے اوپر اوصاف اس دجّال مرتد نے اپنے مزعوم مسیح میں بتائے، اگر قادیانی خود اپنے لئے ان میں سے دس وصف بھی قبول کرلے کہ یہ شخص یعنی یہی قادیانی ۱ بدچلن، ۲ بدمعاش، ۳ فریبی، ۴ مکّار، ۵ زنانے خیال والا، ۶ کٹیل بھی جھوٹا، ۷ چور، ۸ گندی گالیوں والا، ۹ ابلیس کا چیلہ، ۱۰ کنجریوں کی اولاد، کسبیوں کا جنا ہے، زنا کے خون سے بنا ہے، تو ہم بھی اس کی مان لیں گے کہ یہ ضرور مثیل مسیح ہے مگر کون سے مسیح کا؟ اسی مسیح قبیح کا جو اس کا موہوم و مزعوم ہے، **الالعنۃ اللہ علی الظّٰلمین**۔

مسلمانو! یہ سات فائدے محفوظ رکھئے، کیسا آفتاب سے زیادہ روشن ہوا کہ قادیانیوں کا مسئلہ وفات وحیاتِ مسیح چھیڑنا کیسا ابلیسی مکر، کیسی عبث بحث، کیسی تضییع وقت، کیسا قادیانی کے صریح کفروں کی بحث سے جان چھڑانا اور فضول زق زق میں وقت گنوانا ہے!

اس کے بعد ہمیں حق تھا کہ ان ناپاک وبے اصل و پا، در ہوا شبہوں کی طرف التفات بھی نہ کرتے جو انہوں نے حیاتِ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام پر پیش کئے، ایسی مہمل عیاریوں کیادیوں کا بہتر جواب یہی تھا کہ ہشت۔ پہلے قادیانی کے کفر اٹھاؤ یا اسے کافر مان کر توبہ کرو، اسلام لاؤ، اس کے بعد یہ فرعی مسئلہ بھی پوچھ لینا مگر ہم ان مرتدین سے قطع نظر کرکے اپنے دوست سائل سُنّی المذہب سے جوابِ شبہات گزارش کرتے ہیں، **وَبِاللہِ التَّوْفِیق**۔

پہلا شُبہ: کریمہ والذین یدعون من دُون اللہ الاٰیۃ۔

اقول اولاً: یہ شبہ مرتدانِ حال نے کافرانِ ماضی سے ترکہ میں پایا ہے، جب آیہ کریمہ: "**اِنَّكُمۡ وَمَا تَعۡبُدُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَؕ اَنۡتُمۡ لَهَا وٰرِدُوۡنَ ۝۹۸**"[1] نازل ہوئی کہ بیشک تم اور جو کچھ تم اللہ کے سوا پوجتے ہو سب دوزخ کے ایندھن ہو تمہیں اس میں جانا ہے۔ مشرکین نے کہا کہ ملائکہ اور عیسٰی اور عزیر بھی تو اللہ کے سوا پوجے جاتے ہیں، اس پر رب عزوجل نے ان جھگڑالو کافروں کو قرآن کریم کی مراد بتائی کہ آیت بتوں کے حق میں ہے۔

---

[1] القرآن الکریم ۲۱ / ۹۸

بیشک وہ جن کے لئے ہمارا بھلائی کا وعدہ ہو چکا وہ جہنم سے دور رکھے گئے ہیں وہ اس کی بھنک تک نہ سنیں گے۔	" اِنَّ الَّذِیْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰۤى ۙ اُولٰٓىٕكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ ۙ لَا یَسْمَعُوْنَ حَسِیْسَهَا ۚ " [1]

قرآن کریم نے خود اپنا محاورہ بتایا جب بھی مرتدوں نے وہی راگ گایا۔ ابوداؤد کتاب الناسخ والمنسوخ میں اور فریابی عبد بن حمید وابن جریر وابن ابی حاتم طبرانی وابن مردویہ اور حاکم مع تصحیح مستدرک میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی:

جب یہ آیت نازل ہوئی۔ اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ (الاٰیۃ) تو مشرکین نے کہا ملائکہ، حضرت عیسٰی اور حضرت عزیر کو بھی اللہ تعالٰی کے سوا پوجا جاتا ہے تو یہ آیت نازل ہوئی ان الذین سبقت (الاٰیۃ) بیشک وہ جن کے لئے ہمارا وعدہ بھلائی کا ہو چکا وہ جہنم سے دور رکھے گئے ہیں۔	لمّا نزلت انکم وما تعبدون من دون اللہ حصب جھنم انتم لھا واردون فقال المشرکون الملئکۃ وعیسٰی وعزیر یعبدون من دون اللہ فنزلت ان الذین سبقت لھم منا الحسنٰی اولئك عنھا مُبعدون [2]

ثانیًا یدعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللهِ یقینًا مشرکین ہیں اور قرآنِ عظیم نے اہل کتاب کو مشرکین سے جدا کیا، ان کے احکام ان سے جدا رکھے، ان کی عورتوں سے نکاح صحیح ہے مشرکہ سے باطل، ان کا ذبیحہ حلال ہو جائے گا، اُن کا مردار، **قال اللہ تعالٰی:**

(کتابی کافر اور مشرک اپنا دین چھوڑنے کو نہ تھے جب تک ان کے پاس دلیل نہ آئے۔ ت)	" لَمْ یَكُنِ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَ الْمُشْرِكِیْنَ مُنْفَكِّیْنَ حَتّٰى تَاْتِیَهُمُ الْبَیِّنَةُ ۙ " [3]

وقال اللہ تعالٰی:

بیشک جتنے کافر ہیں کتابی اور مشرک سب جہنم کی آگ میں ہیں، ہمیشہ اس میں رہیں گے، وہی تمام مخلوق سے بدتر ہیں۔ (ت)۔	" اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَ الْمُشْرِكِیْنَ فِیْ نَارِ جَهَنَّمَ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا ؕ اُولٰٓىٕكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِیَّةِ ؕ " [4]

---

[1] القرآن الکریم ۲۱/ ۱۰۱و۱۰۲

[2] المستدرك کتاب التفسیر تفسیر سُورہ انبیاء دارالفکر بیروت ۲/ ۳۸۵

[3] القرآن الکریم ۹۸/ ۱

[4] القرآن الکریم ۹۸/ ۶

وقال اللہ تعالٰی: "مَا یَوَدُّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَ لَا الْمُشْرِكِیْنَ اَنْ یُّنَزَّلَ عَلَیْكُمْ مِّنْ خَیْرٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ" [1]	(وہ جو کافر ہیں کتابی یا مشرک، وہ نہیں چاہتے کہ تم پر کوئی بھلائی اترے تمہارے رب کے پاس سے۔ت)

وقال اللہ تعالٰی:

"لَتَجِدَنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوا الْیَهُوْدَ وَ الَّذِیْنَ اَشْرَكُوْا وَ لَتَجِدَنَّ اَقْرَبَهُمْ مَّوَدَّةً لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوا الَّذِیْنَ قَالُوْۤا اِنَّا نَصٰرٰى" [2]	ضرور تم مسلمانوں کا سب سے بڑھ کر دشمن یہودیوں اور مشرکوں کو پاؤ گے اور ضرور تم مسلمانوں کی دوستی میں سب سے زیادہ قریب ان کو پاؤ گے جنھوں نے کہا کہ بیشک ہم نصارٰی ہیں ت۔

وقال اللہ تعالٰی:

"اَلْیَوْمَ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّیِّبٰتُ وَ طَعَامُ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حِلٌّ لَّكُمْ وَ طَعَامُكُمْ حِلٌّ لَّهُمْ وَ الْمُحْصَنٰتُ مِنَ الْمُؤْمِنٰتِ وَ الْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ" [3] "وَ لَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكٰتِ حَتّٰى یُؤْمِنَّ" [4]	(آج تمہارے لئے پاک چیزیں حلال ہوئیں اور کتابیوں کا کھانا تمہارے لئے حلال ہے اور تمہارا کھانا ان کے لئے حلال ہے اور پارسا عورتیں مسلمان اور پارسا عورتیں ان میں سے جن کو تم سے پہلے کتاب ملی۔ت) (اور شرک والی عورتوں سے نکاح نہ کرو جب تک مسلمان نہ ہو جائیں۔ت)

جب قرآن عظیم "یدعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ" میں نصارٰی کو داخل نہیں فرماتا اس "اَلَّذِین" میں مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کیونکر داخل ہو سکیں گے؟

ثالثًا: سورت مکیہ ہے اور سوائے عاصم، قُراءِ سبعہ کی قرات "تَدْعُوْنَ" بہ تائے خطاب، تو بُت پرست ہی مراد ہیں اور "اَلَّذِین یدعُونَ اَصْنَامٌ" (جنہیں وہ پوجتے ہیں وہ بُت ہیں۔ت)

رابعًا: خود آیہ کریمہ طرح طرح دلیل ناطق کہ حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والثناء عمومًا اور حضرت مسیح

---

[1] القرآن الکریم ۲/ ۱۰۵
[2] القرآن الکریم ۵/ ۸۲
[3] القرآن الکریم ۵/۵
[4] القرآن الکریم ۲/ ۲۲۱

علیہ الصلوٰۃ والتسلیم خصوصًا مراد نہیں، جہاں فرمایا اَمْوَاتٌ غَیْرُ اَحْیَآءٍ[1] (مردے ہیں زندہ نہیں۔ت) اموات سے متبادر یہ ہوتا ہے کہ پہلے زندہ تھے پھر موت لاحق ہوئی لہٰذا ارشاد ہوا "غَیر اَحْیاءٍ" یہ وہ مردے ہیں کہ نہ اب تک زندہ ہیں نہ کبھی تھے نرے جماد ہیں، یہ بتوں ہی پر صادق ہے، تفسیر ارشاد العقل السلیم میں ہے:

حیث کان بعض الاموات ممّا یعتریہ الحیاۃ سابقا اولاحقا کاجساد الحیوان والنطف التی ینشئھا اللہ تعالٰی حیوانا احترز عن ذٰلك فقیل غیر احیاءٍ ای لا یعتریھا الحیوۃ اصلا فھی اموات علی الاطلاق[2]	بعض اموات وہ تھے جنھیں زندگی حاصل تھی جیسے مردہ حیوان کا جسم، اور بعض وہ ہیں جنھیں زندگی ملنے والی ہے مثلًا نطفہ جسے اللہ تعالٰی مستقبل میں حیوان بنائے گا اس لئے ایسے اموات سے احتراز کیا اور فرمایا غیر احیاء یعنی یہ وہ اموات ہیں جنھیں زندگانی (ماضی یا مستقبل میں) بالکل حاصل نہیں لہٰذا یہ علی الاطلاق اموات ہیں۔

خاکسار رب عزوجل فرماتا ہے:

"وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ؕ بَلْ اَحْیَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ یُرْزَقُوْنَ ﴿۱۶۹﴾ فَرِحِیْنَ بِمَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۙ"[3]	خبردار! شہیدوں کو ہرگز مردہ نہ جانیو بلکہ وہ اپنے رب کے یہاں زندہ ہیں، روزی پاتے ہیں، اللہ نے جو اپنے فضل سے دیا اس پر خوش ہیں۔

اور فرماتا ہے:

"وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ؕ بَلْ اَحْیَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ﴿۱۵۴﴾"[4]	جو اللہ کی راہ میں مارے جائیں انہیں مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں تمہیں خبر نہیں۔

محال ہے کہ شہید کو تو مردہ کہنا حرام، مردہ سمجھنا حرام اور انبیاء **معاذ اللہ** مردے کہے سمجھے جائیں، یقینا قطعًا ایمانًا وہ "**اَحْیاء غَیر اَمْوَاتٍ**" (زندہ ہیں مردے نہیں۔ت) ہیں نہ کہ عیاذًا باللہ "**اموات غَیر اَحْیاءٍ**" (مردے ہیں زندہ نہیں۔ت) جس وعدہ الٰہیہ کی تصدیق کے لئے ان کو عروضِ موت ایک آن کے لئے لازم ہے قطعًا شہداء کو بھی لازم ہے۔ "**كُلُّ نَفْسٍ ذَآىٕقَةُ الْمَوْتِ ؕ**"[5] (ہر جان کو موت کا

---

[1] القرآن الکریم ۱۶/ ۲۱

[2] ارشاد العقل السلیم (تفسیر ابی السعود) آیۃ ۱۶/ ۲۱ دار احیاء التراث العربی بیروت ۵/ ۱۰۶

[3] القرآن الکریم ۳/ ۱۶۹

[4] القرآن الکریم ۲/ ۱۵۴

[5] القرآن الکریم ۲۱/ ۳۵

مزہ چکھنا ہے۔ت) پھر جب یہ "اَحْیاء غَیر اَمْوَاتٍ" ہیں وہ یقیناً ان سے لاکھوں درجے زائد "اَحْیاء غَیر امواتٍ" ہیں نہ کہ "اَمْوات غَیر اَحْیاءٍ"۔

سادسًا: آیہ کریمہ میں "وَهُمْ قَدْ خُلِقُوْا" بصیغہ ماضی نہیں بلکہ "وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ ۝۲۰"[1] بصیغہ مضارع ہے کہ دلیل تجدّد واستمرار ہو یعنی بنائے گھڑے جاتے ہیں اور نئے نئے بنائے گھڑے جائیں گے، یہ یقیناً بُت ہیں۔

سابعًا: آیہ کریمہ میں ان سے کسی چیز کی خلق کا سلبِ کُلّی فرمایا کہ "لَا يَخْلُقُوْنَ شَيْـًٔا"[2] (وہ کوئی چیز نہیں بناتے۔ت) اور قرآن عظیم نے عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے بعض اشیاء کی خلق ثابت فرمائی، "وَ اِذْ تَخْلُقُ مِنَ الطِّيْنِ كَهَيْـَٔةِ الطَّيْرِ"[3] (اور جب تو مٹی سے پرند کی مورت بناتا) اور ایجاب جزئی نقیض سلبِ کُلّی ہے تو عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر صادق نہیں، نامناسب سے قطع نظر ہو تو اَمْوات قضیہ مطلقہ عامہ ہے یا دائمہ بر تقدیر ثانی یقیناً انس وجن وملک سے کوئی مراد نہیں ہوسکتا کہ ان کیلئے حیات بالفعل ثابت ہے نہ کہ ازل سے ابد تک دائم موت، بر تقدیر اوّل قضیہ کا اتنا مفاد کہ کسی نہ کسی زمانے میں ان کو موت عارض ہو، یہ ضرور عیسٰی وملائکہ علیہم الصلوٰۃ والسلام سب کے لئے ثابت، بیشک ایک وقت وہ آئے گا کہ مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام وفات پائیں گے اور روز قیامت ملائکہ کو بھی موت ہے، اس سے یہ کب ثابت ہوا کہ موت ہوچکی، ورنہ "يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ" میں ملائکہ بھی داخل ہیں، لازم کہ وہ بھی مر چکے ہوں، اور یہ باطل ہے۔ تفسیر انوار التنزیل میں ہے:

(اَمْوَات)حالًا اومالًا غیر احیاءٍ بالذّاتِ لیتناول کُلّ معبودٍ[4]	(مردے حال میں یا آئندہ غیر زندے بالذات تاکہ ہر معبود کو شامل ہو۔ت)

تفسیر عنایۃ القاضی میں ہے:

فالمراد مالا حیٰوۃ لہ سواء کان لہ حیٰوۃ ثم مات کعزیر او سیموت کعیسٰی والملئکۃ علیھم السلام اولیس من شانہ الحیٰوۃ کالا صنام[5]	یعنی ان اموات سے عام مراد ہے خواہ اس میں حیات کی قابلیت ہی نہ ہو جیسے بت، یا حیات تھی اور موت عارض ہوئی جیسے عزیر، یا آئندہ عارض ہونے والی ہے جیسے عیسٰی وملائکہ علیہم الصلوٰۃ والسلام۔

منکرین دیکھیں کہ ان کا شبہ ہر پہلو پر مردود ہے، وللہ الحمد۔

---

[1] القرآن الکریم ۱۶/ ۲۰

[2] القرآن الکریم ۱۶/ ۲۰

[3] القرآن الکریم ۵/ ۱۱۰

[4] انوار التنزیل (تفسیر بیضاوی) آیۃ ۱۶/ ۲۱ مصطفی البابی مصر، ۱/ ۲۷۰

[5] عنایۃ القاضی حاشیۃ الشھاب علی تفسیر البیضاوی آیۃ ۱۶/ ۲۱، دار صادر بیروت، ۵/ ۳۲۲

شُبہ دوم: لَعَنَ اللهُ الْیھُوْدَ وَالنَّصَارٰی[1] اللہ تعالٰی یہود و نصارٰی پر لعنت فرمائے۔ **اقول:** وَالْمِرْزَائِیَة لَعَنَهُمْ لَعْنًا کَبِیْرًا (میں کہتا ہوں کہ مرزائیوں پر بھی بڑی لعنت ہو) **اوّلاً:** اَنْبِیَائِهِمْ [2] میں اضافت استغراق کے لئے نہیں کہ موسٰی سے یحیٰی علیہما الصلوٰۃ والسلام تک ہر نبی کی قبر کو یہود و نصارٰی سب نے مسجد کرلیا ہو، یہ یقیناً غلط ہے، جس طرح "وَقَتْلِهِمُ الْاَنْۢبِیَآءَ بِغَیْرِ حَقٍّ" [3] (انہوں نے انبیاء کو ناحق شہید کیا۔ت) میں اضافت ولام کوئی استغراق کا نہیں کہ نہ سب قاتل اور نہ سب انبیاء شہید کئے، قال اللہ تعالٰی:

"فَفَرِیْقًا كَذَّبْتُمْ وَفَرِیْقًا تَقْتُلُوْنَ ﴿۸۷﴾" [4]	(انبیاء کے ایک گروہ کو تم نے جھٹلایا اور ایک گروہ کو قتل کرتے ہو۔ت)

اور جب استغراق نہیں تو بعض میں مسیح علیہ الصلوٰۃ والسّلام کا داخل کرلینا ادّعائے باطل و مردود ہے، یہود کے سب انبیاء نصارٰی کے بھی انبیاء تھے، یہود و نصارٰی کا ان میں بعض قبورِ کریمہ کو (مسجد بنالینا) صدقِ حدیث کے لئے بس اور اس سے زیادہ مرتدین کی ہوس۔ فتح الباری شرح صحیح بخاری میں یہ اشکال ذکر کرکے کہ نصارٰی کے انبیاء کہاں ہیں، ان کے تو صرف ایک عیسٰی نبی تھے ان کی قبر نہیں، ایک جواب یہی دیا جو بتوفیقہ تعالٰی ہم نے ذکر کیا کہ:

اوالمراد بالا تخاذ اعم من ان یکون ابتداعًا او اتباعًا فالیھود ابتدعت والنصارٰی اتبعت، ولا ریب ان النصارٰی تعظم قبور کثیر من الانبیاء الذین تعظمھم الیھود [5]	انبیاء کی قبروں کو مسجد بنانا عام ہے کہ ابتدًا ہو یا کسی کی پیروی میں، یہودیوں نے ابتداء کی اور عیسائیوں نے پیروی کی، اور اس میں شک نہیں کہ نصارٰی بہت سے ان انبیاء کی قبروں کی تعظیم کرتے ہیں جن کی یہودی تعظیم کرتے ہیں۔

ثانیاً: امام حافظ الشان (ابن حجر) نے دوسرا جواب یہ دیا کہ اس روایت میں اقتصار واقع ہوا، واقع یہ ہے کہ یہود اپنے انبیاء کی قبور کو مساجد کرتے اور نصارٰی اپنے صالحین کی قبروں کو، ولہذا صحیح بخاری حدیث ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ میں دربارہ قبور انبیاء تنہا یہود کا نام ہے:

ان رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قال قاتل اللہ الیھود اتخذوا قبور	فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اللہ تعالٰی یہودیوں کو ہلاک فرمائے انہوں نے اپنے

---

[1] صحیح البخاری کتاب الجنائز باب مایکرہ من اتخاذ المسجد علی القبور، قدیمی کتب خانہ کراچی، ۱/ ۱۷۷

[2] صحیح البخاری کتاب الجنائز باب مایکرہ من اتخاذ المسجد علی القبور، قدیمی کتب خانہ کراچی، ۱/ ۱۷۷

[3] القرآن الکریم ۴/ ۱۵۵

[4] القرآن الکریم ۲/ ۸۷

[5] فتح الباری شرح صحیح بخاری، کتاب الصلٰوۃ دار المعرفۃ بیروت ۱/ ۴۴۴

انبیائھم مساجد [1]	انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہیں بنالیا۔

اور صحیح بخاری حدیث اُم سلمہ رضی اللہ تعالٰی عنہا میں جہاں تنہا نصارٰی کا ذکر تھا صرف صالحین کا ذکر فرمایا، انبیاء کا نام نہ لیا کہ:

قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اولئك قوم اذا مات فیھم العبد الصالح اوالرجل الصالح بنوا علٰی قبرہ مسجدًا وصوّروا فیہ تلك الصُّوَر [2]	رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا نصارٰی وہ قوم ہے کہ جب ان میں کوئی نیک آدمی فوت ہوجاتا تو اس کی قبر پر مسجد بنالیتے اور اس میں تصویریں بناتے۔

اور صحیح مسلم حدیث جندب رضی اللہ تعالٰی عنہ میں یہود و نصارٰی دونوں کو عام تھا انبیاء و صالحین کو جمع فرمایا کہ:

سمعت النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قال الاوان من کان قبلکم کانوا یتخذون قبور انبیائھم وصالحیھم مساجدا [3]	میں نے نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے سنا آپ نے فرمایا خبردار! تم سے پہلے لوگ اپنے انبیاء اور صالحین کی قبروں کو سجدہ گاہیں بنالیتے تھے۔ ہمیشہ جمع طرق سے معنی حدیث کا ایضاح ہوتا ہے۔

ثالثًا اقول: چالاکی بھی سمجھئے! یہ فقط قبرِ عیسٰی ثابت کرنا نہیں بلکہ اس میں بہت اہم راز مضمر ہے، قادیانی مدعیِ نبوت تھا اور سخت جھوٹا کذاب جس کے سفید چمکتے ہوئے جھوٹ وہ محمدی والے نکاح، اور انبیاء کے چاند والے بیٹے قادیان و قادیانیہ کے محفوظ از طاعون رہنے کی پیشین گوئیاں وغیرہا ہیں، اور ہر عاقل جانتا ہے کہ نبوت اور جھوٹ کا اجتماع محال، اس سے قادیانی کا سارا گھر ہر عاقل کے نزدیک گھروندا ہوگیا اس لئے فکر ہوئی کہ انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو **معاذ اللہ** جھوٹا ثابت کریں کہ قادیانی کذاب کی نبوت بھی بن پڑے، اس کا علاج خود قادیانی نے اپنے ازالہ اوہام ص ۶۲۹ پر یہ کیا کہ ایک زمانے میں چار سو نبیوں کی پیشگوئی غلط ہوئی اور وہ جھوٹے، یہ اس مرتد کے اکٹھے چار سو کفر کہ ہر نبی کی تکذیب کفر ہے، بلکہ کروڑوں کفر ہیں کہ ایک نبی کی تکذیب تمام انبیاء اللہ کی تکذیب ہے، **قال اللہ تعالٰی:** "کَذَّبَتۡ قَوۡمُ نُوۡحِ ۣالۡمُرۡسَلِیۡنَ ﴿۱۰۵﴾" [4] (نوح کی قوم نے پیغمبروں کو

---

[1] صحیح البخاری کتاب الصلوٰۃ، قدیمی کتب خانہ کراچی۔ ۱/ ۶۲

[2] صحیح البخاری کتاب الصلوٰۃ، قدیمی کتب خانہ، کراچی۔ ۱/ ۶۲

[3] صحیح مسلم کتاب المساجد، باب: النہی عن بناء المسجد علی القبور، قدیمی کتب خانہ، کراچی ۱/ ۲۰۱

[4] القرآن الکریم ۲۶/ ۱۰۵

جھٹلایا۔ت) تو اس نے چار سو ہر نبی کی تکذیب کی، اگر انبیاء ایک لاکھ عـــہ۱ چوبیس ہزار ہیں [1] تو قادیانی کے چار کروڑ چھیانوے لاکھ کفر، اور اگر دولاکھ عـــہ۲ چوبیس ہزار [2] ہیں تو یہ اس کے آٹھ کروڑ چھیانوے لاکھ کفر ہیں، اور اب ان مرزائیوں نے خود یا اسی سے سیکھ کر اندارج کفر میں اور ترقی معکوس کرکے اسفل سافلین پہنچنا چاہا کہ معاذاللہ سید المرسلین محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وعلیہم اجمعین کا جھوٹ ثابت کریں، اس حدیث کے یہ معنے گھڑے کہ نصارٰی نے عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قبر کو مسجد کرلیا، یہ صریح سپید جھوٹ ہے، نصارٰی ہر گز مسیح کی قبر ہی نہیں مانتے اسے مسجد کرلینا تو دوسرا درجہ ہے، تو مطلب یہ ہوا کہ دیکھو مصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم (کے دشمنوں) نے (خاک بدہنِ ملعونان) کیسی صریح جھوٹی خبر دی پھر اگر ہمارا قادیانی نبی جھوٹ کے پھنکے اڑاتا تھا تو کیا ہوا قادیانی مرتدین کا اگر یہ مطلب نہیں تو جلد بتائیں کہ نصارٰی مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قبر کب مانتے ہیں، کہاں بتاتے ہیں، کس کس نصرانی نے اس قبر کو مسجد کرلیا جس کا مصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ذکر کیا، اس مسجد کا روئے زمین پر کہیں پتا ہے؟ ان نصرانیوں کا دنیا کے پردے پر کہیں نشان ہے؟ اور جب یہ نہ بتاسکو اور ہر گز نہ بتاسکو گے تو اقرار کرو کہ تم نے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے ذمّے **معاذ اللہ** دروغ گوئی کا الزام لگانے کو حدیث کے یہ معنی گھڑے اور:

"اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَةِ وَ اَعَدَّ لَهُمْ	(بیشک جو ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو ان پر اللہ کی لعنت دنیا اور آخرت میں اور اللہ نے

عـــہ۱: کما رواہ احمد وابن حبان والحاکم والبیہقی وغیرھم عن ابی ذر وھٰؤلاء وابن ابی حاتم والطبرانی وابن مردویہ عن ابی امامۃ رضی اللہ تعالٰی عنہما ۱۲ منہ غفرلہ (م)

(جیسا کہ احمد ابن حبان، حاکم، بیہقی وغیرہم نے ابو ذر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے نیز انہوں نے اور ابن ابی حاتم، طبرانی اور ابن مردویہ نے ابی امامہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا ۱۲ منہ غفرلہ۔ت)

عـــہ۲: کما فی روایۃ علٰی ما فی شرح عقائد النسفی للتفتازانی قال خاتم الحفاظ لم اقف علیہا ۱۲ منہ غفرلہ (م)

(جیسا کہ دوسری روایت میں ہے جس کو علامہ تفتازانی نے شرح عقائد نسفی میں ذکر فرمایا، خاتم الحفاظ نے فرمایا میں اس پر واقف نہیں ہوا ۱۲ منہ)

---

[1] مسند احمد بن حنبل، حدیث ابو امامۃ الباہلی، دار الفکر بیروت، ۵/ ۲۶۶

[2] شرح عقائد النسفی دار اشاعۃ العربیۃ قندھار، افغانستان، ص ۱۰۱

عَذَابًا مُّهِيْنًا ﴿۵۷﴾ "[1]	ان کے لئے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔ت)

کی گہرائی میں پڑے الالعنۃ اللہ علی الظّٰلمین، کیوں، حدیث سے موت عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر استدلال کامزا چکّھا؟

" كَذٰلِكَ الْعَذَابُ ؕ وَ لَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۳﴾ "[2] (واللہ تعالٰی اعلم)	(مار ایسی ہوتی ہے اور بیشک آخرت کی مار سب سے بڑی، کیا اچھا تھا اگر وہ جانتے۔ت) (واللہ تعالٰی اعلم)

کتبـــــــــــــــــــــــــــــــــہ

العبد المذنب

احمد رضا البریلوی عفی عنہ

بمحمدن المصطفٰی

صلی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہ وسلم۔

---

[1] القرآن الکریم ۳۳/ ۵۷

[2] القرآن الکریم ۶۸/ ۳۳

رساله

جزاء اللّٰه عدوّہ بابائہٖ ختم النبوّة ۱۳۱۶ھ

(دشمنِ خدا کے ختم نبوت کا انکار کرنے پر خدائی جزاء)

مسئلہ ۸۱: از شیخ خدا بخش اہلسنّت والجماعت محلّہ سوئی گری کی پول، ۱۹ رجب ۱۳۱۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ولید ساکن مشہد کہ اپنے آپ کو سید کہلواتا، اپنا عقیدہ بایں طور پر رکھتا ہے کہ حضرت علی و فاطمہ و حسنین رضی اللہ تعالٰی عنہم کو انبیاء و رسول کہنا ثابت ہے اور اپنے زعم میں اس کا ثبوت حدیثوں سے بتاتا ہے، ایسا عقیدہ رکھنے والا مسلمان سنت و جماعت اولیائے کاملین سے ہے یا غالی رافضی کافر اولیائے شیاطین سے؟ اور جو شخص عقیدہ کفریہ رکھے وہ سید ہو سکتا ہے، یا نہیں؟ اور اسے سید کہنا روا ہے یا نہیں؟ بَیِّنُوْا تُوْجَرُوْا (بیان کیجئے اجر حاصل کیجئے۔ت)

الجواب:

الحمد للّٰه رب العٰلمین وسلام علی المرسلین، ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولٰکن رسول اللّٰه و خاتم النبیین وکان اللّٰه بکلّ شیئ علیما۔	تمام خوبیاں اللہ تعالٰی رب العالمین کو اور سلام تمام رسولوں پر، محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم تم میں سے کسی ایک مرد کے باپ نہیں لیکن اللہ کے رسول اور نبیوں کے پچھلے، اور اللہ تعالٰی ہر شئے کا عالم ہے

یا من یصلی علیه هو وملئکته صل علیه وعلٰی اله و صحبه وبارك وسلم تسلیما اٰمین، ربّ انّی اعوذبك من همزات الشیطٰین واعوذبك ربّ ان یحضرون و صلی اللّٰه تعالٰی علٰی خاتم المرسلین اول الانبیاء خلقًا واٰخرهم بعثًا واٰله وصحبه والتابعین ولعن وقتل واخزی وخذل مردة الجن وشٰیطین الانس و اعاذنا ابدا من شرهم اجمعین اٰمین۔	اے وہ ذات جس پر اللہ تعالٰی اور اس کے فرشتوں کے درود اور اس کے آل واصحاب پر اور سلام کامل۔آمین۔اے میرے رب میں تیری پناہ مانگتا ہوں شیاطین کے وسوسوں سے،اور اے میرے رب میں تیری پناہ مانگتا ہوں کہ وہ میرے پاس آئیں،اور صلوٰۃ اللہ خاتم المرسلین پر جو تمام انبیاء سے پیدائش میں اول اور بعثت میں ان سے آخر اور اس کی آل واصحاب اور تابعین پر،اور لعنت اور ہلاکت،رسوائی اور ذلت ہو اللہ تعالٰی کی طرف سے سرکش جنّوں اور انسانی شیطانوں پر،اور ان سب کے شر سے ہمیشہ ہمیں پناہ دے،آمین۔ت)

اللہ عزوجل سچا اور اس کا کلام سچا،مسلمان پر جس طرح لا اله الا اللّٰه ماننا اللّٰه سبحٰنه وتعالٰی کو احد صمد لا شریك له جاننا فرضِ اوّل ومناط ایمان ہے یونہی محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو خاتم النبیین ماننا ان کے زمانے میں خواہ ان کے بعد کسی نبی جدید کی بعثت کو یقینا محال وباطل جاننا فرض اجل وجزء ایقان ہے "وَلٰكِنۡ رَّسُوۡلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ"[1] (ہاں اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں میں پچھلے۔ت) نص قطعی قرآن ہے،اس کا منکر نہ منکر بلکہ شبہ کرنے والا نہ شاک کہ ادنٰی ضعیف احتمال خفیف سے توہّم خلاف رکھنے والا قطعًا اجماعًا کافر ملعون مخلد فی النیران ہے،نہ ایسا کہ وہی کافر ہو بلکہ جو اس کے عقیدہ ملعونہ پر مطلع ہو کر اسے کافر نہ جانے وہ بھی کافر،جو اس کے کافر ہونے میں شک وتردّد کو راہ دے وہ بھی کافر بین الکافر جلی الکفران ہے،ولید پلید جس کا قول نجس تراز بول،سوال میں مذکور،ضرور ولی ہے بیشک ضرور مگر حاشانہ ولی الرحمٰن بلکہ عدو الرحمٰن ولی الشیطان ہے،یہ جو میں کہہ رہا ہوں میرا فتوٰی نہیں اللہ واحد قہار کا فتوٰی ہے،خاتم الانبیاء الاخیار کا فتوٰی ہے،علی مرتضٰی وبتول زہرا وحسن مجتبٰی وشہید کربلا تمام ائمہ اطہار کا فتوٰی ہے صلی اللّٰه تعالٰی علٰی سیدھم ومولاھم وعلیھم وسلّم۔شفاء شریف واعلام بقواطع الاسلام میں ہے:

یکفر ایضامن کذب بشیئ مما صرح	نیز تکفیر کی جائیگی جس نے قرآن کے صریح حکم یا خبر

[1] القرآن الکریم ۳۳/ ۴۰

فی القراٰن من حکم او خبر، او اثبت ما نفاہ او نفی ما اثبتہ علٰی علم منہ بذٰلک، اوشك فی شیئ من ذٰلک[1]	کی تکذیب کی، یا جس نے علم کے باوجود اس کی نفی کردہ کا اثبات کیا یا اس کے ثابت کردہ کی نفی کی، یا جس نے اس میں شک کیا۔ت۔

فتاوٰی حدیثیہ امام ابن حجر مکی میں ہے:

التردد فی المعلوم من الدین بالضرورۃ کالانکار[2]	بدیہی ضروری دینی معلوم چیز میں تردد کرنا ایسا ہی ہے جیسا کہ اس کا انکار کرنا ہے۔ت

شفاء میں ہے:

وقع الاجماع علٰی تکفیر کل من دافع نص الکتاب او خص حدیثا مجمعا علٰی نقلہ مقطوعا بہ مجمعا علی حملہ علی ظاھرہ ولھذا نکفر من لم یکفر من دان بغیر ملۃ الاسلام اووقف فیھم اوشک (فی کفرھم) اوصحح مذھبھم، وان اظھر الاسلام واعتقدہ واعتقد ابطال کل مذھب سواہ فھو کافر باظھار ما اظھر من خلاف ذٰلک اھ[3] مختصرا مزیدا من نسیم الریاض ما بین الھلالین۔	ایسے شخص کے کفر پر امت مسلمہ کا اجماع ہے جو کتاب اللہ کی نص کا انکار کرے یا ایسی حدیث جس کے نقل پر یقین ہے اس کی تخصیص کرے حالانکہ اجماع کے مطابق اپنے ظاہری معنی پر محمول ہے۔اسی لئے ہم ایسے شخص کی تکفیر کرتے ہیں جو اسلام کے غیر کسی دین والے کی تکفیر نہ کرے یا توقف یا شک کرے (ان کے کفر میں) یا ان کے مذہب کو صحیح سمجھے، اگرچہ ایسا شخص اسلام کا اظہار کرے اور عقیدہ رکھے اور اسلام کے سواہر مذہب کے بطلان کا عقیدہ رکھے اس سبب سے کہ وہ اپنے ظاہر کئے کا خلاف ظاہر کرتا ہے لٰہذا وہ کافر ہے اھ مختصراً، ہلالین کے درمیان نسیم الریاض کی طرف سے زائد ہے۔(ت)

اسی میں ہے:

اجماع علٰی کفر من لم یکفر کل من	اسلام سے علیحدگی اختیار کرنے والے کی تکفیر نہ کرنے والے

[1] اعلام بقواطع الاسلام مع سبل النجاۃ، فصل آخر فی الخطاء مکتبۃ الحقیقیۃ استنبول، ص ۳۸۱

[2] فتاوٰی حدیثیہ، باب اصول الدین، مطبعہ جمالیہ مصر، ص ۱۴۶

[3] الشفاء للقاضی عیاض فصل فی بیان ما ھو من المقالات، مطبعۃ شرکۃ صحافیۃ فی البلاد العثمانیۃ ۲ /۲۷۱، نسیم الریاض شرح الشفاء فصل فی بیان ما ھو من المقالات، دارالفکر بیروت، ۴ /۵۰۹-۱۰

فارق دین المسلمین اووقف فی تکفیر ھم اوشک[1] مختصرًا۔	یاان کی تکفیر میں توقف یاشک کرنے والے کی تکفیر نہ کرنے والے کے کفر پر اجماع ہے، مختصرًا۔(ت)

بزازیہ ودرمختار وغیرہما میں ہے:

من شك فی کفرہ وعذابہ فقد کفر[2]	جس نے اس کے کفراور عذاب میں شک کیاوہ کافر ہے۔(ت)

بلکہ شخص مذکور پر لازم وضرور ہے کہ اپنے آپ ہی اپنے کفر والحاد وزندقہ وارتداد کا فتوٰی لکھے، آخر یہ تو بداہۃً ضرورۃً موافقین ومخالفین حتی کہ کفار ومشرکین سب کو معلوم ومسلم کہ حضرات حسنین اور ان کے والدین کریمین رضی اللہ تعالٰی عنہم مسلمان تھے، قرآن عظیم پر ایمان رکھتے اور بلاشبہ اسے کلام اللہ جانتے، اس کے ایک ایک حرف کو حق مانتے، اور اسی قرآن کا ارشاد ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں تو قطعًا وہ بھی حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو خاتم النبیین اعتقاد کرتے تو قطعًا یقینا اپنے آپ کو نبی ورسول نہ جانتے اور اس ادعائے ملعون کو باطل وملعون ہی مانتے کہ قول بالمتنافیین کسی عاقل سے معقول نہیں، اب یہ شخص کہ انہیں نبی ورسول مانتا ہے خود اپنے ہی ساختہ رسولوں کو کاذب ومبطل جانتا ہے اور رسولوں کی تکذیب کفرِ ظاہر ہے تو خود ہی اپنے عقیدے کی رو سے کافر ہے، غرض انہیں رسول کہہ کر اعتقاد ختم نبوت میں سچا جانا تو اس ایمانی عقیدے کا منکر ہو کر کافر ہوا، اور جھوٹا مانا تو اپنے ہی رسولوں کی آپ تکذیب کرکے کافر ہوا مفر کدھر، ولا حول ولا قوّۃ الاّ باللہ العزیز الاکبر۔

ولید کے مقابل ذکرِ احادیث ونصوص علمائے قدیم وحدیث کا کیا موقع کہ جو نص قطعی قرآن کو نہ مانے حدیث وعلماء کی کیا قدر جانے، مگر بحمد اللہ تعالٰی مسلمانوں کے لئے متعدد منافع ظاہر وبین ہیں، قرآن وحدیث دونوں ایمانِ مومن ہیں، احادیث کا بار بار تکرار اظہار دلوں میں ایمان کی جڑ جمائے گا، آیہ کریمہ میں وساوسِ ملعونہ

ف: اہلبیت کرام خواہ کسی امتی کو نبی ماننے والا خود اپنے اقرار سے بھی کافر ہے۔

---

[1] الشفاء للقاضی فصل فی تحقیق القول فی اکفار المتاؤلین، مطبعۃ شرکۃ صحافیۃ فی البلاد العثمانیۃ ۲/ ۲۶۷

[2] درمختار، باب المرتد، مطبع مجتبائی دہلی، ۱/ ۳۵۶

بعض شیاطین نجدیہ کا استیصال فرمائے گا، ختم نبوت وخاتم النّبیین کے صحیح ونجیح معنی بتائے گا، بعض قاسمان کفر ومجون کے اختراع جنون کو مردود وملعون بنائے گا۔

ولید پلید کے ادعائے خبیث ثبوت بالحدیث کا بطلان دکھائے گا، نصوصِ ائمہ سے اہلِ ایمان کو صحت فتوٰی پر زیادہ تر اعتبار واعتماد آئے گا معہذا ذکر محبوب راحتِ قلوب ہے، ان کی یاد سے مسلمانوں کا دل چین پائے گا۔

بریت آدم اور ختم نبوّت:

فاقول: وبحول اللہ احول (ارشادات الٰہیہ)

طبرانی معجم کبیر میں اور حاکم بافادہ تصحیح اور بیہقی دلائل النبوۃ میں امیر المؤمنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں، جب آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے لغزش واقع ہوئی عرض کی یارب **اسئلك بحق محمد ان غفرت لی** (الٰہی! میں تجھے محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا واسطہ دے کر سوال کرتا ہوں کہ میری مغفرت فرما) ارشاد ہوا: اے آدم! تو نے محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) کو کیونکر پہچانا حالانکہ میں نے ابھی اسے پیدا نہ کیا؟ عرض کی: الٰہی! جب تو نے مجھے اپنی قدرت سے بنایا اور مجھ میں اپنی روح پھونکی میں نے سر اٹھا کر دیکھا تو عرش کے پایوں پر لکھا پایا **لا الٰہ الاّ اللہ محمّد رسول اللہ** تو میں نے جانا تو نے اسی کا نام اپنے نامِ پاک کے ساتھ ملایا ہوگا جو تجھے تمام جہان سے زیادہ پیارا ہے۔ فرمایا:

صدقت یاٰادم انه لاحب الخلق الیّ واذ سألتنی بحقه فقد غفرت لك ولو لا محمد ما خلقتک[1]۔ زاد الطبرانی وھو اٰخر الانبیاء من ذرّیتک[2]	اے آدم! تو نے سچ کہا بیشک وہ مجھے تمام جہان سے زیادہ پیارا ہے اور جب تو نے مجھے اس کا واسطہ دے کر سوال کیا تو میں نے تیرے لئے مغفرت فرمائی، اگر محمد نہ ہوتا تو میں تجھے نہ بناتا۔ طبرانی نے یہ اضافہ کیا: وہ تیری اولاد میں سب سے پچھلا نبی ہے صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

حضرت موسٰی علیہ السلام اور ختم نبوّت:

ابونعیم ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ان موسٰی لما نزلت علیه التوراة وقرأها	جب موسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر توریت اتری اسے

---

[1] المستدرك للحاکم کتاب التاریخ، استغفار آدم علیه السلام بحق محمد صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم دار الفکر بیروت، ۲/ ۶۱۵، دلائل النبوۃ للبیہقی باب ما جاء فی تحدّث رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم دار الکتب العلمیه، بیروت، ۵/ ۴۸۹

[2] المعجم الاوسط للطبرانی، حدیث ۶۴۹۸، مکتبۃ المعارف ریاض، ۷/ ۲۵۹

وجد فیھا ذکر ھذہ الامۃ فقال یارب انی اجد فی الالواح امۃ ھم الاٰخرون السابقون فاجعلھا امتی قال تلك امّۃ احمد[1]	(پڑھا تو اس میں اس امّت کا ذکر پایا عرض کی: اے رب میرے! میں ان لوحوں میں ایک امت پاتا ہوں کہ وہ زمانے میں سب سے پچھلی اور مرتبے میں سب سے اگلی، تو یہ میری امت کر، فرمایا: یہ امت احمد کی ہے صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔)

حضرت آدم علیہ السلام اور سرکار دوعالم:

ابن عساکر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لما خلق اللہ اٰدم اخبرہ ببنیہ فجعل یرٰی فضائل بعضھم علٰی بعض فراٰی نورًا ساطعا فی اسفلھم. فقال یا رب من ھذا قال ھذا ابنك احمد و ھوالاول وھو الاٰخر وھو اول شافع واول مشفع[2]	جب اللہ تعالٰی نے آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پیدا کیا انہیں ان کے بیٹوں پر مطلع فرمایا، وہ ان میں ایک کی دوسرے پر فضیلتیں دیکھا کئے تو ان سب کے آخر میں بلند و روشن نور دیکھا، عرض کی، الٰہی! یہ کون ہے؟ فرمایا: یہ تیرا بیٹا احمد ہے یہی اوّل ہے اور یہی آخر ہے اور یہی سب سے پہلا شفیع اور یہی سب سے پہلا شفاعت مانا گیا صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

خاتم النبیین:

نیز بطریق ابی الزبیر حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی، فرمایا:

بین کتفی اٰدم مکتوب، محمد رسول اللہ خاتم النبیین[3]، صلی اللہ علیہ وسلم۔	آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دونوں شانوں کے وسط میں قلم قدرت سے لکھا ہوا ہے محمد رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

محمد اور دروازہ جنت:

ابن ابی شیبہ مصنف میں بطریق مصعب بن سعد حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی:

---

[1] دلائل النبوۃ لا بی نعیم ذکر الفضیلۃ الرابعۃ، عالم الکتب بیروت ۱/ ۱۴

[2] مختصر تاریخ دمشق لا بن عَساکر باب ماورد فی اصطفائہٖ علی العالمین الخ دار الفکر بیروت، ۲/ ۱۱۱، کنزالعمال حدیث ۳۲۰۵۲، موسسۃ الرسالۃ بیروت ۱۱/ ۴۳۷

[3] مختصر تاریخ دمشق لابن عساکر باب ذکر ما خص بہ و شرف بہ الخ عالم الکتب بیروت ۲/ ۱۳۷

انه قال اول من یاخذ بحلقة باب الجنة فیفتح له محمد صلی الله تعالٰی علیه و سلم ثم قرأ اٰیة من التوراة اضرابا قدمایا نحن الاخرون الاولون[1]	یعنی انہوں نے کہا سب سے پہلے جو دروازہ جنت کی زنجیر پر ہاتھ رکھے گا پس اس کے لئے دروازہ کھولا جائے گا، وہ محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ہیں، پھر توریت مقدس کی آیت پڑھی کہ سب سے پہلے مرتبے میں سابق زمانے میں لاحق، یعنی امتِ محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

خاتم الانبیاء کی بشارت:

ابن سعد عامر شعبی سے راوی، سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے صحیفوں میں ارشاد ہوا:

انه کائن من ولدك شعوب وشعوب حتی یاتی النبی الامیّ الذی یکون خاتم الانبیاء[2]	بیشک تیری اولاد میں قبائل در قبائل ہوں گے یہاں تک کہ نبی امّی خاتم الانبیاء جلوہ فرما ہو صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

یعقوب علیہ السلام و خاتم الانبیاء:

محمد بن کعب قرظی سے راوی:

اوحی الله تعالٰی الٰی یعقوب انی ابعث من ذریتك ملوکا وانبیاء حتی ابعث النبی الحرمی الذی تبنی امته هیکل بیت المقدس، وهو خاتم الانبیاء، واسمه احمد[3]	اللہ عزوجل نے یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو وحی بھیجی میں تیری اولاد سے سلاطین وانبیاء بھیجتا رہا کروں گا یہاں تک کہ ارسال فرماؤں اس حرم محترم والے نبی کو جس کی امت بیت المقدس کی بلند تعمیر بنائے گی اور اس کا نام احمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ہے۔

اشعیاء اور احمد مجتبٰی:

ابن ابی حاتم وہب بن منبہ سے راوی:

قال اوحی الله تعالٰی الٰی اشعیاء انی باعث	اللہ عزوجل نے اشعیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام پر وحی بھیجی

---

[1] مصنف ابن ابی شیبه کتاب الفضائل، ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیه کراچی، ۱۱/ ۴۳۴

[2] الطبقات الکبرٰی لابن سعد ذکر من تسمی فی الجاہلیه بمحمد صلی الله تعالٰی علیه وسلم دارصادر بیروت، ۱/ ۱۶۳

[3] الطبقات الکبرٰی لابن سعد ذکر من تسمی فی الجاہلیه بمحمد دارصادر بیروت، ۱/ ۱۶۳

نبیا امیا افتح بہ آذانا صما وقلوبا غلفا واعینا عمیا، مولدہ بمکۃ ومہاجرہ بطیبۃ ومبلکہ بالشام (وساق الحدیث فیہ)الکثیر الطیب من فضائلہ و شمائلہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم الٰی ان قال ولاجعلن امتہ خیر امۃ اخرجت للناس(وذکر صفاتھم الٰی ان قال)اختم بکتابھم الکتب بشریعتھم الشرائع و بدینھم الادیان[1] الحدیث الجلیل الجمیل۔	میں نبی اُمی کو بھیجنے والا ہوں،اس کے سبب بہرے کان اور غافل دل اور اندھی آنکھیں کھول دوں گا،اس کی پیدائش مکّے میں ہے اور ہجرت گاہ مدینہ اور اس کا تخت گاہ ملک شام، میں ضرور اس کی امت کو سب امتوں سے جو لوگوں کے لئے ظاہر کی گئیں بہتر و افضل کروں گا،میں ان کی کتاب پر کتابوں کو ختم فرماؤں گا اور ان کی شریعت پر شریعتوں اور ان کے دین پر سب دینوں کو تمام کروں گا۔

کتب سماوی میں اسم محمد:

ابن عساکر حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی:

قال النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کان یسمّی فی الکتب القدیمۃ احمد و محمد والماحی والمقفی ونبی الملاحم وحمطایا وفار قلیطا وماذماذ[2]	نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا اگلی کتابوں میں میرے یہ نام تھے،احمد، محمد، ماحی (کفر و شرک کو مٹانے والے)، مقفی (سب پیغمبروں سے پیچھے تشریف لانے والے) نبی الملاحم (جہادوں کے پیغمبر)، حمطایا(حرم الٰہی کے حمایتی)، فارقلیطا(حق کو باطل سے جدا کرنے والے)،ماذ ماذ (ستھرے، پاکیزہ) صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ والہ وسلم:

سلمان فارسی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی:

ھبط جبریل فقال ان ربك یقول قد ختمت بك الانبیاء وما خلقت خلقا اکرم علی منك وقرنت اسمك مع اسمی	جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے حاضر ہو کر حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے عرض کی حضور کا رب فرماتا ہے بیشک میں نے تم پر انبیاء کو ختم کیا اور

---

[1] الخصائص الکبرٰی، بحوالہ ابن ابی حاتم و ابو نعیم باب ذکرہ فی التوراۃ والانجیل الخ دار الکتب الحدیثیہ ۱/۱

الدر المنثور، بحوالہ ابن ابی حاتم و ابو نعیم آیۃ الذی یجدونہ مکتوبا فی التوراۃ الخ منشورات مکتبہ آیۃ اللہ العظمی قم ایران ۳/ ۱۳۴،۳۳

[2] الخصائص الکبرٰی، بحوالہ ابی نعیم عن ابن عباس باب اختصاصہ صلی اللہ علیہ وسلم الخ دار الکتب الحدیثیہ شارع الجمہوریہ، بعابدین ۱/ ۱۹۲

فلا اذکرنی موضع حتی تذکر معی، ولقد خلقت الدنیا واھلھا لا عرفھم کرامتك علی ومنزلتك عندی، ولو لاك ما خلقت السمٰوٰت والارض وما بینھما لولاك ما خلقت الدنیا ھذا مختصر [1]	کوئی ایسا نہ بنایا جو تم سے زیادہ میرے نزدیک عزت والا ہو، تمہارا نام میں نے اپنے نام سے ملایا کہ کہیں میرا ذکر نہ ہو جب تک میرے ساتھ یاد نہ کئے جاؤ، بیشک میں نے دنیا واہل دنیا سب کو اس لئے بنایا کہ تمہاری عزت اور اپنی بارگاہ میں تمہارا مرتبہ ان پر ظاہر کروں، اور اگر تم نہ ہوتے تو میں آسمان وزمین اور جو کچھ ان میں ہے اصلًا نہ بناتا، صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

آخر النبیین:

خطیب بغدادی حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لما اسری بی الی السماء قربنی حتی کان بینی وبینہ کقاب قوسین او ادنٰی، وقال لی یا محمد ھل غمك ان جعلتك اٰخر النبیین، قلت لا، قال فھل غم امتك ان جعلتھم اٰخر الامم قلت لا، قال اخبر امتك انی جعلتھم اٰخر الامم لافضح الامم عندہ ولا افضحھم عند الامم [2]۔	شب اسرٰی مجھے میرے رب عزوجل نے نزدیک کیا یہاں تک کہ مجھ میں اور اس میں دو کمان بلکہ اس سے کم کا فاصلہ رہا اور مجھ سے فرمایا: اے محمد! کیا تجھے اس کا غم ہوا کہ میں نے تجھے سب پیغمبروں کے پیچھے بھیجا، میں نے عرض کی نہ۔ فرمایا: کیا تیری امت کو اس کا رنج ہوا کہ میں نے انہیں سب امتوں کے پیچھے رکھا، میں عرض کی نہ۔ فرمایا: اپنی امت کو خبر دے دے کہ میں نے انہیں سب سے پیچھے اس لئے کیا کہ اور امتوں کو ان کے سامنے رسوا کروں اور انہیں اوروں کے سامنے رسوائی سے محفوظ رکھوں، والحمدللہ رب العالمین!

رحمۃٌ للعٰلمین:

ابن جریر وابن ابی حاتم وابن مردویہ وبزار وابویعلٰی وبیہقی بطریق ابوالعالیہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے حدیث طویل اسرامیں راوی:

ثم لقی ارواح الانبیاء، فاثنوا علی	یعنی پھر حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم

[1] مختصر تاریخ دمشق لابن عساکر ذکر ما خصّ بہ وشرف بہ من بین الانبیاء دارالفکر بیروت ۲/ ۱۳۷-۱۳۶

[2] تاریخ البغداد ترجمہ ۲۵۵۷ ابوعبداللہ احمد بن محمد النزلی، دارلکتب العربی، بیروت، ۵/ ۱۳۰

ربهم فقال ابراهیم ثم موسٰی ثم داؤد ثم سلیمٰن ثم عیسٰی ثم ان محمدا صلی الله تعالٰی علیه وسلم اثنٰی علی ربه فقال کلکم اثنی علی ربه وانی مُثن علی ربی الحمد لله الذی ارسلنی رحمة للعٰلمین وکافة للناس بشیرا ونذیرا و انزل علی الفرقان فیه تبیان لکل شیئ وجعل امتی خیر امة اخرجت للناس وجعل امة وسطا وجعل امتی هم الاولون وهم الاٰخرون ورفع لی ذکری وجعلنی فاتحاو خاتما فقال ابراهیم بهذا فضلکم محمد صلی الله تعالٰی علیه وسلم ثم انتهٰی الی السدرة فکلمه تعالٰی عند ذٰلك فقال له قد اتخذتك خلیلا وهو مکتوب فی التوراة حبیب الرحمن ورفعت لك ذکرك فلا اذکر الا ان ذکرت معی وجعلت امتك هم الاولون والاٰخرون وجعلتك اوّل النبیین خلقا واٰخرهم بعثا وجعلتك فاتحاو خاتما[1] هذا مختصر ملتقطا۔

ارواح انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سے ملے، پیغمبروں نے اپنے رب عزوجل کی حمد کی، ابراہیم پھر موسٰی پھر داؤد پھر سلیمان پھر عیسٰی علیہم الصلوٰۃ بترتیب حمد الٰہی بجا لائے اور اس کے ضمن میں اپنے فضائل و خصائص بیان فرمائے سب کے بعد محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اپنے رب جل جلالہ کی ثنا کی اور فرمایا تم سب اپنے رب کی تعریف کرچکے اور اب میں اپنے رب کی حمد کرتا ہوں سب خوبیاں اللہ کو جس نے مجھے سارے جہان کے لئے رحمت بنا کر بھیجا اور تمام آدمیوں کی طرف بشارت دیتا اور ڈر سناتا مبعوث کیا اور مجھ پر قرآن اتارا جس میں ہر شیئ کا روشن بیان ہے اور میری امت کو تمام امتوں پر فضیلت دی اور انہیں عدل و عدالت و اعتدال والی امت کیا اور انہیں کو اوّل اور انہیں کو آخر رکھا اور میرے واسطے میرا ذکر بلند فرمایا اور مجھے فاتحہ دیوان نبوت و خاتمہ دفتر رسالت بنایا، ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا ان وجوہ سے محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم تم سے افضل ہوئے پھر حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سدرہ تک پہنچے، اس وقت رب عزجلالہ نے ان سے کلام کیا اور فرمایا میں نے تجھے اپنا خالص پیارا بنایا اور تیرا نام توریت میں حبیب الرحمٰن لکھا ہے، میں نے تیرے لئے تیرا ذکر اونچا کیا کہ میرا ذکر نہ ہو جب تک میرے ساتھ تیری یاد نہ آئے اور میں نے تیری امت کو یہ فضل دیا کہ وہی سب سے اگلے اور وہی سب سے پچھلے اور میں نے تجھے سب پیغمبروں سے پہلے پیدا کیا اور سب کے بعد بھیجا اور تجھے فاتح وخاتم کیا۔

[1] جامع البیان (تفسیر ابن جریر) تحت آیة سبحان الذی اسرٰی الخ، المطبعة المیمنة مصر، ۱۵/ ۷ تا ۹

ارشاداتِ انبیاء و ملائکہ و اقوال علماءِ کتب سابقہ

حدیث شفاعت:

امام احمد وابو داؤد طیالسی مطولاً اور ابن ماجہ مختصراً اور ابو یعلٰی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم حدیث طویل شفاعتِ کبرٰی میں فرماتے ہیں:

فیأتون عیسٰی فیقولون اشفع لنا الٰی ربك فلیقض بیننا فیقول انی لست ھنا کم انی اتخذت الھًا من دون اللہ، وانہ لا یھمنی الیوم الانفسی ولکن ان کل متاع فی وعاء مختوم علیہ أکان یقدر علی ما فی جوفہ حتی یفض الخاتم. فیقولون لا فیقول ان محمدا صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فیأتونی فاقول انا لھا فاذا ارادالله ان یقضی بین خلقہ نادی مناد این احمد و امتہ فنحن الاخرون الاولون نحن اٰخر الامم واول من یحاسب. فتفرج لنا الامم عن طریقنا [1] الحدیث ھذا مختصر۔	یعنی جب لوگ اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے حضور سے مایوس ہو کر پھریں گے تو سیدنا عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس حاضر ہو کر شفاعت چاہیں گے، مسیح فرمائیں گے میں اس منصب کا نہیں مجھے لوگوں نے اللہ کے سوا خدا بنایا تھا مجھے آج اپنی ہی فکر ہے مگر ہے یہ کہ جو چیز کسی سر بمہر برتن میں رکھی ہو کیا بے مہر اٹھائے اسے پا سکتے ہیں، لوگ کہیں گے نہ، فرمائیں گے تو محمد صلی اللہ تعالی علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں اور یہاں تشریف فرماہیں، لوگ میرے حضور حاضر ہو کر شفاعت چاہیں گے میں فرماؤں گا میں ہوں شفاعت کے لئے، پھر جب اللہ عزوجل اپنی مخلوق میں فیصلہ کرنا چاہے گا ایک منادی پکارے گا کہاں ہیں احمد اور ان کی امت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم، تو ہمیں پچھلے ہیں اور ہمیں اگلی سب امتوں سے پیچھے آئے اور سب سے پہلے ہمارا حساب ہوگا اور سب امتیں عرصاتِ محشر میں ہمارے لئے راستہ دیں گی۔

انبیاء کا التجائے شفاعت:

احمد وبخاری و مسلم وترمذی حدیث طویل شفاعت میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

فیأتون محمدا فیقولون یا محمد	اولین وآخرین حضور خاتم النبیین افضل المرسلین

[1] مسند ابو یعلٰی حدیث ۲۳۲۴ عبداللہ ابن عباس، مؤسسۃ علوم القرآن بیروت، ۳/ ۶

انت رسول اللہ وخاتم الانبیاء [1]	صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے حضور آکر عرض کرینگے حضور اللہ تعالٰی کے رسول اور تمام انبیاء کے خاتم ہیں ہماری شفاعت فرمائیں۔

حضرت آدم علیہ السلام اور اذان اوّل:

ابونعیم حلیۃ الاولیا اور ابن عساکر دونوں بطریق عطاء حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

نزل اٰدم بالھند واستوحش فنزل جبریل فنادی بالاذان اللہ اکبر اللہ اکبر، اشھد ان لا الٰہ الااللہ، اشھد ان لا الٰہ الا اللہ، اشھد ان محمدا رسول اللہ، اشھد ان محمدا رسول اللہ، قال اٰدم من محمد، قال اٰخر ولدك من الانبیاء [2]	جب آدم علیہ الصلوٰۃ و السلام بہشت سے ہند میں اترے تو گھبرائے، جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے اتر کر اذان دی، جب نام پاک آیا آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پوچھا: محمد کون ہیں، کہا: آپ کی اولاد میں سب سے پچھلے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

انشراح صدر:

ابونعیم دلائل میں یونس بن میسرہ بن حلبَس سے مرسلًا اور دارمی وابن عساکر بطریق یونس ھذا عن ابی ادریس الخولانی عبد الرحمٰن بن غنم اشعری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے موصولًا راوی وھذا لفظ المرسل رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: فرشتہ سونے کا طشت لے کر آیا اور میرا شکم مبارک چیر کر دل مقدس نکالا اور اسے دھو کر کچھ اس پر چھڑک دیا، پھر کہا:

انت محمد رسول اللہ المقفی الحاشر [3] (الحدیث ھذا مختصر)	حضور محمد رسول اللہ ہیں سب انبیاء کے بعد تشریف لانے والے تمام عالم کو حشر دینے والے صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

حدیث متصل میں یوں ہے: جبریل نے اتر کر حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا شکم چاک کیا، پھر کہا:

قلب وکیع فیہ اذنان سمیعتان و عینان بصیر تان محمد رسول اللہ	مضبوط و محکم دل ہے اس میں دو کان ہیں شنوا اور دو آنکھیں ہیں بینا، محمد اللہ کے رسول ہیں۔

[1] صحیح البخاری کتاب التفسیر، سورہ بنی اسرائیل، قدیمی کتب خانہ، کراچی ۲/ ۶۸۵

[2] حلیۃ الاولیاء ترجمہ عمرو بن قیس الملائی، دارالکتاب العربی بیروت، ۵/ ۱۰۷

[3] الخصائص الکبرٰی بحوالہ ابی نعیم عن یونس باب ما جاء فی قلبہ الشریف دارالکتب الحدیثۃ، ۱/ ۱۶۲

المقفی الحاشر [1] (الحدیث)	انبیاء کے خاتم اور خلائق کو حشر دینے والے صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم،

بشارت میلاد الرسول:

ابونعیم بطریق شہر بن حوشب اور ابن عساکر بطریق مسیب بن رافع وغیرہ حضرت کعب احبار سے راوی، انہوں نے فرمایا، میرے باپ اعلم علمائے توراۃ تھے، اللہ عزوجل نے جو کچھ موسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر اتارا اس کا علم ان کے برابر کسی کو نہ تھا، وہ اپنے علم سے کوئی شے مجھ سے نہ چھپاتے، جب مرنے لگے مجھے بلا کر کہا: اے میرے بیٹے! تجھے معلوم ہے کہ میں نے اپنے علم سے کوئی چیز تجھ سے نہ چھپائی مگر ہاں دو ورق رکھے ہیں ان میں ایک نبی کا بیان ہے جس کی بعثت کا زمانہ قریب آپہنچا میں نے اس اندیشے سے تجھے ان دو ورقوں کی خبر نہ دی کہ شاید کوئی جھوٹا مدعی نکل کھڑا ہو، تو اس کی پیروی کرلے یہ طاق تیرے سامنے ہے میں نے اس میں وہ اوراق رکھ کر اوپر سے مٹی لگادی ہے ابھی ان سے تعرض نہ کرنا، نہ انہیں دیکھنا جب وہ نبی جلوہ فرما ہو اگر اللہ تعالٰی تیرا بھلا چاہے گا تو تو آپ ہی اس کا پیرو ہوجائے گا، یہ کہہ کر وہ مرگئے ہم ان کے دفن سے فارغ ہوئے مجھے ان دونوں ورقوں کے دیکھنے کا شوق ہر چیز سے زیادہ تھا، میں نے طاق کھولا ورق نکالے تو کیا دیکھتا ہوں کہ ان میں لکھا ہے:

محمد رسول اللہ خاتم النبیین لا نبی بعدہ مولدہ بمکۃ ومہاجرہ بطیبۃ [2] (الحدیث)	محمد اللہ کے رسول ہیں، سب انبیاء کے خاتم، ان کے بعد کوئی نبی نہیں، ان کی پیدائش مکے میں اور ہجرت مدینے کو صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

راہب کا استفسار:

بیہقی وطبرانی وابونعیم اور خرائطی کتاب الہواتف میں خلیفہ بن عبدہ سے راوی، میں نے محمد بن عدی بن ربیعہ سے پوچھا جاہلیت میں کہ ابھی اسلام نہ آیا تھا تمہارے باپ نے تمہارا نام محمد کیونکر رکھا، کہا میں نے اپنے باپ سے اس کا سبب پوچھا، جواب دیا کہ بنی تمیم سے ہم چار آدمی سفر کو گئے تھے، ایک میں اور سفیان بن مجاشع بن دارم اور عمر بن ربیعہ اور اسامہ بن مالک، جب ملک شام میں پہنچے ایک تالاب پر اترے جس کے کنارے پیڑ تھے، ایک راہب نے

---

[1] الخصائص الکبرٰی باب ما جاء فی قلبہ الشریف صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم دار الحدیثۃ شارع الجمہوریۃ بعابدین، ۱/ ۱۶۲

[2] الخصائص الکبرٰی باب ما جاء فی قلبہ الشریف صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم دار الحدیثۃ شارع الجمہوریۃ بعابدین، ۱/ ۱۶۲، تہذیب تاریخ دمشق، باب تطہیر قلبہ من انعل الخ، دار احیاء التراث العربی، بیروت، ۱/ ۳۷۹، الخصائص الکبرٰی بحوالہ ابی نعیم باب ذکرہ فی التوراۃ والانجیل، دار الحدیثہ شارع الجمہوریہ بعابدین، ۱/ ۳۶

اپنے دیر سے ہمیں جھانکا اور کہا تم کون ہو؟ ہم نے کہا اولادِ مضر سے کچھ لوگ ہیں۔ کہا:

اما انه سوف یبعث منکم و شیکا نبی فسارعوا الیه و خذوا بحظکم منه ترشدوا فانه خاتم النبیین۔	سنتے ہو عنقریب بہت جلد تم میں سے ایک نبی مبعوث ہونے والا ہے تم اس کی طرف دوڑنا اور اس کی خدمت واطاعت سے بہرہ یاب ہونا کہ وہ سب میں پچھلا نبی ہے۔

ہم نے کہا اس کا نام پاک کیا ہوگا؟ کہا محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔ جب ہم اپنے گھروں کو واپس آئے سب کے ایک ایک لڑکا ہوا اس کا نام محمد رکھا[1]۔ انتہی، واللہ اعلم حیث یجعل رسالته۔

قبل از ولادت شہادت ایمان:

زید بن عمرو بن نفیل کہ احد العشرۃ المبشرۃ سیدنا سعید بن زید کے والد ماجد ہیں رضی اللہ تعالٰی عنہم وعنہ موحدان و مومنان عہد جاہلیت سے تھے طلوعِ آفتاب عالمتاب اسلام سے پہلے انتقال کیا مگر اسی زمانے میں توحید الٰہی و رسالت حضرت ختم پناہی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی شہادت دیتے، ابن سعد وابو نعیم حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، میں زید رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ملاکہ معظّمہ سے کوہ حرا کو جاتے تھے، انہوں نے قریش کی مخالفت اور ان کے معبودانِ باطل سے جدائی کی تھی، اس پر آج ان سے اور قریش سے کچھ لڑائی رنجش ہوچکی تھی، مجھے دیکھ کر بولے اے عامر! میں اپنی قوم کا مخالف اور ملت ابراہیم کا پیرو ہوا اسی کو معبود مانتا ہوں جسے ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام پوجتے تھے، میں ایک نبی کا منتظر ہوں جو بنی اسماعیل اور اولاد عبدالمطلب سے ہوں گے ان کا نام پاک احمد ہے میرے خیال میں میں ان کا زمانہ پاؤں گا میں ابھی ان پر ایمان لاتا اور ان کی تصدیق کرتا ان کی نبوت کی گواہی دیتا ہوں، تمہیں اگر اتنی عمر ملے کہ انہیں پاؤ تو میرا اسلام انہیں پہنچانا، اے عامر! میں تم سے ان کی نعت و صفت بیان کئے دیتا ہوں کہ تم خوب پہچان لو، درمیانہ قد ہیں، سر کے بال کثرت و قلّت میں معتدل، ان کی آنکھوں میں ہمیشہ سرخ ڈورے رہیں گے، ان کی شانوں کے بیچ میں مہر نبوت ہے، ان کا نام احمد، اور یہ شہر ان کا مولد ہے، یہیں ان کی رسالت ظاہر ہوگی، ان کی قوم انہیں مکے میں نہ رہنے دے گی کہ ان کا دین اسے ناگوار ہوگا، وہ ہجرت فرما کر مدینے جائیں گے، وہاں سے ان کا دین ظاہر و غالب ہوگا، دیکھو تم کسی دھوکے فریب میں آکر ان کی اطاعت سے محروم نہ رہنا۔

فانی بلغت البلاد کلها اطلب دین ابراهیم،	کہ میں دین ابراہیمی کی تلاش میں شہروں شہروں پھرا

[1] الخصائص الکبرٰی بحوالہ البیہقی والطبرانی والخرائطی باب اخبار الاحبار الخ دار الکتب الحدیثہ شارع الجمہوریة، بعابدین ۱/ ۵۷۔۵۸

وکل من اسأل من الیھود والنصارٰی و المجوس یقول ھذا الدین وراء ک، وینعتونه مثل ما نعته لک، و یقولون لم یبق نبی غیرہ۔	یہود ونصارٰی مجوس جس سے پوچھا سب نے یہی جواب دیا کہ یہ دین تمہارے پیچھے آتا ہے اور اس نبی کی وہی صفت بیان کی جو میں تم سے کہہ چکا اور سب کہتے تھے کہ ان کے سوا کوئی نبی باقی نہ رہا۔

عامر رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں جب حضور خاتم الانبیاء علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کی نبوت ظاہر ہوئی میں نے زید رضی اللہ تعالٰی عنہ کی یہ باتیں حضور سے عرض کیں، حضور نے ان کے حق میں دعائے رحمت فرمائی اور ارشاد کیا **قد رأیته فی الجنة یسحب ذیله**[1] میں نے اسے جنت میں دامن کشاں دیکھا۔

انکار ختم نبوّت کی وجوہات:

اللہ اللہ اس زمانے کے یہود ونصارٰی ومجوس نے تو بالاتفاق حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر نبوت ختم ہوجانے کی شہادتیں دیں اور آج کل کے کذاب بدلگام مدعیان اسلام یہ شاخسانے نکالیں مگر ہے یہ کہ اس وقت تک ان فرقوں کو نہ حضور پر نور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے بغض وحسد تھا، نہ اپنے کسی پیشوائے مردود کا سخن مطرود بنانا مراد ومقصد، نہ اپنے کسی سگے بھائی کی بات رکھنی نہ بعد ظہور نور خاتمیت اپنے باپ دادا کی نبوت گھڑنی، وہ کیوں جھوٹ بولتے جو کچھ علوم انبیاء واخبار احبار ورہبان وعلماء سے پہنچا تھا صاف کہتے تھے، بعد ظہور اسلام ان ملاعنہ کے دل میں حسد وعناد کا پھوڑا پھوٹا اور ان مدعیان اسلام پر قہر ٹوٹا کہ کسی خبیث کا پیشوا خبیث **معاذ اللہ** آیہ کریمہ **وخاتم النبیین** میں خدا کا جھوٹ ممکن لکھ گیا، اب یہ جب تک اپنی سینہ زوری سے کچھ خاتم الانبیاء گھڑ کر نہ دکھائیں اگرچہ زمین کے **اسفل السافلین** طبقے میں تو گروجی پیشوا کی خدمت ہی کیا ہوئی، ہونہار سپوتوں کی سعادت ہی کیا ہوئی، کسی قاسم کفر وضلالت قسیم ومباین حق وہدایت کا کوئی بھائی لگتا ان نئے مرتدوں کے ہاتھ بک گیا۔ ساتھ **خاتم النبیین** کا فتوٰی لکھ گیا، اب یہ اگر تازی نبوتوں کا ٹھیکہ نہ لیں ختم نبوت کے معنی متواتر کو مہمل نہ کہیں تو اکلوتے بھیا کی حمایت ہی کیا ہوئی، اختراعی طبیعت کی جودت ہی کیا ہوئی، کسی مردک کو یہ دھن سمائی کہ سید بنے تو کیا بنے، کوئی گنے تو نبی کا نواسا ہی گنے، پاجے کا رشتہ کوئی بات نہیں، پیرجی پوتے نہ بن بیٹھے تو کچھ کرامات نہیں "**وَسَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْۤا اَیَّ مُنْقَلَبٍ یَّنْقَلِبُوْنَ۠**"[2] اور اب جان جائیں گے ظالم کہ کس کروٹ پلٹا کھائیں گے۔ **ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔**

---

[1] الخصائص الکبرٰی بحوالہ ابن سعد وابی نعیم عن عامر بن ربیعہ، باب اخبار الاحبار الخ، دارالکتب الحدیثہ شارع الجمہوریۃ بعابدین ۱/ ۶۲۔۶۱

[2] القرآن الکریم ۲۶/ ۲۲۷

مقوقس شاہ مصر کی تصدیق ولادت:

امام واقدی وابونعیم حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے حدیث طویل ملاقات مقوقس بادشاہ مصر میں راوی، جب ہم نے اس نصرانی بادشاہ سے حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی مدح وتصدیق سنی اس کے پاس سے وہ کلام سن کر اٹھے جس نے ہمیں محمد صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے لئے ذلیل وخاضع کردیا ہم نے کہا سلاطین عجم ان کی تصدیق کرتے اور ان سے ڈرتے ہیں حالانکہ ان سے کچھ رشتہ علاقہ نہیں اور ہم تو ان کے رشتہ دار ان کے ہمسائے ہیں وہ ہمارے گھر ہمیں دین کی طرف بلانے آئے اور ہم ابھی ان کے پیرو نہ ہوئے، پھر میں اسکندریہ میں ٹھہرا کوئی گرجا کوئی پادری قبطی خواہ رومی نہ چھوڑا جہاں جا کر محمد صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی صفت جو وہ اپنی کتاب میں پاتے ہیں نہ پوچھی ہو، ان میں ایک پادری قبطی سب سے بڑا مجتہد تھا اس سے پوچھا: ھل بقی احد من الانبیاء "آیا پیغمبروں میں سے کوئی باقی رہا؟ وہ بولا:

نعم وھو اٰخر الانبیاء لیس بینہ وبین عیسٰی نبی قد امر عیسٰی باتباعہ وھو النبی الامی العربی اسمہ احمد۔	ہاں ایک نبی باقی ہیں وہ سب انبیاء سے پچھلے ہیں ان کے اور عیسٰی کے بیچ میں کوئی نبی نہیں، عیسٰی علیہ الصلٰوۃ والسلام کو ان کی پیروی کا حکم ہوا ہے وہ نبی امّی عربی ہیں ان کا نام پاک احمد صلی اللہ تعالی علیہ وسلم۔

پھر اس نے حلیہ شریفہ ودیگر فضائل لطیفہ ذکر کئے، مغیرہ نے فرمایا: اور بیان کر۔ اس نے اور بتائے، ازانجملہ کہا:

یخص بمالم یخصّ بہ الانبیاء قبلہ کان النبی یبعث الی قومہ وبعث الی الناس کافۃ۔	انہیں وہ خصائص عطا ہوں گے جو کسی نبی کو نہ ملے ہر نبی اپنی قوم کی طرف بھیجا جاتا وہ تمام لوگوں کی طرف مبعوث ہوئے۔

مغیرہ فرماتے ہیں میں نے یہ سب باتیں خوب یاد رکھیں اور وہاں سے واپس آکر اسلام لایا[1]

میلاد النبی پر خاص تارے کا طلوع:

ابونعیم حضرت حسّان بن ثابت انصاری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، میں سات برس کا تھا ایک دن پچھلی رات کو وہ سخت آواز آئی کہ ایسی جلد پہنچتی آواز میں نے کبھی نہ سنی تھی کیا دیکھتا ہوں کہ مدینے کے ایک بلند ٹیلے پر ایک یہودی ہاتھ میں آگ کا شعلہ لئے چیخ رہا ہے لوگ اس کی آواز پر جمع ہوئے وہ بولا:

ھذا کوکب احمد قد طلع ھذا الکوکب	یہ احمد کے ستارے نے طلوع کیا، یہ ستارہ کسی

[1] دلائل النبوۃ لابی نعیم الفصل الخامس عالم الکتب بیروت، ص۲۱و۲۲

لا یطلع الا بالنبوۃ ولم یبق من الانبیاء الّا احمد [1]	نبی ہی کی پیدائش پر طلوع کرتا ہے اور اب انبیاء میں سوائے احمد کے کوئی باقی نہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

یہودی علماء کے ہاں ذکر ولادت:

امام واقدی وابونعیم حضرت حویصر بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی:

قال کنا ویھود فینا کانوا یذکرون نبیا یبعث بمکۃ اسمہ احمد ولم یبق من الانبیاء غیرہ وھو فی کتبنا [2] الحدیث	یعنی میرے بچپن میں یہود ہم میں ایک نبی کا ذکر کرتے جو مکے میں مبعوث ہوں گے ان کا نام پاک احمد ہے اب ان کے سوا کوئی نبی باقی نہیں وہ ہماری کتابوں میں لکھے ہوئے ہیں۔

احبار کی زبان پر نعتِ نبی:

ابونعیم سعد بن ثابت سے راوی:

قال کان احبار یھود بنی قریظۃ والنضیر یذکرون صفۃ النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم، فلما طلع الکوکب الاحمر اخبروا انہ نبی وانہ لا نبی بعدہ اسمہ احمد ومھاجرہ الی یثرب فلما قدم النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم المدینۃ ونزلھا انکروا وحسدوا وبغوا [3] "فَلَمَّا جَآءَهُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ ۫ فَلَعْنَةُ اللّٰهِ	یہود بنی قریظہ وبنی نضیر کے علماء حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی صفت بیان کرتے جب سرخ ستارہ چمکا توانہوں نے خبر دی کہ وہ نبی ہیں اور ان کے بعد کوئی نبی نہیں ان کا نام پاک احمد ہے، ان کی ہجرت گاہ مدینہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم، جب حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم مدینہ طیبہ تشریف لاکر رونق افروز ہوئے یہود براہِ حسد وبغاوت منکر ہوگئے۔ توجب تشریف لایا ان کے پاس وہ جانا پہچانا اس کے

[1] دلائل النبوۃ لابی نعیم، الفصل الخامس، عالم الکتب بیروت، ص ۱۷، الخصائص الکبرٰی بحوالہ ابی نعیم باب اخبار الاخبار الخ دارالکتب الحدیثۃ شارع الجمھوریۃ بعابدین، ۱/ ۶۴

[2] الخصائص الکبرٰی بحوالہ ابی نعیم باب اخبار الاحبار الخ دارالکتب الحدیثۃ شارع الجمھوریۃ بعابدین، ۱/ ۶۴، دلائل النبوۃ لابی نعیم، الفصل الخامس، عالم الکتب بیروت، ص ۱۷

[3] الخصائص الکبرٰی بحوالہ ابی نعیم باب اخبار الاحبار الخ دارالکتب الحدیثہ شارع الجمھوریہ بعابدین، ۱/ ۶۷

الْکٰفِرِیْنَ ﴿۸۹﴾ "[1]	منکر ہو بیٹھے تو اللہ کی لعنت منکروں پر۔(ت)

اہل یثرب کو بشارت میلاد النبی:

زیاد بن لبید سے راوی، میں مدینہ طیبہ میں ایک ٹیلے پر تھا ناگاہ ایک آواز سنی کہ کوئی کہنے والا کہتا ہے:

یا اھل یثرب قد ذھبت واللہ نبوۃ بنی اسرائیل، ھذا نجم قد طلع بمولد احمد وھو نبی اٰخر الانبیاء و مھاجرہ الٰی یثرب[2]	اے اہل مدینہ! خدا کی قسم بنی اسرائیل کی نبوت گئی، ولادتِ احمد کا تارا چمکا، وہ سب سے پچھلے نبی ہیں، مدینے کی طرف ہجرت فرمائیں گے صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

یوشع کی زبان پر نعتِ رسول:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی میں نے مالک بن سنان رضی اللہ تعالٰی عنہ کو کہتے سنا کہ میں ایک روز بنی عبدالاشہل میں بات چیت کرنے گیا، یوشع یہودی بولا اب وقت آ لگا ہے ایک نبی کے ظہور کا جس کا نام احمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم حرم سے تشریف لائیں گے ان کا حلیہ ووصف یہ ہوگا، میں اس کی باتوں سے تعجب کرتا اپنی قوم میں آیا وہاں بھی ایک شخص کو ایسا ہی بیان کرتے پایا، میں بنی قریظہ میں گیا وہاں بھی ایک مجمع میں نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا ذکر پاک ہو رہا تھا ان میں سے زبیر بن باطا نے کہا:

قد طلع الکوکب الاحمر الذی لم یطلع الا لخروج نبی وظھورہ ولم یبق احد الا احمد وھذہ مھاجرہ[3]	بیشک سرخ ستارہ طلوع ہو کر آیا یہ تارا کسی نبی ہی کی ولادت و ظہور پر چمکتا ہے اور اب میں کوئی نبی نہیں پاتا سوا احمد کے، اور یہ شہر ان کی ہجرت گاہ ہے صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

تذییل:

ابن سعد و حاکم و بیہقی وابونعیم حضرت ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی مکہ معظّمہ میں ایک یہودی بغرض تجارت رہتا جس رات حضور پُرنور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پیدا ہوئے قریش کی مجلس میں گیا اور پوچھا کیا آج تم میں کوئی لڑکا پیدا ہوا انہوں نے کہا ہمیں نہیں

---

[1] القرآن الکریم ۲ / ۸۹

[2] الخصائص الکبرٰی باب اخبار الاحبار بحوالہ ابی نعیم دار الکتب الحدیثہ شارع الجمہوریۃ بعابدین، ۱/ ۶۸

[3] الخصائص الکبرٰی باب اخبار الاحبار بحوالہ ابی نعیم دار الکتب الحدیثہ شارع الجمہوریۃ بعابدین، ۱/ ۶۶۔۶۵، دلائل النبوۃ، الفصل الخامس، عالم الکتب بیروت، ص۸

معلوم، کہا:

احفظوا ما اقول لکم ،ولد ھذہ اللیلۃ نبی ھذہ الامۃ الاخیرۃ بین کتفیہ علامۃ[1] الحدیث	جو تم سے کہہ رہا ہوں اسے حفظ کر رکھو آج کی رات اس پچھلی امت کا نبی پیدا ہوا اس کے شانوں کے درمیان علامت ہے صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

ارشادات حضور ختم الانبیاء علیہم افضل الصلوٰۃ والثناء

وفیہا انواع فی اسماء النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم

اسماء النّبی:

اجلّہ ائمہ بخاری و مسلم و ترمذی و نسائی و امام مالک و امام احمد و ابوداؤد طیالسی و ابن سعد و طبرانی و حاکم و بیہقی و ابو نعیم وغیرہم حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ان لی اسماء انا محمد و انا احمد وانا الماحی الذی یمحوا اللہ بی الکفر وانا الحاشر الذی یحشر الناس علٰی قدمی وانا العاقب الذی لیس بعدہ نبی[2]	بیشک میرے متعدد نام ہیں، میں محمد ہوں، میں احمد ہوں، میں ماحی ہوں کہ اللہ تعالٰی میرے سبب سے کفر مٹاتا ہے، میں حاشر ہوں میرے قدموں پر لوگوں کا حشر ہوگا، میں عاقب ہوں اور عاقب وہ جس کے بعد کوئی نبی نہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

سبعہ اخیرہ الاالطبرانی کی روایت میں والخاتم[3] زائد ہے یعنی اور میں خاتم ہوں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

انا محمد واحمد:

امام احمد مسند اور مسلم صحیح اور طبرانی معجم کبیر میں حضرت ابوموسٰی اشعری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

انا محمد واحمد والمقفی والحاشر	میں محمد ہوں اور احمد اور سب انبیاء کے بعد

[1] الخصائص الکبرٰی بحوالہ ابن سعد و الحاکم والبیہقی وابی نعیم ،باب ما ظہر فی لیلۃ مولدہ الخ ،دار الکتب الحدیثہ ،بعابدین ۱/ ۱۲۳

[2] صحیح مسلم کتاب الفضائل ،باب فی اسمائہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قدیمی کتب خانہ ،کراچی ۲/ ۲۶۱، شعب الایمان للبیہقی ،فصل فی اسماء رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم حدیث ۱۳۹۷، دار الکتب العلمیہ ،بیروت ۲/ ۱۴۱

[3] شعب الایمان للبیہقی فصل فی اسماء رسول صلی اللہ علیہ وسلم حدیث ۱۳۹۸ ،دار الکتب العلمیہ بیروت ۲/ ۱۴۱، الطبقات الکبرٰی ذکر اسماء رسول صلی اللہ علیہ وسلم دار صادر بیروت ۲/ ۱۰۴

ونبی التوبۃ ونبی الرحمۃ[1]	آنے والا اور خلائق کو حشر دینے والا اور رحمت کا نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

نام مبارک **نبی التوبۃ** عجب جامع وکثیر المنافع نام پاک ہے، اس کی تیرہ توجیہیں فقیر غفرلہ المولی القدیر نے شرح صحیح مسلم للامام النووی و شرح الشفا للقاری والخفاجی و مرقاۃ واشعۃ اللمعات شروح مشکوٰۃ و تیسیر وسراج المنیر و حفنی شروح جامع صغیر و جمع الوسائل شرح شمائل و مطالع المسرات و مواہب و شرح زرقانی و مجمع البحار سے التقاط کیں اور چار بتوفیق اللہ تعالٰی اپنی طرف سے بڑھائیں سب سترہ ہوئیں، **بعضھا املح من بعض واحلی** (ان میں ہر ایک دوسری سے لذیذ اور میٹھی ہے۔ت)

خصائص مصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم

(۱) حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی ہدایت سے عالم نے توبہ و رجوع الی اللہ کی دولتیں پائیں حضور کی آواز پر متفرق جماعتیں، مختلف امتیں اللہ عزوجل کی طرف پلٹ آئیں[2]۔

ذکرہ فی مطالع المسرات وقاری فی شرح الشفاء والشیخ المحقق فی اشعۃ اللمعات وعلیہ اقتصر فی المواھب اللدنیۃ شرح الاسماء العلیۃ وقبلہ شارحھا الزرقانی عند سردھا۔	(اس کو مطالع المسرات میں اور ملا علی قاری نے شرح شفاء میں، شیخ محقق نے اشعۃ اللمعات میں ذکر کیا۔ اور اسی پر مواہب لدنیہ کے شرح اسماء مبارکہ میں اور اس سے قبل اپنے بیان میں شارح زرقانی نے انحصار کیا۔ت)

(۲) ان کی برکت سے خلائق کو توبہ نصیب ہوئی[3]۔ **الشیخ فی اللمعات والاشعۃ۔ اقول: ولیس بالاول فان الھدایۃ دعوۃ وارائۃ وبالبرکۃ توفیق الوصول** (اقول یہ چیز اول یعنی ہدایت سے حاصل نہیں ہوتی کیونکہ ہدایت دعوت، راستہ دکھانے اور برکت سے وصول مقصود کی توفیق کا

---

[1] صحیح مسلم کتاب الفضائل باب فی اسمائہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قدیمی کتب خانہ، کراچی، ۲/ ۲۶۱

[2] مطالع المسرات ذکر اسماء النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد، ص ۱۰۱، شرح الشفا لعلی قاری علی ہامش نسیم الریاض فصل فی اسمائہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم دار الفکر بیروت، ۲/ ۳۹۳، شرح الزرقانی علی المواہب المقصد الثانی۔ الفصل الاول حرف ن۔ دار المعرفۃ۔ بیروت، ۳/ ۱۴۹

[3] اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ باب اسماء النبی وصفاتہ الخ فصل نمبر ۱، مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر، ۴/ ۴۸۲

نام ہے)

(۳) ان کے ہاتھ پر جس قدر بندوں نے توبہ کی اور انبیائے کرام کے ہاتھوں پر نہ ہوئی **الشیخ فی اللمعات واشار الیہ فی الاشعۃ حیث قال بعد ذکر الاولین** (شیخ نے لمعات میں اسے ذکر کیا اور اشعہ میں اس کی طرف اشارہ فرمایا جہاں انہوں نے پہلے دونوں کا ذکر کیا وہاں یہ ہے۔ت)

ایں صفت در جمیع انبیاء مشترک ست و در ذات شریف آں حضرت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم از ہمہ بیشتر و وافر و کامل ترست [1]	تمام انبیاء میں یہ صفت مشترک ہے اور آنحضرت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی ذات میں یہ سب سے زیادہ اور وافر اور کامل تر ہے۔

صحیح حدیثوں سے ثابت کہ روز قیامت یہ امت سب امتوں سے شمار میں زیادہ ہوگی، نہ فقط ہر ایک امت جداگانہ بلکہ مجموع جمیع امم سے، اہل جنت کی ایک سو بیس صفیں ہوں گی جن میں بحمد اللہ تعالٰی اسی ۸۰ ہماری اور چالیس ۴۰ میں باقی سب امتیں، **والحمد للہ رب العالمین۔**

(۴) وہ توبہ کا حکم لے کر آئے [2] **(الامام النووی فی شرح صحیح مسلم والقاری فی جمع الوسائل والزرقانی فی شرح المواھب** (اسے امام نووی نے شرح مسلم، ملا علی قاری نے جمع الوسائل اور زرقانی نے شرح مواہب میں ذکر کیا۔ت)

(۵) اللہ عزوجل کے حضور سے قبول توبہ کی بشارت لائے [3] **شرح المواھب والمناوی فی التیسیر۔**

(۶) اقول بلکہ وہ توبہ عام لائے ہر نبی صرف اپنی قوم کے لئے توبہ لاتا ہے وہ تمام جہان سے توبہ لینے آئے صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

(۷) بلکہ توبہ کا حکم وہی لے کر آئے کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والثناء سب ان کے نائب ہیں تو روز اول سے آج تک اور آج سے قیامت تک جو توبہ خلق سے طلب کی گئی یا کی جائے گی، واقع ہوئی یا وقوع پائے گی۔ سب کے نبی، ہمارے نبی توبہ ہیں [4] صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم، **الفاسی فی مطالع المسرات فجزاہ اللہ معانی المبرات وعوالی المسرات** (یہ علامہ فاسی نے مطالع المسرات میں ذکر کیا، اللہ تعالٰی ان کو نیکیوں کا ذخیرہ اور بلند خوشیاں جزا میں عطا فرمائے۔ت)

---

[1] اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ باب اسماء النبی وصفاتہ الخ فصل نمبر ۱، مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر، ۴/ ۴۸۲

[2] شرح صحیح مسلم للنووی کتاب الفضائل باب فی اسمائہٖ الخ قدیمی کتب خانہ کراچی۔ ۲/ ۲۶۱

[3] التیسیر شرح الجامع الصغیر. تحت حدیث انا محمد واحمد الخ مکتبہ امام الشافعی ریاض، ۱/ ۳۷۶

[4] مطالع المسرات. ذکر اسماء النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم مکتبہ نوریہ رضویہ، فیصل آباد، ص ۱۰۲۔۱۰۱

(۸) توبہ سے مراد اہل توبہ ہیں [1]. ای علی وزان قولہ تعالٰی واسئل القریۃ (اللہ تعالٰی کے قول واسئل القریۃ کے انداز پر) (ت) یعنی توابین کے نبی، مطالع المسرات مع زیادۃ منی (مطالع المسرات اور جو کچھ زیادہ ہے وہ میری طرف سے) **اقول:** اب اوفق یہ ہے کہ توبہ سے مراد ایمان لیں [2] کما سوغہ المناوی ثم العزیزی فی شروح الجامع الصغیر (جیسا کہ علامہ مناوی نے پھر عزیزی نے الجامع الصغیر کی شرحوں میں ذکر فرمایا) (ت) حاصل یہ کہ تمام اہل ایمان کے نبی۔

(۹) ان کی امت توابین ہیں، وصفِ توبہ میں سب امتوں سے ممتاز ہیں، قرآن ان کی صفت میں التائبون [3] فرماتا ہے، جمع الوسائل، جب گناہ کرتے ہیں توبہ لاتے ہیں یہ امت کا فضل ہے اور امت کا ہر فضل اس کے نبی کی طرف راجع [4]، مطالع، **اقول:** و بہ فارق ماقبلہ فلیس فیہ حذف ولا یجوز (میں کہتا ہوں، اس سبب سے وہ پہلے سے جدا ہوا تو اس میں نہ حذف ہے اور نہ یہ جائز ہے۔ت)

(۱۰) ان کی امت کی توبہ سب امتوں سے زائد مقبول ہوئی [5]. حفنی علی الجامع الصغیر، کہ ان کی توبہ میں مجرد ندامت وترک فی الحال وعزم امتناع پر کفایت کی گئی، نبی الرحمۃ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ان کے بوجھ اتار لئے اگلی امتوں کے سخت وشدید باران پر نہ آنے دیئے، اگلوں کی توبہ سخت سخت شرائط سے مشروط کی جاتی تھی گوسالہ پرستی سے بنی اسرائیل کی توبہ اپنی جانوں کے قتل سے رکھی گئی کما نطق بہ القراٰن العزیز (جیسا کہ قرآن نے اس کو بیان فرمایا) (ت) جب ستّر ہزار آپس میں کٹ چکے اس وقت توبہ قبول ہوئی، شرح الشفاء للقاری عــہ والمرقاۃ ونسیم الریاض والفاسی ومجمع البحار۔ برمز (ن)

عــہ: اقتصر الحنفی فی تقریر ھذا الوجہ علی ذکر الاستغفار فقط فقال لانہ	حنفی نے اپنی تقریر میں اس وجہ پر استغفار کے ذکر کا اقتصار کیا تو فرمایا آپ کی امت (باقی اگلے صفحہ پر)

[1] مطالع المسرات، ذکر اسماء النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم مکتبہ نوریہ رضویہ، فیصل آباد ص ۱۰۱ و ۱۰۲

[2] التیسیر شرح الجامع الصغیر، تحت حدیث انا محمد واحمد، مکتبہ امام الشافعی، ریاض، ۱/ ۳۷۶

[3] جمع الوسائل فی شرح الشمائل باب ماجاء فی اسماء رسول اللہ الخ، دار المعرفۃ، بیروت، ۲/ ۱۸۳

[4] مطالع المسرات ذکر اسماء النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم مکتبہ نوریہ رضویہ، سکھر، ص ۱۰۱

[5] حاشیۃ الحفنی علی الجامع الصغیر علی ہامش السراج المنیر المطبعۃ الازہریۃ المصریۃ، مصر، ۲/ ۶۳

للامام النووی والذی رأیته فی منهاجه ماقدمت فحسب۔ (ن کی رمز امام نووی کی طرف ہے) اور جو میں نے ان کی کتاب منہاج میں دیکھا وہ میں نے پہلے بیان کر دیا ہے اور بس۔ت)

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

قبل من امته التوبة بمجرد الاستغفار زاد میرك بخلاف الامم السابقة واستدل بقوله تعالٰی فاستغفروا الله واستغفرلهم الرسول[1] الآیة، وقد اقره العلامة القاری فی المرقاة وفی شرح الشفاء و شدد النکیر علیه فی جمع الوسائل شرح الشمائل فقال هذا قول لم یقل به احد من العلماء فهو خلاف الامة وقد قال وارکان التوبة علی ما قاله العلماء ثلثة الندم والقلع والعزم علی ان لا یعود ولا احد جعل الاستغفار اللسانی شرطا للتوبة[2] الخ **اقول** رحم الله مولانا القاری این فی کلام الحنفی ومیرك ان التوبة لا تقبل الا بالاستغفار فضلا عن اشتراط الاستغفار باللسان، انما ذکر ان مجرد الاستغفار کاف فی توبة هذه الامة من دون الزام امور اخر شاقة جدا کقتل الانفس وغیرہ مما الزمت به

سے صرف استغفار پر توبہ قبول فرمائی، اس پر میرک نے "بخلاف الامم السابقه" کا اضافہ کیا انہوں نے دلیل میں اللہ تعالٰی کا قول "اللہ تعالٰی سے استغفار کرو اور رسول ان کے لئے استغفار فرمائیں، الآیة" ذکر کیا، علامہ قاری نے مرقات اور شرح شفاء میں اس کو ثابت رکھا جبکہ جمع الوسائل میں اس پر سخت اعتراض کیا اور کہا کہ یہ بات علماء میں سے کسی نے نہ کی تو یہ امت کے خلاف ہے اور فرمایا کہ توبہ کے ارکان علماء کے بیان کے مطابق تین ہیں، ندامت اور چھوڑنا، اور آئندہ نہ کرنے کا عزم، اور کسی نے بھی زبانی استغفار کو توبہ کی شرط نہ کہا الخ، **اقول**: (میں کہتا ہوں) اللہ تعالٰی ملا علی قاری پر رحم فرمائے حنفی اور میرک کے کلام میں استغفار کے بغیر توبہ کا قبول نہ ہونا کہاں ہے چہ جائیکہ زبانی استغفار کی شرط ہو، انہوں نے تو یوں کہا ہے کہ اس امت کی توبہ میں صرف استغفار کافی ہے دوسرے شاق امور لازم نہیں مثلاً جانوروں کو قتل کرنا وغیرہ، جو کچھ پہلی امتوں پر لازم کیا گیا

(باقی برصفحہ آئندہ)

[1] مرقات المفاتیح کتاب الفضائل باب اسماء النبی وصفاته الخ مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ، ۱۰/ ۵۰، جمع الوسائل فی شرح الشمائل، باب ما جاء اسماء رسول صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم دار المعرفة، بیروت، ۲/ ۱۸۳

[2] جمع الوسائل فی شرح الشمائل، باب ما جاء اسماء رسول صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم دار المعرفة، بیروت، ۲/ ۱۸۳

(۱۱) وہ خود کثیر التوبہ ہیں، صحیح بخاری میں ہے: میں روز اللہ سبحانہ سے سو بار استغفار کرتا ہوں۔[1] **شرح الشفا و المرقاۃ واللمعات والمجمع** برمز (ط) **للطیبی والزرقانی** ہر ایک کی توبہ اس کے لائق ہے **حسنات الابرار سیأت المقربین** (نیکوں کی خوبیاں مقربین کے گناہ ہیں۔ت) حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ہر آن ترقی مقامات قرب و مشاہدہ میں ہیں۔ "**وَلَلْاٰخِرَةُ خَیْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى ؕ**" [2] (آپ کے لئے ہر پہلی ساعت سے دوسری افضل ہے۔ت) جب ایک مقام اجل واعلٰی پر ترقی فرماتے گزشتہ مقام کو بہ نسبت اس کے ایک نوع تقصیر تصوّر فرما کر اپنے رب کے حضور توبہ واستغفار لاتے تو وہ ہمیشہ ترقی اور ہمیشہ

الامم السابقة فلا تشم منه رائحة اشتراط الاستغفار لمطلق التوبة وان امعنت النظر لم تجد فیه خلا فالحدیث الارکان ایضا فان الاستغفار الصادق لا ینشؤا الاعن ندم صحیح والندم الصحیح یلزمه الاقلاع وعزم الترک، ولذا صح عنه صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم قوله الندم توبة علا ان المقصود الحصر بالنسبة الٰی ما کان علی الامم السابقة من الامر ثم هذا کله لا مساغ له فی تقریرا لوجه بما قررنا کما تری فاعرف ۱۲ منه۔	اس سے مطلق توبہ کے لئے استغفار کی شرط کی بو تک محسوس نہیں ہوتی، اگر آپ گہری نظر سے دیکھیں تو اس میں آپ کوئی خلاف نہ پائیں گے کہ سچی استغفار کا وجود سچی ندامت کے بغیر نہیں ہوسکتا کیونکہ صحیح ندامت کو گناہ کا ختم کرنا اور اس کے ترک کا عزم لازم ہے اسی معنی میں حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے صحیح منقول ہے کہ ندامت توبہ ہے اس کے علاوہ ان کا مقصد پہلی امتوں پر لازم امور کی نسبت سے حصر کرنا ہے، پھر اس وجہ کی تقریر میں اس تمام بیان کا کوئی دخل نہیں ہے جس کی ہم نے تقریر کی جیسا کہ آپ اسے دیکھ رہے ہیں، غور کرو ۱۲ منہ۔(ت)

---

[1] شرح الشفاء لعلی قاری علی ہامش نسیم الریاض، فصل فی اسمائه صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم دارالفکر بیروت، ۲/ ۳۹۳، مرقات المفاتیح کتاب الفضائل باب اسماء النبی صلی اللہ علیه وسلم وصفاته مکتبه حبیبیه کوئٹه، ۱۰/ ۵۰، ۴۹

[2] القرآن الکریم ۹۳/ ۴

توبہ بے تقصیر میں ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم[1] مطالع مع بعض زیادات منی

(۱۲) باب توبہ: انہیں کے امت کے آخر عہد میں باب توبہ بند ہوگا شرح الشفا للقاری[2]، اگلی نبوتوں میں اگر کوئی ایک نبی کے ہاتھ پر تائب نہ ہو تاکہ دوسرا نبی آئے اس کے ہاتھ پر توبہ لائے یہاں باب نبوت مسدود اور ختمِ ملّت پر توبہ مفقود، توجو ان کے دستِ اقدس پر توبہ نہ لائے اس کے لئے کہیں توبہ نہیں[3] **افادہ الفاسی وبہ استقام کونہ من وجود التسمی بھٰذا الاسم العلی السمی۔**

(یہ فائدہ علامہ فاسی نے بیان کیا اور اس معنی کی بناء پر آپ کی ذات مبارکہ کا اس نام سے مسمّٰی ہونا درست ہے۔ت)

(۱۳) فاتح باب توبہ: وہ فاتح باب توبہ ہیں سب میں پہلے سیدنا آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے توبہ کی وہ انہیں کے توسل سے تھی تو وہی اصل توبہ ہیں اور وہی وسیلہ توبہ، صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم، مطالع[4]

(۱۴) کعب کا خون: وہ توبہ قبول کرنے والے ہیں ان کا دروازہ کرم توبہ و معذرت کرنے والوں کے لئے ہمیشہ مفتوح ہے جب سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے کعب بن زہیر رضی اللہ تعالٰی عنہ کا خون ان کے زمانہ نصرانیت میں مباح فرمادیا ہے ان کے بھائی بجیر بن زہیر رضی اللہ تعالٰی عنہ نے انہیں لکھا **فطر الیہ فانہ لا یرد من جاء تائبا** ان کے حضور اڑ کر آؤ جو ان کے سامنے توبہ کرتا حاضر ہو یہ اسے کبھی رد نہیں فرماتے[5] مطالع المسرات، اسی بناء پر کعب رضی اللہ تعالٰی عنہ جب حاضر ہوئے راہ میں قصیدہ نعتیہ بانت سعاد نظم کیا جس میں عرض رسا ہیں:

انبئت ان رسول اللہ اوعدنی — والعفو عند رسول اللہ مامول

انی اتیت رسول اللہ معتذرا — والعذر عند رسول اللہ مقبول[6]

مجھے خبر پہنچی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے میرے لئے سزا کا حکم فرمایا ہے اور رسول کے ہاں معافی کی امید کی جاتی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے حضور معذرت کرتا حاضر ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی

---

[1] مطالع المسرات، ذکر اسماء النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم، مکتبہ نوریہ رضویہ، فیصل آباد، ص ۱۰۲

[2] شرح الشفاء للعلی قاری علی ھامش نسیم الریاض فصل فی اسمائہ صلی اللہ علیہ وسلم، دارالفکر بیروت، ۲/ ۳۹۳

[3] مطالع المسرات ذکر اسماء النبی صلی اللہ علیہ وسلم، مکتبہ نوریہ رضویہ، فیصل آباد ۱۰۱

[4] مطالع المسرات، ذکر اسماء النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم، مکتبہ نوریہ رضویہ، فیصل آباد، ص ۱۰۱

[5] مطالع المسرات، ذکر اسماء النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم، مکتبہ نوریہ رضویہ، فیصل آباد، ص ۱۰۲

[6] المجموعۃ النبہانیۃ فی المدائح النبویۃ قصیدہ بانت سعاد لکعب بن زہیر رضی اللہ تعالٰی عنہ، دارالمعرفۃ، بیروت ۳/ ۲

بارگاہ میں عذر دولت قبول پاتا ہے۔

توراۃ مقدس میں ہے: **لایجزئ بالسیئۃ السیئۃ ولکن یعفو ویغفر**[1]۔ احمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بدی کا بدلہ بدی نہ دیں گے بلکہ بخش دیں گے اور مغفرت فرمائیں گے **رواہ البخاری عن عبداللہ بن عمرو والدارمی وابن سعد وعساکر عن ابن عباس والاخیر عن عبداللہ بن سلام، وابن ابی حاتم عن وھب بن منبہ وابونعیم عن کعب الاحبار رضی اللہ تعالٰی عنھم اجمعین۔**

اس کو بخاری نے عبداللہ بن عمرو اور دارمی، ابن سعد اور ابن عساکر نے ابن عباس سے اور آخری نے عبداللہ بن سلام سے، ابن ابی حاتم نے وہب بن منبہ سے اور ابو نعیم نے کعب الاحبار رضی اللہ تعالٰی عنہم اجمعین سے روایت کیا۔ت۔ وللذا حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے اسمائے طیبہ ہیں عفو غفور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

(۱۵) نبی توبہ: اقول: وہ نبی توبہ ہیں، بندوں کو حکم ہے کہ ان کی بارگاہ میں حاضر ہو کر توبہ واستغفار کریں اللہ تو ہر جگہ سنتا ہے، اس کا علم اس کا سمع اس کا شہود سب جگہ ایک سا ہے مگر حکم یہی فرمایا کہ میری طرف توبہ چاہو تو میرے محبوب کے حضور حاضر ہو۔ **قال تعالٰی:**

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْۤا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا﴿۶۴﴾[2]	اپنی جانوں پر ظلم کریں تیرے پاس حاضر ہو کر خدا سے بخشش چاہیں اور رسول ان کی مغفرت مانگے تو ضرور خدا کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔

حضور کے عالم حیات ظاہری میں حضور ظاہر تھا، اب حضور مزار پرُ انوار ہے اور جہاں یہ بھی میسر نہ ہو تو دل سے حضور پر نور کی طرف توجہ حضور سے توسل فریاد، استغاثہ، طلب شفاعت کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اب بھی ہر مسلمان کے گھر میں جلوہ فرما ہیں، ملا علی قاری علیہ رحمۃ الباری شرح شفا شریف میں فرماتے ہیں:

روح النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم حاضرۃ فی بیوت اھل الاسلام[3]	نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ہر مسلمان کے گھر میں جلوہ فرما ہیں۔

[1] صحیح البخاری کتاب البیوع باب کراھیۃ الصخب فی السوق، قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۲۸۵، سنن دارمی باب صفۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم، دار المحاسن بیروت ۱/ ۱۵

[2] القرآن الکریم ۴/ ۶۴

[3] شرح شفاء للقاری علی ہامش نسیم الریاض، الباب الرابع من القسم الثانی، مطبعۃ الازہریۃ المصریۃ، مصر ۳/ ۴۶۴

(۱۶) وہ مفیض توبہ ہیں توبہ لیتے بھی یہی ہیں اور دیتے بھی یہی، یہ توبہ نہ دیں تو کوئی توبہ نہ کرسکے، توبہ ایک نعمتِ عظمٰی بلکہ اجل نعم ہے، اور نصوص متواترہ اولیائے کرام و علمائے اعلام سے مبرہن ہوچکا کہ ہر نعمت قلیل یا کثیر، صغیر یا کبیر، جسمانی یا روحانی، دینی یا دنیوی، ظاہری یا باطنی، روز اول سے اب تک، اب سے قیامت تک، قیامت سے آخرت، آخرت سے ابد تک، مومن یا کافر، مطیع یا فاجر، ملک یا انسان، جن یا حیوان بلکہ تمام ماسوااللہ میں جسے جو کچھ ملی یا ملتی ہے یا ملے گی اس کی کلی انہیں کے صبائے کرم سے کھلی اور کھلتی ہے اور کھلے گی، انہیں کے ہاتھوں پر بٹی اور بٹتی ہے یہ سر الوجود واصل الوجود وخلیفۃ اللہ الاعظم وولی نعمت عالم ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یہ خود فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

انا ابوالقاسم اللہ یعطی وانا اقسم ف[1] رواہ الحاکم فی المستدرك وصححہ واقرہ الناقدون۔	میں ابوالقاسم ہوں اللہ دیتا ہے اور میں تقسیم کرتا ہوں۔ (اسے حاکم نے مستدرک میں روایت کیا اور اس کی تصحیح کی اور تحقیق کرنے والوں نے اسے ثابت رکھا ہے۔ت)

ان کا رب اللہ عزوجل فرماتا ہے:

"وَمَآ اَرۡسَلۡنٰكَ اِلَّا رَحۡمَةً لِّلۡعٰلَمِيۡنَ ﴿۱۰۷﴾"[2]	ہم نے نہ بھیجا تمہیں مگر رحمت سارے جہان کے لئے۔

فقیر غفراللہ تعالٰی لہ نے اس جانفزا و ایمان افروز و دشمن گزا و شیطان سوز بحث کی تفصیل جلیل اور اس پر نصوص قاہرہ کثیرہ وافرہ کی تکثیر جمیل اپنے رسالہ مبارکہ **سلطنت المصطفٰی فی ملکوت الورٰی** ۱۲۹۷ھ میں ذکر کی **والحمد للہ رب العٰلمین۔**

(۱۷) اقول: وہ نبی توبہ ہیں کہ گناہوں سے ان کی طرف توبہ کی جاتی ہے توبہ میں انکا نام نامِ پاک نام جلالت حضرت عزت جلالہ کے ساتھ لیا جاتا ہے کہ میں اللہ ورسول کی طرف توبہ کرتا ہوں جل جلالہ وصلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔ صحیح بخاری وصحیح مسلم شریف میں ہے امّ المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا نے عرض کی:

یارسول اللہ اتوب الی اللہ والی رسولہ ماذا اذنبت[3]	یارسول اللہ! میں اللہ اور اللہ کے رسول کی طرف توبہ کرتی ہوں مجھ سے کیا خطا ہوئی؟۔

---

[1] المستدرك للحاکم، کتاب التاریخ ذکر اسماء النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم دارالفکر بیروت، ۲/ ۶۰۴

[2] القرآن الکریم ۲۱/ ۱۰۷

[3] صحیح البخاری، کتاب النکاح باب ھل یرجع اذا رأی منکرًا فی الدعوۃ، قدیمی کتب خانہ، کراچی۔ ۲/ ۷۷۸

ف: ہر نعمت ہر شخص کو نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے ملی اور ملتی ہے اور ملے گی۔

معجم کبیر میں حضرت ثوبان رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے ابوبکر صدیق و عمر فاروق وغیرہما چالیس اجلّہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی طرف کھڑے ہو کر ہاتھ پھیلا کر لرزتے کانپتے حضور سے عرض کی:

تبنا الی اللہ والٰی رسولہ[1]	ہم اللہ اور اس کے رسول کی طرف توبہ کرتے ہیں۔

فقیر نے یہ حدیثیں مع جلیل و نفیس بحثیں اپنے رسالہ مبارکہ الامن والعلٰی لناعتی المصطفٰی بدافع البلاء میں ذکر کیں۔
اقول: توبہ کے معنی ہیں نافرمانی سے باز آنا، جس کی معصیت کی ہے اس سے عہد اطاعت کی تجدید کرکے اسے راضی کرنا، اور نص قطعی قرآن سے ثابت کہ اللہ عزوجل کا ہر گنہگار حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا گنہگار ہے۔ قال اللہ تعالٰی:

"مَنۡ یُّطِعِ الرَّسُوۡلَ فَقَدۡ اَطَاعَ اللّٰہَ ۚ"[2] ویلزمہ عکس النقیض من لم یطع اللہ لم یطع الرسول وھو معنی قولنا من عصی اللہ فقد عصی الرسول۔	جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی۔ اس کو عکس نقیض، من لم یطع اللہ لم یطع الرسول، لازم ہے اور ہمارے قول "من عصی اللہ فقد عصی الرسول" کا یہی معنی ہے۔ (ت)

اور قرآن عظیم حکم دیتا ہے کہ اللہ و رسول کو راضی کرو۔ قال اللہ تعالٰی:

"وَاللّٰہُ وَرَسُوۡلُہٗۤ اَحَقُّ اَنۡ یُّرۡضُوۡہُ اِنۡ کَانُوۡا مُؤۡمِنِیۡنَ ﴿۶۲﴾"[3] نسأل اللہ الایمان والامن والامان و رضاہ ورضی رسولہ الکریم علیہ وعلٰی اٰلہ الصلوٰۃ والتسلیم۔	سب سے زیادہ راضی کرنے کے مستحق اللہ و رسول ہیں اگر یہ لوگ ایمان رکھتے ہیں۔ ہم اللہ تعالٰی سے ایمان، امن وامان، اس کی رضا، اس کے رسول کریم کی رضا چاہتے ہیں، صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ الصلوٰۃ والتسلیم۔ (ت)

یہ نفیس فوائد کہ استطراداً زبان پر آگئے قابل حفظ ہیں کہ اس رسالے کے غیر میں نہ ملیں گے یوں تو ع

---

[1] المعجم الکبیر، حدیث ۱۴۲۳، المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت، ۲/ ۹۵ و ۹۶
[2] القرآن الکریم ۴/ ۸۰
[3] القرآن الکریم ۹/ ۶۲

ہر گُلے را رنگ و بوئے دیگر ست

(ہر پھول کا رنگ وخوشبو علیحدہ ہے۔ت)

مگر میں امید کرتا ہوں کہ فقیر کی یہ تین توجیہیں اخیر بحمد اللہ تعالٰی چیزے دیگر ہیں وباللہ التوفیق۔

توبہ قبول کرنے والے نبی:

امام احمد وابن سعد وابن ابی شیبہ اور امام بخاری تاریخ اور ترمذی شمائل میں حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، مدینہ طیبہ کے ایک راستے میں حضور سید عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم مجھے ملے ارشاد فرمایا:

انا محمد وانا احمد وانا نبی الرحمة ونبی التوبة وانا المقفی وانا الحاشر ونبی الملاحم [1]	میں محمد ہوں، میں احمد ہوں، میں رحمت کا نبی ہوں، میں توبہ کا نبی ہوں، میں سب میں آخر نبی ہوں، میں حشر دینے والا ہوں، میں جہادوں کا نبی ہوں، صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

مالک لوائے احمد:

طبرانی معجم کبیر اور سعید بن منصور سنن میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

انا محمد وانا احمد وانا الحاشر الذی احشر الناس علٰی قدمی، وانا ماحی الذی یمحوا اللہ بی الکفر، فاذا کان یوم القیمة کان لواء الحمد معی، وکنت امام المرسلین وصاحب شفاعتهم [2]	میں محمد ہوں، میں احمد ہوں، میں حاشر ہوں کہ لوگوں کو اپنے قدموں پر میں حشر دوں گا، میں ماحی ہوں کہ اللہ تعالٰی میرے سبب سے کفر کو محو فرماتا ہے، قیامت کے دن لواء الحمد میرے ہاتھ میں ہوگا، میں سب پیغمبروں کا امام اور ان کی شفاعتوں کا مالک ہوں گا صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

اسمائے طیبہ خاتم وعاقب ومقفی تو معنی ختم نبوت میں نص صریح ہیں، علماء فرماتے ہیں اسم پاک حاشر بھی اسی طرف ناظر۔ امام نووی شرح صحیح مسلم میں فرماتے ہیں:

قال العلماء معنا هما(ای معنی روایتی قدمی بالتثنیة والافراد)یحشرون علٰی	علماء نے فرمایا ان دونوں یعنی قدمی مفرد اور قدمی تثنیہ کا معنی یہ ہے کہ لوگوں کا حشر میرے پیچھے

---

[1] شمائل الترمذی مع جامع الترمذی باب ماجاء فی اسماء رسول اللہ الخ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ۲/ ۵۹۷، مسند احمد بن حنبل، حدیث حضرت حذیفه بن یمان رضی اللہ عنه، دار الفکر بیروت، ۵/ ۴۰۵

[2] المعجم الکبیر للطبرانی، حدیث ۱۷۵۰، باب من اسمه جابر بن عبداللہ، المکتبة الفیصلیه بیروت، ۲/ ۱۸۴

اثری وزمان نبوتی ورسالتی ولیس بعدی نبی[1]	میری رسالت ونبوت کے زمانہ میں ہوگا، اور میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

تیسیر میں ہے:

ای علی اثر نوبتی ای زمنھا ای لیس بعدہ نبی[2]	(یعنی میری نبوت کے زمانہ کے بعد یعنی میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ت)

جمع الوسائل میں ہے:

قال الجزری ای یحشر الناس علٰی اثر زمان نبوتی لیس بعدی نبی[3]	(جزری نے فرمایا یعنی لوگوں کا حشر میری نبوت کے زمانہ کے بعد ہوگا میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ت)

دس ۱۰ اسمائے مبارکہ:

ابن مردویہ تفسیر اور ابونعیم دلائل میں اور ابن عدی وابن عساکر ودیلمی حضرت ابوالطفیل رضی اللہ تعالٰی عنہم سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ان لی عشرۃ اسماء عند ربی انا محمد واحمد والفاتح والخاتم وابو القاسم والحاشر والعاقب والماحی ویس وطٰہٰ[4]	میرے رب کے یہاں میرے دس نام ہیں، محمد واحمد وفاتح عالم ایجاد وخاتم نبوت وابوالقاسم وحاشر وآخر الانبیاء وماحی کفر ویس وطٰہٰ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

ابن عدی کامل میں حضرت جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی ان لی عند ربی عشرۃ اسماء میرے رب کے پاس میرے لیئے دس نام ہیں، ازانجملہ محمد واحمد وماحی وحاشر وعاقب یعنی خاتم الانبیاء ورسول الرحمۃ ورسول التوبہ ورسول الملاحم ذکر کرکے فرمایا: وانا المقفی قفیت النبیین عامۃ وانا

---

[1] شرح صحیح مسلم للنووی مع صحیح مسلم، باب فی اسمائہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قدیمی کتب خانہ، کراچی، ۲/ ۲۶۱

[2] التیسیر شرح الجامع الصغیر تحت حدیث ان لی اسماء، مکتبہ امام شافعی الریاض، ۱/ ۳۴۳

[3] جمع الوسائل فی شرح الشمائل باب ماجاء فی اسماء رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم دارالمعرفۃ بیروت، ۲/ ۱۸۲

[4] الکامل فی ضعفاء، ترجمہ سیف بن وہب، دارالفکر بیروت، ۳/ ۱۲۷۳، دلائل النبوۃ لابی نعیم، الفصل الثالث، عالم الکتب بیروت، ص ۱۲، تہذیب تاریخ ابن عساکر، باب معرفۃ اسمائہ الخ داراحیاء التراث العربی، بیروت، ۱/ ۲۷۵

قثم[1] (میں مقفی ہوں کہ تمام پیغمبروں کے بعد آیا اور میں کامل جامع ہوں صلی اللہ تعالی علیہ وسلم۔)

تنبیہ: یہ حدیث ابن عدی نے مولٰی علی وام المؤمنین صدیقہ واسامہ بن زید و عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہم سے بھی روایت کی،

کما فی مطالع المسرات فان کان کلھا عاقب او مقف ونحوھما کانت خمسۃ احادیث۔	(جیسا کہ مطالع المسرات میں ہے تو اگر تمام میں عاقب یا مقف وغیر ہما ہوں تو پانچ احادیث ہوئیں۔ت)

الحاشر و العاقب:

حاکم مستدرک میں بافادہ تصحیح حضرت عوف بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، سید المرسلین صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کنیسہ یہود میں تشریف لے گئے، میں ہمرکاب تھا، فرمایا، اے گروہ یہود! مجھے بارہ آدمی دکھاؤ جو گواہی دینے والے ہوں کہ **لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ، صلی اللہ تعالی علیہ وسلم،** اللہ عزوجل سب یہود سے اپنا غضب (یعنی جس میں وہ زمانہ موسٰی علیہ الصلوۃ والسلام سے گرفتار ہیں کہ "**وَبَآءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ ؕ فَبَآءُوْ بِغَضَبٍ عَلٰى غَضَبٍ ؕ**"[2] (اور خدا کے غضب میں لوٹے تو غضب پر غضب کے سزاوار ہوئے۔ت) اٹھالے گا، یہود سن کر چپ رہے کسی نے جواب نہ دیا۔ حضور نے فرمایا:

ابیتم فواللہ لانا الحاشروانا العاقب وانا النبی المصطفٰی اٰمنتم اوکذبتم[3]	تم نے نہ مانا خدا کی قسم بیشک میں حاشر ہوں اور میں خاتم الانبیاء ہوں اور میں نبی مصطفٰی ہوں خواہ تم مانو یا نہ مانو۔

رسول جہاد:

ابن سعد مجاہد مکی سے مرسلًا راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

انا محمد واحمد انا رسول الرحمۃ انا الملحمۃ انا المقفی والحاشر[4]	میں محمد واحمد ہوں، میں رسول رحمت ہوں، میں رسول جہاد ہوں، میں خاتم الانبیا ہوں، میں لوگوں کو حشر دینے والا ہوں صلی اللہ تعالی علیہ وسلم۔

[1] الکامل فی ضعفاء الرجال ترجمہ وہب بن وھب بن خیر بن عبداللہ بن زہیر، دارالفکر بیروت، ۷/ ۲۵۲۷

[2] القرآن الکریم ۲/ ۶۱و۹۰

[3] المستدرك للحاکم، کتاب معرفۃ الصحابۃ، مطبع دارالفکر بیروت، ۳/ ۴۱۵

[4] الطبقات الکبرٰی لابن سعد ذکر اسماء الرسول صلی اللہ تعالی علیہ وسلم دارصادر، بیروت، ۱/ ۱۰۵

نوع اٰخر:

"هُوَالْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ ۚ"[1]

وہی ہیں اوّل وہی ہیں آخر وہی ہیں باطن وہی ہیں ظاہر

انہیں سے عالم کی ابتدا ہے وہی رسولوں کی انتہا ہیں

صحیحین میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

نحن الاٰخرون السابقون یوم القٰیمۃ[2]	ہم زمانے میں سب سے پچھلے اور قیامت میں سب سے اگلے ہیں۔

مسلم وابن ماجہ ابوہریرہ وحذیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

نحن الاٰخرون من اھل الدنیا والاولون یوم القٰیمۃ المقضی لھم قبل الخلائق[3]۔	ہم دنیا میں سب کے بعد اور آخرت میں سب پر سابق ہیں، تمام جہان سے پہلے ہمارے لئے حکم ہوگا۔

دارمی ابن مکتوم رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ان اللہ ادرك بی الاجل المرجو واختارنی اختیار افنحن الاٰخرون ونحن السابقون یوم القٰیمۃ[4]۔	بیشک اللہ نے مجھے مدّت اخیر وزمانہ انتظار پر پہنچایا اور مجھے چن کر پسند فرمایا تو ہمیں سب سے پچھلے اور ہمیں روز قیامت سب سے اگلے صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

اس حدیث میں نسخ مختلف ہیں بعض میں یوں ہے:

ان اللہ ادرك بی الاجل المرحوم، و	مجھے اللہ عزوجل نے محض رحمت کے وقت پہنچایا اور

---

[1] القرآن الکریم ۵۷/ ۳

[2] صحیح البخاری، کتاب الجمعہ، باب فرض الجمعہ، قدیمی کتب خانہ، کراچی، ۱/ ۱۲۰، صحیح مسلم، کتاب الجمعہ، باب فضیلۃ یوم الجمعۃ، قدیمی کتب خانہ، کراچی، ۱/ ۲۸۲

[3] صحیح مسلم، کتاب الجمعہ، باب فضیلۃ یوم الجمعۃ، قدیمی کتب خانہ، کراچی، ۱/ ۲۸۲

[4] کنز العمال بحوالہ الدارمی، حدیث ۳۲۰۸۰، موسسۃ الرسالۃ، بیروت، ۱۱/ ۴۴۲

اختصر لی اختصارا[1]۔	مجھے اللہ عزوجل نے محض رحمت کے وقت پہنچایا اور میرے لئے کمال اختصار فرمایا۔

اس اختصار کی شرح و تفسیر پانچ وجہ منیر پر فقیر نے ۱۳۰۵ھ میں اپنے رسالہ **تجلی الیقین بان نبینا سید المرسلین** میں بیان کی۔

آخر زمان اور اولین یوم قیامت:

اسحٰق بن راہویہ مسند اور ابو بکر ابن ابی شیبہ استاذ بخاری و مسلم مصنف میں مکحول سے راوی، امیر المؤمنین عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ کا ایک یہودی پر کچھ آتا تھا لینے کے لئے تشریف لے گئے اور فرمایا:

لا والذی اصطفٰی محمدا علی البشر لا افارقك	قسم اس کی جس نے محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو تمام آدمیوں سے برگزیدہ کیا میں تجھے نہ چھوڑوں گا۔

یہودی بولا: واللہ! خدا نے انہیں تمام بشر سے افضل نہ کیا، امیر المؤمنین نے اسے تمانچہ مارا، وہ بارگاہ رسالت میں نالشی آیا حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: عمر! تم اس تمانچہ کے بدلے اسے راضی کردو (یعنی ذمی ہے) اور ہاں اے یہودی! آدم صفی اللہ، ابراہیم خلیل اللہ، نوح نجی اللہ، موسٰی کلیم اللہ، عیسٰی روح اللہ ہیں **وانا حبیب اللہ** اور میں اللہ کا پیارا ہوں، ہاں اے یہودی! اللہ نے اپنے دو ناموں پر میری امت کے نام رکھے اللہ سلام ہے اور میری امت کا نام مسلمین رکھا اور اللہ مومن ہے اور میری امت کو مومنین کا لقب دیا، ہاں اے یہودی! تم زمانہ میں پہلے ہو **ونحن الاٰخرون السابقون یوم القیٰمۃ** اور ہم زمانے میں بعد اور روز قیامت میں سب سے پہلے ہیں، ہاں ہاں جنت حرام ہے انبیاء پر جب تک میں اس میں جلوہ افروز نہ ہوؤں اور حرام ہے امتوں پر جب تک میری امت نہ داخل ہو[2] **صلی اللہ تعالٰی علیك وعلیھم وسلم**۔

دریائے رحمت:

بیہقی شعب الایمان میں ابو قلابہ سے مرسلاً راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: **انما بعثت فاتحاو خاتما**[3] میں بھیجا گیا دریائے رحمت کھولتا اور نبوت و رسالت ختم کرتا ہوا۔

آخرین بعثت:

ابن ابی حاتم و بغوی و ثعلبی تفاسیر اور ابو اسحٰق جوزجانی تاریخ اور ابو نعیم دلائل میں بطریق عدیدہ عن قتادۃ عن الحسن عن ابی ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ مسنداً اور

---

[1] سنن الدارمی باب ۸، ما اعطی النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم من الفضل، دار المحاسن للطباعۃ مصر، ۱/ ۳۲

[2] المصنف لابن ابی شیبہ، کتاب الفضائل، حدیث ۱۱۸۵۱، ادارۃ القرآن والعلوم اسلامیہ، کراچی، ۱۱/ ۵۱۱

[3] بیہقی شعب الایمان، حدیث ۵۲۰۲، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۴/ ۳۰۸

ابن سعد طبقات اور ابن لال مکارم الاخلاق میں قتادہ سے مرسلاً راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے آیہ کریمہ "وَ اِذۡ اَخَذۡنَا مِنَ النَّبِیّٖنَ مِیۡثَاقَہُمۡ وَ مِنۡکَ وَ مِنۡ نُّوۡحٍ وَّ اِبۡرٰہِیۡمَ وَ مُوۡسٰی وَ عِیۡسَی ابۡنِ مَرۡیَمَ" کی تفسیر میں فرمایا:

کنت اول النبیین فی الخلق واٰخرھم فی البعث[1]	میں سب نبیوں سے پہلے پیدا ہوا اور سب کے بعد بھیجا گیا۔

قتادہ نے کہا: فبداء بی قبلھم۔ اسی لئے رب العزت تبارک وتعالٰی نے آیہ کریمہ میں انبیائے سابقین سے پہلے حضور پر نور کا نام پاک لیا، صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم

تذییل:

ابو سہل قطان اپنے امالی میں سہل بن صالح ہمدانی سے راوی، میں نے حضرت سیدنا امام باقر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے پوچھا: نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم توسب انبیاء کے بعد مبعوث ہوئے حضور کو سب پر تقدم کیونکر ہوا، فرمایا:

ان اللہ تعالٰی لما اخذ من بنی اٰدم من ظھور ھم ذریاتھم واشھدھم علٰی انفسھم الست بربکم کان محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اول من قال بلٰی ولذٰلک صار یتقدم الانبیاء وھو اٰخر یبعث[2]	جب اللہ تعالٰی نے آدمیوں کی پیٹھوں سے ان کی اولادیں روز میثاق نکالیں اور انہیں خود ان پر گواہ بنانے کو فرمایا کیا میں تمہارا رب نہیں، توسب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے کلمہ بلٰی عرض کیا کہ ہاں کیوں نہیں، اس وجہ سے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو سب انبیاء پر تقدم ہوا حالانکہ حضور سب کے بعد مبعوث ہوئے صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

حضرت فاروق کا طریق ندا وخطاب بعد از وصال:

شفا شریف امام قاضی عیاض واحیاء العلوم امام حجۃ الاسلام ومدخل امام ابن الحاج واقتباس الانوار علامہ ابو عبداللہ محمد بن علی رشاطی وشرح البردہ ابو العباس قصار ومواہب لدنیہ امام قسطلانی وغیرہا کتب معتمدین میں ہے امیر المؤمنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ نے بعد وفات

---

[1] تفسیر ابن ابی حاتم تحت آیۃ واذ اخذنا من النبیین الخ حدیث ۱۷۵۹۴ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ المکرمۃ ۹/ ۳۱۱۶، تفسیر نبوی المعروف معالم التنزیل علی ہامش الخازن، تحت آیۃ واذا خذنا من النبیین الخ مصطفی البابی الحلبی مصر ۵/ ۲۳۲

[2] الخصائص الکبرٰی بحوالہ ابی سہل باب خصوصیۃ النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بکونہ اول النبیین فی الخلق، دار الکتب الحدیثہ بعابدین ۱/ ۹

حضور سید الکائنات علیہ افضل الصلوٰۃ والتحیات جو فضائل عالیہ حضور پُر نور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم حضور کو ندا وخطاب کرکے عرض کئے ہیں انہیں میں گزارش کرتے ہیں:

بابی انت وامّی یارسول اللہ لقد بلغ من فضیلتك عند اللہ ان بعثك اٰخر الانبیاء وذکرك فی اولھم، فقال اللہ تعالٰی "وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِيّٖنَ مِيْثَاقَهُمْ وَمِنْكَ وَمِنْ نُّوْحٍ"[1] الاٰیۃ۔	یارسول اللہ! میرے ماں باپ حضور پر قربان حضور کی فضیلت اللہ عزوجل کی بارگاہ میں اس حد کو پہنچی کہ حضور کو تمام انبیاء کے بعد بھیجا اور ان سب سے پہلے ذکر فرمایا کہ فرماتا ہے اور یاد کر جب ہم نے پیغمبروں سے ان کا عہد لیا اور تجھ سے اے محبوب اور نوح وابراہیم و موسٰی و عیسٰی بن (مریم سے علیہم الصلوٰۃ والسلام۔)

حضرت جبرائیل سلام کہتے ہیں:

علامہ محمد بن احمد بن محمد بن محمد بن ابی بکر بن مرزوق تلمسانی شرح شفاء شریف میں سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: جبریل نے حاضر ہو کر مجھے یوں سلام کیا: السلام علیك یا ظاھر، السلام علیك یا باطن۔ میں نے فرمایا: اے جبریل! یہ صفات تو اللہ عزوجل کی ہیں کہ اسی کو لائق ہیں مجھ سی مخلوق کی کیونکر ہوسکتی ہیں، جبریل نے عرض کی، اللہ تبارک و تعالٰی نے حضور کو ان صفات سے فضیلت دی اور تمام انبیاء و مرسلین پر ان سے خصوصیت بخشی اپنے نام وصف سے حضور کے نام وصف مشتق فرمائے۔

وسماك بالاوّل لانك اول الانبیاء خلقا وسماك بالاٰخر لانك اٰخر الانبیاء فی العصور خاتم الانبیاء الٰی اٰخر الامم۔	حضور کا اول نام رکھا کہ حضور سب انبیاء سے آفرینش میں مقدم ہیں اور حضور کا آخر نام رکھا کہ حضور سب پیغمبروں سے زمانے میں مؤخر و خاتم الانبیاء و نبی امت آخرین ہیں۔

باطن نام رکھا کہ اس نے اپنے نام پاک کے ساتھ حضور کا نام نامی سنہرے نور سے ساقِ عرش پر آفرینش آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے دو ہزار برس پہلے ابد تک لکھا پھر مجھے حضور پر درود بھیجنے کا حکم دیا میں نے حضور پر ہزار سال درود بھیجا اور ہزار سال بھیجا یہاں تک کہ اللہ تعالٰی نے حضور کو مبعوث کیا خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا اور اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلاتا اور جگمگاتا سورج۔

[1] المواھب اللدنیہ، باب وفاتہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم مکتب الاسلامی، بیروت، ۴/ ۵۵۵

حضور کو ظاہر نام عطافرمایا کہ اس نے حضور کو تمام دینوں پر ظہور و غلبہ دیا اور حضور کی شریعت وفضیلت کو تمام اہلِ سماوات وارض پر ظاہر وآشکارا کیا تو کوئی ایسا نہ رہا جس نے حضور پر نور پر درود نہ بھیجا ہو، اللہ حضور پر درود بھیجے۔

فربك محمود وانت محمد وربك الاول والاٰخر والظاھر والباطن وانت الاول والاٰخر والظاھر والباطن۔	پس حضور کا رب محمود ہے اور حضور محمد، حضور کا رب اول وآخر وظاہر و باطن ہے اور حضور اول وآخر وظاہر و باطن ہیں۔

سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا:

الحمدللہ الذی فضلنی علٰی جمیع النبیین حتی فی اسمی وصفتی۔ ذکرہ القاری فی شرح الشفاء فقال قد روی التلمسانی عن ابن عباس[1] الخ۔ **اقول:** ظاھرہ انہ اخرجہ بسندہ فان الاسناد ماخوذ فی مفھوم الروایۃ کما قالہ الزرقانی فی شرح المواھب ولعل الظاھر ان فیہ تجریدا والمراد اورد وذکر اللہ تعالٰی اعلم۔	سب خوبیاں اللہ عزوجل کو جس نے مجھے تمام انبیاء پر فضیلت دی یہاں تک کہ میرے نام وصفت میں، علی قاری نے شرح شفاء میں اس کا ذکر کیا اور فرمایا کہ تلمسانی نے ابن عباس سے روایت کیا الخ۔ **اقول:** (میں کہتا ہوں) اس کا ظاہر یہ ہے کہ اس کو انہوں نے اپنی سند کے ساتھ تخریج کیا ہے کہ اسناد روایت کے مفہوم میں ماخوذ ہے جیسا کہ زرقانی نے شرح مواہب میں فرمایا ہوسکتا ہے کہ ظاہر اس میں تجرید ہو (اسناد ماخوذ نہ ہو) اور صرف وارد کرنا اور ذکر کرنا مراد ہو۔ (ت)

نوع آخر خصوص نصوص ختم نبوت:

صحیح مسلم شریف میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے:

فضلت علی الانبیاء بست اعطیت جوامع الکلم و نصرت بالرعب واحلت لی الغنائم وجعلت لی الارض مسجدا وطھورا وارسلت الی	میں تمام انبیاء پر چھ وجہ سے فضیلت دیا گیا، مجھے جامع باتیں عطا ہوئیں اور مخالفوں کے دل میں میرا رعب ڈالنے سے میری مدد کی گئی اور میرے لئے غنیمتیں حلال ہوئیں اور میرے لئے زمین پاک

[1] شرح الشفاء لعلی قاری علی ہامش نسیم الریاض فصل فی اسماء رسول اللہ الخ دار الفکر بیروت، ۲/ ۴۲۵

الخلق کافۃ وختم بی النبیون [1]	کرنے والی اور نماز کی جگہ قرار دی گئی اور میں تمام جہان سب ماسوی اللہ کا رسول ہُوا اور مجھ سے انبیاء ختم کئے گئے صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

خاتم النبیین:

دارمی اپنی سنن میں بسند صحیح اور بخاری تاریخ اور طبرانی اوسط اور بیہقی سنن میں اور ابو نعیم حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

انا قائد المرسلین ولا فخر، وانا خاتم النبیین ولا فخر، وانا شافع ومشفع ولا فخر [2]	میں تمام رسولوں کا پیش رو ہوں اور بطور فخر نہیں کہتا، میں تمام پیغمبروں کا خاتم ہوں اور بطور فخر نہیں کہتا اور میں سب سے پہلی شفاعت کرنے والا اور سب سے پہلا شفاعت قبول کیا گیا ہوں اور بروجہ فخر ارشاد نہیں کرتا صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

احمد وحاکم وبیہقی وابن حبان عرباض بن ساریہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

انی مکتوب عنداللہ فی ام الکتاب لخاتم النبیین وان اٰدم لمنجدل فی طینتہ [3]	بیشک بالیقین میں اللہ کے حضور لوح محفوظ میں خاتم النبیین لکھا تھا اور ہنوز آدم اپنی مٹی میں پڑے تھے۔

آدم سروتن بآب وگل داشت
کو حکم بملک جان ودل داشت

(حضرت آدم علیہ السلام اپنے خمیر میں ہی تھے جبکہ حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بحکم خداوندی جان ودل سے سرفراز تھے۔ت)

لوح محفوظ پر شہادت ختم نبوت:

مواہب لدنیہ ومطالع المسرات میں ہے:

اخرج مسلم فی صحیحہ من حدیث عبداللہ بن عمر وبن العاص عن النبی صلی	یعنی صحیح مسلم شریف میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالٰی عنہما سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ

[1] صحیح مسلم کتاب المساجد باب مواضع الصلوٰۃ، قدیمی کتب خانہ، کراچی، ۱/ ۱۹۹

[2] سنن الدارمی، حدیث ۵۰، باب ما اعطی النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم من الفضل دار المحاسن قاہرہ مصر، ۱/ ۳۱

[3] المستدرك کتاب التاریخ، ذکر اخبار سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم دار الفکر بیروت، ۲/ ۶۰۰، کنز العمال حدیث ۳۲۱۱۴، موسسۃ الرسالۃ، بیروت، ۱۱/ ۴۴۹

اللہ تعالٰی علیہ وسلّم انه قال ان اللہ عزوجل کتب مقادیر الخلق قبل ان یخلق السمٰوٰت والارض بخمسین الف سنة فکان عرشه علی الماء، ومن جملة ماکتب فی الذکر وھوام الکتاب ان محمدا خاتم النبیین۔	وسلم فرماتے ہیں اللہ عزوجل نے زمین وآسمان کی آفرینش سے پچاس ہزار برس پہلے خلق کی تقدیر لکھی اور اس کا عرش پانی پر تھا منجملہ ان تحریرات کے لوح محفوظ میں لکھا بیشک محمد خاتم النبیین ہیں صلی اللہ تعالی علیہ وسلم۔
ثم قال بعد ھذا فی المواھب وعن العرباض بن ساریة[1]، فذکر الحدیث المذکور اٰنفا و قال بعدہ فی المطالع وغیر ذٰلك من الاحادیث[2]، اھ وقال الزرقانی بعد قوله ان محمدا خاتم النبیین فان قیل الحدیث یفید سبق العرش علی التقدیر وعلٰی کتابة محمد خاتم النبیین[3] الخ فافادوا جمیعا انه بتمامه حدیث واحد مخرج ھٰکذا فی صحیح مسلم والعبد الضعیف راجع الصحیح من کتاب القدر فلم یجد فیه الا الٰی قوله وکان عرشه علی الماء وبھٰذا القدر عزاہ له فی المشکوٰۃ والجامع الصغیر والکبیر وغیرھا فاللہ اعلم۔	پھر اس کے بعد مواہب میں فرمایا اور عرباض بن ساریہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی ہے ابھی مذکور حدیث کو ذکر کیا اور اس کے بعد مطالع المسرات میں فرمایا اس کے علاوہ احادیث میں ہے اھ، اور علامہ زرقانی نے اپنے قول " تحقیق محمد صلی اللہ تعالی علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں "کے بعد فرمایا اگر اعتراض ہو کہ حدیث سے عرش کی تخلیق، تقدیر اور محمد خاتم النبیین لکھنے سے قبل کا فائدہ دے رہی ہے الخ، تو ان سب نے افادہ کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ سب ایک حدیث ہے جس کو صحیح مسلم میں تخریج کیا ہے جبکہ اس عبد ضعیف نے صحیح مسلم کی کتاب القدر کو دیکھا تو اس میں صرف ان کا قول یہ پایا "وکان عرشه علی الماء "اس کا عرش پانی پر تھا" اور اسی قدر کو مشکوٰۃ میں صحیح مسلم وجامع صغیر وکبیر وغیرہما کی طرف منسوب کیا ہے تو اللہ تعالٰی زیادہ علم والا ہے۔

---

[1] المواہب اللدنیة، باب سبق نبوته، المکتب الاسلامی، بیروت، ۱/ ۵۷، مطالع المسرات، مکتبہ نوریہ رضویہ، فیصل آباد، ص ۹۸

[2] مطالع المسرات، مکتبہ نوریہ رضویہ، فیصل آباد، ص ۹۸

[3] شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیة، المقصد الاول، دار المعرفة، بیروت، ۱/ ۳۱

عمارت نبوت کی آخری اینٹ:

احمد و بخاری و مسلم و ترمذی حضرت جابر بن عبداللہ اور احمد و شیخین حضرت ابوہریرہ اور احمد و مسلم حضرت ابوسعید خدری اور احمد و ترمذی حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالٰی عنہم سے بالفاظ متناسبہ و معانی متقاربہ راوی حضور خاتم المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

مثلی و مثل الانبیاء کمثل قصرا حسن بنیانہ ترك منہ موضع لبنۃ فطاف بہ النظار یتعجبون من حسن بنیانہ الاموضع تلك اللبنۃ فکنت انا سددت موضع اللبنۃ ختم بی البنیان وختم بی الرسل[1]، وفی لفظ للشیخین فانا اللبنۃ وانا خاتم النبیین[2]	میری اور تمام انبیاء کی کہاوت ایسی ہے جیسے ایک محل نہایت عمدہ بنایا گیا اور اس میں ایک اینٹ کی جگہ خالی رہی، دیکھنے والے اس کے آس پاس پھرنے اور اس کی خوبی تعمیر سے تعجب کرتے مگر وہی ایک اینٹ کی جگہ کہ نگاہوں میں کھٹکتی، میں نے تشریف لا کر وہ جگہ بند کی، مجھ سے یہ عمارت پوری کی گئی، مجھ سے رسولوں کی انتہا ہوئی، میں عمارت نبوت کی وہ پچھلی اینٹ ہوں، میں تمام انبیاء کا خاتم ہوں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

امام ترمذی حکیم عارف باللہ محمد بن علی نوادر الاصول میں سیدنا ابوذر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: **اول الرسل اٰدم و اٰخرھم محمد**[3] سب رسولوں میں پہلے آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں اور سب میں پچھلے محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

سوسمار کی گواہی:

طبرانی معجم اوسط و معجم صغیر اور ابن عدی کامل اور حاکم کتاب المعجزات اور بیہقی وابونعیم کتاب دلائل النبوۃ اور ابن عساکر تاریخ میں امیر المؤمنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم مجمع اصحاب میں تشریف فرماتھے کہ ایک بادیہ نشین قبیلہ بنی سلیم کا آیا سوسمار شکار کرکے لایا تھا وہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے سامنے

---

[1] مشکوٰۃ المصابیح بحوالہ متفق علیہ باب فضائل سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم مطبع مجتبائی دہلی، ص ۵۱۱

[2] صحیح البخاری، باب خاتم النبیین، قدیمی کتب، کراچی۔ ۱/ ۵۰۱، صحیح مسلم، باب ذکر کونہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم خاتم النبیین، قدیمی کتب خانہ، کراچی ۲/ ۲۴۸

[3] نوادر الاصول حکیم ترمذی

ڈال دیا اور بولا قسم ہے لات وعزّٰی کی وہ شخص آپ پر ایمان نہ لائے گا جب تک یہ سوسمار ایمان نہ لائے، حضور پر نور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے جانور کو پکارا وہ فصیح زبان روشن بیان عربی میں بولا جسے سب حاضرین نے خوب سنا اور سمجھا:

لبّیك وسعدیك یازین من وافی یوم القیٰمة۔	میں خدمت وبندگی میں حاضر ہوں اے تمام حاضرین مجمع محشر کی زینت۔

حضور نے فرمایا: من تعبد تیرا معبود کون ہے؟ عرض کی:

الذی فی السماء عرشه وفی الارض سلطانه وفی البحر سبیله وفی الجنة رحمته وفی النار عذابه۔	وہ جس کا عرش آسمان میں اور سلطنت زمین میں اور راہ سمندر میں رحمت جنت میں اور عذاب نار میں۔

فرمایا: من انا بھلا میں کون ہوں؟ عرض کی:

انت رسول رب العٰلمین وخاتم النبیین قد افلح من صدقك وقد خاب من کذبک۔	حضور پروردگارِ عالم کے رسول ہیں اور رسولوں کے خاتم، جس نے حضور کی تصدیق کی وہ مراد کو پہنچا اور جس نے نہ مانا نامراد رہا۔

اعرابی نے کہا اب آنکھوں دیکھے کے بعد کیا شبہہ ہے، خدا کی قسم میں جس وقت حاضر ہوا حضور سے زیادہ اس شخص کو دشمن کوئی نہ تھا اور اب حضور مجھے اپنے باپ اور اپنی جان سے زیادہ محبوب ہیں اشھد ان لا الٰه الا اللّٰه وانّك رسول اللّٰه [1] (میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپ اللہ کے رسول ہیں۔ت) یہ مختصر ہے اور حدیث میں اس سے زیادہ کلام اطیب واکثر۔

یہ حدیث امیر المؤمنین مولٰی علی وام المؤمنین عائشہ صدیقہ وحضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہم کی روایات سے بھی آئی۔

کما فی الجامع الکبیر والخصائص الکبرٰی ولم اقف علی الفاظھم فان اشتملت جمیعا علی لفظ خاتم النبیین کانت اربعة احادیث۔	جیسا کہ جامع کبیر اور خصائص کبرٰی میں ہے میں نے ان کے الفاظ نہ پائے اگر ان سب کے الفاظ خاتم النبیین کے لفظ پر مشتمل ہوں تو یہ چار احادیث ہوئیں۔

[1] دلائل النبوۃ لابی نعیم، ذکر الظبی والضّب، عالم الکتب، بیروت، ۲/ ۱۳۴

تذییل: ترمذی حدیث طویل حلیہ اقدس میں امیر المؤمنین مولٰی علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ الکریم سے راوی کہ انہوں نے فرمایا:
بین کتفیه خاتم النبوة وهو خاتم النبیین[1] حضور کے دونوں شانوں کے بیچ میں مہر نبوت ہے اور حضور خاتم النبیین ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

تذییل: طبرانی معجم اور ابو نعیم عوالی سعید بن منصور میں امیر المؤمنین مولٰی علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ سے درود شریف کا ایک صیغہ بلیغہ راوی جس میں فرماتے ہیں:

اجعل شرائف صلوٰتك ونوامی برکاتك ورأفة تحنّنك علٰی محمد عبدك ورسولك الخاتم لماسبق والفاتح لما اغلق[2]	الٰہی! اپنی بزرگ درودیں اور بڑھتی برکتیں اور رحمت کی مہر نازل کر محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر کہ تیرے بندے اور تیرے رسول ہیں، گزروں کے خاتم اور مشکلوں کے کھولنے والے صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

نوع آخر ف نبوت گئی، نبوت منقطع ہوئی، جب سے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو نبوت ملی کسی دوسرے کو نہیں مل سکتی۔

ولا نبی بعدی:
صحیح بخاری شریف میں مروی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

کانت بنو اسرائیل تسوسهم الانبیاء کلما هلك نبی خلفه نبی ولا نبی بعدی[3]	انبیاء بنی اسرائیل کی سیاست فرماتے، جب ایک نبی تشریف لے جاتا دوسرا اس کے بعد آتا، میرے بعد کوئی نبی نہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

احمد وترمذی وحاکم بسند صحیح بر شرط صحیح مسلم کما قاله الحاکم واقره الناقدون (جیسے حاکم نے کہا ہے اور محققین نے اسے ثابت رکھا ہے) حضرت انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ان الرسالة والنبوة قد انقطعت	بیشک رسالت و نبوت ختم ہو گئی اب میرے بعد

[1] جامع ترمذی ابواب المناقب، باب ماجاء فی صفة النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم امین کمپنی کتب خانہ رشیدیہ، دہلی، ۲/ ۲۰۵
[2] المعجم الاوسط، حدیث ۹۰۸۵، مکتبة المعارف الریاض، ۱۰/ ۳۶
[3] صحیح بخاری کتاب الانبیاء، باب ما ذکر عن بنی اسرائیل، قدیمی کتب خانہ، کراچی، ۱/ ۴۹۱

ف: نوع چہارم نبوت منقطع ہوئی اب کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔

فلا رسول بعدی ولا نبی[1]	نہ کوئی رسول نہ نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

صحیح بخاری شریف میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لم یبق من النبوۃ الاّ المبشرات الرّؤیا الصالحۃ[2]	نبوت سے کچھ باقی نہ رہا صرف بشارتیں باقی ہیں اچھی خوابیں۔

طبرانی معجم کبیر میں حضرت حذیفہ بن اسید رضی اللہ تعالٰی عنہ سے بسند صحیح راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ذھبت النبوۃ فلا نبوۃ بعدی الا المبشرات الرؤیا الصالحۃ یراھا الرجل او ترٰی لہ[3]	نبوت گئی اب میرے بعد نبوت نہیں مگر بشارتیں ہیں اچھا خواب کہ انسان آپ دیکھے یا اس کے لئے دیکھا جائے۔

احمد وابنائے ماجہ وخزیمہ وحبان حضرت ام کرز رضی اللہ تعالٰی عنہا سے بسند حسن راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ذھبت النبوۃ وبقیت المبشرات[4]	نبوت گئی اور بشارتیں باقی ہیں۔

صحیح مسلم وسنن ابی داؤد وسنن ابن ماجہ میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اپنے مرض مبارک میں جس میں وصال اقدس واقع ہوا پردہ اٹھایا سر انور پر پٹی بندھی تھی لوگ صدیق اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ کے پیچھے صف بستہ تھے حضور نے ارشاد فرمایا:

یا ایھا الناس انہ لم یبق من مبشرات النبوۃ الاّ الرؤیا الصالحۃ یراھا المسلم او تری لہ[5]	اے لوگو! نبوت کی بشارتوں سے کچھ نہ رہا مگر اچھا خواب کہ مسلمان دیکھے یا اس کے لئے دوسرے کو دکھایا جائے۔

[1] جامع الترمذی، ابواب الرؤیا، باب ذھبت النبوۃ الخ امین کمپنی کتب خانہ رشیدیہ دہلی، ۲/ ۵۱

[2] صحیح البخاری، کتاب التعبیر، باب مبشرات، قدیمی کتب خانہ، کراچی۔ ۲/ ۱۰۳۵

[3] المعجم الکبیر للطبرانی، حدیث ۳۰۵۱، مکتبۃ الفیصلیہ، بیروت، ۳/ ۱۷۹

[4] سنن ابن ماجہ، ابواب تعبیر الرؤیا، باب الرؤیا الصالحۃ، ایچ ایم سعید کمپنی، کراچی، ص ۲۸۶

[5] سنن ابن ماجہ، ابواب تعبیر الرؤیا، باب الرؤیا الصالحۃ، ایچ ایم سعید کمپنی، کراچی، ص ۸۷۔۲۸۶

اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو حضرت عمر ہوتے:

احمد و ترمذی و حاکم بتصحیح و رؤیانی و طبرانی وابویعلٰی حضرت عقبہ بن عامر اور طبرانی وابن عساکر اور خطیب کتاب رواۃ مالک میں حضرت عبداللہ بن عمر اور طبرانی حضرت عصمہ بن مالک و حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالٰی عنہم سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لو کان بعدی نبی لکان عمر بن الخطاب[1]	اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتا رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

تذییل: صحیح بخاری شریف میں اسمٰعیل بن ابی خالد سے ہے:

قلت لعبداللہ بن ابی اوفٰی رضی اللہ تعالٰی عنھما أرأیت ابراھیم ابن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قال مات صغیرا ولو قضی ان یکون بعد محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نبی عاش ابنہ ولکن لانبی بعدہ[2]	میں نے حضرت عبداللہ بن ابی اوفٰی رضی اللہ تعالٰی عنہما سے پوچھا آپ نے حضرت ابراہیم صاحبزادہ رسول صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو دیکھا تھا، فرمایا ان کا بچپن میں انتقال ہوا اور اگر مقدر ہوتا کہ محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی ہو تو حضور کے صاحبزادے ابراہیم زندہ رہتے، مگر حضور کے بعد نبی نہیں۔

امام احمد کی روایت انہیں سے یوں ہے میں نے حضرت ابن ابی اوفٰی کو فرماتے سنا:

لو کان بعد النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نبی مامات ابنہ ابراھیم[3]	اگر حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی ہوتا تو حضور کے صاحبزادے انتقال نہ فرماتے۔

تذییل: امام ابو عمر ابن عبدالبر بطریق اسمٰعیل بن عبدالرحمٰن سدی حضرت انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی انہوں نے فرمایا:

کان ابراھیم قد ملأ المھد ولو عاش لکان نبیا لکن لم یکن لیبقی فان نبیکم اٰخر الانبیاء[4]	حضرت ابراہیم اتنے ہوگئے تھے کہ ان کا جسم مبارک گہوارے کو بھر دیتا اگر زندہ رہتے نبی ہوتے مگر زندہ نہ رہ سکتے تھے کہ تمہارے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم آخر الانبیاء ہیں۔

[1] جامع الترمذی، مناقب ابی حفص عمر بن الخطاب، امین کمپنی کتب خانہ رشیدیہ، دہلی، ۲/ ۲۰۹

[2] صحیح البخاری، کتاب الآداب، باب من سمی باسماء الانبیاء، قدیمی کتب خانہ، کراچی، ۲/ ۹۱۴

[3] مسند امام احمد بن حنبل، بقیہ حدیث حضرت عبداللہ ابن اوفٰی، دار الفکر بیروت، ۴/ ۳۵۳

[4] شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیہ، بحوالہ اسماعیل بن عبدالرحمن عن انس، المقصد الثانی، دار المعرفۃ بیروت، ۳/ ۱۶-۲۱۵

فائدہ: ف اس کی اصل متعدد احادیث مرفوعہ سے ہے، ماوردی حضرت انس اور ابن عساکر حضرات جابر بن عبداللہ وعبداللہ بن عباس وعبداللہ بن ابی اوفٰی رضی اللہ تعالٰی عنہم سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لو عاش ابراھیم لکان صدیقا نبیا[1]	(اگر ابراہیم زندہ رہتا تو صدیق پیغمبر ہوتا)
وبہ انجلی ما اشتبہ علی الامام النووی مع جلالۃ شانہ، وسعۃ عرفانہ، اما ما قال الامام ابوعمر بن عبدالبر لاادری ما ھذا فقد کان ابن نوح غیر نبی ولو لم یلد النبی الا نبیا کان کل احد نبیا لانھم من ولد نوح قال اللہ تعالٰی "وَجَعَلْنَا ذُرِّیَّتَهٗ هُمُ الْبٰقِیْنَ ﴿٧٧﴾"[2] فاجابوا عنہ بان الشرطیۃ لا یلزمھا الوقوع **اقول:** نعم لکنھا لا شك تفید الملازمۃ فان کانت مبینۃ علی ان ابن نبی لایکون الا نبیا لزم ما الزم ابوعمرو لا مفر فالحق فی الجواب ما **اقول:** من عدم صحۃ قیاس الانبیاء السابقین وبنیھم علٰی نبینا سید المرسلین وبنیہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وعلیھم وسلم فلو استحق ابنہ بعدہ النبوۃ لایلزم منہ استحقاق	اس سے امام نووی کو درپیش ہونے والا اشتباہ ختم ہوگیا، باوجودیکہ ان کی شان اجل ہے اور ان کا عرفان وسیع ہے لیکن امام ابوعمر بن عبدالبر نے جو یہ فرمایا کہ مجھے یہ معلوم نہ ہوسکا، حالانکہ نوح علیہ السلام کے بیٹے نبی نہ ہوئے، اور اگر یہ ہوتا کہ نبی سے نبی ہی پیدا ہو تو ہر ایک نبی ہوتا کیونکہ وہ بھی تو نوح علیہ السلام کی اولاد تھے، کیونکہ اللہ تعالٰی نے فرمایا ہم نے اس کی ذریت کو ہی باقی رکھا، اس کا جواب انہوں نے یہ دیا کہ کسی شرطیہ قضیہ کو وقوع لازم نہیں ہے۔ **اقول:** (میں کہتا ہوں) ہاں درست ہے لیکن بے شک شرطیہ، ملازمہ کا فائدہ ضرور دیتا ہے اگر یہ قضیہ شرطیہ اس معنی پر مبنی ہو کہ نبی کا بیٹا ضرور نبی ہی ہوتا ہے تو ابو عمر کا الزام لازم آئے گا جس سے مفر نہیں ہے تو جواب میں حق وہ ہے جو میں کہہ رہا ہوں کہ انبیاء سابقین اور ان کے بیٹوں کا قیاس ہمارے نبی سید المرسلین اور ان کے صاحبزادوں پر درست نہیں، اللہ تعالٰی ہمارے نبی اور سب انبیاء پر درود وسلام

ف: حدیث ولو عاش ابراہیم لکان نبیا[3] والبحث علیہ۔

حدیث "اگر ابراہیم زندہ رہتے تو نبی ہوتے" کی تحقیق اور اس پر بحث سے متعلق یہ فائدہ ہے (ت)

---

[1] کنز العمال بحوالہ الماوردی عن انس وابن عساکر حدیث ۳۳۲۰۴ موسسۃ الرسالۃ، بیروت، ۱۱/ ۴۶۹

[2] الاسرار المرفوعہ بحوالہ ابن عبدالبر فی التمہید، حدیث ۷۴۳، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ص ۱۹۱

[3] تہذیب تاریخ ابن عساکر، باب ذکر بنیہ وبناتہ، دار احیاء التراث العربی، بیروت، ۱/ ۲۹۵

ابناء الانبیاء جمیعا ھکذا رأیتنی کتبت علی ھامش نسختی التیسیر ثم رأیت العلامۃ علی القاری ذکر مثلہ فی الموضوعات الکبیر فللّٰہ الحمد

وقد اخرج الدیلمی عن انس بن مالك رضی اللہ تعالٰی عنہ قال قال رسو ل اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نحن اھل بیت لا یقاس بنا احد[1]، علی انی **اقول:** لا نسلم ان الحدیث یحکم بالنبوۃ بل انبأ عما تکامل فی جوھر ابراہیم من خصائل الانبیاء و خلال المرسلین بحیث لو لم ینسدّ باب النبوۃ لنا لکان نبیا تفضلا من اللہ لا استحقاقا منہ فان النبوۃ لا یستحقھا احد من قبل ذات لکن اللہ تعالٰی یصطفی من عبادہ من تم و کمل صورۃ ومعنی ونسبا وحسبا وبلغ الغایۃ القصوی من کل خیر، اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ فأذن الحدیث علی وزان مامر لو کان بعدی نبی لکان عمر[2]، واللہ تعالٰی اعلم۔

فرمائے پھر اگر آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے بعد آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا بیٹا نبوت کا مستحق ٹھہرے تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ باقی تمام انبیاء کے بیٹے بھی نبوت کے مستحق ہوں، میں نے اپنی تیسیر کے نسخے پر یونہی حاشیہ لکھا بعد ازاں میں نے علامہ ملا قاری کو موضوعات کبیر میں اسی طرح ذکر کرتے ہوئے پایا فللّٰہ الحمد۔

دیلمی نے حضرت انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے تخریج کی ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا ہم اہلبیت پر کسی کو قیاس نہ کیا جائے۔ علاوہ ازیں میں کہتا ہوں کہ مذکورہ حدیث نبوت کا حکم بیان کر رہی ہے، یہ بات ہمیں تسلیم نہیں، بلکہ حدیث مذکور حضرت کے صاحبزادے ابراہیم رضی اللہ تعالٰی عنہ کے متعلق یہ خبر دے رہی ہے کہ ان میں انبیاء علیہم السلام جیسے خصائل واوصاف تھے کہ اگر ہمارے لئے نبوت ختم نہ ہوتی تو وہ اللہ تعالٰی کہ فضل محض سے نبی ہوتے نہ کہ بطور استحقاق نبی بنتے، کیونکہ کوئی بھی اپنی ذات میں نبوت کا استحقاق نہیں رکھتا لیکن اللہ تعالٰی نبوت کے لئے اپنے بندوں میں سے ایسے کو منتخب فرماتا ہے جو صورۃً، معنیً، نسبًا، حسبًا ہر اعتبار سے تام وکامل ہو اور ہر خیر میں انتہائی مرتبہ کو پہنچا ہو، اللہ تعالٰی بہتر جانتا ہے کہ کہاں رسالت بنائے تو حدیث مذکور کی دلالت وہی ہے جو "لو کان بعدی نبیا لکان عمر" الحدیث کی دلالت ہے، واللہ تعالٰی اعلم۔

[1] الفردوس بمأثور الخطاب، حدیث ۶۸۳۸، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ۴/ ۲۸۳
[2] جامع الترمذی، مناقب ابی حفص عمر بن الخطاب، امین کمپنی خانہ رشیدیہ، دہلی، ۲/ ۲۰۹

نوع آخر **ف** بعد طلوع آفتاب عالمتاب خاتمیت صلوات اللہ تعالٰی وسلامہ علیہ وعلٰی آلہ الکرام جو کسی کے لئے ادعائے نبوت کرے دجّال کذّاب مستحقِ لعنت وعذاب ہے۔

امام بخاری حضرت ابوہریرہ اور احمد ومسلم وابوداؤد وترمذی وابن ماجہ حضرت ثوبان رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی، وھذا حدیث ثوبان، رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

انہ سیکون فی امتی کذابون ثلثون کلھم یزعم انہ نبی وانا خاتم النبیین لا نبی بعدی[1]، ولفظ البخاری دجالون کذابون قریبا من ثلثین[2]	عنقریب اس امت میں قریب تیس کے دجال کذاب نکلیں گے ہر ایک ادعا کرے گا کہ وہ نبی ہے حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں صلی اللہ تعالی علیہ وسلم (اور بخاری کے الفاظ ہیں دجال کذاب تقریبًا تیس ہوں گے۔ت)

کذاب اور دجال

امام احمد وطبرانی وضیاء حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

فی امتی کذابون ودجالون سبعۃ وعشرون منھم اربع نسوۃ وانی خاتم النبیین لا نبی بعدی[3]	میری امتِ دعوت میں (کہ مومن وکافر سب کو شامل ہے) ستائیس کذاب دجال ہوں گے ان میں چار عورتیں ہیں حالانکہ میں خاتم الانبیاء ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں صلی اللہ تعالی علیہ وسلم۔

جھوٹے مدعیان نبوت:

ابن عساکر علاء بن زیاد رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ سے مرسلًا راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لا تقوم الساعۃ حتی یخرج ثلثون دجّالون کذابون کلھم یزعم انہ نبی[4] (الحدیث)	قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ تیس دجال کذاب مدعی نبوت نکلیں گے۔

ف: نوع پنجم حضور کے بعد جو کسی کو نبوت ملنی مانے دجال کذاب ہے۔

[1] سنن ابی داؤد، کتاب الفتن، ذکر الفتن ودلائلھا، آفتاب عالم پریس، لاہور، ۲/ ۲۲۸
[2] صحیح البخاری، کتاب الفتن، قدیمی کتب خانہ، کراچی، ۲/ ۱۰۵۴
[3] مسند امام احمد، حدیث حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ، دار الفکر بیروت، ۵/ ۳۹۶
[4] تھذیب تاریخ ابن عساکر، ترجمہ الحارث بن سعید الکذاب، دار احیاء التراث العربی، بیروت، ۳/ ۴۴۵

تذییل: ابویعلٰی مسند میں بسند حسن حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لا تقوم الساعۃ حتی یخرج ثلثون کذابًا منھم مسیلمۃ والعنسی والمختار[1]	قیامت نہ آئے گی جب تک کہ تیس کذاب نکلیں ان میں سے مسیلمہ اور اسود عنسی و مختار ثقفی ہے، اخذہم اللہ تعالٰی۔

الحمدللہ بفضلہٖ تعالٰی یہ تینوں خبیث کُتّے شیران اسلام کے ہاتھ سے مارے گئے، اسود مردود خود زمانہ اقدس اور مسیلمہ ملعون زمانہ خلافت حضرت سیدنا ابوبکر صدیق و مختار ثقفی ملعون زمانہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالٰی عنہما میں، وللہ الحمد[عہ]

حضرت علی اور ختم نبوت:

نوع آخر[ف] خاص امیر المؤمنین مولٰی علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ الکریم کے بارے میں متواتر حدیثیں ہیں کہ نبوت ختم ہوئی نبوت میں ان کا کچھ حصہ نہیں۔

امام احمد مسند اور بخاری و مسلم و ترمذی ونسائی وابن ماجہ صحاح، ابن ابی شیبہ سنن، ابن جریر تہذیب الآثار میں بطریق عدیدہ کثیرہ سیدنا سعد بن ابی وقاص، اور حاکم بتصحیح اسناد مستدرک، اور طبرانی معجم کبیر و اوسط، اور ابوبکر عاقولی فوائد میں، اور ابن مردویہ مطولًا اور بزار بطریق عبداللہ بن ابی بکر عن حکیم بن جبیر عن الحسن بن سعد مولٰی علی، اور ابن عساکر بطریق عبداللہ بن محمد بن عقیل عن ابیہ عن جدہ عقیل امیر المؤمنین مولٰی علی اور احمد و حاکم وطبرانی و عقیلی حضرت عبداللہ بن عباس، اور احمد حضرت امیر معاویہ، اور احمد وبزار وابو جعفر بن محمد طبری وابوبکر مطیری حضرت ابوسعید خدری، اور ترمذی بافادہ تحسین حضرت جابر بن عبداللہ سے مسندًا اور حضرت ابوہریرہ سے تعلیقًا، اور طبرانی کبیر اور خطیب کتاب المتفق والمتفرق میں حضرت عبداللہ بن عمر، اور ابونعیم فضائل الصحابہ میں حضرت سعید بن زید، اور طبرانی کبیر میں حضرات براء بن عازب وزید بن ارقم وجیش

ف: نوع ششم خاص مولٰی علی کے باب میں متواتر حدیثیں کہ نبوت ختم ہوگئی نبوت میں ان کا حصہ نہیں۔

عہ: مسلیمہ خبیث کے قاتل وحشی رضی اللہ تعالٰی عنہ ہیں جنہوں نے زمانہ کفر میں سیدنا حمزہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کو شہید کیا وہ فرمایا کرتے قتلت خیرالنّاس وشرّالنّاس[2]، میں نے بہتر شخص کو شہید کیا پھر سب سے بدتر کو مارا۔

---

[1] مسند ابو یعلٰی، مروی از عبداللہ بن زبیر، حدیث ۶۷۸۶، موسسۃ علوم القرآن، بیروت، ۶/ ۱۹۹

[2] الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب علی ہامش الاصابۃ باب الافراد فی الواو، دار صادر، بیروت، ۳/ ۶۴۵

بن جنادہ و جابر بن سمرہ و مالک بن حویرث و حضرت ام المؤمنین ام سلمہ، زوجہ امیر المؤمنین علی حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالٰی عنہم اجمعین سے راوی، حضور پر نور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے غزوہ تبوک کو تشریف لیجاتے وقت امیر المؤمنین مولٰی علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو مدینے میں چھوڑا امیر المؤمنین نے عرض کی یارسول اللہ! حضور مجھے عورتوں اور بچّوں میں چھوڑے جاتے ہیں، فرمایا:

اما ترضی ان تکون منی بمنزلۃ ھارون من موسٰی غیر انہ لانبی بعدی[1]	یعنی کیا تم اس پر راضی نہیں کہ تم یہاں میری نیابت میں ایسے رہو جیسے موسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام جب اپنے رب سے کلام کے لئے حاضر ہوئے ہارون علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنی نیابت میں چھوڑ گئے تھے ہاں یہ فرق ہے کہ ہارون نبی تھے میں جب سے نبی ہوا دوسرے کے لئے نبوت نہیں۔

مسند و مستدرک میں حدیث ابن عباس یوں ہے:

الا ترضی ان تکون بمنزلۃ ھارون من موسٰی الا انك لست بنبی[2]	کیا تم راضی نہیں کہ بمنزلہ ہارون کے ہو موسٰی سے مگر یہ کہ تم نبی نہیں۔

حضرت اسماء کی حدیث اس طرح ہے:

قالت ھبط جبریل علی النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فقال یا محمد ان ربك یقرأك السلام ویقول لك علیّ منك بمنزلۃ ھارون من موسٰی لٰکن لا نبی بعدک[3]	جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حاضر ہو کر حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے عرض کی حضور کا رب حضور کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے علی (رضی اللہ تعالٰی عنہ) تمہاری نیابت میں ایسا ہے جیسا موسٰی کے لئے ہارون، مگر تمہارے بعد کوئی نبی نہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

[1] صحیح البخاری، مناقب علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالٰی عنہ، قدیمی کتب خانہ، کراچی، ۱/ ۵۲۶، جامع الترمذی، مناقب علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالٰی عنہ، امین کمپنی کتب خانہ، رشیدیہ، دہلی، ۲/ ۲۱۴، صحیح مسلم کتاب الفضائل، مناقب علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالٰی عنہ، قدیمی کتب خانہ، کراچی۔ ۲/ ۲۷۸، مسند احمد بن حنبل، حدیث حضرت سعد ابن وقاص، دار الفکر بیروت، ۱/ ۱۸۲

[2] المجمع الزوائد بحوالہ احمد وغیرہ عن ابن عباس باب جامع مناقب علی رضی اللہ تعالٰی عنہ، دار الکتاب بیروت، ۹/ ۱۲۰، المستدرك للحاکم، کتاب معرفۃ الصحابہ، دار الفکر، بیروت، ۳/ ۱۰۹

[3] المعجم الکبیر، حدیث ۳۸۴ تا ۳۸۹، المکتبۃ الفیصلیۃ، بیروت، ۲۴/ ۱۴۶ و ۱۴۷

فضائل صحابہ امام احمد میں حدیث امیر معاویہ رضی اللہ تعالٰی عنہ یوں ہے کسی نے ان سے ایک مسئلہ پوچھا فرمایا: سل عنھا علی ابن ابی طالب فھو اعلم مولا علی سے پوچھیو وہ اعلم ہیں، سائل نے کہا: یا امیر المؤمنین ! مجھے آپ کا جواب ان کے جواب سے زیادہ محبوب ہے، فرمایا:

بئسما قلت لقد کرھت رجلا کان رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یغرہ بالعلم غرا ولقد قال لہ انت منی بمنزلۃ ھارون من موسی الا انہ لا نبی بعدی وکان عمر اذا اشکل علیہ شیئ یاخذ منہ[1]	تو نے سخت بُری بات کہی ایسے کو ناپسند کیا جس کے علم کی نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم عزت فرماتے تھے اور بیشک حضور نے ان سے کہا تجھے مجھ سے وہ نسبت ہے جو ہارون کو موسٰی علیہما الصلوٰۃ والسلام سے مگر یہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں، امیر المؤمنین عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ کو جب کسی بات میں شبہ پڑتا ان سے حاصل کرتے رضی اللہ تعالٰی عنہم اجمعین۔

ابو نعیم حلیۃ الاولیاء میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا:

یا علی أخصمك بالنبوۃ ولا نبوۃ بعدی[2]	اے علی ! میں مناصب جلیلہ وخصائص کثیرہ جزیلہ نبوت میں تجھ پر غالب ہوں اور میرے بعد نبوّت اصلاً نہیں۔

حضرت علی کی عیادت:

ابن ابی عاصم اور ابن جریر بافادہ تصحیح اور طبرانی اوسط اور ابن شاہین کتاب السنہ میں امیر المؤمنین مولٰی علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ الکریم سے راوی، میں بیمار تھا خدمت اقدس حضور سرور عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم میں حاضر ہوا حضور نے مجھے اپنی جگہ کھڑا کیا اور خود نماز میں مشغول ہوئے، ردائے مبارک کا آنچل مجھ پر ڈال لیا، پھر بعد نماز فرمایا:

برئت یا ابن ابی طالب فلا بأس علیك ما سألت اللہ لی شیئا الا سألت لك مثلہ ولا سألت اللہ شیئا	اے ابن ابی طالب ! تم اچھے ہوگئے تم پر کچھ تکلیف نہیں، میں نے اللہ عزوجل سے جو کچھ اپنے لئے مانگا تمہارے لئے بھی اس کی مانند سوال کیا

[1] فضائل الصحابۃ لامام احمد بن حنبل، حدیث ۱۱۵۳، فضائل علی علیہ السلام، موسسۃ الرسالہ، بیروت، ۶۷۵
[2] حلیۃ الاولیاء، المسندۃ فی مناقبھم وفضائلھم نمبر ۴ علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالٰی عنہ، دار الکتاب العربی، بیروت، ۱/ ۶۵

الا اعطانیه غیر انه قیل لی انه لانبی بعدک۔	اور میں نے جو کچھ چاہا رب عزوجل نے مجھے عطا فرمایا مگر مجھ سے یہ فرمایا گیا کہ تمہارے بعد کوئی نبی نہیں۔

مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں میں اسی وقت ایسا تندرست ہوگیا گویا بیمار ہی نہ تھا [1]

تنبیہ: اقول: وباللہ التوفیق (میں کہتا ہوں اور توفیق اللہ تعالٰی سے ہے) یہ حدیث حضرت امیر المؤمنین کے لئے مرتبہ صدیقیت کا حصول بتاتی ہے، صدیقیت ایک مرتبہ تلو نبوت ہے کہ اس کے اور نبوت کے بیچ میں کوئی مرتبہ نہیں مگر ایک مقام ادق واخفی کہ نصیبہ حضرت صدیق اکبر اکرم واتقی رضی اللہ تعالٰی عنہ ہے تو اجناس وانواع واصناف فضائل وکمالات وبلندی درجات میں خصائص وملزومات نبوت کے سوا صدیقین ہر عطیہ بہیہ کے لائق واہل ہیں اگرچہ باہم ان میں تفاوت و تفاضل کثیر ووافر ہو۔

آخر نہ دیکھا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے ابن جمیل ونائب جلیل حضور پرنور سید الاسیاد فرد الافراد غوث اعظم غیث اکرم غیاث عالم محبوب سبحانی مطلوب ربانی سیدنا ومولانا ابو محمد محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں:

کل ولی علی قدم نبی وانا علی قدم جدی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وما رفع المصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قدما الا وضعت انا قدمی فی الموضع الذی رفع قدمه منه، الا ان یکون قدما من اقدام النبوۃ فانه لا سبیل ان یناله غیر نبی [2]، رواہ الامام الاجل ابوالحسن علی الشطنوفی قدس سرہ فی بهجة الاسرار فقال اخبرنا ابو محمد سالم بن علی بن عبد اللہ بن سنان الدمیاطی المصری	ہر ولی ایک نبی کے قدم پر ہوتا ہے اور میں اپنے جد اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے قدم پاک پر ہوں مصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے جہاں سے قدم اٹھایا میں نے اسی جگہ قدم رکھا مگر نبوت کے قدم کہ ان کی طرف غیر نبی کو اصلًا راہ نہیں (اس کو امام ابوالحسن علی شطنوفی قدس سرہ نے بہجۃ الاسرار میں روایت کیا، تو کہا ابو محمد سالم بن علی بن عبداللہ بن سنان الدمیاطی المصری جو قاہرہ میں ۶۷۱ھ میں پیدا ہوئے، انہوں نے کہا مجھے شیخ شہاب الدین ابو حفص عمر بن عبداللہ سہروردی

[1] کنزالعمال بحوالہ ابن ابی عاصم وابن جریر وطس وابن شاہین فی السنۃ حدیث ۳۶۵۱۳ موسسۃ الرسالۃ بیروت ۱۳/ ۱۷۰

[2] بہجۃ الاسرار، ذکر کلمات اخبر بہا عن نفسه الخ، مطبع مصطفی البابی، الحلبی، مصر ص ۲۲

المولد بالقاهرة ٦٧١سنة احدى وسبعين وستمائة، قال اخبرنا الشيخ القدوة شهاب الدين ابو حفص عمر بن عبدالله السهروردى ببغداد ٦٢٤ سنة اربع و عشرين وستمائة قال سمعت الشيخ محى الدين عبدالقادر رضى الله تعالٰى عنه يقول على الكرسى بمدرسته[1] (فذكره)۔	نے ۶۲۴ھ کو بغداد میں بیان کیا کہ میں نے شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالٰی عنہ کو مدرسہ میں کرسی پر تشریف فرما، کہتے ہوئے سناتو وہ ذکر فرمایا جو گزرا۔ (ت)

بالجملہ مادون نبوت پر فائز ہونا نہ تفرد کی دلیل نہ حجت تفضیل کہ وہ صدہامیں مشترک اور فی نفسہٖ مشکک، ہر غوث و صدیق اس میں شریک اوران پر بشدّت مقول بالتشکیک، بلکہ خود حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من اتاه ملك الموت وهو يطلب العلم كان بينه وبين الانبياء درجة واحدة درجة النبوة[2] رواه ابن النجار عن انس رضى الله تعالٰى عنه۔	جس کے پاس ملک الموت آئیں اور وہ طلب علم میں ہو اس میں اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام میں صرف ایک درجے کا فرق ہے کہ درجہ نبوت ہے (اسے ابن النجار نے حضرت انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ ت)

دوسری حدیث میں ہے:

كا دحملة القراٰن ان يكونوا انبياء الا انه لا يوحٰى اليهم[3]، رواه الديلمى فى حديث عن عبدالله بن عمر رضى الله تعالٰى عنهما۔	قریب ہے حاملان قرآن انبیاء ہوں مگر یہ کہ ان کی طرف وحی نہیں آتی (اسے دیلمی نے ایک حدیث میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کیا)

تواس کے امثال سے حضرات خلفائے ثلٰثہ رضی اللہ تعالٰی عنہم پر امیر المؤمنین مولٰی علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی تفضیل کا وہم نہیں ہوسکتا۔

---

[1] بهجة الاسرار، ذكر كلمات اخبر بها عن نفسه الخ، مطبع مصطفى البابى، الحلبى، مصر ص ۲۲

[2] كنزالعمال، بحواله ابن النجار عن انس حديث ۲۸۸۲۹، موسسة الرسالة، بيروت، ۱۰/ ۱۶۰

[3] الفردوس بمأثور الخطاب، حدیث۲۲۱، دار الكتب العلميه بيروت، ۱/ ۷۵

ابوبکر صدیق صدیق اکبر ہیں:

علماء فرماتے ہیں، ابوبکر صدیق صدیق اکبر ہیں اور علی مرتضی صدیق اصغر، صدیق اکبر کا مقام اعلٰی صدیقیت سے بلند و بالا ہے، نسیم الریاض شرح شفائے امام قاضی عیاض میں ہے:

اما تخصیص ابی بکر رضی اللہ تعالٰی عنہ فلانہ الصدیق الاکبر الذی سبق الناس کلھم لتصدیقہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ولم یصدر منہ غیرہ قط وکذا علی کرم اللہ تعالٰی وجھہ فانہ یسمی الصدیق الاصغر الذی لم یتلبس بکفر قط ولم یسجد لغیر اللہ مع صغرہٖ وکون ابیہ علٰی غیر الملۃ ولذا خصّ بقول علی کرم اللہ تعالٰی وجھہ[1]	لیکن ابوبکر رضی اللہ تعالٰی عنہ کی تخصیص اس لئے کہ وہ صدیق اکبر ہیں جو تمام لوگوں میں آگے ہیں کیونکہ انہوں نے جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصدیق کی وہ کسی کو حاصل نہیں اور یونہی علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ کا نام صدیق اصغر ہے جو ہرگز کفر سے ملتبس نہ ہوئے اور نہ ہی انہوں نے غیر اللہ کو سجدہ کیا باوجودیکہ وہ نابالغ تھے اور ان کے والد ملت اسلامیہ پر نہ تھے، اسی وجہ سے انہوں نے علی کرم اللہ وجہہ کے قول کو خاص طور پر لیا۔

حضرت خاتم الولایۃ المحمدیۃ فی زمانہ بحر الحقائق ولسان القوم بجنانہ وبیانہ سیدی شیخ اکبر محی الدین ابن عربی نفعنا اللہ فی الدارین بفیضانہ فتوحات مکیہ شریفہ میں فرماتے ہیں:

فلو فقد النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فی ذٰلك الوطن وحضرہ ابوبکر لقام فی ذٰلك المقام الذی اقیم فیہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لانہ لیس ثم اعلٰی منہ یحجبہ عن ذٰلك فھو صادق ذٰلك الوقت وحکیمہ وماسواہ تحت حکمہ(ثم قال)وھذا المقام الذی اثبتناہ بین الصدیقیۃ ونبوۃ التشریع الذی ھو مقام القربۃ وھو للافراد ھودون نبوۃ التشریع۔	یعنی اگر حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اس موطن میں تشریف نہ رکھتے ہوں اور صدیق اکبر حاضر ہوں تو حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے مقام پر صدیق قیام کریں گے کہ وہاں صدیق سے اعلٰی کوئی نہیں جو انہیں اس سے روکے وہ اس وقت کے صادق و حکیم ہیں، اور جو ان کے سوا ہیں سب ان کے زیر حکم، یہ مقام جو ہم نے ثابت کیا صدیقیت اور نبوت شریعت کے بیچ میں ہے، یہ مقام قربت فردوں کے لئے ہے، اللہ کے نزدیک

[1] نسیم الریاض شرح شفاء امام عیاض، الباب الاول، الفصل الاول، دارالفکر بیروت، ۱/ ۱۴۲

وفوق الصدیقیة فی المنزلة عند الله والمشار الیه بالسر الذی وقر فی صدر ابی بکر ففضل به الصدیقین اذ حصل له مالیس فی شرط الصدیقیة ولا من لوازمها فلیس بین ابی بکر وبین رسول الله صلی الله تعالٰی علیه وسلم رجل لانه صاحب الصدیقیة وصاحب سر[1]	نبوت شریعت سے نیچا اور صدیقیت سے مرتبے میں بالا ہے اسی کی طرف اس راز سے اشارہ ہے جو سینہ صدیق میں متمکن ہوا جس کے باعث وہ تمام صدیقوں سے افضل قرار پائے کہ ان کے قلوب میں وہ رازِ الٰہی حاصل ہوا جو نہ صدیقیت کی شرط ہے نہ اس کے لوازم سے، تو ابوبکر صدیق اور رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے درمیان کوئی شخص نہیں کہ وہ توصدیقیت والے بھی ہیں اور صاحبِ راز بھی، رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

تذییل: بعض احادیث علویہ مبطلہ دعوی غلویہ۔

مولا علی کی نگاہ میں مقام صدیق اکبر

صحیح بخاری شریف میں امام محمد بن حنفیّہ صاحبزادہ امیر المؤمنین مولٰی علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ الکریم سے ہے:

قال قلت لابی ای الناس خیر بعد النبی صلی الله تعالٰی علیه وسلم قال ابوبکر قال قلت ثم من، قال ثم عمر ثم خشیت ان اقول ثم من فیقول عثمان فقلت ثم انت یا ابت، فقال ما انا الّا رجل من المسلمین[2] رواہ ایضا ابن ابی عاصم و خشیش وابو نعیم فی الحلیة الاولیاء۔	میں نے اپنے والدماجد مولٰی علی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے عرض کی نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے بعد سب آدمیوں سے بہتر کون ہے؟ فرمایا: ابوبکر۔ میں نے کہا پھر کون؟ فرمایا: پھر عمر۔ پھر مجھے خوف ہوا کہ کہیں میں کہوں پھر کون تو فرمادیں عثمان، اس لئے میں نے سبقت کرکے کہا اے باپ میرے! پھر آپ؟ فرمایا: میں تو نہیں مگر ایک مرد مسلمانوں میں سے (اسے ابن ابی عاصم اور خشیش اور ابو نعیم نے بھی حلیۃ الاولیاء میں بیان کیا ہے۔ت)

---

[1] الفتوحات المکیة، الباب الثالث والسبعون، دار احیائ التراث العربی، بیروت، ۲/ ۲۵

[2] صحیح بخاری، کتاب المناقب، فضائل ابی بکر رضی الله تعالٰی عنه، قدیمی کتب خانہ کراچی، ۱/ ۵۱۸، جامع الاحادیث بحوالہ خ ودوابن ابی عاصم وخشیش وغیرہ، حدیث ۱۴۷۷ دارالفکر بیروت، ۱۶/ ۲۱۷، کنز العمال، بحوالہ خ ودوابن ابی عاصم وخشیش وغیرہ، ۳۶۰۹۴ موسسة الرسالہ، بیروت، ۱۳/ ۷

طبرانی معجم اوسط میں صلہ بن زفر سے راوی، جب امیر المؤمنین مولٰی علی کے سامنے لوگ ابوبکر صدیق کا ذکر کرتے، امیر المؤمنین فرماتے:

السباق یذکرون السابق یذکرون والذی نفسی بیدہ مااستبقنا الٰی خیر قط الاسبقنا الیہ ابوبکر [1]	ابوبکر کا بڑی سبقت والے ذکر کر رہے ہیں کمال پیشی لے جانے والے کا تذکرہ کرتے ہیں قسم اس کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے جب ہم نے کسی خیر میں پیشی چاہی ہے ابوبکر ہم سب پر سبقت لے گئے ہیں۔

حضرت صدیق کے بارے میں حضرت علی رائے:

ابوالقاسم طلحی وابن ابی عاصم وابن شاہین واللالکائی سب اپنی اپنی کتاب السنہ میں اور عشاری فضائل صدیق اور اصبہانی کتاب الحجہ اور ابن عساکر تاریخ دمشق میں راوی، امیر المؤمنین کو خبر پہنچی کچھ لوگ انہیں ابو بکر و عمر (رضی اللہ تعالٰی عنہما) سے افضل بتاتے ہیں منبر شریف پر تشریف لے گئے حمد و ثنائے الٰہی کے بعد فرمایا:

ایھا الناس بلغنی ان اقواما یفضلو نی علی ابی بکر و عمر ولو کنت تقدمت فیہ لعاقبت فیہ، فمن سمعتہ بعد ھذا الیوم یقول ھذا فھو مفتر، علیہ حد المفتری خیر الناس بعد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ابو بکر ثم عمر (زاد غیر الطلحی) ثم احدثنا بعضھم احداثا یقضی اللہ فیھا مایشاء [2]	اے لوگو! مجھے خبر پہنچی کہ کچھ لوگ مجھے ابوبکر و عمر پر فضیلت دیتے ہیں اگر میں پہلے متنبہ کرچکا ہوتا تو اب سزا دیتا، آج کے بعد جسے ایسا کہتا سنوں گا وہ مفتری ہے، اس پر مفتری کی حد آئے گی، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے بعد سب آدمیوں سے بہتر ابوبکر ہیں، پھر عمر، پھر ان کے بعد ہم سے کچھ نئے امور واقع ہوئے کہ خدا ان میں جو چاہے گا حکم فرمائے گا۔

امام ابو عمران عبدالبر استیعاب میں حکم بن حجل سے اور امام ابو الحسن دار قطنی سنن میں روایت کرتے ہیں امیر المؤمنین مولا علی فرماتے ہیں:

---

[1] المعجم الاوسط، حدیث ۷۱۶۴، مکتبۃ المعارف الریاض، ۸/ ۸۲، جامع الاحادیث بحوالہ طس، حدیث ۷۶۸۸، دار الفکر بیروت، ۱۶/ ۲۰۹

[2] کنز العمال بحوالہ ابن ابی عاصم و ابن شاہین واللالکائی والعشاری، حدیث ۳۶۱۴۳، موسسۃ الرسالۃ بیروت، ۱۳/ ۲۱، جامع الاحادیث ابن ابی عاصم و ابن شاہین واللالکائی والعشاری، حدیث ۷۷۳۵، دار الفکر بیروت، ۱۶/ ۲۲۲

لا اجد احدا فضلنی علی ابی بکر و عمر الاجلدته حد المفتری[1]	میں جسے پاؤں گا کہ ابو بکر و عمر پر مجھے تفضیل دیتا ہے اسے مفتری کی حد اسّی کوڑے لگاؤں گا۔

ابن عساکر بطریق الزہری عن عبداللہ بن کثیر راوی، امیر المؤمنین فرماتے ہیں:

لا یفضلنی احد علی ابی بکر و عمر الاجلدته جلدا وجیعا[2]	جو مجھے ابوبکر و عمر سے افضل کہے گا اسے دردناک کوڑے لگاؤں گا۔

امام احمد مسند اور عدنی مائتین اور ابو عبید کتاب الغریب اور نعیم بن حماد فتن اور خثیمہ بن سلیمان طرابلسی فضائل الصحابہ اور حاکم مستدرک اور خطیب تلخیص المتشابہ میں راوی، امیر المؤمنین فرماتے ہیں:

سبق رسول الله صلی الله تعالٰی علیه وسلم وصلی ابوبکر وثلث عمر ثم خطبتنا فتنة و یعفوالله عمن یشاء[3]، وللخطیب وغیرہ فهو ماشاء الله زادهو فمن فضلنی علی ابی بکر وعمر رضی الله تعالٰی عنهما فعلیه حد المفتری من الجلد و اسقاط الشهادة[4]	رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سبقت لے گئے اور ان کے دوسرے ابوبکر اور تیسرے عمر ہوئے، پھر ہمیں فتنے نے مضطرب کیا اور خدا جسے چاہے معاف فرمائے گا یا فرمایا جو خدا نے چاہا وہ ہوا تو جو مجھے ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما پر فضیلت دے اس پر مفتری کی حد واجب ہے اسّی کوڑے لگائے جائیں اور گواہی کبھی نہ سنی جائے۔

ابو طالب عشاری بطریق الحسن بن کثیر عن ابیہ راوی، ایک شخص نے امیر المؤمنین علی مرتضٰی کرم اللہ تعالٰی وجہہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی: آپ خیر الناس ہیں۔ فرمایا تو نے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو دیکھا ہے؟ کہا نہ۔ فرمایا: ابو بکر کو دیکھا؟ کہا: نہ فرمایا: عمر کو دیکھا؟ کہا: نہ، فرمایا:

اما انك لو قلت انك رأیت النبی	سن لے اگر تو نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے دیکھنے

---

[1] جامع الاحادیث عن الحکم بن حجل عن علی، حدیث ۷۷۴۷، دار الفکر بیروت، ۱۶/ ۲۲۵، مختصر تاریخ دمشق لابن عساکر، ترجمہ ۲۲، عبداللہ ابن ابی قحافہ، دار الفکر بیروت، ۱۳/ ۱۱۰

[2] جامع الاحادیث بحوالہ ابن عساکر عن علی، حدیث ۷۷۲۳، دار الفکر بیروت، ۱۶/ ۲۱۹، کنز العمال بحوالہ ابن عساکر عن علی، حدیث ۳۶۱۰۳، موسسة الرسالة، بیروت، ۱۳/ ۹

[3] المستدرك علی الصحیحین کتاب معرفة الصحابه رضی اللہ تعالٰی عنهم، مناقب ابی بکر، دار الفکر بیروت، ۳/ ۶۸۔۶۷

[4] کنز العمال بحوالہ خط فی تلخیص المتشابه، حدیث ۳۶۱۰۲، موسسة الرسالہ، بیروت، ۱۳/ ۹، جامع الاحادیث خط فی تلخیص المتشابه، حدیث ۷۷۲۲، دار الفکر بیروت، ۱۶/ ۲۱۹

صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لقتلتك ولو قلت رأیت ابا بکر و عمر لجلدتک [1]	کے بعد خیر الناس بعد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا اقرار کرتا اور پھر مجھے خیر الناس کہتا تو میں تجھے قتل کرتا اور اگر تو ابوبکر و عمر کو دیکھے ہوتا اور مجھے افضل بتاتا تو تجھے حد لگاتا۔

ابن عساکر سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی، امیر المؤمنین مولٰی علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ نے فرمایا:

لایفضلنی احد علی ابی بکر و عمر الاوقد انکر حقی وحق اصحاب رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم [2]	جو مجھے ابوبکر و عمر پر تفضیل دے گا وہ میرے اور تمام اصحاب رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے حق کا منکر ہوگا۔

حضرات شیخین اولین جنتی ہیں:

ابوطالب عشاری اور اصبہانی کتاب الحجہ میں عبد خیر سے راوی، میں نے امیر المؤمنین مولٰی علی سے عرض کی، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے بعد سب سے پہلے جنت میں کون جائے گا؟ فرمایا: ابوبکر و عمر۔ میں نے عرض کی: یا امیر المؤمنین! کیا وہ دونوں آپ سے پہلے جنت میں جائیں گے؟ فرمایا:

ای والذی فلق الحبة وبرأ النسمة انهما لیاکلان من ثمارها و یرویان من مائها ویتکئان علی فرشها وانا موقوف بالحساب [3]	ہاں قسم اس کی جس نے بیج کو چیر کر پیڑ اگایا اور آدمی کو اپنی قدرت سے تصویر فرمایا بیشک وہ دونوں جنت کے پھل کھائیں گے، اس کے پانی سے سیراب ہوں گے، اس کی مسندوں پر آرام کریں گے اور میں ابھی حساب میں کھڑا ہوں گا۔

خیر الناس بعد رسول اللہ:

ابوذر ہروی و دارقطنی وغیرہما حضرت ابوجحیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی میں نے امیر المؤمنین سے عرض کی:

یا خیرالناس بعد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فقال مهلا یا ابا جحیفة	یا خیر الناس بعد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرمایا ٹھہر و اے ابوجحیفہ! کیا میں تمہیں نہ بتادوں کہ

---

[1] جامع الاحادیث بحوالہ العشاری، حدیث ۷۷۴۳، دارالفکر بیروت، ۱۶/ ۲۲۵، کنزالعمال بحوالہ العشاری، حدیث ۳۶۱۵۳، موسسة الرسالہ بیروت، ۱۳/ ۲۶

[2] جامع الاحادیث بحوالہ ابن عساکر، حدیث ۷۷۳۳، دارالفکر بیروت، ۱۶/ ۲۲۱-۲۲۲

[3] جامع الاحادیث بحوالہ ابو طالب العشاری والاصفهانی الخ حدیث ۷۷۲۰، دارالفکر بیروت، ۱۶/ ۲۱۹

الا اخبرك بخير الناس بعد رسول الله صلی الله تعالٰی علیہ وسلم ابو بکر و عمر [1]	کون ہے؟ فرمایا اے ابوجحیفہ! خیر الناس بعد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ابوبکر و عمر (رضی اللہ تعالٰی عنہما) ہیں۔

افضل الناس بعد رسول الله:

ابو نعیم حلیہ اور ابن شاہین کتاب السنہ اور ابن عساکر تاریخ میں عمرو بن حریث سے راوی میں نے امیر المؤمنین مولٰی علی کرم اللہ وجہہ کو منبر پر فرماتے سنا:

ان افضل الناس بعد رسول الله صلی الله تعالٰی علیہ وسلم ابو بکر و عمر و عثمان وفی لفظ ثم عمر ثم عثمان [2]	بیشک رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے بعد سب آدمیوں سے افضل ابوبکر و عمر و عثمان ہیں، اور بالفاظ دیگر پھر عمر پھر عثمان۔

مولود ازکیٰ فی الاسلام:

ابن عساکر بطریق سعد ابن طریف اصبغ بن نباتہ سے راوی، فرمایا:

قلت لعلی یا امیر المؤمنین من خیر الناس بعد رسول الله صلی الله تعالٰی علیہ وسلم؟ قال ابو بکر، قلت ثم من؟ قال ثم عمر، قلت ثم من؟ قال ثم عثمان، قلت ثم من؟ قال انا رأیت رسول الله صلی الله تعالٰی علیہ وسلم بعینی هاتین والا فعمیتا، وباذنی هاتین والا فصمتا، یقول ماولد فی الاسلام مولود ازکٰی ولا اطهر ولا افضل من ابی بکر ثم عمر [3]	میں نے مولٰی علی سے عرض کی یا امیر المؤمنین! رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے بعد سب سے افضل کون ہے؟ فرمایا: ابوبکر۔ میں نے کہا: پھر کون؟ فرمایا: عمر، کہا پھر کون؟ فرمایا: عثمان، کہا: پھر کون؟ فرمایا: میں، میں نے ان آنکھوں سے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو دیکھا ورنہ یہ آنکھیں پھوٹ جائیں اور ان کانوں سے فرماتے سنا ورنہ بہرے ہوجائیں حضور فرماتے تھے اسلام میں کوئی شخص ایسا پیدا نہ ہوا جو ابوبکر پھر عمر سے زیادہ پاکیزہ زیادہ فضیلت والا ہو۔

---

[1] جامع الاحادیث بحوالہ الصابونی فی المائتین، حدیث ۳۴۷۷، دار الفکر بیروت، ۱۶/ ۲۲۲، کنز العمال بحوالہ الصابونی فی المائتین، وطس وکر حدیث ۳۶۱۴۱، موسسۃ الرسالہ، بیروت، ۱۳/ ۲۱

[2] کنز العمال، بحوالہ ابن عساکر وحل ابن شاہین فی السنہ، حدیث ۸۰۰۶، دار الفکر بیروت، ۱۶/ ۲۹۰

[3] جامع احادیث ابن عساکر حدیث ۸۰۲۳، دار الفکر بیروت، ۱۶/ ۲۹۴

ابوطالب عشاری فضائل الصدیق میں راوی، امیر المؤمنین مولٰی علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ الکریم فرماتے ہیں:

وھل انا الاّ حسنۃ من حسنات ابی بکر[1]	میں کون ہوں مگر ابوبکر کی نیکیوں سے ایک نیکی۔

سیدنا صدیق کی سبقت کی چہار وجوہات:

خیثمہ طرابلسی وابن عساکر ابوالزناد سے راوی، ایک شخص نے مولٰی علی سے عرض کی: یا امیر المؤمنین! کیا بات ہوئی کہ مہاجرین وانصار نے ابوبکر کو تقدیم دی حالانکہ آپ کے مناقب بیشتر اور اسلام وسوابق پیشتر، فرمایا: اگر مسلمان کے لئے خدا کی پناہ نہ ہوتی تو میں تجھے قتل کردیتا، افسوس تجھ پر، ابوبکر چار وجہ سے مجھ پر سبقت لے گئے، افشائے اسلام میں مجھ سے پہلے، ہجرت میں مجھ سے سابق، صحبت غار میں انہیں کا حصہ، نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے امامت کے لئے انہیں کو مقدم فرمایا ویحك ان اللہ ذم الناس کلھم ومدح ابابکر فقال الا تنصروہ فقد نصرہ اللہ[2]۔ (الآیۃ) افسوس تجھ پر بیشک اللہ تعالٰی نے سب کی مذمت کی اور ابوبکر کی مدح فرمائی کہ ارشاد فرماتا ہے اگر تم اس نبی کی مدد نہ کرو تو اللہ تعالٰی نے اس کی مدد فرمائی جب کافروں نے اسے مکے سے باہر کیا دوسرا ان دو کا جب وہ غار میں تھے جب اپنے یار سے فرماتا تھا غم نہ کھا اللہ ہمارے ساتھ ہے۔

حضرت صدیق کا تقدم:

خطیب بغدادی وابن عساکر اور دیلمی مسند الفردوس اور عشاری فضائل الصدیق میں امیر المؤمنین مولٰی علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ الکریم سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

سألت اللہ ثلثا ان یقدمك فابی علی الا تقدیم ابی بکر[3]	اے علی! میں نے اللہ عزوجل سے تین بار سوال کیا کہ تجھے تقدیم دے اللہ تعالٰی نے نہ مانا مگر ابوبکر کو مقدم رکھنا۔

حضرت علی کی مدح افراط و تفریط کا شکار:

عبداللہ بن احمد زوائد مسند میں، اور ابویعلٰی ودورقی وحاکم وابن ابی عاصم

---

[1] جامع الاحادیث بحوالہ ابی طالب العشاری، حدیث ۷۶۸۴، دارالفکر بیروت، ۱۶/ ۲۰۸

[2] جامع الاحادیث بحوالہ خیثمہ وابن عساکر حدیث ۷۶۸۹، دارالفکر بیروت، ۱۶/ ۲۰۹

[3] تاریخ بغداد، حدیث ۵۹۲۱، دارالکتاب العربی، بیروت، ۱۱/ ۲۱۳، کنز العمال بحوالہ ابی طالب العشاری وغیرہ حدیث ۳۵۶۸۰، موسسۃ الرسالہ، بیروت، ۱۲/ ۵۱۵

وابن شاہین امیر المؤمنین مولٰی علی کرم اللہ وجہہ سے راوی کہ انہوں نے فرمایا:

دعانی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فقال یا علی ان فیك من عیسٰی مثلا ابغضته الیهود حتی بهتوا امه واحبته النصارٰی حتی انزلوه بالمنزلة التی لیس بها وقال علی الاوانه یهلك فیّ رجلان محب مطریع یفرطنی بما لیس فیّ و مبغض مفتر یحمله شنأنی علی ان یبهتنی الاوانی لست بنبی ولا یوحی الیّ، ولٰکنی اعمل بکتاب اللہ وسنة نبیه صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم ما استطعت فما امرتکم به من طاعة اللہ فحق علیکم طاعتی فیما احببتم او کرهتم وما امرتکم بمعصیة انا وغیری فلا طاعة لا حد فی معصیة اللہ انما الطاعة فی المعروف[1]	مجھے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے بلا کر ارشاد فرمایا: اے علی! تجھ میں ایک کہاوت عیسٰی علیہ الصلٰوۃ والسلام کی طرح ہے، یہود نے ان سے دشمنی کی یہاں تک کہ ان کی ماں پر بہتان باندھا اور نصارٰی ان کے دوست بنے یہاں تک کہ جو مرتبہ ان کا نہ تھا وہاں جا اتارا، مولا علی فرماتے ہیں سن لو میرے معاملے میں دو شخص ہلاک ہوں گے ایک دوست میری تعریف میں حد سے بڑھنے والا جو میرا وہ مرتبہ بتائے گا جو مجھ میں نہیں، اور ایک دشمن مفتری جسے میری عداوت اس پر باعث ہوگی کہ مجھ پر تہمت اٹھائے، سن لو میں نہ تو نبی ہوں نہ مجھ پر وحی آتی ہے تو جہاں تک ہوسکے اللہ عزوجل کی کتاب اور اس کے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی سنت پر عمل کرتا ہوں تو میں جب تمہیں اطاعت الٰہی کا حکم دوں تو میری فرمانبرداری تم پر لازم ہے چاہے تمہیں پسند ہو خواہ ناگوار، اور اگر معصیت کا حکم دوں میں یا کوئی، تو اللہ کی نافرمانی میں کسی کی اطاعت نہیں، اطاعت تو مشروع بات میں ہے۔

افضل الایمان: ابن عساکر سالم بن ابی الجعد سے راوی، فرمایا:

قلت لمحمد بن الحنفیة هل کان ابو بکر اول القوم اسلاما قال لا قلت فبما علا ابو بکر و سبق حتی لا یذکر احد غیر ابی بکر قال لانه کان افضلهم	میں نے امام محمد بن حنفیّہ صاحبزادہ مولا علی رضی اللہ تعالٰی عنہما سے دریافت کیا کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالٰی عنہ سب سے پہلے اسلام لائے تھے، فرمایا نہ۔ میں نے کہا پھر کس وجہ سے ابوبکر سب پر بلند و سابق ہوئے میں نے امام محمد بن حنفیّہ صاحبزادہ مولا علی رضی اللہ تعالٰی عنہما سے دریافت کیا کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالٰی عنہ سب سے پہلے اسلام لائے تھے، فرمایا نہ۔ میں نے کہا پھر کس وجہ سے ابوبکر سب پر بلند و سابق ہوئے

[1] المستدرك للحاکم، کتاب معرفة الصحابه، دارالفکر بیروت، ۳/ ۱۲۳، مسند احمد بن حنبل مروی از علی رضی اللہ تعالٰی عنه، دارالفکر بیروت، ۱/ ۱۶۰

اسلاماً حین اسلم حتی لحق بربه[1]	کہ ان کے سوا کوئی دوسرے کا ذکر ہی نہیں کرتا،

فرمایا: اس لئے کہ وہ جب سے مسلمان ہوئے اور جب تک اپنے رب عزوجل کے پاس گئے ان کا ایمان سب سے افضل رہا۔

شیخین کی افضلیت: امام دارقطنی جندب اسدی سے راوی:

ان محمد بن عبداللہ بن الحسن اتاہ قوم من اھل الکوفۃ والجزیرۃ فسألوہ عن ابی بکر و عمر فالتفت الیّ فقال انظر الی اھل بلادك یسألونی عن ابی بکر و عمر لھما افضل عندی من علی[2]	یعنی امام نفس زکیہ محمد بن عبداللہ محض ابن امام حسن مثنٰی ابن امام حسن مجتبٰی ابن مولٰی علی مرتضٰی کرم اللہ تعالٰی وجوھھم کے پاس اہل کوفہ وجزیرہ سے کچھ لوگوں نے حاضر ہو کر ابوبکر صدیق و عمر فاروق رضی اللہ تعالٰی عنہما کے بارے میں سوال کیا امام نے میری طرف التفات کرکے فرمایا اپنے وطن والوں کو دیکھو مجھ سے ابوبکر و عمر کے باب میں سوال کرتے ہیں بیشک وہ دونوں میرے نزدیک علی سے افضل ہیں رضی اللہ تعالٰی عنہم اجمعین۔

رافضی اور خارجی نظریات:

حافظ عمر بن شبہ سیدنا امام زید شہید ابن امام زین العابدین ابن امام حسین شہید کربلا ابن مولا علی مرتضٰی رضی اللہ تعالٰی عنہم سے راوی انہوں نے رافضیوں سے فرمایا:

انطلقت الخوارج فبرئت ممن دون ابی بکر و عمر ولم یستطیعوا ان یقولوا فیھما شیأا وانطلقتم انتم فطفرتم فوق ذٰلك فبرئتم منھما فمن بقی فواللہ ما بقی احدالا برئتم منه[3]	خارجیوں نے چل کر تو انہیں سے برات کی جو ابوبکر و عمر سے نیچے ہیں یعنی عثمان و علی رضی اللہ تعالٰی عنہم مگر ابوبکر و عمر کی شان میں کچھ نہ کہہ سکے، اور اے رافضیو! تم نے ان سے اوپر جست کی کہ خود ابوبکر و عمر سے برات کر بیٹھے تو اب کون رہ گیا خدا کی قسم کوئی باقی نہ رہا جس سے تم نے تبرا نہ کیا۔

[1] الصواعق المحرقۃ بحوالہ ابن عساکر، الباب الثانی، مکتبہ مجیدیہ، ملتان، ص ۵۳

[2] الصواعق المحرقۃ بحوالہ الدارقطنی عن جندب الاسدی، مکتبہ مجیدیہ، ملتان، ص ۵۵

[3] الصواعق المحرقۃ بحوالہ الحافظ عمر بن شعبہ، مکتبہ مجیدیہ، ملتان، ص ۵۳

رافضی کی سزا:

دار قطنی فضیل بن مرزوق سے راوی فرمایا:

قلت لعمر بن علی بن الحسین بن علی رضی اللہ تعالٰی عنھم افیکم امام تفترض طاعتہ تعرفون ذٰلك له من لم یعرف ذٰلك له فمات مات میتة جاھلیة فقال لا واللہ ما ذٰلك فینا من قال ھذا فھو کاذب فقلت انھم یقولون ان ھذہ المنزلة کانت لعلی ثم للحسن ثم للحسین قال قاتلھم اللہ ویلھم ما ھذا من الدین واللہ ما ھٰؤلاء الا متأکلین بنا ھذا مختصر[1]	میں نے امام زین العابدین کے صاحبزادے امام باقر کے بھائی امام عمر بن علی سے پوچھا آپ میں کوئی ایسا امام ہے جس کی طاعت فرض ہو آپ اس کا یہ حق پہچانتے ہیں جو اسے بے پہچانے مرجائے جاہلیت کی موت مرے، فرمایا خدا کی قسم ہم میں کوئی ایسا نہیں جو ایسا کہے جھوٹا ہے، میں نے کہا رافضی تو کہتے ہیں یہ مرتبہ مولا علی کا تھا، پھر امام حسن پھر امام حسین کو ملا۔ فرمایا: اللہ رافضیوں کو قتل کرے خرابی ہو ان کے لئے کیا دین ہے خدا کی قسم یہ لوگ نہیں مگر ہمارا نام لے کر دنیا کمانے والے والعیاذ باللہ عزوجل۔

نصوص ختم نبوت:

یہاں تک سو ۱۰۰ احادیث فقیر نے لکھیں اور چاہا کہ اسی پر بس کرے، پھر خیال آیا کہ ذکر پاک امیر المؤمنین علی کرم اللہ وجہہ سے دس حدیثیں اور شامل ہوں کہ نام مبارک مولٰی علی رضی اللہ تعالٰی عنہ کے عدد حاصل ہوں، نظر کروں تو فیضان روح مبارک امیر المؤمنین سے تذییلات میں دس حدیثیں خود ہی گزر چکی ہیں تذییل بعد حدیث ۲۵ یک وبعد ۳۹ سہ وبعد ۴۲ یک و بعد ۴۸ و ۵۸ دو ۲ دو ۲ وبعد ۶۲ یک یہ مقصود تو یوں حاصل تھا مگر ازانجا کہ وضع رسالہ نصوص ختم نبوت میں ہے اور ۸ سے ۱۰۰ تک بیس ۲۰ حدیثیں اس مطلب کو دوسرے طرز سے ادا کرتی تھیں لہٰذا خاص مقصود کی بیس حدیثوں کا اضافہ ہی مناسب نظر آیا کہ خود اصل مرام پر سو حدیثوں کا عدد کامل اور اصل مرویات ایک سو بیس ۱۲۰ ہو کر تین چہل حدیث کا فضل حاصل ہو۔

ارشاداتِ انبیاء وعلمائے کتب سابقہ:

حاکم صحیح مستدرک میں وہب بن منبہ سے وہ حضرت عبداللہ بن عباس اور سات دے گر صحابہ کرام

---

[1] الصواعق المحرقة بحوالہ الدارقطنی عن فضیل بن مرزوق، الباب الثالث، مکتبہ مجیدیہ، ملتان، ص ۵۶

سے کہ سب اہل بدر تھے رضی اللہ تعالٰی عنہم اجمعین روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں بیشک اللہ عزوجل روز قیامت اوروں سے پہلے نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کی قوم کو بلا کر فرمائے گا تم نے نوح کو کیا جواب دیا وہ کہیں گے نوح نے نہ ہمیں تیری طرف بلایا، نہ تیرا کوئی حکم پہنچایا، نہ کچھ نصیحت کی، نہ ہاں یا نہ کا کوئی حکم سنایا، نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام عرض کریں گے:

دعوتھم یا رب دعاء فاشیا فی الاولین و الاٰخرین امۃ حتی انتھی الی خاتم النبیین احمد فانتسخہ وقرأہ وامن بہ وصدقہ۔	الٰہی! میں نے انہیں ایسی دعوت کی جس کی خبر یکے بعد دیگرے سب اگلوں پچھلوں میں پھیل گئی، یہاں تک کہ سب سے پچھلے نبی احمد صلی اللہ تعالی علیہ وسلم تک پہنچی انھوں نے اسے لکھا اور پڑھا اور اس پر ایمان لائے اور اس کی تصدیق فرمائی،

حق سبحانہ، وتعالٰی فرمائے گا احمد وامتِ احمد صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو بلاؤ۔

فیاتی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وامتہ یسعی نورھم بین ایدیھم [1]	رسول اللہؐ اور حضور کی امت حاضر آئینگے یوں کہ ان کے نور ان کے آگے جولان کرتے ہوں گے۔

نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے شہادت ادا کریں گے الحدیث وقد اختصرناہ (ہم نے حدیث کو اختصارًا نقل کیا ہے) دار قطنی غرائب، امام مالک اور بیہقی دلائل اور خطیب رواۃ مالک میں بطریق عدیدہ عن مالک بن انس عن نافع عن ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما، اور ابن ابی الدنیا، اور بیہقی وابو نعیم دلائل میں بطریق ابن لہیعہ عن مالک بن الازہر عن، نافع عن ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما اور ابو نعیم دلائل میں من طریق یحیٰی بن ابراہیم بن ابی قتیلۃ عن بن اسلم عن ابیہ اسلم مولٰی عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ، اور معاذ بن المثنٰی زوائد مسند مسدد میں بطریق منتصر بن دینار عن عبداللہ بن ابی الھذیل راوی ہیں اور بروجہ آخر واقدی مغازی میں عن عبدالعزیز بن عمر بن جعونۃ بن نضلۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ، اور ابن جریر تاریخ اور باوردی کتاب الصحابہ میں بطریق ابی معروف عبداللہ بن معروف عن ابی عبدالرحمن الانصاری عن محمد بن حسین بن علی بن ابی طالب، اور ابن ابی الدنیا امام محمد باقر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی:

وھذا حدیث معاذ وفیہ صریح النص	یہ حدیث معاذ کی ہے اور اس میں صریح نص ہے

[1] المستدرک للحاکم، کتاب التواریخ المتقدمین من الانبیاء، دار الفکر بیروت، ۲/ ۵۴۸۔۵۴۷

علی مرادنا ومازدنا من الطریق الاول ادرنا حوله هلالین۔	ہماری مراد پر، اور پہلے طریقہ سے ہم جو زیادتی کریں گے وہ ہلالین میں ہے۔

ذریب بن برثملا کی شہادت:

سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالٰی عنہ نے نضلہ بن عمرو انصاری کو تین سو مہاجرین وانصار کے ساتھ تاراج حلوان عراق کے لئے بھیجا، یہ قیدی اور غنیمتیں لے آتے تھے، ایک پہاڑ کے دامن میں شام ہوئی، نضلہ نے اذان کہی، جب کہا اللہ اکبر اللہ اکبر پہاڑ سے آواز آئی اور صورت نہ دکھائی دی کہ کوئی کہتا ہے کبرت کبیرا یا نضلۃ تم نے کبیر کی بڑائی کی اے نضلہ!، جب کہا اشھد ان لا الٰہ الا اللہ جواب آیا اخلصت یانضلۃ اخلاصًا نضلہ! تم نے خالص توحید کی، جب کہا اشھد ان محمدا رسول اللہ آواز آئی نبی بعث لا نبی بعدہ ھو النذیر وھو الذی بشرنا بہ عیسٰی بن مریم وعلٰی راس امتہ تقوم الساعۃ یہ نبی ہیں کہ مبعوث ہوئے ان کے بعد کوئی نبی نہیں یہی ڈر سنانے والے یہی ہیں جن کی بشارت ہمیں عیسٰی بن مریم علیہم الصلٰوۃ والسلام نے دی تھی انہیں کی امت کے سر پر قیامت قائم ہوگی۔ جب کہا حی علی الصلٰوۃ جواب آیا فریضۃ فرضت [عہ۱] (طوبٰی لمن مشی الیھا وواظب علیھا) نماز ایک فرض ہے کہ بندوں پر رکھا گیا خوبی وشادمانی اس کے لئے جو اس کی طرف چلے اور اس کی پابندی رکھے، جب کہا حی علی الفلاح آواز آئی افلح من اتاھا وواظب علیھا (افلح [عہ۲] من اجاب محمد

عــــہ۱: ھکذا فی السابع وفی الطریق الثانی عند البیھقی فی الصلٰوۃ قال کلمۃ مقبولۃ وفی الفلاح قال البقاء لامۃ احمد صلی اللہ علیہ وسلم، وعکس ابن ابی الدنیا فذکر فی الصلٰوۃ البقاء لامۃ محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وفی الفلاح کلمۃ مقبولۃ ۱۲ منہ۔(م)	ساتویں طریقہ میں یوں ہے اور دوسرے طریقہ میں بیہقی کے ہاں یوں ہے، حی علی الصلٰوۃ پر کہا، یہ مقبول کلمہ ہے، اور حی علی الفلاح پر کہا اس میں امت محمدیہ کے لئے بقاء ہے اور ابن ابی الدنیا نے اس کا عکس بیان کیا کہ پہلے میں امت محمدیہ کی بقاء اور دوسرے میں مقبول کلمہ کہا ۱۲ منہ۔
عــــہ۲: زاد الخطیب وھو البقاء لا متہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ۱۲ منہ(م)	خطیب نے یوں زیادہ کہا، یہ امتِ محمدیہ کی بقاہے، ۱۲ منہ

صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) مراد کو پہنچا جو نماز کے لئے آیا اور اس پر مداومت کی، مراد کو پہنچا جس نے محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی اطاعت کی، جب کہا **قد قامت الصلوٰۃ** جواب آیا **البقاء لامۃ محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وعلٰی رؤسھا تقوم الساعۃ** بقا ہے امت محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے لئے اور انہیں کے سروں پر قیامت ہوگی (جب کہا **اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ** آواز آئی **اخلصت الاخلاص کلہ یانضلۃ فحرم اللہ بھا جسدك علی النار** اے نضلہ! تم نے پورا اخلاص کیا تو اللہ تعالٰی نے اس کے سبب تمہارا بدن دوزخ پر حرام فرمادیا) نماز کے بعد نضلہ کھڑے ہوئے اور کہا اے اچھے پاکیزہ خوب کلام والے! ہم نے تمہاری بات سنی تم فرشتے ہو یا کوئی سیاح یا جن، ظاہر ہو کر ہم سے بات کرو کہ ہم اللہ عزوجل اور اس کے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم (اور امیر المؤمنین عمر) کے سفیر ہیں، اس کہنے پر پہاڑ سے ایک بوڑھے شخص نمودار ہوئے، سپید مُو، دراز ریش، سر ایک چکی کے برابر، سپید اُون کی ایک چادر اوڑھے ایک باندھے، اور کہا **السلام علیکم ورحمۃ اللہ**، حاضرین نے جواب دیا، اور نضلہ نے پوچھا اللہ تم پر رحم کرے تم کون ہو؟ میں ذریب بن برثملا ہوں بندہ صالح عیسٰی بن مریم علیہم الصلوٰۃ والسلام کا وصی ہوں انہوں نے میرے لئے دعا فرمائی تھی کہ میں ان کے نزول تک باقی رہوں (**زاد فی الطریق الثانی**) (دوسرے طریقہ میں یہ زائد ہے۔ت) پھر ان سے پوچھا رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کہاں ہیں؟ کہا انتقال فرمایا۔ اس پر وہ بزرگ بشدت روئے، پھر کہا ان کے بعد کون ہوا؟ کہا ابوبکر۔ وہ کہاں ہیں؟ کہا انتقال ہوا۔ کہا پھر کون بیٹھا؟ کہا عمر۔ کہا امیر المؤمنین عمر سے میرا اسلام کہو، اور کہا کہ ثبات وسداد وآسانی پر عمل رکھئے کہ وقت قریب آلگا ہے، پھر علاماتِ قرب قیامت اور بہت کلماتِ وعظ وحکمت کہے اور غائب ہوگئے۔ جب امیر المؤمنین کو خبر پہنچی سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالٰی عنہ کے نام فرمان جاری فرمایا کہ خود اس پہاڑ کے نیچے جایئے (اور وہ ملیں تو انہیں میرا اسلام کہئے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ہمیں خبر دی تھی کہ عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک وصی عراق کے اس پہاڑ میں منزل گزین ہے) سعد رضی اللہ تعالٰی عنہ (چار ہزار مہاجرین وانصار کے ساتھ) اس پہاڑ کو گئے چالیس دن ٹھہرے پنجگانہ اذانیں کہیں مگر جواب نہ ملا۔ آخر واپس آئے [1]

---

[1] دلائل النبوۃ ابو نعیم، عالم الکتب بیروت، الجزء الاول ص ۲۸۔۲۵، دلائل النبوۃ للبیہقی، باب ماجاء فی قصۃ وصیئ عیسٰی ابن مریم علیہما السلام، المکتبۃ الاثریہ، لاہور، ۵/ ۴۲۵ تا ۴۲۷

شام کے نصرانی ختم نبوت کی شہادت دیتے ہیں:

طبرانی معجم کبیر میں سیدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، میں زمانہ جاہلیت میں ملک شام کو تجارت کے لئے گیا تھا ملک کے اسی کنارے پر اہل کتاب سے ایک شخص مجھے ملا پوچھا کیا تمہارے یہاں کسی شخص نے نبوت کا دعوی کیا ہے؟ ہم نے کہا ہاں، کہا تم ان کی صورت دیکھو تو پہچان لوگے؟ میں نے کہا ہاں، وہ ہمیں ایک مکان میں لے گیا جس میں تصاویر تھیں، وہاں نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی صورت کریمہ مجھے نظر نہ آئی، اتنے میں ایک اور کتابی آکر بولا: کس شغل میں ہو؟ ہم نے حال کہا، وہ ہمیں اپنے گھر لے گیا وہاں جاتے ہی حضور پر نور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی تصویر منیر مجھے نظر آئی اور دیکھا کہ ایک شخص حضور کے پیچھے حضور کے قدم مبارک کو پکڑے ہوئے ہے، میں نے کہا یہ دوسرا کون ہے، وہ کتابی بولا:

انه لم یکن نبی الا کان بعدہ نبی الا ھذا فانه لا نبی بعدہ وھذا الخلیفة بعدہ۔	بیشک کوئی نبی ایسا نہ ہوا جس کے بعد نبی نہ ہو سوا اس نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے کہ ان کے بعد کوئی نبی نہیں اور یہ دوسرا ان کے بعد خلیفہ ہے۔

اسے جو میں دیکھوں تو ابوبکر صدیق کی تصویر تھی[1]

بادشاہ روم کی دربار میں ذکر مصطفٰی:

تذییل اوّل: ابن عساکر بطریق قاضی معافی بن زکریا حضرت عبادہ بن صامت، اور بیہقی وابو نعیم بطریق حضرت ابوامامہ باہلی حضرت ہشام بن عاص سے راوی رضی اللہ تعالٰی عنہم اجمعین، جب صدیق اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ نے ہمیں بادشاہ روم ہرقل کے پاس بھیجا اور ہم اس کے شہ نشین کے نزدیک پہنچے وہاں سواریاں بٹھائیں اور کہا لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ جانتا ہے یہ کہتے ہی اس کا شہ نشین ایسا ہلنے لگا جیسے ہوا کے جھونکے میں کھجور، اس نے کہلا بھیجا یہ تمہیں حق نہیں پہنچتا کہ شہروں میں اپنے دین کا اعلان کرو، پھر ہمیں بلایا ہم گئے وہ سرخ کپڑے پہنے سرخ مسند پر بیٹھا تھا آس پاس ہر چیز سرخ تھی اس کے ارا کین دربار اس کے ساتھ تھے ہم نے سلام نہ کیا اور ایک گوشے میں بیٹھ گئے وہ ہنس کر بولا تم آپس میں جیسا ایک دوسرے کو سلام کرتے ہو مجھے کیوں نہ کیا؟ ہم نے کہا ہم تجھے اس سلام کے قابل نہیں سمجھتے اور جس مجرے پر تو راضی ہوتا ہے وہ ہمیں روا نہیں کہ کسی کے لئے بجالائیں، پھر اس نے پوچھا سب سے بڑا کلمہ تمہارے یہاں کیا ہے؟ ہم نے

---

[1] المعجم الکبیر، حدیث ۱۵۳۷، المکتبة الفیصلیة، بیروت، ۲/ ۱۲۵، دلائل النبوة ابو نعیم، عالم الکتب، بیروت، ۱/ ۹

کہالا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر، خدا گواہ ہے یہ کہتے ہی بادشاہ کے بدن پر لرزہ پڑگیا پھر آنکھیں کھول کر غور سے ہمیں دیکھا اور کہا یہی وہ کلمہ ہے جو تم نے میرے شہ نشین کے نیچے اترتے وقت کہا تھا؟ ہم نے کہاہاں، کہاجب اپنے گھروں میں اسے کہتے ہو تو کیا تمہاری چھتیں بھی اس طرح کانپنے لگتی ہیں؟ ہم نے کہاخدا کی قسم یہ تو ہم نے یہیں دیکھا اور اس میں خدا کی کوئی حکمت ہے، بولا سچی بات خوب ہوتی ہے سن لو خدا کی قسم مجھے آرزو تھی کہ کاش میرا آدھا ملک نکل جاتا اور تم یہ کلمہ جس چیز کے پاس کہتے وہ لرزنے لگتی۔ ہم نے کہا یہ کیوں؟ کہایوں ہوتا تو کام آسان تھا اور اس وقت لائق تھا کہ یہ زلزلہ شان نبوت سے نہ ہو بلکہ کوئی انسانی شعبدہ ہو[1] (یعنی اللہ تعالٰی ایسے معجزات ہر وقت ظاہر نہیں فرماتا بلکہ عالم اسباب میں شان نبوت کو بھی غالبًا مجرائے عادت کے مطابق رکھتا ہے)

"وَلَوْجَعَلْنٰهُ مَلَكًا لَّجَعَلْنٰهُ رَجُلًا وَّلَلَبَسْنَا عَلَيْهِمْ مَّا يَلْبِسُوْنَ ۝۹"[2]	اگر ہم فرشتے کو نبی بناتے تو مرد ہی بناتے اور اس کو وہی لباس پہناتے جو مرد لوگ پہنتے ہیں۔

ولہذا انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے جہادوں میں بھی جنگ دوسر داروں کا مضمون رہتا ہے۔

الحرب بيننا وبينه سجال ينال منا و ننال منه[3]۔ رواہ الشیخان عن ابی سفیان رضی اللہ تعالٰی عنہ۔	(ہمارے اور ان کے درمیان جنگ کبھی وہ کامیاب اور کبھی ہم کامیاب ہوتے ہیں، اس کو شیخین نے ابوسفیان رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ت)

لہذا جب ابوسفیان رضی اللہ تعالٰی عنہ نے ہرقل کو خبر دی کہ لڑائی میں کبھی ہم بھی ان پر غالب آتے ہیں ہرقل نے کہاھذہ اٰیۃ النبوۃ[4] یہ نبوت کی نشانی ہے رواہ البزار و ابونعیم عن دحیۃ الکلبی رضی اللہ تعالٰی عنہ (اسے بزار اور ابونعیم نے دحیہ کلبی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ت)

---

[1] دلائل النبوۃ للبیہقی، باب ما وجد من صورۃ نبینا محمد، دارالکتب العلمیہ، بیروت، ۱/ ۳۸۶-۸۷، جامع الاحادیث بحوالہ ابن عساکر عن المعافی عن عبادۃ بن الصامت، حدیث ۱۵۶۴۱ دارالفکر، بیروت، ۲۰/ ۶۲

[2] القرآن الکریم ۶/ ۹

[3] صحیح البخاری، باب کیف کان بدء الوحی، قدیمی کتب خانہ، کراچی، ۱/ ۴

[4] کشف الاستار عن زوائد البزار باب فیما کان عند اہل الکتاب من علامات نبوتہ، موسسۃ الرسالہ، بیروت، ۳/ ۱۱۷

تصرفِ اولیاء اور مظلومیت حسین:

یہ بات یادرکھنے کی ہے کہ بعض جہال ضعیف الایمان اس پر شک کرنے لگتے ہیں، اور اسی قبیل سے ہے جاہل وہابیوں کا اعتراض کہ اولیاء اگر اللہ تعالٰی کی طرف سے کچھ قدرت رکھتے تو امام حسین رضی اللہ تعالٰی عنہ کیوں ایسی مظلومی کے ساتھ شہید ہوجاتے، ایک اشارے میں یزید پلید کے لشکر کو کیوں نہ غارت فرمادیا۔ مگر یہ سفہاء نہیں جانتے کہ ان کی قدرت جو انہیں ان کے رب نے عطا فرمائی رضا و تسلیم و عبدیت کے ساتھ ہے نہ کہ معاذ اللہ جباری و سرکشی و خودسری کے ساتھ مقوقس بادشاہ مصر نے حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے امتحاناً پوچھا کہ جب تم انہیں نبی کہتے ہو تو انہوں نے دعا کرکے اپنی قوم کو کیوں نہ ہلاک فرمادیا جب انہوں نے ان کا شہر مکہ چھڑایا تھا، حاطب رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا: کیا تو عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو رسول نہیں مانتا انہوں نے دعا کرکے اپنی قوم کو کیوں نہ ہلاک کردیا جب انہوں نے انہیں پکڑا اور سولی دینے کا ارادہ کیا تھا؟ مقوقس بولا: **انت حکیم جآء من عند حکیم**[1]، تم حکیم ہو کہ حکیم کامل صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے پاس سے آئے، **رواہ البیہقی عن حاطب رضی اللہ تعالٰی عنہ** (اس کو بیہقی نے حاطب رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ت)

خیر یہ تو فائدہ زائدہ تھا، حدیث سابق کی طرف عود کریں۔

ہرقل کے پاس انبیاء کی تصاویر:

پھر ہرقل نے ہمیں باعزاز واکرام ایک مکان میں اتارا، دونوں وقت عزت کی مہمانیاں بھیجتا، ایک رات ہمیں پھر بلا بھیجا، ہم گئے اس وقت اکیلا بالکل تنہا بیٹھا تھا، ایک بڑا صندوقچہ زرنگار منگا کر کھولا اس میں چھوٹے چھوٹے خانے تھے ہر خانے پر دروازہ لگا تھا، اس نے ایک خانہ کھول کر سیاہ ریشم کا کپڑا تہہ کیا ہوا نکالا اسے کھولا تو اس میں ایک سرخ تصویر تھی، مرد فراخ چشم بزرگ سرین کہ ایسے خوبصورت بدن میں ایسی لمبی گردن کبھی نہ دیکھی تھی سر کے بال نہایت کثیر (بے ریش دو گیسو غایت حسن و جمال میں) ہرقل بولا: انہیں پہچانتے ہو؟ ہم نے کہا: نہ، کہا: یہ آدم ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پھر وہ تصویر رکھ کر دوسرا خانہ کھولا، اس میں سے ایک سیاہ ریشم کا کپڑا نکالا، اس میں خوب گورے رنگ کی تصویر تھی، مرد بسیار موئے سر مانند موئے قبطیاں، فراخ چشم، کشادہ سینہ، بزرگ سر (آنکھیں سرخ، داڑھی خوبصورت) پوچھا: انہیں جانتے ہو؟ ہم نے کہا: نہ، کہا یہ نوح ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔ پھر اسے رکھ کر اور خانہ کھولا، اس میں سے حریر سبز کا ٹکڑا نکالا اس میں نہایت گورے رنگ

---

[1] دلائل النبوۃ للبیہقی باب ماجاء الی کتاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم المقوقس دار الکتب العلمیہ بیروت ۴/ ۳۹۶

کی ایک تصویر تھی، مرد خوب چہرہ، خوش چشم، دراز بینی (کشادہ پیشانی)، رخسارے سُتے ہوئے، سر پر نشانِ پیری، ریش مبارک سپید نورانی، تصویر کی یہ حالت ہے کہ گویا جان رکھتی ہے، سانس لے رہی ہے (مسکرا رہی ہے) کہا: ان سے واقف ہو؟ ہم نے کہا: نہ، کہا: یہ ابراہیم ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔ پھر اسے رکھ کر ایک اور خانہ کھولا، اس میں سے سبز ریشم کا پارچہ نکالا، اسے جو ہم نظر کریں تو محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی تصویر منیر تھی، بولا: انہیں پہچانتے ہو؟ ہم رونے لگے اور کہا: یہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ہیں، وہ بولا: تمہیں اپنے دین کی قسم یہ محمد ہیں؟ ہم نے کہا: ہاں ہمیں اپنے دین کی قسم یہ حضور اکرم کی تصویر پاک ہے گویا ہم حضور کو حالتِ حیات دنیوی میں دیکھ رہے ہیں، اسے سنتے ہی وہ اچھل پڑا بے حواس ہوگیا سیدھا کھڑا ہوا پھر بیٹھ گیا دیر تک دم بخود رہا پھر ہماری طرف نظر اٹھا کر بولا: **اما انہ اٰخر البیوت ولٰکنی عجلتہ لانظر ما عندکم**[1]، سنتے ہو یہ خانہ سب خانوں کے بعد تھا مگر میں نے جلدی کرکے دکھایا کہ دیکھوں تمہارے پاس اس باب میں کیا ہے، یعنی اگر ترتیب وار دکھاتا آتا تو احتمال تھا کہ تصویر حضرت مسیح کے بعد دکھانے پر تم خواہ مخواہ کہہ دو کہ یہ ہمارے نبی کی تصویر ہے اس لئے میں نے ترتیب قطع کرکے اسے پیش کیا کہ اگر یہ وہی نبی موعود ہیں تو ضرور پہچان لوگے۔ **بحمداللہ تعالٰی** ایسا ہی ہوا، اور یہی دیکھ کر اس حرماں نصیب کے دل میں درد اٹھا کہ حواس جاتے رہے اٹھا بیٹھا دم بخود رہا۔

وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ[2] "**اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ**"[3]	(اللہ تعالٰی اپنے نور کو تام فرمائیگا اگرچہ کافر ناپسند کریں۔ **والحمدللہ رب العٰلمین**۔ت)

ہمارا مطلب تو **بحمداللہ** یہیں پورا ہوگیا کہ یہ خانہ سب خانوں کے بعد ہے، اس کے بعد حدیث میں اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی تصاویر کریمہ کا ذکر ہے، حلیہ ہائے منورہ پر اطلاع مسلمین کے لئے اس کا خلاصہ بھی مناسب، یہاں تک کہ دونوں حدیثیں متفق تھیں، ترجمہ مختصراً حدیث عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالٰی عنہ کا تھا، جو لفظ حدیث ہشام رضی اللہ تعالٰی عنہ سے بڑھائے خطوط ہلالی میں تھے، اب حدیث ہشام اتم وازید ہے کہ اس میں پانچ انبیاء لوط واسحٰق ویعقوب واسماعیل ویوسف علیہم الصلوٰۃ والسلام کا ذکر شریف زائد ہے لہٰذا اسی سے

---

[1] جامع الاحادیث بحوالہ ابن عساکر عن معافی عن عبادۃ بن الصامت حدیث ۱۵۶۴۱، دارالفکر بیروت ۲۰/ ۶۳، دلائل النبوۃ للبیہقی باب ماوجد فی صورۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم، دارالکتب العلمیہ، بیروت ۱/ ۸۸، ۳۸۷

[2] القرآن الکریم ۶۱/ ۸

[3] القرآن الکریم ۱/۱

اخذ کریں، اور جو مضمون حدیث عبادہ رضی اللہ تعالٰی عنہ میں زائد ہوا سے خطوط ہلالی میں بڑھائیں۔
فرماتے ہیں پھر اس نے ایک اور خانہ کھولا، حریر سیاہ پر ایک تصویر گندمی رنگ سانولی نکالی (مگر حدیث عبادہ میں گورا رنگ ہے) مرد مرغول [عـــہ۱] مو سخت گھونگر والے بال، آنکھیں جانب باطن مائل، تیز نظر، ترش رو دانت، باہم چڑھے ہونٹ، سمٹا جیسے کوئی حالتِ غضب میں ہو۔ ہم سے کہا: انہیں پہچانتے ہو؟ یہ موسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں، اور ان کے پہلو میں ایک اور تصویر تھی، صورت ان سے ملتی مگر سر پر خوب تیل پڑا ہوا، پیشانی کشادہ، پتلیاں جانب بینی مائل (سر مبارک مدوّر گول)، کہا: انہیں جانتے ہو؟ یہ ہارون علیہ السلام ہیں۔ پھر اور خانہ کھول کر حریر سپید پر ایک تصویر نکالی، مرد گندم گوں، سر کے بال سیدھے، قدمیانہ، چہرے سے آثار غضب نمایاں، کہا: یہ لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں، پھر حریر سپید پر ایک تصویر نکالی، گورا رنگ جس میں سرخی جھلکتی، ناک اونچی، رخسارے ہلکے، چہرہ خوبصورت، کہا یہ اسحٰق علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں، پھر حریر سپید پر ایک تصویر نکالی، صورت صورتِ اسحٰق علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مشابہ تھی مگر لب زیریں پر ایک تل تھا، کہا: یہ یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں، پھر حریر سیاہ پر ایک تصویر نکالی، رنگ گورا، چہرہ حسین، ناک بلند، قامت خوبصورت، چہرے پر نور درخشاں اور اس میں آثار خشوع نمایاں، رنگ میں سرخی کی جھلک تاباں، کہا: یہ تمہارے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے جد کریم اسمٰعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں، پھر حریر سپید پر ایک تصویر نکالی کہ صورت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مشابہ تھی، چہرہ گویا آفتاب تھا، کہا یہ یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں، پھر حریر سپید پر ایک تصویر نکالی سرخ رنگ، باریک ساقیں، آنکھیں کم کھلی ہوئی [عـــہ۲] جیسے کسی کو روشنی میں چوندھ لگے، پیٹ ابھرا ہوا، قدمیانہ، تلوار حمائل کئے، مگر حدیث عبادہ میں اس کے عوض

عـــہ۱: الحمدللہ حدیثیں ایک دوسرے کی تصدیق کرتی ہیں ابویعلٰی وابن عساکر نے بطریق یحیٰی بن ابی عمرو الشیبانی عن ابی صالح عن ام ھانی رضی اللہ تعالٰی عنہا نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے حدیث معراج میں موسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہی حلیہ روایت کیا کہ سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا:

واما موسٰی فضخم اٰدم طوال، کانہ من رجال شنوأۃ کثیر الشعر، غائر العینین، متراکب الاسنان مقلص الشفۃ خارج اللثۃ، عابس[1]	لیکن موسٰی علیہ السلام بھاری بدن، گندم گوں، طویل، گویا شنوہ قبیلہ کے لوگ، آنکھیں جانب باطن مائل، باہم چڑھے ہوئے دانت باہم ملے ہوئے ہونٹ، لٹکی داڑھی، سمٹا جیسے حالت غضب۔ ت۔ اور یہیں سے ترجیح حدیث صحیح ہشام رضی اللہ تعالٰی عنہ ظاہر ہوئی کہ گندمی رنگ بتایا تھا ۱۲ منہ۔

عـــہ۲: یہ اس سالہا سال کے گریہ خوف الٰہی کا اثر تھا جس کے باعث رخسارہ انور پر دو خط سیاہ بن گئے تھے۔

---

[1] درمنثور بحوالہ ابی یعلی وابن عساکر، تحت آیہ سبحٰن الذی، منشورات مکتبۃ آیۃ اللہ العظمی، قم ایران، ۴/ ۱۴۸، المطالب العالیۃ بحوالہ ابی یعلی، حدیث ۴۲۸۷، دار الباز مکۃ المکرمۃ، ۴/ ۲۰۲

یوں ہے حریر سبز پر گوری تصویر جس کے عضو عضو سے نزاکت و دلکشی ٹپکتی، ساق و سرین خوب گول، کہا: یہ داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ پھر حریر سپید پر ایک تصویر نکالی، فربہ سرین، پاؤں میں طول، گھوڑے پر سوار (جس کے ہر طرف پر لگے تھے گردن عــــہ۱ دبی ہوئی، پشت کوتاہ، گورا رنگ) کہا: یہ سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں (اور یہ پردار گھوڑا جس کی ہر جانب پر ہیں ہوا ہے کہ انہیں اٹھائے ہوئے ہے) پھر حریر سیاہ پر ایک گوری تصویر نکالی، مرد جوان، داڑھی نہایت سیاہ، سر کے بال کثیر، چہرہ خوبصورت (آنکھیں حسین، اعضا متناسب) کہا عــــہ۲ یہ عیسٰی بن مریم علیہما الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ ہم نے کہا: یہ تصویریں تیرے پاس کہاں سے آئیں۔ ہمیں یقین ہے کہ یہ ضرور سچی تصاویر ہیں کہ ہم نے اپنے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی تصویر کریم کے مطابق پائی۔ کہا: آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے رب عزوجل سے عرض کی تھی کہ میری اولاد کے انبیاء مجھے دکھادے حق سبحانہ تعالٰی نے ان پر تصاویر انبیاء اتاریں کہ مغرب شمس کے پاس خزانہ آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام میں تھیں، ذوالقرنین نے وہاں سے نکال کر دانیال علیہ السلام کو دیں (انہوں نے پارچہ ہائے حریر پر اتاریں کہ یہ بعینہا وہی چلی آتی ہیں) سن لو خدا کی قسم مجھے آرزو تھی کاش میرا نفس ترک سلطنت کو گوارا کرتا اور میں مرتے دم تک تم میں کسی ایسے کا بندہ بنتا جو غلاموں کے ساتھ نہایت سخت برتاؤ رکھتا (مگر کیا کروں نفس راضی نہیں ہوتا) پھر ہمیں عمدہ جائزے دے کر رخصت کیا (اور ہمارے ساتھ آدمی کرکے سرحدِ اسلام تک پہنچادیا) ہم نے آکر صدیق رضی اللہ تعالٰی عنہ سے حال عرض کیا، صدیق روئے اور فرمایا: مسکین اگر اللہ اس کا بھلا چاہتا وہ ایسا ہی کرتا، ہمیں رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے خبر دی کہ یہ اور یہودی اپنے یہاں محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی نعت پاتے ہیں[1]

مقوقس کے دربار میں فرمان نبوی:

تذییل دوم: امام واقدی اور ابوالقاسم بن عبدالحکم فتوح مصر میں بطریق ابان بن صالح راوی جب حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ تعالٰی عنہ فرمان اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لے کر مقوقس نصرانی بادشاہ

عــــہ۱: حدیث مذکور ام ہانی رضی اللہ تعالٰی عنہا میں حلیہ سیدنا عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام میں ہے قدمیانہ سے زائد دراز سے کم، سینہ چوڑا، خون کی سرخی بدن پر جھلکتی، بال عمدہ ان کی سیاہی سرخی مائل ۱۲ منہ۔

عــــہ۲: فائدہ: یہ نفیس جلیل حدیث طویل جس کا خلاصہ اختصار کے ساتھ تین ورق میں بیان ہوا **بحمدللہ** صحیح ہے امام حافظ عماد الدین بن کثیر، امام خاتم الحفاظ سیوطی نے فرمایا **ھذا حدیث جید الاسناد ورجالہ ثقات**۔ ۱۲ منہ

---

[1] دلائل النبوۃ للبیہقی، باب ما وجد من صورۃ نبینا محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم مکتبہ الاثریہ، لاہور ۱/ ۳۸۸ تا ۳۹۰، جامع الاحادیث بحوالہ ابن عساکر عن المعافی عن عبادہ بن الصامت، حدیث ۱۵۶۴۱ دار الفکر بیروت، ۲۰/ ۶۳ و ۶۴

مصر و اسکندریہ کے پاس تشریف لے گئے، اس نے ان سے دریافت کیا کہ محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کس بات کی طرف بلاتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا: توحید و نماز پنجگانہ و روزہ رمضان وحج و وفائے عہد۔ پھر اس نے حضور کا حلیہ پوچھا، انہوں نے باختصار بیان کیا، وہ بولا:

قد بقیت اشیاء لم تذکر ھا فی عینیه حمرة قلت ما تفارقه وبین کتفیه خاتم النبوة الخ	ابھی اور باتیں باقی رہیں کہ تم نے نہ بیان کیں ان کے آنکھوں میں سرخ ڈورے ہیں کہ کم کسی وقت جدا ہوتے ہوں اور ان کے دونوں شانوں کے بیچ مہر نبوت ہے۔

پھر حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی اور صفات کریمہ بیان کرکے بولا:

قد کنت اعلم ان نبیا قد بقی وقد کنت اظن مخرجه بالشام، وھناك کانت تخریج الانبیاء قبله فاراہ قد خرج فی ارض العرب فی ارض جهد وبؤس والقبط لا تطاوعنی علی اتباعه وسیظهر علی البلاد[1]	مجھے یقینا معلوم تھا کہ ایک نبی باقی ہے اور مجھے گمان تھا کہ وہ شام میں ظاہر ہوگا کہ اگلے انبیاء نے وہاں ظہور کیا اب میں دیکھتا ہوں کہ انہوں نے عرب میں ظہور فرمایا، محنت میں مشقت کی زمین میں، اور قبطی ان کی پیروی میں میری نہ مانیں گے عنقریب وہ ان شہروں پر غلبہ پائیں گے۔

تتمہ حدیث: ابوالقاسم نے بطریق ہشام بن اسحٰق وغیرہ اور ابن سعد نے طبقات میں بطریق محمد بن عمر بن واقد ان کے شیوخ سے روایت کیا کہ مقوقس نے حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو اسی مضمون کی عرضی لکھی کہ:

قد علمت ان نبیا بقی وکنت اظن انه یخرج بالشام وقد اکرمتك رسولك وبعثت الیك بهدیة[2]	مجھے یقین تھا کہ ایک نبی باقی ہے اور میرے گمان میں وہ شام سے ظہور کرتا اور میں نے حضور کے قاصد کا اعزاز کیا اور حضور کے لئے نذر حاضر کرتا ہوں۔

عبداللہ بن سلام کا واقعہ ایمان:

تذییل سوم: بیہقی دلائل میں حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، جب میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا چرچا سنا اور حضور کے صفت و نام وہیات اور جن جن باتوں کی ہم حضور

---

[1] شرح الزرقانی علی المواہب بحوالہ واقدی وابن عبدالحکیم، المقصد الثانی، الفصل الثالث، دارالمعرفۃ، بیروت، ۳/ ۳۵۰

[2] الطبقات الکبرٰی، ذکر بعثته رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم الخ، دار صادر، بیروت، ۱/ ۲۶۰

کے لئے۔ توقع کر رہے تھے سب پہچان لیں تو میں نے خاموشی کے ساتھ اسے دل میں رکھا یہاں تک کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم مدینہ طیبہ تشریف لائے مجھے خبر رونق افروزی پہنچی میں نے تکبیر کہی میری پھوپھی بولی: اگر تم موسٰی بن عمران علیہ الصلوٰۃ والسلام کا آنا سنتے تو اس سے زیادہ کیا کرتے؟ میں نے کہا: اے پھوپھی! خدا کی قسم وہ موسٰی بن عمران کے بھائی ہیں جس بات پر موسٰی بھیجے گئے تھے اسی پر یہ بھی مبعوث ہوئے ہیں، وہ بولی:

یا ابن اخی اھو النبی الذی کنا نخبر بہ انہ یبعث مع بعث الساعۃ، قلت لھا نعم [1]	اے میرے بھتیجے! کیا یہ وہ نبی ہیں جن کی ہم خبر دئے جاتے تھے کہ وہ قیامت کے ساتھ مبعوث ہوں گے؟ میں کہا: نعم ہاں۔ (الحدیث)

خطیب وابن عساکر حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

انا احمد و محمد والحاشر والمقفی والخاتم [2]	میں احمد ہوں اور محمد اور تمام جہان کو حشر دینے والا، اور سب انبیاء کے پیچھے آنے والا، اور نبوت ختم فرمانے والا صلی اللہ تعالی علیہ وسلم۔

ہجرت حضرت عباس:

ابو یعلٰی و طبرانی و شاشی وابونعیم فضائل الصحابہ میں اور ابن عساکر و ابن النجار حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالٰی عنہ سے موصولاً اور رؤیانی وابن عساکر محمد بن شہاب زہری سے مرسلاً راوی حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالٰی عنہما عمِ نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی بارگاہ میں (مکہ معظّمہ سے) عرضی حاضر کی کہ مجھے اذن عطا ہو تو ہجرت کرکے (مدینہ طیبہ) حاضر ہوں۔ اس کے جواب میں حضور پر نور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے یہ فرمان نافذ فرمایا:

یا عم اقم مکانك الذی انت فیہ، فان اللہ یختم بك الھجرۃ کما ختم بی النبوۃ [3]	اے چچا! اطمینان سے رہو کہ تم ہجرت میں خاتم المہاجرین ہونے والے ہو، جس طرح میں نبوت میں خاتم النبیین ہوں صلی اللہ تعالی علیہ وسلم۔

---

[1] دلائل النبوۃ للبیہقی، باب ما جاء فی دخول عبداللہ بن سلام علی رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم دار الکتاب العلمیہ، بیروت، ۲/ ۵۳۰

[2] تاریخ بغداد للخطیب، ترجمہ ۲۵۰۱ احمد بن محمد السوطی، دار الکتاب العربی، بیروت، ۵/ ۹۹

[3] تہذیب تاریخ دمشق الکبیر، ذکر من اسمہ عباس، دار احیاء التراث العربی، بیروت، ۷/ ۲۳۵

امام اجل فقیہ محدث ابوالیث سمر قندی *تنبیہ الغافلین* میں فرماتے ہیں:

حدثنا ابوبکر محمد بن احمد ثنا ابو عمران ثنا عبدالرحمن ثنا داؤد ثنا عباد بن الکثیر عن عبد خیر عن علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالٰی عنہ۔	ہمیں ابوبکر محمد بن احمد ان کو ابو عمران ان کو عبدالرحمن ان کو داؤد ان کو عباد بن کثیر ان کو عبد خیر سے انہوں نے حضرت علی مرتضی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے بیان کیا۔

جب سورۃ اذا جاء نصراللہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے مرض وصال شریف میں نازل ہوئی حضور فوراً بر آمد ہوئے پنجشنبہ کا دن تھا، منبر پر جلوس فرمایا، بلال رضی اللہ تعالٰی عنہ کو حکم دیا کہ مدینے میں ندا کردو "لوگو! رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی وصیت سننے چلو" یہ آواز سنتے ہی سب چھوٹے بڑے جمع ہوئے، گھروں کے دروازے ویسے ہی کھلے چھوڑ دیئے یہاں تک کہ کنواریاں پردوں سے باہر نکل آئیں، حد یہ کہ مسجد شریف حاضرین پر تنگ ہوئی، اور حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرمارہے ہیں اور اپنے پچھلوں کے لئے جگہ وسیع کرو، اپنے پچھلوں کے لئے جگہ وسیع کرو۔ پھر حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم منبر پر قیام فرما کر حمد و ثنائے الٰہی بجالائے انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام پر درود بھیجی، پھر ارشاد ہوا:

انا محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ھاشم العربی الحرمی المکی لا نبی بعدی[1] الحدیث، ھذا مختصر۔	میں محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم عربی صاحب حرم محترم و مکہ معظّمہ ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں، الحدیث، ہذا مختصر

مدینہ طیبہ میں حضور کی تشریف آوری:

اللہ اللہ ایک وہ دن تھا کہ مدینہ طیبہ میں حضور پر نور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی تشریف آوری کی دھوم ہے، زمین وآسمان میں خیر مقدم کی صدائیں گونج رہی ہیں، خوشی و شادمانی ہے کہ درودیوار سے ٹپکی پڑتی ہے، مدینے کے ایک ایک بچے کا دمکتا چہرہ انار دانہ ہورہا ہے، باچھیں کھلی جاتی ہیں، دل ہیں کہ سینوں میں نہیں سماتے، سینوں پر جامے تنگ، جاموں میں قبائے گل کا رنگ، نور ہے کہ چھما چھم برس رہا ہے فرش سے عرش تک کا نور کا بقعہ بنا ہے، پردہ نشین کنواریاں شوق دیدارِ محبوبِ کردگار میں گاتی ہوئی باہر آئی ہیں کہ:

طلع البدر علینا من ثنیات الوداع — وجب الشکر علینا ما دعا اللہ داع[2]

(ہم پر چاند نکل آیا وداع کی گھاٹیوں سے ہم پر خدا کا شکر واجب ہے جب تک دعا مانگنے والا دعا مانگے) (ت)

---

[1] تنبیہ الغافلین، باب الرفق، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، ص ۴۳۷

[2] المواہب اللدنیۃ، الہجرۃ الی المدینۃ متی انشد طلع البدر، المکتب الاسلامی، بیروت، ۱/ ۳۱۳

بنی النجار کی لڑکیاں کوچے کوچے محوِ نغمہ سرائی ہیں کہ ؎

نحن جوارٍ من بنی النجارِ　　یاحبذا محمد من جارِ [1]

ہم بنو نجار کی لڑکیاں ہیں اے نجاریو!　　محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کیسا اچھا ہمسایہ ہے۔ت

ایک دن آج ہے کہ اس محبوب کی رخصت ہے، مجلسِ آخری وصیت ہے، مجمع تو آج بھی وہی ہے، بچوں سے بوڑھوں تک، مردوں سے پردہ نشینوں تک سب کا ہجوم ہے، ندائے بلال سنتے ہی چھوٹے بڑے سینوں سے دل کی طرح بے تابانہ نکلے ہیں، شہر بھرنے مکانوں کے دروازے کھلے چھوڑ دئے ہیں، دل کمھلائے چہرے مرجھائے دن کی روشنی دھیمی پڑ گئی کہ آفتابِ جہاں تاب کی وداع نزدیک ہے، آسمان پژمردہ، زمین افسردہ، جدھر دیکھو سناٹے کا عالم اتنا اژدھام اور ہو کا مقام، آخری نگاہیں اس محبوب کے روئے حق نماتک کس حسرت و یاس کے ساتھ جاتی اور ضعفِ نومیدی سے ہلکان ہو کر بیخودانہ قدموں پر گر جاتی ہیں، فرطِ ادب سے لب بند مگر دل کے دھوئیں سے یہ صدا بلند ؎

كنت السواد لناظری　　فعمی علیك الناظر

من شاء بعدك فلیمت　　فعلیك كنت احاذر [2]

(میں اپنے دیکھنے والوں کے لئے سیاہ تھا پس اندھا کیا گیا آپکو دیکھنے والے کو، پس جو چاہے آپ کے بعد مار دے، پس آپ پر ہی بھروسا تھا کہ مجھے بچالیں گے۔ت)

اللہ کا محبوب، امت کا داعی کس پیار کی نظر سے اپنی پالی ہوئی بکریوں کو دیکھتا اور محبت بھرے دل سے انہیں حافظ حقیقی کے سپرد کر رہا ہے، شان رحمت کو ان کی جدائی کا غم بھی ہے اور فوج فوج امنڈتے ہوئے آنے کی خوشی بھی کہ محنت ٹھکانے لگی، جس خدمت کو ملک العرش نے بھیجا تھا باحسن الوجوہ انجام کو پہنچی۔

نوح کی ساڑھے نوسو برس وہ سخت مشقت اور صرف پچاس شخصوں کو ہدایت، یہاں بیس ۲۰ تئیس ۲۳ ہی سال میں بحمداللہ یہ روز افزوں کثرت، کنیز وغلام جوق جوق آرہے ہیں، جگہ بار بار تنگ ہوجاتی ہے دفعہ دفعہ ارشاد ہوتا ہے آنے والوں کو جگہ دو، آنے والوں کو جگہ دو، اس عام دعوت پر جب یہ مجمع ہولیا ہے سلطان عالم نے منبر اکرم پر قیام کیا ہے، بعد حمد و صلوٰۃ اپنے نسب و نام و قوم و مقام و فضائل عظام کا بیان ارشاد ہوا ہے، مسلمانو! خدارا پھر مجلس میلاد اور کیا ہے، وہی دعوت عام، وہی مجمع تام، وہی منبر و قیام، وہی بیان فضائل سید الانام علیہ وآلہ الصلوۃ والسلام مجلس میلاد اور کس شئے کا نام، مگر نجدی صاحبوں کو ذکر محبوب

---

[1] المواہب اللدنیۃ، الہجرۃ الی المدینۃ متی انشد طلع البدر، المکتب الاسلامی، بیروت، ۱/ ۳۱۴

[2] المواہب اللدنیۃ المقصد العاشر، الفصل الاول (وثائی) المکتب الاسلامی، بیروت، ۴/ ۵۵۴

مٹانے سے کام وربنا الرحمن المستعان وبه الاعتصام وعليه التكلان (ہمارا رب رحمٰن مددگار ہے اور اسی ذات سے مضبوطی اور اسی پر اعتماد۔ت)

چار پائے کلام کرتے ہیں:

ابن حبان وابن عساکر حضرت ابو منظور اور ابو نعیم بروجہ آخر حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی، جب خیبر فتح ہوا رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ایک دراز گوش سیاہ رنگ دیکھا اس سے کلام فرمایا، وہ جانور بھی تکلم میں آیا، ارشاد ہوا، تیرا کیا نام ہے؟ عرض کی: یزید بیٹا شہاب کا، اللہ تعالٰی نے میرے دادا کی نسل سے ساٹھ دراز گوش پیدا کئے **كلهم لا يركبه الا نبی** ان سب پر انبیاء سوار ہوا کئے **وقد كنت اتوقعك ان تركبنی، لم يبق من نسل جدی غيری ولا من الانبياء غيرك** مجھے یقینی توقع تھی کہ حضور مجھے اپنی سواری سے مشرف فرمائیں گے کہ اب اس نسل میں سوا میرے اور انبیاء میں سوا حضور کے کوئی باقی نہیں، میں ایک یہودی کے پاس تھا اسے قصداً گرادیا کرتا وہ مجھے بھوکا رکھتا اور مارتا، حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اس کا نام **یعفور** رکھا، جسے بلانا چاہتے اسے بھیج دیتے چوکھٹ پر سر مارتا جب صاحب خانہ باہر آتا اسے اشارے سے بتاتا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یاد فرماتے ہیں، جب حضور پر نور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے انتقال فرمایا وہ مفارقت کی تاب نہ لایا ابوالہیثم بن التیہان رضی اللہ تعالٰی عنہ کے کنویں میں گر کر مرگیا[1]

هذا حديث ابی منظور ونحوه عن معاذ باختصار غير انه ذكر مكان الاباء ثلثة اخوة واسمه مكان يزيد عمر وقال كلنا ركبنا الانبياء انا اصغرهم وكنت لک[2]. الحديث **قلت** ولا عليك من دندنة العلامة ابن الجوزی كعادته عليه ولا من تحامل ابن دحية علی حديث الضب المار سابقا فليس فيهما ما ينكر شرعا ولا فی	یہ ابو منظور کی حدیث ہے اور اسی کی مثل حضرت معاذ سے بطریق اختصار مروی ہے مگر انہوں نے آباء کی جگہ تین بھائیوں کا اور یزید کی جگہ نام عمر ذکر کیا اور اس نے کہا ہم سب پر انبیاء علیہم السلام سوار ہوئے جبکہ میں سب سے چھوٹا ہوں اور میں آپ کے لئے ہوں، الحدیث۔ **قلت** (میں کہتا ہوں) علامہ ابن جوزی کا اعتراض جیسا کہ اس کی عادت ہے تجھے مضر نہیں، اور نہ ہی ابن دحیہ کی سوسمار سے متعلق گزشتہ حدیث پر جسارت تجھے مضر ہے، ان دونوں حدیثوں میں شرعی طور پر کوئی قابل انکار چیز نہیں

[1] المواهب اللدنية بحواله ابن عساكر عن ابی منظور، مقصد رابع، فصل اول، المكتب الاسلامی بيروت ۲/ ۵۵۴

[2] دلائل النبوة لابی نعيم، الفصل الثانی والعشرون، عالم الكتب، بيروت، ص ۱۳۸

سندھما کذاب ولا وضاع ولا متھم بہ فانی یاتیھا الوضع وھذا امام الشان العسقلانی قد اقتصرفی حدیث ابی منظور علی تضعیفہ ولہ شاھد من حدیث معاذ کماتری لاجرم ان قال الزرقانی نہایتہ الضعف لا الوضع [1]،وقال ھو والقسطلانی فی حدیث الضب (معجزاتہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فیھا ما ھو ابلغ من ھذا ولیس فیہ ماینکر شرعا خصوصا وقد رواہ الائمۃ)الحافظ الکبار کابن عدی وتلمیذہ الحاکم و تلمیذہ البیھقی وھو لا یروی موضوعا والدارقطنی وناھیك بہ(فنہایتہ الضعف لاالوضع)کمازعم کیف ولحدیث ابن عمر طریق اٰخر لیس فیہ السلمی رواہ ابو نعیم وورد مثلہ من حدیث عائشۃ وابی ھریرۃ عند غیرھما [2] اھ **قلت** وقد اوردکلا الحدیثین الامام خاتم الحفاظ فی الخصائص الکبرٰی وقد قال فی خطبتھا نزھتہ عن الاخبار الموضوعۃ ومایرداہ [3]، **قلت** وعزو الزرقانی

اور نہ ہی ان کی سندوں میں کوئی کذاب اور وضاع اور متہم راوی ہے توان حدیثوں کا موضوع ہونا کہاں سے ہوا جبکہ امام عسقلانی نے ابو منظور کی حدیث کو ضعیف کہنے پر اقتصار کیا حالانکہ اس حدیث کا شاہد حضرت معاذ کی حدیث ہے جیسا کہ آپ دیکھ رہے اسی بناپر علامہ زرقانی نے فرمایا زیادہ سے زیادہ یہ ضعیف ہے موضوع نہیں ہے،اور انہوں نے اور امام قسطلانی نے بھی سوسمار والی حدیث کے متعلق فرمایا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے معجزات میں تو اس سے بڑھ کر واقعات ہیں جبکہ اس حدیث میں شرعی طور پر قابل انکار چیز بھی نہیں، خصوصًا جبکہ اس کو بڑے ائمہ حفاظ جیسے ابن عدی،ان کے شاگرد امام حاکم اور ان کے شاگرد امام بیہقی نے روایت کیا ہو،امام بیہقی تو موضوع روایت ذکر نہیں کرتے،اس کو دارقطنی نے روایت کیاان کی سند تو تجھے کافی ہے تو زیادہ سے زیادہ یہ حدیث ضعیف ہوسکتی ہے موضوع نہیں ہے جیسا کہ بعض نے خیال کیا،موضوع کیسے کہا جائے جبکہ ابن عمر کی حدیث دوسرے طریقہ سے بھی مروی ہے جس میں سلمٰی مذکور نہیں اس طریق کو ابو نعیم نے روایت کیااور حضرت عائشہ صدیقہ اور ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے اس کی مثل دونوں کے غیر سے وارد ہے اھ **قلت**(میں کہتا ہوں)ان دونوں حدیثوں کو امام جلال الدین سیوطی

[1] شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ مقصد رابع،فصل اول،حدیث الضب،دارالمعرفۃ بیروت،۵/ ۱۴۸

[2] المواہب اللدنیہ مقصد رابع،فصل اول،حدیث الضب،المکتب الاسلامی،بیروت،۲/ ۵۵۵،شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیہ مقصد رابع،فصل اول،حدیث الضب،دارالمعرفۃ بیروت،۵/ ۵۰۔۱۴۹

[3] الخصائص الکبرٰی،مقدمۃ المؤلف،دارالکتب الحدیثیہ،بیروت،۱/ ۸

حدیث الضب لابن عمر تبع فیه الماتن اعنی الامام القسطلانی صاحب المواهب وسبقهما الدمیری فی حیوٰة الحیوان الکبری لکن الذی رأیت فی الخصائص الکبرٰی والجامع الکبیر للامام الجلیل الجلال السیوطی هو عزوه لامیر المؤمنین عمر رضی اللّٰه تعالٰی عنه کما قدمت وقد اورده فی الجامع فی مسند عمر فزیادة لفظ الابن اما وقع سهوا اویکون الحدیث من طریق ابن عمر عن عمر رضی اللّٰه تعالٰی عنهما فیصح العزو الی کل وان کان الاولی ذکر المنتهی ویحتمل علی بُعد عن کل منهما فاذن یکون مرویا عن ستة من الصحابة رضی اللّٰه تعالٰی عنهم۔ واللّٰه تعالٰی اعلم۔	نے خصائص الکبرٰی میں ذکر فرمایا حالانکہ انہوں نے اس کتاب کے خطبہ میں فرمایا ہے میں نے اس کتاب کو موضوع اور مردود روایات سے دور رکھا ہے اھ قلت (میں کہتا ہوں) زرقانی کا سوسمار والی حدیث کو ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما کی طرف منسوب کرنا ماتن یعنی مصنف مواہب امام قسطلانی کی پیروی ہے جبکہ ان دونوں سے قبل علامہ دمیری نے حیوٰۃ الحیوان میں اس کو ذکر کیا لیکن میں نے امام جلال الدین سیوطی کی خصائص الکبرٰی اور جامع کبیر میں دیکھا انہوں نے اس کو امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ تعالٰی عنہ کی طرف منسوب کیا ہے جیسا کہ میں پہلے ذکر کرچکا ہوں، انہوں نے اسے اپنی جامع میں حضرت عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ کے مسند میں ذکر فرمایا، تو "ابن" کا لفظ سہوًا لکھا گیا ہے یا پھر ابن عمر کے ذریعے حضرت عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے مروی ہے لہٰذا دونوں حضرات کی طرف نسبت درست ہے، اگرچہ منتہی راوی یعنی عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ کی طرف منسوب کرنا اولٰی ہے اور بعید احتمال کے طور پر دونوں حضرات سے مستقل روایت بھی ہوسکتی ہے تو یوں چھ صحابہ سے یہ حدیث مروی ہوگی۔ (واللہ تعالٰی اعلم)۔ت

میرے بعد کوئی نبی نہیں:

سعید بن ابی منصور و امام احمد و ابن مردویہ حضرت ابوالطفیل رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لانبوة بعدی الا المبشرات الرؤیا الصالحة[1]	میرے بعد نبوت نہیں مگر بشارتیں ہیں اچھے خواب۔

[1] مسند امام احمد بن حنبل، حدیث ابی الطفیل رضی اللّٰه تعالٰی عنه، دار الفکر بیروت، ۵/ ۴۵۴، مجمع الزوائد، کتاب التعبیر، دار الکتاب، بیروت، ۷/ ۱۷۳

احمد وخطیب اور بیہقی شعب الایمان میں اس کے قریب ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لا یبقی بعدی من النبوۃ شیئ الاالمبشرات الرؤیا الصالحۃ یراھا العبد اوتری لہ[1]	میرے بعد نبوت سے کچھ باقی نہ رہے گا مگر بشارتیں، اچھا خواب کہ بندہ آپ دیکھے یا اس کے لئے دوسرے کو دکھایا جائے۔

تیس ۳۰ کذاب:

ابو بکر ابن ابی شیبہ مصنف میں عبید بن عمرو لیثی اور طبرانی کبیر میں نعیم بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لا تقوم الساعۃ حتی یخرج ثلثون کذّابا کلھم یزعم انہ نبی زاد[2] عبید قبل یوم القیٰمۃ۔ **اقول:** وانما اخرناھما الی التذییل بخلاف عین اللفظ المتقدم فی الحدیث الثانی والستین لان فی تتمتہ ان من قال فافعلوا بہ کذاوکذا وھٰذا العموم انما تم لا جل ختم النبوۃ اذلوجاز ان یکون بعدہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نبی صادق لما ساع الامر المذکور بالعموم وان کان یاتی ایضا ثلثون او الوف من الکذابین بل کان یجب اقسامۃ امارۃ تمیز الصادق من الکاذب والامر بالایقاع بمن ھو کاذب	قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ اس سے پہلے تیس کذاب نکلیں ہر ایک اپنے آپ کو نبی کہتا ہو۔ عبید نے اس پر "قبل یوم القیٰمۃ" کو زائد کیا۔ **اقول:** (میں کہتا ہوں) ان دونوں حدیثوں کو ہم نے تذییل کے آخر میں ذکر کیا برخلاف اس کے جو باسٹھویں حدیث میں پہلے گزرا عین لفظ اس کے کیونکہ اس کے آخر میں یوں ہے کہ جو بھی نبوت کا دعوی کرے اسے یہ یہ کرو۔ اور جو بھی ایسا دعوی کرے اس سے یوں کرو" یہ عموم ختم نبوت کے لئے ہی تام ہو سکتا ہے کیونکہ اگر آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کا آنا جائز ہوتا تو پھر یہ عام حکم ایسے لوگ تیس ہوں یا ہزاروں ہوں سب کو شامل نہ ہوتا بلکہ پھر سچے اور جھوٹے نبی کی تمیز میں کوئی امتیازی علامت بیان کرکے "یہ یہ کرنے" کا حکم ان میں سے صرف کاذبین کے لئے ہوتا

[1] مسند امام احمد بن حنبل، حدیث سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا، دار الفکر بیروت، ۶/ ۱۲۹، تاریخ بغداد للخطیب، ترجمہ ۵۸۳۶، عبدالغالب بن جعفر، دار الکتاب العربی، بیروت، ۱۱/ ۱۴۰

[2] مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الفتن حدیث ۱۹۴۱۱، ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ، کراچی ۱۵/ ۱۷۰

منهم لا غیر کما لا یخفی والی الله المشتکٰی من ضعفنا فی هٰذه الزمان الکثیر فجاره القلیل انصاره الغالب کفاره البین عواره وقد ظهر الاٰن بعض هٰؤلاء الدجالین الکذابین فلواراد الله باحدهم شیئًا یطیروا بالمسلم والمسلم انما حدّث فانّا لله وانّآ الیه رٰجعون لکن الاحتراس کان اسلم للمسلم وانفی للفساد فاحببنا الاقتصار علی القدر المراد والله المستعان وعلیه التکلان ولا حول ولا قوۃ الاّ بالله العلی العظیم۔	ہر ایک کے لئے نہ ہوتا، جیسا کہ ظاہر ہے، اور اللہ تعالٰی سے ہی اس زمانہ میں ہمیں اپنے کمزور ہونے کی شکایت ہے یہ زمانہ جس میں فجار کی کثرت، مددگاروں کی قلّت، کافروں کا غلبہ اور کج روی عام ہے جبکہ اب بعض ایسے کذاب دجّال لوگ ظاہر ہوئے ہیں، اگر ایسے دجالوں کو اللہ تعالٰی کے ارادہ سے کچھ ہوگیا تو اس کو مسلمانوں کی طرف منسوب کیا جائے گا کہ انہوں نے ایسی حدیث بیان کی جس پر یہ کچھ ہوا ہم اللہ تعالٰی کی ملک ہیں اور اس کی طرف ہمارا لوٹنا ہے تاہم مسلمانوں کو اپنی حفاظت مناسب ہے اور فساد کو دفع کرنا زیادہ بہتر ہے تو اس لئے صرف مراد کو بیان کرنا ہی پسند کیا ہے، اور اللہ تعالٰی ہی سے مدد اور اسی پر توکل ہے لاحول ولا قوۃ الاّ بالله العلی العظیم۔ (ت)

علی بمنزلہ ہارون ہیں:

خطیب حضرت امیر المؤمنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا:

انما علی مِنّی بمنزلة هارون من موسٰی الا انه لا نبی بعدی [1]	علی مجھ سے ایسا ہے جیسا موسٰی سے ہارون (کہ بھائی بھی اور نائب بھی) مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

امام احمد مناقب امیر المؤمنین علی میں مختصراً، اور بغوی وطبرانی اپنی معاجیم، باوردی معرفت، ابن عدی کامل، ابواحمد حاکم کُنٰی میں بطریق امام بخاری، ابن عساکر تاریخ میں سب زید بن ابی اوفٰی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے حدیث طویل میں راوی وهذا حدیث احمد (یہ حدیث احمد ہے۔ت) جب حضور سید عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے باہم صحابہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم میں بھائی چارہ کیا امیر المؤمنین مولٰی علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ نے عرض کی: میری جان نکل گئی اور پیٹھ ٹوٹ گئی، یہ دیکھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحاب کے ساتھ کیا جو میرے ساتھ نہ کیا یہ اگر مجھ سے کسی ناراضی کے سبب ہے تو حضور ہی کے لئے منانا اور عزت ہے۔

[1] تاریخ بغداد للخطیب، ترجمہ ۴۰۲۳، الحسن بن یزید، دارالکتاب العربی، بیروت، ۷/ ۴۵۳

رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا:

والذی بعثنی بالحق ما اخرتك الا لنفسی وانت منّی بمنزلة هارون من موسٰی غیر انه لانبی بعدی[1]	قسم اس کی جس نے مجھے حق کے ساتھ بھیجا میں نے تمہیں خاص اپنے لئے رکھ چھوڑا ہے تم مجھ سے ایسے ہو جیسے ہارون موسٰی سے مگر یہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں تم میرے بھائی اور وارث ہو۔

امیر المؤمنین نے عرض کی: مجھے حضور سے کیا میراث ملے گی؟ فرمایا: جو اگلے انبیاء کو ملی۔ عرض کی: انہیں کیا ملی تھی؟ فرمایا: خدا کی کتاب اور نبی کی سنت، اور تم میرے ساتھ جنت میں میری صاحبزادی کے ساتھ میرے محل میں ہوگے اور تم میرے بھائی اور رفیق ہو۔

ابن عساکر؏ بطریق عبداللہ بن محمد بن عقیل عن ابیہ عن جدہٖ عقیل بن ابی طالب رضی اللہ تعالٰی عنہ راوی، حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے حضرت عقیل رضی اللہ تعالٰی عنہ سے فرمایا: خدا کی قسم میں تمہیں دو جہت سے دوست رکھتا ہوں، ایک تو قرابت، دوسرے یہ کہ ابوطالب کو تم سے محبت تھی، اے جعفر! تمہارے اخلاق میرے اخلاق کریمہ سے مشابہ ہیں:

؏: فی نسخة کنز العمال المطبوعة عن عبداللہ بن عقیل عن ابیه عن جدہ عقیل وھو خطاء وصوابه عبداللہ بن محمد بن عقیل. عبداللہ تابعی صدوق من رجال الاربعة ما خلا النسائی قال الذهبی حدیثه فی مرتبة الحسن وابوہ تابعی مقبول رجال ابن ماجة ۱۲ منه (م)	کنز العمال کے مطبوعہ نسخہ میں عبداللہ بن عقیل اپنے والد ماجد اور ان کے دادا عقیل سے راوی جبکہ یہ خطا ہے اور صحیح یہ ہے عبداللہ بن محمد بن عقیل، یہ عبداللہ تابعی ہیں نہایت صادق، نسائی کے ماسوا سنن صحاح کے راویوں میں شمار ہیں، امام ذہبی نے فرمایا ان کی روایت حسن کے مرتبہ میں ہے اور ان کے والد بھی تابعی اور مقبول، ابن ماجہ کے راویوں میں شمار ہیں۔ ت

[1] تاریخ دمشق لابن عساکر، ذکر من اسمه سلمان، ترجمه سلمان بن الاسلام الفارسی، دار احیاء التراث العربی بیروت، ۶/ ۲۰۳، فضائل الصحابة لاحمد بن حنبل، حدیث ۱۰۸۵، موسسة الرساله، بیروت، ۲/ ۳۹-۶۳۸

واما انت یا علی فانت منی بمنزلة هارون من موسٰی غیر انه لانبی بعدی [1]	تم اے علی! مجھ سے ایسے ہو جیسے موسٰی سے ہارون مگر یہ کہ میرے بعد نبی نہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

الحمدللہ تین چہل حدیث کا عدد تو کامل ہوا جن میں چوراسی ۸۴ حدیثیں مرفوع تھیں اور سترہ ۱۷ تذییلات علاوہ، پہلے گزری تھیں سات عہ اس تکمیل میں بڑھیں، ان سترہ میں بھی پانچ مرفوع تھیں تو جملہ مرفوعات یعنی وہ حدیثیں جو خود حضور پر نور خاتم النبیین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے مروی حضور کے ارشاد و تقریر کی طرف منتہی ہیں نواسی ۸۹ ہوئیں للہذا چاہا کہ ایک حدیث مرفوع اور شامل ہو کہ نوّے ۹۰ احادیث مرفوعہ کا عدد کامل ہو نیز ان اللہ وتر یحب الوتر (اللہ واحد ہے اور واحد کو پسند کرتا ہے۔ت) کا فضل حاصل ہو۔ میں

آخری نبی اور میری امت آخری امت ہے:

بیہقی سنن میں حضرت ابن زمل جُہنی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے حدیث طویل رؤیا میں راوی جس کا خلاصہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بعد نماز صبح پاؤں بدلنے سے پہلے ستر بار **سبحان اللہ وبحمدہٖ واستغفر اللہ ان اللہ کان توّابا** پڑھتے پھر فرماتے یہ ستر ۷۰ سات سو ۷۰۰ کے برابر ہیں نرا بے خیر ہے جو ایک دن میں سات سو ۷۰۰ سے زیادہ گناہ کرے (یعنی ہر نیکی کم از کم دس ہے **من جاء بالحسنة فله عشر امثالها**، تو یہ ستر کلمے سات سو نیکیاں ہوئے اور ہر نیکی کم از کم ایک بدی کو محو کرتی ہے۔ ان الحسنات یذھبن السیأت، تو اس کے پڑھنے والے کے لئے نیکیاں ہی غالب رہیں گی مگر وہ کہ دن میں سات سوگناہ سے زیادہ کرے اور ایسا سخت ہی بے خیر ہوگا و **حسبنا اللہ ونعم الوکیل**۔

پھر لوگوں کی طرف منہ کرکے تشریف رکھتے اور اچھا خواب حضور کو خوش آتا دریافت فرماتے: کسی نے کچھ دیکھا ہے؟ ابن زمل نے عرض کی: یارسول اللہ! میں نے ایک خواب دیکھا ہے۔ فرمایا: بھلائی پاؤ اور برائی سے بچو ہمیں اچھا اور ہمارے دشمنوں پر بُرا، رب العالمین کے لئے ساری خوبیاں ہیں خواب بیان کرو۔ انہوں نے عرض کی: میں نے دیکھا کہ سب لوگ ایک وسیع نرم بے نہایت راستے پر پیچ شارع عام میں

عــــہ: بعد حدیث ۱۱۰ تذییل اول دو حدیث عبادہ بن صامت وہشام بن عاص، وتذییل دوم دو حدیث حاطب وشیوخ واقدی، وتذییل سوم حدیث ابن سلام وبعد حدیث ۱۱۷ دو حدیث عبید ونعیم رضی اللہ تعالٰی عنہم ۱۲ منہ (م)

---

[1] کنزالعمال بحوالہ ابن عساکر عن عبداللہ بن عقیل حدیث ۳۳۶۱۶، موسسۃ الرسالۃ بیروت، ۱۱/ ۶۳۹

چل رہے ہیں ناگہاں اس راہ کے لبوں پر خوبصورت سبزہ زار نظر آیا کہ ایسا کبھی نہ دیکھا تھا اس کا لہلہاتا سبزہ چمک رہا ہے، شادابی کا پانی ٹپک رہا ہے، اس میں ہر قسم کی گھاس ہے، پہلا ہجوم آیا، جب اس سبزہ زار پر پہنچے تکبیر کہی اور سواریاں سیدھے راستے پر ڈالے چلے گئے ادھر ادھر اصلًا نہ پھرے، پھر اس مرغزار کی طرف کچھ التفات نہ کیا، پھر دوسرا اپّہ آیا کہ پہلوں سے کئی گنا زائد تھا، سبزہ زار پر پہنچے تکبیر کہی راہ پر چلے مگر کوئی کوئی اس چراگاہ میں چرانے بھی لگا اور کسی نے چلتے میں ایک مُٹھّا لے لیا، پھر روانہ ہوئے، پھر عام اژدھام آیا، جب یہ سبزہ زار پر پہنچے تکبیر کہی اور بولے یہ منزل سب سے اچھی ہے یہ ادھر ادھر پڑ گئے میں ماجرا دیکھ کر سیدھا راہ پڑ لیا، جب سبزہ زار سے گزر گیا تو دیکھا کہ سات زینے کا ایک منبر ہے اور حضور اس کے سب سے اونچے درجے پر جلوہ فرما ہیں، حضور کے آگے ایک سال خوردلاغر ناقہ ہے حضور اس کے پیچھے تشریف لے جاتے ہیں سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا وہ راہ نرم ووسیع وہ ہدایت ہے جس پر میں تمہیں لایا اور تم اس پر قائم ہو اور وہ سبزہ زار دنیا اور اس کے عیش کی تازگی ہے میں اور میرے صحابہ تو چلے گئے کہ دنیا سے اصلًا علاقہ نہ رکھا نہ اسے ہم سے تعلق ہوا نہ ہم نے اسے چاہا نہ اس نے ہمیں چاہا پھر دوسرا ہجوم ہمارے بعد آیا وہ ہم سے کئی گنا زیادہ ہے، ان میں سے کسی نے چرایا کسی نے گھاس کا مُٹّھا لیا اور نجات پا گئے، پھر بڑا ہجوم آیا وہ سبزہ زار میں دہنے بائیں پڑ گئے **تو انّا للّٰہ وانّا الیہ رٰجعون** Oاور اے ابن زمل! تم اچھی راہ پر چلتے رہو گے یہاں تک کہ مجھ سے ملو اور وہ سات زینے کا منبر جس کے درجہ اعلٰی پر مجھے دیکھا یہ جہان ہے اس کی عمر سات ہزار برس کی ہے اور میں اخیر ہزار میں ہوں **واما ناقۃ التی رأیت ورأیتنی اتبعھا فھی الساعۃ علینا تقوم لا نبی بعدی ولا اُمۃ بعد اُمتی** اور وہ ناقہ جس کے پیچھے مجھے جاتا دیکھا قیامت ہے ہمارے ہی زمانے میں آئے گی، نہ میرے بعد کوئی نبی نہ میری امت کے بعد کوئی امت[1]، **صلی اللہ تعالٰی علیك وعلٰی امتك اجمعین وبارك وسلم واٰخر دعوٰنا ان الحمد للّٰہ رب العٰلمین۔**

تسجیل جمیل: **بحمد اللہ** بیس ۲۰ احادیث علویہ کے علاوہ خاص مقصود محمود ختم نبوت پر یہ ایک سو ایک ۱۰۱ حدیثیں ہیں اور مع تذییلات ایک سو اٹھارہ ۱۱۸ جن میں نوے ۹۰ مرفوع ہیں اور ان کے رواۃ واصحاب اکہتر ۷۱۔

---

[1] کنز العمال بحوالہ البیہقی، حدیث ۴۲۰۱۸، موسسۃ الرسالۃ بیروت، ۱۵/ ۵۱۸ تا ۵۲۱، المعجم الکبیر حدیث ۸۱۴۶، عن ابن زمل الجھنی، المکتبۃ الفیصلیۃ، بیروت، ۸/ ۳۶۲ و ۳۶۷

گیارہ تابعی: صحابہ وتابعین جن میں صرف گیارہ تابعی:

۱۔امام اجل محمد باقر
۲۔سعد بن ثابت
۳۔ابن شہاب زہری
۴۔عامر شعبی
۵۔عبداللہ بن ابی الہذیل
۶۔علاء بن زیاد
۷۔ابو قلابہ
۸۔کعب احبار
۹۔مجاھد مکی
۱۰۔محمد بن کعب قرظی
۱۱۔وہب بن منبہ

اکاون صحابہ: باقی ساٹھ ۶۰ صحابی ازاں جملہ اکاون ۵۱ صحابہ خاص اصول مرویات میں:

۱۲۔ابی بن کعب
۱۳۔ابوامامہ باہلی
۱۴۔انس بن مالک
۱۵۔اسماء بنت عمیس
۱۶۔براء بن عازب
۱۷۔بلال مؤذن
۱۸۔ثوبان مولٰی رسول اللہ
۱۹۔جابر بن سمرہ
۲۰۔جابر بن عبداللہ
۲۱۔جبیر بن مطعم
۲۲۔حبیش بن جنادہ
۲۳۔حذیفہ بن اسید
۲۴۔حذیفہ بن الیمان
۲۵۔حسان بن ثابت
۲۶۔حویصہ بن مسعود
۲۷۔ابوذر
۲۸۔ابن زمل
۲۹۔زیاد بن لبید
۳۰۔زید بن ارقم
۳۱۔زید بن ابی اوفٰی
۳۲۔سعد بن ابی وقاص
۳۳۔سعید بن زید
۳۴۔ابو سعید خدری
۳۵۔سلمان فارسی
۳۶۔سہل بن سعد
۳۷۔ام المؤمنین ام سلمہ
۳۸۔ابوالطفیل عامر بن ربیعہ
۳۹۔عامر بن ربیعہ
۴۰۔عبداللہ بن عباس
۴۱۔عبداللہ بن عمر

۴۲۔عبدالرحمٰن بن غنم
۴۳۔عدی بن ربیعہ
۴۴۔عرباض بن ساریہ
۴۵۔عصمہ بن مالک
۴۶۔عقبہ بن عامر
۴۷۔عقیل بن ابی طالب
۴۸۔امیر المؤمنین علی
۴۹۔امیر المؤمنین عمر
۵۰۔عوف بن مالک اشجعی
۵۱۔ام المؤمنین صدیقہ
۵۲۔ام کرز
۵۳۔مالک بن حویرث
۵۴۔مالک بن سنان والد ابی سعید خدری
۵۵۔محمد بن عدی بن ربیعہ
۵۶۔معاذ بن جبل
۵۷۔امیر معاویہ
۵۸۔مغیرہ بن شعبہ
۵۹۔ابن ام مکتوم
۶۰۔ابو منظور
۶۱۔ابو موسٰی اشعری
۶۲۔ابوہریرہ

اور **نو صحابی** تذییلات میں:

۶۳۔حاطب بن ابی بلتعہ
۶۴۔عبداللہ ابن ابی اوفٰی
۶۵۔عبداللہ بن زبیر
۶۶۔عبداللہ بن سلام
۶۷۔عبداللہ بن عمرو بن عاص
۶۸۔عبادہ بن صامت
۶۹۔عبید بن عمرو لیثی
۷۰۔نعیم بن مسعود
۷۱۔ہشام بن عاص رضی اللہ تعالٰی عنہم اجمعین۔

ختم نبوت پر دیوبندی عقیدہ:

ان احادیث کثیرہ وافرہ شہیرہ متواترہ میں صرف گیارہ حدیثیں وہ ہیں جن میں فقط نبوت کا انہیں الفاظ موجودہ قرآن عظیم سے ذکر ہے جن میں آج کل کے بعض ضُلّال قاسمانِ کفر وضلال نے تحریف معنوی کی اور معاذ اللہ حضور کے بعد اور نبوتوں کی نیو جمانے کو خاتمیت بمعنی نبوت بالذّات لی یعنی معنی **خاتم النبیین** صرف اس قدر ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نبی بالذّات ہیں اور انبیاء نبی بالعرض، باقی زمانے میں تمام انبیاء کے بعد ہونا حضور کے بعد اور کسی کو نبوت ملنی ممتنع ہونا یہ معنی ختم نبوت نہیں اور صاف لکھ دیا کہ حضور کے بعد بھی کسی کو نبوت مل جائے تو ختم نبوت کے اصلاً منافی نہیں اس کے رسالہ ضلالت مقالہ کا خلاصہ

عبارت یہ ہے:

قاسم نانوتوی کا عقیدہ:

عوام کے خیال میں تو رسول اللہ کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ سب میں آخر نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشن کہ تقدّم یا تاخّر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں پھر مقام مدح میں **ولٰکن رسول اللہ و خاتم النبیین** فرمانا کیونکر صحیح ہوسکتا بلکہ موصوف بالعرض کا قصّہ موصوف بالذات پر ختم ہوجاتا ہے اسی طور پر رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی خاتمیت کو تصور فرمایئے آپ موصوف بوصف نبوت بالذات ہیں اور نبی موصوف بالعرض ایں معنی جو میں نے عرض کیا آپ کا خاتم ہونا انبیائے گزشتہ ہی کی نسبت خاص نہ ہوگا بلکہ بالفرض آپ کے زمانے میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی بھی کوئی نبی پیدا ہو تو خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا چہ جائیکہ آپ کے معاصر کسی اور زمین میں یا اسی زمین میں کوئی اور نبی تجویز کیا جائے[1] ھ ملتقطا مسلمانو! دیکھا اس ملعون ناپاک شیطانی قول نے ختم نبوت کی کیسی جڑ کاٹ دی، خاتمیت محمدیہ **علی صاحبها الصلٰوۃ والتحیۃ** کہ وہ تاویل گھڑی کہ خاتمیت خود ہی ختم کردی صاف لکھ دیا کہ اگر حضور خاتم الانبیاء علیہ وعلیہم افضل الصلٰوۃ والثنا کے زمانے میں بلکہ حضور کے بعد بھی کوئی نبی پیدا ہو تو ختم نبوت کے کچھ منافی نہیں اللہ اللہ جس کفر ملعون کے موجد کو خود قرآن عظیم کا **وخاتم النبیین** فرمانا نافع نہ ہوا **کما قال تعالٰی** (جیسا کہ اللہ تعالٰی نے فرمایا۔:

"وَ نُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّ رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَۙ وَ لَا یَزِیْدُ الظّٰلِمِیْنَ اِلَّا خَسَارًا ﴿۸۲﴾"[2]	اتارتے ہیں ہم اس قرآن سے وہ چیز کہ مسلمانوں کیلئے شفاء ورحمت ہے اور ظالموں کو اس سے کچھ نہیں بڑھتا سوا زیاں کے۔

اسے احادیث میں **خاتم النبیین** فرمانا کیا کام دے سکتا ہے فبای حدیث بعدہ یومنون[3] قرآن کے بعد اور کون سی حدیث پر ایمان لائیں گے۔

---

[1] تحذیر الناس، مطبوعہ دارالاشاعت کراچی۔ص ۱۸و۲۴

[2] القرآن الکریم ۱۷/ ۸۲

[3] القرآن الکریم ۷/ ۱۸۵

صحابہ کرام اور ختم نبوت:

فقیر غفرلہ المولی القدیر نے ان احادیث کثیرہ میں صرف گیارہ حدیثیں ایسی لکھیں جن میں تنہا ختم نبوت کا ذکر ہے باقی نوے ۹۰ احادیث اور اکثر تذییلات، ان پر علاوہ سو'' سے زائد حدیثیں وہی جمع کیں کہ بالتصریح حضور کا اسی معنی پر خاتم ہونا بتارہی ہیں جسے وہ گمراہ ضال عوام کا خیال جانتا ہے اور اس میں نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے لئے کوئی تعریف نہیں مانتا، صحابہ کرام وتابعین عظّام کے ارشادات کہ تذییلوں میں گزرے، مثلاً:

۱۔ امیر المؤمنین عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ نے عرض کی کہ اللہ تعالٰی نے حضور کو سب انبیاء کے بعد بھیجا۔

۲۔ انس رضی اللہ تعالٰی عنہ کا قول تمہارے نبی آخر الانبیاء ہیں۔

۳۔ عبداللہ بن ابی اوفٰی رضی اللہ تعالٰی عنہ کا ارشاد کہ ان کے بعد کوئی نبی نہیں۔

۴۔ امام باقر رضی اللہ تعالٰی عنہ کا قول کہ وہ سب انبیاء کے بعد بھیجے گئے۔

انہیں تو یہ گمراہ کب سنے گا کہ وہ اسی وسوسۃ الخناس میں صاف یہ خود بھی بتایا گیا ہے کہ وہ سلف صالح کے خلاف چلا ہے اور اسکا عذر یوں پیش کیا کہ : اگر بوجہ کم التفاتی بڑوں کا فہم کسی مضمون تک نہ پہنچا تو ان کی شان میں کیا نقصان آگیا اور کسی طفل ناداں نے کوئی ٹھکانے کی بات کہہ دی تو کیا وہ عظیم الشان ہوگیا"۔

مگر آنکھیں کھول کر خود محمد رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی متواتر حدیثیں دیکھئے کہ:

۱۔ میں عاقب ہوں جس کے بعد کوئی نبی نہیں۔

۲۔ میں سب انبیاء میں آخر نبی ہوں۔

۳۔ میں تمام انبیاء کے بعد آیا۔

۴۔ ہمیں پچھلے ہیں۔

۵۔ میں سب پیغمبروں کے بعد بھیجا گیا۔

۶۔ قصر نبوت میں جو ایک اینٹ کی جگہ تھی مجھ سے کامل کی گئی۔

۷۔ میں آخر الانبیاء ہوں۔

۸۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

۹۔ رسالت ونبوت منقطع ہوگئی اب نہ کوئی رسول ہوگا نہ نبی۔

۱۰۔ نبوت میں سے اب کچھ نہ رہا سوا اچھے خواب کے۔

۱۱۔ میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتا۔

۱۲۔ میرے بعد دجّال کذّاب ادعائے نبوت کریں گے۔

۱۳۔ میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

۱۴۔ نہ میری امت کے بعد کوئی امت۔

ادھر علمائے کتبِ سابقہ عــہ اللہ ورسل جل جلالہ وصلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے ارشادات سن سن کر شہادات ادا کریں گے کہ:

۱۔ احمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم خاتم النبیین ہوں گے ان کے بعد کوئی نبی نہیں۔

۲۔ انکے سوا کوئی نبی باقی نہیں۔

۳۔ وہ آخر الانبیاء ہیں۔

ادھر ملائکہ وانبیاء علیہم الصلٰوۃ والسلام کی صدائیں آرہی ہیں کہ:

۴۔ وہ پسین پیغمبراں ہیں۔

۵۔ وہ آخر مرسلان ہیں۔

خود حضرت عزت عزت عزتہ سے ارشادات جانفزاو دلنواز آرہے ہیں کہ:

۶۔ محمد ہی اوّل وآخر ہے۔

۷۔ اس کی امت مرتبے میں سب سے اگلی اور زمانے میں سب سے پچھلی۔

۸۔ وہ سب انبیاء کے پیچھے آیا۔

۹۔ اے محبوب! میں نے تجھے آخر النبیین کیا۔

۱۰۔ اے محبوب! میں نے تجھے سب انبیاء سے پہلے بنایا اور سب کے بعد بھیجا۔

۱۱۔ محمد آخر الانبیاء ہے صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

مگر یہ ضال مضل محرف قرآن مغیر ایمان ہے کہ نہ ملائکہ کی سنے نہ انبیاء کی نہ مصطفٰی کی مانے نہ ان کے خدا کی۔ سب کی طرف سے ایک کان گونگا ایک بہرا، ایک دیدہ اندھا ایک پھوٹا، اپنی ہی ہانک لگائے جاتا ہے کہ یہ سب نافہمی کے اوہام، خیالاتِ عوام ہیں، آخر الانبیاء ہونے میں فضیلت ہی کیا ہے انّا اللہ

عــہ: نیز تذییلات میں مقوقس کی دو حدیثیں گزریں کہ ایک نبی باقی تھے وہ عرب میں ظاہر ہوئے، ہرقل کی دو حدیثیں کہ یہ خانہ آخر البیوت تھا، عبداللہ بن سلام کی حدیث کہ وہ قیامت کے ساتھ مبعوث ہوئے، ایک حبر کا قول کہ وہ امت آخرہ کے نبی ہیں بلکہ جبریل علیہ الصلٰوۃ والسلام کی عرض کہ حضور سب پیغمبروں سے زمانے میں متاخر ہیں۔ (م)

وانّا الیہ راجعون○

" كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ قَلْبِ مُتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ ۝۳۵ "[1] " رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ۝۸ "[2]	اللہ یونہی مہر کر دیتا ہے متکبر سرکش کے دل پر۔اے ہمارے رب! ہمارے دل ٹیڑھے نہ کر بعد اس کے کہ تونے ہمیں ہدایت دی اور ہمیں اپنے پاس سے رحمت عطا کر بیشک توہی بڑادینے والا۔

ہاں ان نوے ۹۰ حدیثوں میں تین حدیثیں صرف بلفظ خاتمیت بھی ہیں، دو حدیث سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کہ اے چچا! جس طرح اللہ تعالٰی نے مجھ پر نبوت ختم کی تم پر ہجرت کو ختم فرمائے گا، جیسے میں **خاتم النبیین** ہوں تم خاتم المہاجرین ہوگے۔شاید وہ گمراہ یہاں بھی کہہ دے کہ تمام مہاجرین کرام مہاجر بالعرض تھے حضرت عباس مہاجر بالذات ہوئے۔ ایک اور حدیث الٰہی جل وعلا کہ میں ان کی کتاب پر کتابوں کو ختم کرو نگا اور ان کے دین وشریعت پر ادیان شرائع کو۔ اوگمراہ! اب یہاں بھی کہہ دے کہ اور دین دین بالعرض تھے یہ دین دین بالذات ہے توریت وانجیل وزبور اللہ تعالٰی کے کلام بالعرض تھے قرآن کلام بالذات ہے مگر ہے یہ کہ:

" وَمَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ ۝۴۰ "[3] نسأل اللہ العفو والعافیۃ ونعوذ بہ من الحور بعد الکور والکفر بعد الایمان والضلال بعد الھدی ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم وصلی اللہ تعالٰی علی سیدنا ومولانا محمد اٰخر المرسلین وخاتم النبیین واٰلہ و	جس کے لئے اللہ تعالٰی نور نہ بنائے تو اس کے لئے کوئی نور نہیں، ہم اللہ تعالٰی سے معافی اور عافیت کے طلبگار ہیں، اور ہم سنورنے کے بعد بگڑنے اور ایمان کے بعد کفر اور ہدایت کے بعد گمراہی سے اس کی پناہ کے طالب ہیں، حرکت اور طاقت نہیں مگر صرف اللہ تعالٰی سے جو بلند وعظیم ہے، اللہ تعالٰی کی صلواتیں ہمارے آقا ومولٰی محمد صلی اللہ

[1] القرآن الکریم ۴۰/ ۳۵
[2] القرآن الکریم ۳/ ۸
[3] القرآن الکریم ۲۴/ ۴۰

صحبه اجمعین، والحمدلله رب العٰلمین۔	تعالٰی علیہ وسلم پر جو رسولوں کے آخری اور نبیوں کے آخری ہیں اور آپ کی سب آل واصحاب پر، والحمدللہ رب العالمین (ت)

دیوبندی اور شیعہ عقائد میں مماثلت:

الحمدللہ کہ بیان اپنے منتہٰی کو پہنچااور حق کا وضوح ذروہ اعلٰی کو۔احادیث متواترہ سے اصل مقصد یعنی حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا خاتم النبیین اور اہلبیت کرام کا نبوت ورسالت سے بے علاقہ ہونا توبروجہ تواتر قطعی خود ہی روشن وآشکارا ہوا اور اس کے ساتھ طائفہ تالفہ وہابیہ قاسمیہ کو خاتم النبیین کو بہ معنی آخر النبیین نہ ماننا،اور حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے بعد اور نبی ہونے سے ختم نبوت میں نقصان نہ جاننااس کے کفر خفی ونفاق جلی کا بھی بفضلہٖ تعالٰی خوب اظہار ہوااور ساتھ لگے رافضیوں کے چھوٹے بھائی حضرات تفضیلیہ کی بھی شامت آئی،اسد الغالب کی بارگاہ سے اسی ۸۰ کوڑوں کی سزا پائی،ان چھوٹے مبتدعوں کا رد یہاں محض تبعًاواستطرادًا مذکور ورنہ ان کے ابطال مشرب ضلال سے قرآن عظیم واحادیث مرفوعہ واقوال اہلبیت وصحابہ وارشاداتِ امیر المؤمنین علی مرتضٰی واولیائے کرام وعلمائے اعلام ودلائل شرعیہ اصلیہ وفرعیہ کے دفتر معمور جس کی تفصیل جلیل وتحقیق جزیل فقیر غفراللہ تعالٰی لہ کی کتاب مطلع القمرین فی ابانۃ سبقۃ العمرین ۱۲۹۷ھ میں مسطور ہے۔

منکران ختم نبوت پر علمائے اسلام کی گرفت:

اب بتوفیقہ تعالٰی تکفیر منکرانِ ختم نبوت میں بعض نصوص ائمہ کرام لکھ کر بقیہ سوال کی طرف عنان گردانی منظور۔

علامہ تورپشتی: (نص ۱): امام علامہ شہاب الدین فضل اللہ بن حسین تورپشتی حنفی معتمد فی المعتقد میں فرماتے ہیں:

بحمداللہ ایں مسئلہ در اسلامیان روشن ترازان ست کہ آنرا بکشف وبیان حاجت نہ افتد اما ایں مقدار از قرآن از ترس آں یاد کردیم کہ مبادا زندیقے جاہلے رادر شبہتے اندازد وبسیار باشد کہ ظاہر نیار ند کردن وبدیں طریقہا پائے درنہند کہ خدائے تعالٰی برہمہ چیز قادرست کسے قدرت اورا منکر نیست اماچوں خدائے تعالٰی	بحمد اللہ تعالٰی یہ مسئلہ مسلمانوں میں روشن تر ہے کہ اسے بیان ووضاحت کی حاجت کیا ہے لیکن قرآن سے کچھ اس لئے بیان کررہے ہیں کہ کسی زندیق کے لئے کسی جاہل کو شبہ میں مبتلا کرنے کا خطرہ نہ رہے بسااوقات کھلی بات کے بجائے یوں فریب دیتے ہیں کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے کوئی اس کی قدرت کا انکار نہیں کرسکتا لیکن جب اللہ تعالٰی

از چیزے خبر دہد کہ چنیں خواھد بودن یا نخواہد بودن جز چناں نباشد کہ خدائے تعالٰی ازاں خبر دہد وخدائے تعالٰی خبر داد کہ بعد از وے نبی دیگر نباشد ومنکر ایں مسئلہ کسے تواند بود کہ اصلا در نبوت او معتقد نباشد کہ اگر برسالت او معترف بودے ویرا در ہرچہ ازاں خبر دادے صادق دانستے وبہماں حجت ہاکہ از طریق تواتر رسالت او پیش مابداں درست شدہ است ایں نیز درست شد کہ وے باز پسیں پیغمبران ست در زمان او و تاقیامت بعد از وے ہیچ نبی نباشد وہر کہ دریں بہ شک ست درآں نیز بہ شک ست وآنکس کہ گوید کہ بعد از وے نبی دیگر بود یاہست یاخواہد بود وآنکس کہ گوید کہ امکان دارد کہ باشد کافرست اینست شرط درستی ایمان بخاتم انبیاء محمد مصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم[1]	کسی چیز کے متعلق خبر دے دے کہ ایسے ہوگی یا نہ ہوگی، تو اس کا خلاف نہیں ہوسکتا کیونکہ اللہ تعالٰی اسی سے خبر دیتا ہے اور اللہ تعالٰی خبر دیتا ہے کہ اس کے بعد دوسرا نبی نہ ہوگا، اس بات کا منکر وہی ہوسکتا ہے جو سرے سے نبوت کا منکر ہوگا جو شخص آپ کی رسالت کا معترف ہوگا وہ آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی بیان کردہ ہر خبر کو سچ جانے گا جن دلائل سے آپ کی رسالت کا ثبوت بطریق تواتر ہمارے لئے درست ہے اسی طرح یہ بھی درست ثابت ہے کہ تمام انبیاء علیہم السلام کے بعد آپ کے زمانہ میں اور قیامت تک آپ کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا جو آپ کی اس بات میں شک کرے گا وہ آپ کی رسالت میں شک کرے گا، جو شخص کہے آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے بعد دوسرا نبی تھا یا ہے یا ہوگا اور جو شخص کہے کسی نبی کے آنے کا امکان ہے وہ کافر ہے یہی خاتم الانبیاء محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر صحیح ایمان کی شرط ہے۔ (ت)

امام ابن حجر مکی: (**نص ۲۰۳**) امام ابن حجر مکی شافعی خیرات الحسان فی مناقب الامام الاعظم ابی حنیفۃ النعمان میں فرماتے ہیں:

تنبأ فی زمنه رضی اللہ تعالٰی عنه رجل قال امهلونی حتی اٰتی بعلامة فقال من طلب منه علامة کفر لانه بطلبه ذٰلك مکذب لقول النبی صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم لانبی بعدی[2]۔	امام اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کے زمانے میں ایک مدعی نبوت نے کہا مجھے مہلت دو کہ کوئی نشانی دکھاؤں، امام ہمام نے فرمایا جو اس سے نشانی مانگے گا کافر ہوجائے گا کہ وہ اس مانگنے کے سبب مصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے ارشاد قطعی و متواتر ضرور دینی کی تکذیب کرتا ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

[1] معتمد فی المعتقد (فارسی)

[2] خیرات الحسان فی مناقب الامام الفصل الحادی والعشرون فی فراسته، ایچ ایم سعید کمپنی، کراچی، ص ۱۱۹

فتاوٰی ہندیہ: (نص ۴ تا ۷) فتاوٰی خلاصہ وفصول عمادیہ وجامع الفصولین وفتاوٰی ہندیہ وغیرہا میں ہیں:

واللفظ للعمادی قال قال انا رسول الله او قال بالفارسیة من پیغمبرم یرید به من پیغام می برم یکفر ولو انه حین قال هذه المقالة طلب غیره منه المعجزة قیل یکفر الطالب والمتأخرون من المشائخ قالوا ان کان غرض الطالب تعجیزه وافتضاحه لا یکفر[1]	یعنی اگر کوئی شخص کہے میں اللہ کا رسول ہوں یا فارسی میں کہے میں پیغمبر ہوں کافر ہوجائے گا اگرچہ مراد یہ لے کہ میں کسی کا پیغام پہنچانے والا ایلچی ہوں، اور اگر اس کہنے والے سے کوئی معجزہ مانگے تو کہا گیا یہ بھی مطلقًا کافر ہے، اور مشائخ متاخرین نے فرمایا اگر اسے عاجز ورسوا کرنے کی غرض سے معجزہ طلب کیا تو کافر نہ ہوگا ورنہ ختم نبوۃ میں شک لانے کے سبب یہ بھی کافر ہوجائے گا۔

اعلام بقواطع الاسلام: (نص ۸) اعلام بقواطع الاسلام میں ہے:

واضح تکفیر مدعی النبوة ویظهر کفر من طلب منه معجزة لانه بطلبه لها منه مجوز لصدقه مع استحالته المعلومة من الدین بالضرورة نعم ان اراد بذٰلك تسفیهه وبیان کذبه فلا کفر[2]	مدعی نبوت کی تکفیر تو خود ہی روشن ہے اور جو اس سے معجزہ مانگے اس کا بھی کفر ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اس مانگنے میں اس مدعی کا صدق محتمل مان رہا ہے حالانکہ دین متین سے بالضرورۃ معلوم ہے کہ نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے بعد دوسرا نبی ممکن نہیں، ہاں اگر اس طلب سے اسے احمق بنانا اس کا جھوٹ ظاہر کرنا مقصود ہو تو کفر نہیں۔

(نص ۹،۱۰) اسی (اعلام بقواطع الاسلام) میں ہے:

ومن ذٰلک (ای المکفرات) ایضا تکذیب نبی او نسبة تعمد کذب الیه	انہیں باتوں میں جو معاذ اللہ آدمی کو کافر کردیتی ہیں کسی نبی کو جھٹلانا یا اس کی طرف قصدًا جھوٹ بولنے

[1] فتاوٰی ہندیة بحواله الفصول العمادیة، الباب التاسع، نورانی کتب خانہ، پشاور، ۲/ ۲۶۳

[2] اعلام بقواطع الاسلام مع سبل النجاة، مکتبة الحقیقة استنبول، ترکی، ص ۳۷۶

او محاربته اوسبه او الاستخفاف ومثل ذٰلك كما قال الحليمى مالو تمنى فى زمن نبينا او بعده ان لو كان نبيا فيكفر فى جميع ذٰلك والظاهر انه لافرق بين تمنى ذٰلك باللسان او القلب [1] اھ مختصرًا۔	کی نسبت کرنا یا نبی سے لڑنا یا اسے بُرا کہنا اس کی شان میں گستاخی کا مرتکب ہونا اور بتصریح امام حلیمی انہیں کفریات کی مثل ہے ہمارے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے زمانے میں یا حضور کے بعد کسی شخص کا تمنا کرنا کہ کسی طرح سے نبی ہو جاتا، ان صورتوں میں کافر ہو جائے گا اور ظاہر یہ ہے کہ اس میں کچھ فرق نہیں وہ تمنا زبان سے یا صرف دل میں کرے اھ مختصراً۔

سبحان اللہ! جب مجرد تمنا پر کافر ہوتا ہے تو کسی کی نسبت ادعائے نبوت کس درجہ کا کفر خبیث ہوگا، **والعیاذ باللہ رب العٰلمین۔**

(نص ۱۱ تا ۱۴) تیمیۃ الدہر پھر ہندیہ میں بعض ائمہ حنفیّہ سے اور اشباہ والنظائر وغیرہا میں ہے:

واللفظ لها اذالم يعرف ان محمدا صلى الله تعالٰى عليه وسلم اٰخر الانبياء فليس بمسلم لانه من الضروريات [2]	جب نہ پہچانے کہ نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سے پچھلے نبی ہیں تو مسلمان نہیں کہ یہ ضروریات دین سے ہے۔

طائفہ قاسمیہ: مولٰی سبحانہ و تعالٰی ہزاراں ہزار جزاہائے خیر و کرم ورضوان اتم کرامت فرمائے ہمارے علمائے کرام کو ان سے کس نے کہہ دیا تھا کہ صدہا برس بعد وہابیہ میں ایک طائفہ حائفہ قاسمیہ ہونے والا ہے کہ اگرچہ براہ نفاق وفریب کہ عوام مسلمین بھڑک نہ جائیں بظاہر لفظ خاتم النبیین کا اقرار کرے گا مگر اس کے بہ معنی آخر الانبیاء ہونے سے صاف انکار کرے گا اس معنی کو خیال عوام و ناقابل مدح قرار دے گا، اسی دن کے لئے ان اجلہ کرام نے لفظ **اشہر واعرف ومکتوب فی المصحف اعنی خاتم النبیین** کے عوض مسئلہ بلفظ آخر الانبیاء تحریر فرمایا کہ جو حضور کو سب سے پچھلا نبی نہ مانے مسلمان نہیں یعنی ختم نبوت اسی معنی پر داخل ضروریاتِ دین ہے یہی مراد رب العالمین ہے، اسی ضروری دین وارشاد الٰہ العالمین کو یہ گمراہ **معاذ اللہ** عامی خیال بتاتے ہیں۔

---

[1] الاعلام بقواطع الاسلام مع سبل النجاۃ، مکتبۃ الحقیقۃ استنبول ترکی، ص ۳۵۲

[2] الاشباہ والنظائر، کتاب السیر باب الردۃ، ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ، کراچی، ۱/ ۲۹۶

مہمل و مختل ٹھہراتے ہیں "قٰتَلَهُمُ اللّٰهُ ۚ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ" [1] (اللہ انہیں مارے کہاں اوندھے جاتے ہیں۔ت) بحمداللہ یہ کرامت علمائے کرام امت ہے فجزاهم الله المثوبات الفاخرة ونفعنا ببركاتهم فی الدنيا والاٰخرة اٰمين (اللہ تعالٰی ان کو قابل فخر ثواب کی جزادے اور ہمیں ان کی برکات سے دنیاوآخرت میں نفع عطافرمائے۔آمین۔ت)

فتاوٰی تاتارخانیہ: تاتارخانیہ پھر عالمگیریہ میں ہے:

رجل قال لاٰخر من فرشته توام فی موضع كذا اعينك على امرك فقد قيل انه لا يكفر وكذا اذا قال مطلقا انا ملك بخلاف ما اذا قال انا نبی [2]	یعنی ایک نے دوسرے سے کہا میں تیرا فرشتہ ہوں فلاں جگہ تیرے کام میں مدد کروں گا اس پر تو بعض نے بیشک کہا کافر نہ ہوگا یوں ہی اگر مطلقاً کہا میں فرشتہ ہوں بخلاف دعوی نبوت کہ بالاجماع کفر ہے۔یہ حکم عام ہے کہ مدعی زمانہ اقدس میں ہو مثل ابن صیاد واسود خواہ بعد كما تقدم و سياتی (جیساکہ گزرااور آگے آئے گا۔ت)

شفاء قاضی عیاض: شفاء شریف امام قاضی عیاض مالکی اور اس کی شرح نسیم الریاض للعلامۃ الشہاب الخفاجی میں ہے۔

(وكذٰلك يكفر من ادعى نبوة احد مع نبينا صلى الله تعالٰى عليه وسلم) ای فی زمنه كمسيلمة الكذاب والاسود العنسی (او) ادعى (نبوة احد بعده) فانه خاتم النبيين بنص القراٰن والحديث فهذا تكذيب الله ورسوله صلى الله تعالٰى عليه وسلم (كالعيسوية) وهم طائفة (من اليهود) نسبوا لعيسٰى بن اسحٰق اليهودی ادعى النبوة فی زمن	یعنی اسی طرح وہ بھی کفر ہے جو ہمارے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے زمانے میں کسی کی نبوت کا ادعا کرے جیسے مسیلمہ کذاب واسود عنسی یا حضور کے بعد کسی کی نبوت مانے اس لئے کہ قرآن وحدیث میں حضور کے خاتم النبیین ہونے کی تصریح ہے تو یہ شخص اللہ ورسول کو جھٹلاتا ہے جل جلالہ و صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم، جیسے یہود کا ایک طائفہ عیسویہ کہ عیسٰی بن اسحٰق یہودی کی طرف منسوب ہے، اس نے مروان الحمار کے زمانے میں ادعائے نبوت کیا تھا اور بہت یہود

[1] القرآن الکریم ۶۳/ ۴

[2] فتاوٰی ہندیہ الباب التاسع فی احکام المرتدین نورانی کتب خانہ پشاور ۲/ ۲۶۶

مروان الحمار و تبعه کثیر من الیهود وکان من مذهبه تجویز حدوث النبوة بعد نبینا صلی الله تعالٰی علیه وسلم (وکاکثر الرافضة القائلین بمشارکة علی فی الرسالة للنبی صلی الله تعالٰی علیه وسلم وبعده کالبزیغیة والبیانیة منهم) وهم اکفر من النصارٰی و اشد ضررا منهم لا نهم بحسب الصورة مسلمون ویلتبس امرهم علی العوام (فهٰؤلاء) کلهم (کفار مکذبون للنبی صلی الله تعالٰی علیه وسلم لأنه صلی الله تعالٰی علیه وسلم اخبر انه خاتم النبیین وانه ارسل کافة للناس واجمعت الامة علٰی ان هذا الکلام علی ظاهره وان مفهومه المراد منه دون تأویل ولا تخصیص فلا شك فی کفر هٰؤلاء الطوائف کلها قطعًا اجماعًا وسمعًا)[1] اھ مختصرًا۔	اس کے تابع ہوگئے، اس کا مذہب تھا کہ ہمارے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے بعد نئی نبوت ممکن ہے اور جیسے بہت رافضی کہ مولا علی کو رسالت میں نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا شریک اور حضور کے بعد انہیں نبی کہتے ہیں اور جیسے رافضیوں کے دو فرقے بزیغیہ و بیانیہ، ان لوگوں کا کفر نصارٰی سے بڑھ کر ہے اور ان سے زائد ان کا ضرر کہ یہ صورت میں مسلمان ہیں ان سے عوام دھوکے میں پڑجاتے ہیں یہ سب کے سب کفار ہیں نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی تکذیب کرنے والے اس لئے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے خبر دی کہ حضور خاتم النبیین ہیں اور خبر دی کہ حضور کے بعد کوئی نبی نہیں اور اپنے رب عزوجل سے خبر دی کہ وہ حضور کو خاتم النبیین اور تمام جہان کی طرف رسول بتاتا ہے اور امت نے اجماع کیا کہ یہ آیات و احادیث اپنے معنی ظاہر پر ہیں جو کچھ ان سے مفہوم ہوتا ہے خدا اور رسول کی یہی مراد ہے نہ ان میں کچھ تاویل ہے نہ تخصیص، تو کچھ شک نہیں کہ یہ سب طائفے بحکم اجماع امت و بحکم حدیث وآیت بالیقین کافر ہیں۔

منکران ختم نبوت کے طریقے:

الحمد للہ اس کلام رشید نے ولید پلید وروافض بلید و قاسمیہ جدید و امیر یہ عـــہ طرید کسی مردود وعنید کا تسمہ نہ لگا و للہ الحجۃ السامیہ۔

عـــہ: اسی طرح طائفہ مرزائیہ متبعان غلام احمد قادیانی کہ سب سے تازہ ہے یہ بھی مرزا کو مرسل من اللہ کہتا ہے اور خود مرزا اپنے اوپر وحی اترنے کا مدعی ہے اپنے کلام کو کلام الٰہی و منزل من اللہ (باقی برصفحہ آئندہ)

---

[1] کتاب الشفاء للقاضی عیاض، فصل فی بیان ما هو من المقالات، مطبعة شرکة صحافیه، ۲/ ۷۱۔۲۷۰، نسیم الریاض شرح شفاء للقاضی عیاض فصل فی بیان ما هو من المقالات دارالفکر بیروت، ۴/ ۵۰۶تا۵۰۹

یہ فقرے آب زر سے لکھنے کے ہیں کہ ان خبیثوں کا کفر یہود و نصارٰی سے بدتر اور کھلے کافروں سے انکار زائد ضرر، **والعیاذ باللہ العزیز الاکبر**۔

مجمع الانھر: وجیز امام کردری و مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر میں ہے:

اما الایمان بسیدنا محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فیجب بانہ رسولنا فی الحال وخاتم الانبیاء والرسل فاذا اٰمن بانہ رسول ولم یؤمن بانہ خاتم الانبیاء لایکون مؤمنا[1]	ہمارے مولا ہمارے سردار محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر یوں ایمان لانا فرض ہے کہ حضور اب بھی ہمارے رسول ہیں (نہ یہ کہ **معاذاللہ** بعد وصال شریف حضور رسول نہ رہے یا حضور کے بعد اب اور کوئی ہمارا رسول ہوگیا) اور ایمان لانا فرض ہے کہ حضور تمام انبیاء و مرسلین کے خاتم ہیں، اگر حضور کے رسول ہونے پر ایمان لایا اور خاتم الانبیاء ہونے پر ایمان نہ لایا تو مسلمان نہ ہوگا۔

یہاں رسالت پر ایمان مجازًا بنظر صورت بحسب ادعائے قائل بولا گیا ورنہ جو ختم نبوت پر ایمان نہ لایا قطعًا حضور کی رسالت ہی پر ایمان نہ لایا کہ رسول جانتا تو حضور جو کچھ اپنے رب جل جلالہ کے پاس سے لائے سب پر ایمان لاتا۔ **کما تقدم فی کلام الامام التورپشتی رحمہ اللہ تعالٰی** (جیسا کہ امام تورپشتی کے کلام میں پہلے گزر چکا ہے۔ت)

علامہ یوسف اردبیلی: امام علامہ یوسف اردبیلی شافعی کتاب الانوار میں فرماتے ہیں:

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) بتاتا ہے اور اس کے رسالہ "ایک غلطی کا ازالہ" سے منقول کہ اس میں صراحۃً اپنے آپ کو نبی بلکہ بہت انبیاء سے افضل لکھا ہے اس بارے میں ابھی چند روز ہوئے امر تسر سے سوال آیا تھا جس پر حضرت مصنف علامہ مدظلہ نے مدلل و مفصل فتوٰی تحریر فرمایا جس کا حسن بیان دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے جس کا نام **السوء والعقاب** ہے۔ **وللہ الحمد، عفی عنہ مصحح** (م)

---

[1] مجمع الانھر شرح ملتقی الابحر باب المرتد، ثم ان الفاظ الکفر انواع دار احیاء التراث العربی، بیروت ۱/ ۶۹۱

من ادعی النبوۃ فی زماننا او صدق مدعیا لھا او اعتقد نبیا فی زمانہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اوقبلہ من لم یکن نبیا کفر اھ ملخصًا[1]	جو ہمارے زمانے میں نبوت کا مدعی ہو یا دوسرے کسی مدعی کی تصدیق کرے یا حضور کے زمانے میں کسی کو نبی مانے یا حضور سے پہلے کسی غیر کو نبی جانے کافر ہو جائے اھ ملخصًا۔

امام غزالی: امام حجۃ الاسلام محمد محمد محمد غزالی کتاب الاقتصاد میں فرماتے ہیں:

ان الامت فھمت من ھذا اللفظ انہ افھم عدم نبی بعدہ ابدا وعدم رسول بعدہ ابدا وانہ لیس فیہ تاویل ولاتخصیص ومن اولہ بتخصیص فکلامہ من انواع الھذیان لا یمنع الحکم بتکفیرہ لانہ مکذب لھذا النص الذی اجمعت الامۃ علی انہ غیر مؤول ولا مخصوص[2]	یعنی تمام امت محمدیہ علی صاحبہا وعلیہا الصلوٰۃ والتحیۃ نے لفظ خاتم النبیین سے یہی سمجھا کہ وہ بتاتا ہے کہ نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے بعد کبھی کوئی نبی نہ ہوگا حضور کے بعد کبھی کوئی رسول نہ ہوگا اور تمام امت نے یہی مانا کہ اس لفظ میں نہ کوئی تاویل ہے کہ آخر النبیین کے سوا خاتم النبیین کے کچھ اور معنی گھڑیئے نہ اس عموم میں کچھ تخصیص ہے کہ حضور کے ختم نبوت کو کسی زمانے یا زمین کے کسی طبقے سے خاص کیجئے اور جو اس میں تاویل و تخصیص کو راہ دے اس کی بات جنون یا نشے یا سرسام میں بہکنے برّانے بکنے کے قبیل سے ہے اسے کافر کہنے سے کچھ ممانعت نہیں کہ وہ آیت قرآن کی تکذیب کررہا ہے جس میں اصلًا تاویل و تخصیص نہ ہونے پر امتِ مرحومہ کا اجماع ہوچکا ہے۔

بحمد اللہ یہ عبارت بھی مثل عبارت شفاء و نسیم تمام طوائف جدیدہ قاسمیہ وامیریہ خذلھم اللہ تعالٰی کے ہذیانات کا رد جلیل و جلی ہے آٹھ آٹھ سو برس بعد آنے والے کافروں کا رد فرماگئے، یہ ائمہ دین کی کرامت منجلی ہے۔

غنیۃ الطالبین: غنیۃ الطالبین شریف میں عقائد ملعونہ غلاۃ روافض کے بیان میں فرمایا:

ادعت ایضاان علیا نبی (الی قولہ رضی اللہ	یعنی غالی رافضیوں کا یہ دعوٰی بھی ہے کہ مولا علی نبی

[1] الانوار لاعمال الابرار
[2] الاقتصاد فی الاعتقاد

تعالٰی عنہ)لعنھم اللہ وملئکتہ وسائر خلقہ الٰی یوم الدین وقلع آثارھم واباد خضراءھم ولا جعل منھم فی الارض دیارافانھم بالغوا فی غلوھم ومرضوا علی الکفر وترکوا الاسلام وفارقوا الایمان وجحدوا الالہ والرسل والتنزیل فنعوذ باللہ ممن ذھب الٰی ھٰذہ المقالۃ[1]	ہیں اللہ اور اس کے فرشتے اور تمام مخلوق قیامت تک ان رافضیوں پر لعنت کریں اللہ ان کے درخت کی جڑ اکھاڑ کر پھینک دے تباہ کردے زمین پر ان میں کوئی بسنے والا نہ رکھے کہ انہوں نے اپنا غلو حد سے گزار دیا کفر پر جم گئے اسلام چھوڑ بیٹھے ایمان سے جدا ہوئے اللہ ورسول وقرآن سب کے منکر ہوگئے، ہم اللہ کی پناہ مانگتے ہیں اس سے جو ایسا مذہب رکھے۔

الحمدللہ. اللہ عزوجل نے یہ دعائے کریم مستجاب فرمائی غرابیہ وغیرہا ملعون طوائف کا نشان نہ رہا اب جو اس دارالفتن ہند پر محن کی زمین میں فتنوں کی بوچھاڑ کی گندہ بہار میں دو ایک حشرات الارض کہیں کہیں تازہ نکل پڑے وہ بھی بحمد اللہ تعالٰی جلد جلد اپنے مقر سقر کو پہنچ گئے ایک آدھ کہیں باقی ہو تو وہ بھی قہر الٰہی سے

"اَلَمْ نُهْلِكِ الْاَوَّلِيْنَ ؕ ثُمَّ نُتْبِعُهُمُ الْاٰخِرِيْنَ ۝ كَذٰلِكَ نَفْعَلُ بِالْمُجْرِمِيْنَ ۝ "[2] کیا ہم نے اگلوں کو ہلاک نہ فرمایا پھر پچھلوں کو ان کے پیچھے پہنچائیں گے مجرموں کے ساتھ ہم ایسا ہی کرتے ہیں۔ت) کا منتظر ہے۔

تحفہ شرح منہاج: تحفہ شرح منہاج میں ہے:

اوکذب رسولا اونبیا او نقصہ بای منقص کان صغر اسمہ مریدا تحقیرہ او جوز نبوۃ احد بعد وجود نبینا صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وعیسٰی علیہ الصلوٰۃ و السلام نبی قبل فلا یرد[3]	یعنی کافر ہے جو کسی نبی کی تکذیب کرے یا کسی طرح اس کی شان گھٹائے، مثلاً بہ نیت توہین اس کا نام چھوٹا کرکے لے یا ہمارے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی تشریف آوری کے بعد کسی کی نبوت ممکن مانے اور عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام تو حضور کی تشریف آوری سے پہلے نبی ہوچکے ان سے اعتراض وارد نہ ہوگا۔

[1] غنیۃ الطالبین فصل علامات اہل بدعت کے بیان میں، مصطفی البابی مصر، ۱/ ۸۸

[2] القرآن الکریم ۷۷/ ۱۶تا۱۸

[3] المعتقد المنتقد بحوالہ التحفہ شرح المنہاج مع المستند المعتمد، مکتبہ حامدیہ، لاہور، ص ۲۸۔۱۲۷

شرح فرائد: عارف باللہ علامہ عبدالغنی نابلسی شرح الفرائد میں فرماتے ہیں:

فساد مذہبھم غنی عن البیان بشھادۃ العیان، کیف وھو یؤدی الٰی تجویز مع نبینا صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اوبعدہ و ذٰلك یستلزم تکذیب القراٰن اذ قد نص علی انہ خاتم النبیین واٰخر المرسلین، وفی السنۃ انا العاقب لا نبی بعدی، واجمعت الامۃ علی ابقاء ھذا الکلام علٰی ظاھرہ وھٰذا احدی المسائل المشھورۃ التی کفرنا بھا الفلاسفۃ لعنھم اللہ تعالٰی[1] نقل ھٰذین خاتم المحققین معین الحق المبین السیف المسلول مولانا فضل الرسول قدس سرہ فی المعتقد المنتقد۔	فلاسفہ نے کہا تھا کہ نبوت کسب سے مل سکتی ہے آدمی ریاضتیں مجاہدے کرنے سے پا سکتا ہے اس کے رد میں فرماتے ہیں کہ ان کے مذہب کا بطلان محتاج بیان نہیں آنکھوں دیکھا باطل ہے اور کیوں نہ ہو کہ اس کے نتیجے میں ہمارے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے زمانے میں یا حضور کے بعد کسی نبی کا امکان نکلے گا اور یہ تکذیب قرآن کو مستلزم ہے قرآن عظیم نص فرما چکا کہ حضور خاتم النبیین و آخر المرسلین ہیں اور حدیث میں ہے میں پچھلا نبی ہوں کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں، اور امت کا اجماع ہے کہ یہ کلام اسی معنی پر ہے جو اس کے ظاہر سے سمجھ میں آتے ہیں، یہ ان مشہور مسئلوں میں سے ہے جن کے سبب ہم اہل اسلام نے فلاسفہ کو کافر کہا اللہ تعالٰی ان پر لعنت کرے۔ یہ مذکورہ دونوں عبارتیں خاتم المحققین، حق مبین کے معاون ننگی تلوار مولانا فضل رسول قدس سرہ نے اپنی کتاب المعتقد المنتقد میں نقل کی ہیں۔

مواہب شریف: مواہب شریف آخر نوع ثالث، مقصد سادس میں امام ابن حبان صاحب صحیح مسمّٰی بالتقاسیم والانواع سے نقل فرمایا:

من ذھب الٰی ان النبوۃ مکتسبۃ لا تنقطع او الٰی ان الولی افضل من النبی فھو زندیق الٰی آخرہ[2]	جو اس طرف جائے کہ نبوت کسب سے مل سکتی ہے ختم نہ ہوگی، یا کسی ولی کو کسی نبی سے افضل بتائے وہ زندیق بے دین ملحد دہریہ ہے۔

---

[1] المعتقد المنتقد بحوالہ شرح الفرائد للنابلسی مع المستند المعتمد، مکتبہ حامدیہ، لاہور، ص ۱۵۔ ۱۱۴

[2] المواہب اللدنیہ، المقصد السادس، النوع الثالث، المکتب الاسلامی، بیروت، ۳/ ۱۸۳

علامہ زرقانی نے اس کی دلیل میں فرمایا: لتکذیب القراٰن وخاتم النبیین[1]، یہ شخص اس وجہ سے کافر ہوا کہ قرآن عظیم و ختم نبوت کی تکذیب کرتا ہے۔

امام نسفی: بحر الکلام امام نسفی پھر تفسیر روح البیان میں ہے:

صنف من الروافض قالوا بان الارض لا تخلو عن النبی والنبوة صارت میراثا لعلی واولادہ وقال اھل السنة والجماعة لانبی بعد نبینا صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قال اللہ ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین وقال النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لا نبی بعدی ومن قال بعد نبینا نبی یکفر لانہ انکر النص وکذٰلك لوشك فیہ[2] ببعض اختصار۔	رافضیوں کا ایک طائفہ کہتا ہے زمین نبی سے خالی نہیں ہوتی اور نبوت مولا علی اور ان کی اولاد کے لئے میراث ہو گئی ہے اور اہلسنّت و جماعت نے فرمایا ہمارے نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں کہ اللہ تعالٰی فرماتا ہے ہاں خدا کے رسول ہیں اور سب انبیاء میں پچھلے، اور حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں میرے بعد کوئی نبی نہیں، تو جو حضور کے بعد کسی کو نبی مانے کافر ہے کہ قرآن عظیم و نص صریح کا منکر ہے یوں ہی جسے ختم نبوت میں کچھ شک ہو وہ بھی کافر ہے۔

تمہید ابو شکور سالمی: تمہید ابو شکور سالمی میں ہے:

قالت الروافض ان العالم لایکون خالیا عن النبی قط وھذا کفر لان اللہ تعالٰی قال وخاتم النبیین ومن ادعی النبوة فی زماننا فانہ یصیر کافرا ومن طلب منہ المعجزات فانہ یصیر کافر الانہ شك فی النص ویجب الاعتقاد بانہ ماکان لاحد شرکة فی النبوة لمحمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بخلاف ماقالت الروافض	رافضی کہتے ہیں دنیا نبی سے خالی نہ ہوگی اور یہ کفر ہے کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے وخاتم النبیین اب جو دعوی نبوت کرے کافر ہے اور جو اس سے معجزہ مانگے وہ بھی کافر کہ اسے ارشاد الٰہی میں شک پیدا ہوا جب تو معجزہ مانگا اور اس کا اعتقاد فرض ہے کہ کوئی شخص نبوت محمد صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کا شریک نہ تھا بخلاف روافض کے کہ مولٰی علی کو حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے

[1] شرح الزرقانی علی المواھب اللدنیہ، المقصد السادس النوع الثالث، دار المعرفۃ بیروت ۶/ ۱۸۸

[2] روح البیان، آیہ ماکان محمد ابا احد من رجالکم الخ المکتبۃ الاسلامیہ ریاض الشیخ، ۷/ ۱۸۸

ان علیا کان شریکا لمحمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فی النبوۃ وھذا منھم کفر[1]	شریک نبوت مانتے ہیں اور یہ ان کا کفر ہے۔

مولانا عبد العلی: بحر العلوم ملک العلماء مولانا عبد العلی محمد شرح سلم میں فرماتے ہیں:

محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم خاتم النبیین وابو بکر رضی اللہ تعالٰی عنہ افضل الاصحاب والاولیاء وھاتان القضیتان مما یطلب بالبرھان فی علم الکلام والیقین المتعلق بھما یقین ثابت ضروری باق الی الابد ولیس الحکم فیھما علی امر کلی یجوز العقل تناول ھذا الحکم لغیر ھٰذین الشخصین وانکار ھذا مکابرۃ وکفر[2]	محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں اور ابو بکر رضی اللہ تعالٰی عنہ تمام اولیاء سے افضل ہیں اور ان دونوں باتوں پر دلیل قطعی علم عقائد میں مذکور ہے اور ان پر یقین وہ جما ہوا ضروری یقین ہے جو ابدا آباد تک باقی رہے گا اور یہ خاتم النبیین اور افضل الانبیاء ہونا کسی امر کلی کے لئے ثابت نہیں کیا ہے کہ عقل ان دونوں ذات پاک کے سوا کسی اور کے لئے اس کا ثبوت ممکن مانے اور اس کا انکار ہٹ دھرمی اور کفر ہے۔

فیہ لف ونشر بالقلب یعنی صدیق اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ کے افضل الاولیاء ہونے سے انکار قرآن وسنت واجماع امت کے ساتھ مکابرہ ہے اور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے خاتم الانبیاء ہونے سے انکار کفر، **والعیاذ باللہ رب العالمین۔**

امام احمد قسطلانی: امام احمد قسطلانی مواہب لدنیہ مقصد سابع فصل اول، پھر علامہ عبدالغنی نابلسی حدیقہ ندیہ باب اول فصل ثانی میں فرماتے ہیں:

العلم اللدنی نوعان لدنی رحمانی ولدنی شیطانی والمحک ھو الوحی ولا وحی بعد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم، واما قصۃ موسٰی مع الخضر	یعنی علم لدنی دو قسم ہے رحمانی اور شیطانی، اور ان کے پہچاننے کا معیار وحی ہے کہ جو اس کے مطابق ہے رحمانی ہے اور جو اس کے خلاف ہے شیطانی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے بعد وحی نہیں کہ کوئی کہے میرا یہ علم وحی جدید کے

[1] التمہید فی بیان التوحید، الباب السابع فی المعرفۃ والایمان دار العلوم حزب الاحناف لاہور، ص ۱۴۔ ۱۱۳

[2] شرح سلم لعبد العلی، بحث التصدیقات آخر کتاب، مطبع مجتبائی، دہلی، ص ۲۶۰

علیهما الصلٰوۃ والسلام فالتعلق بها فی تجویز الاستغناء عن الوحی بالعلم اللدنی الحاد وکفر یخرج عن الاسلام موجب لاراقۃ الدم والفرق ان موسٰی علیه الصلٰوۃ والسلام لم یکن مبعوثا الی الخضر، ولم یکن الخضر مامورا بمتابعته ومحمد صلی الله تعالٰی علیه وسلم الٰی جمیع الثقلین فرسالته عامة للجن والانس فی کل زمان، فمن ادعی انه مع محمد صلی الله تعالٰی علیه وسلم کالخضر مع موسٰی علیهما الصلٰوۃ والسلام اوجوز ذٰلك لاحد من الامۃ فلیجدد اسلامه(لکفرہ بهٰذہ الدعوی)ولیشهد شهادۃ الحق(لیعود الی الاسلام)فانه مفارق لدین الاسلام بالکلیۃ فضلا عن ان یکون من خاصۃ اولیاء الله تعالٰی وانما هو من اولیاء الشیطٰن وخلفائه ونوابه(فی الضلال والاضلال)والعلم اللدنی الرحمانی هوثمرۃ العبودیۃ والمتابعۃ لهٰذا النبی الکریم علیه ازکی الصلٰوۃ واتم التسلیم وبه یحصل الفهم فی الکتاب والسنۃ بامریختص به صاحبه کما قال علی (امیر المؤمنین)وقد سئل

مطابق ہے، رہا خضر و موسٰی علیہما الصلوٰۃ والسلام کا قصہ (کہ خضر کے پاس وہ علم لدنی تھا جو موسٰی علیہما الصلوٰۃ والسلام کو معلوم نہ تھا، اسے یہاں دستاویز بنا کر علم لدنی کے سبب وحی کی پروانہ رکھنا نری بے دینی و کفر ہے، اسلام سے نکال دینے والی بات ہے جس کے قائل کا قتل واجب، اور فرق یہ ہے کہ موسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت خضر کی طرف مبعوث نہ تھے نہ خضر کو ان کی پیروی کا حکم (کہ وہ تو خاص بنی اسرائیل کی طرف بھیجے گئے تھے کان النبی یبعث الٰی قومه خاصة) اور محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم تمام جن و انس (بلکہ تمام ماسوائے اللہ) کی طرف مبعوث ہیں (وارسلت الی الخلق کافّة) تو حضور کی رسالت ہر زمانے میں سب جن و انس کو شامل ہے تو جو مدعی ہو کہ وہ محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے ساتھ ایسے تھے جیسے موسٰی کے ساتھ خضر، امت میں کسی کے لئے یہ مرتبہ ممکن مانے وہ نئے سرے سے مسلمان ہو کہ اس قول کے باعث کافر ہوگیا مسلمان ہونے کے لئے کلمہ شہادت پڑھے کہ وہ دین اسلام سے یک لخت جدا ہوگیا چہ جائیکہ اللہ عزوجل کے خاص اولیاء سے ہو وہ تو شیطان کا ولی اور گمراہی و گمراہ گری میں ابلیس کا خلیفہ و نائب ہے علم لدنی رحمانی بندگی خدا و پیروی محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا پھل ہے جس سے قرآن و حدیث میں ایک خاص سمجھ حاصل ہوجاتی ہے جس طرح صحیح بخاری و سنن نسائی میں ہے کہ امیر المومنین مولا علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ سے سوال ہوا کہ تم اہل بیت کو نبی صلی اللہ

(کما فی الصحیح وسنن النسائی)ھل خصکم رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بشیئ دون الناس(کما تزعم الشیعۃ)فقال لا الا فھمایؤتیہ اللہ عبدا فی کتابہ اھ[1] مختصرًا مزیدا ما بین الھلالین من شرح العلامۃ الزرقانی۔رزقنا اللہ تعالٰی بمنّہ واٰلائہ بفضل رحمتہ باولیائہ وصل وسلم علٰی خاتم انبیائہ محمد واٰلہ وصحبہ واحبائہ اٰمین۔	تعالٰی علیہ وسلم نے کوئی خاص شیئ ایسی عطافرمائی ہے جو اور لوگوں کو نہ دی جیسا کہ رافضی گمان کرتے ہیں؟فرمایا:نہ مگر وہ سمجھ جو اللہ عزوجل نے اپنے بندوں کو قرآن عزیز میں عطافرمائی اھ، مختصراً ہلالین میں شرح زرقانی کی عبارت زائد لائی گئی ہے۔اللہ تعالٰی اپنی رحمت وفضل،احسان ونعمت ہمیں عطافرمائے بوسیلہ اولیاء اللہ صلوٰۃ وسلام نازل فرمائے خاتم الانبیاء محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر اوران کی آل واصحاب سب پر۔آمین۔(ت)

سید کفریہ عقیدہ نہیں رکھ سکتا:

ولید بلید خواہ کوئی پلید ختم نبوت کا ہر منکر عنید صراحۃً جاحد ہو یا تاویل کا مرید مطلقاً نفی کرے یا تخصیص بعید امیری، قاسمی، مشہدی مرید، رافضی غالی وہابی شدید، سب صریح کافر مرتد طرید **علیھم لعنۃ العزیز الحمید** (ان پر اللہ عزوجل کی لعنت ہو) اور جو کافر ہو وہ قطعاً سید نہیں، اللہ تعالٰی فرماتا ہے:

"اِنَّهٗ لَیۡسَ مِنۡ اَهۡلِكَ ۚ اِنَّهٗ عَمَلٌ غَیۡرُ صَالِحٍ ﳓ"[2]	وہ تیرے گھر والوں میں نہیں بیشک اس کے کام بڑے نالائق ہیں۔(ت) نہ اسے سید کہنا جائز۔

منافق کو سید نہ کہو:

رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لا تقولوا للمنافق سید فانہ ان یکن سیدا فقد استخطتم ربکم عزوجل[3]، رواہ	منافق کو سید نہ کہو کہ اگر وہ تمہارا سید ہو تو بیشک تم پر تمہارے رب عزوجل کا غضب ہو(اس کو

[1] المواہب اللدنیۃ المقصد السابع الفصل الاول علامات محبۃ الرسول المکتب الاسلامی بیروت ۳/ ۹۷۔۲۹۶،شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ الفصل الاول علامات محبۃ الرسول دار الفکر بیروت ۶/ ۱۱۔۳۱۰

[2] القرآن الکریم ۱۱/ ۴۶

[3] سنن ابی داؤد کتاب الادب باب لا یقول المملوک ربی وربتی آفتاب عالم پریس لاہور ۲/ ۳۲۴

ابوداؤد والنسائی بسند صحیح عن بریدۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ۔	ابوداؤد اور نسائی نے بسند صحیح حضرت بریدہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا)

روایت حاکم کے لفظ یہ ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اذا قال الرجل للمنافق یاسید فقد اغضب ربہ عزوجل [1]	جو کسی منافق کو "اے سید" کہے اس نے اپنے رب کا غضب اپنے اوپر لیا۔ والعیاذ باللہ رب العٰلمین۔

پھر یہی نہیں کہ یہاں صرف اطلاق لفظ سے ممانعت شرعی اور نسب سیادت کا انتفائے حکمی ہو حاشا بلکہ واقع میں کافر اس نسل طیب وطاہر سے تھا ہی نہیں اگرچہ سید بنتا اور لوگوں میں براہ غلط سید کہلاتا ہو ائمہ دین اولیائے کاملین علمائے عاملین رحمۃ اللہ تعالٰی علیہم اجمعین تصریح فرماتے ہیں کہ ساداتِ کرام بحمد اللہ تعالٰی خباثت کفر سے محفوظ ومصئون ہیں جو واقعی سید ہے اس سے کبھی کفر واقع نہ ہوگا، قال اللہ تعالٰی:

" اِنَّمَا یُرِیۡدُ اللّٰہُ لِیُذۡہِبَ عَنۡکُمُ الرِّجۡسَ اَہۡلَ الۡبَیۡتِ وَ یُطَہِّرَکُمۡ تَطۡہِیۡرًا ﴿ۚ۳۳﴾ " [2]	اللہ یہی چاہتا ہے کہ تم سے نجاست دور رکھے اے نبی کے گھر والو! اور تمہیں خوب پاک کردے ستھرا کرکے۔

تمام فوائد اور بزار وابویعلٰی مسند اور طبرانی کبیر اور حاکم بافادہ تصحیح مستدرک میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ان فاطمۃ احصنت فرجھا فحرمھا اللہ وذریتھا علی النّار [3]	بیشک فاطمہ نے اپنی حرمت پر نگاہ رکھی تو اللہ عزوجل نے اسے اور اس کی ساری نسل کو آگ پر حرام کردیا۔

اہل بیت سے کوئی بھی جہنمی نہیں:

ابوالقاسم بن بشران اپنے امالی میں حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

سالت ربی ان لایدخل احدا من اھل بیتی النار فاعطانیھا [4]	میں نے اپنے رب عزوجل سے سوال کیا کہ میرے اہلبیت سے کسی کو دوزخ میں نہ ڈالے اس نے میری یہ مراد عطافرمائی۔

---

[1] المستدرك للحاکم، کتاب الرقاق، دارالفکر بیروت، ۴/ ۳۱۱

[2] القرآن الکریم ۳۳/۳۳

[3] المستدرك للحاکم، کتاب معرفۃ الصحابۃ، دارالفکر بیروت، ۳/ ۱۵۲

[4] کنزالعمال بحوالہ ابن بشران فی امالیہ عن عمران بن حصین حدیث ۳۴۱۴۹، موسسۃ الرسالہ، بیروت، ۱۲/ ۹۵

اہل بیت عذاب سے بری ہیں:

طبرانی بسند صحیح عــہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے حضرت بتول رضی اللہ تعالٰی عنہا سے فرمایا:

ان اللہ تعالٰی غیر معذبك ولا ولدك [1]	بیشک اللہ تعالٰی نہ تجھے عذاب فرمائے گا نہ تیری اولاد کو۔

حضرت فاطمہ کی وجہ تسمیہ:

ابن عساکر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

انما سمیت فاطمة لان اللہ فطمها وذریتها عن النار یوم القیمة [2]	فاطمہ اس لئے نام ہوا کہ اللہ عزوجل نے اسے اور اس کی نسل کو روز قیامت آگ سے محفوظ فرمادیا۔

اہل بیت آگ میں نہیں جاسکتے:

قرطبیّ آیہ کریمہ "وَلَسَوۡفَ یُعۡطِیۡکَ رَبُّکَ فَتَرۡضٰی" کی تفسیر میں حضرت ترجمان القرآن رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ناقل کہ انہوں نے فرمایا:

رضا محمد صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم ان لا یدخل احد من اهل بیته النّار [3]	یعنی اللہ عزوجل نے حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے راضی کردینے کا وعدہ فرمایا اور محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی رضا اس میں ہے کہ ان کے اہل بیت سے کوئی دوزخ میں نہ جائے۔

نار دو قسم کی ہے، نارِ تطہیر کہ مومن عاصی جس کا مستحق ہو، اور نارِ خلود کافر کے لئے ہے، اہل بیت کرام

عــہ: افادہ الهیثمی فی الصواعق حیث قال جاء بسند رواته ثقات انه صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم قال لفاطمة فذکرہ۔ ۱۲ منہ (م)	ہیثمی نے صواعق میں اس کا افادہ کیا جہاں انہوں نے کہا سند کے ساتھ مروی جس کے تمام راوی ثقہ ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کو فرمایا تو پھر اس حدیث کا ذکر کیا ۱۲ منہ (ت)

---

[1] المعجم الکبیر عن ابن عباس حدیث ۱۱۶۸۵، المکتبة الفیصلیة، بیروت، ۱۱/ ۲۶۳

[2] المواہب اللدنیہ، بحوالہ ابن عساکر، المقصد الثانی، الفصل الثانی، المکتب الاسلامی، بیروت، ۲/ ۶۴، تنزیہ الشریعة بحوالہ ابن عساکر باب مناقب السبطین الخ الفصل الاول، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱/ ۴۱۳

[3] الجامع لاحکام القرآن (تفسیر القرطبی) تحت اٰیة ولسوف یعطیك ربک، دار احیاء التراث العربی، بیروت، ۲۰/ ۹۵

میں حضرت امیر المؤمنین مرتضی و حضرت بتول زہرا و حضرت سید مجتبٰی و حضرت شہید کربلا صلی اللہ تعالٰی علٰی سید ہم و علیہم وبارک وسلم تو بالقطع والیقین ہر قسم سے ہمیشہ ہمیشہ محفوظ ہیں اس پر تو اجماع قائم اور نصوص متواترہ حاکم باقی نسل کریم تا قیام قیامت کے حق میں اگر بفضلہٖ تعالٰی مطلق دخول سے محفوظی لیجئے اور یہی ظاہر لفظ سے متبادر، اور اسی طرف کلماتِ اہل تحقیق ناظر، جب تو مراد بہت ظاہر، اور منع خلود مقصود جب بھی نفی کفر پر دلالت موجود۔ شرح المواہب للعلامۃ الزرقانی میں زیر حدیث مذکور:

انما سمیت فاطمة هی فاما هی وابناها فالمنع مطلق واما من عداهم فالممنوع عنهم نار الخلود. واما ماروا ه ابو نعیم والخطیب ان علیا الرضا بن موسٰی الکاظم ابن جعفر الصادق سئل عن حدیث ان فاطمة احصنت فقال خاص بالحسن و الحسین وما نقله الاخبار یون عنه من توبیخه لاخیه زید حین خرج علی المامون وقوله اغرك قوله صلی الله تعالٰی علیه وسلم ان فاطمة احصنت الحدیث ان هذا لمن خرج من بطنها لا لی ولا لك فهذا من باب التواضع وعدم الاغترار بالمناقب وان کثرت کما کان الصحابة المقطوع لهم بالجنّة علی غایة من الخوف والمراقبة والا فلفظ ذریة لا یخص بمن خرج من بطنها فی لسان العرب ومن ذریته	بیشک فاطمہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کا یہ نام ہے لیکن فاطمہ اور ان کے بیٹے تو ان پر مطلقًا جہنم کی آگ ممنوع ہے لیکن ان کے ماسوا کے لئے جہنم کا خلود ممنوع ہے۔ آپ پر اور ان پر اللہ تعالٰی کا سلام ہو۔ اور لیکن جو ابو نعیم اور خطیب نے روایت کیا ہے کہ علی رضا بن موسٰی کاظم ابن جعفر الصادق سے اس حدیث کے بارے میں پوچھا گیا کہ فاطمہ نے اپنے حرم گاہ کو محفوظ رکھا تو انہوں نے جواب میں فرمایا یہ حسن اور حسین کے لئے خاص ہے اور وہ جو مورخین نے ان سے یہ نقل کیا کہ انہوں نے اپنے بھائی زید کو ڈانٹتے ہوئے فرمایا جب اس نے مامون پر خروج کیا اور کہا کیا تجھے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس فرمان نے غرور میں مبتلا کیا ہے کہ فاطمہ نے اپنی حرم گاہ کو محفوظ رکھا ہے۔ (الحدیث) اس پر انہوں نے فرمایا یہ میرے اور تیرے لئے خاص نہیں بلکہ جو آپ رضی اللہ تعالٰی عنہا کے بطن سے پیدا ہوا ہے ان سب کے لئے ہے، تو یہ تواضع اور مناقب کثیرہ کے باوجود غرور نہ کرنے کے باب سے ہے جیسے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے لئے جنت قطعی ہے اس کے باوجود وہ خوف و مراقبہ میں مبتلا تھے، ورنہ تو ذریت کا لفظ عربی

داؤد وسلیمٰن الاٰیة وبینھم وبینه قرون کثیرة فلا یرید ذٰلك مثل علی الرضا مع فصاحته ومعرفته لغة العرب علی ان التقلید بالطائع یبطل خصوصیة ذریتھا ومحبیھا الا ان یقال لله تعذیب الطائع فالخصوصیة ان لا یعذب به اکراما لھا والله اعلم[1]۔اھ مختصرا و رأیتنی کتبت علی ھامش قوله الا ان یقال ما نصه۔ **اقول:** ولا یجدی فان الوقوع ممنوع باجماع اھل السنة واما الامکان فثابت عند من یقول به الی خلاف ائمتنا الماتریدیة رضی الله تعالٰی عنھم فانھم یحیلونه وقد تکلمت فی مسئلة علی ھامش فواتح الرحموت شرح مسلم الثبوت لبحر العلوم بما یکفی ویشفی فانی اجدنی فیھا ارکن وامیل الی قول ساداتنا الاشعریة رحمھم الله تعالٰی ورحمنا بھم جمیعا والله اعلم بالصواب فی کل باب۔	زبان میں ایک پیٹ کی اولاد کے لئے خاص نہیں، جیسے آیہ کریمہ ومن ذریتہ داؤد سلیمٰن ہے، حالانکہ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام اور داؤد و سلیمٰن علیہما السلام کے درمیان کئی قرون کا فاصلہ ہے، للذا علی رضا اپنی فصاحت اور عربی لغت کی معرفت کے باوجود یہ خاص مراد نہیں لے سکتے، علاوہ ازیں نافرمان کی تقلید حضرت زہرا رضی اللہ تعالٰی عنہا کی اولاد کی خصوصیت کو باطل کردیتی ہے، مگر یوں کہا جاسکتا ہے کہ اللہ تعالٰی کو نافرمان کی تعذیب کا اختیار ہے لیکن حضرت زہرا رضی اللہ تعالٰی عنہا کے اکرام کے لئے اُسے عذاب نہیں دیتا، واللہ تعالٰی اعلم اھ مختصرًا۔ میں نے زرقانی کے قول "الا ان یقال" پر حاشیہ لکھا ہے جس کی عبارت یہ ہے **اقول:** (میں کہتا ہوں) ان کا یہ بیان مفید نہیں ہے عذاب کا وقوع تو باجماع اہلسنّت ممنوع ہے، باقی رہا امکان تو یہ اس قائل کے ہاں ثابت ہے جو ہمارے ائمہ ماتریدیہ رضی اللہ تعالٰی عنہم کے خلاف ہے کیونکہ یہ ائمہ محال سمجھتے ہیں، میں نے اس مسئلہ پر کتاب مسلم الثبوت کی شرح بحر العلوم فواتح الرحموت پر حاشیہ میں کافی اور شافی بحث کی ہے میں نے وہاں اپنے کو سادات اشعریہ رحمہم اللہ کے قول کی طرف مائل پایا، اللہ تعالٰی ہم سب پر رحم فرمائے۔ (واللہ تعالٰی اعلم)

فتاوٰی حدیثیہ امام ابن حجر مکی میں ہے:

اذا تقرر ذٰلك فمن علمت نسبته الی اٰل	توجب یہ ثابت ہوا تو جس کی نسبت اہلبیت نبی اور

[1] شرح الزرقانی المواہب اللدنیة، المقصد الثانی، الفصل الثانی، دار المعرفة، بیروت، ۳/ ۲۰۳

علوی حضرات کی طرف معلوم ہے تو اس کی بڑی جنایت اور عدم دیانت وصیانت اس کو اس نسبت سے خارج نہ کرے گی، اس بات کی بناء پر بعض محققین نے فرمایا زانی یا شرابی یا چور رسید پر حد قائم کرنے کی مثال صرف یہی ہے جیسے امیر یا سلطان کا کوئی خادم اس کے پاؤں پر لگی نجاست کو صاف کرے، اس مثال کو غور سے سمجھا جائے اور لوگوں کی اس بات پر بھی غور کیا جائے کہ نافرمان اولاد وراثت سے محروم نہیں ہوتی، ہاں اگر ان حضرات سے کفر کا وقوع فرض کیا جائے، والعیاذ باللہ، تو اس سے وہ نسبت منقطع ہوجائے گی، میں نے صرف فرض کرنے کی بات اس لئے کی ہے کیونکہ مجھے جزم کی حد تک یقین ہے کہ جو صحیح النسب سید ہو اس سے حقیقی کفر کا وقوع نہیں ہوسکتا اللہ تعالٰی ان کو اس سے بلند رکھے، بعض نے ان سے زنا اور لواطت جیسے افعال کو بھی محال کہا ہے بشرطیکہ ان کی نسبی شرافت یقینی ہو تو پھر کفر کے متعلق تیرا کیا خیال ہے۔(ت)	البیت النبوی والسر العلوی لا یخرجه عن ذٰلك عظیم جنایته ولا عدم دیانته وصیانته ومن ثم قال بعض المحققین ما مثال الشریف الزانی او الشارب او السارق مثلًا اذا اقمنا علیه الحد الا کامیر اوسلطان تلطخت رجلاہ بقذر فغسله عنهما بعض خدمه ولقدبر فی هذا المثال وحقق ولیتأمل قول الناس فی امثالهم الولد العاق لا یحرم المیراث نعم الکفران فرض وقوعه لاحد من اهل البیت والعیاذ باللّٰه تعالٰی هو الذی یقطع النسبة بین من وقع منه وبین شرفه صلی اللّٰه تعالٰی علیه وسلم انما قلت ان فرض لانی اکادان اجزم ان حقیقة الکفر لا تقع ممن علم اتصال نسبه الصحیح بتلك البضغة الکریمة حاشا هم اللّٰه من ذٰلك و قد احال بعضهم وقوع نحو الزنا واللواط ممن علم شرفه فما ظنك بالکفر[1]

[1] فتاوٰی حدیثیہ، طلب ما الحکمة فی خصوص اولاد فاطمه بالمشرف، المطبعة الجمالیه، مصر، ص ۱۲۲

شیخ اکبر اور اہلبیت:

امام الطریقۃ لسان الحقیقۃ شیخ اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ فتوحات مکیہ باب ۲۹ میں فرماتے ہیں:

لما کان رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم عبدا مخصاقد طهره الله و اهل بیته تطهیرا واذهب عنهم الرجس وهو کل ما یشینهم فهم المطهرون بل هم عین الطهارة فهذه الأیة تدل علی ان الله تعالٰی قد شرك اهل البیت مع رسول الله صلی الله تعالٰی علیه وسلم فی قوله تعالٰی "لِّیَغۡفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِن ذَنۢبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ"، و ای وسخ وقذر من الذنوب فطهر الله سبحانه نبیه صلی الله تعالٰی علیه وسلم بالمغفرة ممّا هو ذنب بالنسبة الینا فدخل الشرفاء اولاد فاطمة کلهم رضی الله تعالٰی عنهم الی یوم القیمة فی حکم هذه الأیة من الغفران الی اٰخر ما افادوا جادو ثمه کلام طویل نفیس جلیل فعلیك به رزقنا الله العمل بما یحبه ویرضاه اٰمین! [1]	جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالٰی کے خاص عبد ہیں کہ ان کو اور ان کے اہل بیت کو کامل طور پر پاک کردیا ہے اور ناپاکی کو ان سے دور کردیا ہے اور رجس ہر ایسی چیز ہے جو ان حضرات کو داغدار کرے تو وہ پاکیزہ لوگ بلکہ وہ عین طہارت ہیں، تو اللہ تعالٰی نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ اہل بیت کو طہارت میں شریک فرمایا ہے جس پر آیہ کریمہ ہے "لیغفر لك الله" اللہ تعالٰی نے آپ کے لئے پہلے اور پچھلے آپ کے خطا یا معاف کردئے یعنی گناہوں کی میل و قذر سے آپ کو پاک رکھا ہے جو ہماری نسبت سے گناہ ہوسکتے ہیں تو تمام سادات حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کی اولاد اس حکم میں داخل ہے الخ، تک جو حضرت شیخ نے بہترین فائدہ مند کلام فرمایا یہاں آپ کا جلیل نفیس طویل کلام ہے تو آپ پر لازم ہے کہ اس کی طرف راجع ہوں اللہ تعالٰی ہمیں اپنے پسندیدہ عمل کا حصّہ عطا فرمائے، آمین! (ت)

[1] الفتوحات المکیة، الباب التاسع والعشرون، دار احیاء التراث العربی بیروت، ۱/ ۱۹۶

بد عقیدہ سید:

اگر کہے بعض کٹر نیچری بیشمار اشد غالی رافضی بہت سچّے ملحد جھوٹے صوفی کچھ ہفت خاتم شش مثل والے وہابی غرض بکثرت کفار کہ صراحۃً منکرین ضروریات دین ہیں سید کہلاتے میر فلاں لکھے جاتے ہیں۔

اقول: کہلانے سے واقعیت تک ہزاروں منزل ہیں نسب میں اگرچہ شہرت پر قناعت **والناس امناء علٰی انسابھم** (لوگ اپنے نسبوں میں امین ہیں۔ت) مگر جب خلاف پر دلیل قائم ہو تو شہرت بے دلیل نامقبول وعلیل اور خود اس کے کفر سے بڑھ کر نفی سیادت پر اور کیا دلیل درکار، کافر نجس ہے **قال تعالٰی** "اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ" [1] (اللہ تعالٰی نے فرمایا: بے شک مشرک نرے ناپاک ہیں) اور ساداتِ کرام طیب وطاہر **قال اللہ تعالٰی** "وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا ۚ" [2] (اللہ تعالٰی نے فرمایا: اور تمہیں پاک کرکے خوب ستھرا کردے) اور نجس وطاہر باہم متبائن ہیں کہ ایک شیئ پر معًاان کا صدق محال، جب علمائے کرام تصریح فرما چکے کہ سید صحیح النسب سے کفر واقع نہ ہوگا اور یہ شخص صراحۃً کافر تو اس کا سید صحیح النسب نہ ہونا ضرورۃً ظاہر، اب اگر اس نسب کریم سے انتساب پر کوئی سند معتمد نہ رکھتا ہو تو امر آسان ہے ہزاروں اپنی اغراضِ فاسدہ سے براہِ دعوٰی سید بن بیٹھے: ع

غلّہ تا ارزاں شود امسال سید می شوم

(اس سال سید بنوں گا تاکہ خوراک میں آسانی ہو)

رافضی سید: رافضی صاحبوں کے یہاں تو یہ بائیں ہاتھ کا کھیل ہے، آج ایک رذیل سارذیل دوسرے شہر میں جاکر رفض اختیار کرے کل میر صاحب کا تمغا پائے تو فلاں کافر سے کیا دور ہے کہ خود بن بیٹھا ہو یا اس کے باپ دادا میں کسی نے ادعائے سیادت کیا اور جب سے یونہی مشہور چلا آتا ہو، اور اگر بالفرض کوئی سند بھی ہو تو اس پر کیا دلیل ہے کہ یہ اسی خاندان کا ہے جس کی نسبت یہ شہادت تامہ ہے، علامہ محمد بن علی صبان مصری اسعاف الراغبین فی سیرۃ المصطفٰی وفضائل اہل بیت الطاھرین میں فرماتے ہیں:

ومن این تحقق ذٰلك لقیام احتمال زوال بعض النساء وکذب بعض الاصول فی الانتساب [3]	یہ کیسے ثابت ہوا جبکہ بعض عورتوں کی غلط کاری اور نسب بنانے میں بعض مردوں کے جھوٹ کا احتمال ہے۔(ت)

[1] القرآن الکریم ۹/ ۲۸

[2] القرآن الکریم ۳۳/ ۳۳

[3] اسعاف الراغبین فی سیرۃ المصطفٰی وفضائل اہل البیت الطاہرین، محمد بن علی صبان مصری

یہ وجوہ ہیں ورنہ حاشاﷲ ہزار ہزار حاشاﷲ نہ بطن پاک حضرت بتول زہرا میں معاذاﷲ کفر وکافری کی گنجائش، نہ جسم اطہر سید عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کا کوئی پارہ کتنے ہی بُعدپر عیاذًا باﷲ دخولِ نار کے لائق، الحمدﷲ یہ دو دلیل جلیل واجب التعویل ہیں کہ کوئی عقیدہ کفریہ رکھنے والا رافضی وہابی متصوف نیچری ہرگز سید صحیح النسب نہیں۔ تین قیاس پر مشتمل

دلیل اوّل:

(۱) یہ شخص کافر ہے اور ہر کافر نجس۔ نتیجہ: یہ شخص نجس ہے۔

(۲) ہر سید صحیح النسب طاہر ہے اور کوئی طاہر نجس نہیں، نتیجہ: کوئی سید صحیح النسب نجس نہیں۔

(۳) اب یہ دونوں نتیجے ضم کیجئے یہی شخص نجس ہے اور کوئی سید صحیح النسب نجس نہیں۔

نتیجہ: یہ شخص سید صحیح النسب نہیں۔

قیاس اول کا صغرٰی مفروض اور کبرٰی منصوص اور دوم کا صغرٰی منصوص اور کبرٰی بدیہی تو نتیجہ قطعی۔

دلیل دوم:

قیاس مرکب، یہ بھی تین قیاسوں کو متضمن، یہ شخص کافر ہے اور ہر کافر مستحق نار۔

نتیجہ: یہ شخص مستحق نار ہے اور نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے جسم اقدس کا کوئی پارہ مستحقِ نار نہیں۔

نتیجہ: یہ شخص نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے جسمِ اقدس کا پارہ نہیں اور ہر سید صحیح النسب نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے جسم اقدس کا پارہ ہے۔

نتیجہ: یہ شخص سید صحیح النسب نہیں۔

پہلا کبرٰی منصوص قرآن، اور دوسرے کا شاہد ہر مومن کا ایمان، اور تیسرا عقلًا وفقہًا واضح البیان۔

و الحمدﷲ الکریم المنان والصلوٰۃ والسلام الاتمان الاکملان علٰی سیدنا ومولانا سید الانس والجان خاتم النبیین بنص الفرقان وعلٰی اٰلہٖ وصحبہ و تابعیھم باحسان وعلینا معھم یااﷲ یارحمٰن اٰمین اٰمین یارؤف یاحنان سبحانك اللھم وبحمدك اشھد ان لا الٰہ الا انت استغفرك واتوب الیك واﷲ سبحانہ وتعالٰی	تمام تعریفیں احسان فرمانے والے اللہ کریم کے لئے تام وکامل صلوٰۃ وسلام ہمارے آقا و مولٰی انسان و جن کے سردار، قرآنی نص سے خاتم النبیین اور آپ کی آل واصحاب اور تابعین اور ان کے ساتھ ہم پر، یا اللہ یا رحمان، آمین آمین، اے شفقت ومہربانی فرمانے والے! تو پاک ہے اے اللہ! اور تیری ہی تعریفیں، گواہی دیتا ہوں کہ تیرے بغیر کوئی معبود برحق نہیں، تجھ سے بخشش کا طالب ہوں اور تیری طرف ہی رجوع، اللہ سبحانہ وتعالٰی

اعلم وعلمه جل مجده اتم و احکم۔	بڑے علم والا اور اسی جل مجدہ کا علم نہایت تام اور نہایت قطعی ہے۔(ت)

کتبـــہ

عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی عفی عنہ محمد

المصطفٰی النبی الامی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم

محمدی سنی حنفی قادری ۱۳۰۱ھ عبدالمصطفٰی احمد رضا خاں
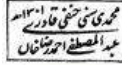
تقریظ جناب مولانا شیخ احمد مکی مدرس مکہ معظمہ دام مجدہ

| الحمد لله الذی جعلنا من ذوی العقول و منحنا بالرضا والقبول نسأله الصلوٰة والسلام کما ینبغی لجلال عظمة قدر نبینا و سیدنا محمد صلی الله علیه وسلم خاتم الانبیاء وسید کل رسول اشهد ان لا اله الّا الله وحده لا شریك له المنزه عن الکذب والاقول والصلوٰة والسلام علٰی سیدنا محمد خاتم انبیائه و اشرف رسله المبعوث الٰی کافة الخلق والی الاسود و الاحمر هو الشافع المشفع فی المحشر صلی الله تعالٰی علیه وعلٰی اٰله واصحابه المصابیح العزر وعلی الائمة المجتهدین الی یوم الیقین امابعد فقد نورت جفنی باثمد هٰذا الجواب فیاطرب من جواب اصاب لا یاتیه الباطل من بین | تمام تعریفیں اللہ تعالٰی کے لئے جس نے ہمیں ذوالعقول بنایا اور رضا و قبول کا تحفہ دیا، اس سے ہم اپنے نبی و سردار محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم جو انبیاء کے پچھلے اور تمام رسولوں کے سردار کی پُر جلال عظمتِ قدر کے مناسب پر صلوٰۃ وسلام کا سوال کرتے ہیں، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ وحدہ لاشریک کے بغیر کوئی معبود برحق نہیں جو کذب اور بے جا بات سے پاک ہے، ہمارے سردار، اللہ تعالٰی کے انبیاء و رسولوں کے خاتم و اشرف، جو تمام مخلوق کی طرف مبعوث وہ محشر کے روز شفاعت کرنے والے جن کی شفاعت مقبول ہے سیدنا محمد پر صلوٰۃ و سلام اور ان کی آل و اصحاب پر جو قابلِ قدر چراغ ہیں اور ائمہ مجتہدین پر قیامت تک، امابعد میں نے اس جواب کے سرمہ اثمد سے اپنی پلکوں کو منور کیا، کیا ہی خوشی ہے ایسے جواب باصواب سے کہ باطل اس کے قریب نہیں پھٹک سکتا، بلکہ یہ نری ہدایت ہے جو حق و صواب تک پہنچانے |

یدیه ولا من خلفه بل هدایة مهداة الی الحق و الصواب وکیف لا وهو للبحر الطمطام والحبر الفهام قدوة الفقهاء والمحدثین وزبدة الکملاء والمفسرین ریاض البلغاء المتکلمین ومرکز الفصحاء الماهرین جامع المتون وشارح الفنون التقی النقی نعمان الزمان مولانا الحاج الحافظ القاری الشیخ احمد رضا خاں لازالت شموس افاضته علی العٰلمین مشرقة وصمصام اجوبته لاعناق الملحدین قاطعة جزاه الله عنا وعن المسلمین خیرا لجزاء وجمع الله شمله مع الاوتاد والنجباء فلعمری ان هذا الجواب لایقبله الاّ ذو قلب سلیم ولا یخوض فیه بالباطل الاّ الملحد الزندیق الرجیم کما قیل۔

الحمدلله ان الحق قد ظهرا
الاعلی اکمه لایعرف القمرا
من فاضل نال من ابائه الشرفا
اروی سحاب نداه الجن والبشرا

والحق ان من یضلل الله فلا هادی له ومن یهد ه فلا مضل له اللهم اجعلنا متصفین بالافعال کما جعلتنا واصفین بالاقوال وارضنا وارض عنّا بجاه سیدنا محمد والاٰل واحفظنا عن زائغ الزائغین ومن همزات الشیاطین واٰخر دعوانا

والی ہے کیوں نہ ہو کہ ٹھاٹھیں مارتے ہوئے سمندر، انتہائی فہم والے ماہر، فقہاء اور محدثین کے مقتداء، کاملین و مفسرین کے نشان، بلیغ کلام والوں کے باغ، فصیح ماہرین کے مرکز، متون کے جامع، فنون کے شارح، پاکیزہ، متقی، نعمانِ وقت مولانا الحاج حافظ قاری الشیخ احمد رضا خاں کا یہ جواب ہے ان کے فیض کا سورج تمام جہانوں پر چمکتا رہے اور ان کے جوابات کی تلوار ملحدین کی گردن کو کاٹتی رہے، الله ان کو ہماری اور تمام مسلمانوں کی طرف سے جزائے خیر عطا فرمائے اور الله تعالٰی ان کی مقبول خدمات کو اوتاد و نجباء کے ساتھ شمار فرمائے، مجھے اپنی عمر کی قسم اس جواب کو صرف سلیم قلب والے لوگ ہی قبول کریں گے اور اس میں باطل کی تلاش صرف ملحد وزندیق مردود کو ہی ہوگی، جیسے کسی نے کہا:

الحمد لله بیشک حق ظاہر ہوا مگر اندھوں کے لئے نہیں جو چاند کو نہیں پہچانتے، یہ ظہور ایسے فاضل سے ہوا جس نے اپنے آباء واجداد سے شرف پایا، اس کی مجلس کے بادل نے جن وبشر کو سیراب کیا۔

یہ حق ہے کہ جس کو الله تعالٰی گمراہ کرے اس کا کوئی ہادی نہیں اور جس کو وہ ہدایت دے اس کو گمراہ کرنے والا کوئی نہیں، اے الله! ہمیں افعال میں ایسے متصف فرما جیسے تو نے ہمیں اقوال میں واصف بنایا، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کی آل پاک کے وسیلہ سے

ہمیں راضی بنا اور ہم سے راضی رہ،اور ہمیں گمراہوں کی گمراہی اور شیطانوں کی شیطنت سے محفوظ فرما،ہماری آخری التجا اللہ رب العالمین کی حمد ہے،احمد مکی چشتی صابری امدادی مدرس مدرسہ احمدیہ نے ۱۳۱۷ھ میں اپنے دستخطوں سے مکہ مکرمہ میں جاری کیا۔(ت)	ان الحمد للّٰہ رب العٰلمین نمقه بیبنانه الراجی عفو ربه الحفی الباری احمد المکی الجشتی الصابری الامدادی المدرس بالمدرسة الاحمدیة الواقعة فی مکّة المحمیة ۱۳۱۷ھ۔

نوٹ:

جلد پانزدھم کتاب السیر (حصہ دوم) ختم ہوئی

جلد شانزدھم کا آغاز کتاب الشرکة سے ہوگا۔